جدید تخریج شدہ



سیرتِ مصطفیٰ ﷺ

حضرت علامہ
عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ





تخریج شدہ

سیرتِ مُصطفٰے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تصنیف

حضرت علامہ الحاج عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی مدظلہ



ناشر

رضا بُک شاپ

شاہ حسین روڈ پرانا اڈا گجرات

نام کتاب .... سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مصنف .... علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی مدظلہ العالی

تصحیح .... مولانا محمد یعقوب رضوی

تخریج .... علامہ محمد یونس مبین قادری اشرفی

مدرس: الجامعۃ الاشرفیہ، علی مسجد گجرات

کمپوزر .... محمد اکرام اللہ بٹ، (جلالپور جٹاں، گجرات)

ناشر .... رضا بک شاپ، شاہ حسین روڈ گجرات

صفحات 656

قیمت ....

ملنے کے پتے

فہرست سیرتِ مصطفیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ

وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ

شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ

فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ

وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ

وَرَسُوْلُهٗ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا

مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَبَدَ الْاٰبِدِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ ط

☆☆☆ ☆☆☆ ☆☆☆

شرف انتساب

حضور شہنشاہ کونین ﷺ کی بارگاہ عظمت میں ایک ناکارہ اُمتی

کا

نذرانۂ عقیدت

یارسول اللہ ! بہ درگاہت پناہ آوردہ ام
ہمچو کاہے عاجزم ،کوہِ گناہ آوردہ ام

خاک بوسِ نعلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
عبدالمصطفیٰ الاعظمی عفی عنہ

☆☆☆............☆☆☆............☆☆☆

عرضِ مُؤلّف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

الحمدللہ! خداوند قدوس جل جلالہ، کا بے شمار شکر ہے کہ میری ایک بہت ہی دیرینہ، اور بہت بڑی قلبی تمنا پوری ہوگئی، کہ بہت سے موانع کے باوجود حضور اقدس شہنشاہ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ مقدسہ کے اہم عنوانوں پر یہ چند اوراق لکھنے کی مجھے سعادت نصیب ہوگئی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ

یہ کتاب اگرچہ اپنے موضوع کے اعتبار سے بہت ہی مختصر ہے لیکن بحمدہٖ تعالیٰ سیرتِ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ضروری مضامین کی ایک حد تک جامع ہے۔ جس کو میں چمنستان سیرت کے گلہائے رنگا رنگ کا ایک مقدس اور حسین گلدستہ بنا کر ''سیرۃ المصطفیٰ'' کے نام سے ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کی روحانی مسرت حاصل کر رہا ہوں۔

مختصر کیوں؟

پہلے خیال تھا کہ سیرتِ مقدسہ کے تمام عنوانوں پر کئی جلدوں میں ایک مبسوط و مفصل کتاب تحریر کروں، مگر چند وجوہ مجھے اپنے اس خیال سے رجوع کرنا پڑا۔

اولاً: یہ کہ مجھ سے پہلے ہر زمانے میں اور ہر زبان میں ہزاروں خوش نصیبوں کو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس سیرت پر کتابیں لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ہزاروں لاکھوں خوش بخت مسلمان اس سعادت سے سرفراز ہوتے رہیں گے، بہت سے خوش قسمت مصنفین ہزاروں صفحات پر کئی کئی جلدوں میں بڑی بڑی ضخیم کتابیں اسی مضمون پر لکھ کر سعادت کونین سے سرفراز اور دولت دارین سے مالا مال ہو گئے، اور اس میں شک نہیں کہ ان بزرگانِ دین نے اپنی ضخیم کتابوں میں سیرتِ نبویہ کے تمام اہم عنوانات پر سیر حاصل تفاصیل فراہم کی ہیں لیکن پھر بھی ان میں سے کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ہم نے شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پاک کے تمام

گوشوں کو مکمل کر کے اس کے تمام جزئیات کا احاطہ کر لیا ہے کیونکہ سیرتِ نبویہ کا ہر عنوان وہ بحرِ ناپیدا کنار ہے کہ اس کو پار کر لینا بڑے بڑے اہل علم کے لئے اتنا ہی دشوار ہے جتنا کہ آسمان کے چاند ستاروں کو توڑ کر اپنے دامن میں رکھ لینا۔

اب ظاہر ہے کہ جو کام علم و عمل کے ان سربلند پہاڑوں سے نہ ہو سکا بھلا مجھ جیسے ناکارہ انسان سے اس کام کے انجام پا جانے کا کیونکر تصور کیا جا سکتا ہے؟ اس لئے مجھے اسی میں اپنی خیریت نظر آئی کہ صرف چند اوراق کی ایک کتاب سیرت نبویہ کے موضوع پر لکھ کر مصنفین سیرت کی مقدس فہرست میں اپنا نام لکھوا لوں، اور ان بزرگوں کی صفِ نعال میں جگہ پا لینے کی سعادت حاصل کر لوں۔

ثانیاً : یہ کہ انسانی مصروفیات کے اس دور میں جب کہ مسلمانوں کو اپنی ضروریاتِ زندگی سے بالکل ہی فرصت نہیں مل رہی ہے، اور علمی تحقیقات سے ان کی ہمتیں کوتاہ، اور دلچسپیاں ناپید ہو چکی ہیں، اور ذہن و حافظہ کی قوتیں بھی کافی حد تک ماؤف و کمزور ہو چکی ہیں، آج کل کے مسلمانوں سے یہ امید فضول نظر آئی کہ وہ طویل و مفصل اور موٹی موٹی کتابوں کو پڑھ کر اس کے مضامین کو اپنے ذہن و حافظہ میں محفوظ رکھ سکیں گے۔ لہٰذا اس حال و ماحول کا لحاظ کرتے ہوئے میرے خیال میں یہی مناسب معلوم ہوا کہ سیرت نبویہ کے موضوع پر ایک اتنی مختصر اور جامع کتاب لکھ دی جائے جس کو مسلم طبقہ اپنے قلیل ترین اوقات فرصت میں صرف چند نشستوں کے اندر پڑھ ڈالے اور اس کو اپنے ذہن و حافظہ میں محفوظ رکھے۔

ثالثاً: یہ کہ میرے نزدیک اس موضوع پر مبسوط و مفصل کتاب کی تدوین و تالیف تو بہت ہی آسان کام ہے، مگر اس کی طباعت و اشاعت کا انتظام کرنا غریب طبقہ علماء کے لئے اتنا مشکل کام ہے جتنا کہ ہمالیہ کی بلند چوٹیوں کو سر کر لینا، کیونکہ مسلمانانِ اہلِ سنت کا مالدار طبقہ لغو اور فضول کاموں میں تو لاکھوں کی دولت اڑا دینے کو اپنے لئے اتنا ہی آسان سمجھتا ہے جتنا کہ اپنی ناک پر سے مکھی اڑا دینے کو، لیکن کسی دینی و مذہبی کتاب کی طباعت، یا اس کی خریداری میں اس کے لئے ایک نیا پیسہ لگا دینا اتنا ہی دشوار اور کٹھن کام ہے جتنا کہ اپنی کھال کو اتار کر پامال کر دینا، یہ وہ تلخ حقیقت ہے کہ جس کی تلخی سے بار بار تجربات کے کام و دہن بگڑ چکے ہیں، لہٰذا ان تجربات کی بنا پر میں نے یہی بہتر سمجھا کہ میں بس اتنی ہی ضخیم کتاب لکھوں جس کی طباعت و اشاعت کے اخراجات کا سارا بار میں خود ہی اٹھا سکوں۔ اور مجھے کسی کے آگے دستِ سوال دراز کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔

سببِ تالیف

اولاً تو خود ایک مدتِ دراز سے یہ نیک تمنا میرے دل کی گہرائیوں میں موجزن رہتی تھی کہ میں اپنے قلم سے حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ طیبہ، اور آپ کی مقدس زندگی پر کوئی کتاب لکھ کر ان بزرگانِ ملت کا کفش بردار بن جاؤں جنہوں نے سیرتِ نبویہ کی تصنیف و تالیف میں اپنی عمروں کا سرمایہ صرف کر کے ایسی تجارتِ آخرت کی کہ اس کے نفع میں انہیں "رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ" کی دولتِ دارین کا خزانہ مل گیا، (یعنی اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے خوش ہو گئے۔)

پھر مزید برآں میری تصنیفات کے قدردانوں نے بھی بار بار تقاضا کیا کہ سیرتِ مبارکہ کے مقدس موضوع پر بھی کچھ نہ کچھ آپ ضرور لکھ دیں، اور ان کرم فرماؤں کا یہ مخلصانہ اصرار اس حد تک میرے سر پر سوار ہو گیا کہ میں اس سے انکار و فرار کی تاب نہ لا سکا۔

پھر "سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا" کہ اغیار نے بار بار یہ طعنہ مارا کہ علماء اہلسنت محبت رسول کا دعویٰ تو کرتے ہیں، مگر اردو زبان میں سیرت نبویہ کے موضوع پر ان لوگوں نے بہت ہی کم لکھا ، برخلاف اس کے ملک کی دوسری جماعتوں کے قلمکاروں نے اس موضوع پر اس قدر زیادہ لکھا کہ اردو کتابوں کی مارکیٹ میں سیرت کی بہت سی کتابیں مل رہی ہیں جو سب انہی لوگوں کے زورِ قلم کی رہین منت ہیں۔

یہ ہیں وہ اسباب و محرکات جن سے متاثر ہو کر اپنی نااہلی اور علمی سرمایہ سے افلاس کے باوجود مجھے قلم اٹھانا پڑا، اور کثرتِ کار و ہجومِ افکار کے محشرستان میں اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود چند اوراق کا یہ مجموعہ پیش کرنا پڑا۔

اس کتاب کو میں نے حتی الامکان اپنی طاقت بھر جاذبِ قلب و نظر اور جامع ہونے کے ساتھ مختصر بنانے کی کوشش کی ہے، اب یہ فیصلہ ناظرین کرام کی نگاہ نقد و نظر کا دست نگر ہے کہ میں اپنی کوششوں میں کس حد تک کامیاب ہوا یا نہیں؟

ہجومِ موانع

یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۹۵ھ کا دن میری تاریخ زندگی میں یادگار رہے گا کیونکہ استخارہ کے بعد اسی تاریخ کو میں نے اس کتاب کی "بسم اللہ" تحریر کی، مگر خدا کی شان کہ ابھی چند ہی صفحات لکھنے پایا تھا کہ

بالکل ہی ناگہاں ریاحی درد گردہ کا اتنا شدید دورہ پڑا کہ میں اپنی زندگی سے مایوس ہونے لگا، اور ٹانڈہ سے مکان جا کر مسلسل ایک ماہ تک صاحب فراش رہا، پھر رمضان ۱۳۹۵ھ میں مرض سے افاقہ ہوا تو نقاہت ہی کے عالم میں بحالتِ روزہ اس کام کو شروع کیا، اور الحمدللہ! کہ اس کی برکت سے روز بروز صحت وطاقت میں اضافہ ہوتا گیا، اور کام آگے بڑھتا رہا، مگر پھر ۳/شوال المکرم ۱۳۹۵ھ کو اچانک آشوبِ چشم کا عارضہ لاحق ہوگیا، اور پھر کام بند ہوگیا، ایک ماہ کے بعد لکھنے پڑھنے کے قابل ہوا تو جاڑوں کا چھوٹا دن، دونوں وقت کا مدرسہ، خطوط کے جوابات، احباب سے ملاقاتیں، ان مشاغل کی وجہ سے تصنیف وتالیف کے لئے دن بھر قلم پکڑنے کی فرصت ہی نہیں ملتی تھی، مجبوراً سردیوں کی راتوں میں لحاف اوڑھ کر لکھنا پڑا، پھر بھی بڑی مشکل یہ درپیش تھی کہ ٹانڈہ میں ضروری کتابوں کا ملنا دشوار تھا، اور مدرسہ کی مصروفیات کے باعث ملک کی کسی لائبریری میں نہیں جاسکتا تھا، مجبوراً انہی چند کتابوں کی مدد سے جو اپنے پاس تھیں کام چلانا پڑا۔ جن کے حوالے جابجا اس کتاب میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے!

پھر اواخر صفر ۱۳۹۶ھ میں ناگہانی طور پر یہ حادثہ گزرا کہ میری پیاری جوان بیٹی عارفہ خاتون مرحومہ مرض سرسام میں مبتلا ہوگئی اور ۲۷ صفر ۱۳۹۶ھ کو وفات پاگئی، اس صدمہ جانکاہ نے میرے دل ودماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، پھر ربیع الاول ۱۳۹۶ھ میں جلسوں کا ایسا تانتا بندھا کہ ایک ماہ میں تقریباً بارہ جلسوں میں تقریریں کرنا پڑیں، اور بحالت سفر اس کا موقع ہی نہیں تھا، کہ کچھ لکھ سکتا، غرض روز بروز ناساعد حالات نے قدم قدم پر مجھے قلم اٹھانے سے روکا مگر بحمدہٖ تعالیٰ ان طوفانوں کے تلاطم میں بھی میرے عزم واستقامت کی کشتی نہیں ڈگمگائی، اور میں فرصت کے اوقات میں چلتے پھرتے چند سطریں لکھتا ہی رہا، خداوند قدوس علیم وخبیر ہے کہ ان ہوش رُبا حالات میں اس کتاب کا صرف چودہ ماہ کی قلیل مدت میں مکمل ہوجانا میں اس کو اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہہ سکتا کہ

"ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ"

یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، وہ جس کو چاہتا ہے اپنا فضل عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے۔

ملتجیانہ گزارش

جن پریشان کن حالات میں اس کتاب کی ترتیب وتالیف ہوئی ہے وہ آپ کے سامنے ہیں، اس

لئے اگر ناظرین کرام کو اس میں کوئی کمی یا خامی نظر آئے، تو میں بہت ہی شکر گزار ہوں گا کہ وہ میری اصلاح فرما کر مجھے اپنا ممنون احسان بنائیں اور اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد از راہ کرم ایک کارڈ لکھ کر مجھے اپنے تاثرات سے ضرور مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ اڈیشنوں میں خامیوں کی تکمیل اور آپ کے حکموں کی تعمیل کر کے تلافی مافات کر سکوں۔

شکریہ و دُعاء

آخر میں اپنے شاگرد رشید و عزیز سعید مولوی محمد ظہیر عالم صاحب آسی قادری نیپالی سلمہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کا املاء تحریر کرنے اور حوالوں کو تلاش کرنے میں نہایت ہی اخلاص کے ساتھ میری مدد کی، اسی طرح اپنے دوسرے تلمیذ باتمیز اخی فی اللہ مولوی محمد نعیم اللہ صاحب مجددی فیضی سلمہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار ہوں کہ وہ میری دوسری تصنیفات کی طرح اس کتاب کی کاپیوں اور پروفوں کی تصحیح، اور اس کی طباعت و اشاعت کی جدو جہد میں میرے شریک کار رہے، مولیٰ تعالیٰ ان دونوں عزیزوں کو نعمتِ کونین سے سرفراز اور دولت دارین سے مالا مال فرمائے، اور میری اس تالیف کو مقبول فرما کر اس کو قبول فی الارض کی کرامتوں سے نوازے، اور اس کو امتِ مسلمہ کے لئے ذریعۂ رشد و ہدایت اور مجھ گنہگار کے لئے زادِ آخرت و سامان مغفرت بنائے۔

آمِيْنْ بِجَاهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ وَعَلٰى مَنْ تَبِعَهُمْ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ بِرَحْمَتِهٖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۔

عبد المصطفیٰ الاعظمی عفی عنہ
یکم شعبان ۱۳۹۶ھ ٹانڈہ

☆☆☆.........☆☆☆.........☆☆☆

مُقَدِّمۃُ الْکِتَابِ

سیرتِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا موضوع اس قدر دل کش، ایمان افروز اور روح پرور عنوان ہے کہ عاشقانِ رسول کیلئے اس چمنستان کی گل چینی، ایمانی قلب وروح کے لئے فرح وسرور کی ایسی ''بہشتِ خُلد'' ہے کہ جنّۃ الفردوس کی ہزاروں رعنائیاں اس کے ایک ایک پھول سے رنگ وبو کی بھیک مانگنے کو اپنے لئے سرمایہء افتخار تصور کرتی ہیں اسی لئے ان حق پرست علماء ربانیین نے جن کے مقدس سینوں میں محبتِ رسول کے ہزاروں پھول کھلے ہوئے ہیں اس ایمانی عنوان اور نورانی موضوع پر اپنی زندگی کی آخری سانس تک قلم چلاتے چلاتے اپنی جانیں قربان کردیں، چنانچہ آج ہر زبان میں سیرتِ نبویہ کی کتابوں کا اتنا بڑا ذخیرہ ہمارے سامنے موجود ہے کہ دنیا میں کسی بڑے شہنشاہ کی سوانح حیات کے بارے میں اس کا لاکھواں بلکہ کروڑواں حصہ بھی عالم وجود میں نہ آسکا۔

وہ عاشقانِ رسول جو سیرت نویسی کی بدولت آسمان عزت وعظمت میں ستاروں کی طرح چمکتے اور چمنستانِ شہرت میں پھولوں کی طرح مہکتے ہیں ان خوش نصیب عالموں کی فہرست اتنی طویل ہے کہ ان کا حصروشمار ہماری طاقت واقتدار سے باہر ہے مثال کے طور پر ہم یہاں ان چند مشہور علماءِ سیرت کے مقدس ناموں کا ان کے سنِ وفات کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، جو بارگاہ الٰہی میں ذاکر رسول ہونے کی حیثیت سے اس قدر مقبول ہیں کہ اگر ایام قحط میں نماز استسقاء کے بعد ان بزرگوں کے ناموں کا وسیلہ پکڑ کر خدا سے دعا مانگی جائے تو فوراً ہی بارانِ رحمت کا نزول ہوجائے اور اگر مجالس میں ان سعید روحوں کا تذکرہ چھیڑ دیا جائے تو رحمت کے فرشتے اپنے مقدس بازوؤں اور پروں کو پھیلا کر ان محفلوں کا شامیانہ بنادیں۔

چند مصنفینِ سیرت

خلفاء راشدین بلکہ خلیفہء عادل حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت سے کچھ قبل تک چونکہ حدیثوں کا لکھنا ممنوع قرار دے دیا گیا تھا تاکہ قرآن وحدیث میں خلط ملط نہ ہونے پائے اس لئے سیرتِ نبویہ کے موضوع پر حضرات صحابہء کرام کی کوئی تصنیف عالم وجود میں نہ

آ سکی مگر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں جب احادیث نبویہ کی کتابت کا عام طور پر چرچا ہوا تو دورِ تابعین میں ''محدثین'' کے ساتھ ساتھ سیرت نبویہ کے مصنفین کا بھی ایک طبقہ پیدا ہو گیا۔

حضرات صحابہ کرام سیرت نبویہ کے موضوع پر کتابیں تو تصنیف نہ کر سکے، مگر وہ اپنی یادداشت سے زبانی طور پر اپنی مجالس، اپنی درسگاہوں، اپنے خطبات میں احادیث احکام کے ساتھ ساتھ سیرت نبویہ کے مضامین بھی بیان کرتے رہتے تھے، اسی لئے احادیث کیطرح مضامین سیرت کی روایتوں کا سرچشمہ بھی صحابہ کرام ہی کی مقدس شخصیتیں ہیں۔

بہرحال دورِ تابعین سے گیارہویں صدی تک چند مقتدر محدثین و مصنفین سیرت کے اسمائے گرامی ملاحظہ فرمایئے، گیارہویں صدی کے بعد والے مصنفین کے ناموں کو ہم نے اس فہرست میں اس لئے جگہ نہیں دی کہ یہ لوگ درحقیقت اگلے مصنفین ہی کے خوشہ چین وفیض یافتہ ہیں۔

۱...... حضرت عروہ بن زبیر تابعی (متوفی ۹۲ھ)
۲...... حضرت عامر بن شراحیل امام شعبی (متوفی ۱۰۴ھ)
۳...... حضرت ابان بن امیر المؤمنین حضرت عثمان (متوفی ۱۰۵ھ)
۴...... حضرت وہب بن منبہ یمنی (متوفی ۱۱۰ھ)
۵...... حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ (متوفی ۱۱۰ھ)
۶...... حضرت شرحبیل بن سعد (متوفی ۱۲۳ھ)
۷...... حضرت محمد بن شہاب زہری (متوفی ۱۲۴ھ)
۸...... حضرت اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن سدی (متوفی ۱۲۷ھ)
۹...... حضرت عبداللہ بن ابوبکر بن حزم (متوفی ۱۳۵ھ)
۱۰...... حضرت موسیٰ بن عقبہ (صاحب المغازی، متوفی ۱۴۱ھ)
۱۱...... حضرت معمر بن راشد (متوفی ۱۵۰ھ)
۱۲...... حضرت محمد بن اسحٰق (صاحب المغازی) (متوفی ۱۵۰ھ)
۱۳...... حضرت زیاد بکائی (متوفی ۱۸۳ھ)
۱۴...... حضرت محمد بن عمرو واقدی (صاحب المغازی) (متوفی ۲۰۷ھ)

۱۵......حضرت محمد بن سعد (صاحب الطبقات، متوفی ۲۳۰ھ)
۱۶......حضرت ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)
۱۷......حضرت مسلم بن حجاج قشیری (مصنف مسلم شریف متوفی ۲۶۱ھ)
۱۸......حضرت ابومحمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ (متوفی ۲۶۷ھ)
۱۹......حضرت ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ)
۲۰......حضرت ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ)
۲۱......حضرت ابوعبداللہ محمد یزید بن ماجہ قذوینی (متوفی ۲۷۳ھ)
۲۲......حضرت ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ)
۲۳......حضرت محمد بن جریر طبری (صاحب التاریخ، متوفی ۳۱۰ھ)
۲۴......حضرت حافظ عبدالغنی بن سعید امام النسب (متوفی ۳۳۲ھ)
۲۵......حضرت ابونعیم احمد بن عبداللہ (صاحب الحلیہ، متوفی ۴۳۰ھ)
۲۶......حضرت شیخ الاسلام ابوعمر حافظ ابن عبدالبر (متوفی ۴۶۳ھ)
۲۷......حضرت ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)
۲۸......حضرت علامہ قاضی عیاض (صاحب الشفاء، متوفی ۵۴۴ھ)
۲۹......حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی (صاحب الروض الانف، متوفی ۵۸۱ھ)
۳۰......حضرت علامہ عبدالرحمٰن ابن الجوزی (صاحب شرف المصطفیٰ متوفی ۵۹۷ھ)
۳۱......حضرت احمد بن محمد بن ابوبکر قسطلانی، (صاحب مواہب لدنیہ، متوفی ۹۲۳ھ)
۳۲......حضرت امام شرف الدین عبدالمومن دمیاطی (متوفی ۷۰۵ھ) صاحب سیرت دمیاطی)
۳۳......حضرت ابن سید الناس بصری (متوفی ۷۳۴ھ) صاحب عیون الاثر
۳۴......حضرت حافظ علاء الدین مغلطائی (صاحب الاشارہ الی سیرۃ المصطفیٰ متوفی ۷۶۲ھ)
۳۵......حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی (شارح بخاری، متوفی ۸۵۲ھ)
۳۶......حضرت علامہ بدرالدین محمود عینی، شارح بخاری، متوفی ۸۵۵ھ)
۳۷......حضرت ابوالحسن علی بن عبداللہ بن احمد سمہودی (صاحب وفاء الوفاء، متوفی ۹۱۱ھ)
۳۸......حضرت محمد بن یوسف صالحی (صاحب السیرۃ الشامیہ، متوفی ۹۴۲ھ)

۳۹......حضرت علی بن برہان الدین (صاحب السیرۃ الحلبیہ متوفی ۱۰۴۴ھ)

۴۰......حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (صاحب مدارج النبوۃ، متوفی ۱۰۵۲ھ)

سیرۃ کیا ہے؟

قدمائے محدثین وفقہاء "مغازی وسیر" کے عنوان کے تحت میں فقط غزوات اور اس کے متعلقات کو بیان کیا کرتے تھے، مگر سیرت نبویہ کے مصنفین نے اس عنوان کو اس قدر وسعت دیدی کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت سے وفات اقدس تک کے تمام مراحلِ حیات، آپ کی ذات وصفات، آپ کے دن رات، اور تمام وہ چیزیں جن کو آپ کی ذات والاصفات سے تعلقات ہوں ،خواہ وہ انسانی زندگی کے معاملات ہوں یا نبوت کے معجزات ہوں ان سب کو "کتاب سیرت" ہی کے ابواب وفصول اور مسائل شمار کرنے لگے۔

چنانچہ اعلانِ نبوت سے پہلے اور بعد کے تمام واقعات کاشانہ نبوت سے جبل حراء کے غار تک، اور جبل حراء کے غار سے جبلِ ثور کے غار تک، اور حرم کعبہ سے طائف کے بازار تک، اور مکہ کی چراگاہوں سے ملک شام کی تجارت گاہوں تک اور ازواج مطہرات کے حجروں کی خلوت گاہوں سے لے کر اسلامی غزوات کی رزم گاہوں تک، آپ کی حیاتِ مقدسہ کے ہر ہر لمحہ میں آپ کی مقدس سیرت کا آفتاب عالم تاب جلوہ گر ہے۔

اسی طرح خلفاء راشدین ہوں یا دوسرے صحابہ کرام، ازواج مطہرات ہوں یا آپکی اولادِ عظام، ان سب کی کتاب زندگی کے اوراق پر سیرت نبوت کے نقش ونگار پھولوں کیطرح مہکتے، موتیوں کی طرح چمکتے، اور ستاروں کی طرح جگمگاتے ہیں، اور یہ تمام مضامین سیرتِ نبویہ کے "شجرۃ الخلد" ہی کی شاخیں، پتیاں، پھول اور پھل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملکِ عرب

یہ براعظم ایشیاء کے جنوب مغرب میں واقع ہے، چونکہ اس ملک کے تین طرف سے سمندر نے اور چوتھی طرف سے دریائے فرات نے جزیرہ کی طرح گھیر رکھا ہے، اس لئے اس ملک کو "جزیرۃ العرب" بھی کہتے ہیں، اس کے شمال میں شام وعراق، مغرب میں بحر احمر (بحیرہ قلزم) جو مکہ معظمہ سے بجانب مغرب تقریباً ستر (۷۷) کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور جنوب میں بحر ہند اور مشرق میں خلیج عمان وخلیج

فارس ہیں۔

اس ملک میں قابلِ زراعت زمینیں کم ہیں اوراس کا کثیر حصہ پہاڑوں اور ریگستانی صحراؤں پر مشتمل ہے۔
{تاریخ دول العرب والاسلام جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 3}

علماء جغرافیہ نے زمینوں کے طبعی ساخت کے لحاظ سے اس ملک کو آٹھ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱.....حجاز ۔۲.....یمن ۔۳.....حضر موت۔۴.....مہرہ ۔۵.....عمان۔ ۶.....بحرین ۔۷.....نجد
۸.....احقاف۔ (تاریخ دول العرب والاسلام جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 3)

حجاز

یہ ملک کے مغربی حصہ میں بحر احمر (بحیرہ قلزم) کے ساحل کے قریب واقع ہے، حجاز سے ملے ہوئے ساحل سمندر کو جو نشیب میں واقع ہے ''تہامہ'' یا غور (پست زمین) کہتے ، اور حجاز سے مشرق کی جانب جو ملک کا حصہ ہے وہ '' نجد'' بلند زمین کہلاتا ہے ''حجاز'' چونکہ ''تہامہ'' اور ''نجد'' کے درمیان حاجز اور حائل ہے، اسی لئے ملک کے اس حصہ کو ''حجاز'' کہنے لگے۔
{تاریخ دول العرب والاسلام جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 4}

حجاز کے مندرجہ ذیل مقامات، تاریخ اسلام میں بہت زیادہ مشہور ہیں۔

مکہ مکرمہ.....مدینہ منورہ ..... بدر ..... اُحد ..... خیبر.....فدک ..... حنین ......طائف .....تبوک ......غدیر خم وغیرہ۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا شہر ''مدین'' تبوک کے محاذ میں بحر احمر کے ساحل پر واقع ہے، مقام ''حجر'' میں جو وادی القرٰی ہے وہاں اب تک عذابِ الٰہی سے قوم ثمود کی الٹ پلٹ کردی جانے والی بستیوں کے آثار پائے جاتے ہیں۔ ''طائف'' حجاز میں سب سے زیادہ سرد اور سرسبز مقام ہے اور یہاں کے میوے بہت مشہور ہیں۔

مکہ مکرمہ

حجاز کا یہ مشہور شہر مشرق میں ''جبل ابوقبیس'' اور مغرب میں ''جبلِ قعیقعان'' دو بڑے بڑے پہاڑوں کے درمیان واقع ہے اور اس کے چاروں طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں ، اور ریتیلے میدانوں کا سلسلہ دور دور تک چلا گیا ہے، اسی شہر میں حضور شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔

اس شہر اور اس کے اطراف میں مندرجہ ذیل مشہور مقامات واقع ہیں۔

کعبہ معظمہ ...... صفا مروہ ...... منیٰ ...... مزدلفہ ...... عرفات ...... غار حرا ...... غار ثور ...... جبل تنعیم ...... جعرانہ وغیرہ۔

مکہ مکرمہ کی بندرگاہ اور ہوائی اڈا ''جدہ'' ہے جو تقریباً چون (۵۴) کیلومیٹر سے کچھ زائد کے فاصلہ پر بحیرہ قلزم کے ساحل پر واقع ہے۔

مکہ مکرمہ میں ہر سال ذوالحجہ کے مہینے میں تمام دنیا کے لاکھوں مسلمان بحری ہوائی اور خشکی کے راستوں سے حج کے لئے آتے ہیں۔

مدینہ منورہ

مکہ مکرمہ سے تقریباً تین سو بیس کیلومیٹر کے فاصلہ پر مدینہ منورہ ہے جہاں مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور دس برس تک مقیم رہ کر اسلام کی تبلیغ فرماتے رہے اور اسی شہر میں آپ کا مزار مقدس ہے، جو مسجد نبوی کے اندر ''گنبد خضراء'' کے نام سے مشہور ہے۔

مدینہ منورہ سے تقریباً ساڑھے چار کیلومیٹر جانب شمال کو اُحد کا پہاڑ ہے جہاں حق و باطل کی مشہور لڑائی ''جنگ اُحد'' لڑی گئی، اسی پہاڑ کے دامن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت سید الشہداء حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک ہے جو جنگ اُحد میں شہید ہوئے۔

مدینہ منورہ سے تقریباً پانچ کیلومیٹر کی دوری پر ''مسجد قبا'' ہے، یہی وہ مقدس مقام ہے جہاں ہجرت کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام فرمایا، اور اپنے دست مبارک سے اس مسجد کو تعمیر فرمایا، اس کے بعد مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی۔ مدینہ منورہ کی بندرگاہ ''ینبع'' ہے جو مدینہ منورہ سے ایک سو سترہ کیلومیٹر کے فاصلہ پر بحیرہ قلزم کے ساحل پر واقع ہے۔

خاتم النبیین عرب میں کیوں؟

اگر ہم ملک عرب کو کرہ زمین کے نقشہ پر دیکھیں تو اس کے محل وقوع سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملک عرب کو ایشیا، یورپ اور افریقہ تین براعظموں کے وسط میں جگہ دی ہے اس سے بخوبی یہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ اگر تمام دنیا کی ہدایت کے واسطے ایک واحد مرکز قائم کرنے کے لئے ہم کسی جگہ کا انتخاب کرنا چاہیں تو ملک عرب ہی اس کے لئے سب سے زیادہ موزوں اور مناسب مقام ہے، خصوصاً

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ پر نظر کر کے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب افریقہ اور یورپ، اور ایشیا کی تین بڑی بڑی سلطنتوں کا تعلق ملک عرب سے تھا، تو ظاہر ہے کہ ملک عرب سے اٹھنے والی آواز کو ان براعظموں میں پہنچائے جانے کے ذرائع بخوبی موجود تھے، غالباً یہی وہ حکمتِ الٰہیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملک عرب میں پیدا فرمایا، اور ان کو اقوام عالم کی ہدایت کا کام سپرد فرمایا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

عرب کی سیاسی پوزیشن

حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ کے وقت ملک عرب کی سیاسی حالت کا یہ حال تھا کہ جنوبی حصہ پر سلطنتِ حبشہ کا اور مشرقی حصہ پر سلطنتِ فارس کا قبضہ تھا، اور شمالی ٹکڑا سلطنتِ روم کی مشرقی شاخ سلطنت قسطنطنیہ کے زیر اثر تھا، اندرونِ ملک بزعم خود ملکِ عرب آزاد تھا لیکن اس پر قبضہ کرنے کے لئے ہر ایک سلطنت کوشش میں لگی ہوئی تھی اور درحقیقت ان سلطنتوں کی باہمی رقابتوں ہی کے طفیل میں ملک عرب آزادی کی نعمت سے بہرہ ور تھا۔

عرب کی اخلاقی حالت

عرب کی اخلاقی حالت نہایت ہی ابتر بلکہ بد سے بدتر تھی، جہالت نے ان میں بت پرستی کو جنم دیا ،اور بت پرستی کی لعنت نے ان کے انسانی دل و دماغ پر قابض ہو کر ان کو توہم پرست بنادیا تھا، وہ مظاہر فطرت کی ہر چیز پتھر، درخت، چاند، سورج، پہاڑ، دریا وغیرہ کو اپنا معبود سمجھنے لگ گئے تھے، اور خود ساختہ مٹی اور پتھر کی مورتوں کی عبادت کرتے تھے، عقائد کی خرابی کے ساتھ ساتھ ان کے اعمال وافعال بے حد بگڑے ہوئے تھے، قتل، رہزنی، جوا، شراب نوشی، حرام کاری عورتوں کا اغواء، لڑکیوں کو زندہ در گور کرنا، عیاشی، فحش گوئی، غرض کون سا ایسا گندہ اور گھناؤنا عمل تھا جو ان کی شرشت میں نہ رہا ہو، چھوٹے بڑے سب کے سب گناہوں کے پتلے اور پاپ کے پہاڑ بنے ہوئے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد

بانی کعبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک فرزند کا نام نامی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہے جو حضرت بی بی ہاجرہ کے شکم مبارک سے پیدا ہوئے تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو

اوران کی والدہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مکہ مکرمہ میں لاکر آباد کیا اور عرب کی زمین ان کو عطا فرمائی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے فرزند کا نام نامی حضرت اسحٰق علیہ السلام ہے جو حضرت بی بی سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مقدس شکم سے تولد ہوئے تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو ملکِ شام عطا فرمایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تیسری بیوی حضرت قطورہ کے پیٹ سے جو اولاد "مدین" وغیرہ ہوئے ان کو آپ نے یمن کا علاقہ عطا فرمایا۔

اولادِ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے ہوئے اور ان کی اولاد میں خداوند قدوس نے اس قدر برکت عطا فرمائی کہ وہ بہت جلد تمام عرب میں پھیل گئے، یہاں تک کہ مغرب میں مصر کے قریب تک ان کی آبادیاں جا پہنچیں، اور جنوب کی طرف ان کے خیمے یمن تک پہنچ گئے، اور شمال کی طرف ان کی بستیاں ملک شام سے جا ملیں، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ایک فرزند جن کا نام "قیدار" تھا، بہت ہی نامور ہوئے اور ان کی اولاد خاص مکہ میں آباد رہی، اور یہ لوگ اپنے باپ کی طرح ہمیشہ کعبہ معظمہ کی خدمت کرتے رہے، جس کو دنیا میں توحید کی سب سے پہلی درس گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔

انہی قیدار کی اولاد میں "عدنان" نامی نہایت اولوالعزم شخص پیدا ہوئے اور "عدنان" کی اولاد میں چند پشتوں کے بعد "قصی" بہت ہی جاہ و جلال والے شخص پیدا ہوئے جنہوں نے مکہ مکرمہ میں مشترکہ حکومت کی بنیاد پر ۴۴۰ء میں ایک سلطنت قائم کی، اور ایک قومی مجلس (پارلیمنٹ) بنائی جو "دارالندوۃ" کے نام سے مشہور ہے اور اپنا ایک قومی جھنڈا بنایا جس کو "لواء" کہتے ہیں اور مندرجہ ذیل چار عہدے قائم کیے، جن کی ذمہ داری چار قبیلوں کو سونپ دی۔

۱...... رفادۃ ۲...... سقایۃ

۳...... حجابۃ ۴...... قیادۃ

"قصی" کے بعد ان کے فرزند "عبد مناف" اپنے باپ کے جانشین ہوئے پھر ان کے فرزند "ہاشم" پھر ان کے فرزند "عبدالمطلب" یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کے جانشین ہوتے رہے، انہی عبدالمطلب کے فرزند حضرت عبداللہ ہیں جن کے فرزند ارجمند ہمارے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کی مقدس سیرت پاک لکھنے کا خداوند عالم نے اپنے فضل سے ہم کو شرف عطا فرمایا ہے۔

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے کا طریقہ

اس کتاب کا مطالعہ آپ اس طرح نہ کریں جس طرح عام طور پر لوگ ناولوں یا قصہ کہانیوں ،یا تاریخی کتابوں کو نہایت ہی لاپروائی کے ساتھ پاکی ناپاکی ہر حالت میں پڑھتے رہتے ہیں ،اور نہایت ہی بے توجہی کے ساتھ پڑھ کر ادھر اُدھر ڈال دیا کرتے ہیں بلکہ آپ اس جذبہء عقیدت اور والہانہ جوش محبت کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ کریں کہ یہ شہنشاہ دارین اور محبوب رب المشرقین والمغربین کی حیات طیبہ ،اور ان کی سیرت مقدسہ کا ذکر جمیل ہے ،جو ہماری ایمانی عقیدتوں کا مرکز اور ہماری اسلامی زندگی کا محور ہے ،یہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان قابلِ احترام اداؤں کا بیان ہے جن پر کائناتِ عالم کی تمام عظمتیں قربان ہیں لہٰذا اس کے مطالعہ کے وقت آپ کو ادب و احترام کا پیکر بن کر ،اور تعظیم و توقیر کے جذباتِ صادقہ سے اپنے قلب و دماغ کو منور کر کے اس تصور کے ساتھ اس کی ایک ایک سطر کو پڑھنا چاہیے کہ اس کا ایک ایک لفظ میرے لئے حسنات و برکات کا خزانہ ہے اور گویا میں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس دربار میں حاضر ہوں ،اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان پیاری پیاری اداؤں کو دیکھ رہا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیضِ صحبت سے انوار حاصل کر رہا ہوں حضرت ابو ابراہیم تجیبی علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ:

> ہر مومن پر واجب ہے کہ جب وہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرے یا اس کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا جائے تو وہ پُرسکون ہو کر نیازمندی و عاجزی کا اظہار کرے اور اپنے قلب میں آپ کی عظمت اور ہیبت و جلال کا ایسا ہی تاثر پیدا کرے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو حاضر ہونے کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلال و ہیبت سے متاثر ہوتا۔

{کتاب الشفاء جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 32}

اور حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

> حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات اقدس کے بعد بھی ہر اُمتی پر آپ کی اتنی ہی تعظیم و توقیر لازم ہے جتنی کہ آپ کی ظاہری حیات میں تھی ،چنانچہ خلیفہ بغداد ابوجعفر منصور عباسی جب مسجد نبوی میں آ کر زور زور سے بولنے لگا ،تو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو یہ کہہ کر ڈانٹ دیا کہ اے امیر المومنین! یہاں بلند آواز سے گفتگو نہ کیجیے ،کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں

اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار کا یہ ادب سکھایا ہے کہ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ یعنی نبی کے دربار میں اپنی آوازوں کو بلند نہ کرو۔ وَاِنَّ حُرْمَتَہٗ مَیِّتاً کَحُرْمَتِہٖ حَیًّا۔ اور آپ کی وفاتِ اقدس کے بعد بھی ہر امتی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتنی ہی تعظیم واجب ہے جتنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات میں تھی، یہ سن کر خلیفہ لرزہ براندام ہوکر نرم پڑ گیا۔

{کتاب الشفاء جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 32 تا 33}

بہرحال سیرت مقدسہ کی کتابوں کو پڑھتے وقت ادب و احترام لازم ہے اور بہتر یہ ہے کہ جب پڑھنا شروع کرے تو درود شریف پڑھ کر کتاب شروع کرے اور جب تک دلجمعی باقی رہے پڑھتا رہے اور جب ذرا بھی اکتاہٹ محسوس کرے تو پڑھنا بند کردے، اور بے توجہی کے ساتھ ہرگز نہ پڑھے۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی ھُوَ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆

حضور تاجدارِ دو عالم ﷺ

کی

مکّی زندگی

محمد وہ کتابِ کونِ کا طغرائے پیشانی
محمد وہ حریمِ قدس کا شمعِ شبستانی

مبشر جس کی بعثت کا ظہورِ عیسیٰ مریم
مصدق جس کی عظمت کا لب موسیٰ عمرانی

علیہم الصلوٰۃ والسلام

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ سَرْمَدًا ۔ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ الْمُصْطَفٰی وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَبَدًا۔

حَسْبِیْ رَبِّیْ جَلَّ اللّٰہ ...... نُوْرِ مُحَمَّدْ صَلَّی اللّٰہ

لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰہ ...... چل میرے خامہ "بِسْمِ اللّٰہِ"

پہلا باب

خاندانی حالات

نسب نامہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب شریف والد ماجد کی طرف سے یہ ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بن عبداللہ۔ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ۔ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ۔(۱)

اور والدہ ماجدہ کی طرف سے شجرہ نسب یہ ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے والدین کا نسب نامہ" کلاب بن مرہ" پر مل جاتا ہے اور آگے چل کر دونوں سلسلے ایک ہو جاتے ہیں "عدنان" تک آپ کا نسب نامہ صحیح سندوں کے ساتھ باتفاق مؤرخین ثابت ہے اس کے بعد ناموں میں بہت کچھ اختلاف ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی اپنا نسب نامہ بیان فرماتے تھے تو "عدنان" تک ہی ذکر فرماتے تھے۔(۲)

۱...... صحیح بخاری — کتاب المناقب — باب مبعث النبی ﷺ — ۵۴۳/۱ — مطبع قدیمی کتب خانہ کراچی

...... سیرت ابن ہشام مع روض الانف (مترجم) — ۳۳/۱ تا ۳۸ — ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

...... دلائل النبوۃ للبیہقی — ۱۷۳/۱ تا ۱۷۵ — دار الکتب العلمیہ بیروت

...... البدایۃ والنھایۃ — ۲۵۵/۲ — دار الکتب العلمیہ بیروت

...... دلائل النبوۃ ابو نعیم (عربی) — ۱۱/۱ — دار الکتب العلمیہ بیروت

...... السیرۃ النبویۃ لابن ہشام (مترجم) — ۲۵۶/۱ — ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

۲...... الروض الانف (مترجم) — ۴۰/۱ — ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

مگر اس پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ "عدنان" حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند ارجمند ہیں۔

خاندانی شرافت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان ونسب نجابت وشرافت میں تمام دنیا کے خاندانوں سے اشرف واعلیٰ ہے اور یہ وہ حقیقت ہے کہ آپ کے بدترین دشمن کفار مکہ بھی کبھی اس کا انکار نہ کر سکے۔ چنانچہ حضرت ابوسفیان نے جب وہ کفر کی حالت میں تھے۔ بادشاہ روم ہرقل کے بھرے دربار میں اس حقیقت کا اقرار کیا کہ "هُوَ فِيْنَا ذُوْنَسَبٍ" یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "عالی خاندان" ہیں۔(۱)

حالانکہ اس وقت وہ آپ کے بدترین دشمن تھے، اور چاہتے تھے کہ اگر ذرا بھی کوئی گنجائش ملے تو آپ کی ذات پاک پر کوئی عیب لگا کر بادشاہ روم کی نظروں سے آپ کا وقار گرادیں، مسلم شریف کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے "کنانہ" کو برگزیدہ بنایا، اور "کنانہ" میں سے "قریش" کو چنا، اور "قریش" میں سے "بنی ہاشم" کو منتخب فرمایا، اور "بنی ہاشم" میں سے مجھ کو چن لیا۔(۲)

بہرحال یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ

لَهُ النَّسَبُ الْعَالِيْ فَلَيْسَ كَمِثْلِهٖ
حَسِيْبٌ نَسِيْبٌ مُنْعِمٌ مُتَكَرِّمٌ

یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان اس قدر بلند مرتبہ ہے کہ کوئی بھی حسب ونسب والا، اور نعمت وبزرگی والا آپ کے مثل نہیں ہے۔

۱......صحیح بخاری باب بدء الوحی الی الرسول ﷺ　۴/۱　قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم　کتاب الجہاد والسیر　حدیث نمبر　۳۳۳۲
......مسند امام احمد　مسند بنی ہاشم　حدیث نمبر　۲۲۵۲
۲......صحیح مسلم　کتاب الفضائل　باب فضائل النبی ﷺ　۲۴۵/۲ ، حدیث نمبر ۴۲۲۱　قدیمی کتب خانہ کراچی
......سنن ترمذی　کتاب المناقب　باب فی فضل النبی ﷺ　۲۰۲/۲ ، حدیث نمبر ۳۵۳۸　قدیمی کتب خانہ کراچی
......مسند امام احمد　مسند الشامیین　حدیث نمبر　۱۶۳۷۳
......مشکوۃ المصابیح　کتاب الفتن　باب فضائل سید المرسلین　۵۲۱/۲　مکتبہ رحمانیہ، لاہور

قریش

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندانِ نبوت میں سبھی حضرات اپنی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے بڑے نامی گرامی ہیں، مگر چند ہستیاں ایسی ہیں جو آسمان فضل و کمال پر چاند تارے بن کر چمکے، ان باکمالوں میں سے ''فہر بن مالک'' بھی ہیں ان کا لقب ''قریش'' ہے اوران کی اولاد ''قریشی'' یا ''قریش'' کہلاتی ہے۔

''فہر بن مالک'' قریش اس لئے کہلاتے ہیں کہ ''قریش'' ایک سمندری جانور کا نام ہے جو بہت ہی طاقتور ہوتا ہے، اور سمندری جانوروں کو کھا جاتا ہے یہ تمام جانوروں پر ہمیشہ غالب ہی رہتا ہے کبھی مغلوب نہیں ہوتا، چونکہ ''فہر بن مالک'' اپنی شجاعت اور خداداد طاقت کی بنا پر تمام قبائل عرب پر غالب تھے اس لئے تمام اہل عرب ان کو ''قریش'' کے لقب سے پکارنے لگے، چنانچہ اس بارے میں ''شرح بن عمرو حمیری'' کا شعر بہت مشہور ہے کہ

وَقُرَيْشٌ هِيَ الَّتِيْ تَسْكُنُ الْبَحْرَ ۔۔۔ بِهَا سُمِّيَتْ قُرَيْشٌ قُرَيْشًا

یعنی ''قریش'' ایک جانور ہے جو سمندر میں رہتا ہے اسی کے نام پر قبیلۂ قریش کا نام ''قریش'' رکھ دیا گیا ہے۔(۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماں باپ دونوں کا سلسلۂ نسب ''فہر بن مالک'' سے ملتا ہے، اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماں باپ دونوں کی طرف سے ''قریشی'' ہیں۔

ہاشم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردادا ''ہاشم'' بڑی شان و شوکت کے مالک تھے، ان کا اصلی نام ''عمرو'' تھا انتہائی بہادر، بے حد سخی، اور اعلیٰ درجے کے مہمان نواز تھے، ایک سال عرب میں بہت سخت قحط پڑ گیا، اور لوگ دانے دانے کو محتاج ہو گئے تو یہ ملک شام سے خشک روٹیاں خرید کر حج کے دنوں میں مکہ پہنچے اور روٹیوں کا چورہ کر کے اونٹ کے گوشت کے شوربے میں ثرید بنا کر تمام حاجیوں کو خوب پیٹ بھر کر کھلایا اس دن سے لوگ ان کو ''ہاشم'' روٹیوں کا چورہ کرنے والا کہنے لگے۔(۲)

۱......الروض الانف (مترجم) ۔۔۔ ۱/۲۳۰ ۔۔۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

......شرح الزرقانی علی المواہب ۔۔۔ المقصد الاول ۔۔۔ باب فی تشریف اللہ تعالی...... ۱/۱۴۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت

۲......مدارج النبوۃ (مترجم) ۔۔۔ قسم دوم ۔۔۔ باب الاول ۔۔۔ ۲/۱۸ ۔۔۔ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

......شرح الزرقانی علی المواہب ۔۔۔ المقصد الاول ۔۔۔ باب فی تشریف اللہ تعالی...... ۱/۱۳۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت

چونکہ یہ "عبد مناف" کے سب لڑکوں میں بڑے اور باصلاحیت تھے اس لئے عبد مناف کے بعد کعبہ کے متولی اور سجادہ نشین ہوئے بہت حسین وخوبصورت اور وجیہ تھے جب سنِ شعور کو پہنچے تو ان کی شادی مدینہ میں قبیلہ خزرج کے ایک سردار عمرو کی صاحبزادی سے ہوئی جن کا نام "سلمٰی" تھا اور ان کے صاحبزادے "عبدالمطلب" مدینہ ہی میں پیدا ہوئے چونکہ ہاشم پچیس سال کی عمر پا کر ملک شام کے راستہ میں بمقام "غزہ" انتقال کر گئے اس لئے عبدالمطلب مدینہ ہی میں اپنے نانا کے گھر پلے بڑھے اور جب سات یا آٹھ سال کے ہو گئے تو آپ مکہ آ کر اپنے خاندان والوں کے ساتھ رہنے لگے۔

عبدالمطلب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا "عبدالمطلب" کا اصلی نام "شیبہ" ہے یہ بڑے ہی نیک نفس اور عابد وزاہد تھے "غار حرا" میں کھانا پانی ساتھ لے کر جاتے اور کئی کئی دنوں تک لگاتار خدا کی عبادت میں مصروف رہتے رمضان المبارک کے مہینے میں اکثر غار حرا میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور خدا کے دھیان میں گوشہ نشین رہا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ نبوت ان کی پیشانی میں چمکتا تھا اور ان کے بدن سے مشک کی خوشبو آتی تھی، اہل عرب خصوصاً قریش کو ان سے بڑی عقیدت تھی مکہ والوں پر جب کوئی مصیبت آتی یا قحط پڑ جاتا تو لوگ عبدالمطلب کو ساتھ لے کر پہاڑ پر چڑھ جاتے اور بارگاہ خداوندی میں ان کو وسیلہ بنا کر دعا مانگتے تھے تو دعا قبول ہو جاتی تھی یہ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے لوگوں کو بڑی سختی کے ساتھ روکتے تھے اور چور کا ہاتھ کاٹ ڈالتے تھے اپنے دسترخوان سے پرندوں کو بھی کھلایا کرتے تھے اس لئے ان کا لقب "مطعم الطیر" (پرندوں کو کھلانے والا) ہے شراب اور زنا کو حرام جانتے تھے اور عقیدہ کے لحاظ سے "موحد" تھے "زمزم شریف" کا کنواں جو بالکل پٹ گیا تھا آپ ہی نے اس کو نئے سرے سے کھدوا کر درست کیا اور لوگوں کو آبِ زمزم سے سیراب کیا آپ بھی کعبہ کے متولی اور سجادہ نشین ہوئے، اصحاب فیل کا واقعہ آپ ہی کے وقت میں پیش آیا ایک سو بیس برس کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔(۱)

اصحاب فیل کا واقعہ

حضور اکرم ﷺ کی پیدائش سے صرف پچپن دن پہلے یمن کا بادشاہ "ابرہہ" ہاتھیوں کی فوج لے

۱.....شرح الزرقانی علی المواہب المقصد الاول فی تشریف اللہ تعالی..... ۱۳۸۰۳۹/۱ دارالکتب العلمیۃ، بیروت

کر کعبہ ڈھانے کے لئے مکہ پر حملہ آور ہوا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ "ابرہہ" نے یمن کے دارالسلطنت "صنعاء" میں ایک بہت ہی شاندار اور عالیشان "گرجا گھر" بنایا، اور یہ کوشش کرنے لگا کہ عرب کے لوگ بجائے خانہ کعبہ کے یمن آ کر اس گرجا گھر کا حج کیا کریں جب مکہ والوں کو یہ معلوم ہوا تو قبیلہ "کنانہ" کا ایک شخص غیظ و غضب میں جل بھن کر یمن گیا اور وہاں کے گرجا گھر میں پاخانہ کر کے اس کو نجاست سے لت پت کر دیا جب ابرہہ نے یہ واقعہ سنا تو وہ طیش میں آپے سے باہر ہو گیا اور خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے ہاتھیوں کی فوج لے کر مکہ پر حملہ کر دیا اور اس کی فوج کے اگلے دستہ نے مکہ والوں کے تمام اونٹوں اور دوسرے مویشیوں کو چھین لیا اس میں دو سو یا چار سو اونٹ عبدالمطلب کے بھی تھے۔(۱)

عبدالمطلب کو اس واقعہ سے بڑا رنج پہنچا چنانچہ آپ اس معاملہ میں گفتگو کرنے کے لئے اس کے لشکر میں تشریف لے گئے جب ابرہہ کو معلوم ہوا کہ قریش کا سردار اس سے ملاقات کرنے کے لئے آیا ہے تو اس نے آپ کو اپنے خیمہ میں بلا لیا اور جب عبدالمطلب کو دیکھا کہ ایک بلند قامت، رعب دار اور نہایت ہی حسین و جمیل آدمی ہیں جن کی پیشانی پر نور نبوت کا جاہ و جلال چمک رہا ہے تو صورت دیکھتے ہی ابرہہ مرعوب ہو گیا اور بے اختیار تخت شاہی سے اتر کر آپ کی تعظیم و تکریم کے لئے کھڑا ہو گیا، اور اپنے برابر بٹھا کر دریافت کیا کہ کہیے، سردار قریش! یہاں آپ کی تشریف آوری کا کیا مقصد ہے؟ عبدالمطلب نے جواب دیا کہ ہمارے اونٹ اور بکریاں وغیرہ جو آپ کے لشکر کے سپاہی ہانک لائے ہیں آپ ان سب مویشیوں کو ہمارے سپرد کر دیجیے یہ سن کر ابرہہ نے کہا کہ اے سردار قریش! میں تو یہ سمجھتا تھا کہ آپ بہت ہی حوصلہ مند اور شاندار آدمی ہیں مگر آپ نے مجھ سے اپنے اونٹوں کا سوال کر کے میری نظروں میں اپنا وقار کم کر دیا ہے، اونٹ اور بکری کی حقیقت ہی کیا ہے؟ میں تو آپ کے کعبہ کو توڑ پھوڑ کر برباد کرنے کے لئے یہاں آیا ہوں، آپ نے اس کے بارے میں کوئی گفتگو نہیں کی، عبدالمطلب نے کہا کہ مجھے تو اپنے اونٹوں سے مطلب ہے کعبہ میرا گھر نہیں ہے بلکہ وہ خدا کا گھر ہے وہ خود اپنے گھر کو بچا لے گا، مجھے کعبہ کی ذرا بھی فکر نہیں ہے۔(۲)

یہ سن کر ابرہہ اپنے فرعونی لہجہ میں کہنے لگا کہ اے سردار مکہ! سن لیجیے، میں کعبہ کو ڈھا کر اس کی اینٹ

۱......شرح الزرقانی علی المواہب　المقصد الاول، عام الفیل وقصۃ ابرہۃ　۱۵۶/۱ تا ۱۵۸ دار الکتب العلمیۃ، بیروت
۲......شرح الزرقانی علی المواہب　المقصد الاول، عام الفیل وقصۃ ابرہۃ　۱۶۱/۱ دار الکتب العلمیۃ، بیروت

سے اینٹ بجادوں گا اور روئے زمین سے اس کا نام ونشان مٹادوں گا، کیونکہ مکہ والوں نے میرے گرجا گھر کی بڑی بے حرمتی کی ہے اس لئے میں اس کا انتقام لینے کے لئے کعبہ کو مسمار کردینا ضروری سمجھتا ہوں، عبدالمطلب نے فرمایا، کہ پھر آپ جانیں اور خدا جانے، میں آپ سے سفارش کرنے والا کون؟ اس گفتگو کے بعد ابرہہ نے تمام جانوروں کو واپس کردینے کا حکم دے دیا، اور عبدالمطلب تمام اونٹوں اور بکریوں کو ساتھ لے کر اپنے گھر چلے آئے اور مکہ والوں سے فرمایا کہ تم لوگ اپنے اپنے مال مویشیوں کو لے کر مکہ سے باہر نکل جاؤ، اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ کر اور دروں میں چھپ کر پناہ لو۔(1)

مکہ والوں سے یہ کہہ کر پھر خود اپنے خاندان کے چند آدمیوں کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ میں گئے اور دروازہ کا حلقہ پکڑ کر انتہائی بے قراری اور گریہ وزاری کے ساتھ دربار باری میں اس طرح دعا مانگنے لگے کہ

لَاهُمَّ اِنَّ الْمَرْءَ يَمْنَعُ رَحْلَهٗ فَامْنَعْ رِحَالَكْ

وَانْصُرْ عَلٰى آلِ الصَّلِيْبِ وَعَابِدِيْهِ الْيَوْمَ آلَكْ

ترجمہ: اے اللہ! بے شک ہر شخص اپنے اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے لہٰذا تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما اور صلیب والوں، اور صلیب کے پجاریوں (عیسائیوں) کے مقابلہ میں اپنے اطاعت شعاروں کی مدد فرما۔

عبدالمطلب نے یہ دعا مانگی اور اپنے خاندان والوں کو ساتھ لے کر پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے اور خدا کی قدرت کا جلوہ دیکھنے لگے(2) ابرہہ جب صبح کو کعبہ ڈھانے کے لئے اپنے لشکر جرار، اور ہاتھیوں کی قطار کے ساتھ آگے بڑھا اور مقام "مغمس" میں پہنچا تو خود اس کا ہاتھی جس کا نام "محمود" تھا ایک دم بیٹھ گیا، ہر چند مارا، اور بار بار للکارا مگر ہاتھی نہیں اٹھا[3] اسی حال میں قہر الٰہی ابابیلوں کی شکل میں نمودار ہوا اور ننھے ننھے پرندے جھنڈ کے جھنڈ جن کی چونچ اور پنجوں میں تین تین کنکریاں تھیں سمندر کی جانب سے حرم کعبہ کی طرف آنے لگے، ابابیلوں کے ان دل بادل لشکروں نے ابرہہ کی فوجوں پر اس زور وشور سے سنگ باری شروع کردی کہ آن کی آن میں ابرہہ کے لشکر اور اس کے ہاتھیوں کے پرخچے اڑ گئے

1.....شرح الزرقانی علی المواہب، المقصد الاول، عام الفیل وقصۃ ابرہۃ، 1/161، دار الکتب العلمیۃ، بیروت
2.....شرح الزرقانی علی المواہب، المقصد الاول، عام الفیل وقصۃ ابرہۃ، 1/162، دار الکتب العلمیۃ، بیروت
3.....شرح الزرقانی علی المواہب، المقصد الاول، عام الفیل وقصۃ ابرہۃ، 1/161، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

ابابیلوں کی سنگ باری خداوند قہار و جبار کے قہر و غضب کی ایسی مار تھی کہ جب کوئی کنکری کسی فیل سوار کے سر پر پڑتی تھی تو وہ آدمی کے بدن کو چھیدتی ہوئی ہاتھی کے بدن سے پار ہو جاتی تھی ابرہہ کی فوج کا ایک آدمی بھی زندہ نہیں بچا، اور سب کے سب ابرہہ اور اس کے ہاتھیوں سمیت اس طرح ہلاک و برباد ہو گئے کہ ان کے جسموں کی بوٹیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر بکھر گئیں۔ چنانچہ قرآن مجید کی ''سورہ فیل'' میں خداوند قدوس نے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ○ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ○ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ○ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ○ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ○ (۱)

ترجمہ: (اے محبوب) کیا آپ نے نہ دیکھا کہ آپ کے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کر ڈالا؟ کیا ان کے خداؤں کو تباہی میں نہ ڈالا؟ اور ان پر پرندوں کی ٹولیاں بھیجیں تاکہ انہیں کنکر کے پتھروں سے ماریں تو انہیں چبائے ہوئے بھس جیسا بنا ڈالا۔

جب ابرہہ اور اس کے لشکریوں کا یہ انجام ہوا تو عبدالمطلب پہاڑ سے نیچے اترے اور خدا کا شکر ادا کیا، ان کی اس کرامت کا دور دور تک چرچا ہو گیا، اور تمام اہل عرب ان کو ایک خدا رسیدہ بزرگ کی حیثیت سے قابل احترام سمجھنے لگے۔(۲)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ ہمارے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد ہیں یہ عبدالمطلب کے تمام بیٹوں میں سب سے زیادہ باپ کے لاڈلے اور پیارے تھے چونکہ ان کی پیشانی میں نور محمدی اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ جلوہ گر تھا اس لئے حسن و خوبی کے پیکر، اور جمال صورت و کمال سیرت کے آئینہ دار، اور عفت و پارسائی میں یکتائے روزگار تھے، قبیلہ قریش کی تمام حسین عورتیں ان کے حسن و جمال پر فریفتہ، اور ان سے شادی کی خواستگار تھیں، مگر عبدالمطلب ان کے لئے ایک ایسی عورت کی تلاش میں تھے جو حسن و جمال کے ساتھ ساتھ حسب و نسب کی شرافت اور عفت و پارسائی میں بھی ممتاز ہو عجیب اتفاق کہ ایک دن عبداللہ شکار کے لئے جنگل میں تشریف لے گئے تھے، ملک شام کے یہودی چند علامتوں سے پہچان گئے تھے کہ نبی آخر الزمان کے والد ماجد یہی ہیں، چنانچہ ان یہودیوں نے حضرت

۱......القرآن الکریم　سورۃ الفیل　آیت نمبر　۱تا۵

۲......شرح الزرقانی علی المواہب　المقصد الاول، عام الفیل وقصۃ ابرہۃ　۱/۱۶۲　دار الکتب العلمیۃ، بیروت

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بار ہاقتل کر ڈالنے کی کوشش کی اس مرتبہ بھی یہودیوں کی ایک بہت بڑی جماعت مسلح ہوکر اس نیت سے جنگل میں گئی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنہائی میں دھوکہ سے قتل کر دیا جائے مگر اللہ تعالیٰ کی حفاظت نے اس مرتبہ بھی اپنے فضل و کرم سے بچالیا، عالم غیب سے چند ایسے سوار ناگہاں نمودار ہوئے جو اس دنیا کے لوگوں سے کوئی مشابہت ہی نہیں رکھتے تھے، ان سواروں نے آ کر یہودیوں کو مار بھگایا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحفاظت ان کے مکان تک پہنچا دیا'' وہب بن مناف'' بھی اس دن جنگل میں تھے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھا، اس لئے ان کو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے انتہا محبت و عقیدت پیدا ہوگئی اور گھر آ کر یہ عزم کر لیا کہ میں اپنی نور نظر'' آمنہ'' کی شادی عبداللہ ہی سے کروں گا چنانچہ اپنی اس دلی تمنا کو اپنے چند دوستوں کے ذریعہ انہوں نے عبدالمطلب تک پہنچا دیا خدا کی شان کہ عبدالمطلب اپنے نور نظر عبداللہ کے لئے جیسی دلہن کی تلاش میں تھے وہ ساری خوبیاں'' حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا'' بنت وہب میں موجود تھیں عبدالمطلب نے اس رشتہ کو خوشی خوشی منظور کر لیا، چنانچہ چوبیس سال کی عمر میں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح ہوگیا، اور نور محمدی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منتقل ہوکر حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم اطہر میں جلوہ گر ہوگیا، اور جب حمل شریف کو دو مہینے پورے ہو گئے تو عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ کو کھجوریں لینے کے لئے مدینہ بھیجا یا تجارت کے لئے ملک شام روانہ کیا وہاں سے واپس لوٹتے ہوئے مدینہ میں اپنے والد کے ننہال'' بنو عدی بن نجار'' میں ایک ماہ بیمار رہ کر پچیس برس کی عمر میں وفات پا گئے اور وہیں'' دار نابغہ'' میں مدفون ہوئے۔؟(1)

قافلہ والوں نے جب مکہ واپس لوٹ کر عبدالمطلب کو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری کا حال سنایا تو انہوں نے خبر گیری کے لئے اپنے سب سے بڑے لڑکے'' حارث'' کو مدینہ بھیجا ان کے مدینہ پہنچنے سے قبل ہی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راہی ملک بقا ہو چکے تھے حارث نے مکہ واپس آ کر جب وفات کی خبر سنائی تو سارا گھر ماتم کدہ بن گیا اور بنو ہاشم کے ہر گھر میں ماتم برپا ہو گیا خود حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے مرحوم شوہر کا ایسا پر درد مرثیہ کہا ہے کہ جس کو سن کر آج بھی دل

1 ......شرح الزرقانی علی المواہب	المقصد الاول، عام الفیل وقصۃ ابرھۃ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
......مدارج النبوت ملخصا	قسم دوم	باب اول	۱۴،۱۳/۲	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور

درد سے بھر جاتا ہے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر فرشتوں نے غمگین ہو کر بڑی حسرت کے ساتھ یہ کہا الٰہی! تیرا نبی یتیم ہو گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا ہوا؟ میں اس کا حامی و حافظ ہوں۔(۱)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترکہ ایک لونڈی "اُمّ ایمن" جس کا نام "برکہ" تھا کچھ اونٹ کچھ بکریاں تھیں، یہ سب ترکہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملا "ام ایمن" بچپن میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیکھ بھال کرتی تھیں، کھلاتیں، کپڑا پہناتیں، پرورش کی پوری ضروریات مہیا کرتیں، اس لئے حضور ﷺ تمام عمر "اُمّ ایمن" کی دل جوئی فرماتے رہے اپنے محبوب و متبنیٰ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا، اور ان کے شکم سے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔(۲)

حضور ﷺ کے والدین کا ایمان

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ وہ دونوں مومن ہیں یا نہیں؟ بعض علماء ان دونوں کو مومن نہیں مانتے، اور بعض علماء نے اس مسئلہ میں توقف کیا اور فرمایا کہ ان دونوں کو مومن یا کافر کہنے سے زبان کو روکنا چاہیے اور اس کا علم خدا کے سپرد کر دینا چاہیے، مگر اہل سنت و جماعت کے علماء محققین مثلاً امام جلال الدین سیوطی و علامہ ابن حجر ہیثمی و امام قرطبی و حافظ الشام ابن ناصر الدین و حافظ شمس الدین دمشقی و قاضی ابو بکر ابن العربی مالکی و شیخ عبدالحق محدث دہلوی و صاحب الاکلیل مولانا عبدالحق مہاجر مدنی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم کا یہی عقیدہ اور قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماں باپ دونوں یقیناً بلاشبہ مومن ہیں، چنانچہ اس بارے میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ۔

حضور کے والدین کو مومن نہ ماننا یہ علماء متقدمین کا مسلک ہے لیکن علماء متاخرین نے تحقیق کے ساتھ اس مسئلہ کو ثابت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ

۱......مدارج النبوت ملخصاً　قسم دوم　باب اوّل　۱۴/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور
......خصائص الکبریٰ (مترجم)　۱۱۳/۱　شبیر برادرز، لاہور
۲......استیعاب للعبد البر　کتاب النساء　باب الباء　۳۵۶/۴
......دلائل النبوۃ للبیہقی　باب ذکر رضاع النبی ﷺ ... دار المعرفۃ بیروت

وآلہ وسلم کے تمام آباء واجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب مومن ہیں۔

اوران حضرات کے ایمان کو ثابت کرنے میں علماء متاخرین کے تین طریقے ہیں۔اول یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین اور آباء واجداد سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے، لہٰذا مومن ہوئے، دوم یہ کہ یہ تمام حضرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان نبوت سے پہلے ہی ایسے زمانے میں وفات پاگئے جو زمانہ "فترت" کہلاتا ہے، اوران لوگوں تک حضور علیہ والصلوٰۃ والسلام کی دعوتِ ایمان پہنچی ہی نہیں، لہٰذا ہرگز ہرگز ان حضرات کو کافر نہیں کہا جاسکتا، بلکہ ان لوگوں کو مومن ہی کہا جائے گا، سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو زندہ فرما کر ان کی قبروں سے اٹھایا اور ان لوگوں نے کلمہ پڑھ کر حضور علیہ والصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کی۔

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کو زندہ کرنے کی حدیث اگرچہ بذاتِ خود ضعیف ہے مگر اس کی سندیں اس قدر کثیر ہیں کہ یہ حدیث "صحیح" اور "حسن" کے درجے کو پہنچ گئی ہے۔

اور یہ وہ علم ہے جو علماء متقدمین پر پوشیدہ رہ گیا جس کو حق تعالیٰ نے علماء متاخرین پر منکشف فرمایا، اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے اپنی رحمت کے ساتھ خاص فرمالیتا ہے، اور شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ میں چند رسائل تصنیف کیئے ہیں اور اس مسئلہ کو دلیلوں سے ثابت کیا ہے اور مخالفین کے شبہات کا جواب دیا ہے۔(۱)

اسی طرح خاتمۃ المفسرین حضرت شیخ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ۔امام قرطبی نے اپنی کتاب "تذکرہ" میں تحریر فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام جب "حجۃ الوداع" میں ہم لوگوں کو ساتھ لے کر چلے، اور حجون کی گھاٹی پر گزرے تو رنج وغم میں ڈوبے ہوئے رونے لگے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روتا دیکھ کر میں بھی رونے لگی، پھر حضور علیہ والصلوٰۃ والسلام اپنی اونٹنی سے اتر پڑے اور کچھ دیر کے بعد میرے پاس واپس تشریف لائے تو خوش خوش مسکراتے ہوئے تشریف لائے، میں نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، کیا بات ہے؟ کہ آپ رنج وغم میں ڈوبے ہوئے اونٹنی سے اترے، اور واپس لوٹے تو شاداں وفرحاں مسکراتے ہوئے تشریف لائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر کی زیارت کے لئے گیا تھا، اور میں

۱.....اشعۃ اللمعات، کتاب ... باب ... الفصل الاول، ج۱، ص...

نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ ان کو زندہ فرمادے تو خداوند تعالیٰ نے ان کو زندہ فرمادیا اور وہ ایمان لائیں۔(۱)

اور ''الاشباہ والنظائر'' میں ہے کہ ہر وہ شخص جو کفر کی حالت میں مرگیا ہو اس پر لعنت کرنا جائز ہے، بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے، کیونکہ اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو زندہ فرمایا، اور یہ دونوں ایمان لائے۔(۲)

یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ماں باپ کی قبروں کے پاس روئے، اور ایک خشک درخت زمین میں بودیا، اور فرمایا کہ اگر یہ درخت ہرا ہوگیا تو یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ ان دونوں کا ایمان لانا ممکن ہے، چنانچہ وہ درخت ہرا ہوگیا، پھر حضور علیہ والصلوٰۃ والسلام کی دعا کی برکت سے وہ دونوں اپنی اپنی قبروں سے نکل کر اسلام لائے، اور پھر اپنی اپنی قبروں میں تشریف لے گئے۔

اور ان دونوں کا زندہ ہونا، اور ایمان لانا، نہ عقلاً محال ہے نہ شرعاً، کیونکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ بنی اسرائیل کے مقتول نے زندہ ہو کر اپنے قاتل کا نام بتایا اسی طرح حضرت عیسٰی علیہ السلام کے دست مبارک سے بھی چند مردے زندہ ہوئے، جب یہ سب باتیں ثابت ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے زندہ ہو کر ایمان لانے میں بھلا کونسی چیز مانع ہو سکتی ہے؟ اور جس حدیث میں یہ آیا ہے کہ ''میں نے اپنی والدہ کے لئے دعائے مغفرت کی اجازت طلب کی تو مجھے اس کی اجازت نہیں دی گئی''۔ یہ حدیث حضور کے والدین کے زندہ ہو کر ایمان لانے سے بہت پہلے کی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کا زندہ ہو کر ایمان لانا یہ ''حجۃ الوداع'' کے موقع پر ہوا ہے (جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے چند ہی ماہ پہلے کا واقعہ ہے) اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مراتب و درجات ہمیشہ بڑھتے ہی رہے تو ہو سکتا ہے کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خداوند قدوس نے یہ شرف نہیں عطا فرمایا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین مسلمان ہوں، مگر بعد میں اس فضل و شرف سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سرفراز فرمادیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کو صاحب ایمان بنادیا اور قاضی امام ابوبکر ابن العربی مالکی سے یہ سوال کیا گیا کہ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد جہنم میں ہیں، تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص ملعون ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ

۱......تفسیر روح البیان سورۃ البقرۃ تحت آیت:۱۱۹　　۱/۲۱۷

۲......الاشباہ والنظائر کتاب الحظر والاباحۃ　　۲/۲۶۷

نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۔

ترجمہ: یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور آخرت میں ملعون کر دے گا۔ (سورۃ الاحزاب)

حافظ شمس الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو اپنے نعتیہ اشعار میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔

حَبَا اللّٰهُ النَّبِیَّ مَزِیْدَ فَضْلٍ
عَلٰی فَضْلٍ وَكَانَ بِهٖ رَؤُفًا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فضل بالائے فضل سے بھی بڑھ کر فضیلت عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ ان پر بہت مہربان ہے۔

فَاَحْیَا اُمَّهٗ وَكَذَا اَبَاهُ
لِاِیْمَانٍ بِهٖ فَضْلًا لَطِیْفًا

ترجمہ: کیونکہ خداوند تعالیٰ نے حضور کے ماں باپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کے لئے اپنے فضل لطیف سے زندہ فرما دیا۔

فَسَلِّمْ فَالْقَدِیْمُ بِهٖ قَدِیْرٌ
وَاِنْ كَانَ الْحَدِیْثُ بِهٖ ضَعِیْفًا

ترجمہ: تو تم اس بات کو مان لو، کیونکہ خداوند قدیم اس بات پر قادر ہے اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے۔(۱)

صاحب الاکلیل حضرت علامہ شیخ عبدالحق مہاجر مدنی قدس سرہ العزیز نے تحریر فرمایا ہے کہ۔

علامہ ابن حجر ہیتمی نے مشکوۃ شریف کی شرح میں فرمایا ہے کہ " حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کو اللہ تعالیٰ نے زندہ فرمایا، یہاں تک کہ وہ دونوں ایمان لائے اور پھر وفات پا گئے۔ یہ حدیث صحیح ہے اور جن محدثین نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے ان میں سے امام قرطبی اور شام کے حافظ الحدیث ابن ناصر الدین بھی ہیں اور اس میں طعن کرنا بے محل اور بے جا ہے کیونکہ کرامات اور خصوصیات کی شان

۱..... تفسیر روح البیان سورۃ البقرۃ تحت آیت: ۱۱۹ ۲۱۷/۱

ہی یہ ہے کہ وہ قواعد اور عادات کے خلاف ہوا کرتی ہیں، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کا موت کے بعد اٹھ کر ایمان لانا، یہ ایمان ان کے لئے نافع ہے حالانکہ دوسروں کے لئے یہ ایمان مفید نہیں ہے، اسکی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کو نسبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے جو کمال حاصل ہے وہ دوسروں کے لئے نہیں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث

"لَیْتَ شِعْرِیْ مَافُعِلَ اَبَوَایَ"

(کاش مجھے خبر ہوتی کہ میرے والدین کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا) کے بارے میں امام سیوطی نے ''درمنثور'' میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث مرسل اور ضعیف الاسناد ہے۔(۱)

بہرکیف مندرجہ بالا اقتباسات جو معتبر کتابوں سے لئے گئے ہیں ان کو پڑھ لینے کے بعد، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ والہانہ عقیدت اور ایمانی محبت کا یہی تقاضہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین اور تمام آباء واجداد بلکہ تمام رشتہ داروں کے ساتھ ادب واحترام کا التزام رکھا جائے، بجز ان رشتہ داروں کے جن کا کافر اور جہنمی ہونا قرآن وحدیث سے یقینی طور پر ثابت ہے جیسے ''ابولہب'' اور اس کی بیوی ''حمالۃ الحطب'' باقی تمام قرابت والوں کا ادب ملحوظ خاطر رکھنا لازم ہے کیونکہ جن لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبتِ قرابت حاصل ہے ان کی بے ادبی وگستاخی یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذاء رسانی کا باعث ہوگا اور آپ قرآن پاک کا فرمان پڑھ چکے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں وہ دنیا وآخرت میں ملعون ہیں۔

اس مسئلہ میں اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک محققانہ رسالہ بھی ہے جس کا نام "شمولُ الاسلامِ لاٰباءِ الکِرامِ" ہے جس میں آپ نے نہایت ہی مفصل ومدلل طور پر یہ تحریر فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد موحد ومسلم ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

برکات نبوت کا ظہور

جس طرح سورج نکلنے سے پہلے ستاروں کی روپوشی، صبح صادق کی سفیدی، شفق کی سرخی سورج نکلنے کی خوشخبری دینے لگتی ہیں، اسی طرح جب آفتاب رسالت کے طلوع کا زمانہ قریب آ گیا، تو اطراف عالم میں بہت سے ایسے عجیب عجیب واقعات اور خوارق عادات بطور علامات کے ظاہر ہونے لگے، جو ساری

۱......الاکلیل علیٰ مدارک التنزیل ۱۰/۲

کائنات کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر یہ بشارت دینے لگے کہ اب رسالت کا آفتاب اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ طلوع ہونے والا ہے۔

چنانچہ اصحاب فیل کی ہلاکت کا واقعہ، ناگہاں بارانِ رحمت سے سرزمین عرب کا سرسبز و شاداب ہوجانا، اور برسوں کی خشک سالی دفع ہو کر پورے ملک میں خوشحالی کا دور دورہ ہوجانا، بتوں کا منہ کے بل گر پڑنا، فارس کے مجوسیوں کی ایک ہزار سال سے جلائی ہوئی آگ کا ایک لحہ میں بجھ جانا، کسریٰ کے محل کا زلزلہ، اور اس کے چودہ کنگروں کا منہدم ہوجانا۔ ''ہمدان'' اور ''قم'' کے درمیان چھ میل لمبے چھ میل چوڑے ''بحیرہ ساوہ'' کا یکایک بالکل خشک ہوجانا، شام اور کوفہ کے درمیان وادی ''ساوہ'' کی خشک ندی کا اچانک جاری ہوجانا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کے بدن سے ایک ایسے نور کا نکلنا جس سے ''بصریٰ'' کے محل روشن ہو گئے، یہ سب واقعات اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے ہی ''مبشرات'' بن کر عالم کائنات کو یہ خوشخبری دینے لگے کہ(۱)

مبارک ہو وہ شہ پردے سے باہر آنے والا ہے
گدائی کو زمانہ جس کے در پر آنے والا ہے

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے قبل اعلانِ نبوت جو خلاف عادت اور عقل کو حیرت میں ڈالنے والے واقعات صادر ہوتے ہیں ان کو شریعت کی اصطلاح میں ''ارہاص'' کہتے ہیں اور اعلان نبوت کے بعد انہی کو ''معجزہ'' کہا جاتا ہے اس لئے مذکورہ بالا تمام واقعات ''ارھاص'' ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلانِ نبوت کرنے سے قبل ظاہر ہوئے جن کو ہم نے ''برکاتِ نبوت'' کے عنوان سے بیان کیا ہے اس قسم کے واقعات جو ''ارہاص'' کہلاتے ہیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، ان میں سے چند کا ذکر ہو چکا ہے چند دوسرے واقعات بھی پڑھ لیجئے۔

نمبر 1

محدث ابو نعیم نے اپنی کتاب ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ جس رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ نبوت حضرت عبداللہ

۱۔۔۔۔المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی باب ولادتہ ﷺ ۲۱۸/۱ تا ۲۳۱ دار الکتب العلمیہ بیروت
۔۔۔۔مدارج النبوت ملخصا قسم دوم باب اول ۱۸/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پشت اقدس سے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اقدس میں منتقل ہوا، روئے زمین کے تمام چوپایوں، خصوصاً قریش کے جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے گویائی عطا فرمائی، اور انہوں نے بزبان فصیح اعلان کیا کہ آج اللہ کا وہ مقدس رسول شکم مادر میں جلوہ گر ہوگیا جس کے سر پر تمام دنیا کی امامت کا تاج ہے، اور جو سارے عالم کو روشن کرنے والا چراغ ہے، مشرق کے جانوروں نے مغرب کے جانوروں کو بشارت دی اسی طرح سمندروں اور دریاؤں کے جانوروں نے ایک دوسرے کو یہ خوشخبری سنائی کہ حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کا وقت قریب آ گیا ہے۔(۱)

نمبر2

خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی بدلی آئی جس میں روشنی کے ساتھ گھوڑوں کے ہنہنانے اور پرندوں کے اڑنے کی آواز تھی، اور کچھ انسانوں کی بولیاں بھی سنائی دیتی تھیں، پھر ایک دم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے سامنے سے غائب ہوگئے اور میں نے سنا کہ ایک اعلان کرنے والا اعلان کر رہا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرق و مغرب میں گشت کراؤ اور ان کو سمندروں کی بھی سیر کراؤ تاکہ تمام کائنات کو ان کا نام، ان کا حلیہ، ان کی صفت معلوم ہوجائے اور ان کو تمام جاندار مخلوق یعنی جن وانس، ملائکہ اور چرندوں و پرندوں کے سامنے پیش کرو، اور انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی صورت، حضرت شیث علیہ السلام کی معرفت، حضرت نوح علیہ السلام کی شجاعت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان، حضرت اسحٰق علیہ السلام کی رضا، حضرت صالح علیہ السلام کی فصاحت، حضرت لوط علیہ السلام کی حکمت حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شدت، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت یونس علیہ السلام کی اطاعت، حضرت یوشع علیہ السلام کا جہاد، حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز، حضرت دانیال علیہ السلام کی محبت، حضرت الیاس علیہ السلام کا وقار، حضرت یحییٰ علیہ السلام کی عصمت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زہد عطا کر کے انکو تمام پیغمبروں کے کمالات اور اخلاق حسنہ سے مزین

۱.....المواہب اللدنیہ المقصد الاول آیات حملہ ۱/۶۳ دار الکتب العلمیہ بیروت
... مدارج النبوت [illegible] نوری رضوی پبلشنگ کمپنی، لاہور

کردو۔(۱) اس کے بعد وہ بادل چھٹ گیا، پھر میں نے دیکھا کہ آپ ریشم کے سبز کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں، اور اس کپڑے سے پانی ٹپک رہا ہے اور کوئی منادی اعلان کر رہا ہے کہ واہ، واہ! کیا خوب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تمام دنیا پر قبضہ دے دیا گیا، اور کائنات عالم کی کوئی چیز باقی نہ رہی جو ان کے قبضہء اقتدار و غلبہء اطاعت میں نہ ہو اب میں نے چہرہء انور کو دیکھا تو چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا اور بدن سے پاکیزہ مشک کی خوشبو آ رہی تھی پھر تین شخص نظر آئے، ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت تیسرے کے ہاتھ میں ایک چمک دار انگوٹھی تھی، انگوٹھی کو سات مرتبہ دھو کر اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت لگا دی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر اٹھایا، اور ایک لحہ کے بعد مجھے سپرد کر دیا۔(۲)

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

سوالات

باب اول

سوال نمبر 1...... حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا نسب کتنے واسطوں سے حضرت عدنان تک پہنچتا ہے بیان کریں؟ نیز یہ بتلائیں کہ حضرت عدنان کے بعد سلسلہ نسب کیوں نہیں بیان کیا گیا؟

سوال نمبر 2...... حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے پردادا حضرت ہاشم کا اصل نام کیا تھا اور انہیں ہاشم کیوں کہا جاتا ہے؟ نیز حضرت عبدالمطلب کا اصل نام بتائیں؟۔

سوال نمبر 3...... اصحاب فیل کا واقعہ کب اور کیسے پیش آیا بیان کریں؟۔

سوال نمبر 4...... حضور نبی کریم ﷺ کے والد گرامی اور حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کے والد گرامی کا نام کیا تھا۔؟ نیز کونسا واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی کا سبب بنا؟۔

سوال نمبر 5...... حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے والدین کریمین کے ایمان کے بارے ہم اہلسنت وجماعت کا کیا موقف ہے تفصیل سے بیان کریں؟۔

۱...... المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی باب ولادتہ ۲۱۶،۲۱۵/۱ دار الکتب العلمیہ بیروت

۲...... المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی باب ولادتہ ۲۱۶،۲۱۵/۱ دار الکتب العلمیہ بیروت

...... مدارج النبوت قسم دوم باب الاول ۱۷ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

دوسرا باب

بچپن

ولادت باسعادت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے مگر قول مشہور یہی ہے کہ واقعہ ''اصحاب فیل'' سے پچپن دن کے بعد ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۰/اپریل ۵۷۱ء ولادت باسعادت کی تاریخ ہے، اہل مکہ کا بھی اسی پر عملدر آمد ہے کہ وہ لوگ بارہویں ربیع الاول ہی کو کاشانہء نبوت کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور وہاں میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔(۱)

تاریخ عالم میں یہ وہ نرالا اور عظمت والا دن ہے کہ اسی روز عالم ہستی کے ایجاد کا باعث، گردش لیل ونہار کا مطلوب، خلق آدم کا رمز، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، بانی کعبہ کی دعا، ابن مریم کی بشارت کا ظہور ہوا، کائنات وجود کے اُلجھے ہوئے گیسوؤں کو سنوارنے والا، تمام جہان کے بگڑے نظاموں کو سدھارنے والا یعنی

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملاذ ی ضعیفوں کا ملجا
یتیموں کا والی ، غلاموں کا مولیٰ

سند الاصفیاء، اشرف الانبیاء، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم وجود میں رونق افروز ہوئے اور پاکیزہ بدن، ناف بریدہ، ختنہ کیئے ہوئے خوشبو میں بسے ہوئے بحالت سجدہ، مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین میں اپنے والد ماجد کے مکان کے اندر پیدا ہوئے، باپ کہاں تھے جو بلائے جاتے اور اپنے نونہال کو دیکھ کر نہال ہوتے وہ تو پہلے ہی وفات پاچکے تھے، دادا بلائے گئے جو اس وقت طواف

۱۔۔۔۔۔مدارج النبوت قسم دوم　الباب الاول　۱۶۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور

کعبہ میں مشغول تھے، یہ خوشخبری سن کر دادا ''عبدالمطلب'' خوش خوش حرم کعبہ سے اپنے گھر آئے اور والہانہ جوشِ محبت میں اپنے پوتے کو کلیجے سے لگالیا، پھر کعبہ میں لے جا کر خیر و برکت کی دعا مانگی، اور ''محمد'' نام رکھا (۱) آپ کے چچا ابولہب کی لونڈی ''ثویبہ'' خوشی میں دوڑتی ہوئی گئی، اور ''ابولہب'' کو بھتیجا پیدا ہونے کی خوشخبری دی تو اس نے اس خوشی میں شہادت کی انگلی کے اشارے سے ''ثویبہ'' کو آزاد کر دیا جس کا ثمرہ ابولہب کو یہ ملا، کہ اس کی موت کے بعد اس کے گھر والوں نے اس کو خواب میں دیکھا، اور حال پوچھا تو اس نے اپنی انگلی اٹھا کر یہ کہا کہ۔

تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد مجھے کچھ (کھانے پینے) کو نہیں ملا بجز اس کے کہ ''ثویبہ'' کو آزاد کرنے کے سبب سے اس انگلی کے ذریعہ کچھ پانی پلا دیا جاتا ہوں۔ (۲)

اس موقع پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے ایک بہت ہی فکر انگیز اور بصیرت افروز بات تحریر فرمائی ہے جو اہل محبت کے لئے نہایت ہی لذت بخش ہے وہ لکھتے ہیں کہ۔

اس جگہ میلاد کرنے والوں کے لئے ایک سند ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شب ولادت میں خوشی مناتے ہیں اور اپنا مال خرچ کرتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ جب ابولہب کو جو کافر تھا، اور اس کی مذمت میں قرآن پاک نازل ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر خوشی منانے، اور باندی کا دودھ خرچ کرنے پر جزا دی گئی تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو آنحضرت ﷺ کی محبت میں سرشار ہو کر خوشی مناتا ہے اور اپنا مال خرچ کرتا ہے۔ (۳)

مولدُ النّبی ﷺ

جس مقدس مکان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی، تاریخ اسلام میں اس مقام کا نام ''مولدُ النّبی'' (نبی کی پیدائش کی جگہ) ہے یہ بہت ہی متبرک مقام ہے سلاطینِ اسلام نے اس مبارک یادگار پر بہت ہی شاندار عمارت بنادی تھی، جہاں اہل حرمین شریفین اور تمام دنیا سے آنے والے مسلمان دن رات محفل میلاد شریف منعقد کرتے اور صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہتے تھے چنانچہ حضرت شاہ ولی

۱.....المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی ولادتہ.........الباب الاول ۲۱۶،۲۱۵/۱ دارالکتب العلمیہ بیروت
۲.....صحیح بخاری کتاب النکاح باب وامہاتکم اللاتی ارضعنکم ۷۶۴/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی باب ذکر رضاعہ رسول ﷺ ۲۵۹/۱ دارالکتب العلمیہ بیروت
۳.....مدارج النبوت قسم دوم باب اول ذکر نسب وحمل وولادۃ ۱۹/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "فیوض الحرمین" میں تحریر فرمایا ہے کہ میں ایک مرتبہ اس محفل میلاد شریف میں حاضر ہوا جو مکہ مکرمہ میں بارہویں ربیع الاول کو "مولد النبی" میں منعقد ہوئی تھی جس وقت ولادت کا ذکر پڑھا جا رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ یکبارگی اس مجلس سے کچھ انوار بلند ہوئے میں نے ان انوار پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ رحمت الٰہی، اوران فرشتوں کے انوار تھے جو ایسی محفلوں میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔(۱)

جب حجاز پر نجدی حکومت کا تسلط ہوا تو مقابر **جنة المعلى و جنة البقيع** کے گنبدوں کے ساتھ ساتھ نجدی حکومت نے اس مقدس یادگار کو بھی توڑ پھوڑ کر مسمار کر دیا اور برسوں یہ مبارک مقام ویران پڑا رہا، مگر میں جب جون ۱۹۵۹ء میں اس مرکز خیر و برکت کی زیارت کے لئے حاضر ہوا تو میں نے اس جگہ ایک چھوٹی سی بلڈنگ دیکھی، جو مقفل تھی، بعض عربوں نے بتایا کہ اب اس بلڈنگ میں ایک مختصر سی لائبریری اور ایک چھوٹا سا مکتب ہے اب اس جگہ نہ میلاد شریف ہو سکتا ہے نہ صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی اجازت ہے۔ میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ بلڈنگ سے کچھ دور کھڑے ہو کر چپکے چپکے صلوٰۃ وسلام پڑھا اور مجھ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ میں کچھ دیر تک روتا رہا۔

دودھ پینے کا زمانہ

سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابولہب کی لونڈی "حضرت ثویبہ" کا دودھ نوش فرمایا پھر اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دودھ سے سیراب ہوتے رہے پھر حضرت حلیمہ سعدیہ آپ کو اپنے ساتھ لے گئیں اور اپنے قبیلہ میں رکھ کر آپ کو دودھ پلاتی رہیں اور انہیں کے پاس آپ کے دودھ پینے کا زمانہ گزرا۔(۲)

شرفاء عرب کی عادت تھی کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے لئے گردونواح دیہاتوں میں بھیج دیتے تھے دیہات کی صاف ستھری آب وہوا میں بچوں کی تندرستی اور جسمانی صحت بھی اچھی ہو جاتی تھی اور وہ خالص اور فصیح عربی زبان بھی سیکھ جاتے تھے کیونکہ شہر کی زبان باہر کے آدمیوں کے میل جول سے خالص اور فصیح و بلیغ زبان نہیں رہا کرتی۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں "بنی سعد" کی عورتوں کے ہمراہ دودھ پینے

۱.....فیوض الحرمین

۲.....مدراج النبوة قسم دوم باب اول ۱۸/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور

والے بچوں کی تلاش میں مکہ کو چلی، اس سال عرب میں بہت سخت کال پڑا ہوا تھا، میری گود میں ایک بچہ تھا، مگر فقر وفاقہ کی وجہ سے میری چھاتیوں میں اتنا دودھ نہ تھا جو اس کو کافی ہو سکے، رات بھر وہ بچہ بھوک سے تڑپتا اور روتا بلبلاتا رہتا تھا اور ہم اس کی دلجوئی اور دلداری کیلئے تمام رات بیٹھ کر گزارتے تھے ایک اونٹنی بھی ہمارے پاس تھی مگر اس کے بھی دودھ نہ تھا مکہ مکرمہ کے سفر میں جس خچر پر میں سوار تھی وہ بھی اس قدر لاغر تھا کہ قافلہ والوں کے ساتھ نہ چل سکتا تھا میرے ہمراہی بھی اس سے تنگ آ چکے تھے بڑی بڑی مشکلوں سے یہ سفر طے ہوا جب یہ قافلہ مکہ مکرمہ پہنچا تو جو عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتی اور یہ سنتی کہ یہ یتیم ہیں تو کوئی عورت آپ کو لینے کے لئے تیار نہیں ہوتی تھی کیونکہ بچے کے یتیم ہونے کی وجہ سے زیادہ انعام واکرام ملنے کی امید نہیں تھی ادھر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قسمت کا ستارہ ثریا سے زیادہ بلند اور چاند سے زیادہ روشن تھا ان کے دودھ کی کمی ان کے لئے رحمت کی زیادتی کا باعث بن گئی کیونکہ دودھ کم دیکھ کر کسی نے ان کو اپنا بچہ دینا گوارا نہ کیا، حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر ''حارث بن عبدالعزیٰ'' سے کہا کہ یہ تو اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ میں خالی ہاتھ واپس جاؤں اس سے تو بہتر یہی ہے کہ میں اس یتیم ہی کو لے چلوں شوہر نے اس کو منظور کر لیا، اور حضرت حلیمہ اس درِ یتیم کو لے کر آئیں جس سے صرف حضرت حلیمہ سعدیہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی کے گھر میں نہیں بلکہ کائنات عالم کے مشرق ومغرب میں اجالا ہونے والا تھا۔

یہ خداوند قدوس کا فضل عظیم ہی تھا کہ حضرت حلیمہ سعدیہ کی سوئی ہوئی قسمت بیدار ہو گئی اور سرور کائنات ان کی آغوش میں آ گئے اپنے خیمہ میں لا کر جب دودھ پلانے بیٹھیں تو بارانِ رحمت کی طرح برکات نبوت کا ظہور شروع ہو گیا خدا کی شان دیکھئے کہ حضرت حلیمہ کے مبارک پستان میں اس قدر دودھ اترا کہ رحمت عالم نے بھی اور ان کے رضاعی بھائی نے بھی خوب شکم سیر ہو کر دودھ پیا، اور دونوں آرام سے سو گئے، ادھر اونٹنی کو دیکھا تو اس کے تھن دودھ سے بھر گئے تھے، حضرت حلیمہ کے شوہر نے اس کا دودھ دوہا، اور میاں بیوی دونوں نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا۔ اور دونوں شکم سیر ہو کر رات بھر سکھ اور چین کی نیند سوئے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شوہر حضور رحمت عالم کی یہ برکتیں دیکھ کر حیران رہ گیا، اور کہنے لگا کہ حلیمہ! تم بڑا ہی مبارک بچہ لائی ہو، حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا واقعی مجھے بھی یہی امید ہے کہ یہ نہایت ہی بابرکت بچہ ہے اور خدا کی رحمت بن کر ہم کو ملا ہے اور مجھے یہی توقع ہے کہ اب ہمارا گھر

خیر و برکت سے بھر جائے گا۔(۱)

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ہم رحمت عالم کو اپنی گود میں لے کر مکہ مکرمہ سے اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہوئے تو میرا وہی خچر اب اس قدر تیز چلنے لگا کہ کسی کی سواری اس کی گرد کو نہیں پہنچتی تھی، قافلہ کی عورتیں حیران ہو کر مجھ سے کہنے لگیں کہ اے حلیمہ! کیا یہ وہی خچر ہے؟ جس پر تم سوار ہو کر آئی تھیں یا کوئی دوسرا تیز رفتار خچر تم نے خرید لیا ہے؟ الغرض ہم اپنے گھر پہنچے وہاں سخت قحط پڑا ہوا تھا تمام جانوروں کے تھن میں دودھ خشک ہو چکے تھے لیکن میرے گھر میں قدم رکھتے ہی میری بکریوں کے تھن دودھ سے بھر گئے، اب روزانہ میری بکریاں جب چراگاہ سے گھر واپس آتیں تو ان کے تھن دودھ سے بھرے ہوتے حالانکہ پوری بستی میں اور کسی کو اپنے جانوروں کا ایک قطرہ دودھ نہیں ملتا تھا میرے قبیلہ والوں نے اپنے چرواہوں سے کہا کہ تم لوگ بھی اپنے جانوروں کو اسی جگہ چراؤ جہاں حلیمہ کے جانور چرتے ہیں چنانچہ سب لوگ اسی چراگاہ میں اپنے مویشی چرانے لگے جہاں میری بکریاں چرتی تھیں مگر یہاں چراگاہ اور جنگل کا کوئی عمل دخل ہی نہیں تھا یہ تو رحمت عالم کے برکات نبوت کا فیض تھا، جسکو میں اور میرے شوہر کے سوا میری قوم کا کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا تھا۔(۲)

الغرض اسی طرح ہر دم ہر قدم پر ہم برابر آپ کی برکتوں کا مشاہدہ کرتے رہے یہاں تک کہ دو سال پورے ہو گئے، اور میں نے آپ کا دودھ چھڑا دیا آپ کی تندرستی اور نشوونما کا حال دوسرے بچوں سے اتنا اچھا تھا کہ دو سال میں آپ خوب اچھے بڑے معلوم ہونے لگے، اب ہم دستور کے مطابق رحمت عالم کو ان کی والدہ کے پاس لائے اور انہوں نے حسب توفیق ہم کو انعام و اکرام سے نوازا۔(۳)

گو قاعدہ کے مطابق اب ہمیں رحمت عالم کو اپنے پاس رکھنے کا کوئی حق نہیں تھا مگر آپ کی برکات نبوت کی وجہ سے ایک لمحہ کے لئے بھی ہم کو آپ کی جدائی گوارا نہیں تھی، عجیب اتفاق کہ اس سال مکہ معظمہ میں وبائی بیماری پھیلی ہوئی تھی چنانچہ ہم نے اس وبائی بیماری کا بہانہ کر کے حضرت بی بی آمنہ کو رضا مند کر لیا اور پھر ہم رحمت عالم کو واپس اپنے گھر لائے، اور پھر ہمارا مکان رحمتوں اور برکتوں کی کان بن گیا

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی	باب ذکر رضاعت	۷۹/۱	دارالکتب العلمیہ بیروت
......مدارج النبوۃ　قسم دوم	الباب الاول	۱۹،۲۰/۲	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲......مدارج النبوۃ　قسم دوم	الباب الاول	۲۰/۲	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۳......شرح زرقانی علی المواہب	باب من خصائصہ ﷺ	۲۸۹/۱	دارالکتب العلمیہ بیروت

اور آپ ہمارے پاس نہایت خوش و خرم ہو کر رہنے لگے گھر سے باہر نکلتے اور دوسرے لڑکوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتے مگر خود ہمیشہ ہر قسم کے کھیل کود سے علیحدہ رہتے۔(۱)

ایک روز مجھ سے کہنے لگے کہ اباجان! میرے دوسرے بھائی بہن دن بھر نظر نہیں آتے یہ لوگ ہمیشہ صبح کو اٹھ کر روزانہ کہاں چلے جاتے ہیں؟ میں نے کہا کہ یہ لوگ بکریاں چرانے چلے جاتے ہیں یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مادر مہربان! آپ مجھے بھی میرے بھائی بہنوں کے ساتھ بھیجا کیجئے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصرار سے مجبور ہو کر آپ کو حضرت حلیمہ سعدیہ نے اپنے بچوں کے ساتھ چراگاہ جانے کی اجازت دے دی، اور آپ روزانہ جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی تھیں تشریف لے جاتے رہے اور بکریاں چراگاہوں میں لے جا کر ان کی دیکھ بھال کرنا جو تمام انبیاء اور رسولوں کی سنت ہے آپ نے اپنے عمل سے بچپن ہی میں اپنی ایک خصلت نبوت کا اظہار فرما دیا۔(۲)

شق صدر

ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چراگاہ میں تھے کہ ایک دم حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایک فرزند "ضمرہ" دوڑتے اور ہانپتے کانپتے ہوئے اپنے گھر پر آئے اور اپنی ماں حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ اماں جان! بڑا غضب ہو گیا، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تین آدمیوں نے جو بہت ہی سفید لباس پہنے ہوئے تھے چت لٹا کر ان کا شکم پھاڑ ڈالا ہے اور میں اسی حال میں ان کو چھوڑ کر بھاگا ہوا آیا ہوں یہ سن کر حضرت حلیمہ اور ان کے شوہر دونوں بدحواس ہو کر گھبرائے ہوئے دوڑ کر جنگل میں پہنچے تو یہ دیکھا کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں مگر خوف و ہراس سے چہرہ زرد اور اداس ہے حضرت حلیمہ نے انتہائی مشفقانہ لہجے میں پیار سے چمکار کر پوچھا کہ بیٹا! کیا بات ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص جن کے کپڑے بہت ہی سفید اور صاف ستھرے تھے میرے پاس آئے اور مجھ کو چت لٹا کر میرا شکم چاک کر کے اس میں سے کوئی چیز نکال کر باہر پھینک دی اور پھر کوئی چیز میرے شکم میں ڈال کر شگاف کو سی دیا، لیکن مجھے ذرہ برابر بھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔(۳)

---

۱ شرح زرقانی علی المواہب، باب من خصائصہ ﷺ، ۱/۲۷۸، دار الکتب العلمیۃ بیروت

۲..... مدارج النبوۃ، قسم دوم، الباب الاول، ۲/۲۱، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۳..... المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی، باب ذکر رضاعتہ ﷺ، ۱/۷۹، دار الکتب العلمیۃ بیروت

..... مدارج النبوۃ، قسم دوم، الباب الاول، ۲/۲۱، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

یہ واقعہ سن کر حضرت حلیمہ اور ان کے شوہر دونوں بے حد گھبرائے اور شوہر نے کہا کہ حلیمہ! مجھے ڈر ہے کہ ان کے اوپر شاید کچھ آسیب کا اثر ہے لہٰذا بہت جلد تم ان کو ان کے گھر والوں کے پاس چھوڑ آؤ، اس کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کو لے کر مکہ مکرمہ آئیں کیونکہ انہیں اس واقعہ سے یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ شاید اب ہم کما حقہ ان کی حفاظت نہ کر سکیں گے، حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب مکہ معظمہ پہنچ کر آپ کی والدہ ماجدہ کے سپرد کیا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ حلیمہ! تم تو بڑی خواہش اور چاہ کے ساتھ میرے بچے کو اپنے گھر لے گئی تھیں پھر اس قدر جلد واپس لے آنے کی وجہ کیا ہے؟ جب حضرت حلیمہ نے شکم چاک کرنے کا واقعہ بیان کیا، اور آسیب کا شبہ ظاہر کیا تو حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، کہ ہرگز نہیں، خدا کی قسم میرے نور نظر پر ہرگز ہرگز کبھی بھی کسی جن یا شیطان کا عمل دخل نہیں ہو سکتا، میرے بیٹے کی بڑی شان ہے پھر ایام حمل اور وقت ولادت کے حیرت انگیز واقعات سنا کر حضرت حلیمہ کو مطمئن کر دیا اور حضرت حلیمہ آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے سپرد کر کے اپنے گاؤں واپس چلی آئیں اور آپ اپنی والدہ ماجدہ کی آغوش تربیت میں پرورش پانے لگے۔(۱)

شق صدر کتنی بار ہوا؟

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ ''الم نشرح'' کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ چار مرتبہ آپ کا مقدس سینہ چاک کیا گیا اور اس میں نور و حکمت کا خزینہ بھرا گیا پہلی مرتبہ جب آپ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تھے، جسکا ذکر ہو چکا اس کی حکمت یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان وسوسوں اور خیالات سے محفوظ رہیں جن میں بچے مبتلا ہو کر کھیل کود، اور شرارتوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں، دوسری بار دس برس کی عمر میں ہوا، تاکہ جوانی کی پر آشوب شہوتوں کے خطرات سے آپ بے خوف ہو جائیں۔ تیسری بار غار حرا میں شق صدر ہوا اور آپ کے قلب میں نور سکینہ بھر دیا گیا تاکہ آپ وحی الٰہی کے عظیم اور گراں بار بوجھ کو برداشت کر سکیں چوتھی مرتبہ شب معراج میں آپ کا مبارک سینہ چاک کر کے نور و حکمت کے خزانوں سے معمور کیا گیا، تاکہ آپ کے قلب مبارک میں اتنی وسعت اور صلاحیت پیدا ہو جائے کہ آپ دیدار الٰہی کی تجلیوں اور کلام ربانی کی ہیبتوں اور عظمتوں کے متحمل ہو سکیں۔(۲)

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی باب ذکر رضاعتہ ﷺ ۱/۸۲ دار الکتب العلمیہ بیروت

۲......تفسیر عزیزی مترجم تفسیر سورہ الم نشرح ملخصا ۴/۳۳۹،۳۳۳ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور

اُمِّ ایمن

جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور اپنی والدہ محترمہ کے پاس رہنے لگے تو حضرت ''ام ایمن'' جو آپ کے والد ماجد کی باندی تھی آپ کی خاطرداری اور خدمت گزاری میں دن رات جی جان سے مصروف رہنے لگیں، ام ایمن کا نام ''برکت'' ہے یہ آپ کو آپ کے والد سے میراث میں ملی تھیں، یہی آپ کو کھانا کھلاتی تھیں کپڑے پہناتی تھیں آپ کے کپڑے دھویا کرتی تھیں آپ نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ سے ان کا نکاح کر دیا تھا جن سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔(۱)

بچپن کی ادائیں

حضرت حلیمہ کا بیان ہے کہ آپ کا گہوارہ یعنی جھولا فرشتوں کے ہلانے سے ہلتا تھا اور آپ بچپن میں چاند کیطرف انگلی اٹھا کر اشارہ فرماتے تھے تو چاند آپ کی انگلی کے اشاروں پر حرکت کرتا تھا، جب آپ کی زبان کھلی تو سب سے اول جو کلام آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۞

بچوں کی عادت کے مطابق کبھی بھی آپ نے کپڑوں میں بول و براز نہیں فرمایا، بلکہ ہمیشہ ایک معین وقت پر رفع حاجت فرماتے اگر کبھی آپ کی شرمگاہ کھل جاتی تو آپ رو رو کر فریاد کرتے، اور جب تک شرمگاہ نہ چھپ جاتی آپکو چین اور قرار نہیں آتا تھا اور اگر شرمگاہ چھپانے میں مجھ سے کچھ تاخیر ہو جاتی تو غیب سے کوئی آپ کی شرمگاہ چھپا دیتا جب آپ اپنے پاؤں پر چلنے کے قابل ہوئے تو باہر نکل کر بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتے مگر خود کھیل کود میں شریک نہیں ہوتے تھے لڑکے آپکو کھیلنے کے لئے بلاتے تو آپ فرماتے کہ میں کھیلنے کے لئے نہیں پیدا کیا گیا ہوں۔(۲)

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف جب چھ برس کی ہوگئی تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو

۱..... المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی باب ذکر رضاعتہ ﷺ ۱/۱۹۷ دارالکتب العلمیہ بیروت
..... مدارج النبوۃ قسم دوم الباب الاول ۲/۲۳ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲..... مدارج النبوۃ قسم دوم الباب الاول ۲/۲۰، ۲۱ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

ساتھ لے کر مدینہ منورہ آپ کے دادا کے ننہال بنو عدی بن نجار میں رشتہ داروں کی ملاقات یا اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے گئیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد کی باندی ام ایمن بھی اس سفر میں آپ کے ساتھ تھیں وہاں سے واپسی پر "ابواء" نامی گاؤں میں حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوگئی اور وہ وہیں مدفون ہوئیں، والد ماجد کا سایہ تو ولادت سے پہلے ہی اٹھ چکا تھا اب والدہ ماجدہ کی آغوشِ شفقت کا خاتمہ بھی ہوگیا لیکن حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ دُرِّ یتیم جس آغوشِ رحمت میں پرورش پا کر پروان چڑھنے والا ہے وہ ان سب ظاہری اسبابِ تربیت سے بے نیاز ہے۔(۱)

حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضرت ام ایمن آپ کو مکہ مکرمہ لائیں اور آپ کے دادا عبدالمطلب کے سپرد کیا اور دادا نے آپ کو اپنے آغوشِ تربیت میں انتہائی شفقت و محبت کے ساتھ پرورش کیا اور حضرت ام ایمن آپ کی خدمت کرتی رہیں جب آپ کی عمر شریف آٹھ برس کی ہوگئی تو آپ کے دادا عبدالمطلب کا بھی انتقال ہوگیا۔(۲)

ابوطالب کے پاس

عبدالمطلب کی وفات کے بعد آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کو اپنی آغوشِ تربیت میں لے لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیک خصلتوں اور دل لبھا دینے والی بچپن کی پیاری پیاری اداؤں نے ابوطالب کو آپ کا ایسا گرویدہ بنا دیا کہ مکان کے اندر اور باہر ہر وقت آپ کو اپنے ساتھ ہی رکھتے اپنے ساتھ کھلاتے پلاتے، اپنے پاس ہی آپ کا بستر بچھاتے اور ایک لمحہ کے لئے بھی کبھی اپنی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیتے تھے۔(۳)

ابوطالب کا بیان ہے کہ میں نے کبھی بھی نہیں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی وقت بھی کوئی جھوٹ بولے ہوں یا کبھی کسی کو دھوکہ دیا ہو، یا کبھی کسی کوئی ایذا پہنچائی ہو یا بیہودہ لڑکوں کے پاس کھیلنے

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی　باب ذکر رضاعتہ ﷺ　۸۸/۱　دارالکتب العلمیہ بیروت
۲......شرح زرقانی علی المواہب　باب ذکر وفاۃ امہ ﷺ　۳۵۳/۱　دارالکتب العلمیہ بیروت
......مدارج النبوۃ　قسم دوم　باب دوم　۲۴/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۳......شرح زرقانی علی المواہب　باب ذکر وفاۃ امہ ﷺ　۳۵۴/۱　دارالکتب العلمیہ بیروت
......مدارج النبوۃ　قسم دوم　باب دوم　۲۴/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

کے لئے گئے ہوں یا کبھی کوئی خلاف تہذیب بات کی ہو، ہمیشہ انتہائی خوش اخلاق، نیک اطوار، نرم گفتار بلند کردار اور اعلیٰ درجہ کے پارسا اور پرہیز گار رہے۔(۱)

آپ کی دعا سے بارش

ایک مرتبہ ملک عرب میں انتہائی خوفناک قحط پڑ گیا اہل مکہ نے بتوں سے فریاد کرنے کا ارادہ کیا مگر ایک حسین وجمیل بوڑھے نے مکہ والوں سے کہا کہ اے اہل مکہ ہمارے اندر ابو طالب موجود ہیں، جو بانیٔ کعبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور کعبہ کے متولی اور سجادہ نشین بھی ہیں ہمیں ان کے پاس چل کر دعا کی درخواست کرنی چاہئے چنانچہ سرداران عرب ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فریاد کرنے لگے کہ اے ابو طالب! قحط کی آگ نے سارے عرب کو جھلس کر رکھ دیا ہے جانور گھاس پانی کے لئے ترس رہے ہیں اور انسان دانہ پانی نہ ملنے سے تڑپ تڑپ کر دم توڑ رہے ہیں، قافلوں کی آمد و رفت بند ہو چکی ہے، اور ہر طرف بربادی و ویرانی کا دور دورہ ہے آپ بارش کے لئے دعا کیجئے اہلِ عرب کی فریاد سن کر ابو طالب کا دل بھر آیا اور حضور ﷺ کو دیوار کعبہ سے ٹیک لگا کر بٹھا دیا اور دعا مانگنے میں مشغول ہو گئے، درمیان دعا میں حضور ﷺ نے اپنی انگشت مبارک کو آسمان کی طرف اٹھا دیا ایک دم چاروں طرف سے بدلیاں نمودار ہوئیں، اور فوراً ہی اس زور کا بارانِ رحمت برسا کہ عرب کی زمین سیراب ہو گئی جنگلوں اور میدانوں میں ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگا چٹیل میدانوں کی زمینیں سرسبز و شاداب ہو گئیں قحط دفع ہو گیا اور کال کٹ گیا اور سارا عرب خوش حال اور نہال ہو گیا۔

چنانچہ ابو طالب نے اپنے اس طویل قصیدہ میں جس کو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں نظم کیا ہے اس واقعہ کو ایک شعر میں اس طرح ذکر کیا ہے ۔

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

ترجمہ: یعنی وہ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایسے گورے رنگ والے ہیں کہ ان کے رخ انور کے ذریعہ بدلی سے بارش طلب کی جاتی ہے وہ یتیموں کا ٹھکانا اور بیواؤں کے نگہبان ہیں۔(۲)

۱..... مدارج النبوۃ　قسم دوم　باب دوم　۲۳/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲..... شرح زرقانی علی المواہب　باب ذکر وفاۃ امہ وما یتعلق بابویہ ﷺ　۳۵۴/۱　دار الکتب العلمیۃ بیروت

..... مدارج النبوۃ　قسم دوم　باب دوم　۲۵/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

اُمّی لقب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لقب ''اُمّی'' ہے اس لفظ کے دو معنی ہیں یا تو یہ ''اُم القریٰ'' کی طرف نسبت ہے ''اُم القریٰ'' مکہ مکرمہ کا لقب ہے لہذا ''اُمی'' کے معنی مکہ مکرمہ کے رہنے والے یا ''اُمی'' کے یہ معنی ہیں کہ آپ نے دنیا میں کسی انسان سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہت ہی عظیم الشان معجزہ ہے کہ دنیا میں کسی نے بھی آپ کو نہیں پڑھایا لکھایا، مگر خداوند قدوس نے آپ کو اس قدر علم عطا فرمایا کہ آپ کا سینہ اولین وآخرین کے علوم ومعارف کا خزینہ بن گیا، اور آپ پر ایسی کتاب نازل ہوئی جسکی شان تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ (ہر چیز کا روشن بیان) ہے حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

نگار من کہ بہ مکتب نرفت وخط ننوشت
بغمزہء سبق آموز صد مدرس شد

ترجمہ: یعنی میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ کبھی مکتب میں گئے نہ لکھنا سیکھا، مگر اپنے چشم وابرو کے اشارہ سے سیڑوں مدرسوں کو سبق پڑھا دیا۔

ظاہر ہے کہ جس کا استاد اور تعلیم دینے والا خلاق عالم جل جلالہ ہو بھلا اس کو کسی اور استاد سے تعلیم حاصل کرنے کی کیا ضرورت ہوگی؟ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ

ایسا اُمی کس لئے منتِ کش استاد ہو؟
کیا کفایت اس کو اِقْرَاْ رَبُّكَ الْاَکْرَمُ نہیں

آپ کے امی لقب ہونے کا حقیقی راز کیا ہے؟ اس کو تو خداوند علام الغیوب کے سوا اور کون بتا سکتا ہے؟ لیکن بظاہر اس میں چند حکمتیں اور فوائد معلوم ہوتے ہیں۔

اوّل

یہ کہ تمام دنیا کو علم وحکمت سکھانے والے حضور ﷺ ہوں اور آپ کا استاد صرف خداوند عالم ہی ہو کوئی انسان آپ کا استاد نہ ہو، تا کہ کبھی کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ پیغمبر تو میرا پڑھایا ہوا شاگرد ہے۔

دوّم

یہ کہ کوئی شخص کبھی یہ خیال نہ کر سکے کہ فلاں آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استاد تھا تو شاید وہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ علم والا ہوگا۔

سوم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کوئی یہ وہم بھی نہ کر سکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ پڑھے لکھے آدمی تھے اس لئے انہوں نے خود ہی قرآن کی آیتوں کو اپنی طرف سے بنا کر پیش کیا ہے اور قرآن انہیں کا بنایا ہوا کلام ہے

چہارم

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری دنیا کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیں تو کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ پہلی اور پرانی کتابوں کو دیکھ دیکھ کر اس قسم کی انمول اور انقلاب آفریں تعلیمات دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

پنجم

اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی استاد ہوتا تو آپ کو اس کی تعظیم کرنی پڑتی، حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خالقِ کائنات نے اس لئے پیدا فرمایا تھا کہ سارا عالم آپ کی تعظیم کرے، اسلئے حضرت حق جل شانہ نے اس کو گوارا نہیں فرمایا کہ میرا محبوب کسی کے آگے زانوئے تلمذ تہ کرے، اور کوئی اس کا استاد ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سفرِ شام اور بحیرٰی

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف بارہ برس کی ہوئی تو اس وقت ابو طالب نے تجارت کی غرض سے ملکِ شام کا سفر کیا، ابو طالب کو چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت ہی والہانہ محبت تھی اس لئے وہ آپ کو بھی اس سفر میں اپنے ہمراہ لے گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانِ نبوت سے قبل تین بار تجارتی سفر فرمایا، دو مرتبہ ملک شام گئے، اور ایک بار یمن تشریف لے گئے، یہ ملک شام کا پہلا سفر ہے اس سفر کے دوران ''بصریٰ'' میں ''بحیرٰی'' راہب (عیسائی سادھو) کے پاس آپ کا قیام ہوا، اس نے توراۃ وانجیل میں بیان کی ہوئی نبی آخر الزمان کی نشانیوں سے آپ کو دیکھتے ہی پہچان لیا، اور بہت عقیدت واحترام کے ساتھ اس نے آپ کے قافلہ والوں کی دعوت کی۔ اور ابو طالب سے کہا کہ یہ سارے جہان کے سردار اور رب العالمین کے رسول ہیں، جن کو خدا نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا

ہے، میں نے دیکھا ہے کہ شجر وحجران کو سجدہ کرتے ہیں، اور ابر ان پر سایہ کرتا ہے اور ان کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے اس لئے تمہارے اور ان کے حق میں یہی بہتر ہوگا کہ اب تم ان کو لے کر آگے نہ جاؤ اور اپنا مال تجارت یہیں فروخت کر کے بہت جلد مکہ چلے جاؤ کیونکہ ملک شام میں یہودی لوگ ان کے بہت بڑے دشمن ہیں وہاں پہنچتے ہی وہ لوگ ان کو شہید کر ڈالیں گے، بحیرٰی راہب کے کہنے پر ابو طالب کو خطرہ محسوس ہونے لگا چنانچہ انہوں نے وہیں اپنی تجارت کا مال فروخت کر دیا اور بہت جلد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ لے کر مکہ مکرمہ واپس آ گئے، بحیرٰی راہب نے چلتے وقت انتہائی عقیدت کے ساتھ آپ کو سفر کا کچھ توشہ بھی دیا۔(۱)

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

سوالات

باب دوم

سوال نمبر 1......ارھاص اور معجزے میں کیا فرق ہوتا ہے۔؟

سوال نمبر 2......حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تاریخ ولادت مفصل بیان کریں۔؟

سوال نمبر 3......مولدُ النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں تفصیلاً بیان کریں۔؟

سوال نمبر 4......کن کن خوش نصیب عورتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلانے کا شرف حاصل کیا۔؟

سوال نمبر 5......شقِ صدر کا واقعہ کتنی دفعہ پیش آیا۔؟

سوال نمبر 6......حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کب ہوئی اور آپ کہاں دفن ہوئیں۔؟

سوال نمبر 7......حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو "اُمّی" کے لقب سے کیوں یاد کیا جاتا ہے وضاحت کریں۔؟

۱......سنن ترمذی کتاب المناقب باب ماجاء فی بدء نبوۃ النبی ﷺ ۲۰۳/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

......سیرت ابن ہشام مع روض الانف (مترجم) باب قصۃ بحیرٰی ۲۰۵/۱، ۲۰۷ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور، کراچی

......الخصائص الکبرٰی (مترجم) ص:۱۶۸ شبیر برادرز، لاہور

......الوفاء (مترجم) مدینہ کمپنی لاہور

تیسرا باب

اعلانِ نبوت سے پہلے کے کارنامے

جنگِ فجار

اسلام سے پہلے عربوں میں لڑائیوں کا ایک طویل سلسلہ جاری تھا انہی لڑائیوں میں سے ایک مشہور لڑائی ''جنگ فجار'' کے نام سے مشہور ہے عرب کے لوگ ذوالقعدہ. ذوالحجہ، محرم اور رجب کے ان چار مہینو ں کا بے حد احترام کرتے تھے، اور ان مہینوں میں لڑائی کرنے کو گناہ جانتے تھے یہاں تک کہ عام طور پر ان مہینوں میں لوگ تلواروں کو نیام میں رکھ دیتے اور نیزوں کی برچھیاں اتار لیتے تھے مگر اس کے باوجود کبھی کبھی کچھ ایسے ہنگامی حالات در پیش ہو گئے کہ مجبوراً ان مہینوں میں بھی لڑائیاں کرنی پڑیں۔ تو ان لڑائیوں کو اہلِ عرب ''حروب فجار'' (گناہ کی لڑائیاں) کہتے تھے سب سے آخری جنگ فجار جو قریش اور ''قیس'' کے قبیلوں کے درمیان ہوئی اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف بیس برس کی تھی، چونکہ قریش اس جنگ میں حق پر تھے اس لئے ابو طالب وغیرہ اپنے چچاؤں کے ساتھ آپ نے بھی اس جنگ میں شرکت فرمائی، مگر کسی پر ہتھیار نہیں اٹھایا صرف اتنا ہی کیا کہ اپنے چچاؤں کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے رہے اس لڑائی میں پہلے قیس پھر قریش غالب آئے اور آخر کار صلح پر اس لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔(۱)

حلف الفضول

روز روز کی لڑائیوں سے عرب کے سینکڑوں گھرانے برباد ہو گئے تھے، ہر طرف بدامنی اور آئے دن کی لوٹ مار سے ملک کا امن وامان غارت ہو چکا تھا کوئی شخص اپنی جان ومال کو محفوظ نہیں سمجھتا تھا، نہ دن کو چین نہ رات کو آرام، اس وحشت ناک صورت حال سے تنگ آ کر کچھ صلح پسند لوگوں نے جنگ فجار کے خاتمہ کے بعد ایک اصلاحی تحریک چلائی، چنانچہ بنو ہاشم، بنو زہرہ، بنو اسد وغیرہ قبائل قریش کے بڑے بڑے سرداران عبداللہ بن جدعان کے مکان پر جمع ہوئے، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زبیر بن عبدالمطلب نے یہ تجویز پیش کی کہ موجودہ حالات کو سدھارنے کے لئے کوئی معاہدہ کرنا چاہئے، چنانچہ خاندان قریش کے سرداروں نے ''بقائے باہم'' کے اصول پر ''جیو اور جینے دو'' کے قسم کا ایک معاہدہ کیا،

۱...... سیرت ابن ہشام مع روض الانف (مترجم) باب حرب الفجار ۱/۱۳۲،۲۱۲ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور، کراچی
...... مواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی باب خروجہ الی الشام ۱/۳۶۲ دار الکتب العلمیہ بیروت

اور حلف اٹھا کر عہد کیا، کہ ہم لوگ۔

1..........ملک سے بے امنی دور کریں گے۔

2..........مسافروں کی حفاظت کریں گے۔

3..........غریبوں کی امداد کرتے رہیں گے۔

4..........مظلوم کی حمایت کریں گے۔

5..........کسی ظالم یا غاصب کو مکہ میں نہیں رہنے دیں گے۔

اس معاہدہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شریک ہوئے اور آپ کو یہ معاہدہ اس قدر عزیز تھا کہ اعلانِ نبوت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اس معاہدہ سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر اس معاہدہ کے بدلے میں کوئی مجھے سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیتا تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی، اور آج اسلام میں بھی اگر کوئی مظلوم یا ''آل حلف الفضول'' کہہ کر مجھے مدد کے لئے پکارے تو میں اس کی مدد کے لئے تیار ہوں۔

اس تاریخی معاہدہ کو ''حلف الفضول'' اس لئے کہتے ہیں کہ قریش کے اس معاہدہ سے بہت پہلے مکہ میں قبیلہ جرہم کے سرداروں کے درمیان بھی بالکل ایسا ہی ایک معاہدہ ہوا تھا، اور چونکہ قبیلہء جرہم کے وہ لوگ جو اس معاہدہ کے محرک تھے ان سب لوگوں کا نام ''فضل'' تھا یعنی فضل بن حارث اور فضل بن وداعہ اور فضل بن فضالہ اس لئے اس معاہدہ کا نام ''حلف الفضول'' رکھ دیا گیا یعنی ان چند آدمیوں کا معاہدہ جن کے نام ''فضل'' تھے۔(۱)

ملکِ شام کا دوسرا سفر

جب آپ کی عمر شریف تقریباً پچیس سال کی ہوئی تو آپ کی امانت وصداقت کا چرچا دور دور تک پہنچ چکا تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ کی ایک بہت مالدار عورت تھیں ان کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا ان کو ضرورت تھی کہ کوئی امانت دار آدمی مل جائے تو اس کے ساتھ اپنی تجارت کا مال وسامان ملک شام بھیجیں، چنانچہ ان کی نظر انتخاب نے اس کام کیلئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منتخب کیا اور کہلا بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا مال تجارت لے کر ملک شام جائیں جو معاوضہ میں دوسروں کو

۱......سیرت ابن ہشام مع روض الانف (مترجم) باب حلف الفضول ج ۱/ ۲۹۷، ۳۰۲ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

دیتی ہوں، آپ کی امانت و دیانت داری کی بنا پر آپ کو اس کا دوگنا دوں گی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی درخواست منظور فرمالی، اور تجارت کا مال و سامان لے کر ملک شام کو روانہ ہو گئے۔ اس سفر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ایک معتمد غلام ''میسرہ'' کو بھی آپ کے ساتھ روانہ کر دیا تا کہ وہ آپ کی خدمت کرتا رہے جب آپ ملک شام کے مشہور شہر ''بصریٰ'' کے بازار میں پہنچے تو وہاں ''نسطوراء'' راہب کی خانقاہ کے قریب میں ٹھہرے ''نسطورا'' میسرہ کو بہت پہلے سے جانتا پہچانتا تھا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت دیکھتے ہی ''نسطورا'' میسرہ کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ اے میسرہ! یہ کون شخص ہیں جو اس درخت کے نیچے اتر پڑے ہیں، میسرہ نے جواب دیا کہ یہ مکہ کے رہنے والے ہیں، اور خاندان بنو ہاشم کے چشم و چراغ ہیں انکا نام نامی ''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' اور لقب ''امین'' ہے، نسطورا نے کہا کہ سوائے نبی کے اس درخت کے نیچے آج تک کبھی کوئی نہیں اترا، اس لئے مجھے یقین کامل ہے کہ ''نبی آخرالزمان'' یہی ہیں، کیونکہ آخری نبی کی تمام نشانیاں جو میں نے توریت وانجیل میں پڑھی ہیں وہ سب میں ان میں دیکھ رہا ہوں، کاش میں اس وقت زندہ رہتا جب یہ اپنی نبوت کا اعلان کریں گے تو میں ان کی بھرپور مدد کرتا، اور پوری جان نثاری کے ساتھ ان کی خدمت گزاری میں اپنی تمام عمر گزار دیتا۔ اے میسرہ! میں تم کو نصیحت اور اور وصیت کرتا ہوں کہ خبردار! ایک لمحہ کے لئے بھی تم ان سے جدا نہ ہونا، اور انتہائی خلوص و عقیدت کے ساتھ ان کی خدمت کرتے رہنا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ''خاتم النبیین'' ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بصریٰ کے بازار میں بہت جلد تجارت کا مال فروخت کر کے مکہ مکرمہ واپس آگئے، واپسی میں جب آپ کا قافلہ شہر مکہ میں داخل ہونے لگا تو حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک بالا خانے میں بیٹھی ہوئی قافلہ کی آمد کا منظر دیکھ رہی تھیں، جب ان کی نظر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑی تو انہیں ایسا نظر آیا کہ دو فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر دھوپ سے سایہ کئے ہوئے ہیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، کے قلب پر اس نورانی منظر کا ایک خاص اثر ہوا۔ اور وہ فرط عقیدت سے انتہائی والہانہ محبت کے ساتھ یہ حسین جلوہ دیکھتی رہیں پھر اپنے غلام میسرہ سے انہوں نے کئی دن کے بعد اس کا ذکر کیا، تو میسرہ نے بتایا کہ میں تو پورے سفر میں یہی منظر دیکھتا رہا ہوں اور اس کے علاوہ میں نے بہت ہی عجیب وغریب باتوں کا مشاہدہ کیا ہے پھر میسرہ نے نسطوراء راہب کی گفتگو اور اس کی عقیدت ومحبت کا تذکرہ بھی کیا، یہ سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ

سے بے پناہ قلبی تعلق، اور بے حد عقیدت ومحبت ہوگئی اور یہاں تک ان کا دل جھک گیا کہ انہیں آپ سے نکاح کی رغبت ہوگئی۔(۱)

نکاح

حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مال و دولت کے ساتھ ساتھ انتہائی شریف اور عفت مآب خاتون تھیں، اہلِ مکہ ان کی پاک دامنی اور پارسائی کی وجہ سے ان کو طاہرہ (پاکباز) کہا کرتے تھے، ان کی عمر چالیس سال کی ہو چکی تھی پہلے ان کا نکاح ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوا تھا، اور ان سے دو لڑکے "ہند بن ابو ہالہ" اور "ہالہ بن ابو ہالہ" پیدا ہو چکے تھے، پھر ابو ہالہ کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوسرا نکاح "عتیق بن عائذ مخزومی" سے کیا، ان سے بھی دو اولاد ہوئی، ایک لڑکا "عبداللہ بن عتیق" اور ایک لڑکی "ہند بنت عتیق"۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دوسرے شوہر "عتیق" کا بھی انتقال ہو چکا تھا، بڑے بڑے سردارانِ قریش ان کے ساتھ عقد نکاح کے خواہش مند تھے لیکن انہوں نے سب پیغاموں کو ٹھکرا دیا، مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغمبرانہ اخلاق وعادات کو دیکھ کر، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیرت انگیز حالات کو سن کر یہاں تک ان کا دل آپ کی طرف مائل ہو گیا کہ خود بخود ان کے قلب میں آپ سے نکاح کی رغبت پیدا ہوگئی، کہاں تو بڑے بڑے مالداروں اور شہر مکہ کے سرداروں کے پیغاموں کو رد کر چکی تھیں اور یہ طے کر چکی تھیں کہ اب چالیس برس کی عمر میں تیسرا نکاح نہیں کروں گی، اور کہاں خود ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ کو بلایا جو ان کے بھائی عوام بن خویلد کی بیوی تھیں ان سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ ذاتی حالات کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیں پھر "نفیسہ" بنت امیہ کے ذریعہ خود ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا۔ مشہور امام سیرت محمد بن اسحٰق نے لکھا ہے کہ اس رشتہ کو پسند کرنے کی جو وجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کی ہے وہ خود ان کے الفاظ میں یہ ہے۔

۱......مدارج النبوۃ قسم دوم باب دوم ۲/۲۷ نوریہ رضویہ، پبلشنگ کمپنی لاہور

......الخصائص الکبریٰ (مترجم) ۱/۸۲،۱۸۰ شبیر برادرز، لاہور

......الوفاء (مترجم) ۱/۸۱،۱۸۲ حامد اینڈ کمپنی، لاہور

......سیرت ابن ہشام معروض الانف (مترجم) ۱/۱۵۱،۲۱۲ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

اِنِّیْ قَدْ رَغِبْتُ فِیْکَ لِحُسْنِ خُلُقِکَ وَصِدْقِ حَدِیْثِکَ

یعنی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اچھے اخلاق اور آپ کی سچائی کی وجہ سے آپ کو پسند کیا۔(1)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رشتہ کو اپنے چچا ابو طالب اور خاندان کے دوسرے بڑے بوڑھوں کے سامنے پیش فرمایا، بھلا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی پاک دامن شریف، عقلمند اور مالدار عورت سے شادی کرنے کو کون نہ کہتا؟ سارے خاندان والوں نے نہایت خوشی کے ساتھ اس رشتہ کو منظور کرلیا، اور نکاح کی تاریخ مقرر ہوئی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو طالب وغیرہ اپنے چچاؤں اور خاندان کے دوسرے افراد اور شرفاء بنی ہاشم و سرداران مضر کو اپنی برات میں لے کر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور نکاح ہوا، اس نکاح کے وقت ابو طالب نے نہایت ہی فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا، اس خطبہ سے بہت اچھی طرح اس بات کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ اعلان نبوت سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندانی بڑے بوڑھوں کا آپ کے متعلق کیسا خیال تھا، اور آپ کے اخلاق و عادات نے ان لوگوں پر کیسا اثر ڈالا تھا، ابو طالب کے اس خطبہ کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے ہم لوگوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں بنایا اور ہم کو مَعَد اور مضر کے خاندان میں پیدا فرمایا، اور اپنے گھر کعبہ کا نگہبان اور اپنے حرم کا منتظم بنایا، اور ہم کو علم و حکمت والا گھر، اور امن والا حرم عطا فرمایا اور ہم کو لوگوں پر حاکم بنایا۔ یہ میرے بھائی کا فرزند محمد بن عبداللہ ہے، یہ ایک ایسا جوان ہے کہ قریش کے جس شخص کا بھی اس کے ساتھ موازنہ کیا جائے یہ اس سے ہر شان میں بڑھا ہوا ہی رہے گا، ہاں مال اس کے پاس کم ہے لیکن مال تو ایک ڈھلتی ہوئی چھاؤں، اور ادل بدل ہونے والی چیز ہے، امّا بعد! میرا بھتیجا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ شخص ہے جس کے ساتھ میری قرابت اور قربت و محبت کو تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو، وہ خدیجہ بنت خویلد سے نکاح کرتا ہے اور میرے مال میں سے بیس اونٹ مہر مقرر کرتا ہے، اور اس کا

1...... المواھب اللدنیۃ مع شرح زرقانی، باب تزوجہ علیہ السلام من خدیجۃ، ۱/۳۷۴،۳۷۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت
...... سیرت ابن ہشام شرح روض الانف، ۱/۲۱۶، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
...... المواھب اللدنیۃ مع شرح زرقانی، باب تزوجہ علیہ السلام من خدیجۃ، ۱/۳۷۶، دار الکتب العلمیۃ بیروت

آپ کی راست بازی اور امانت دیانت کی بدولت خداوند عالم نے آپ کو اس قدر مقبول خلائق بنادیا، اور عقلِ سلیم اور بے مثال دانائی کا ایسا عظیم جوہر عطا فرمادیا، کہ کم عمری میں آپ نے عرب کے بڑے بڑے سرداروں کے جھگڑوں کا ایسا لاجواب فیصلہ فرمادیا کہ بڑے بڑے دانشوروں اور سرداروں نے اس فیصلہ کی عظمت کے آگے سر جھکا دیا، اور سب نے بالاتفاق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا حاکم اور سردار اعظم تسلیم کرلیا، چنانچہ اس قسم کا ایک واقعہ تعمیر کعبہ کے وقت پیش آیا، جسکی تفصیل یہ کہ جب آپ کی عمر ۳۵ برس کی ہوئی تو زوردار بارش سے حرم کعبہ میں ایسا عظیم سیلاب آ گیا کہ کعبہ کی عمارت بالکل ہی منہدم ہوگئی، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا بنایا ہوا کعبہ بہت پرانا ہو چکا تھا، عمالقہ، قبیلہء جرہم اور قصی وغیرہ اپنے اپنے وقتوں میں اس کعبہ کی تعمیر و مرمت کرتے رہے تھے، مگر چونکہ عمارت نشیب میں تھی، اس لئے پہاڑیوں سے برساتی پانی کے بہاؤ کا زوردار دھارا وادیء مکہ میں ہوکر گزرتا تھا اور اکثر حرم کعبہ میں سیلاب آ جاتا تھا کعبہ کی حفاظت کے لئے بالائی حصہ میں قریش نے کئی بند بھی بنائے تھے مگر وہ بند بار بار ٹوٹ جاتے تھے اس لئے قریش نے یہ طے کیا کہ عمارت کو ڈھا کر پھر سے کعبہ کی ایک مضبوط عمارت بنائی جائے جسکا دروازہ بلند ہو اور چھت بھی ہو(۱) چنانچہ قریش نے مل جل کر تعمیر کا کام شروع کردیا اس تعمیر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شریک ہوئے اور سرداران قریش کے دوش بدوش پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے رہے مختلف قبیلوں نے تعمیر کے لئے مختلف حصے آپس میں تقسیم کر لئے، جب عمارت ''حجر اسود'' تک پہنچ گئی تو قبائل میں سخت جھگڑا کھڑا ہوگیا، ہر قبیلہ یہی چاہتا تھا کہ ہم ہی ''حجر اسود'' کو اٹھا کر دیوار میں نصب کریں، تاکہ ہمارے قبیلہ کے لئے یہ فخر و اعزاز کا باعث بن جائے اس کشمکش میں چار دن گذر گئے، یہاں تک نوبت پہنچی کہ تلواریں نکل آئیں بنو عبدالدار اور بنو عدی کے قبیلوں نے تو اس پر جان کی بازی لگا دی، اور زمانہ جاہلیت کے دستور کے مطابق اپنی قسموں کو مضبوط کرنے کے لئے ایک پیالہ میں خون بھر کر اپنی انگلیاں اس میں ڈبو کر چاٹ لیں، پانچویں دن حرم کعبہ میں تمام قبائل عرب جمع ہوئے اور اس جھگڑے کو طے کرنے کے لئے ایک بڑے بوڑھے شخص نے یہ تجویز پیش کی، کہ کل جو شخص صبح سویرے سب سے پہلے حرم کعبہ میں داخل ہو اس کو پنچ مان لیا جائے، وہ

۱......سیرت حلبیہ باب بنیان قریش الکعبۃ ۲۰۲/۱ دارالکتب العلمیۃ بیروت
...... الوفا بتعریف احوال المصطفیٰ (مترجم) ملخصا ص:۱۸۵ حامد اینڈ کمپنی، لاہور
...... سیرت ابن ہشام مع روض الانف (مترجم) ملخصا ۲۳۵/۱ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

جو فیصلہ کر دے سب اس کو تسلیم کر لیں، چنانچہ سب نے یہ بات مان لی، خدا کی شان کہ صبح کو جو شخص حرم کعبہ میں داخل ہوا، وہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے، آپ کو دیکھتے ہی سب پکار اٹھے کہ واللہ یہ "امین" ہیں لہٰذا ہم سب ان کے فیصلہ پر راضی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جھگڑے کا اس طرح تصفیہ فرمایا، کہ پہلے آپ نے یہ حکم دیا کہ جس جس قبیلہ کے لوگ حجر اسود کو اس کے مقام پر رکھنے کے مدعی ہیں ان کا ایک ایک سردار چن لیا جائے، چنانچہ ہر قبیلہ والوں نے اپنا اپنا سردار چن لیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر مبارک بچھا کر حجر اسود کو اس پر رکھا اور سرداروں کو حکم دیا کہ سب لوگ اس چادر کو تھام کر مقدس پتھر کو اٹھائیں، چنانچہ سب سرداروں نے چادر کو اٹھایا اور جب حجر اسود اپنے مقام تک پہنچ گیا تو حضور ﷺ نے اپنے متبرک ہاتھوں سے اس مقدس پتھر کو اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا، اسطرح ایک ایسی خونریز لڑائی ٹل گئی جس کے نتیجہ میں نہ معلوم کتنا خون خرابہ ہوتا۔(۱)

خانہ کعبہ کی عمارت بن گئی، لیکن تعمیر کے لئے جو سامان جمع کیا گیا تھا وہ کم پڑ گیا اس لئے ایک طرف کا کچھ حصہ باہر چھوڑ کر نئی بنیاد قائم کر کے چھوٹا سا کعبہ بنا لیا گیا کعبہ معظمہ کا یہی حصہ جس کو قریش نے عمارت سے باہر چھوڑ دیا "حطیم" کہلاتا ہے جس میں کعبہ معظمہ کی چھت کا پرنالہ گرتا ہے۔

کعبہ کتنی بار تعمیر کیا گیا؟

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ مکہ" میں تحریر فرمایا ہے کہ "خانہ کعبہ" دس مرتبہ تعمیر کیا گیا۔

1......سب سے پہلے فرشتوں نے ٹھیک "بیت المعمور" کے سامنے زمین پر خانہ کعبہ کو بنایا۔

2......پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اس کی تعمیر فرمائی۔

3......اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کے فرزندوں نے اس عمارت کو بنایا۔

4......اس کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور ان کے فرزند ارجمند حضرت اسمٰعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام نے اس مقدس گھر کو تعمیر کیا، جس کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے۔

5......قوم عمالقہ کی عمارت۔

۱......سیرت ابن ہشام مع روض الانف (مترجم) ملخصا ۱/۲۲۵ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

......الوفا بتعریف احوال المصطفیٰ (مترجم) ملخصا ص:۱۸۵ حامد اینڈ کمپنی، لاہور

......مدارج النبوۃ قسم دوم باب دوم ص ۲۹ [illegible] رضویہ، پبلشنگ کمپنی لاہور

6......اس کے بعد قبیلہ جرہم نے اس کی عمارت بنائی۔

7......قریش کے مورثِ اعلیٰ "قصی بن کلاب" کی تعمیر۔

8......قریش کی تعمیر جس میں خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی شرکت فرمائی اور قریش کے ساتھ خود بھی اپنے دوش مبارک پر پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے رہے۔

9......حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تجویز کردہ نقشہ کے مطابق تعمیر کیا، یعنی حطیم کی زمین کو کعبہ میں داخل کر دیا اور دروازہ سطح زمین کے برابر نیچا رکھا، اور ایک دروازہ مشرق کی جانب اور ایک دروازہ مغرب کی سمت بنا دیا۔

10......عبدالملک بن مروان اموی کے ظالم گورنر حجاج بن یوسف ثقفی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا، اور ان کے بنائے ہوئے کعبہ کو ڈھا دیا، اور پھر زمانہ جاہلیت کے نقشہ کے مطابق کعبہ بنا دیا، جو آج تک موجود ہے۔(۱)

لیکن حضرت علامہ حلبی علیہ الرحمۃ نے اپنی سیرت میں لکھا ہے کہ نئے سرے سے کعبہ کی تعمیر جدید صرف تین ہی مرتبہ ہوئی ہے۔

1......حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی تعمیر۔

2......زمانہء جاہلیت میں قریش کی عمارت، اور ان دونوں تعمیروں میں دو ہزار سات سو پینتیس (۲۷۳۵) برس کا فاصلہ ہے۔

3......حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعمیر جو قریش کی تعمیر کے بیاسی سال بعد ہوئی۔

حضرات ملائکہ اور حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے فرزندوں کی تعمیرات کے بارے میں علامہ حلبی نے فرمایا کہ یہ صحیح روایتوں سے ثابت ہی نہیں ہے باقی تعمیروں کے بارے میں انہوں نے لکھا کہ یہ عمارت میں معمولی ترمیم، یا ٹوٹ پھوٹ کی مرمت تھی، تعمیر جدید نہیں تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۲)

مخصوص احباب

اعلانِ نبوت سے قبل جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخصوص احباب و رفقاء تھے وہ سب نہایت ہی بلند اخلاق، عالی مرتبہ، ہوشمند اور باوقار لوگ تھے، ان میں سب سے زیادہ مقرب حضرت

۱......مدارج النبوۃ　قسم دوم　باب دوم　۲/۲۹، ۳۰　نوریہ رضویہ، پبلشنگ کمپنی لاہور

۲......حاشیہ بخاری　کتاب المناسک　باب فضل مکۃ وبنیانہا　۲۱۵/۱　قدیمی کتب خانہ کراچی

ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ تھے، جو برسوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وطن اور سفر میں رہے اور تجارت نیز دوسرے کاروباری معاملات میں ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شریک کار اور راز دار رہے، اسی طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کے چچازاد بھائی حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالی عنہ جو قریش کے نہایت ہی معزز رئیس تھے اور جن کا ایک خصوصی شرف یہ ہے کہ ان کی ولادت خانہ کعبہ کے اندر ہوئی تھی، یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخصوص احباب میں خصوصی امتیاز رکھتے تھے۔(۱)

حضرت ضماد بن ثعلبہ رضی اللہ تعالی عنہ جو زمانہ جاہلیت میں طبابت اور جراحی کا پیشہ کرتے تھے، یہ بھی احباب خاص میں سے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان نبوت کے بعد یہ اپنے گاؤں سے مکہ آئے تو کفار قریش کی زبانی یہ پروپیگنڈہ سنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجنون ہوگئے ہیں پھر یہ دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راستہ میں تشریف لے جارہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے لڑکوں کا ایک غول ہے جو شور مچارہا ہے، یہ دیکھ کر حضرت ضماد بن ثعلبہ رضی اللہ تعالی عنہ کو کچھ شبہ پیدا ہوا، اور پرانی دوستی کی بنا پر ان کو انتہائی رنج وقلق ہوا، چنانچہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں طبیب ہوں اور جنون کا علاج کرسکتا ہوں، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کی حمد وثنا کے بعد چند جملے ارشاد فرمائے، جن کا حضرت ضماد بن ثعلبہ رضی اللہ تعالی عنہ کے قلب پر اتنا گہرا اثر پڑا کہ وہ فوراً ہی مشرف بہ اسلام ہوگئے۔(۲)

حضرت قیس بن سائب مخزومی رضی اللہ تعالی عنہ تجارت کے کاروبار میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شریک کار رہا کرتے تھے، اور آپ کے گہرے دوستوں میں سے تھے، کہا کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ اپنے تجارتی شرکاء کے ساتھ ہمیشہ نہایت ہی صاف ستھرا رہتا تھا، اور کبھی کوئی جھگڑا پیش نہیں آتا تھا۔(۳)

موحدین عرب سے تعلقات

۱.....اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ — باب حکیم بن حزام — ۵۸/۲
.....مراۃ شرح مشکوۃ — باب حالات صحابہ — ۴۹۸/۸ — قادری پبلشرز، لاہور
۲.....صحیح مسلم — کتاب الجمعۃ — حدیث نمبر ۱۴۳۶ — ۲۸۵/۱ — قدیمی کتب خانہ کراچی
.....مشکوۃ شریف — کتاب الفضائل — باب علامات النبوۃ — ۲۲۵/۲ — قدیمی کتب خانہ کراچی
۳.....استیعاب لعبد البر — حرف القاف — ۳۴۹/۳

عرب میں اگرچہ ہر طرف شرک پھیل گیا تھا اور گھر گھر میں بت پرستی کا چرچا تھا، مگر اس ماحول میں بھی کچھ ایسے لوگ تھے جو توحید کے پرستار، اور شرک و بت پرستی سے بیزار تھے۔ انہی خوش نصیبوں میں زید بن عمرو بن نفیل ہیں، یہ علی الاعلان شرک و بت پرستی سے انکار، اور جاہلیت کی مشرکانہ رسموں سے نفرت کا اظہار کرتے تھے یہ حضرت عمر کے چچازاد بھائی ہیں، شرک و بت پرستی کے خلاف اعلان مذمت کی بنا پر ان کا چچا "خطاب بن نفیل" ان کو بہت زیادہ تکلیفیں دیا کرتا تھا یہاں تک کہ ان کو مکہ سے شہر بدر کر دیا تھا، اور ان کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیتا تھا، مگر یہ ہزاروں ایذاؤں کے باوجود عقیدہ توحید پر پہاڑ کی طرح ڈٹے ہوئے تھے، چنانچہ آپ کے دو شعر بہت مشہور ہیں جن کو یہ مشرکین کے میلوں اور مجمعوں میں بہ آواز بلند سنایا کرتے تھے کہ

اَرَبًّا وَاحِدًا اَمْ اَلْفَ رَبٍّ
اَدِیْنُ اِذَا تُقُسِّمَتِ الْاُمُوْرُ

تَرَکْتُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰی جَمِیْعًا
کَذٰلِکَ یَفْعَلُ الرَّجُلُ الْبَصِیْرُ

یعنی کیا میں ایک رب کی اطاعت کروں، یا ایک ہزار رب کی؟ جب کہ لوگوں کے دینی معاملات تقسیم ہو چکے ہیں میں نے تو لات و عزّٰی کو چھوڑ دیا ہے اور ہر بصیرت والا ایسا ہی کرے گا۔ (۱)

یہ مشرکین کے دین سے متنفر ہو کر دین برحق کی تلاش میں ملک شام چلے گئے تھے وہاں ایک یہودی عالم سے ملے پھر ایک نصرانی پادری سے ملاقات کی اور جب آپ نے یہودی و نصرانی دین کو قبول نہیں کیا تو ان دونوں نے "دینِ حنیف" کی طرف آپ کی رہنمائی کی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین تھا اور ان دونوں نے یہ بھی بتایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے، نہ نصرانی اور وہ ایک خدائے واحد کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے یہ سن کر زید بن عمرو بن نفیل ملک شام سے مکہ واپس آ گئے، اور ہاتھ اٹھا اٹھا کر مکہ میں بہ آواز بلند یہ کہا کرتے تھے کہ اے لوگو! گواہ رہو کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہوں۔ (۲)

---

۱ ...... سیرت ابن ہشام مع روض الانف (مترجم) ملخصا ۱/۵۰۲ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

۲ ...... صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب زید بن عمر بن نفیل (۳۵۴۱) ۱/ قدیمی کتب خانہ کراچی

سیرت ابن ہشام مع روض الانف (مترجم) ملخصا ۱/۳۹۶ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

اعلان نبوت سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ زید بن عمرو بن نفیل کو بڑا خاص تعلق تھا، اور کبھی کبھی ملاقاتیں بھی ہوتی رہتی تھیں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ ایک مرتبہ وحی نازل ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقام ''بلدح'' کی ترائی میں زید بن عمرو بن نفیل سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دسترخوان پر کھانا پیش کیا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانے سے انکار کردیا تو زید بن عمرو بن نفیل کہنے لگے کہ میں بتوں کے نام پر ذبح کیئے ہوئے جانوروں کا گوشت نہیں کھاتا، میں صرف وہی ذبیحہ کھاتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، پھر قریش کے ذبیحوں کی برائی بیان کرنے لگے اور قریش کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ بکری کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا، اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے آسمان سے پانی برسایا اور زمین سے گھاس اگائی، پھر اے قریش! تم بکری کو اللہ کے غیر (بتوں) کے نام پر ذبح کرتے ہو؟

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ سے ٹیک لگائے ہوئے کہتے تھے کہ اے جماعت قریش! خدا کی قسم میرے سوا تم میں سے کوئی بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر نہیں ہے۔(۱)

کاروباری مشاغل

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اصل خاندانی پیشہ تجارت تھا اور چونکہ آپ بچپن ہی میں ابوطالب کے ساتھ کئی بار تجارتی سفر فرما چکے تھے جس سے آپکو تجارتی لین دین کا کافی تجربہ بھی حاصل ہو چکا تھا، اس لئے ذریعہ معاش کے لئے آپ نے تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا، اور تجارت کی غرض سے شام وبصریٰ اور یمن کا سفر فرمایا، اور ایسی راستبازی اور امانت و دیانت کے ساتھ آپ نے تجارتی کاروبار کیا، کہ آپ کے شرکاء کار اور تمام اہل بازار آپ کو امین کے لقب سے پکارنے لگے۔

ایک کامیاب تاجر کے لئے امانت، سچائی، وعدہ کی پابندی، خوش اخلاقی تجارت کی جان ہیں ان خصوصیات میں مکہ کے تاجر امین نے جو تاریخی شاہکار پیش کیا ہے، اس کی مثال تاریخ عالم میں نادر روزگار ہے، حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نزول وحی، اور اعلان

۱...... صحیح بخاری　کتاب المناقب　باب زید بن عمر بن نفیل رقم الحدیث: ۳۵۴۰　۵۴۰/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
...... سیرت ابن ہشام مع روض الانف (مترجم) ملخصاً　۲۹۶/۱　ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
...... مسند امام احمد　مسند الماثرین من الصحابۃ　رقم الحدیث ۵۱۱۲　دار الفکر بیروت

نبوت سے پہلے میں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کچھ خرید وفروخت کا معاملہ کیا، کچھ رقم میں نے ادا کردی، کچھ باقی رہ گئی تھی میں نے وعدہ کیا کہ میں ابھی ابھی آ کر باقی رقم بھی ادا کردوں گا، اتفاق سے تین دن تک مجھے اپنا وعدہ یاد نہیں آیا، تیسرے دن جب میں اس جگہ پہنچا جہاں میں نے آنے کا وعدہ کیا تھا، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی جگہ منتظر پایا، مگر میری اس وعدہ خلافی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماتھے پر اک ذرا بل نہیں آیا بس صرف اتنا ہی فرمایا، کہ تم کہاں تھے؟ میں اس مقام پر تین دن سے تمہارا انتظار کررہا ہوں۔(۱)

اسی طرح ایک صحابی حضرت سائب رضی اللہ تعالی عنہ جب مسلمان ہوکر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور لوگوں نے ان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ''خلق عظیم'' کا تذکرہ کرنا شروع کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تم لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں، اعلان نبوت سے پہلے آپ میرے شریک تجارت تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ معاملہ اتنا صاف اور ستھرا رکھا کہ کبھی بھی کوئی تکرار یا تو تو، میں میں، کی نوبت نہیں آئی۔(۲)

غیر معمولی کردار

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ طفولیت ختم ہوا اور جوانی کا زمانہ آیا تو بچپن کی طرح آپ کی جوانی بھی عام لوگوں سے نرالی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شباب مجسم حیاء اور چال چلن عصمت ووقار کا کامل نمونہ تھا، اعلان نبوت سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام زندگی بہترین اخلاق وعادات کا خزانہ تھی، سچائی، دیانتداری، وفاداری، عہد کی پابندی، بزرگوں کی عظمت، چھوٹوں پر شفقت، رشتہ داروں سے محبت، رحم وسخاوت، قوم کی خدمت اور دوستوں سے ہمدردی، عزیزوں کی غمخواری، غریبوں اور مفلسوں کی خبر گیری، دشمنوں کے ساتھ نیک برتاؤ، مخلوق خدا کی خیر خواہی، غرض تمام نیک خصلتوں، اور اچھی اچھی باتوں میں آپ اتنی بلند منزل پر پہنچے ہوئے تھے کہ دنیا کے بڑے سے بڑے انسانوں کیلئے وہاں تک رسائی تو کیا؟ اس کا تصور بھی ممکن نہیں ہے۔

کم بولنا، فضول باتوں سے نفرت کرنا، خندہ پیشانی اور خوشروئی کے ساتھ دوستوں اور دشمنوں سے

۱...... سنن ابی داؤد　کتاب الادب　باب فی العدة　رقم الحدیث ۴۹۹۶　۳۳۴/۲　مکتبہ امدادیہ ملتان

۲...... سنن ابی داؤد　کتاب الادب　باب فی کراهیة المراء　رقم الحدیث: ۴۸۳۶　۳۱۷/۲　مکتبہ امدادیہ ملتان

...... ابن ماجہ [illegible]

ملنا، ہر معاملہ میں سادگی اور صفائی کے ساتھ بات کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص شیوہ تھا، حرص طمع دغا، فریب، جھوٹ، شراب خوری، بدکاری، ناچ گانا، لوٹ مار، چوری، فحش گوئی، عشقبازی، یہ تمام بری عادتیں اور مذموم خصلتیں جو زمانہء جاہلیت میں گویا ہر بچے کے خمیر میں ہوتی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ان تمام عیوب ونقائص سے پاک صاف رہی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راست بازی اور امانت و دیانت کا پورے عرب میں شہرہ تھا اور مکہ کے ہر چھوٹے بڑے کے دلوں میں آپ کے برگزیدہ اخلاق کا اعتبار، اور سب کی نظروں میں آپ کا ایک خاص وقار تھا۔

بچپن سے تقریباً چالیس برس کی عمر شریف ہوگی، لیکن زمانہء جاہلیت کے ماحول میں رہنے کے باوجود تمام مشرکانہ رسوم، اور جاہلانہ اطوار سے، ہمیشہ آپ کا دامن عصمت پاک ہی رہا، مکہ شرک وبت پرستی کا سب سے بڑا مرکز تھا، خود خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا ہوتی تھی، آپ کے خاندان والے ہی کعبہ کے متولی اور سجادہ نشین تھے لیکن اس کے باوجود آپ نے کبھی بھی بتوں کے آگے سر نہیں جھکایا۔

غرض نزولِ وحی اور اعلان نبوت سے پہلے بھی آپ کی مقدس زندگی، اخلاق حسنہ، اور محاسن افعال کا مجسمہ، اور تمام عیوب ونقائص سے پاک وصاف رہی، چنانچہ اعلان نبوت کے بعد آپ کے دشمنوں نے انتہائی کوشش کی کہ کوئی ادنیٰ سا عیب، یا ذرا سی خلافِ تہذیب کوئی بات آپ کی زندگی کے کسی دور میں بھی مل جائے تو اس کو اچھال کر اُن کے وقار پر حملہ کر کے لوگوں کی نگاہوں میں آپ کو ذلیل وخوار کر دیں، مگر تاریخ گواہ ہے کہ ہزاروں دشمن سوچتے سوچتے تھک گئے لیکن کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں مل سکا جس سے وہ آپ پر انگشت نمائی کر سکیں۔ لہٰذا ہر انسان اس حقیقت کے اعتراف پر مجبور ہے کہ بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کردار، انسانیت کا ایک ایسا محیر العقول اور غیر معمولی کردار ہے جو نبی کے سوا کسی دوسرے کے لئے ممکن ہی نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ اعلان نبوت کے بعد سعید روحیں آپ کا کلمہ پڑھ کر تن من دھن کے ساتھ اسطرح آپ پر قربان ہونے لگیں کہ ان کی جان نثاریوں کو دیکھ کر شمع کے پروانوں نے جان نثاری کا سبق سیکھا، اور حقیقت شناس لوگ فرطِ عقیدت سے آپ کے حسنِ صداقت پر اپنی عقلوں کو قربان کر کے آپ کے بتائے ہوئے اسلامی راستہ پر عاشقانہ اداؤں کے ساتھ زبان حال سے یہ کہتے ہوئے چل پڑے کہ

چلو وادیء عشق میں پا برہنہ !
یہ جنگل وہ ہے جس میں کانٹا نہیں ہے

سوالات

باب سوم

سوال نمبر 1......جنگِ فجار کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ اور آخری جنگِ فجار کن لوگوں کے درمیان لڑی گئی اور اس کا نتیجہ کیا نکلا۔؟

سوال نمبر 2......حلف الفضول کے معاہدے کا نام حلف الفضول کیوں رکھا گیا؟ اور اس معاہدے کا پس منظر کیا ہے؟۔

سوال نمبر 3......حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے جب ملک شام کا دوسرا سفر فرمایا تو اس وقت آپ کی عمر مبارک کتنی تھی، اور اس سفر میں آپ کے ساتھ جو غلام تھا اس کا نام کیا تھا اور اس غلام کی ملاقات جس راہب کے ساتھ ہوئی اس کا نام کیا تھا اور اس راہب نے کیا بشارت دی۔؟

سوال نمبر 4......حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقیدت ومحبت نیز نکاح کی رغبت پیدا ہونے کا کیا سبب بنا۔؟

سوال نمبر 5......کعبہ معظمہ کتنی بار اور کس کس نے تعمیر کیا۔ تفصیلاً تحریر کریں۔؟

سوال نمبر 6......حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا خاندانی پیشہ کیا تھا؟

☆☆☆..................☆☆☆..............☆☆☆

چوتھا باب

اعلانِ نبوت سے بیعتِ عقبہ تک

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس زندگی کا چالیسواں سال شروع ہوا تو ناگہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس میں ایک نیا انقلاب رونما ہوگیا، کہ ایک دم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلوت پسند ہوگئے، اور اکیلے تنہائی میں بیٹھ کر خدا کی عبادت کرنے کا ذوق وشوق پیدا ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اوقات غور وفکر میں پائے جاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیشتر وقت مناظرِ قدرت کے مشاہدہ، اور کائنات فطرت کے مطالعہ میں صرف ہوتا تھا، دن رات خالق کائنات کی ذات وصفات کے تصور میں مستغرق اور اپنی قوم کے بگڑے ہوئے حالات کے سدھارنے، اور اس کی تدبیروں کے سوچ و بچار میں مصروف رہنے لگے اور ان دنوں میں ایک نئی بات یہ بھی ہوگئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچھے اچھے خواب نظر آنے لگے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر خواب اتنا سچا ہوتا کہ خواب میں جو کچھ دیکھتے اس کی تعبیر صبح صادق کی طرح روشن ہوکر ظاہر ہوجایا کرتی تھی۔(۱)

غارِ حراء

مکہ مکرمہ سے تقریباً تین میل کی دوری پر "جبلِ حراء" نامی پہاڑ کے اوپر ایک غار (کھوہ) ہے، جس کو "غارِ حراء" کہتے ہیں آپ اکثر کئی کئی دنوں کا کھانا پانی ساتھ لے کر اس غار کے پرسکون ماحول کے اندر خدا کی عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے جب کھانا پانی ختم ہوجاتا تو کبھی خود گھر آ کر لے جاتے اور کبھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھانا پانی غار میں پہنچا دیا کرتی تھیں، آج بھی یہ نورانی غار اپنی اصلی حالت میں موجود، اور زیارت گاہ خلائق ہے۔(۲)

۱......صحیح بخاری کتاب بدءالوحی رقم الحدیث:۳ ۲/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

......مسلم شریف کتاب الایمان رقم الحدیث:۲۳۱

......مسند امام احمد باقی مسند الانصار رقم الحدیث:۲۴۷۶۸

......مشکوٰۃ شریف کتاب الفضائل باب المبعث وبدءالوحی ۵۳۶/۲ مکتبہ رحمانیہ، لاہور

۲......ارشاد الساری شرح صحیح بخاری کیف بدءالوحی رقم الحدیث:۳ ۱۰۸/۱، ۱۰۵

پہلی وحی

ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "غارِ حراء" کے اندر عبادت میں مشغول تھے کہ بالکل اچانک غار میں آپ کے پاس ایک فرشتہ ظاہر ہوا، (یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے جو ہمیشہ خدا کا پیغام اس کے رسولوں تک پہنچاتے رہے ہیں) فرشتے نے ایک دم کہا کہ "پڑھیے" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں "پڑھنے والا نہیں ہوں" فرشتہ نے آپ کو پکڑا اور نہایت گرمجوشی کے ساتھ آپ سے زوردار معانقہ کیا پھر چھوڑ کر کہا کہ "پڑھیے" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا کہ "میں پڑھنے والا نہیں ہوں"۔ فرشتہ نے دوسری مرتبہ پھر آپ کو اپنے سینے سے چمٹایا اور چھوڑ کر کہا کہ "پڑھیے" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر وہی فرمایا کہ "میں پڑھنے والا نہیں ہوں"۔ تیسری مرتبہ پھر فرشتہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت زور کے ساتھ اپنے سینے سے لگا کر چھوڑا، اور کہا کہ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ☆ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ☆ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ☆ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ☆ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ☆

یہی سب سے پہلے وحی تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی، ان آیتوں کو یاد کر کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر تشریف لائے، مگر اس واقعہ سے جو بالکل ناگہانی طور پر آپ کو پیش آیا، اس سے آپ کے قلب مبارک پر لرزہ طاری تھا، آپ نے گھر والوں سے فرمایا کہ مجھے کملی اڑھاؤ، مجھے کملی اڑھاؤ، جب آپ کا خوف دور ہوا، اور کچھ سکون ہوا تو آپ نے بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے غار میں پیش آنے والا واقعہ بیان کیا اور فرمایا کہ "مجھے اپنی جان کا ڈر ہے"۔ یہ سن کر حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ نہیں، ہرگز نہیں، آپ کی جان کو کوئی خطرہ نہیں ہے، خدا کی قسم اللہ تعالیٰ کبھی بھی آپ کو رسوا نہیں کرے گا، آپ تو رشتہ داروں کے ساتھ بہترین سلوک کرتے ہیں، دوسروں کا بار خود اٹھاتے ہیں، خود کما کما کر مفلسوں اور محتاجوں کو عطا فرماتے ہیں، مسافروں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق وانصاف کی خاطر سب کی مصیبتوں اور مشکلات میں کام آتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے چچازاد بھائی "ورقہ بن نوفل" کے پاس لے گئیں، ورقہ ان لوگوں میں سے تھے جو "موحد" تھے اور اہل مکہ کے شرک و بت پرستی سے بیزار ہو کر "نصرانی" ہو گئے تھے اور انجیل کا عبرانی زبان سے عربی میں ترجمہ کیا کرتے تھے، بہت بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے، حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے کہا کہ بھائی جان!

آپ اپنے بھتیجے کی بات سنیئے، ورقہ بن نوفل نے کہا کہ بتایئے، آپ نے کیا دیکھا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غار حراء کا پورا واقعہ بیان فرمایا، یہ سن کر ورقہ بن نوفل نے کہا کہ یہ تو وہی فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا تھا، پھر ورقہ بن نوفل کہنے لگے کہ کاش! میں آپ کے اعلانِ نبوت کے زمانے میں تندرست جوان ہوتا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا، جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے باہر نکالے گی، یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (تعجب سے) فرمایا کہ کیا مکہ والے مجھے مکہ سے نکال دیں گے تو ورقہ نے کہا جی ہاں، جو شخص بھی آپ کی طرح نبوت لے کر آیا لوگ اس کے ساتھ دشمنی پر کمر بستہ ہو گئے۔

اس کے بعد کچھ دنوں تک وحی اترنے کا سلسلہ بند ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی کے انتظار میں مضطرب اور بے قرار رہنے لگے یہاں تک کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں گھر سے باہر تشریف لے جا رہے تھے کہ کسی نے ''یا محمد'' کہہ کر پکارا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا، تو یہ نظر آیا کہ وہی فرشتہ (حضرت جبریل علیہ السلام) جو غار میں آیا تھا آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے، یہ منظر دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک میں ایک خوف کی کیفیت پیدا ہو گئی، اور آپ مکان پر آ کر لیٹ گئے، اور گھر والوں سے فرمایا کہ مجھے کمبل اڑھاؤ، مجھے کمبل اڑھاؤ، چنانچہ آپ کمبل اوڑھ کر لیٹے ہوئے تھے کہ ناگہاں آپ پر سورہ ''مدثر'' کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں، اور رب تعالیٰ کا فرمان اتر پڑا کہ،

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ☆ قُمْ فَاَنْذِرْ ☆ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ☆ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ☆ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ☆

یعنی اے بالا پوش اوڑھنے والے! کھڑے ہو جاؤ، پھر ڈر سناؤ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو، اور اپنے کپڑے پاک رکھو، اور بتوں سے دور رہو۔(۱)

ان آیات کے نزول کے بعد حضور ﷺ کو خداوند قدوس نے دعوت اسلام کے منصب پر مامور فرمادیا، اور آپ خداوند تعالیٰ کے حکم کے مطابق دعوت حق اور تبلیغ اسلام کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔

۱.....صحیح بخاری کتاب بدء الوحی رقم الحدیث:۳ ۲/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

.....صحیح بخاری کتاب الایمان رقم الحدیث:۲۳۱ ۲/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

.....مسند امام احمد باقی مسند الانصار رقم الحدیث:۲۴۷۶۸

.....مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن باب المبعث وبدء الوحی ۵۳۱،۳۲/۲ رحمانیہ کتب خانہ لاہور

دعوتِ اسلام کے لئے تین دَور

پہلا دور

تین برس تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی پوشیدہ طور پر نہایت راز داری کے ساتھ تبلیغ اسلام کا فرض ادا فرماتے رہے اور اس درمیان میں عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور غلاموں میں سب سے پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت و تبلیغ سے حضرت عثمان، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی جلد ہی دامنِ اسلام میں آ گئے، پھر چند دنوں کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد، حضرت ارقم بن ارقم، حضرت عثمان بن مظعون، اور ان کے دونوں بھائی حضرت قدامہ، اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اسلام میں داخل ہو گئے پھر کچھ مدت کے بعد حضرت ابوذر غفاری وحضرت صہیب رومی، حضرت عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب، سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور ان کی بیوی فاطمہ بنت الخطاب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اسلام قبول کر لیا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی حضرت امّ الفضل حضرت عباس بن عبدالمطلب کی بیوی، اور حضرت اسماء بنت ابوبکر بھی مسلمان ہو گئیں، ان کے علاوہ دوسرے بہت سے مردوں اور عورتوں نے بھی اسلام لانے کا شرف حاصل کر لیا۔(۱)

واضح رہے کہ سب سے پہلے اسلام لانے والے جو "سابقین اولین" کے لقب سے سرفراز ہیں، ان خوش نصیبوں کی فہرست پر نظر ڈالنے سے پتا چلتا ہے کہ سب سے پہلے دامنِ اسلام میں آنے والے وہی لوگ ہیں جو فطرۃً نیک طبع اور پہلے ہی سے دینِ حق کی تلاش میں سرگرداں تھے اور کفار مکہ کے شرک و بت پرستی اور مشرکانہ رسوم جاہلیت سے متنفر اور بیزار تھے، چنانچہ نبی برحق کے دامن میں دینِ حق کی

۱......المواہب اللدنیہ کتاب دقائق حقائق بعثتہ ۱/۱۶، ۱۱۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت

......شرح زرقانی علی المواہب باب ذکر اول من آمن باللہ ورسولہ ملخصا ۱/۳۵۵، ۳۶۰ دارالکتب العلمیۃ بیروت

......مدارج النبوۃ قسم دوم باب دوم ۲/۲۷ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور

تجلی دیکھتے ہی یہ نیک بخت لوگ پروانوں کی طرح شمعِ نبوت پر نثار ہونے لگے اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

دوسرا دور

تین برس کی اس خفیہ دعوتِ اسلام میں مسلمانوں کی ایک جماعت تیار ہو گئی، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورہ "شعراء" کی آیت

"وَاَنۡذِرۡ عَشِيۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِيۡنَ" نازل فرمائی، اور خداوند تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے محبوب! آپ اپنے قریبی خاندان والوں کو خدا سے ڈرائیے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن کوہِ صفا کی چوٹی پر چڑھ کر "یَامَعۡشَرَ قُرَيۡشٍ" کہہ کر قبیلۂ قریش کو پکارا، جب سب قریش جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ اے میری قوم! اگر میں تم لوگوں سے یہ کہہ دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر چھپا ہوا ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے، تو کیا تم لوگ میری بات کا یقین کر لو گے؟ تو سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ ہاں، ہاں ہم یقیناً آپ کی بات کا یقین کر لیں گے، کیونکہ ہم نے آپ کو ہمیشہ سچا اور امین ہی پایا ہے آپ نے فرمایا کہ اچھا تو پھر میں یہ کہتا ہوں کہ میں تم لوگوں کو عذابِ الٰہی سے ڈرا رہا ہوں اور اگر تم لوگ ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذابِ الٰہی اتر پڑے گا، یہ سن کر تمام قریش جن میں آپ کا چچا ابولہب بھی تھا، سخت ناراض ہو کر سب کے سب چلے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اول فول بکنے لگے۔(۱)

تیسرا دور

اب وہ وقت آ گیا کہ اعلانِ نبوت کے چوتھے سال سورہ حجر کی آیت "فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ" نازل فرمائی اور حضرت حق جل شانہ نے یہ حکم فرمایا کہ اے محبوب! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس کو علی الاعلان بیان فرمائیے، چنانچہ اس کے بعد آپ علانیہ طور پر دینِ اسلام کی تبلیغ فرمانے لگے اور شرک و بت پرستی کی کھلم کھلا برائی بیان فرمانے لگے اور تمام قریش، بلکہ تمام اہلِ مکہ بلکہ پورا عرب آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گیا، اور حضور ﷺ اور مسلمانوں کی ایذاء رسانیوں کا ایک طولانی سلسلہ شروع ہو گیا۔(۲)

۱......صحیح بخاری　کتاب التفسیر　باب ولا تخزنی　۷۰۲/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
......الوفاء　ص: ۲۲۷　حامد اینڈ کمپنی، لاہور
۲......المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی　کتاب الاجتہاد بدعوتہ　۴۶۲،۴۶۱/۱　دار الکتب العلمیہ بیروت

رحمت عالم پر ظلم وستم

کفار مکہ خاندانِ بنو ہاشم کے انتقام اور لڑائی بھڑک اٹھنے کے خوف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل تو نہیں کر سکے، لیکن طرح طرح کی تکلیفوں، اور ایذاء رسانیوں سے آپ پر ظلم وستم کا پہاڑ توڑنے لگے، چنانچہ سب سے پہلے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاہن، ساحر، شاعر، مجنون ہونے کا ہر کوچہ وبازار میں زوردار پروپیگنڈہ کرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے شریر لڑکوں کا غول لگا دیا، جو راستوں میں آپ پر پھبتیاں کستے، گالیاں دیتے، اور یہ دیوانہ ہے یہ دیوانہ ہے کا شور مچا مچا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر پتھر پھینکتے، کبھی کفار مکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستوں میں کانٹے بچھاتے، کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک پر نجاست ڈال دیتے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دھکا دیتے، کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس اور نازک گردن میں چادر کا پھندہ ڈال کر گلا گھونٹنے کی کوشش کرتے۔(۱)

روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک دم سنگدل کافر عقبہ بن ابی معیط نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گلے میں چادر کا پھندہ ڈال کر اس زور سے کھینچا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دم گھٹنے لگا، چنانچہ یہ منظر دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ بے قرار ہو کر دوڑ پڑے، اور عقبہ بن ابی معیط کو دھکا دے کر دفع کیا، اور یہ کہا کہ کیا تم لوگ ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ "میرا رب اللہ ہے"۔ اس دھکم دھکا میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے کفار کو مارا بھی اور کفار کی مار بھی کھائی۔(۲)

کفار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات اور روحانی تاثیرات وتصرفات کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے بڑا جادوگر کہتے، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن پاک کی تلاوت فرماتے

۱.....شرح زرقانی علی المواہب　کتاب الاجتہاد بدعوتہ ام الذیتہ　۳۶۸/۱　دارالکتب العلمیہ بیروت
.....مدارج النبوۃ　قسم دوم　باب دوم　۳۸/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲.....صحیح بخاری　کتاب بنیان الکعبۃ　باب اسلام ابی بکر الصدیق　۵۴۴/۱　قدیمی کتب خانہ کراچی
.....مسند امام احمد　مسند المکثرین من الصحابہ　رقم الحدیث: ۶۶۱۴
.....الوفاء (مترجم)　ص: ۲۳۶　حامد اینڈ کمپنی، لاہور
.....مدارج النبوۃ　قسم دوم　باب دوم　۳۹/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

تو یہ کفار قرآن اور قرآن کو لانے والے (جبریل) اور قرآن کو نازل فرمانے والے (اللہ تعالیٰ) کو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتے، اور گلی کوچوں میں پہرہ بیٹھا دیتے کہ قرآن کی آواز کسی کے کان میں نہ پڑنے پائے اور تالیاں پیٹ پیٹ کر اور سیٹیاں بجابجا کر اس قدر شوروغل مچاتے کہ قرآن کی آواز کسی کو سنائی نہیں دیتی تھی۔ حضور ﷺ جب کہیں کسی عام مجمع میں، یا کفار کے میلوں میں قرآن پڑھ کر سناتے یا دعوت ایمان کا وعظ فرماتے تو آپ کا چچا ابولہب آپ کے پیچھے چلا چلا کر کہتا جاتا تھا کہ اے لوگو! یہ میرا بھتیجا جھوٹا ہے، یہ دیوانہ ہو گیا ہے، تم لوگ اس کی کوئی بات نہ سنو۔ (معاذ اللہ) (۱)

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "ذوالمجاز" کے بازار میں دعوت اسلام کا وعظ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے اور لوگوں کو کلمہ حق کی دعوت دی تو ابوجہل آپ پر دھول اڑاتا جاتا تھا، اور کہتا تھا کہ اے لوگو! اس کے فریب میں مت آنا، یہ چاہتا ہے کہ تم لوگ لات وعزیٰ کی عبادت چھوڑ دو۔ (۲)

اسی طرح ایک مرتبہ جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے عین حالتِ نماز میں ابوجہل نے کہا، کہ کوئی ہے؟ جو آج فلاں کے ذبح کئے ہوئے اونٹ کی اوجھڑی لا کر سجدہ کی حالت میں ان کے کندھوں پر رکھ دے، یہ سن کر عقبہ بن ابی معیط کافر اٹھا، اور اس اوجھڑی کو لا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوش مبارک پر رکھدیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں تھے، دیر تک اوجھڑی کندھے اور گردن پر پڑی رہی، اور کفار ٹھٹھا مار مار کر ہنستے رہے اور مارے ہنسی کے ایک دوسرے پر گر گر پڑتے رہے، آخر حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو ان دنوں ابھی کمسن لڑکی تھی آئیں، اور ان کافروں کو برا بھلا کہتے ہوئے اس اوجھڑی کو آپ کے دوش مبارک سے ہٹادیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک پر کفار کی اس شرارت سے انتہائی صدمہ گزرا، اور نماز سے فارغ ہو کر تین مرتبہ یہ دعا مانگی کہ "اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ الْقُرَیْشْ" یعنی اے اللہ! تو قریش کو اپنی گرفت میں پکڑ لے پھر ابوجہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عمارہ بن ولید کا نام لے کر دعا مانگی کہ الٰہی! تو ان لوگوں کو اپنی گرفت میں لے لے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! میں نے ان سب کافروں کو جنگ بدر کے دن دیکھا کہ ان کی لاشیں زمین پر پڑی ہوئی ہیں پھر ان سب کفار کی لاشوں کو نہایت ذلت کے ساتھ گھسیٹ کر بدر کے ایک گڑھے میں ڈال دیا گیا اور حضور صلی اللہ

۱......مدارج النبوۃ　قسم دوم　باب دوم　۳۸/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲......مسند امام احمد　باب رجال من اصحاب النبی ﷺ رقم الحدیث: ۲۳۲۵۴　۱۲/۹　دار الفکر بیروت

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان گڑھے والوں پر خدا کی لعنت ہے۔(۱)

چند شریر کفار

جو کفار مکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی، اور ایذاء رسانی میں بہت زیادہ سرگرم تھے، ان میں سے چند شریروں کے نام یہ ہیں۔

ابولہب، ابوجہل، اسود بن عبدیغوث، حارث بن قیس بن عدی، ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف، ابی بن خلف، ابوقیس بن فاکہہ، عاص بن وائل، نضر بن حارث، منبہ بن الحجاج، زہیر بن ابی امیہ، سائب بن صیفی، عدی بن حمرا، اسود بن عبدالاسد، عاص بن سعید بن العاص، عاص بن ہاشم، عقبہ بن ابی معیط، حکم بن ابی العاص، یہ سب کے سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوسی تھے اور ان میں سے اکثر بہت ہی مالدار، اور صاحب اقتدار تھے، اور دن رات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذاء رسانی میں مصروف کار رہتے تھے۔ نعوذ باللہ من ذالک

مسلمانوں پر مظالم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ غریب مسلمانوں پر بھی کفار مکہ نے ایسے ایسے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے کہ مکہ کی زمین بلبلا اٹھی، یہ آسان تھا کہ کفار مکہ ان مسلمانوں کو دم زدن میں قتل کر ڈالتے مگر اس سے ان کافروں کے جوشِ انتقام کا نشہ نہیں اتر سکتا تھا کیونکہ کفار اس بات میں اپنی شان سمجھتے تھے کہ ان مسلمانوں کو اتنا ستائیں کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر پھر شرک و بت پرستی کرنے لگیں، اسلئے قتل کر دینے کی بجائے کفار مکہ مسلمانوں کو طرح طرح کی سزاؤں اور ایذاء رسانیوں کے ساتھ ستاتے تھے، مگر خدا کی قسم! شراب توحید کے ان مستوں نے اپنے استقلال و استقامت کا وہ منظر پیش کر دیا کہ پہاڑوں کی چوٹیاں سر اٹھا اٹھا کر حیرت کے ساتھ ان بلاکشانِ اسلام کے جذبہء استقامت کا نظارہ کرتی رہیں، سنگدل، بے رحم، اور درندہ صفت کافروں نے ان غریب و بیکس مسلمانوں پر جبر و اکراہ اور ظلم و ستم کو کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا مگر ایک مسلمان کے پائے استقامت میں بھی ذرہ برابر تزلزل نہیں پیدا ہوا، اور ایک مسلمان کا بچہ

۱......صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب المرأۃ تطرح عن المصلی شیئا من الاذی ۱/۲۷ قدیمی کتب خانہ کراچی
......مسلم شریف کتاب الجہاد والسیر رقم الحدیث:۴۶۴۹
......الوفاء (مترجم) ص:۲۳۶ حامد اینڈ کمپنی، لاہور
......مدارج النبوۃ قسم دوم باب دوم ۳۹ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور

بھی اسلام سے منہ پھیر کر کافر و مرتد نہیں ہوا۔

کفار مکہ نے ان غرباء مسلمین پر جور و جفا کاری کے بے پناہ اندوہناک مظالم ڈھائے، اور ایسے ایسے روح فرساہ اور جان سوز عذابوں میں مبتلا کیا، کہ اگر ان مسلمانوں کی جگہ پہاڑ بھی ہوتا تو شاید ڈگمگانے لگتا، صحرائے عرب کی تیز دھوپ میں جب کہ وہاں کی ریت کے ذرات تنور کی طرح گرم ہو جاتے، ان مسلمانوں کی پشت کو کوڑوں کی مار سے زخمی کر کے اس جلتی ہوئی ریت پر پیٹھ کے بل لٹاتے اور سینوں پر اتنا بھاری پتھر رکھ دیتے کہ وہ کروٹ نہ بدلنے پائیں، لوہے کو آگ میں گرم کر کے اس سے ان مسلمانوں کے جسموں کو داغتے، پانی میں اس قدر ڈبکیاں دیتے کہ ان کا دم گھٹنے لگتا، چٹائیوں میں ان مسلمانوں کو لپیٹ کر ان کی ناکوں میں دھواں دیتے جس سے سانس لینا مشکل ہو جاتا اور وہ کرب و بے چینی سے بدحواس ہو جاتے، حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اس زمانے میں اسلام لائے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ارقم بن ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر میں مقیم تھے اور صرف چند ہی آدمی مسلمان ہوئے تھے قریش نے ان کو بے حد ستایا، یہاں تک کہ کوئلے کے انگاروں پر ان کو چت لٹایا، اور ایک شخص ان کے سینے پر پاؤں رکھ کر کھڑا رہا، یہاں تک کہ ان کی پیٹھ کی چربی اور رطوبت سے کوئلے بجھ گئے، برسوں کے بعد جب حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیان کیا تو اپنی پیٹھ کھول کر دکھائی، پوری پیٹھ پر سفید سفید داغ دھبے پڑے ہوئے تھے، اس عبرت ناک منظر کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل بھر آیا اور وہ رو پڑے۔(۱)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو امیہ بن خلف کافر کے غلام تھے ان کی گردن میں رسی باندھ کر کوچہ و بازار میں ان کو گھسیٹا جاتا تھا ان کی پیٹھ پر لاٹھیاں برسائی جاتی تھیں اور ٹھیک دوپہر کے وقت تیز دھوپ میں گرم گرم ریت پر ان کو لٹا کر اتنا بھاری پتھر ان کی چھاتی پر رکھ دیا جاتا تھا کہ ان کی زبان باہر نکل آتی تھی، امیہ کافر کہتا تھا کہ اسلام سے باز آ جاؤ، ورنہ اسی طرح گھٹ گھٹ کر مر جاؤ گے، مگر اس حال میں بھی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر بل نہیں آتا تھا بلکہ زور زور سے ''اَحَد، اَحَد'' کا نعرہ لگاتے تھے اور بلند آواز سے کہتے تھے کہ خدا ایک ہے، خدا ایک ہے۔(۲)

۱...... طبقات ابن سعد　باب خباب بن الارت رضی اللہ عنہ　۳/۱۲۲، ۱۲۳　دار الکتب العلمیہ بیروت

۲...... سیرت ابن ہشام مع روض الانف　۲/۱۴۳　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

...... مدارج النبوۃ　قسم دوم　باب دوم　ج۲، ص۳۰　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور

...... شرح زرقانی علی المواہب　باب اسلام حمزۃ　۱/۴۸۳　دار الکتب العلمیہ، بیروت

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرم گرم بالو پر چت لٹا کر کفار قریش اس قدر مارتے تھے کہ یہ بے ہوش ہو جاتے تھے ان کی والدہ حضرت بی بی سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسلام لانے کی بنا پر ابوجہل نے ان کو ناف کے نیچے ایسا نیزہ مارا کہ یہ شہید ہو گئیں حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضرت یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کفار کی مار کھاتے کھاتے شہید ہو گئے، حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفار مکہ اس قدر طرح طرح کی اذیت دیتے اور ایسی ایسی مار دھاڑ کرتے کہ یہ گھنٹوں بے ہوش رہتے جب یہ ہجرت کرنے لگے تو کفار مکہ نے کہا کہ تم اپنا سارا مال و سامان یہاں چھوڑ کر مدینہ جاسکتے ہو آپ خوشی خوشی دنیا کی دولت پر لات مار کر اپنی متاع ایمان کو ساتھ لے کر مدینہ چلے گئے۔(۱)

حضرت ابوفکیہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفوان بن امیہ کافر کے غلام تھے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہی مسلمان ہوئے تھے، جب صفوان کو ان کے اسلام کا پتا چلا تو اس نے ان کے گلے میں رسی کا پھندہ ڈال کر ان کو گھسیٹا، اور گرم جلتی ہوئی زمین پر ان کو چت لٹا کر سینے پر وزنی پتھر رکھ دیا، جب ان کو کفار گھسیٹ کر لے جا رہے تھے راستہ میں اتفاق سے ایک گبریلا نظر پڑا، امیہ کافر نے طعنہ مارتے ہوئے کہا کہ ''دیکھو تیرا خدا یہی تو نہیں ہے''۔ حضرت ابوفکیہہ نے فرمایا کہ اے کافر کے بچے! خاموش میرا اور تیرا خدا اللہ ہے''۔ یہ سن کر امیہ کافر غضب ناک ہو گیا، اور اس زور سے انکا گلا گھونٹا کہ وہ بے ہوش ہو گئے، اور لوگوں نے سمجھا کہ ان کا دم نکل گیا۔

اسی طرح حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اس قدر مارا جاتا تھا کہ ان کے جسم کی بوٹی بوٹی دردمند ہو جاتی تھی۔(۲)

حضرت بی بی لبینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو لونڈی تھیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کفر کی حالت میں تھے اس غریب لونڈی کو اس قدر مارتے تھے کہ مارتے مارتے تھک جاتے تھے، مگر حضرت لبینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُف نہیں کرتی تھیں، بلکہ نہایت جراءت و استقلال کے ساتھ کہتی تھیں، کہ اے عمر! اگر تم خدا کے سچے رسول پر ایمان نہیں لاؤ گے تو خدا تم سے ضرور اس کا انتقام لے گا۔(۳)

۱..... شرح زرقانی علی المواہب باب اسلام حمزۃ ۱/۴۹۶ دار الکتب العلمیہ، بیروت

مدارج النبوۃ قسم دوم باب دوم ۲/۴۰ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور

سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۲/۱۲۷ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

۲ سیرت حلبیہ باب استخفائہ واصحابہ ۱/۴۴۴

۳ سیرت حلبیہ باب استخفائہ واصحابہ ۱/۴۴۵

حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے گھرانے کی باندی تھیں، یہ مسلمان ہو گئیں، تو ان کو اس قدر کافروں نے مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں، مگر خداوندِ تعالٰی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے پھر ان کی آنکھوں میں روشنی عطا فرمادی، تو مشرکین کہنے لگے کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جادو کا اثر ہے۔(۱)

اسی طرح حضرت بی بی ''نہدیہ'' اور حضرت بی بی ام عُبیس رضی اللہ تعالٰی عنہما بھی باندیاں تھیں، اسلام لانے کے بعد کفارِ مکہ نے ان دونوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دے کر بے پناہ اذیتیں دیں، مگر یہ اللہ والیاں صبر وشکر کے ساتھ ان بڑی بڑی مصیبتوں کو جھیلتی رہیں، مگر اسلام سے ان کے قدم نہیں ڈگمگائے۔(۲)

حضرت یارِ غارِ مصطفٰی ابو بکر صدیق باصفا رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کس کس طرح اسلام پر اپنی دولت نثار کی؟ اس کی ایک جھلک یہ ہے کہ آپ نے ان غریب و بے کس مسلمانوں میں سے اکثر کی جان بچائی، آپ نے حضرت بلال وعامر بن فہیرہ وابوفکیہ ولبینہ وزنیرہ ونہدیہ وام عُبیس رضی اللہ تعالٰی عنہم ان تمام غلاموں کو بڑی بڑی رقمیں دے کر خریدا، اور سب کو آزاد کر دیا، اور ان مظلوموں کو کافروں کی ایذاؤں سے بچالیا۔(۳)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالٰی عنہ جب دامنِ اسلام میں آئے تو مکہ میں ایک مسافر کی حیثیت سے کئی دن تک حرمِ مکہ میں رہے، یہ روزانہ زور زور سے چلا چلا کر اپنے اسلام کا اعلان کرتے تھے اور روزانہ کفارِ قریش ان کو اس قدر مارتے تھے کہ یہ لہولہان ہو جاتے تھے، اور ان دنوں میں آبِ زمزم کے سوا ان کو کچھ بھی کھانے پینے کو نہیں ملا۔(۴)

۱......سیرت ابن ہشام　　۱۴۵/۲　　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
......شرح زرقانی علی المواہب　　باب اسلام حمزۃ　　۵۰۲/۱　　دارالکتب العلمیۃ بیروت
۲......سیرت ابن ہشام　　۱۴۵/۲　　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
......شرح زرقانی علی المواہب　　باب اسلام حمزۃ　　۵۰۲/۱　　دارالکتب العلمیۃ بیروت
۳......شرح زرقانی علی المواہب　　باب اسلام حمزۃ　　۵۰۲/۱　　دارالکتب العلمیۃ بیروت
......سیرت حلبیہ　　باب استخفائہ واصحابہ　　۴۲۵/۱
......سیرت ابن ہشام　　۱۴۶،۴۵/۲　　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۴......صحیح بخاری　　کتاب المناقب　　باب اسلام ابی ذر　　۵۴۴/۱　　قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم　　کتاب فضائل الصحابہ رقم الحدیث:۲۵۲۱　　۲/　　قدیمی کتب خانہ کراچی
......مسند امام احمد　　باب مسند الانصار　　رقم الحدیث:۵۲۶

واضح رہے کہ کفار مکہ کا یہ سلوک صرف غریبوں اور غلاموں ہی تک محدود نہیں تھا، بلکہ اسلام لانے کے جرم میں بڑے بڑے مالداروں اور رئیسوں کو بھی ان ظالموں نے نہیں بخشا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو شہر مکہ کے ایک متمول اور ممتاز معززین میں سے تھے، مگر ان کو بھی حرم کعبہ میں کفار قریش نے اس قدر مارا کہ ان کا سر خون سے لت پت ہوگیا، اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو نہایت مالدار اور صاحب اقتدار تھے جب یہ مسلمان ہوئے تو غیروں نے نہیں بلکہ خود ان کے چچا نے ان کو رسیوں میں جکڑ کر خوب خوب مارا، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے رعب اور دبدبہ کے آدمی تھے، مگر انہوں نے جب اسلام قبول کیا تو ان کے چچا ان کو چٹائی میں لپیٹ کر ان کی ناک میں دھواں دیتے تھے جس سے ان کا دم گھٹنے لگتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچازاد بھائی اور بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنے جاہ و اعزاز والے رئیس تھے مگر جب ان کے اسلام کا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتا چلا تو ان کو رسی میں باندھ کر مارا، اور ساتھ ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بہن حضرت بی بی فاطمہ بنت الخطاب کو بھی اس زور سے تھپڑ مارا کہ ان کے کان کے آویزے گر پڑے، اور چہرے پر خون بہہ نکلا۔(۱)

کفار کا وفد بارگاہِ رسالت میں

ایک مرتبہ سرداران قریش حرم کعبہ میں بیٹھے ہوئے یہ سوچنے لگے کہ آخر اتنی تکالیف اور سختیاں برداشت کرنے کے باوجود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی تبلیغ کیوں بند نہیں کرتے؟ آخر ان کا مقصد کیا ہے؟ ممکن ہے یہ عزت وجاہ، یا سرداری و دولت کے خواہاں ہوں چنانچہ سبھوں نے عتبہ بن ربیعہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا کہ تم کسی طرح ان کا دلی مقصد معلوم کرو، چنانچہ عتبہ تنہائی میں آپ سے ملا، اور کہنے لگا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آخر اس دعوت اسلام سے آپ کا مقصد کیا ہے؟ کیا آپ مکہ کی سرداری چاہتے ہیں؟ یا عزت و دولت کے خواہاں ہیں؟ یا کسی بڑے خاندان میں شادی کے خواہاں ہیں؟ آپ کے دل میں جو تمنا ہو کھلے دل کے ساتھ کہہ دیجئے، میں اس کی ضمانت لیتا ہوں کہ اگر آپ دعوت اسلام سے باز آجائیں، تو پورا مکہ آپ کے زیر فرمان ہوجائے گا اور آپ کی

۱......شرح زرقانی علی المواہب　باب اسلام عمر الفاروق　۵/۲　دار الکتب العلمیۃ بیروت
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف (ملتقطاً)　۹۲/۲، ۱۹۱　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

ہر خواہش اور تمنا پوری کردی جائے گی، عتبہ کی یہ ساحرانہ تقریر سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں قرآن مجید کی چند آیتیں تلاوت فرمائیں، جن کو سن کر عتبہ اس قدر متاثر ہوا کہ اس کے جسم کا رونگٹا رونگٹا اور بدن کا بال بال خوفِ ذوالجلال سے لرزنے اور کانپنے لگا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں آپ کو رشتہ داری کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ بس کیجئے، میرا دل اس کلام کی عظمت سے پھٹا جارہا ہے، عتبہ بارگاہِ رسالت سے واپس ہوا مگر اس کے دل کی دنیا میں ایک نیا انقلاب رونما ہوچکا تھا، عتبہ ایک بڑا ہی ساحر البیان خطیب اور انتہائی فصیح و بلیغ آدمی تھا اس نے واپس لوٹ کر سردارانِ قریش سے کہہ دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کلام پیش کرتے ہیں وہ نہ جادو ہے نہ کہانت نہ شاعری، بلکہ وہ کوئی اور ہی چیز ہے، لہذا میری رائے ہے کہ تم لوگ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو، اگر وہ کامیاب ہوکر سارے عرب پر غالب ہوگئے تو اس میں ہم قریشیوں ہی کی عزت بڑھے گی، ورنہ سارا عرب ان کو خود ہی فنا کردے گا، مگر قریش کے سرکش کافروں نے عتبہ کا یہ مخلصانہ اور مدبرانہ مشورہ نہیں مانا، بلکہ اپنی مخالفت اور ایذا رسانیوں میں اور زیادہ اضافہ کردیا۔(۱)

قریش کا وفد ابوطالب کے پاس

کفارِ قریش میں کچھ لوگ صلح پسند بھی تھے وہ چاہتے تھے کہ بات چیت کے ذریعہ صلح و صفائی کے ساتھ معاملہ طے ہوجائے، چنانچہ قریش کے چند معزز رؤسا ابوطالب کے پاس آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوتِ اسلام اور بت پرستی کے خلاف تقریروں کی شکایت کی، ابوطالب نے نہایت نرمی کے ساتھ ان لوگوں کو سمجھا بجھا کر رخصت کردیا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے فرمان " فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ " کی تعمیل کرتے ہوئے علی الاعلان شرک و بت پرستی کی مذمت اور دعوتِ توحید کا وعظ فرماتے ہی رہے، اس لئے قریش کا غصہ پھر بھڑک اٹھا چنانچہ تمام سردارانِ قریش یعنی عتبہ و شیبہ، ابوسفیان و عاص بن ہشام اور ابوجہل، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل وغیرہ وغیرہ سب ایک ساتھ مل کر ابوطالب کے پاس آئے اور یہ کہا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے اسلئے یا تو آپ درمیان میں سے ہٹ جائیں اور اپنے بھتیجے کو ہمارے سپرد کردیں، یا پھر آپ بھی کھل کر ان کے ساتھ میدان میں نکل پڑیں،

۱.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف (ملخصا)　۸۸،۸۶/۲　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
.....شرح زرقانی علی المواہب　باب اسلام حمزۃ　۸۰۹،۸۰۷/۱　دار الکتب العلمیۃ بیروت
.....الوفا بتعریف احوال المصطفیٰ ﷺ　۲۲۸،۲۲۷/۱　مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور

تا کہ ہم دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہو جائے ابو طالب نے قریش کا تیور دیکھ کر سمجھ لیا کہ اب بہت ہی خطرناک اور نازک گھڑی سر پر آن پڑی ہے، ظاہر ہے کہ اب قریش برداشت نہیں کر سکتے اور میں اکیلا تمام قریش کا مقابلہ نہیں کر سکتا، ابو طالب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انتہائی مخلصانہ اور مشفقانہ لہجے میں سمجھایا کہ میرے پیارے بھتیجے! اپنے بوڑھے چچا کی سفید داڑھی پر رحم کرو، اور بڑھاپے میں مجھ پر اتنا بوجھ مت ڈالو کہ میں اٹھا نہ سکوں اب تک تو قریش کا بچہ بچہ میرا احترام کرتا تھا مگر آج قریش کے سرداروں کا لب ولہجہ، اور ان کا تیور اس قدر بگڑا ہوا تھا کہ اب وہ مجھ پر اور تم پر تلوار اٹھانے سے بھی دریغ نہیں کریں گے لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ تم کچھ دنوں کے لئے دعوتِ اسلام موقوف کر دو، اب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری معین ومددگار جو کچھ بھی تھے وہ صرف اکیلے ابو طالب ہی تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ اب ان کے قدم بھی اکھڑ رہے ہیں۔ چچا کی گفتگو سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھرائی ہوئی مگر جذبات سے بھری ہوئی آواز میں فرمایا، کہ چچا جان! خدا کی قسم! اگر قریش میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند لا کر دے دیں، تب بھی میں اپنے اس فرض سے باز نہ آؤں گا، یا تو خدا اس کام کو پورا فرما دے گا، یا میں خود دین اسلام پر نثار ہو جاؤں گا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ جذباتی تقریر سن کر ابو طالب کا دل پسیج گیا، اور وہ اس قدر متاثر ہوئے کہ ان کی ہاشمی رگوں کے خون کا قطرہ قطرہ بھتیجے کی محبت میں گرم ہو کر کھولنے لگا، اور انتہائی جوش میں آ کر کہہ دیا کہ جان عم! جاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں جب تک میں زندہ ہوں کوئی تمہارا بال بیکا نہیں کر سکتا۔(۱)

ہجرتِ حبشہ ۵ ہجری نبوی

کفار مکہ نے جب اپنے ظلم وستم سے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو "حبشہ" جا کر پناہ لینے کا حکم دیا۔

نجاشی بادشاہ

حبشہ کا بادشاہ جس کا نام "اصحمہ" اور لقب "نجاشی" تھا عیسائی دین کا پابند تھا مگر بہت ہی انصاف پسند اور رحم دل تھا، اور توراۃ وانجیل وغیرہ آسمانی کتابوں کا بہت ہی ماہر عالم تھا۔

۱.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف (ملخصا)　۲/۲۷،۳۱　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
.....الوفا بأحوال المصطفی ﷺ　۲/۲۲۸،۲۲۷　حامد اینڈ کمپنی، لاہور

اعلان نبوت کے پانچویں سال رجب کے مہینے میں گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی، ان مہاجرین کرام کے مقدس نام حسب ذیل ہیں۔

۱......حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی ہیں۔

۲......حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ۔

۳......حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اہلیہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ۔

۴......حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زوجہ حضرت لیلیٰ بنت ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ۔

۵......حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۶. حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷......حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸......حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹......حضرت ابو سبرہ بن ابی رہم یا حاطب بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

۱۰......حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱)

کفار مکہ کو جب ان لوگوں کی ہجرت کا پتا چلا تو ان ظالموں نے ان لوگوں کی گرفتاری کے لئے ان کا تعاقب کیا، لیکن یہ لوگ کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہو چکے تھے اس لئے کفار ناکام واپس لوٹے، یہ مہاجرین کا قافلہ حبشہ کی سرزمین میں اتر کر امن وامان کے ساتھ خدا کی عبادت میں معروف ہو گیا، چند دنوں کے بعد ناگہاں یہ خبر پھیل گئی کہ کفار مکہ مسلمان ہو گئے، یہ خبر سن کر چند لوگ حبشہ سے مکہ لوٹ آئے، مگر یہاں آکر پتا چلا کہ یہ خبر غلط تھی، چنانچہ بعض لوگ تو پھر حبشہ چلے گئے مگر کچھ لوگ مکہ میں روپوش ہو کر رہنے لگے لیکن کفار مکہ نے ان لوگوں کو ڈھونڈ نکالا، اور ان لوگوں پر پہلے سے بھی زیادہ ظلم ڈھانے لگے تو حضور صلی

۱......شرح زرقانی علی المواہب باب الهجرة الاولیٰ الی الحبشة ۵۰۶،۵۰۳/۱ دارالکتب العلمیۃ بیروت
......مدارج النبوۃ (ملخصاً) باب ... نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر لوگوں کو حبشہ چلے جانے کا حکم دیا، چنانچہ حبشہ سے واپس آنے والے، اور ان کے ساتھ دوسرے مظلوم مسلمان کل تراسی (۸۳) مرد اور اٹھارہ (۱۸) عورتوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی۔(۱)

کفار کا سفیر نجاشی کے دربار میں

تمام مہاجرین نہایت امن وسکون کے ساتھ حبشہ میں رہنے لگے مگر کفار مکہ کو کب گوارا ہوسکتا تھا کہ فرزندان توحید کہیں امن وچین کے ساتھ رہ سکیں ان ظالموں نے کچھ تحائف کے ساتھ "عمرو بن العاص" اور عمارہ بن ولید" کو بادشاہ حبشہ کے دربار میں اپنا سفیر بنا کر بھیجا، ان دونوں نے نجاشی کے دربار میں پہنچ کر تحفوں کا نذرانہ پیش کیا، اور بادشاہ کو سجدہ کر کے یہ فریاد کرنے لگے کہ اے بادشاہ! ہمارے کچھ مجرم مکہ سے بھاگ کر آپ کے ملک میں پناہ گزیں ہو گئے ہیں، آپ ہمارے ان مجرموں کو ہمارے حوالے کر دیجیے، یہ سن کر نجاشی بادشاہ نے مسلمانوں کو دربار میں طلب کیا، اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے نمائندہ بن کر گفتگو کے لئے آگے بڑھے اور دربار کے آداب کے مطابق بادشاہ کو سجدہ نہیں کیا بلکہ صرف سلام کر کے کھڑے ہو گئے، درباریوں نے ٹوکا، تو حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے اس لئے میں بادشاہ کو سجدہ نہیں کرسکتا۔(۲)

اس کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربار شاہی میں اس طرح تقریر شروع فرمائی کہ:

"اے بادشاہ! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے شرک وبت پرستی کرتے تھے لوٹ مار، چوری، ڈکیتی، ظلم وستم اور طرح طرح کی بدکاریوں اور بداعمالیوں میں مبتلا تھے، اللہ تعالیٰ نے ہماری قوم میں ایک شخص کو اپنا رسول بنا کر بھیجا جس کے حسب ونسب اور صدق ودیانت کو ہم پہلے سے جانتے

۱.....المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی　باب الہجرۃ الثانیۃ الی الحبشۃ　۳۶/۲　دار الکتب العلمیۃ، بیروت
.....مدارج النبوۃ　قسم دوم　باب دوم ہجرت کردن بسوئے حبشہ　۴۱/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲.....المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی　باب الہجرۃ الثانیۃ الی الحبشۃ　۴۲/۲　دار الکتب العلمیۃ، بیروت
.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف (ملخصا)　۷۶،۷۷/۲　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
.....مدارج النبوۃ　باب دوم ہجرت کردن بسوئے حبشہ　۴۲/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

تھے اس رسول نے ہم کو شرک و بت پرستی سے روک دیا، اور صرف ایک خدائے واحد کی عبادت کا حکم دیا، اور ہر قسم کے ظلم و ستم اور تمام برائیوں اور بدکاریوں سے ہم کو منع کیا، ہم اس رسول پر ایمان لائے اور شرک و بت پرستی چھوڑ کر تمام برے کاموں سے تائب ہو گئے بس یہی ہمارا گناہ ہے جس پر ہماری قوم ہماری جان کی دشمن ہو گئی، اور ان لوگوں نے ہمیں اتنا ستایا کہ ہم اپنے وطن کو خیر باد کہہ کر آپ کی سلطنت کے زیر سایہ پُر امن زندگی بسر کر رہے ہیں، اب یہ لوگ ہمیں مجبور کر رہے ہیں کہ ہم پھر اسی پرانی گمراہی میں واپس لوٹ جائیں"۔

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر سے نجاشی بادشاہ بے حد متاثر ہوا یہ دیکھ کر کفار مکہ کے سفیر عمرو بن العاص نے اپنے ترکش کا آخری تیر بھی پھینک دیا، اور کہا کہ:

اے بادشاہ! یہ مسلمان لوگ آپ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کچھ دوسرا ہی اعتقاد رکھتے ہیں جو آپ کے عقیدہ کے بالکل ہی خلاف ہے یہ سن کر نجاشی بادشاہ نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ نے سورہ مریم کی تلاوت فرمائی، کلام ربانی کی تاثیر سے نجاشی بادشاہ کے قلب پر اتنا گہرا اثر پڑا کہ اس پر رقت طاری ہو گئی اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو یہی بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں جو کنواری مریم کے شکم مبارک سے بغیر باپ کے خدا کی قدرت کا نشان بن کر پیدا ہوئے، نجاشی بادشاہ نے بڑے غور سے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر کو سنا، اور یہ کہا کہ بلاشبہ انجیل اور قرآن دونوں ایک ہی آفتاب ہدایت کے دو نور ہیں، اور یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے وہی رسول ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں دی ہے اور اگر میں دستورِ سلطنت کے مطابق تخت شاہی پر رہنے کا پابند نہ ہوتا تو میں خود مکہ جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جوتیاں سیدھی کرتا، اور ان کے قدم دھوتا، بادشاہ کی تقریر سن کر اس کے درباری جو کٹر قسم کے عیسائی تھے، ناراض و برہم ہو گئے، مگر نجاشی بادشاہ نے جوش ایمانی میں سب کو ڈانٹ پھٹکار کر خاموش کر دیا، اور کفار مکہ کے تحفوں کو واپس لوٹا کر عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید کو دربار سے نکلوا دیا، اور مسلمانوں سے کہہ دیا کہ تم لوگ میری سلطنت میں جہاں چاہو امن و سکون کے

ساتھ آرام وچین کی زندگی بسر کرو، کوئی تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔(۱)

واضح رہے کہ نجاشی بادشاہ مسلمان ہو گیا تھا، چنانچہ اس کے انتقال پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اس کی نماز جنازہ پڑھی، حالانکہ نجاشی بادشاہ کا انتقال حبشہ میں ہوا تھا، اور وہ حبشہ ہی میں مدفون بھی ہوئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غائبانہ ان کی نماز جنازہ پڑھ کر ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔

حضرت ابوبکر اور ابن دغنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حبشہ کی طرف ہجرت کی، مگر جب آپ مقام "برک الغماد" میں پہنچے، تو قبیلہ قارہ کا سردار "مالک بن دغنہ" راستے میں ملا، اور دریافت کیا کہ کیوں؟ اے ابوبکر! کہاں چلے؟ آپ نے اہل مکہ کے مظالم کا تذکرہ فرماتے ہوئے کہا کہ اب میں اپنے وطن مکہ کو چھوڑ کر خدا کی لمبی چوڑی زمین میں پھرتا رہوں گا اور خدا کی عبادت کرتا رہوں گا، ابن دغنہ نے کہا کہ اے ابوبکر! آپ جیسا آدمی نہ شہر سے نکل سکتا ہے نہ نکالا جا سکتا ہے، آپ دوسروں کا بار اٹھاتے ہیں مہمانانِ حرم کی مہمان نوازی کرتے ہیں، خود کما کما کر مفلسوں اور محتاجوں کی مالی امداد کرتے ہیں حق کے کاموں میں سب کی امداد واعانت کرتے ہیں آپ میرے ساتھ مکہ واپس چلئے میں آپ کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں ابن دغنہ آپ کو زبردستی مکہ واپس لایا، اور تمام کفار مکہ سے کہہ دیا کہ میں نے ابوبکر کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے، لہٰذا خبردار! کوئی ان کو نہ ستائے کفار مکہ نے کہا کہ ہم کو اس شرط پر منظور ہے کہ ابوبکر اپنے گھر کے اندر چھپ کر قرآن پڑھیں تا کہ ہماری عورتوں اور بچوں کے کان میں قرآن کی آواز نہ پہنچے، ابن دغنہ نے کفار کی شرط منظور کر لی۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند دنوں تک اپنے گھر کے اندر قرآن پڑھتے رہے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذبۂ اسلامی اور جوش ایمانی نے یہ گوارا نہیں کیا کہ معبودانِ باطلہ لات وعزیٰ کی عبادت تو علی الاعلان ہو، اور معبودِ برحق اللہ تعالیٰ کی عبادت گھر کے اندر چھپ کر کی جائے، چنانچہ آپ نے گھر کے باہر اپنے صحن میں ایک مسجد بنالی، اور اس مسجد میں علی الاعلان نمازوں میں بلند آواز سے قرآن پاک پڑھنے لگے اور کفار مکہ کی عورتیں اور بچے جوق در جوق آ کر

۱.....المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی　باب الہجرۃ الثانیۃ الی الحبشۃ　۲/۳۳　دارالکتب العلمیہ، بیروت

.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف (ملخصاً)　۲/۷۷،۸۰　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

.....مدارج النبوۃ قسم دوم باب [illegible]　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

قرآن سننے لگے، یہ منظر دیکھ کر کفار مکہ نے ابن دغنہ کو مکہ بلایا اور شکایت کی کہ ابوبکر گھر کے باہر قرآن پڑھتے ہیں، جس کو سننے کے لئے ان کے گرد ہماری عورتوں اور بچوں کا میلہ لگ جاتا ہے، اس سے ہم کو بڑی تکلیف ہوتی ہے لہذا تم ان سے کہہ دو کہ یا تو وہ گھر میں قرآن پڑھیں ورنہ تم اپنی پناہ کی ذمہ داری سے دست بردار ہو جاؤ، چنانچہ ابن دغنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا کہ اے ابوبکر! آپ گھر کے اندر چھپ کر قرآن پڑھیں، ورنہ میں اپنی پناہ سے کنارہ کش ہو جاؤں گا، اس کے بعد کفار مکہ آپ کو ستائیں گے تو میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوگا، یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا، کہ اے ابن دغنہ! تم اپنی پناہ کی ذمہ داری سے الگ ہو جاؤ مجھے اللہ تعالی کی پناہ کافی ہے اور میں اس کی مرضی پر راضی برضا ہوں۔(۱)

حضرت حمزہ مسلمان ہو گئے

اعلان نبوت کے چھٹے سال حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما دوایسی ہستیاں دامنِ اسلام میں آ گئیں، جن سے اسلام اور مسلمانوں کے جاہ وجلال، اور ان کے عزت واقبال کا پرچم بہت ہی سر بلند ہو گیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچاؤں میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کو آپ سے بڑی والہانہ محبت تھی اور وہ صرف دو تین سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عمر میں زیادہ تھے، اور چونکہ انہوں نے بھی حضرت ثویبہ کا دودھ پیا تھا، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ بہت ہی طاقتور اور بہادر تھے اور شکار کے بہت ہی شوقین تھے، روزانہ صبح سویرے تیر کمان لے کر گھر سے نکل جاتے اور شام کو شکار سے واپس لوٹ کر حرم میں جاتے، خانہ کعبہ کا طواف کرتے اور قریش کے سرداروں کی مجلس میں کچھ دیر بیٹھا کرتے تھے، ایک دن حسب معمول شکار سے واپس لوٹے تو ابن جدعان کی لونڈی اور خود ان کی بہن حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا نے ان کو بتایا کہ آج ابوجہل نے کس کس طرح تمہارے بھتیجے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ بے ادبی اور گستاخی کی ہے، یہ ماجرا سن کر مارے غصہ کے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کا خون کھولنے لگا ایک دم تیر

۱..... صحیح بخاری کتاب الکفالۃ باب جوار ابی بکر الصدیق ۱/۳۰۷ قدیمی کتب خانہ کراچی
..... مسند امام احمد باب مسند الانصار رقم الحدیث: ۲۴۴۴۵
..... سیرت ابن ہشام مع روض الانف (ملخصا) ۲/۴۳، ۲۲۱ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
..... مدارج النبوۃ قسم دوم باب دوم ۲/۴۲، ۴۳ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

کمان لئے ہوئے مسجد حرام میں پہنچ گئے، اور اپنی کمان سے ابو جہل کے سر پر اس زور سے مارا کہ اس کا سر پھٹ گیا، اور کہا کہ تو میرے بھتیجے کو گالیاں دیتا ہے؟ تجھے خبر نہیں کہ میں اسی کے دین پر ہوں، یہ دیکھ کر قبیلہء بنی مخزوم کے کچھ لوگ ابو جہل کی مدد کے لئے کھڑے ہو گئے، ابو جہل نے یہ سوچ کر کہ کہیں بنو ہاشم سے جنگ نہ چھڑ جائے، یہ کہا کہ اے بنی مخزوم! آپ لوگ حمزہ کو چھوڑ دیجئے، واقعی میں نے ان کے بھتیجے کو بہت ہی خراب خراب قسم کی گالیاں دی تھیں۔(۱)

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمان ہو جانے کے بعد زور زور سے ان اشعار کو پڑھنا شروع کر دیا

حَمِدْتُ اللّٰہَ حِیْنَ ھَدٰی فُؤَادِیْ
اِلَی الْاِسْلَامِ وَالدِّیْنِ الْحَنِیْفِ

میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جس وقت کہ اس نے میرے دل کو اسلام اور دین حنیف کی طرف ہدایت دی۔

اِذَا تُلِیَتْ رَسَائِلُہٗ عَلَیْنَا
تَحَدَّرَ دَمْعُ ذِی اللُّبِّ الْحَصِیْفِ

جب احکام اسلام کی ہمارے سامنے تلاوت کی جاتی ہے، تو باکمال عقل والوں کے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

وَاَحْمَدُ مُصْطَفٰی فِیْنَا مُطَاعٌ
فَلَا تَغْشَوْہُ بِالْقَوْلِ الْعَنِیْفِ

اور خدا کے برگزیدہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے مقتدیٰ ہیں تو (اے کافرو) اپنی باطل بکواس سے ان پر غلبہ مت حاصل کرو۔

---

۱ شرح زرقانی علی المواہب باب اسلام حمزۃ رضی اللہ عنہ ۱/۴۷۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت
مدارج النبوۃ قسم دوم باب دوم اسلام آوردن سید الشہداء حمزۃ ۲/۴۳ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
دلائل النبوۃ للبیہقی باب ذکر اسلام حمزۃ بن عبد المطلب ۲/۲۱۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت
سیرت ابن ہشام مع روض الانف (ملخصاً) ۲/۸۵،۸۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

فَلَا وَ اللہِ نُسْلِمُہٗ لِقَوْمٍ!
وَ لَمَّا نَقْضِ فِیْہِمْ بِالسُّیُوْفِ

تو خدا کی قسم ہم انہیں قوم کفار کے سپرد نہیں کریں گے، حالانکہ ابھی تک ہم نے ان کافروں کے ساتھ تلواروں سے فیصلہ نہیں کیا ہے۔(۱)

حضرت عمر کا اسلام

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے بعد تیسرے ہی دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دولت اسلام سے مالا مال ہوگئے، آپ کے مشرف بہ اسلام ہونے کے واقعات میں بہت سی روایات ہیں۔

ایک روایت یہ ہے کہ آپ ایک دن غصہ میں بھرے ہوئے ننگی تلوار لے کر اس ارادہ سے چلے کہ آج میں اسی تلوار سے پیغمبر اسلام کا خاتمہ کردوں گا، اتفاق سے راستہ میں حضرت نعیم بن عبداللہ قریشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوگئی یہ مسلمان ہو چکے تھے، مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے اسلام کی خبر نہیں تھی، حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ کیوں؟ اے عمر! اس دوپہر کی گرمی میں ننگی تلوار لے کر کہاں چلے؟ کہنے لگے کہ آج بانیء اسلام کا فیصلہ کرنے کیلئے گھر سے نکل پڑا ہوں انہوں نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لو، تمہاری بہن ''فاطمہ بنت الخطاب'' اور تمہارے بہنوئی ''سعید بن زید'' بھی تو مسلمان ہوگئے ہیں یہ سن کر آپ بہن کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا، گھر کے اندر چند مسلمان چھپ کر قرآن پاک پڑھ رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سن کر سب لوگ ڈر گئے، اور قرآن پاک کے اوراق چھوڑ کر اِدھر اُدھر چھپ گئے، بہن نے اٹھ کر دروازہ کھولا، تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلّا کر بولے کہ اے اپنی جان کی دشمن کیا تو بھی مسلمان ہوگئی ہے؟ پھر اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جھپٹے، اور ان کی داڑھی پکڑ کر ان کو زمین پر پٹخ دیا اور سینے پر سوار ہو کر مارنے لگے، ان کی بہن فاطمہ اپنے شوہر کو بچانے کے لئے دوڑ پڑیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو ایسا طمانچہ مارا کہ ان کے کانوں کے جھومر ٹوٹ کر گر پڑے، اور ان کا چہرہ خون سے لہولہان ہوگیا،

۱......المواہب اللدنیہ فصل فی ترتیب دعوۃ النبی ﷺ ۱۴۰،۲۱/۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف (ملتقطا) ۸۴،۸۵/۲ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

بہن نے صاف صاف کہہ دیا کہ عمر! سن لو، تم سے جو ہو سکے کرلو، مگر اب اسلام دل سے نہیں نکل سکتا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہن کا خون آلودہ چہرہ دیکھا، اوران کا عزم واستقامت سے بھرا ہوا یہ جملہ سنا، تو ان پر رقت طاری ہوگئی، اورایک دم دل نرم پڑ گیا، تھوڑی دیر تک خاموش کھڑے رہے، پھر کہا کہ اچھا تم لوگ جو پڑھ رہے تھے، مجھے بھی دکھاؤ بہن نے قرآن پاک کے اوراق کو سامنے رکھ دیا، اٹھا کر دیکھا تو اس آیت پر نظر پڑی کہ

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ☆

اس آیت کا ایک ایک لفظ صداقت کی تاثیر بن کر دل کی گہرائی میں پیوست ہوتا چلا گیا، اور جسم کا ایک ایک بال لرزہ براندام ہونے لگا، جب اس آیت پر پہنچے کہ

"اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" تو بالکل ہی بے قابو ہوگئے اور بے اختیار پکار اٹھے کہ "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

یہ وہ وقت تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ارقم بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں مقیم تھے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہن کے گھر سے نکلے اور سیدھے حضرت ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پر پہنچے تو دروازہ بند پایا، کنڈی بجائی، اندر کے لوگوں نے دروازہ کی جھری سے جھانک کر دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ننگی تلوار لئے کھڑے تھے لوگ گھبرا گئے اور کسی میں دروازہ کھولنے کی ہمت نہیں ہوئی، مگر حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند آواز سے فرمایا کہ دروازہ کھولدو، اور اندر آنے دو اگر نیک نیتی کے ساتھ آیا ہے تو اس کا خیر مقدم کیا جائیگا، ورنہ اسی کی تلوار سے اس کی گردن اڑادی جائے گی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اندر قدم رکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود آگے بڑھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بازو پکڑا، اور فرمایا اے خطاب کے بیٹے تو مسلمان ہوجا، آخر کب تک مجھ سے لڑتا رہے گا، ؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہ آواز بلند کلمہ پڑھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مارے خوشی کے نعرہ تکبیر بلند فرمایا اور تمام حاضرین نے اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ مارا کہ مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ یارسول اللہ! یہ چھپ چھپ کر خدا کی عبادت کرنے کے کیا معنیٰ ؟ اُٹھیے ہم کعبہ میں چل کر علی الاعلان خدا کی عبادت کریں گے اور خدا کی قسم میں کفر کی حالت میں جن جن مجلسوں میں بیٹھ کر اسلام کی مخالفت کرتا رہا ہوں، میں اب ان تمام مجالس میں اپنے اسلام کا اعلان کروں گا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کی جماعت کو لے کر دو قطاروں میں روانہ ہوئے،

ایک صف کے آگے آگے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چل رہے تھے، اور دوسری صف کے آگے آگے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، اس شان سے مسجد حرام میں داخل ہوئے اور نماز ادا کی، اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حرم کعبہ میں مشرکین کے سامنے اپنے اسلام کا اعلان کیا، یہ سنتے ہی ہر طرف سے کفار دوڑ پڑے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مارنے لگے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان لوگوں سے لڑنے لگے، ایک ہنگامہ برپا ہو گیا، اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماموں ابوجہل آ گیا، اس نے پوچھا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہو گئے ہیں اس لئے لوگ برہم ہو کر ان پر حملہ آور ہوئے ہیں، یہ سن کر ابوجہل نے حطیم کعبہ میں کھڑے ہو کر اپنی آستین سے اشارہ کر کے اعلان کر دیا، کہ میں نے اپنے بھانجے کو پناہ دی، ابوجہل کا یہ اعلان سن کر سب لوگ ہٹ گئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اسلام لانے کے بعد میں ہمیشہ کفار کو مارتا اور ان کی مار کھاتا رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب فرما دیا۔(۱)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلمان ہونے کا ایک سبب یہ بھی بتایا گیا ہے کہ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں کفر کی حالت میں قریش کے بتوں کے پاس حاضر تھا، اتنے میں ایک شخص گائے کا ایک بچھڑا لے کر آیا، اور اس کو بتوں کے نام پر ذبح کیا، پھر بڑے زور سے چیخ مار کر کسی نے یہ کہا کہ

" یَا جَلِیْحْ اَمْرٌ نَجِیْحٌ رَجُلٌ فَصِیْحٌ یَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ "

یہ آواز سن کر سب لوگ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے لیکن میں نے یہ عزم کر لیا کہ میں اس آواز دینے والے کی تحقیق کیے بغیر ہرگز ہرگز یہاں سے نہیں ٹلوں گا، اس کے بعد پھر یہی آواز آئی کہ

" یَا جَلِیْحْ اَمْرٌ نَجِیْحٌ رَجُلٌ فَصِیْحٌ یَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ "

یعنی اے کھلی ہوئی دشمنی کرنے والے! ایک کامیابی کی چیز ہے کہ ایک فصاحت والا آدمی "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہہ رہا ہے حالانکہ بتوں کے آس پاس میرے سوا دوسرا کوئی بھی نہیں تھا اسکے فوراً ہی بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان فرما دیا، اس واقعہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے حد متاثر تھے اس لئے ان کے اسلام لانے کے اسباب میں اس واقعہ کو بھی کچھ نہ کچھ ضرور دخل ہے۔(۲)

۱.....شرح زرقانی علی المواہب　باب اسلام عمر الفاروق رضی اللہ عنہ　۲/۱۰، ۵　دار الکتب العلمیۃ بیروت

.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف (ملخصاً)　۲/۱۹۵، ۱۸۹　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

.....مدارج النبوۃ　قسم دوم　باب دوم اسلام آوردن عمر الفاروق　۲/۴۴، ۴۵　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲.....صحیح بخاری　کتاب مناقب الانصار باب اسلام عمر الفاروق　[illegible]　قدیمی کتب خانہ کراچی

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب کفار مکہ نے بہت زیادہ ستایا، تو عاص بن وائل سہمی نے بھی آپ کو اپنی پناہ میں لے لیا، جو زمانہ جاہلیت میں آپ کا حلیف تھا اس لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار کی مار دھاڑ سے بچ گئے۔(۱)

شعب ابی طالب ۷ ؁ نبوی

اعلان نبوت کے ساتویں سال ۷ ؁ نبوی میں کفار مکہ نے جب دیکھا کہ روز بروز مسلمانوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے، اور حضرت حمزہ و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے بہادرانِ قریش بھی دامنِ اسلام میں آ گئے تو غیظ و غضب میں یہ لوگ آپے سے باہر ہو گئے اور تمام سرداران قریش اور مکہ کے دوسرے کفار نے یہ سکیم بنائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خاندان کا مکمل بائیکاٹ کر دیا جائے، اور ان لوگوں کو کسی تنگ و تاریک جگہ میں محصور کر کے ان کا دانہ پانی بند کر دیا جائے تاکہ یہ لوگ مکمل طور پر تباہ و برباد ہو جائیں، چنانچہ اس خوفناک تجویز کے مطابق تمام قبائل قریش نے آپس میں یہ معاہدہ کیا کہ جب تک بنی ہاشم کے خاندان والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کے لئے ہمارے حوالہ نہ کر دیں۔

۱......کوئی شخص بنو ہاشم کے خاندان کے سے شادی بیاہ نہ کرے

۲......کوئی شخص ان لوگوں کے ہاتھ کسی قسم کے سامان کی خرید و فروخت نہ کرے

۳......کوئی شخص ان لوگوں سے میل جول، سلام و کلام، ملاقات اور بات نہ کرے

۴......کوئی شخص ان لوگوں کے پاس کھانے پینے کا کوئی سامان نہ جانے دے

منصور بن عکرمہ نے اس معاہدہ کو لکھا اور تمام سرداران قریش نے اس پر دستخط کر کے اس دستاویز کو کعبہ کے اندر آویزاں کر دیا، ابو طالب مجبوراً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے تمام خاندان والوں کو لے کر پہاڑ کی اس گھاٹی میں جس کا نام ''شعب ابی طالب'' تھا پناہ گزیں ہوئے، ابولہب کے سوا خاندان بنو ہاشم کے کافروں نے بھی خاندانی حمیت و پاسداری کی بنا پر اس معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا اور سب کے سب پہاڑ کے اس تنگ و تاریک درّہ میں محصور ہو کر قیدیوں کی زندگی

۱......صحیح بخاری	کتاب بنیان الکعبۃ	باب اسلام عمر الفاروق	۵۴۵/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف		۲۰۰/۲	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

بسر کرنے لگے اور یہ تین برس کا زمانہ اتنا سخت اور کٹھن گزرا کہ بنو ہاشم درختوں کے پتے اور سوکھے چمڑے پکا پکا کر کھاتے تھے اور ان کے بچے بھوک و پیاس کی شدت سے تڑپ تڑپ کر دن رات رویا کرتے تھے، سنگدل اور ظالم کافروں نے ہر طرف پہرہ بیٹھا دیا تھا کہ کہیں سے بھی گھاٹی کے اندر دانہ پانی نہ جانے پائے۔(۱)

مسلسل تین سال تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خاندان بنو ہاشم ان ہوش ربا مصائب کو جھیلتے رہے یہاں تک کہ خود قریش کے کچھ رحم دلوں کو بنو ہاشم کی ان مصیبتوں پر رحم آ گیا، اور ان لوگوں نے اس ظالمانہ معاہدہ کو توڑنے کی تحریک اٹھائی چنانچہ ہشام بن عمرو عامری، زہیر بن ابی امیہ، مطعم بن عدی، ابو البختری، زمعہ بن الاسود وغیرہ یہ سب مل کر ایک ساتھ حرم کعبہ میں گئے۔ اور زہیر نے جو عبدالمطلب کے نواسے تھے کفار قریش کو مخاطب کر کے اپنی پر جوش تقریر میں یہ کہا کہ اے لوگو! یہ کہاں کا انصاف ہے؟ کہ ہم لوگ تو آرام سے زندگی بسر کر رہے ہیں، اور خاندان بنو ہاشم کے بچے بھوک پیاس سے بے قرار ہو کر بلبلا رہے ہیں، خدا کی قسم! جب تک اس وحشیانہ معاہدہ کی دستاویز پھاڑ کر پاؤں سے نہ روندی جائے گی میں ہرگز ہرگز چین سے نہیں بیٹھ سکتا، یہ تقریر سن کر ابو جہل نے تڑپ کر کہا کہ خبردار! ہرگز ہرگز تم اس معاہدہ کو ہاتھ نہیں لگا سکتے، زمعہ نے ابو جہل کو للکارا، اور اس زور سے ڈانٹا کہ ابو جہل کی بولتی بند ہو گئی، اسی طرح مطعم بن عدی اور ہشام بن عمرو نے بھی خم ٹھونک کر ابو جہل کو جھڑک دیا اور ابو البختری نے تو صاف صاف کہہ دیا کہ اے ابو جہل اس ظالمانہ معاہدہ سے نہ ہم راضی تھے اور نہ اب ہم اس کے پابند ہیں۔

اسی مجمع میں ایک طرف ابو طالب بھی بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے کہا کہ اے لوگو! میرے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں کہ اس معاہدہ کی دستاویز کو کیڑوں نے کھا ڈالا ہے اور صرف جہاں جہاں خدا کا نام لکھا ہوا تھا اس کو کیڑوں نے چھوڑ دیا ہے، لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ تم لوگ اس دستاویز کو نکال کر دیکھو اگر واقعی اس کو کیڑوں نے کھا لیا ہے، جب تو اس کو چاک کر کے پھینک دو، اور اگر میرے بھتیجے کا کہنا غلط ثابت ہوا تو میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمہارے حوالے کر دوں گا یہ سن کر مطعم بن عدی کعبہ کے اندر گئے اور دستاویز کو اتار لایا، اور سب لوگوں نے اس کو دیکھا تو واقعی بجز اللہ تعالیٰ کے نام کے پوری

۱......المواہب اللدنیہ باب الہجرۃ ۱/۳۶۶ دار الکتب العلمیہ بیروت
......مدارج النبوۃ ۲/۴۶ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
......الوفاء (ملخصاً) ص [illegible] حامد اینڈ کمپنی، لاہور

دستاویز کو کیڑوں نے کھالیا تھا، مطعم بن عدی نے سب کے سامنے اس دستاویز کو پھاڑ کر پھینک دیا، اور پھر قریش کے چند بہادر باوجودیکہ یہ سب کے سب اس وقت کفر کی حالت میں تھے، ہتھیار لے کر گھاٹی میں پہنچے اور خاندان بنو ہاشم کے ایک ایک آدمی کو وہاں سے نکال لائے اور انکو ان کے مکانوں میں آباد کردیا، یہ واقعہ سن دس ۱۰ نبوی کا ہے، منصور بن عکرمہ جس نے اس دستاویز کو لکھا تھا اس پر یہ قہر الٰہی ٹوٹ پڑا کہ اس کا ہاتھ شل ہو کر سوکھ گیا۔(۱)

غم کا سال ۱۰ نبوی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "شعب ابی طالب" سے نکل کر اپنے گھر میں تشریف لائے اور چند ہی روز کفار قریش کے ظلم وستم سے کچھ امان ملی تھی کہ ابو طالب بیمار ہو گئے اور گھاٹی سے باہر آنے کے آٹھ مہینے بعد ان کا انتقال ہو گیا

ابو طالب کی وفات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک بہت ہی جان گداز اور روح فرسا حادثہ تھا، کیونکہ بچپن سے جس طرح پیار و محبت کے ساتھ ابو طالب نے آپکی پرورش کی تھی اور زندگی کے ہر موڑ پر جس جاں نثاری کے ساتھ آپ کی نصرت و دستگیری کی، اور آپ کے دشمنوں کے مقابل سینہ سپر ہو کر جس طرح آلام ومصائب کا مقابلہ کیا، اس کو بھلا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح بھول سکتے تھے۔

ابو طالب کا خاتمہ

جب ابو طالب مرض الموت میں مبتلا ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے، اور فرمایا کہ اے چچا! آپ کلمہ پڑھ لیجئے، یہ وہ کلمہ ہے کہ اس کے سبب سے میں خدا کے دربار میں آپ کی مغفرت کے لئے اصرار کروں گا، اس وقت ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ، ابو طالب کے پاس موجود تھے، ان دونوں نے ابو طالب سے کہا کہ اے ابو طالب! کیا آپ عبدالمطلب کے دین سے

۱.......مدارج النبوۃ قسم دوم باب سوم ۴۶/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف (ملخصاً) ۲۴۶/۲، ۲۴۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
.....الوفاء (ملخصاً) ص: ۲۴۳، ۲۴۷ حامد اینڈ کمپنی، لاہور
.....الخصائص الکبرٰی ۲۵۷/۱ شبیر برادرز، لاہور

روگردانی کریں گے؟ اور یہ دونوں برابر ابوطالب سے گفتگو کرتے رہے، یہاں تک کہ ابوطالب نے کلمہ نہیں پڑھا، بلکہ ان کی زندگی کا آخری قول یہ رہا کہ "میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں" یہ کہا اور ان کی روح پرواز کرگئی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے بڑا صدمہ پہنچا، اور آپ نے فرمایا کہ میں آپ کے لئے اس وقت تک دعا مغفرت کرتا رہوں گا جب تک اللہ تعالیٰ مجھے منع نہ فرمائے گا، اس کے بعد یہ آیت نازل ہوگئی کہ،

مَاكَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا اُوْلِيْ قُرْبٰى مِنْم بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ☆

یعنی نبی اور مومنین کے لئے یہ جائز ہی نہیں ہے کہ وہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں اگر چہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جب انہیں معلوم ہو چکا ہے کہ مشرکین جہنمی ہیں۔(۱)

حضرت بی بی خدیجہ کی وفات

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک پر ابھی ابوطالب کے انتقال کا زخم تازہ ہی تھا کہ ابوطالب کی وفات کے تین دن یا پانچ دن کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی دنیا سے رحلت فرما گئیں، مکہ میں ابوطالب کے بعد سب سے زیادہ جس ہستی نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت وحمایت میں اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کیا، وہ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات گرامی تھی، جس وقت دنیا میں کوئی آپ کا مخلص مشیر اور غمخوار نہیں تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی تھیں کہ ہر پریشانی کے موقع پر پوری جانثاری کے ساتھ آپکی غمخواری اور دلداری کرتی رہتی تھی اس لئے ابوطالب اور حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں کی وفات سے آپ کے مددگار

۱......صحیح بخاری　کتاب بنیان الکعبۃ　باب قصۃ ابی طالب　رقم الحدیث:۳۵۹۵　۵۴۸/۱　قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم　کتاب الایمان　رقم الحدیث:۳۵
......سنن نسائی　کتاب الجنائز　رقم الحدیث:۲۰۰۸
......مسند امام احمد　باقی مسند الانصار　رقم الحدیث:۲۲۵۶۲
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف (ملخصا)　۲۳۳/۲　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
......شرح زرقانی علی المواہب باب وفاۃ خدیجۃ وابی طالب　۳۸،۴۲/۲　دارالکتب العلمیہ بیروت
......مدارج النبوۃ　قسم دوم　باب سوم وفاۃ ابی طالب　۴۷/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
......الوفاء (مترجم)　ص:۲۵۱　حامد اینڈ کمپنی، لاہور

اور غمگسار دونوں ہی دنیا سے اٹھ گئے، جس سے آپ کے قلب نازک پر اتنا عظیم صدمہ گزرا کہ آپ نے اس سال کا نام "عام الحزن" (غم کا سال) رکھ دیا۔

حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا نے رمضان ۱۰ ؁ نبوی میں وفات پائی بوقت وفات پینسٹھ برس کی عمر تھی، مقام حجون (قبرستان جنت المعلیٰ) میں مدفون ہوئیں، حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بہ نفس نفیس انکی قبر میں اترے اور اپنے مقدس ہاتھوں سے ان کی لاش مبارک کو زمین کے سپرد فرمایا۔(۱)

طائف وغیرہ کا سفر

مکہ والوں کے عناد اور سرکشی کو دیکھتے ہوئے، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان لوگوں کے ایمان لانے سے مایوسی نظر آئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغ اسلام کے لئے مکہ کے قرب وجوار کی بستیوں کا رخ کیا، چنانچہ اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "طائف" کا بھی سفر فرمایا، اس سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ بھی آپ کے ہمراہ تھے، طائف میں بڑے بڑے امراء اور مالدار لوگ رہتے تھے، ان رئیسوں میں "عمیر" کا خاندان تمام قبائل کا سردار شمار کیا جاتا تھا، یہ لوگ تین بھائی تھے، عبدیالیل، مسعود، حبیب۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تینوں کے پاس تشریف لے گئے، اور اسلام کی دعوت دی، ان تینوں نے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ انتہائی بیہودہ اور گستاخانہ جواب دیا ان بدنصیبوں نے اسی پر بس نہیں کیا، بلکہ طائف کے شریر غنڈوں کو ابھار دیا کہ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ برا سلوک کریں، چنانچہ لچوں لفنگوں کا یہ شریر گروہ ہر طرف سے آپ پر ٹوٹ پڑا، اور یہ شرارتوں کے مجسمے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پتھر برسانے لگے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس پاؤں زخموں سے لہولہان ہوگئے۔ اور آپ کے موزے اور نعلین مبارک خون سے بھر گئے، جب آپ زخموں سے بے تاب ہو کر بیٹھ جاتے، تو یہ ظالم انتہائی بے دردی کے ساتھ آپ کا بازو پکڑ کر اٹھاتے، اور جب آپ چلنے لگتے تو پھر آپ پر پتھروں کی بارش کرتے اور ساتھ ساتھ طعنہ زنی کرتے گالیاں دیتے، تالیاں بجاتے، ہنسی اڑاتے، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ دوڑ دوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آنے والے پتھروں کو اپنے بدن پر لیتے

۱...... مدارج النبوۃ قسم پنجم باب دوم ذکر خدیجۃ الکبریٰ ۴۶۵/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
...... شرح زرقانی علی المواہب باب وفاۃ خدیجۃ وابی طالب ۴۸/۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت

تھے، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچاتے تھے، یہاں تک کہ وہ بھی خون میں نہا گئے، اور زخموں سے نڈھال ہو کر بے قابو ہو گئے، یہاں تک کہ آخر آپ نے انگور کے ایک باغ میں پناہ لی، یہ باغ مکہ کے ایک مشہور کافر عتبہ بن ربیعہ کا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حال دیکھ کر عتبہ بن ربیعہ اور اس کے بھائی شیبہ بن ربیعہ کو آپ پر رحم آ گیا، اور کافر ہونے کے باوجود خاندانی حمیت نے جوش مارا چنانچہ ان دونوں کافروں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے باغ میں ٹھہرایا، اور اپنے نصرانی غلام ''عداس'' کے ہاتھ سے آپ کی خدمت میں انگور کا ایک خوشہ بھیجا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بسم اللہ پڑھ کر خوشہ کو ہاتھ لگایا، تو عداس تعجب سے کہنے لگا کہ اس اطراف کے لوگ تو یہ کلمہ نہیں بولا کرتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا، کہ تمہارا وطن کہاں ہے؟ عداس نے کہا کہ میں ''شہر نینویٰ'' کا رہنے والا ہوں آپ نے فرمایا، کہ وہ حضرت یونس بن متی کا شہر ہے وہ بھی میری طرح خدا کے پیغمبر تھے، یہ سن کر عداس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا اور فوراً ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔(۱)

اسی سفر میں جب آپ مقام ''نخلہ'' میں تشریف فرما ہوئے اور رات کو نماز تہجد میں قرآن مجید پڑھ رہے تھے تو ''نصیبین'' کے جنوں کی ایک جماعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور قرآن سن کر یہ سب جن مسلمان ہو گئے، پھر ان جنوں نے لوٹ کر اپنی قوم کو بتایا تو مکہ مکرمہ میں جنوں کی جماعت نے فوج در فوج آ کر اسلام قبول کیا، چنانچہ قرآن مجید میں سورہ جن کی ابتدائی آیتوں میں خداوند عالم نے اس واقعہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔(۲)

مقام نخلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند دنوں تک قیام فرمایا پھر آپ مقام ''حراء'' میں تشریف لائے اور قریش کے ایک ممتاز سردار مطعم بن عدی کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ کیا تم مجھے اپنی پناہ

۱.....المواهب اللدنیہ، باب ہجرتہ، ۱/۴۷،۳۳۶، دارالکتب العلمیۃ بیروت
.....الوفاء (مترجم)، ص:۲۶۰،۲۶۲، حامد اینڈ کمپنی، لاہور
.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف (ملخصاً)، ۲/۳۳۵،۳۳۸، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
.....مدارج النبوۃ، قسم دوم، باب سوم، ۲/۵۰،۴۹، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲.....المواهب اللدنیہ، باب ہجرتہ ﷺ، ۱/۳۸،۱۳۷، دارالکتب العلمیۃ بیروت
.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف (مترجم)، ۲/۴۷،۳۳۶، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
.....مدارج النبوۃ، قسم دوم، باب سوم، ۵۴، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

میں لے سکتے ہو؟ عرب کا دستور تھا کہ جب کوئی شخص ان سے حمایت اور پناہ طلب کرتا، تو وہ اگرچہ کتنا ہی بڑا دشمن کیوں نہ ہو، وہ پناہ دینے سے انکار نہیں کر سکتے تھے، چنانچہ مطعم بن عدی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی پناہ میں لے لیا، اور اس نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ تم لوگ ہتھیار لگا کر حرم میں جاؤ، اور مطعم بن عدی خود گھوڑے پر سوار ہو کر گیا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ مکہ لایا، اور حرم کعبہ میں اپنے ساتھ لے کر گیا، اور مجمعِ عام میں اعلان کر دیا، کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پناہ دی ہے، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اطمینان کے ساتھ حجرِ اسود کو بوسہ دیا اور کعبہ کا طواف کر کے حرم میں نماز ادا کی اور مطعم بن عدی اور اس کے بیٹوں نے تلواروں کے سائے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے دولت خانہ تک پہنچا دیا۔(۱)

اس سفر کے مدتوں بعد ایک مرتبہ امّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا جنگِ اُحد کے دن سے بھی زیادہ سخت کوئی دن آپ پر گزرا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

ہاں، اے عائشہ! وہ دن میرے لئے جنگِ اُحد کے دن سے بھی زیادہ سخت تھا جب میں نے طائف میں وہاں کے ایک سردار ''عبد یالیل'' کو اسلام کی دعوت دی اس نے دعوتِ اسلام کو حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیا، اور اہلِ طائف نے مجھ پر پتھراؤ کیا میں اس رنج و غم میں سر جھکائے چلتا رہا، یہاں تک کہ مقام ''قرن الثعالب'' میں پہنچ کر میرے ہوش و حواش بجا ہوئے، وہاں پہنچ کر جب میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بدلی مجھ پر سایہ کئے ہوئے ہے اس بادل میں سے حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا قول اور ان کا جواب سن لیا، اور اب آپ کی خدمت میں پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہے، تاکہ وہ آپ کے حکم کی تعمیل کرے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان ہے کہ پہاڑوں کا فرشتہ مجھے سلام کر کے عرض کرنے لگا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا قول اور انہوں نے آپکو جو جواب دیا ہے وہ سب کچھ سن لیا ہے اور مجھ کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ مجھے جو

۱..... شرح زرقانی علی المواہب　باب ذکر الجن　۶۶/۲　دار الکتب العلمیۃ بیروت
..... مدارج النبوۃ　قسم دوم　باب سوم　۵۱/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
الوفا، (مترجم)　ص: ۲۶۳　حامد اینڈ کمپنی، لاہور

چاہیں حکم دیں، اور میں آپ کا حکم بجالاؤں، اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں ''اخشبین (ابوقبیس اور قعیقعان) دونوں پہاڑوں کو ان کفار پر الٹ دوں تو میں الٹ دیتا ہوں، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں سے اپنے ایسے بندوں کو پیدا فرمائے گا جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں گے اور شرک نہیں کریں گے۔(۱)

قبائل میں تبلیغِ اسلام

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ تھا کہ حج کے زمانے میں جب کہ دور دور کے عربی قبائل مکہ میں جمع ہوتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام قبائل میں دورہ فرما کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے اسی طرح عرب میں جابجا بہت سے میلے لگتے تھے، جن میں دور دراز کے قبائل عرب جمع ہوتے تھے ان میلوں میں بھی آپ تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لے جاتے تھے، چنانچہ عکاظ، مجنہ، ذوالمجاز کے بڑے بڑے میلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبائل عرب کے سامنے دعوت اسلام پیش فرمائی، عرب کے قبائل بنوعامر، محارب فزارہ، غسان، مرہ، سلیم، عبس، نضر، کندہ، کلب، عذرہ، حضارمہ وغیرہ ان سب مشہور قبائل کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام پیش فرمایا، مگر آپ کا چچا ابولہب ہر جگہ آپ کے ساتھ ساتھ جاتا، اور جب آپ کسی قبیلہ کے سامنے وعظ فرماتے تو ابولہب چلا چلا کر یہ کہتا کہ ''یہ دین سے پھر گیا ہے'' ''یہ جھوٹ کہتا ہے''۔(۲)

قبیلہ بنوذہل بن شیبان کے پاس جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے، اس قبیلہ کا سردار ''مفروق'' آپ کی طرف متوجہ ہوا، اور اس نے کہا کہ اے قریشی برادر! آپ لوگوں کے سامنے کونسا دین پیش کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا ایک ہے اور میں اس کا رسول ہوں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہء

۱......صحیح بخاری کتاب بدء الوحی　باب ذکر الملائکۃ　۱/۴۵۸　قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم　کتاب الجہاد والسیر　رقم الحدیث: ۳۳۵۲
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف (مترجم)　۲/۳۴۵، ۳۴۶　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
......شرح زرقانی علی المواہب　باب خروجہ الی الطائف　۲/۵۲، ۵۱　دارالکتب العلمیۃ بیروت
......دلائل النبوۃ (مترجم)　ص: ۲۶۱　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۲......المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی　باب عرض رسول اللہ ﷺ　۲/۷۳　دارالکتب العلمیۃ بیروت
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف (ملخصاً)　[illegible]　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

انعام کی چند آیتیں تلاوت فرمائیں۔ یہ سب لوگ آپ کی تقریر اور قرآنی آیتوں کی تاثیر سے انتہائی متاثر ہوئے لیکن یہ کہا کہ ہم اپنے اس خاندانی دین کو بھلا ایک دم کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟ جس پر ہم برسہا برس سے کاربند ہیں اس کے علاوہ ہم ملک فارس کے بادشاہ کسریٰ کے زیر اثر اور رعیت ہیں، اور ہم یہ معاہدہ کر چکے ہیں کہ ہم بادشاہ کسریٰ کے سوا کسی اور کے زیر اثر نہیں رہیں گے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کی صاف گوئی کی تعریف فرمائی، اور ارشاد فرمایا کہ خیر، خدا اپنے دین کا حامی و ناصر اور معین ومددگار ہے۔(۱)

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

سوالات

چوتھا باب

سوال نمبر 1..... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے پہلی وحی جب نازل ہوئی تو آپ کی عمر مبارک کتنی تھی؟ نیز کس مقام پر وحی کا نزول ہوا، اور نزولِ وحی کے وقت فرشتے کے ساتھ کیا گفتگو ہوئی؟۔

سوال نمبر 2..... سابقین اولین سے مراد کون لوگ ہیں، وضاحت کریں؟۔

سوال نمبر 3..... رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام پر جو ظلم وستم کئے گئے اس پر مختصر نوٹ لکھیں۔؟

سوال نمبر 4..... حبشہ کی طرف مسلمانوں کی ہجرت کا کیا سبب بنا تھا، حبشہ کے بادشاہ کا نام اور لقب کیا تھا، نیز حبشہ کی طرف کتنے مردوں اور عورتوں نے ہجرت کی مع نام بتائیں۔؟

سوال نمبر 5..... عام الحزن سے کونسا سال مراد ہے۔؟

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

۱ روض الانف شرح سیرت ابن ہشام (مترجم) ۳۳۸،۳۵۱/۲ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

پانچواں باب

مدینہ میں آفتابِ رسالت کی تجلّیاں

''مدینہ منورہ'' کا پرانا نام ''یثرب'' ہے، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شہر میں سکونت فرمائی تو اس کا نام ''مدینۃ النبی'' (نبی کا شہر) پڑ گیا، پھر یہ نام مختصر ہو کر ''مدینہ'' مشہور ہو گیا، تاریخی حیثیت سے یہ بہت پرانا شہر ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اعلان نبوت فرمایا، تو اس شہر میں عرب کے دو قبیلے ''اوس، اور خزرج'' اور کچھ ''یہودی'' آباد تھے، اوس وخزرج کفار مکہ کی طرح ''بت پرست'' اور یہودی ''اہل کتاب'' تھے اوس وخزرج پہلے تو بڑے اتفاق واتحاد کے ساتھ مل جل کر رہتے تھے، مگر پھر عربوں کی فطرت کے مطابق ان دونوں قبیلوں میں لڑائیاں شروع ہو گئیں، یہاں تک کہ آخری لڑائی جو تاریخ عرب میں ''جنگ بعاث'' کے نام سے مشہور ہے اس قدر ہولناک اور خونریز ہوئی کہ اس لڑائی میں اوس وخزرج کے تقریباً تمام نامور بہادر لڑ بھڑ کر کٹ مرگئے، اور یہ دونوں قبیلے بے حد کمزور ہو گئے، یہودی اگر چہ تعداد میں بہت کم تھے مگر چونکہ وہ تعلیم یافتہ تھے اسلئے اوس وخزرج ہمیشہ یہودیوں کی علمی برتری سے مرعوب اور ان کے زیر اثر رہتے تھے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس تعلیم وتربیت کی بدولت اوس وخزرج کے تمام پرانے اختلافات ختم ہو گئے۔ اور یہ دونوں قبیلے شیر وشکر کی طرح مل جل کر رہنے لگے، اور چونکہ ان لوگوں نے اسلام اور مسلمانوں کی اپنے تن من دھن سے بے پناہ امداد ونصرت کی، اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان خوش بختوں کو ''انصار'' کے معزز لقب سے سرفراز فرما دیا، اور قرآن پاک نے بھی ان جانثارانِ اسلام کی نصرت رسول وامداد مسلمین پر ان خوش نصیبوں کی مدح وثنا کا جابجا خطبہ پڑھا، اور از روئے شریعت انصار کی محبت اور ان کی جناب میں حسن عقیدت تمام امت مسلمہ کے لئے لازم الایمان اور واجب العمل قرار پائی۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

مدینہ میں اسلام کیونکر پھیلا؟

انصار گو بت پرست تھے مگر یہودیوں کے میل جول سے اتنا جانتے تھے کہ نبی آخر الزمان کا ظہور

ہونے والا ہے، اور مدینہ کے یہودی اکثر انصار کے دونوں قبیلوں اوس وخزرج کو دھمکیاں بھی دیا کرتے تھے کہ نبی آخرالزمان کے ظہور کے وقت ہم ان کے لشکر میں شامل ہو کر تم بت پرستوں کو دنیا سے نیست ونابود کر ڈالیں گے، اس لئے نبی آخرالزمان کی تشریف آوری کا یہود اور انصار دونوں کو انتظار تھا۔

۱۱ھ نبوی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معمول کے مطابق حج میں آنے والے قبائل کو دعوت اسلام دینے کے لئے منٰی کے میدان میں تشریف لے گئے، اور قرآن پاک کی آیتیں سنا سنا کر لوگوں کے سامنے اسلام پیش فرمانے لگے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منٰی میں عقبہ (گھاٹی) کے پاس جہاں آج ''مسجد العقبہ'' ہے تشریف فرما تھے کہ قبیلہ خزرج کے چھ آدمی آپ کے پاس آ گئے، آپ نے ان لوگوں سے ان کا نام ونسب پوچھا، پھر قرآن کی چند آیتیں سنا کر ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جس سے یہ لوگ بے حد متاثر ہو گئے اور ایک دوسرے کا منہ دیکھ کر واپسی میں یہ کہنے لگے کہ یہودی جس نبی آخر الزمان کی خوشخبری دیتے رہے ہیں، یقیناً وہ نبی یہی ہیں، لہذا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہودی ہم سے پہلے اسلام کی دعوت قبول کر لیں، یہ کہہ کر سب ایک ساتھ مسلمان ہو گئے، اور مدینہ جا کر اپنے اہل خاندان اور رشتہ داروں کو بھی اسلام کی دعوت دی، ان چھ خوش نصیبوں کے نام یہ ہیں۔

۱..... حضرت ابوالہیثم بن تیہان۔ ۲..... حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ۔ ۳..... حضرت عوف بن حارث۔ ۴..... حضرت رافع بن مالک۔ ۵..... حضرت قطبہ بن عامر بن حدیدہ۔ ۶..... حضرت جابر بن عبداللہ بن ریاب۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (۱)

بیعتِ عقبہ اولیٰ

دوسرے سال ۱۲ھ نبوی میں حج کے موقع پر مدینہ کے بارہ اشخاص منٰی کی اسی گھاٹی میں چھپ کر مشرف بہ اسلام ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت ہوئے، تاریخ اسلام میں اس بیعت کا نام ''بیعت عقبہ اولیٰ'' ہے۔

ساتھ ہی ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ درخواست بھی کی کہ احکام اسلام کی تعلیم

۱..... الوفاء (مترجم)　ص: ۲۶۶،۶۷　حامد اینڈ کمپنی، لاہور
..... مدارج النبوۃ　قسم دوم　باب سوم　۵۱،۵۲/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
سیرت ابن ہشام مع روض الانف (مترجم)　۳۵۸،۳۶۰/۲　ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
..... المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی　باب ہجرتہ ﷺ　۱۳۱/۱　دار الکتب العلمیۃ بیروت

کے لئے کوئی معلّم بھی ان لوگوں کے ساتھ کر دیا جائے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان لوگوں کے ساتھ مدینہ منورہ بھیج دیا، وہ مدینہ میں حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر ٹھہرے، اور انصار کے ایک ایک گھر میں جا جا کر اسلام کی تبلیغ کرنے لگے اور روزانہ ایک دو نئے آدمی آغوشِ اسلام میں آنے لگے، یہاں تک کہ رفتہ رفتہ مدینہ سے قبا تک گھر گھر اسلام پھیل گیا۔

قبیلہء اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی بہادر اور بااثر شخص تھے، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی تو انہوں نے پہلے تو اسلام سے نفرت و بیزاری ظاہر کی مگر جب حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو قرآن مجید پڑھ کر سنایا تو ایک دم ان کا دل پسیج گیا، اور اس قدر متاثر ہوئے کہ سعادتِ ایمان سے سرفراز ہو گئے، ان کے مسلمان ہوتے ہی ان کا قبیلہ ''اوس'' بھی دامنِ اسلام میں آ گیا۔

اسی سال بقولِ مشہور ماہ رجب کی ستائیسویں رات کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بحالت بیداری ''معراجِ جسمانی'' ہوئی۔ اور اسی سفرِ معراج میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں جس کا تفصیلی بیان ان شاء اللہ تعالیٰ معجزات کے باب میں آئے گا۔ (۱)

بیعتِ عقبہ ثانیہ

اس کے ایک سال بعد ۱۳ نبوی میں حج کے موقع پر مدینہ کے تقریباً بہتر (۷۲) اشخاص نے منیٰ کی اسی گھاٹی میں اپنے بت پرست ساتھیوں سے چھپ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ حق پرست پر بیعت کی، اور یہ عہد کیا کہ ہم لوگ آپ کی اور اسلام کی حفاظت کے لئے اپنی جان قربان کر دیں گے۔ اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے، جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، انہوں نے مدینہ والوں سے کہا کہ دیکھو، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خاندان بنی ہاشم میں ہر طرح محترم اور باعزت ہیں ہم لوگوں نے دشمنوں کے مقابلہ میں سینہ

۱......سیرت ابن ہشام مع روض الانف (مترجم)　۲/۲۷۷، ۲۷۳　ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

......دلائل النبوۃ ابونعیم (مترجم) ملتقطا　ص: ۲۸۰، ۲۷۸　ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

......الوفاء (مترجم) ملتقطا　ص: ۲۶۷　حامد اینڈ کمپنی، لاہور

۲......مدارج النبوۃ　قسم دوم　باب سوم　۲/۵۳　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

سپر ہو کر ہمیشہ ان کی حفاظت کی ہے اب تم لوگ ان کو اپنے وطن میں لے جانے کے خواہشمند ہو، تو سن لو اگر مرتے دم تک تم لوگ ان کا ساتھ دے سکو۔ تو بہتر ہے ورنہ ابھی سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ یہ سن کر حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ طیش میں آ کر کہنے لگے، ''ہم لوگ'' تلواروں کی گود میں پلے ہیں''۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ حضرت ابوالہیثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بات کاٹتے ہوئے یہ کہا کہ یارسول اللہ! ہم لوگوں کے یہودیوں سے پرانے تعلقات ہیں اب ظاہر ہے کہ ہمارے مسلمان ہو جانے کے بعد یہ تعلقات ٹوٹ جائیں گے، کہیں ایسا نہ ہو کہ جب اللہ تعالیٰ آپ کو غلبہ عطا فرمائے تو آپ ہم لوگوں کو چھوڑ کر اپنے وطن مکہ چلے جائیں یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کہ تم لوگ اطمینان رکھو، کہ تمہارا خون میرا خون ہے، اور یقین رکھو'' میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہے میں تمہارا ہوں اور تم میرے ہو، تمہارا دشمن میرا دشمن اور تمہارا دوست میرا دوست ہے''۔(۱)

جب انصار یہ بیعت کر رہے تھے تو حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا حضرت عباس بن نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میرے بھائیو! تمہیں یہ بھی خبر ہے کہ تم لوگ کس چیز پر بیعت کر رہے ہو؟ خوب سمجھ لو کہ یہ عرب وعجم کے ساتھ اعلان جنگ ہے، انصار نے طیش میں آ کر نہایت ہی پر جوش لہجے میں کہا کہ ہاں، ہاں ہم لوگ اسی پر بیعت کر رہے ہیں، بیعت ہو جانے کے بعد آپ نے اس جماعت میں سے بارہ آدمیوں کو نقیب (سردار) مقرر فرمایا ان میں نو آدمی قبیلہ خزرج کے اور تین اشخاص قبیلہء اوس کے تھے جن کے مبارک نام یہ ہیں۔

۱......ابوامامہ اسعد بن زرارہ۔ ۲......سعد بن ربیع۔ ۳......عبداللہ بن رواحہ۔ ۴......رافع بن مالک ۵......براء بن معرور۔ ۶......عبداللہ بن عمرو۔ ۷......سعد بن عبادہ۔ ۸......منذر بن عمر۔ ۹......عبادہ بن ثابت۔ یہ نو آدمی قبیلہ خزرج کے ہیں۔

۱۰......اُسید بن حضیر۔ ۱۱......سعد بن خیثمہ۔ ۱۲......ابوالہیثم بن تیہان۔ یہ تین شخص قبیلہء اوس کے

۱......سیرت ابن ہشام مع روض الانف (مترجم) ۲/۳۸۶، ۳۸۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
... مدارج النبوۃ قسم دوم باب سوم ۲/۵۳، ۵۴ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہو
... شرح الزرقانی علی المواهب باب ذکر غرض ﷺ ۲/۸۵، ۸۸ دار الکتب العلمیة بیروت

ہیں۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔(۱)

اس کے بعد یہ تمام حضرات اپنے اپنے ڈیروں پر چلے گئے، صبح کے وقت جب قریش کو اس کی اطلاع پہنچی، تو وہ آگ بگولا ہو گئے، اور ان لوگوں نے ڈانٹ کر مدینہ والوں سے پوچھا کہ کیا تم لوگوں نے ہمارے ساتھ جنگ کرنے پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی ہے؟ انصار کے کچھ ساتھیوں نے جو مسلمان نہیں ہوئے تھے اپنی لاعلمی ظاہر کی، یہ سن کر قریش واپس چلے گئے، مگر جب تفتیش تحقیقات کے بعد کچھ انصار کی بیعت کا حال معلوم ہوا، تو قریش غیظ وغضب میں آپے سے باہر ہو گئے، اور بیعت کرنے والوں کی گرفتاری کے لئے تعاقب کیا، مگر قریش حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی اور کو نہیں پکڑ سکے، قریش حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ساتھ مکہ لائے اور ان کو قید کر دیا مگر جب جبیر بن مطعم، اور حارث بن حرب بن امیہ کو پتہ چلا، تو ان دونوں نے قریش کو سمجھایا کہ خدا کے لئے سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فوراً چھوڑ دو، ورنہ تمہاری ملکِ شام کی تجارت خطرہ میں پڑ جائے گی، یہ سن کر قریش نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید سے رہا کر دیا، اور وہ بخیریت مدینہ پہنچ گئے۔(۲)

ہجرتِ مدینہ

مدینہ منورہ میں جب اسلام اور مسلمانوں کو ایک پناہ گاہ مل گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو عام اجازت دے دی کہ وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے جائیں، چنانچہ سب سے پہلے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کی اس کے بعد یکے بعد دیگرے دوسرے لوگ بھی مدینہ روانہ ہونے لگے جب کفار قریش کو پتہ چلا تو انہوں نے روک ٹوک شروع کر دی مگر چھپ چھپ کر لوگوں نے ہجرت کا سلسلہ جاری رکھا، یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بہت سے صحابہ کرام مدینہ منورہ چلے گئے، صرف وہی حضرات مکہ میں رہ گئے جو یا تو کافروں کی قید میں تھے یا اپنی مفلسی کی وجہ سے مجبور تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چونکہ ابھی تک خدا کی طرف سے ہجرت کا حکم نہیں ملا تھا اس

۱.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف (ملخصا) ۲/۸۸،۳۸۷ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

.....شرح الزرقانی علی المواہب باب ذکر عرض المصطفی ﷺ ۲/۸۷،۸۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت

۲.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف (مترجم) ۲/۳۹۵،۳۹۴ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

لئے آپ مکہ ہی میں مقیم رہے اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی آپ نے روک لیا تھا، لہٰذا یہ دونوں شمع نبوت کے پروانے بھی آپ ہی کے ساتھ مکہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔(۱)

کفار کانفرنس

جب مکہ کے کافروں نے یہ دیکھ لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کے مددگار مکہ سے باہر مدینہ میں بھی ہوگئے۔ اور مدینہ جانے والے مسلمانوں کو انصار نے اپنی پناہ میں لے لیا ہے تو کفار مکہ کو یہ خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مدینہ چلے جائیں اور وہاں سے اپنے حامیوں کی فوج لے کر مکہ پر چڑھائی نہ کر دیں، چنانچہ اس خطرہ کا دروازہ بند کرنے کے لئے کفار مکہ نے اپنے دارالندوہ (پنچائت گھر) میں ایک بہت بڑی کانفرنس منعقد کی، اور یہ کفار مکہ کا ایسا زبردست نمائندہ اجتماع تھا کہ مکہ کا کوئی بھی ایسا دانشور اور با اثر شخص نہ تھا جو اس کانفرنس میں شریک نہ ہوا ہو۔ خصوصیت کے ساتھ ابوسفیان، ابوجہل، عتبہ، جبیر بن مطعم، نضر بن حارث، ابوالبختری، زمعہ بن اسود، حکیم بن حزام، امیہ بن خلف وغیرہ وغیرہ تمام سرداران قریش اس مجلس میں موجود تھے، شیطان لعین بھی کمبل اوڑھے ایک بزرگ شیخ کی صورت میں آ گیا، قریش کے سرداروں نے نام ونسب پوچھا تو بولا کہ میں شیخ نجد ہوں اس لئے اس کانفرنس میں آ گیا ہوں کہ میں تمہارے معاملہ میں اپنی رائے بھی پیش کردوں یہ سن کر قریش کے سرداروں نے ابلیس کو بھی اپنی کانفرنس میں شریک کرلیا، اور کانفرنس کی کارروائی شروع ہوگئی، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ پیش ہوا تو ابوالبختری نے یہ رائے دی کہ ان کو کسی کوٹھری میں بند کر کے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دو اور ایک سوراخ سے کھانا پانی ان کو دے دیا کرو شیخ نجدی (شیطان) نے کہا کہ یہ رائے اچھی نہیں ہے، خدا کی قسم اگر تم لوگوں نے ان کو کسی مکان میں قید کردیا، تو یقیناً ان کے جان نثار اصحاب کو اس کی خبر لگ جائے گی، اور وہ اپنی جان پر کھیل کر ان کو قید سے چھڑا لیں گے۔

ابوالاسود ربیعہ بن عمرو عامری نے یہ مشورہ دیا کہ ان کو مکہ سے نکالدو، تاکہ یہ کسی دوسرے شہر میں جاکر رہیں، اس طرح ہم کو ان کے قرآن پڑھنے اور ان کی تبلیغ اسلام سے نجات مل جائے گی، یہ سن کر شیخ

۱.....

نجدی نے بگڑ کر کہا کہ تمہاری اس لئے رائے پر لعنت، کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام میں کتنی مٹھاس اور تاثیر و دل کشی ہے؟ خدا کی قسم! اگر تم لوگ ان کو شہر بدر کر کے چھوڑ دو گے تو یہ پورے ملک عرب میں لوگوں کو قرآن سنا سنا کر تمام قبائل عرب کو اپنا تابع فرمان بنالیں گے اور پھر اپنے ساتھ ایک عظیم لشکر کو لے کر تم پر ایسی یلغار کردیں گے، کہ تم ان کے مقابلہ سے عاجز ولاچار ہو جاؤ گے، اور پھر بجز اس کے کہ تم ان کے غلام بن کر رہو کچھ بنائے نہ بنے گی، اس لئے ان کو جلاوطن کرنے کی تو بات ہی مت کرو۔

ابوجہل بولا کہ صاحبو! میرے ذہن میں ایک رائے ہے جواب تک کسی کو نہیں سوجھی یہ سن کر سب کے کان کھڑے ہوگئے، اور سب نے بڑے اشتیاق کے ساتھ پوچھا کہ کہیے، وہ کیا ہے؟ تو ابوجہل نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک مشہور بہادر تلوار لے کر اٹھ کھڑا ہو، اور سب یکبارگی حملہ کر کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر ڈالیں، اس تدبیر سے خون کرنے کا جرم تمام قبیلوں کے سر پر رہے گا، ظاہر ہے کہ خاندان بنوہاشم اس خون کا بدلہ لینے کے لئے تمام قبیلوں سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھ سکتے، لہٰذا یقیناً وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے۔ اور ہم لوگ مل جل کر آسانی کے ساتھ خون بہا کی رقم ادا کردیں گے۔ ابوجہل کی یہ خونی تجویز سن کر شیخ نجدی مارے خوشی کے اچھل پڑا اور کہا کہ بے شک یہ تدبیر بالکل درست ہے اس کے سوا اور کوئی تجویز قابل قبول نہیں ہوسکتی، چنانچہ تمام شرکاء کانفرنس نے اتفاق رائے سے اس تجویز کو پاس کردیا، اور مجلس شوریٰ برخاست ہوگئی، اور ہر شخص یہ خوفناک عزم لے کر اپنے اپنے گھر چلا گیا، خداوند قدوس نے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت میں اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ ☆[1]

(اے محبوب یاد کیجئے) جس وقت کفار آپ کے بارے میں خفیہ تدبیر کر رہے تھے کہ آپ کو قید کردیں یا قتل کردیں یا شہر بدر کردیں، یہ لوگ خفیہ تدبیر کر رہے تھے اور اللہ خفیہ تدبیر کر رہا تھا اور اللہ کی پوشیدہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔

1..... القرآن الکریم پارہ:9 سورۃ الانفال آیت نمبر:30

اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر کیا تھی؟ اگلے صفحہ پر اس کا جلوہ دیکھئے کہ کس طرح اس نے اپنے حبیب کریم ﷺ کی حفاظت فرمائی اور کفار کی ساری اسکیم کو کس طرح اس قادر قیوم نے تہس نہس فرمادیا۔(۱)

ہجرتِ رسول ﷺ کا واقعہ

جب کفار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل پر اتفاق کر کے کانفرنس ختم کر چکے اور اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے، تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام رب العالمین کا حکم لے کر نازل ہو گئے، کہ اے محبوب! آج رات کو آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں اور ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جائیں، چنانچہ عین دوپہر کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ سب گھر والوں کو ہٹا دو کچھ مشورہ کرنا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان یہاں آپ کی اہلیہ (حضرت عائشہ) کے سوا اور کوئی نہیں ہے (اس وقت حضرت عائشہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی ہو چکی تھی) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہجرت کی اجازت فرمادی ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے بھی ہمراہی کا شرف عطا فرمائیے، آپ نے ان کی درخواست منظور فرمالی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار مہینے سے دو اونٹنیاں ببول کی پتی کھلا کھلا کر تیار کی تھیں کہ ہجرت کے وقت یہ سواری کے کام آئیں گی، عرض کیا کہ یارسول اللہ! ان میں سے ایک اونٹنی آپ قبول فرمالیں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ قبول ہے، مگر میں اس کی قیمت دوں گا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادل ناخواستہ فرمان رسالت سے مجبور ہو کر اس کو قبول کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو اس وقت بہت کم عمر تھیں لیکن ان کی بڑی بہن حضرت بی بی اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سامانِ سفر درست کیا اور توشہ دان میں کھانا رکھ کر اپنی کمر کے پٹکے کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کیئے، ایک سے توشہ دان کو باندھا اور دوسرے سے مشک کا منہ باندھا، یہ وہ قابل فخر شرف ہے جس کی بنا پر ان کو "ذات النطاقین" (دو پٹکے والی) کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

۱..... مدارج النبوۃ　قسم دوم　باب سوم　۵۴،۵۳/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہو

..... سیرت ابن ہشام مع روض الانف (مترجم)　۳۸۳،۳۸۶/۲　ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

..... الوفاء (مترجم) ملخصا　ص: ۲۸۱،۸۲　حامد اینڈ کمپنی لاہور

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کافر کو جس کا نام ''عبداللہ بن اریقط'' تھا جو راستوں کا ماہر تھا، راہ نمائی کے لئے اجرت پر نوکر رکھا اور ان دونوں اونٹنیوں کو اس کے سپرد کر کے فرمایا کہ تین راتوں کے بعد وہ ان دونوں اونٹنیوں کو لے کر ''غارِ ثور'' کے پاس آ جائے، یہ سارا انتظام کر لینے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مکان پر تشریف لائے۔(۱)

کاشانۂ نبوت کا محاصرہ

کفارِ مکہ نے اپنے پروگرام کے مطابق کاشانۂ نبوت کو گھیر لیا اور انتظار کرنے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو جائیں تو ان پر قاتلانہ حملہ کیا جائے، اس وقت گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس صرف علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، کفارِ مکہ اگرچہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدترین دشمن تھے مگر اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت و دیانت پر کفار کو اس قدر اعتماد تھا کہ وہ اپنی قیمتی مال و سامان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس امانت رکھتے تھے، چنانچہ اس وقت بھی بہت سی امانتیں کاشانۂ نبوت میں تھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم میری سبز رنگ کی چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو رہو، اور میرے چلے جانے کے بعد تم قریش کی تمام امانتیں ان کے مالکوں کو سونپ کر مدینہ چلے آنا۔

یہ بڑا ہی خوفناک اور بڑے سخت خطرہ کا موقع تھا، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا کہ کفارِ مکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا ارادہ کر چکے ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے کہ تم قریش کی ساری امانتیں لوٹا کر مدینہ چلے آنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یقین کامل تھا کہ میں زندہ رہوں گا، اور مدینہ پہنچوں گا اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر جو آج کانٹوں کا بچھونا تھا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے پھولوں کی سیج بن گیا اور آپ بستر پر صبح تک آرام کے ساتھ میٹھی میٹھی نیند سوتے رہے، اپنے اسی کارنامے پر فخر کرتے ہوئے شیرِ خدا نے اپنے اشعار میں فرمایا کہ

۱......صحیح بخاری کتاب المناقب　باب ہجرۃ النبی ﷺ　۵۵۳،۵۵۴/۱　قدیمی کتب خانہ کراچی

......سیرت ابن ہشام مع روض الانف (مترجم)　۴۵۰،۴۴۱/۲　ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

......مدارج النبوۃ　قسم دوم　باب چہارم　۵۷،۵۸/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

......الوفاء (مترجم) ملتقطا　۲۸۴،۲۸۵　حامد اینڈ کمپنی لاہور

وَقَیْتُ بِنَفْسِیْ خَیْرَ مَنْ وَطِیءَ الثَّرٰی
وَمَنْ طَافَ بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ وَبِالْحِجْرِ

میں نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر اس ذات گرامی کی حفاظت کی جو زمین پر چلنے والوں اور خانہ کعبہ و حطیم کا طواف کرنے والوں میں سب سے زیادہ بہتر اور بلند مرتبہ ہیں۔

رَسُوْلُ اِلٰہٍ خَافَ اَنْ یَّمْکُرُوْا بِہٖ
فَنَجَّاہُ ذُوالطَّوْلِ الْاِلٰہُ مِنَ الْمَکْرِ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اندیشہ تھا کہ کفار مکہ ان کے ساتھ خفیہ چال چل جائیں گے مگر خداوند مہربان نے ان کو کافروں کی خفیہ تدبیر سے بچالیا۔(۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بستر نبوت پر جانِ ولایت کو سلا کر ایک مٹھی خاک ہاتھ میں لی، اور سورہ یٰسین کی ابتدائی آیتوں کو تلاوت فرماتے ہوئے نبوت خانہ سے باہر تشریف لائے، اور محاصرہ کرنے والے کافروں کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے ان کے مجمع سے صاف نکل گئے، نہ کسی کو نظر آئے، نہ کسی کو کچھ خبر ہوئی، ایک دوسرا شخص جو اس مجمع میں موجود نہ تھا، اس نے ان لوگوں کو خبر دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یہاں سے نکل گئے اور چلتے وقت تمہارے سروں پر خاک ڈال گئے ہیں، چنانچہ ان کور بختوں نے اپنے سروں پر ہاتھ پھیرا تو واقعی ان کے سروں پر خاک اور دھول پڑی ہوئی تھی۔(۲)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دولت خانہ سے نکل کر مقام ''حزورہ'' کے پاس کھڑے ہوگئے، اور بڑی حسرت کے ساتھ ''کعبہ'' کو دیکھا اور فرمایا کہ اے شہر مکہ! تو مجھ کو تمام دنیا سے زیادہ پیارا ہے، اگر میری قوم مجھ کو تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی اور جگہ سکونت پزیر نہ ہوتا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے پہلے ہی قرارداد ہو چکی تھی، وہ بھی اسی جگہ آگئے، اور اس خیال سے کہ کفار مکہ ہمارے قدموں کے نشان سے ہمارا راستہ پہچان کر ہمارا پیچھا نہ کریں پھر یہ بھی دیکھا، کہ حضور صلی اللہ

۱......شرح الزرقانی علی المواہب، باب ہجرۃ النبی ﷺ، ۹۵/۲، دارالکتب العلمیۃ بیروت
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف (مترجم)، ۴۳۹/۲، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
......مدارج النبوۃ (مترجم)، قسم دوم، باب چہارم، ۵۸/۲، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲......مدارج النبوۃ (مترجم)، قسم دوم، باب چہارم، ۵۷/۲، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف (مترجم)، ۴۳۸/۲، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

علیہ وآلہ وسلم کے پائے نازک زخمی ہو گئے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اپنے کندھوں پر سوار کرلیا، اور اس طرح خاردار جھاڑیوں اور نوک دار پتھروں والی پہاڑیوں کو روندتے ہوئے اسی رات "غارِ ثور" پہنچے۔(۱)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے خود غار میں داخل ہوئے اور اچھی طرح غار کی صفائی کی ،اور اپنے بدن کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر غار کے تمام سوراخوں کو بند کیا، پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار کے اندر تشریف لے گئے ،اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں اپنا سر مبارک رکھ کر سو گئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سوراخ کو اپنی ایڑی سے بند کر رکھا تھا، سوراخ کے اندر سے ایک سانپ نے بار بار یارِ غار کے پاؤں میں کاٹا، مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جان نثار نے اس خیال سے پاؤں نہیں ہٹایا کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خوابِ راحت میں خلل نہ پڑ جائے مگر درد کی شدت سے یارِ غار کے آنسوؤں کی دھار کے چند قطرات سرورِ کائنات کے رخسار پر نثار ہو گئے جس سے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہو گئے ،اور اپنے یارِ غار کو روتا دیکھ کر بے قرار ہو گئے، پوچھا ابوبکر! کیا ہوا؟ عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زخم پر اپنا لعابِ دہن لگا دیا، جس سے فوراً ہی سارا درد جاتا رہا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین رات اس غار میں رونق افروز رہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوان فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ رات کو غار کے منہ پر سوتے اور صبح سویرے ہی مکہ چلے جاتے اور پتہ لگاتے کہ قریش کیا تدبیریں کر رہے ہیں،؟ جو کچھ خبر ملتی شام کو آ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کر دیتے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ رات گئے چراگاہ سے بکریاں لے کر غار کے پاس آ جاتے ،اور ان بکریوں کا دودھ دونوں عالم کے تاجدار اور ان کے یارِ غار پی لیتے تھے۔(۲)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو غارِ ثور میں تشریف فرما ہو گئے ،ادھر کاشانۂ نبوت کا محاصرہ کرنے

۱......شرح الزرقانی علی المواہب، باب ہجرۃ المصطفیٰ ﷺ، ۲/۱۰۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت
......مدارج النبوۃ (مترجم)، قسم دوم، باب چہارم، ۲/۵۷، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲......المواہب اللدنیۃ مع شرح زرقانی، باب ہجرۃ المصطفیٰ ﷺ، ۲/۱۲۷، ۱۳۳، دار الکتب العلمیۃ بیروت
......مدارج النبوۃ (مترجم)، قسم دوم، باب چہارم، ۲/۵۹، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف (ملخصاً)، [illegible]، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

والے کفار جب صبح کو مکان میں داخل ہوئے تو بستر نبوت پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، ظالموں نے تھوڑی دیر آپ سے پوچھ گچھ کر کے آپ کو چھوڑ دیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش وجستجو میں مکہ اور اطراف وجوانب کا چپہ چپہ چھان مارا، یہاں تک کہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے غارِ ثور تک پہنچ گئے، مگر غار کے منہ پر اس وقت خداوندی حفاظت کا پہرہ لگا ہوا تھا، یعنی غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا تھا، اور کنارے پر کبوتری نے انڈے دے رکھے تھے، یہ منظر دیکھ کر کفار قریش آپس میں کہنے لگے کہ اس غار میں کوئی انسان موجود ہوتا تو نہ مکڑی جالا تنتی نہ کبوتری یہاں انڈے دیتی، کفار کی آہٹ پا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ گھبرائے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! اب ہمارے دشمن اس قدر قریب آ گئے ہیں، کہ اگر وہ اپنے قدموں پر نظر ڈالیں گے تو ہم کو دیکھ لیں گے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۔ مت گھبراؤ، خدا ہمارے ساتھ ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب پر سکون واطمینان کا ایسا سکینہ اتار دیا کہ وہ بالکل ہی بے خوف ہو گئے(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی وہ جان نثاریاں ہیں جن کو دربار نبوت کے مشہور شاعر حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب کہا ہے کہ

وَثَانِیَ اثْنَیْنِ فِی الْغَارِ الْمُنِیْفِ وَقَدْ
طَافَ الْعَدُوُّ بِهٖ اِذْ صَاعَدَ الْجَبَلَا

اور دو میں کے دوسرے (ابوبکر) جبکہ پہاڑ پر چڑھ کر بلند مرتبہ غار میں اس حال میں تھے کہ دشمن ان کے ارد گرد چکر لگا رہا تھا۔

وَكَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا
مِنَ الْخَلَائِقِ لَمْ يَعْدِلْ بِهٖ بَدَلَا

اور وہ (ابوبکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب تھے تمام مخلوق اس بات کو جانتی ہے کہ

۱......المواهب اللدنیہ مع شرح زرقانی باب ہجرۃ المصطفیٰ ﷺ ۱۳۳/۲ دار الکتب العلمیہ بیروت
......مدارج النبوت ملخصاً قسم دوم باب چہارم ۵۹/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور
......روض الانف علی سیرت ابن ہشام (مترجم) ۴۴۷/۲ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
......دلائل النبوۃ لابی نعیم (مترجم) ص ۲۹۸ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو بھی ان کے برابر نہیں ٹھہرایا ہے۔(۱)

بہرحال چوتھے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکم ربیع الاول دوشنبہ کے دن غارِ ثور سے باہر تشریف لائے، عبداللہ بن اریقط جس کو رہنمائی کے لئے کرایہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوکر رکھ لیا تھا وہ قرارداد کے مطابق دو اونٹنیاں لے کر غارِ ثور پر حاضر تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور ایک اونٹنی پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے اور عبداللہ بن اریقط آگے آگے پیدل چلنے لگے، اور عام راستہ سے ہٹ کر ساحلِ سمندر کے غیر معروف راستوں سے سفر شروع کر دیا۔(۲)

سو اونٹ کا انعام

ادھر اہلِ مکہ نے اشتہار دیدیا تھا کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو ایک سو اونٹ انعام ملے گا، اس گراں قدر انعام کے لالچ میں بہت سے لالچی لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش شروع کر دی، اور کچھ لوگ تو منزلوں دور تک تعاقب میں گئے۔(۳)

اُمِّ معبد کی بکری

دوسرے روز مقام قدید میں اُمِّ معبد عاتکہ بنت خالد خزاعیہ کے مکان پر آپ کا گزر ہوا۔ "امِّ معبد" ایک ضعیفہ عورت تھی جو اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھی رہا کرتی تھی، اور مسافروں کو کھانا پانی دیا کرتی تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کچھ کھانا خریدنے کا قصد کیا مگر اس کے پاس کوئی چیز موجود نہ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ اس کے خیمہ کے ایک جانب ایک بہت ہی لاغر بکری ہے دریافت فرمایا:

کیا یہ دودھ دیتی ہے؟ اُمِّ معبد نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا کہ اگر تم اجازت دو تو میں اس کا دودھ دوہ لوں، امِّ معبد نے اجازت دے دی اور آپ نے بسم اللہ پڑھ کر جو اس کے تھن کو ہاتھ لگایا تو اس کا تھن دودھ سے بھر گیا، اور اتنا دودھ نکلا کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور ام معبد کے تمام برتن دودھ سے

۱.....المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی　باب ہجرۃ المصطفیٰ ﷺ　۱۲۸/۲　دار الکتب العلمیۃ بیروت
۲.....المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی　باب ہجرۃ المصطفیٰ ﷺ　۱۲۸،۲۹/۲　دار الکتب العلمیۃ بیروت
۳.....المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی　باب ہجرۃ المصطفیٰ ﷺ　۱۱۰/۲　دار الکتب العلمیۃ بیروت

بھر گئے، یہ معجزہ دیکھ کرام معبد اوران کے خاوند دونوں مشرف بہ اسلام ہو گئے۔(۱)

روایت ہے کہ ام معبد کی یہ بکری ۱۸ھ تک زندہ رہی، اور برابر دودھ دیتی رہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب ''عام الرمادہ'' کا سخت قحط پڑا کہ تمام جانوروں کے تھنوں کا دودھ خشک ہو گیا، اس وقت بھی یہ بکری صبح وشام برابر دودھ دیتی رہی۔(۲)

سراقہ کا گھوڑا

جب ام معبد کے گھر سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے روانہ ہوئے تو مکہ کا ایک مشہور شہسوار سراقہ بن مالک بن جعشم تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر تعاقب کرتا نظر آیا۔ قریب پہنچ کر حملہ کرنے کا ارادہ کیا، مگر اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی، اور وہ گھوڑے سے گر پڑا، مگر سو اونٹوں کا انعام کوئی معمولی چیز نہ تھی۔ انعام کے لالچ نے اسے دوبارہ ابھارا۔ اور وہ حملہ کی نیت سے آگے بڑھا، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے پتھریلی زمین میں اس کے گھوڑے کا پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ یہ معجزہ دیکھ کر خوف و دہشت سے کانپنے لگا اور امان، امان پکارنے لگا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل رحم و کرم کا سمندر تھا سراقہ کی لاچاری اور گریہ زاری پر آپ کا دریائے رحمت جوش میں آ گیا، دعا فرمادی تو زمین نے اس کے گھوڑے کو چھوڑ دیا، اس کے بعد سراقہ نے عرض کیا کہ مجھ کو امن کا پروانہ لکھ دیجئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ کے لئے امن کی تحریر لکھ دی، سراقہ نے اس تحریر کو اپنے ترکش میں رکھ لیا، اور واپس لوٹ گیا، راستہ میں جو شخص بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں دریافت کرتا، تو سراقہ اس کو یہ کہہ کر لوٹا دیتے کہ میں نے بڑی دور تک بہت زیادہ تلاش کیا، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرف نہیں ہیں، واپس لوٹتے ہوئے سراقہ نے کچھ سامان سفر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بطور نذرانہ کے پیش کیا، مگر

۱.....المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی　باب ہجرۃ المصطفیٰ ﷺ　۱۳۰/۲　دارالکتب العلمیہ بیروت

.....مدارج النبوت ملخصا　قسم دوم　باب چہارم　۶۱/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور

.....روض الانف علی سیرت ابن ہشام (مترجم)　۴۶۰/۲　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

.....المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی　باب ہجرۃ المصطفیٰ ﷺ　۱۱۰/۲　دارالکتب العلمیہ بیروت

.....الخصائص الکبریٰ (مترجم)　۲۹۲،۹۳/۱　شبیر برادرز، لاہور

۲.....المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی　باب ہجرۃ المصطفیٰ ﷺ　۱۳۲/۲　دارالکتب العلمیہ بیروت

الخصائص الکبریٰ (مترجم)　۲۹۳/۱　شبیر برادرز، لاہور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول نہیں فرمایا۔(۱)

سراقہ اس وقت تو مسلمان نہیں ہوئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت نبوت اور اسلام کی صداقت کا سکہ ان کے دل پر بیٹھ گیا، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ اور جنگِ طائف وحنین سے فارغ ہوکر "جعرانہ" میں پڑاؤ کیا، تو سراقہ اسی پروانۂ امن کو لے کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوگئے۔ اور اپنے قبیلہ کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ اسلام قبول کرلیا۔(۲)

واضح رہے کہ یہ وہی سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے علم غیب سے غیب کی خبر دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا، کہ اے سراقہ! تیرا کیا حال ہوگا جب تجھ کو ملک فارس کے بادشاہ کسریٰ کے دونوں کنگن پہنائے جائیں گے۔؟ اس ارشاد کے برسوں بعد جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ایران فتح ہوا۔ اور کسریٰ کے کنگن دربار خلافت میں لائے گئے تو امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاجدارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی تصدیق وتحقیق کے لئے وہ کنگن حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنا دیے اور فرمایا کہ اے سراقہ! یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ ہی کیلئے حمد ہے جس نے ان کنگنوں کو بادشاہ فارس کسریٰ سے چھین کر سراقہ بدوی کو پہنا دیا۔ حضرت سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۴ھ میں وفات پائی جب کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تخت خلافت پر رونق افروز تھے۔(۳)

بریدہ اسلمی کا جھنڈا

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو "بریدہ اسلمی" قبیلۂ بنی سہم کے ستر سواروں کو ساتھ لے کر اس لالچ میں آپ کی گرفتاری کے لئے آئے کہ قریش سے ایک سو اونٹ انعام مل جائے گا، مگر جب حضور کے سامنے آئے اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں محمد بن

۱..... صحیح بخاری کتاب الانصار باب ہجرۃ النبی ﷺ ۵۵۴/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

.....الخصائص الکبریٰ (مترجم) ۲۹۰،۹۱/۱ شبیر برادرز، لاہور

.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف (ملخصاً) ۲۵۲،۵۴/۲ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

.....مدارج النبوت ملخصاً قسم دوم باب چہارم ۶۲/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور

۲.....مدارج النبوت ملخصاً قسم دوم باب چہارم ۱۴۵/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور

۳.....شرح الزرقانی علی المواہب باب قصۃ سراقۃ ۱۴۵/۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت

.....روض الانف علی سیرت ابن ہشام (مترجم) ۲۵۶/۲ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

عبداللہ ہوں، اور خدا کا رسول ہوں، جمال و جلال نبوت کا قلب پر ایسا اثر ہوا کہ فوراً ہی کلمہ شہادت پڑھ کر دامن اسلام میں آ گئے۔ اور کمال عقیدت سے یہ درخواست پیش کی، کہ یارسول اللہ! میری تمنا ہے کہ مدینہ میں حضور کا داخلہ ایک جھنڈے کے ساتھ ہونا چاہئے، یہ کہا اور اپنا عمامہ سر سے اتار کر اپنے نیزہ پر باندھ لیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمبردار بن کر مدینہ تک آگے آگے چلتے رہے، پھر دریافت کیا کہ یارسول اللہ! آپ مدینہ میں کہاں اتریں گے۔ تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اونٹنی خدا کی طرف سے مامور ہے یہ جہاں بیٹھ جائے گی وہی میری قیام گاہ ہے۔ (۱)

حضرت زبیر کے بیش قیمت کپڑے

اس سفر میں حسن اتفاق حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوگئی، جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے ہیں، یہ ملک شام سے تجارت کا سامان لے کر آ رہے تھے، انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں چند نفیس کپڑے بطور نذرانہ پیش کئے۔ جن کو تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول فرمالیا۔ (۲)

شہنشاہِ رسالت مدینہ میں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد آمد کی خبر چونکہ مدینہ میں پہلے سے پہنچ چکی تھی، اور عورتوں بچوں تک کی زبانوں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا چرچا تھا۔ اسلئے اہل مدینہ آپ کے دیدار کے لئے انتہائی مشتاق و بے قرار تھے، روزانہ صبح سے نکل نکل کر شہر کے باہر سراپا انتظار بن کر استقبال کے لئے تیار رہتے تھے، اور جب دھوپ تیز ہو جاتی تو حسرت و افسوس کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاتے، ایک دن اپنے معمول کے مطابق اہل مدینہ آپ کی راہ دیکھ کر واپس جاچکے تھے کہ

۱..... مدارج النبوت ملخصا　قسم دوم　باب چہارم　۶۲/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور

..... الخصائص الکبریٰ (مترجم)　۲۹۳/۱　شبیر برادرز، لاہور

۲..... مدارج النبوت ملخصا　قسم دوم　باب چہارم　۶۳/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور

..... دلائل النبوۃ للبیہقی　باب من استقبل رسول اللہ ﷺ　۴۹۸/۲　دار الکتب العلمیۃ بیروت

..... مدارج النبوت ملخصا　قسم دوم　باب چہارم　۶۳/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور

..... دلائل النبوۃ للبیہقی　باب من استقبل رسول اللہ ﷺ　۴۹۹/۲　دار الکتب العربیۃ بیروت

ناگہاں ایک یہودی نے اپنے قلعہ سے دیکھا کہ تاجدارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری مدینہ کے قریب آن پہنچی ہے اس نے بہ آواز بلند پکارا کہ اے مدینہ والو! لوتم جس کا روزانہ انتظار کرتے تھے وہ کاروانِ رحمت آ گیا، یہ سن کر تمام انصار بدن پر ہتھیار سجا کر، اور وجد وشادمانی سے بے قرار ہو کر دونوں عالم کے تاجدار کے استقبال کرنے کے لئے اپنے گھروں سے نکل پڑے اور نعرہ تکبیر کی آوازوں سے تمام شہر گونج اٹھا۔(۱)

مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر جہاں آج ''مسجد قبا'' بنی ہوئی ہے۔۱۲ ربیع الاول کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز ہوئے اور قبیلہ عمرو بن عوف کے خاندان میں حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں تشریف فرما ہوئے، اہل خاندان نے اس فخر وشرف پر کہ دونوں عالم کے میزبان ان کے مہمان بنے اللہ اکبر کا پر جوش نعرہ مارا، چاروں طرف سے انصار جوش مسرت میں آتے اور بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ عقیدت پیش کرتے، اکثر صحابہ کرام جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تھے وہ لوگ بھی اس مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حکم نبوی کے مطابق قریش کی امانتیں واپس لوٹا کر تیسرے دن مکہ سے چل پڑے تھے، وہ بھی مدینہ آ گئے۔اور اسی مکان میں قیام فرمایا، اور حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے خاندان والے ان تمام مقدس مہمانوں کی مہمان نوازی میں دن رات مصروف رہنے لگے۔(۲)

اللہ اکبر! عمرو بن عوف کے خاندان میں حضرت سید الانبیاء وسید الاولیاء اور صالحین صحابہ کے نورانی اجتماع سے ایسا سماں بندھ گیا ہوگا کہ غالباً چاند، سورج اور ستارے حیرت کے ساتھ اس مجمع کو دیکھ کر زبانِ حال سے کہتے ہوں گے کہ یہ فیصلہ مشکل ہے کہ آج انجمنِ آسمان زیادہ روشن ہے یا حضرت کلثوم بن ہدم کا مکان؟ اور شاید خاندان عمرو بن عوف کا بچہ بچہ جوش مسرت سے مسکرا مسکرا کر زبانِ حال سے یہ نغمہ گاتا ہوگا کہ

ان کے قدم پہ ہیں نثار، جن کے قدوم ناز نے
اُجڑے ہوئے دیار کو رشکِ چمن بنا دیا

۱......مدارج النبوۃ　قسم دوم　باب چہارم　۶۳/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور
۲......صحیح بخاری　۵۶۰/۱　قدیمی کتب خانہ کراچی
......مدارج النبوۃ　قسم دوم　باب چہارم　...　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ وَعَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

الحمدللہ! حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی آپ پڑھ چکے، اب ہم آپ کی ''مدنی زندگی'' پر سن وار واقعات تحریر کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں، آپ بھی اس کے مطالعہ سے آنکھوں میں نور، اور دل میں سرور کی دولت حاصل کریں۔

عبدالمصطفیٰ الاعظمی عفی عنہ

۲۸ شعبان ۱۳۹۵ھ گھوسی (بحالت علالت)

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

سوالات

پانچواں باب

سوال نمبر 1...... مدینہ منورہ میں تشریف آوری سے پہلے وہاں کے باشندوں کے کتنے گروہ تھے اور یہودی، اوس وخزرج کو کس بات کی دھمکیاں دیتے تھے؟

سوال نمبر 2...... بیعتِ عقبہ اولیٰ اور بیعتِ عقبہ ثانیہ کب اور کہاں ہوئی۔؟

سوال نمبر 3...... آیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت اپنی مرضی سے کی یا اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔؟

سوال نمبر 4...... بخاری شریف کے حوالے سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کا جو واقعہ نقل کیا گیا ہے بیان کریں۔؟

سوال نمبر 5...... امِّ معبد کی بکری کے تھنوں میں دودھ کیسے آیا اور وہ کب تک زندہ رہی، کیا اس کے تھنوں سے کبھی دودھ خشک بھی ہوا۔ نیز امِّ معبد کی بکری کا واقعہ سیرت کی کس کتاب کے حوالے سے بیان کیا گیا صفحہ اور جلد نمبر بھی تحریر کریں۔؟

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

قطعۂ تاریخ تصنیف

از مولوی فضل رسول بن حضرت مصنف مدظلہ

خدا کی شان! لکھی اعظمی نے جب سیرت
تو خوب خوب ہوئی ملحدوں کی بیخ کنی!

نشانِ حق سے مٹایا طلسمِ باطل کو!
حریم کعبہ میں جیسی ہوئی تھی بت شکنی

ہے تاجدار دو عالم کی سیرت اقدس
ہے اس کے حرفوں پہ قربان گوہر یمنی

لکھی کتاب بہت مختصر مگر جامع
کہ سب خرید سکیں ہوں غریب یا کہ دھنی

قبول کر الٰہی! اسے دو عالم میں
بحق آل محمد، پیمبر مدنی!

کہا یہ ہاتف غیبی نے فضل سے ہنس کر
کہ اس کتاب کی تاریخ کتنی اچھی بنی

ملا کے چار سروں کو نکالیے تاریخ!
سر ولی سر صوفی سر شریف و غنی

ولی کا سر "واو"۔ صوفی کا سر "ص" شریف کا سر "ش" غنی کا سر "غ" ان چار حرفوں کو بحساب ابجد جوڑ دینے سے ۱۳۹۶ھ ہو جاتے ہیں اس طرح سے

و	ص	ش	غ	
۶	۹۰	۳۰۰	۱۰۰۰	۱۳۹۶ھ

حضور تاجدارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کی

مدنی زندگی

تعالی اللہ ذات مصطفیٰ کا حسن لاثانی
کہ یکجا جمع ہیں جس میں تمام اوصاف امکانی

دعائے یونسی، خلق خلیلی، صبر ایوبی
جلال موسوی، زہد مسیحی، حسن کنعانی
﴿صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم﴾

چھٹا باب

ہجرت کا پہلا سال

1ھ

مسجد قباء

''قباء'' میں سب سے پہلا کام ایک مسجد کی تعمیر تھی، اس مقصد کے لئے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک زمین کو پسند فرمایا جہاں خاندان عمرو بن عوف کی کھجوریں سکھائی جاتی تھیں، اسی جگہ آپ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی، یہی وہ مسجد ہے جو آج بھی ''مسجد قباء'' کے نام سے مشہور ہے، اور جس کی شان میں قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ☆ (سورۃ التوبہ)

یقیناً وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے پرہیزگاری پر رکھی ہوئی ہے وہ اس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس (مسجد) میں ایسے لوگ ہیں جن کو پاکی بہت پسند ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

اس مبارک مسجد کی تعمیر میں صحابہ کرام کے ساتھ ساتھ خود حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی بہ نفس نفیس اپنے دست مبارک سے اتنے بڑے بڑے پتھر اٹھاتے تھے کہ ان کے بوجھ سے جسم نازک خم ہو جاتا تھا اور اگر آپ کے جان نثار اصحاب میں سے کوئی عرض کرتا کہ یا رسول اللہ! آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہو جائیں۔ آپ چھوڑ دیجئے ہم اٹھائیں گے، تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کی دلجوئی کے لئے چھوڑ دیتے مگر پھر اسی وزن کا دوسرا پتھر اٹھا لیتے اور خود ہی اس کو لا کر عمارت میں لگاتے اور تعمیری کام میں جوش و ولولہ پیدا کرنے کے لئے صحابہ کرام کے ساتھ آواز ملا کر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے کہ،

اَفْلَحَ مَنْ يُّعَالِجُ الْمَسَاجِدَا

وَيَقْرَءُ الْقُرْآنَ قَائِمًا وَّقَاعِدًا

وَلَا يَبِيْتُ اللَّيْلَ عَنْهُ رَاقِدًا

وہ کامیاب ہے جو مسجد تعمیر کرتا ہے اور اٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھتا ہے اور سوتے ہوئے رات نہیں گزارتا۔(۱)

مسجد الجمعة

چودہ یا چوبیس روز کے قیام میں مسجد قباء کی تعمیر فرما کر جمعہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم "قباء" سے شہر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے، راستہ میں قبیلہ بنی سالم کی مسجد میں پہلا جمعہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پڑھایا، یہی وہ مسجد ہے جو آج تک "مسجد الجمعہ" کے نام سے مشہور ہے اہل شہر کو خبر ہوئی تو ہر طرف سے لوگ جذبات شوق میں مشتاقانہ استقبال کیلئے دوڑ پڑے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دادا عبد المطلب کے ننہالی رشتہ دار "بنو النجار" ہتھیار لگائے "قباء" سے شہر تک دو رویہ صفیں باندھے مستانہ وار چل رہے تھے آپ راستہ میں تمام قبائل کی محبت کا شکریہ ادا کرتے، اور سب کو خیر و برکت کی دعائیں دیتے ہوئے چلے جا رہے تھے، شہر قریب آ گیا تو اہل مدینہ کے جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ پردہ نشین خواتین مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئیں اور استقبالیہ اشعار پڑھنے لگیں کہ،

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا ...... مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوِدَاعِ

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا ...... مَا دَعَىٰ لِلّٰهِ دَاعٍ

ہم پر چاند طلوع ہو گیا وداع کی گھاٹیوں سے، ہم پر خدا کا شکر واجب ہے جب تک اللہ سے دعاء مانگنے والے دعا مانگتے رہیں۔

أَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا ...... جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمُطَاعِ

أَنْتَ شَرَّفْتَ الْمَدِيْنَةَ ...... مَرْحَبًا يَا خَيْرَ دَاعٍ

اے وہ ذات گرامی! جو ہمارے اندر مبعوث کیے گئے، آپ وہ دین لائے جو اطاعت کے قابل ہے آپ نے مدینہ کو مشرف فرما دیا، تو آپ کے لئے "خوش آمدید" ہے۔ اے بہترین دعوت دینے والے۔

۱...... وفاء الوفاء، الباب الثالث، الفصل الثامن فی دخولہ صلی اللہ علیہ وسلم، ۱/۲۵۴

فَلَبِسْنَا ثَوْبَ یَمَنٍ ...... بَعْدَ تَلْفِیْقِ الرِّقَاعٖ
فَعَلَیْكَ اللّٰہُ صَلّٰی ...... مَا سَعٰی لِلّٰہِ سَاعٖ

تو ہم لوگوں نے یمنی کپڑے پہنے، حالانکہ اس سے پہلے پیوند جوڑ جوڑ کر کپڑے پہنا کرتے تھے تو آپ پر اللہ تعالیٰ اس وقت تک رحمتیں نازل فرمائے جب تک اللہ کے لئے کوشش کرنے والے کوشش کرتے رہیں۔

مدینہ کی ننھی ننھی بچیاں جوشِ مسرت میں جھوم جھوم کر اور دف بجا بجا کر یہ گیت گاتی تھیں کہ

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِیْ النَّجَّارِ
یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارِ

ہم خاندان ''بنو النجار'' کی بچیاں ہیں، واہ کیا ہی خوب ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے پڑوسی ہو گئے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان بچیوں کے جوش مسرت اور ان کی والہانہ محبت سے متاثر ہو کر پوچھا کہ اے بچیو! کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟ تو بچیوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ ''جی ہاں، جی ہاں'' یہ سن کر حضور ﷺ نے خوش ہو کر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ''میں بھی تم سے پیار کرتا ہوں''۔(۱)

چھوٹے چھوٹے لڑکے اور غلام جھنڈ کے جھنڈ مارے خوشی کے مدینہ کی گلیوں میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آمد آمد کا نعرہ لگاتے ہوئے دوڑتے پھرتے تھے، صحابی رسول براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو فرحت و سرور اور انوار و تجلیات حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے کے دن ظاہر ہوئے نہ اس سے پہلے کبھی ظاہر ہوئے تھے نہ اس کے بعد۔(۲)

ابو ایوب انصاری کا مکان

۱......شرح الزرقانی علی المواہب	باب خاتمۃ فی وقائع متفرقۃ	۱۵۶،۱۲۹/۲	دار الکتب العلمیۃ بیروت
......الخصائص الکبرٰی (مترجم)		۲۹۳/۱	شبیر برادرز، لاہور
......صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ	باب ہل ینبش ملتقطا	۶۱/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی
۲......مدارج النبوت ملخصا	قسم دوم باب چہارم	۶۵/۲	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور
......شرح الزرقانی علی المواہب	باب خاتمۃ فی وقائع متفرقۃ	۱۶۵/۲	دار الکتب العلمیۃ بیروت
......الخصائص الکبرٰی (ملتقطا)		۲۹۳/۱	شبیر برادرز، لاہور

تمام قبائلِ انصار جو راستہ میں تھے انتہائی جوش مسرت کے ساتھ اونٹنی کی مہار تھام کر عرض کرتے کہ یارسول اللہ! آپ ہمارے گھروں کو شرف نزول بخشیں، مگر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان سب محبین سے یہی فرماتے کہ میری اونٹنی کی مہار چھوڑ دو، جس جگہ خدا کو منظور ہوگا اسی جگہ میری اونٹنی بیٹھ جائے گی، چنانچہ جس جگہ آج مسجد نبوی شریف ہے، اس کے پاس حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان تھا، اسی جگہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اونٹنی بیٹھ گئی، اور حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی اجازت سے آپ کا سامان اٹھا کر اپنے گھر میں لے گئے، اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہی کے مکان پر قیام فرمایا، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اوپر کی منزل پیش کی مگر آپ نے ملاقاتیوں کی آسانی کا لحاظ فرماتے ہوئے نیچے کی منزل کو پسند فرمایا، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں وقت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے کھانا بھیجتے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بچا ہوا کھانا تبرک سمجھ کر میاں بیوی کھاتے، کھانے میں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں کا نشان پڑا ہوتا، حصول برکت کے لئے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی جگہ سے لقمہ اٹھاتے اور اپنے ہر قول وفعل سے بے پناہ ادب واحترام، اور عقیدت وجاں نثاری کا مظاہرہ کرتے، ایک مرتبہ مکان کے اوپر کی منزل پر پانی کا گھڑا ٹوٹ گیا، تو اس اندیشہ سے کہ کہیں پانی بہہ کر نیچے کی منزل میں نہ چلا جائے، اور حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ تکلیف نہ ہو جائے، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارا پانی اپنے لحاف میں خشک کرلیا، گھر میں یہی ایک لحاف تھا جو گیلا ہو گیا، رات بھر میاں بیوی نے سردی کھائی، مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذرہ برابر تکلیف پہنچ جائے یہ گوارا نہیں کیا، سات مہینے تک حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی شان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میزبانی کا شرف حاصل کیا جب مسجد نبوی اور اس کے آس پاس کے حجرے تیار ہو گئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان حجروں میں اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ قیام پذیر ہو گئے۔(۱)

ہجرت کا پہلا سال قسم قسم کے بہت سے واقعات کو اپنے دامن میں لئے ہے مگر ان میں سے چند بڑے بڑے واقعات کو نہایت اختصار کے ساتھ ہم تحریر کرتے ہیں۔

۱......شرح الزرقانی علی المواهب باب خاتمۃ فی وقائع متفرقۃ ۲/۱۸۶،۱۶۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت

......سیرت ابن هشام مع روض الانف ۲/۴۷۷ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

حضرت عبداللہ بن سلام کا اسلام

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ میں یہودیوں کے سب سے بڑے عالم تھے، خود ان کا اپنا بیان ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے اور لوگ جوق در جوق انکی زیارت کے لئے ہر طرف سے آنے لگے تو میں بھی اسی وقت خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اور جونہی میری نظر جمال نبوت پر پڑی، تو پہلی نظر میں میرے دل نے یہ فیصلہ کر دیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہوسکتا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وعظ میں یہ ارشاد فرمایا کہ:

اَیُّھَا النَّاسُ اَفْشُوْا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ ۔

اے لوگو! اسلام کا چرچا کرو، اور کھانا کھلاؤ، اور (رشتہ داروں) کے ساتھ صلہ رحمی کرو، اور راتوں کو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم نماز پڑھو۔

حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک نظر دیکھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ چار بول میرے کان میں پڑے تو میں اس قدر متاثر ہو گیا کہ میرے دل کی دنیا ہی بدل گئی، اور میں مشرف باسلام ہو گیا، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن اسلام میں آ جانا، یہ اتنا اہم واقعہ تھا کہ مدینہ کے یہودیوں میں کھلبلی مچ گئی۔(۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل وعیال مدینہ میں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہ ابھی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان ہی میں تشریف فرما تھے آپ نے اپنے غلام حضرت زید بن حارثہ اور حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پانچ سو درہم اور دو اونٹ دے کر مکہ بھیجا تا کہ یہ دونوں صاحبان اپنے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل وعیال کو مدینہ لائیں، چنانچہ یہ دونوں حضرات جا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیوں حضرت فاطمہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور آپ کی زوجہ مطہرہ ام المومنین حضرت بی بی سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اسامہ بن زید اور حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو

۱......مدارج النبوت ملخصا قسم سوم باب اول ملخصا ۶۷/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور

......المستدرک للحاکم کتاب البر والصلۃ باب ارحموا اہل الارض رقم الحدیث: ۷۳۵۹ ۲۲۱/۵

......الوفاء (مترجم) [illegible] لاہور

مدینہ لے آئے، آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہ نہ آسکیں، کیونکہ ان کے شوہر ابوالعاص بن الربیع رضی اللہ تعالی عنہ نے ان کو مکہ میں روک لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صاحبزادی حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا اپنے شوہر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ ''حبشہ'' میں تھیں انہی لوگوں کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ بھی اپنے سب گھر والوں کو ساتھ لے کر مکہ سے مدینہ آگئے ان میں حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بھی تھیں یہ سب لوگ مدینہ آ کر حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالی عنہ کے مکان میں ٹھہرے۔(۱)

مسجد نبوی کی تعمیر

مدینہ میں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں مسلمان باجماعت نماز پڑھ سکیں اس لئے مسجد کی تعمیر نہایت ضروری تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیام گاہ کے قریب ہی ''بنوالنجار'' کا ایک باغ تھا، آپ نے مسجد تعمیر کرنے کے لئے اس باغ کو قیمت دے کر خریدنا چاہا، ان لوگوں نے یہ کہہ کر یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم خدا ہی سے اس کی قیمت (اجروثواب) لیں گے مفت میں زمین مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کردی لیکن چونکہ یہ زمین اصل میں دو یتیموں کی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں یتیم بچوں کو بلا بھیجا، ان یتیم بچوں نے بھی زمین مسجد کے لئے نذر کرنی چاہی، مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو پسند نہیں فرمایا، اسلئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے مال سے آپ نے اس کی قیمت ادا فرمادی۔(۲)

اس زمین میں چند درخت، کچھ کھنڈرات اور کچھ مشرکوں کی قبریں تھیں آپ نے درختوں کے کاٹنے اور مشرکین کی قبروں کو کھود کر پھینک دینے کا حکم دیا۔ پھر زمین کو ہموار کر کے خود آپ نے اپنے دست مبارک سے مسجد کی بنیاد ڈالی، اور کچی اینٹوں کی دیوار، اور کھجور کے ستونوں پر کھجور کی پتیوں سے چھت بنائی جو بارش میں ٹپکتی تھی اس مسجد کی تعمیر میں صحابہ کرام کے ساتھ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔۔۔۔۔مدارج النبوت ملخصا، قسم سوم، باب اول، ۶۷/۲، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور

۔۔۔۔۔شرح الزرقانی علی المواہب، باب ذکر بناء المسجد النبوی، ۱۸۶/۲، دارالکتب العلمیہ بیروت

۲۔۔۔۔۔مدارج النبوت ملخصا، قسم سوم، باب اول، ۶۸/۲، ۶۷، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور

۔۔۔۔۔سیرت ابن ہشام مع روض الانف ملتقطا، [illegible]، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

بھی اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے تھے، اور صحابہ کرام کو جوش دلانے کے لئے ان کے ساتھ آواز ملا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجز کا یہ شعر پڑھتے تھے کہ

اَللّٰھُمَّ لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُ الْاٰخِرَۃِ
فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃِ

اے اللہ! بھلائی تو صرف آخرت ہی کی بھلائی ہے، لہٰذا اے اللہ! تو انصار و مہاجرین کو بخش دے۔(۱)

اسی مسجد کا نام "مسجد نبوی" ہے یہ مسجد ہر قسم کے دنیاوی تکلفات سے پاک اور اسلام کی سادگی کی سچی اور صحیح تصویر تھی، اس مسجد کی عمارت اول طول و عرض میں ساٹھ گز لمبی اور چون گز چوڑی تھی اور اس کا قبلہ بیت المقدس کی طرف بنایا گیا تھا، مگر جب قبلہ بدل کر کعبہ کی طرف ہوگیا، تو مسجد کے شمالی جانب ایک نیا دروازہ قائم کیا گیا، اس کے بعد مختلف زمانوں میں مسجد نبوی کی تجدید و توسیع ہوتی رہی۔

مسجد کے ایک کنارے پر ایک چبوترہ تھا جس پر کھجور کی پتیوں سے چھت بنادی گئی تھی اسی چبوترہ کا نام "صفہ" ہے جو صحابہ گھربار نہیں رکھتے تھے وہ اسی چبوترہ پر سوتے بیٹھتے تھے، اور یہی لوگ "اصحاب صفہ" کہلاتے ہیں۔(۲)

ازواجِ مطہرات کے مکانات

مسجد نبوی کے متصل ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواجِ مطہرات کے لئے حجرے بھی بنوائے اس وقت تک حضرت بی بی سودہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نکاح میں تھیں، اس لئے دو ہی مکان بنوائے جب دوسری ازواجِ مطہرات آتی گئیں تو دوسرے مکانات بنتے گئے، یہ مکانات بھی بہت ہی سادگی کے ساتھ بنائے گئے تھے۔ دس دس ہاتھ لمبے چھ چھ، سات سات ہاتھ چوڑے کچی

۱......صحیح بخاری　کتاب الصلوٰۃ　باب ہل تنبش قبور مشرکی الجاہلیۃ ۶۱/۱　قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم　کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ　رقم الحدیث: ۸۱۲
......سنن نسائی　کتاب المساجد　رقم الحدیث: ۶۹۵
......الوفاء (مترجم)　ص: ۳۰۵　حامد اینڈ کمپنی، لاہور
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف ملتقطاً　۴۷۲/۲　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۲......مدارج النبوت ملخصاً　قسم سوم　باب اول　۶۸/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور
......شرح الزرقانی علی المواہب　باب ذکر بناء المسجد النبوی　۱۸۳/۲　دار الکتب العلمیۃ بیروت

اینٹوں کی دیواریں، کھجور کی پتیوں کی چھت، وہ بھی اتنی نیچی کہ آدمی کھڑا ہو کر چھت کو چھو لیتا، دروازوں میں کواڑ بھی نہ تھے کمبل یا ٹاٹ کے پردے پڑے رہتے تھے۔(۱)

اللہ اکبر! یہ ہے شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ کاشانہ نبوت، جس کی آستانہ بوسی اور دربانی جبریل علیہ السلام کے لئے سرمایہ سعادت اور باعثِ افتخار تھی۔

اللہ۔اللہ! وہ شہنشاہ کونین جس کو خالقِ کائنات نے اپنا مہمان بنا کر عرشِ اعظم پر مسند نشین بنایا اور جس کے سر پر اپنی محبوبیت کا تاج پہنا کر زمین کے خزانوں کی کنجیاں جس کے ہاتھوں میں عطا فرمادیں اور جس کو کائنات عالم میں قسم قسم کے تصرفات کا مختار بنا دیا جس کے زبان کا ہر فرمان کن کی کنجی، جس کی نگاہ کرم کے ایک اشارہ نے ان لوگوں کو جنکے ہاتھوں میں اونٹوں کی مہار رہتی تھی، انہیں اقوام عالم کی قسمت کی لگام عطا فرمادی، اللہ اکبر! وہ تاجدارِ رسالت جو سلطانِ دارین، اور شہنشاہ کونین ہے اس کی حرم سرا کا یہ عالم؟ اے سورج! بول اے چاند! بتا، تم دونوں نے اس زمین کے بے شمار چکر لگائے ہیں مگر کیا تمہاری آنکھوں نے ایسی سادگی کا کوئی منظر کبھی بھی اور کہیں بھی دیکھا ہے؟

مہاجرین کے گھر

مہاجرین جو اپنا سب کچھ مکہ میں چھوڑ کر مدینہ چلے گئے تھے ان لوگوں کی سکونت کے لئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی کے قرب و جوار ہی میں انتظام فرمایا، انصار نے بہت بڑی قربانی دی کہ نہایت فراخ دلی کے ساتھ اپنے مہاجر بھائیوں کے لئے اپنے مکانات اور زمینیں دیں اور مکانوں کی تعمیرات میں ہر قسم کی امداد بہم پہنچائی، جس سے مہاجرین کی آبادکاری میں بڑی سہولت ہوگئی۔

سب سے پہلے جس انصاری نے اپنا مکان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطور ہبہ کے نذر کیا، اس خوش نصیب کا نام نامی حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالی عنہ ہے چنانچہ ازواج مطہرات کے مکانات حضرت حارثہ بن نعمان ہی کی زمین میں بنائے گئے۔(۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی رخصتی

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح تو ہجرت سے قبل ہی

۱.....شرح الزرقانی علی المواهب باب ذکر بناء المسجد النبوی ۱۸۵/۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت
۲.....شرح الزرقانی علی المواهب باب ذکر بناء المسجد النبوی ۱۸۵/۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت

مکہ میں ہو چکا تھا، مگر ان کی رخصتی ہجرت کے پہلے ہی سال مدینہ میں ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پیالہ دودھ سے لوگوں کی دعوتِ ولیمہ فرمائی۔(۱)

اذان کی ابتداء

مسجد نبوی کی تعمیر تو مکمل ہوگئی، مگر لوگوں کو نمازوں کے وقت جمع کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا، جس سے نماز باجماعت کا انتظام ہوتا، اس سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا ،بعض نے نمازوں کے وقت آگ جلانے کا مشورہ دیا، بعض نے ناقوس بجانے کی رائے دی، مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر مسلموں کے ان طریقوں کو پسند نہیں فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تجویز پیش کی، کہ ہر نماز کے وقت کسی آدمی کو بھیج دیا جائے جو پوری مسلم آبادی میں نماز کا اعلان کردے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رائے کو پسند فرمایا، اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ نمازوں کے وقت لوگوں کو پکار دیا کریں، چنانچہ وہ "اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ" کہہ کر پانچوں نمازوں کے وقت اعلان کرتے تھے، اسی درمیان میں ایک صحابی حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ اذان شرعی کے الفاظ کوئی سنا رہا ہے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ کو بھی اسی قسم کے خواب نظر آئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو منجانب اللہ سمجھ کر قبول فرمایا اور حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تم بلال کو اذان کے کلمات سکھا دو، کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں، چنانچہ اسی دن سے شرعی اذان کا طریقہ جو آج تک جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا شروع ہوگیا۔(۲)

انصار ومہاجر بھائی بھائی

حضرات مہاجرین چونکہ انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں بالکل خالی ہاتھ اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر مدینہ آئے تھے اس لئے پردیس میں مفلسی کے ساتھ وحشت وبیگانگی اور اپنے اہل وعیال کی

۱......مدارج النبوت ملخصا قسم سوم باب اول ملخصا ۲/۷۰،۶۹ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور

۲......سیرت ابن ہشام مع روض الانف ملخصا ۲/۹۸،۴۹۵ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

......شرح الزرقانی علی المواہب باب بدء الاذان ۲/۴۹۷،۴۹۴ دار الکتب العلمیہ بیروت

جدائی کا صدمہ محسوس کرتے تھے، اس میں شک نہیں کہ انصار نے ان مہاجرین کی مہمان نوازی اور دل جوئی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی لیکن مہاجرین دیر تک دوسروں کے سہارے زندگی بسر کرنا پسند نہیں کرتے تھے، کیونکہ وہ لوگ ہمیشہ سے اپنے دست وبازو کی کمائی کھانے کے خوگر تھے، اسلئے ضرورت تھی کہ مہاجرین کی پریشانی کو دور کرنے اور ان کے لئے مستقل ذریعہء معاش مہیا کرنے کے لئے کوئی انتظام کیا جائے، اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیال فرمایا کہ انصار ومہاجرین میں رشتہ اخوت (بھائی چارہ) قائم کرکے ان کو بھائی بھائی بنا دیا جائے، تاکہ مہاجرین کے دلوں سے اپنی تنہائی اور بے کسی کا احساس دور ہو جائے، اور ایک دوسرے کے مددگار بن جانے سے مہاجرین کے ذریعہء معاش کا مسئلہ بھی حل ہو جائے چنانچہ مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں انصار ومہاجرین کو جمع فرمایا، اس وقت تک مہاجرین کی تعداد پنتالیس (۴۵) یا پچاس (۵۰) تھی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کو مخاطب کرکے فرمایا، کہ یہ مہاجرین تمہارے بھائی ہیں پھر مہاجرین وانصار میں سے دو دو شخص کو بلا کر فرماتے گئے، کہ یہ "اور تم بھائی بھائی ہو" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد فرماتے ہی یہ رشتہء اخوت بالکل حقیقی بھائی جیسا رشتہ بن گیا، چنانچہ انصار نے مہاجرین کو ساتھ لے جا کر اپنے گھر کی ایک ایک چیز سامنے لا کر رکھ دی اور کہہ دیا کہ آپ ہمارے بھائی ہیں اس لئے ان سب سامانوں میں آدھا آپ کا اور آدھا ہمارا ہے، حد ہوگئی کہ حضرت سعد بن ربیع انصاری جو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف مہاجر کے بھائی قرار پائے تھے ان کی دو بیویاں تھیں، حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میری ایک بیوی جسے آپ پسند کریں، میں اس کو طلاق دے دوں، اور آپ اس سے نکاح کرلیں۔

اللہ اکبر! اس میں شک نہیں کہ انصار کا یہ ایثار ایک ایسا بے مثال شاہکار ہے کہ اقوام عالم کی تاریخ میں اسکی مثال مشکل سے ہی ملے گی، مگر مہاجرین نے کیا طرز عمل اختیار کیا یہ بھی ایک قابل تقلید تاریخی کارنامہ ہے حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس مخلصانہ پیش کش کو سن کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شکریہ کے ساتھ یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ یہ سب مال ومتاع اور اہل وعیال آپ کو مبارک فرمائے مجھے تو آپ صرف بازار کا راستہ بتا دیجئے، انہوں نے مدینہ کے مشہور بازار "قینقاع" کا راستہ بتا دیا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار گئے، اور کچھ گھی، کچھ پنیر

خرید کر شام تک بیچتے رہے، اسی طرح روزانہ وہ بازار جاتے رہے، اور تھوڑے ہی عرصہ میں وہ کافی مالدار ہوگئے، اور ان کے پاس اتنا سرمایہ جمع ہوگیا کہ انہوں نے شادی کر کے اپنا گھر بسا لیا، جب یہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم نے بیوی کو کتنا مہر دیا ؟ عرض کیا کہ پانچ درہم برابر سونا، ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں برکتیں عطا فرمائے تم دعوت ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی ہو۔(۱)

اور رفتہ رفتہ تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجارت میں اتنی خیر و برکت اور ترقی ہوئی کہ خود ان کا قول ہے کہ "میں مٹی کو چھو دیتا ہوں تو سونا بن جاتی ہے" منقول ہے کہ ان کا سامان تجارت سات سو اونٹوں پر لد کر آتا تھا اور جس دن مدینہ میں ان کا تجارتی سامان پہنچتا تھا تو تمام شہر میں دھوم مچ جاتی تھی۔(۲)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیطرح دوسرے مہاجرین نے بھی دکانیں کھول لیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ "قینقاع" کے بازار میں کھجوروں کی تجارت کرنے لگے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تجارت میں مشغول ہوگئے تھے، دوسرے مہاجرین نے بھی چھوٹی بڑی تجارت شروع کر دی، غرض باوجودیکہ مہاجرین کیلئے انصار کا گھر مستقل مہمان خانہ تھا، مگر مہاجرین زیادہ دنوں تک انصار پر بوجھ نہیں بنے بلکہ اپنی محنت اور بے پناہ کوششوں سے بہت جلد اپنے پاؤں پر کھڑے ہوگئے۔

مشہور مؤرخ اسلام حضرت علامہ ابن عبدالبر علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ یہ عقدِ مواخاۃ (بھائی چارہ کا معاہدہ) تو انصار و مہاجرین کے درمیان ہوا، اس کے علاوہ ایک خاص "عقد مواخاۃ" مہاجرین کے درمیان بھی ہوا، جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مہاجر کو دوسرے مہاجر کا بھائی بنا دیا، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، اور حضرت عثمان و حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان جب بھائی چارہ ہوگیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربار رسالت میں عرض کیا، کہ یارسول اللہ! آپ نے اپنے صحابہ کو ایک

۱..... صحیح بخاری — کتاب المناقب الانصار — باب اخاء النبی ﷺ — ۵۵۵/۱ — قدیمی کتب خانہ کراچی
..... مسند امام احمد — باقی مسند المکثرین — رقم الحدیث: ۱۲۶۴۹
۲..... اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ — باب ذکر عبدالرحمٰن بن عوف — ۳/۴۹۴

دوسرے کا بھائی بنادیا لیکن مجھے آپ نے کسی کا بھائی نہیں بنایا، آخر میرا بھائی کون ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

" اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ "

یعنی تم دنیا وآخرت میں میرے بھائی ہو۔(۱)

یہودیوں سے معاہدہ

مدینہ میں انصار کے علاوہ بہت سے یہودی بھی آباد تھے ان یہودیوں کے تین قبیلے بنوقینقاع، بنو نضیر، قریظہ، مدینہ کے اطراف میں آباد تھے اور نہایت مضبوط محلات اور مستحکم قلعے بنا کر رہتے تھے، ہجرت سے پہلے یہودیوں اور انصار میں ہمیشہ اختلاف رہتا تھا، اور وہ اختلاف اب بھی موجود تھا، اور انصار کے دونوں قبیلے اوس وخزرج بہت کمزور ہو چکے تھے، کیونکہ مشہور لڑائی ''جنگ بعاث'' میں ان دونوں قبیلوں کے بڑے بڑے سردار اور نامور بہادر آپس میں لڑ لڑ کر قتل ہو چکے تھے اور یہودی ہمیشہ اس قسم کی تدبیروں اور شرارتوں میں لگے رہتے تھے کہ انصار کے یہ دونوں قبائل ہمیشہ ٹکراتے رہیں، اور کبھی بھی متحد نہ ہونے پائیں، ان وجوہات کی بنا پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں اور مسلمانوں کے آئندہ تعلقات کے بارے میں ایک معاہدہ کی ضرورت محسوس فرمائی، تاکہ دونوں فریق امن وسکون کے ساتھ رہیں اور آپس میں کوئی تصادم اور ٹکراؤ نہ ہونے پائے، چنانچہ آپ نے انصار اور یہود کو بلا کر معاہدہ کی ایک دستاویز لکھوائی جس پر دونوں فریقوں کے دستخط ہوگئے۔

اس معاہدہ کی دفعات کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۱......خون بہا (جان کے بدلے جو مال دیا جاتا ہے) اور فدیہ (قیدی کو چھڑانے کے بدلے جو رقم دی جاتی ہے) کا جو طریقہ پہلے سے چلا آتا تھا، اب بھی وہ قائم رہے گا۔

۲...... یہودیوں کو مذہبی آزادی حاصل رہے گی، ان کے مذہبی رسوم میں کوئی دخل اندازی نہیں کی جائے گی۔

۳...... یہودی اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ رکھیں گے۔

۴...... یہودی یا مسلمانوں کو کسی سے لڑائی پیش آئے گی تو ایک فریق دوسرے کی مدد کرے گا۔

۱......مدارج النبوۃ قسم سوم الباب الاول ۲/۷۱ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۵......اگر مدینہ پر کوئی حملہ ہوگا تو دونوں فریق مل کر حملہ آور کا مقابلہ کریں گے۔

۶......کوئی فریق قریش اور ان کے مددگاروں کو پناہ نہیں دیگا۔

۷......کسی دشمن سے اگر ایک فریق صلح کرے گا تو دوسرا فریق بھی اس مصالحت میں شامل ہوگا لیکن مذہبی لڑائی اس سے مستثنیٰ رہے گی۔(۱)

مدینہ کیلئے دعا

چونکہ مدینہ کی آب وہوا اچھی نہ تھی، یہاں طرح طرح کی وبائیں اور بیماریاں پھیلتی رہتی تھیں، اس لئے کثرت سے مہاجرین بیمار ہونے لگے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید لرزہ بخار میں مبتلا ہوکر بیمار ہوگئے، اور بخار کی شدت میں یہ حضرات اپنے وطن مکہ کو یاد کرکے کفار مکہ پر لعنت بھیجتے تھے، اور مکہ کی پہاڑیوں اور گھاسوں کے فراق میں اشعار پڑھتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر یہ دعا فرمائی کہ یا اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی ایسی ہی محبت ڈال دے جیسی مکہ کی محبت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ، اور مدینہ کی آب وہوا کو صحت بخش بنادے اور مدینہ کے صاع اور مُد (ناپ تول کے برتنوں) میں خیر وبرکت عطا فرما، اور مدینہ کے بخار کو ''جحفہ'' کیطرف منتقل فرمادے۔(۲)

حضرت سلمان فارسی مسلمان ہوگئے

لـــــہ کے واقعات میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ بھی بہت اہم ہے، یہ فارس کے رہنے والے تھے ان کے آباء واجداد بلکہ ان کے ملک کی پوری آبادی مجوسی (آتش پرست) تھی، یہ اپنے آبائی دین سے بیزار ہوکر دینِ حق کی تلاش میں اپنے وطن سے نکلے، مگر ڈاکوؤں نے ان کو گرفتار کرکے اپنا غلام بنالیا، پھر ان کو بیچ ڈالا، چنانچہ یہ کئی بار بکتے رہے اور مختلف لوگوں کی غلامی

۱......سیرت ابن ہشام مع روض الانف ملخصا ۴۸۴،۹۰/۲ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

۲......صحیح بخاری کتاب الحج باب فضائل المدینۃ ۲۵۳/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

......صحیح مسلم کتاب الحج رقم الحدیث: ۲۴۴۴

......مسند امام احمد باقی مسند الانصار رقم الحدیث: ۲۴۳۹۱،۲۴۲۴۴

......مؤطا امام مالک کتاب الجامع رقم الحدیث: ۱۳۸۵

......مدارج النبوۃ قسم سوم باب اول ۷۰/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

میں رہے اسی طرح یہ مدینہ پہنچے کچھ دنوں تک عیسائی بن کر رہے اور یہودیوں سے بھی میل جول رکھتے رہے، اس طرح ان کو توریت وانجیل کی کافی معلومات حاصل ہو چکی تھی، یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو پہلے دن تازہ کھجوروں کا ایک طباق خدمت اقدس میں یہ کہہ کر پیش کیا کہ یہ ''صدقہ'' ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ہمارے سامنے سے اٹھا کر فقراء ومساکین کو دے دو کیونکہ میں صدقہ نہیں کھاتا، پھر دوسرے دن کھجوروں کا خوان لے کر پہنچے، اور یہ کہہ کر ''کہ یہ ہدیہ ہے''۔ سامنے رکھ دیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو ہاتھ بڑھانے کا اشارہ فرمایا، اور خود بھی کھالیا، اس درمیان میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان جو نظر ڈالی تو ''مہر نبوت'' کو دیکھ لیا چونکہ یہ توراۃ وانجیل میں نبی آخر الزمان کی نشانیاں پڑھ چکے تھے اس لئے فوراً ہی اسلام قبول کر لیا۔(۱)

نمازوں کی رکعت میں اضافہ

اب تک فرض نمازوں میں صرف دو ہی رکعتیں تھیں، مگر ہجرت کے سال اول ہی میں جب حضور ﷺ مدینہ شریف لائے تو ظہر وعصر وعشاء میں چار چار رکعتیں فرض ہوگئیں، لیکن سفر کی حالت میں اب بھی وہی دو ہی رکعتیں قائم رہیں، اسی کو سفر کی حالت میں نمازوں میں ''قصر'' کہتے ہیں۔(۲)

تین جان نثاروں کی وفات

اس سال حضرات صحابہ کرام میں سے تین نہایت ہی شاندار اور جان نثار حضرات نے وفات پائی، جو درحقیقت اسلام کے سچے جان نثار، اور بہت ہی بڑے معین ومددگار تھے۔

اوّل

حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ وہ خوش نصیب مدینہ کے رہنے والے انصاری ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت فرما کر ''قباء'' میں تشریف لائے تو سب سے پہلے انہی کے مکان

۱.....طبقات الکبریٰ لابن سعد سلمان فارسی ملخصا ۵۶،۵۹/۴ دار الکتب العلمیہ بیروت

.....مدراج النبوۃ قسم سوم الباب الاول ۷۰،۷۱/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

.....الخصائص الکبریٰ (مترجم) ۶۰/۱ شبیر برادرز، لاہور

۲.....مدراج النبوۃ قسم سوم الباب الاول ۷۱/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

.....مدراج النبو... الباب الا... ...یہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

کوشرف نزول بخشا، اور بڑے بڑے مہاجرین صحابہ بھی انہی کے مکان میں ٹھہرے تھے اور انہوں نے دونوں عالم کے میزبان کو اپنے گھر میں مہمان بنا کر ایسی میزبانی اور مہمان نوازی کی کہ قیامت تک تاریخ رسالت کے صفحات پر انکا نام نامی ستاروں کیطرح چمکتا رہے گا۔

دوّم

حضرت براء بن معرور انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ وہ شخص ہیں کہ "بیعت عقبہ ثانیہ" میں سب سے پہلے حضور ﷺ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور یہ اپنے قبیلہ "خزرج" کے نقیبوں میں تھے۔

سوّم

حضرت اسعد بن زرارہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بیعت عقبہء اولی اور بیعت عقبہء ثانیہ کی دونوں بیعتوں میں شامل رہے اور یہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے مدینہ میں اسلام کا ڈنکا بجایا، اور ہر گھر میں اسلام کا پیغام پہنچایا۔

جب مذکورہ بالا تینوں معزز صحابہ نے وفات پائی تو منافقین اور یہودیوں نے اس کی خوشی منائی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طعنہ دینا شروع کیا کہ اگر یہ پیغمبر ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کو یہ صدمات کیوں پہنچاتا؟ خدا کی شان کہ ٹھیک اسی زمانے میں کفار کے دو بہت ہی بڑے بڑے سردار بھی مر کر مردار ہو گئے ایک "عاص بن وائل سہمی" جو حضرت عمرو بن العاص صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتح مصر کا باپ تھا، دوسرا "ولید بن مغیرہ" جو حضرت خالد سیف اللہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باپ تھا۔

روایت ہے کہ "ولید بن مغیرہ" جانکنی کے وقت بہت زیادہ بے چین ہو کر تڑپنے اور بے قرار ہو کر رونے لگا، اور فریاد کرنے لگا، تو ابو جہل نے پوچھا کہ چچا جان! آخر آپ کی بے قراری اور اس گریہ وزاری کی کیا وجہ ہے؟ تو "ولید بن مغیرہ" بولا کہ میرے بھتیجے! میں اس لئے اتنی بے قراری سے رو رہا ہوں کہ مجھے اب یہ ڈر ہے کہ میرے بعد مکہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین پھیل جائے گا، یہ سن کر ابوسفیان نے تسلی دی اور کہا کہ چچا! آپ ہرگز ہرگز اس کا غم نہ کریں میں ضامن ہوتا ہوں کہ میں دین اسلام کو مکہ میں نہیں پھیلنے دوں گا، چنانچہ ابوسفیان اپنے اس عہد پر اس طرح قائم رہے کہ مکہ فتح ہونے تک وہ برابر اسلام کے خلاف جنگ کرتے رہے، مگر فتح مکہ کے دن ابوسفیان نے اسلام قبول کر لیا اور پھر ایسے صادق الاسلام بن گئے، کہ اسلام کی نصرت وحمایت کے لئے زندگی بھر جہاد کرتے رہے اور انہی جہادوں میں کفار کے تیروں سے ان کی آنکھ زخمی ہو گئی اور روشنی جاتی رہی، یہی وہ حضرت

ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنکے سپوت بیٹے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔(۱)

اسی سال 1ھ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی، ہجرت کے بعد مہاجرین کے یہاں سب سے پہلا بچہ جو پیدا ہوا وہ یہی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ان کی والدہ حضرت بی بی اسماء جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں پیدا ہوتے ہی ان کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنی گود میں بٹھا کر اور کھجور چبا کر ان کے منہ میں ڈال دی، اس طرح سب سے پہلی غذا جو ان کے شکم میں پہنچی وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب دہن تھا، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی پیدائش سے مسلمانوں کو بے حد خوشی ہوئی، اسلئے کہ مدینہ کے یہودی کہا کرتے تھے کہ ہم لوگوں نے مہاجرین پر ایسا جادو کر دیا ہے کہ ان کے یہاں کوئی بچہ پیدا ہی نہیں ہوگا۔(۲)

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

سوالات

چھٹا باب

سوال نمبر 1......ایسی مسجد کا تعارف پیش کریں جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی موجود ہے اور وہ کب بنائی گئی؟ اور اسے کس نے تعمیر کیا؟

سوال نمبر 2......مسجد نبوی شریف جب تعمیر کی گئی تو اس کی لمبائی چوڑائی کس قدر رکھی گئی تھی اور رُخ قبلہ کس طرف تھا؟۔

سوال نمبر 3......ازواج مطہرات کے مکانات مبارکہ کی کیفیت کیا تھی۔؟

سوال نمبر 4......ازواج مطہرات کے مکانات کیلئے کس صحابی نے زمین فراہم کرنے کا شرف حاصل کیا؟ نیز حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کب ہوا اور رخصتی کب ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس چیز کے ساتھ لوگوں کی دعوتِ ولیمہ کی۔؟

سوال نمبر 5......اذان کی ابتداء کیسے ہوئی بالتفصیل لکھیں۔؟

۱...... مدراج النبوۃ   قسم سوم   الباب الاول   ۷۱/۲   نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

مدراج النبوۃ   قسم سوم   الباب الاول   ۷۳/۲   نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲...... السیرۃ الحلبیۃ   باب ہجرۃ الی المدینۃ ۱۱۰/۲

اکمال فی اسماء الرجال ... لاہور

ساتواں باب

ہجرت کا دوسرا سال

2ھ

1ھ کی طرح 2ھ میں بھی بہت سے اہم واقعات وقوع پذیر ہوئے جن میں سے چند بڑے بڑے واقعات یہ ہیں۔

قبلہ کی تبدیلی

جب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں رہے خانہ کعبہ کیطرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے مگر ہجرت کے بعد جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو خداوند تعالی کا یہ حکم ہوا کہ آپ اپنی نمازوں میں "بیت المقدس کو اپنا قبلہ بنائیں چنانچہ آپ سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کیطرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے مگر آپ کے دل کی تمنا یہی تھی کہ کعبہ ہی کو قبلہ بنایا جائے، چنانچہ آپ اکثر آسمان کی طرف چہرہ اٹھا اٹھا کر اس کیلئے وحی الٰہی کا انتظار فرماتے رہے یہاں تک کہ ایک دن اللہ تعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قلبی آرزو پوری فرمانے کے لئے قرآن کی یہ آیت نازل فرمادی کہ:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الحرام ☆(سورۃ البقرۃ)

ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپ کا آسمان کی طرف منہ کرنا، تو ہم ضرور آپ کو پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں آپ کی خوشی ہے تو ابھی آپ پھیر دیجئے اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیلہ بنی سلمہ کی مسجد میں نماز ظہر پڑھا رہے تھے کہ حالت نماز ہی میں یہ وحی نازل ہوئی اور نماز ہی میں آپ نے بیت المقدس سے مڑ کر خانہ کعبہ کی طرف اپنا چہرہ کر لیا، اور تمام مقتدیوں نے بھی آپ کی پیروی کی اس مسجد کو جہاں یہ واقعہ پیش آیا "مسجد القبلتین" کہتے ہیں، اور آج بھی یہ تاریخی مسجد زیارت گاہ خواص وعوام ہے جو شہر مدینہ سے تقریباً دو کیلو میٹر دور جانب شمال مغرب واقع ہے۔

اس قبلہ بدلنے کو "تحویل قبلہ" کہتے ہیں، تحویل قبلہ سے یہودیوں کو بڑی سخت تکلیف پہنچی جب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے تو یہودی بہت خوش تھے اور فخر کے ساتھ کہا کرتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہمارے ہی قبلہ کی طرف رخ کر کے عبادت کرتے ہیں مگر جب قبلہ بدل گیا تو یہودی اس قدر برہم اور ناراض ہو گئے کہ وہ یہ طعنہ دینے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ ہر بات میں ہم لوگوں کی مخالفت کرتے ہیں اس لئے انہوں نے محض ہماری مخالفت میں قبلہ بدل دیا ہے اسی طرح منافقین کا گروہ بھی طرح طرح کی نکتہ چینی اور قسم قسم کے اعتراضات کرنے لگا تو ان دونوں گروہوں کی زبان بندی اور دہن دوزی کیلئے خداوند کریم نے یہ آیتیں نازل فرمائیں کہ:

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَاوَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ☆ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ط (سورۃ البقرہ پارہ:۲)

ترجمہ: اب کہیں گے بیوقوف لوگوں میں سے کس نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے قبلہ سے جس پر وہ تھے آپ کہہ دیجئے کہ پورب پچھم سب اللہ ہی کا ہے وہ جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے اور (اے محبوب) آپ پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے؟ اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور بلاشبہ یہ بڑی بھاری بات تھی مگر جنکو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے دی ہے (ان کے لئے کوئی بڑی بات نہیں)

پہلی آیت میں یہودیوں کے اعتراض کا جواب دیا گیا کہ خدا کی عبادت میں قبلہ کی کوئی خاص جہت ضروری نہیں ہے اس کی عبادت کے لئے پورب، پچھم، اتر، دکھن، سب جہتیں برابر ہیں اللہ تعالیٰ جس جہت کو چاہے اپنے بندوں کے لئے قبلہ مقرر فرمادے لہٰذا اس پر کسی کو اعتراض کا کوئی حق نہیں ہے۔ دوسری آیت میں منافقین کی زبان بندی کی گئی ہے جو تحویل قبلہ کے بعد ہر طرف یہ پروپیگنڈہ کرنے لگے تھے کہ پیغمبر اسلام تو اپنے دین کے بارے میں خود ہی متردد ہیں کبھی بیت المقدس کو قبلہ مانتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ کعبہ قبلہ ہے آیت میں تحویل قبلہ کی حکمت بتادی گئی کہ منافقین جو محض نمائشی مسلمان بن کر نماز یں پڑھا کرتے تھے وہ قبلہ کے بدلتے ہی بدل گئے، اور اسلام سے منحرف ہو گئے۔

اسطرح ظاہر ہو گیا کہ کون صادق الایمان ہے؟ اور کون منافق؟ اور کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے والا؟ اور کون دین سے پھر جانے والا؟ (۱)

لڑائیوں کا سلسلہ

اب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا کی طرف سے صرف یہ حکم تھا کہ دلائل اور موعظہ حسنہ کے ذریعہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہیں، اور مسلمانوں کو کفار کی ایذاؤں پر صبر کا حکم تھا، اسی لئے کافروں نے مسلمانوں پر بڑے بڑے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے مگر مسلمانوں نے انتقام کے لئے کبھی ہتھیار نہیں اٹھایا بلکہ ہمیشہ صبر وتحمل کے ساتھ کفار کی ایذاؤں اور تکلیفوں کو برداشت کرتے رہے لیکن ہجرت کے بعد جب سارا عرب اور یہودی ان مٹھی بھر مسلمانوں کے جانی دشمن ہو گئے، اور ان مسلمانوں کو فنا کے گھاٹ اتار دینے کا عزم کر لیا تو خداوند قدوس نے مسلمانوں کو یہ اجازت دی کہ جو لوگ تم سے جنگ کی ابتداء کریں ان سے تم بھی لڑ سکتے ہو۔

چنانچہ ۱۲/ صفر المظفر ۲ھ تواریخ اسلام میں وہ یادگار دن ہے جس میں خداوند کردگار نے مسلمانوں کو کفار کے مقابلہ میں تلوار اٹھانے کی اجازت دی اور یہ آیت نازل ہوئی کہ:

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ ☆

جن سے لڑائی کیجاتی ہے، (مسلمان) ان کو بھی اب لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ وہ (مسلمان) مظلوم ہیں اور خدا ان کی مدد پر یقیناً قادر ہے۔

حضرت امام محمد بن شہاب زہری علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ جہاد کی اجازت کے بارے میں یہی وہ آیت ہے جو سب سے پہلے نازل ہوئی (۲) مگر تفسیر ابن جریر میں ہے کہ جہاد کے بارے میں سب سے پہلے جو آیت اتری وہ یہ ہے۔

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ (سورۃ البقرہ آیت: ۱۹۰ پ: ۲)

خدا کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم لوگوں سے لڑتے ہیں۔ (۳)

۱...... المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی باب تحویل القبلۃ ملتقطا ۲/۲۵۰، ۲۴۶ دار الکتب العلمیہ بیروت

...... مدارج النبوۃ قسم سوم باب اول ذکر سال دوم از ہجرت ملتقطا ۲/۷۴، ۷۷ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲...... المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی کتاب المغازی ۲/۲۱۸ دار الکتب العلمیہ بیروت

۳...... تفسیر ابن جریر تحت الآیۃ وقاتلوا فی سبیل اللہ الخ ۲/۲۹۵

بہر حال 2ھ میں مسلمانوں کو خدا تعالیٰ نے کفار سے لڑنے کی اجازت دے دی، مگر ابتداء میں یہ اجازت مشروط تھی، یعنی صرف انہیں کافروں سے جنگ کرنے کی اجازت تھی جو مسلمانوں پر حملہ کریں مسلمانوں کو ابھی تک اس کی اجازت نہیں ملی تھی کہ وہ جنگ میں اپنی طرف سے پہل کریں لیکن حق واضح ہو جانے اور باطل ظاہر ہو جانے کے بعد چونکہ تبلیغ حق اور احکام الٰہی کی نشر و اشاعت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض تھی اس لئے تمام ان کفار سے جو عناد کے طور پر حق کو قبول کرنے سے انکار کرتے تھے جہاد کا حکم نازل ہو گیا خواہ وہ مسلمانوں سے لڑنے میں پہل کریں یا نہ کریں، کیونکہ حق کے ظاہر ہو جانے کے بعد حق کو قبول کرنے کے لئے مجبور کرنا اور باطل کو جبراً ترک کرانا یہ عین حکمت اور بنی نوع انسان کی صلاح و فلاح کے لئے انتہائی ضروری تھا، بہر حال اس میں کوئی شک نہیں کہ ہجرت کے بعد جتنی لڑائیاں بھی ہوئیں اگر پورے ماحول کو گہری نگاہ سے بغور دیکھا جائے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سب لڑائیاں کفار کیطرف سے مسلمانوں کے سر پر مسلط کی گئیں اور غریب مسلمان بدرجہء مجبوری تلوار اٹھانے پر مجبور ہوئے مثلاً مندرج ذیل چند واقعات پر ذرا تنقیدی نگاہ سے نظر ڈالیے۔

1 ...... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب اپنا سب کچھ مکہ میں چھوڑ کر انتہائی بیکسی کے عالم میں مدینہ چلے آئے تھے چاہیے تو یہ تھا کہ کفار مکہ اب اطمینان سے بیٹھے رہتے کہ ان کے دشمن یعنی رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمان ان کے شہر سے نکل گئے مگر ہوا یہ کہ ان کافروں کے غیظ و غضب کا پارہ اتنا چڑھ گیا، کہ اب یہ لوگ اہلِ مدینہ کے بھی دشمن جان بن گئے چنانچہ ہجرت کے چند روز بعد کفار مکہ نے رئیس انصار "عبداللہ بن ابی" کے پاس دھمکیوں سے بھرا ہوا ایک خط بھیجا "عبداللہ بن ابی" وہ شخص ہے کہ واقعہء ہجرت سے پہلے تمام مدینہ والوں نے اس کو اپنا بادشاہ مان کر اس کی تاج پوشی کی تیاری کر لی تھی، مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد یہ اسکیم ختم ہو گئی، چنانچہ اسی غم و غصہ میں عبداللہ بن ابی، عمر بھر منافقوں کا سردار بن کر اسلام کی بیخ کنی کرتا رہا اور اسلام و مسلمانوں کے خلاف طرح طرح کی سازشوں میں مصروف رہا۔(۱)

بہر کیف کفار مکہ نے اس دشمنِ اسلام کے نام جو خط لکھا اس کا مضمون یہ ہے کہ:۔

تم نے ہمارے آدمی (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے یہاں پناہ دے رکھی ہے ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یا تو تم لوگ ان کو قتل کر دو یا مدینہ سے نکال دو ورنہ ہم سب لوگ تم پر حملہ

۱...... حاشیہ بخاری باب التسلیم فی مجلس فیہ اخلاط ... قدیمی کتب خانہ کراچی

کر دیں گے اور تمہارے تمام لڑنے والے جوانوں کو قتل کر کے تمہاری عورتوں پر تصرف کریں گے۔(۱)

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار مکہ کے اس تہدید آمیز اور خوفناک خط کی خبر معلوم ہوئی تو آپ نے عبداللہ بن ابی سے ملاقات فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ "کیا تم اپنے بھائیوں اور بیٹوں کو قتل کرو گے" چونکہ اکثر انصار دامن اسلام میں آ چکے تھے اس لئے عبداللہ بن ابی نے اس نکتہ کو سمجھ لیا، اور کفار مکہ کے حکم پر عمل نہیں کر سکا۔

2...... ٹھیک اسی زمانے میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قبیلہ اوس کے سردار تھے، عمرہ ادا کرنے کیلئے مدینہ سے مکہ گئے، اور پرانے تعلقات کی بنا پر "امیہ بن خلف" کے مکان پر قیام کیا، جب امیہ ٹھیک دوپہر کے وقت ان کو ساتھ لے کر طواف کعبہ کے لئے گیا، تو اتفاق سے ابو جہل سامنے آ گیا اور ڈانٹ کر کہا کہ اے امیہ! یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ امیہ نے کہا کہ یہ مدینہ کے رہنے والے "سعد بن معاذ" ہیں یہ سن کر ابو جہل نے تڑپ کر کہا کہ تم لوگوں نے بے دھرموں (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ) کو اپنے یہاں پناہ دی ہے، خدا کی قسم اگر تم امیہ کے ساتھ نہ ہوتے تو بچ کر واپس نہیں جا سکتے تھے، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی انتہائی جراءت اور دلیری کے ساتھ یہ جواب دیا کہ اگر تم لوگوں نے ہم کو کعبہ کی زیارت سے روکا۔ تو ہم تمہاری شام کی تجارت کا راستہ روک دیں گے۔(۲)

3...... کفار مکہ نے صرف انہی دھمکیوں پر بس نہیں کیا، بلکہ وہ مدینہ پر حملہ کی تیاریاں کرنے لگے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کے قتل عام کا منصوبہ بنانے لگے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راتوں کو جاگ جاگ کر بسر کرتے تھے اور صحابہ کرام آپ کا پہرہ دیا کرتے تھے کفار مکہ نے سارے عرب پر اپنے اثر ورسوخ کی وجہ سے تمام قبائل میں یہ آگ بھڑکا دی تھی کہ مدینہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کو دنیا سے نیست ونابود کرنا ضروری ہے۔

مذکورہ بالا تینوں وجوہات کی موجودگی میں ہر عاقل کو یہ کہنا ہی پڑے گا کہ ان حالات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حفاظت خود اختیاری کے لئے کچھ نہ کچھ تدبیر کرنی ضروری ہی تھی، تاکہ انصار

۱...... ابوداؤد　کتاب الخراج الفیء، باب فی خبر النضیر　۶۷/۲　مکتبہ امدادیہ ملتان

۲...... صحیح بخاری کتاب المغازی　باب ذکر النبی ﷺ من یقتل ببدر　۵۶۳/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی

...... مسند امام احمد　مسند المکثرین من الصحابۃ　[illegible]

ومہاجرین اور خود اپنی زندگی کی بقاء اور سلامتی کا سامان ہو جائے۔

چنانچہ کفار مکہ کے خطرناک ارادوں کا علم ہو جانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اور صحابہ کی حفاظت خود اختیاری کے لئے دو تدبیروں پر عملدرآمد کا فیصلہ فرمایا۔

اوّل

یہ کہ کفار مکہ کی شامی تجارت جس پر ان کی زندگی کا دارومدار ہے اس میں رکاوٹ ڈالدی جائے تا کہ وہ مدینہ پر حملہ کا خیال چھوڑ دیں اور صلح پر مجبور ہو جائیں۔

دوّم

یہ کہ مدینہ کے اطراف میں جو قبائل آباد ہیں ان سے امن وامان کا معاہدہ ہو جائے، تا کہ کفار مکہ مدینہ پر حملہ کی نیت نہ کرسکیں۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہی دو تدبیروں کے پیش نظر صحابہ کرام کے چھوٹے چھوٹے لشکروں کو مدینہ کے اطراف میں بھیجنا شروع کر دیا، اور بعض بعض لشکروں کے ساتھ خود بھی تشریف لے گئے، صحابہ ءکرام کے یہ چھوٹے چھوٹے لشکر کبھی کفارِ مکہ کی نقل وحرکت کا پتہ لگانے کے لئے جاتے تھے اور کہیں بعض قبائل سے معاہدہ ءامن وامان کرنے کے لئے روانہ ہوتے تھے، کہیں اس مقصد سے بھی جاتے تھے کہ کفار مکہ کی شامی تجارت کا راستہ بند ہو جائے اسی سلسلہ میں کفار مکہ اور ان کے حلیفوں سے مسلمانوں کا ٹکراؤ شروع ہوا، اور چھوٹی بڑی لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا، انہی لڑائیوں کو تاریخ اسلام میں ''غزوات وسرایا'' کے عنوان سے بیان کیا گیا ہے۔

غزوہ وسریّہ کا فرق

یہاں مصنفین سیرت کی یہ اصطلاح یادرکھنی ضروری ہے کہ یہ جنگی لشکر جسکے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لے گئے، اس کو''غزوہ'' کہتے ہیں، اور وہ لشکروں کی ٹولیاں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شامل نہیں ہوئے انکو''سریّہ'' کہتے ہیں۔(۱)

''غزوات'' یعنی جن جن لشکروں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریک ہوئے ان کی تعداد میں

۱......مدارج النبوۃ قسم سوم باب دوم ۲/۷۶ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
......شرح الزرقانی علی المواھب کتاب المغازی ۲/۲۰۰،۲۱۹ دارالکتب العلمیۃ بیروت

مورخین کا اختلاف ہے ''مواہب لدنیہ'' میں ہے کہ ''غزوات'' کی تعداد ''ستائیس'' ہے اور روضۃ الاحباب میں یہ لکھا ہے کہ ''غزوات'' کی تعداد ایک قول کی بنا پر ''اکیس'' اور بعض کے نزدیک ''چوبیس'' ہے اور بعض نے کہا کہ ''پچیس'' اور بعض نے لکھا ''چھبیس'' ہے۔(۱)

مگر حضرت امام بخاری نے حضرت زید بن ارقم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو روایت تحریر کی ہے اس میں غزوات کی کل تعداد ''انیس'' بتائی گئی ہے اور ان میں سے جن نو غزوات میں جنگ بھی ہوئی وہ درج ذیل ہیں۔

جنگِ بدر...... جنگ اُحد...... جنگِ احزاب...... جنگِ بنو قریظہ...... جنگِ بنو المصطلق...... جنگِ خیبر...... فتح مکہ...... جنگِ حنین...... جنگِ طائف۔

''سرایا'' یعنی جن لشکروں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف نہیں لے گئے ان کی تعداد بعض مؤرخین کے نزدیک ''سینتالیس'' اور بعض کے نزدیک ''چھپن'' ہے۔

امام بخاری نے محمد بن اسحٰق سے روایت کیا ہے کہ سب سے پہلا غزوہ ''ابواء'' اور سب سے آخری غزوہ ''تبوک'' ہے اور سب سے پہلا ''سریہ'' جو مدینہ سے جنگ کے لئے روانہ ہوا وہ ''سریہ حمزہ'' ہے جس کا ذکر آگے آتا ہے۔(۲)

غزوات وسرایا

ہجرت کے بعد کا تقریباً کل زمانہ ''غزوات وسرایا'' کے اہتمام و انتظام میں گزرا، اسلئے کہ اگر ''غزوات'' کی کم سے کم تعداد جو روایات میں آئی ہے، یعنی ''انیس'' اور ''سرایا'' کی کم سے کم تعداد جو روایتوں میں ہے یعنی ''سینتالیس'' شمار کر لی جائے تو نو سال میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوٹی بڑی ''چھیاسٹھ'' لڑائیوں کا سامنا کرنا پڑا، لہذا ''غزوات وسرایا'' کا عنوان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

۱...... مدارج النبوۃ قسم سوم باب دوم ۷۶/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

...... شرح الزرقانی علی المواہب کتاب المغازی ۲۱۹،۲۰/۲ دار الکتب العلمیہ بیروت

۲...... صحیح بخاری مع حاشیہ کتاب المغازی باب غزوۃ العشیرۃ ۵۶۳/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

...... صحیح مسلم کتاب الحج والجہاد والسیر رقم الحدیث: ۳۳۸۱،۲۱۹۸

...... ترمذی شریف کتاب الجہاد عن رسول اللہ ﷺ رقم الحدیث: ۱۵۹۹

...... مسند امام احمد اول مسند الکوفیین رقم الحدیث: ۱۸۵۲۹

شرح الزرقانی علی المواہب کتاب المغازی ۲۲۱،۲۲۳/۲ دار الکتب العلمیہ بیروت

سیرت مقدسہ کا بہت ہی عظیم الشان حصہ ہے اور بحمدہ تعالیٰ ان تمام غزوات وسرایا، اور ان کے وجوہ واسباب کو پورا پورا حال اسلامی تاریخوں میں مذکور و محفوظ ہے مگر یہ اتنا لمبا چوڑا مضمون ہے کہ ہماری اس کتاب کا تنگ دامن ان تمام مضامین کو سمیٹنے سے بالکل ہی قاصر ہے لیکن بڑی مشکل یہ ہے کہ اگر ہم بالکل ہی ان مضامین کو چھوڑ دیں تو یقیناً "سیرت رسول" کا مضمون بالکل ہی ناقص اور نامکمل رہ جائے گا ،اس لئے مختصر طور پر چند مشہور غزوات وسرایا کا یہاں ذکر کر دینا نہایت ضروری ہے تاکہ سیرت مقدسہ کا یہ اہم باب بھی ناظرین کے لئے نظر افروز ہو جائے۔

سریہء حمزہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے بعد جب جہاد کی آیت نازل ہوگئی تو سب سے پہلے جو ایک چھوٹا سا لشکر کفار کے مقابلہ کیلئے روانہ فرمایا، اس کا نام "سریہء حمزہ" ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک سفید جھنڈا عطا فرمایا، اور اس جھنڈے کے نیچے صرف 30 مہاجرین کو ایک لشکر کفار کے مقابلہ کیلئے بھیجا، جو تین سو کی تعداد میں تھے، اور ابوجہل انکا سپہ سالار تھا، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "سیف البحر" تک پہنچے اور دونوں طرف سے جنگ کے لئے صف بندی بھی ہوگئی لیکن ایک شخص مجدی بن عمرو جہنی نے جو دونوں فریق کا حلیف تھا بیچ میں پڑ کر لڑائی موقوف کرادی۔(۱)

سریہء عبیدہ بن الحارث

اسی سال ساٹھ یا اسی مہاجرین کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبیدہ بن الحارث کو سفید جھنڈے کے ساتھ امیر بنا کر "رابغ" کی طرف روانہ فرمایا، اس سریہ کے علمبردار حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، جب یہ لشکر "ثنیۃ مرہ" کے مقام پر پہنچا تو ابوسفیان اور ابوجہل کے لڑکے عکرمہ کی کمان میں دو سو کفار قریش جمع تھے دونوں لشکروں کا سامنا ہوا، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار پر تیر پھینکا، یہ سب سے پہلا تیر تھا جو مسلمانوں کی طرف سے کفار مکہ پر چلایا گیا، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کل آٹھ تیر پھینکے اور ہر تیر نشانہ پر ٹھیک بیٹھا کفار ان

۱۔ المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی　باب بعث حمزۃ　۲۲۳/۲　دار الکتب العلمیہ بیروت
مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب دوم　۷۸/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

تیروں کی مار سے فرار ہو گئے اسلئے کوئی جنگ نہیں ہوئی۔(۱)

سریہ سعد بن ابی وقاص

اسی سال ماہ ذوالقعدہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیس سواروں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مقصد سے بھیجا تاکہ یہ لوگ کفار قریش کے ایک لشکر کا راستہ روکیں، اس سریہ کا جھنڈا بھی سفید رنگ کا تھا، اور حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس لشکر کے علمبردار تھے، یہ لشکر راتوں رات سفر کرتے ہوئے جب پانچویں دن مقام ''خرار'' پر پہنچا تو پتہ چلا کہ مکہ کے کفار ایک دن پہلے فرار ہو چکے ہیں اسلئے کسی تصادم کی نوبت نہیں آئی۔(۲)

غزوہ ابواء

اس غزوہ کو ''غزوہ ودان'' بھی کہتے ہیں، یہ سب سے پہلا غزوہ ہے یعنی پہلی مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد کے ارادے سے ماہ صفر ۲ھ میں ساٹھ مہاجرین کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ سے باہر نکلے، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ میں اپنا خلیفہ بنایا، اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا دیا اور مقام ''ابوا'' تک کفار کا پیچھا کرتے ہوئے تشریف لے گئے، مگر کفار مکہ فرار ہو چکے تھے، اسلئے کوئی جنگ نہیں ہوئی، ''ابواء'' مدینہ سے اسی میل دور ایک گاؤں ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار ہے یہاں چند دن ٹھہر کر قبیلہ بنو ضمرہ کے سردار ''مخشی بن عمرو ضمری'' سے امداد باہمی کا ایک تحریری معاہدہ کیا، اور مدینہ واپس تشریف لائے اس غزوہ میں پندرہ دن آپ مدینہ سے باہر رہے۔(۳)

۱......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب دوم　۷۸/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
......شرح الزرقانی علی المواہب　سریۃ عبیدۃ المطلبی　۲۲۶،۲۷/۲　دارالکتب العلمیۃ بیروت
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف　۸۹،۹۰/۳　ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
۲...... المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی　سریۃ سعد بن مالک　۲۲۸،۲۹/۲　دارالکتب العلمیۃ بیروت
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف　۱۰۶/۳　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۳......شرح الزرقانی علی المواہب　کتاب اول المغازی　۲۲۹،۳۰/۲　دارالکتب العلمیۃ بیروت
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف　۸۷،۸۸/۳　ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
......الوفاء (مترجم)　ملتقطا　ص ۷۰۲،۷۰۲　حامد اینڈ کمپنی، لاہور

غزوۂ بواط

ہجرت کے تیرھویں مہینے ۲ھ میں مدینہ پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاکم بنا کر دوسو مہاجرین کو ساتھ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد کی نیت سے روانہ ہوئے، اس غزوہ کا جھنڈا بھی سفید تھا اور علمبردار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اس غزوہ کا مقصد کفار مکہ کے ایک تجارتی قافلہ کا راستہ روکنا تھا، اس قافلہ کا سالار ''امیہ بن خلف جمحی'' تھا اور اس قافلہ میں ایک سو قریشی کفار اور ڈھائی ہزار اونٹ تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قافلہ کی تلاش میں مقام ''بواط'' تک تشریف لے گئے، مگر کفار قریش کا کہیں سامنا نہیں ہوا اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر کسی جنگ کے مدینہ واپس تشریف لائے۔(۱)

غزوہ سفوان

اسی سال ''کرز بن جابر فہری'' نے مدینہ کی چراگاہ میں ڈاکہ ڈالا اور کچھ اونٹوں کو ہانک کر لے گیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ میں اپنا خلیفہ بنا کر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علمبردار بنا کر صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ وادی سفوان تک اس ڈاکو کا تعاقب کیا مگر وہ اس قدر تیزی کے ساتھ بھاگا کہ ہاتھ نہیں آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ واپس تشریف لائے، وادی سفوان ''بدر'' کے قریب ہے اسی لئے بعض مؤرخین نے اس غزوہ کا نام ''غزوہ بدر اولیٰ'' رکھا ہے اسلئے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ غزوۂ سفوان اور غزوہ بدر اولیٰ دونوں ایک ہی غزوہ کے دو نام ہیں۔(۲)

غزوۂ ذی العشیرہ

اسی ۲ھ میں کفار قریش کا ایک قافلہ مال تجارت لے کر مکہ سے شام جا رہا تھا، حضور صلی اللہ علیہ

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی　باب غزوۃ بواط　۲۳۱،۳۲۲/۱　دارالکتب العلمیۃ بیروت
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف　۱۰۲/۳　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
......الوفاء (مترجم) ملتقطا　ص: ۷۰۳　حامد اینڈ کمپنی، لاہور
۲......مدراج النبوۃ　قسم سوم　باب دوم　۷۹/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف　۱۰۶،۰۷/۳　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
......الوفاء (مترجم) ص: ۷۰۳　حامد اینڈ کمپنی، لاہور

وآلہ وسلم ڈیڑھ سو یا دو سو مہاجرین صحابہ کو ساتھ لیکر اس قافلہ کا رستہ روکنے کے لئے مقام "ذی العشیرہ" تک تشریف لے گئے، جو "ینبوع" کی بندرگاہ کے قریب ہے مگر یہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ قافلہ بہت آگے بڑھ گیا ہے، اسلئے کوئی ٹکراؤ نہیں ہوا مگر یہی قافلہ جب شام سے واپس لوٹا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مزاحمت کیلئے نکلے تو جنگ بدر کا معرکہ پیش آ گیا، جس کا مفصل ذکر آگے آتا ہے۔(۱)

سریۂ عبداللہ بن جحش

اسی سال ماہ رجب ۲ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر لشکر بنا کر انکی ماتحتی میں آٹھ یا بارہ مہاجرین کا ایک جتھہ روانہ فرمایا، دو دو آدمی ایک ایک اونٹ پر سوار تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرتِ عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لفافہ میں ایک مہر بند خط دیا اور فرمایا کہ دو دن سفر کرنے کے بعد اس لفافہ کو کھول کر پڑھنا اور اس میں جو ہدایات لکھی ہوئی ہیں ان پر عمل کرنا، جب خط کھول کر پڑھا تو اس میں یہ درج تھا کہ تم طائف اور مکہ کے درمیان مقام [illegible] میں ٹھہر کر قریش کے قافلوں پر نظر رکھو، اور صورت حال کی ہمیں برابر خبر دیتے رہو، یہ بڑا ہی خطرنا[illegible] چونکہ دشمنوں کے عین مرکز میں قیام کر کے جاسوسی کرنا گویا موت کے منہ میں جانا تھا، مگر یہ [illegible] مقام "نخلہ" پہنچ گئے، عجیب اتفاق کہ رجب کی آخری تاریخ کو یہ لوگ نخلہ میں پہنچے [illegible] دن کفار قریش کا ایک تجارتی قافلہ آیا جس میں عمرو بن الحضرمی اور عبداللہ بن مغیرہ کے دولڑکے عثمان ونوفل اور حکم بن کیسان وغیرہ تھے، اور اونٹوں پر کھجور اور دوسرا مالِ تجارت لدا ہوا تھا، امیر سریہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اگر ہم ان قافلہ والوں کو چھوڑ دیں تو یہ لوگ مکہ پہنچ کر ہم لوگوں کی یہاں موجودگی سے مکہ والوں کو باخبر کر دیں گے اور ہم لوگوں کو قتل یا گرفتار کرا دیں گے، اور اگر ہم ان لوگوں سے جنگ کریں تو آج رجب کی آخری تاریخ ہے لہٰذا اشہر حرام میں جنگ کرنے کا گناہ ہم پر لازم ہوگا، آخر یہی رائے قرار پائی کہ ان لوگوں سے جنگ کر کے اپنی جان کے خطرہ کو دفع کرنا چاہئے، چنانچہ حضرت واقد بن عبداللہ تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایسا تاک کر تیر مارا کہ وہ عمرو بن الحضرمی کو لگا اور وہ اسی تیر سے قتل ہو گیا، اور عثمان وحکم کو ان

۲......المواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی　باب غزوۃ العشیرۃ　۲/۲۳۲،۲۳۳　دار الکتب العلمیۃ بیروت

......الوفا، (مترجم)　ص:۲۰۴　حامد اینڈ کمپنی، لاہور

......سیرت ابن ہشام مع روض الانف　[illegible]　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

لوگوں نے گرفتار کرلیا، نوفل بھاگ نکلا، حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالی عنہ اونٹوں اوران پر لدے ہوئے مال واسباب کو مال غنیمت بنا کر مدینہ لوٹ آئے، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس مال غنیمت کا پانچواں حصہ پیش کیا۔(۱)

جو لوگ قتل یا گرفتار ہوئے وہ بہت ہی معزز خاندان کے لوگ تھے عمرو بن الحضرمی جو قتل ہوا عبداللہ حضرمی کا بیٹا تھا، عمرو بن الحضرمی پہلا کافر تھا جو مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا، جو لوگ گرفتار ہوئے یعنی عثمان اور حکم، ان میں سے عثمان تو مغیرہ کا پوتا تھا، جو قریش کا ایک بہت بڑا رئیس شمار کیا جاتا تھا، اور حکم بن کیسان عمرو مخزومی کا آزاد کردہ غلام تھا، اس بنا پر اس واقعہ نے تمام کفار قریش کو غیظ وغضب میں آگ بگولا بنا دیا، اور "خون کا بدلہ خون" لینے کا نعرہ، مکہ کے ہر کوچہ وبازار میں گونجنے لگا اور درحقیقت جنگِ بدر کا معرکہ اسی واقعہ کا ردِ عمل ہے، چنانچہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کا بیان ہے کہ جنگِ بدر اور تمام لڑائیاں جو کفار قریش سے ہوئیں ان سب کا بنیادی سبب عمرو بن الحضرمی کا قتل ہے جس کو حضرت واقد بن عبداللہ تمیمی رضی اللہ تعالی عنہ نے تیر مار کر قتل کر دیا تھا۔(۲)

جنگِ بدر

"بدر" مدینہ منورہ سے تقریباً اسی (۸۰) میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں کا نام ہے جہاں زمانہ جاہلیت میں سالانہ میلہ لگتا تھا، یہاں ایک کنواں بھی تھا، جس کے مالک نام کا "بدر" تھا، اسی کے نام پر اس جگہ کا نام "بدر" رکھ دیا گیا، اسی مقام پر جنگ بدر کا وہ عظیم معرکہ ہوا، جس میں کفار قریش اور مسلمانوں کے درمیان سخت خونریزی ہوئی، اور مسلمانوں کو وہ عظیم الشان فتح مبین نصیب ہوئی جس کے بعد اسلام کی عزت واقبال کا پرچم اتنا سربلند ہو گیا کہ کفار قریش کی عظمت وشوکت بالکل ہی خاک میں مل گئی اللہ تعالی نے جنگ بدر کے دن کا نام "یوم الفرقان" رکھا(۳) اور قرآن کی سورہ انفال میں تفصیل کے ساتھ اور دوسری سورتوں میں اجمالاً بار بار اس معرکہ کا ذکر فرمایا، اور اس جنگ میں مسلمانوں کی فتح مبین

۱..... المواہب اللدنیہ شرح زرقانی سریۃ امیر المؤمنین عبداللہ بن جحش ۲/۲۳۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت
..... سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۳/۱۱۱، ۱۰۷ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۲..... تاریخ الطبری ۲/۱۳۱ مکتبۃ الشاملۃ، بیروت
۳..... سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۳/۱۱۷ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
..... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی غزوۃ بدر الکبری ۲/۵۶، ۲۵۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت

کے بارے میں احسان جتاتے ہوئے خداوند عالم نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا کہ۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ☆(۱)

ترجمہ: اور یقیناً خداوند تعالیٰ نے تم لوگوں کی مدد فرمائی بدر میں جبکہ تم لوگ کمزور اور بے سروسامان تھے، تو تم لوگ اللہ سے ڈرتے رہو، تاکہ تم لوگ شکرگزار ہو جاؤ۔

جنگِ بدر کا سبب

جنگ بدر کا اصلی سبب تو جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں "عمرو بن الحضرمی" کے قتل سے کفار قریش میں پھیلا ہوا زبردست اشتعال تھا جس سے ہر کافر کی زبان پر یہی ایک نعرہ تھا کہ "خون کا بدلہ خون" لے کر رہیں گے۔

مگر بالکل ناگہاں یہ صورت پیش آ گئی کہ قریش کا وہ قافلہ جس کی تلاش میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام "ذی العشیرہ" تک تشریف لے گئے تھے مگر وہ قافلہ ہاتھ نہیں آیا تھا، بالکل اچانک مدینہ میں خبر ملی کہ اب وہی قافلہ ملک شام سے لوٹ کر مکہ جانے والا ہے اور یہ بھی پتہ چل گیا کہ اس قافلہ میں ابوسفیان بن حرب و مخرمہ بن نوفل و عمرو بن العاص وغیرہ کل تیس یا چالیس آدمی ہیں اور کفار قریش کا مال تجارت جو اس قافلہ میں ہے وہ بہت زیادہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کفار قریش کی ٹولیاں لوٹ مار کی نیت سے مدینہ کی اطراف میں برابر گشت لگاتی رہتی ہیں، اور "کرز بن جابر فہری" مدینہ کی چراگاہوں تک آ کر غارت گری اور ڈاکہ زنی کر گیا ہے، لہذا کیوں نہ ہم بھی کفار قریش کے اس قافلہ پر حملہ کر کے اس کو لوٹ لیں تاکہ کفار قریش کی شامی تجارت بند ہو جائے، اور وہ مجبور ہو کر ہم سے صلح کر لیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی سن کر انصار و مہاجرین اس کے لئے تیار ہو گئے۔

مدینہ سے روانگی

چنانچہ 12 رمضان المبارک ۲ھ کو بڑی عجلت کے ساتھ لوگ چل پڑے، جو جس حال میں تھا اسی حال میں روانہ ہو گیا، اس لشکر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ نہ زیادہ ہتھیار تھے نہ فوجی راشن کی کوئی بڑی مقدار تھی، کیونکہ کسی کو گمان بھی نہ تھا کہ اس سفر میں کوئی بڑی جنگ ہوگی۔

۱.....القرآن الکریم، پارہ۴، سورہ آل عمران، آیت۱۲۳

مگر جب مکہ میں یہ خبر پھیلی کہ مسلمان مسلح ہو کر قریش کا قافلہ لوٹنے کے لئے مدینہ سے چل پڑے ہیں تو مکہ میں ایک جوش پھیل گیا، اور ایک دم کفار قریش کی فوج کا دل بادل مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو گیا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے صحابہ کرام کو جمع فرما کر صورت حال سے آگاہ فرمایا اور صاف صاف فرما دیا کہ ممکن ہے کہ اس سفر میں کفار قریش کے قافلہ سے ملاقات ہو جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کفار مکہ کے لشکر سے جنگ کی نوبت آجائے، ارشاد گرامی سن کر حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق اور دوسرے مہاجرین نے بڑے جوش و خروش کا اظہار کیا، مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار کا منہ دیکھ رہے تھے کیونکہ انصار نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کرتے وقت اس بات کا عہد کیا تھا کہ وہ اس وقت تلوار اٹھائیں گے جب کفار مدینہ پر چڑھ آئیں گے، اور یہاں مدینہ سے باہر نکل کر جنگ کرنے کا معاملہ تھا۔(۱)

انصار میں سے قبیلہء خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہء انور دیکھ کر بول اٹھے یا رسول اللہ! کیا آپ کا اشارہ ہماری طرف ہے؟ خدا کی قسم! ہم وہ جان نثار ہیں کہ اگر آپ کا حکم ہو تو ہم سمندر میں کود پڑیں اسی طرح انصار کے ایک اور معزز سردار حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جوش میں آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کیطرح یہ نہ کہیں گے کہ آپ اور آپ کا خدا جا کر لڑیں، بلکہ ہم لوگ آپکے دائیں سے، بائیں سے، آگے سے، پیچھے سے لڑیں گے، انصار کے ان دونوں سرداروں کی تقریر سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔(۲)

مدینہ سے ایک میل دور چل کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لشکر کا جائزہ لیا جو لوگ کم عمر تھے ان کو واپس کر دینے کا حکم دیا، کیونکہ جنگ کے پرخطر موقع پر بھلا بچوں کا کیا کام؟

۱......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب دوم　۸۱،۸۳/۲　نوریہ رضویہ، پبلشنگ کمپنی لاہور

۲......صحیح بخاری　کتاب المغازی　باب قول اللہ مختصرا　۵۶۴/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی

......مسند امام احمد　مسند المکثرین من الصحابۃ　رقم الحدیث: ۳۵۱۵

......شرح الزرقانی مع مواہب اللدنیہ　باب غزوۃ بدر الکبریٰ　۲۶۵،۶۷/۲　دار الکتب العلمیۃ بیروت

......الوفاء (مترجم)　ص: ۷۰۵،۰۶　حامد اینڈ کمپنی، لاہور

......سیرت ابن ہشام مع روض الانف　۱۲۹،۳۰/۳　ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

ننھا سپاہی

مگر انہی بچوں میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے بھائی حضرت عمیر بن ابی وقاص بھی تھے جب ان سے واپس ہونے کو کہا گیا تو وہ مچل گئے، اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور کسی طرح واپس ہونے پر تیار نہ ہوئے، ان کی بے قراری اور گریہ وزاری دیکھ کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب نازک متاثر ہوگیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو ساتھ چلنے کی اجازت دے دی، چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ننھے سپاہی کے گلے میں بھی ایک تلوار حمائل کر دی مدینہ روانہ ہونے کے وقت نمازوں کے لئے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے مسجد نبوی کا امام مقرر فرمادیا تھا، لیکن جب آپ مقام ''روحا'' میں پہنچے تو منافقین اور یہودیوں کی طرف سے کچھ خطرہ محسوس فرمایا، اس لئے آپ نے حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ کا حاکم مقرر فرما کر ان کو مدینہ واپس جانے کا حکم دیا، اور حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ کے چڑھائی والے گاؤں پر نگرانی رکھنے کا حکم صادر فرمایا۔

ان انتظامات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''بدر'' کی جانب چل پڑے جدھر سے کفار مکہ کے آنے کی خبر تھی، اب کل فوج کی تعداد تین سو تیرہ تھی، جن میں ساٹھ مہاجر اور باقی انصار تھے منزل بہ منزل سفر فرماتے ہوئے جب آپ مقام ''صفرا'' میں پہنچے تو دو آدمیوں کو جاسوسی کے لئے روانہ فرمایا، تاکہ وہ قافلہ کا پتہ چلائیں کہ وہ کدھر ہے؟ اور کہاں تک پہنچا ہے؟۔(۱)

ابوسفیان کی چالاکی

ادھر کفار قریش کے جاسوس بھی اپنا کام بہت مستعدی سے کر رہے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے روانہ ہوئے تو ابوسفیان کو اسکی خبر مل گئی، اس نے فوراً ہی ''ضمضم بن عمرو غفاری'' کو مکہ بھیجا کہ وہ قریش کو اس کی خبر کر دے تاکہ وہ اپنے قافلہ کی حفاظت کا انتظام کریں اور خود راستہ بدل کر قافلہ کو سمندر کی جانب لے کر روانہ ہوگیا، ابوسفیان کا قاصد ضمضم بن عمرو غفاری جب مکہ پہنچا، تو اس وقت کے دستور کے مطابق کہ جب کوئی خوفناک خبر سنانی ہوتی تو خبر سنانے والا اپنے کپڑے پھاڑ کر، اور اونٹ کی

۱......المغازی للواقدی　باب بدر القتال　۲۱/۱

......شرح الزرقانی مع مواہب اللدنیہ　باب غزوۃ بدر الکبری　۳۲۶/۲　دار الکتب العلمیہ بیروت

پیٹھ پر کھڑا ہوا کر چلا چلا کر خبر سنایا کرتا تھا، ضمضم بن عمرو غفاری نے اپنا کرتا پھاڑ ڈالا اور اونٹ کی پیٹھ پر کھڑا ہو کر زور زور سے چلانے لگا کہ اے اہل مکہ! تمہارا سارا سامان تجارت ابوسفیان کے قافلہ میں ہے اور مسلمانوں نے اس قافلہ کا راستہ روک کر قافلہ کو لوٹ لینے کا عزم کر لیا ہے، لہٰذا جلدی کرو، اور بہت جلد اپنے اس قافلہ کو بچانے کے لئے ہتھیار لے کر دوڑ پڑو۔(۱)

کفارِ قریش کا جوش

جب مکہ میں یہ خوفناک خبر پہنچی تو اس قدر ہل چل مچ گئی کہ مکہ کا سارا امن و سکون غارت ہو گیا، تمام قبائل قریش اپنے گھروں سے نکل پڑے سرداران مکہ میں سے صرف ابولہب اپنی بیماری کی وجہ سے نہیں نکلا، اس کے سوا تمام رؤساء قریش پوری طرح مسلح ہو کر نکل پڑے، اور چونکہ مقام نخلہ کا واقعہ بالکل ہی تازہ تھا، جس میں عمرو بن الحضرمی مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اور اس کے قافلہ کو مسلمانوں نے لوٹ لیا تھا، اس لئے کفارِ قریش جوش انتقام میں آپے سے باہر ہو رہے تھے، ایک ہزار کا لشکر جرار جس کا ہر سپاہی پوری طرح مسلح، دوہرے ہتھیار، فوج کی خوراک کا یہ انتظام تھا کہ قریش کے مالدار لوگ یعنی عباس بن عبدالمطلب، عتبہ بن ربیعہ، حارث بن عامر نضر بن الحارث، ابوجہل، امیہ وغیرہ باری باری سے روزانہ دس دس اونٹ ذبح کرتے تھے اور پورے لشکر کو کھلاتے تھے، عتبہ بن ربیعہ جو قریش کا سب سے بڑا رئیس اعظم تھا اس پورے لشکر کا سپہ سالار تھا۔

ابوسفیان بچ کر نکل گیا

ابوسفیان جب عام راستہ سے مڑ کر ساحلِ سمندر کے راستہ پر چل پڑا، اور خطرہ کے مقامات سے بہت دور پہنچ گیا، اور اس کو اپنی حفاظت کا پورا پورا اطمینان ہو گیا تو اس نے قریش کو ایک تیز رفتار قاصد کے ذریعہ خط بھیج دیا کہ تم لوگ اپنے مال اور آدمیوں کو بچانے کے لئے اپنے گھروں سے ہتھیار لے کر نکل پڑے تھے اب تم لوگ اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاؤ کیونکہ ہم لوگ مسلمانوں کی یلغار اور لوٹ مار سے بچ گئے ہیں اور جان و مال کی سلامتی کے ساتھ ہم مکہ پہنچ رہے ہیں۔

۱......المواهب اللدنية مع شرح الزرقانی　باب غزوة بدر الكبرىٰ　۲۶۳/۲　دار الکتب العلمیة بیروت
......مدارج النبوة　قسم سوم　باب دوم　۸۲/۲　نوریہ رضویہ، پبلشنگ کمپنی لاہور
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف　۱۲/۳　ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

کفار میں اختلاف

ابوسفیان کا یہ خط کفار مکہ کو اس وقت ملا، جب وہ مقام "جحفہ" میں تھے، خط پڑھ کر قبیلہ بنوزہرہ اور قبیلہ بنوعدی کے سرداروں نے کہا کہ اب مسلمانوں سے لڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لہٰذا ہم لوگوں کو واپس لوٹ جانا چاہیے، یہ سن کر ابوجہل بگڑ گیا، اور کہنے لگا، کہ ہم خدا کی قسم اسی شان کے ساتھ بدر تک جائیں گے، وہاں اونٹ ذبح کریں گے، خوب کھائیں گے، کھلائیں گے، شراب پئیں گے، ناچ رنگ کی محفلیں جمائیں گے، تا کہ تمام قبائل عرب پر ہماری عظمت اور شوکت کا سکہ بیٹھ جائے، اور وہ ہمیشہ ہم سے ڈرتے رہیں، کفار قریش نے ابوجہل کی رائے پر عمل کیا، لیکن بنوزہرہ اور بنوعدی کے دونوں قبائل واپس لوٹ گئے، ان دونوں قبیلوں کے سوا باقی کفار قریش کے تمام قبائل جنگ بدر میں شامل ہوئے۔(۱)

کفارِ قریش بدر میں

کفار قریش چونکہ مسلمانوں سے پہلے بدر میں پہنچ گئے، تھے اس لئے مناسب جگہوں پر ان لوگوں نے اپنا قبضہ جمالیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بدر کے قریب پہنچے تو شام کے وقت حضرت علی المرتضیٰ، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ کو بدر کی طرف بھیجا، تا کہ یہ لوگ کفار قریش کے بارے میں خبر لائیں ان حضرات نے قریش کے دو غلاموں کو پکڑ لیا، جو لشکر کفار کے لئے پانی بھرنے پر مقرر تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں غلاموں سے دریافت فرمایا، کہ بتاؤ اس قریشی فوج میں قریش کے سرداروں میں سے کون کون ہے؟ تو دونوں غلاموں نے بتایا کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالبختری، حکیم بن حزام، نوفل بن خویلد، حارث بن عامر، نضر بن الحارث، زمعہ بن الاسود، ابوجہل بن ہشام، امیہ بن خلف، سہل بن عمرو، عمرو بن عبدود، عباس بن عبدالمطلب وغیرہ سب اس لشکر میں موجود ہیں، یہ فہرست سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ مسلمانو! سن لو، مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو تمہاری طرف ڈال دیا ہے۔(۲)

۱.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۳/۷۶،۷۵ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
.....مدارج النبوۃ قسم سوم باب دوم ۲/۸۵،۸۴ نوریہ رضویہ، پبلشنگ کمپنی لاہور
۲.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۳/۷۶،۷۵ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
.....صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب غزوۃ البدر الکبریٰ ۲/۱۰۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

تاجدار دوعالم بدر کے میدان میں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بدر میں نزول فرمایا تو ایسی جگہ پڑاؤ ڈالا کہ جہاں نہ کوئی کنواں تھا، نہ کوئی چشمہ، اور وہاں کی زمین اتنی ریتلی تھی کہ گھوڑوں کے پاؤں زمین میں دھنستے تھے، یہ دیکھ کر حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ نے پڑاؤ کے لئے جس جگہ کو منتخب فرمایا ہے یہ وحی کی رو سے ہے یا فوجی تدبیر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بارے میں کوئی وحی نہیں اتری ہے، حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ پھر میری رائے میں جنگی تدابیر کی رو سے بہتر یہ ہے کہ ہم کچھ آگے بڑھ کر پانی کے چشموں پر قبضہ کرلیں تاکہ کفار جن کنوؤں پر قابض ہیں وہ بیکار ہو جائیں۔ کیونکہ انہی چشموں سے ان کے کنوؤں میں پانی جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی رائے کو پسند فرمایا، اور اسی پر عمل کیا گیا، خدا کی شان کہ بارش بھی ہوگئی، جس سے میدان کی گرد اور ریت جم گئی جس پر مسلمانوں کے لئے چلنا پھرنا آسان ہوگیا، اور کفار کی زمین پر کیچڑ ہوگئی جس سے ان کو چلنے پھرنے میں دشواری ہوگئی، اور مسلمانوں نے بارش کا پانی روک کر جابجا حوض بنالئے تاکہ یہ پانی غسل اور وضو کے کام آئے، اسی احسان کو خداوند عالم نے قرآن میں اس طرح بیان فرمایا کہ،

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ (سورۃ الانفال - پارہ:۹، آیت : ۱۱)

ترجمہ: اور خدانے آسمان سے پانی برسادیا تاکہ وہ تم لوگوں کو پاک کرے۔ (۱)

سرور کائنات کی شب بیداری

17 رمضان المبارک ۲ھ جمعہ کی رات تھی تمام فوج تو آرام وچین کی نیند سو رہی تھی مگر ایک سرور کائنات کی ذات تھی جو ساری رات خداوند عالم سے لولگائے دعا میں مصروف تھی، صبح نمودار ہوئی، تو آپ نے لوگوں کو نماز کے لئے بیدار فرمایا، پھر نماز کے بعد قرآن کی آیات جہاد سنا کر ایسا لرزہ خیز اور ولولہ انگیز وعظ فرمایا کہ مجاہدین اسلام کی رگوں کے خون کا قطرہ قطرہ جوش وخروش کا سمندر بن کر طوفانی موجیں مارنے لگا، اور لوگ میدان جنگ کے لئے تیار ہونے لگے۔

۱...... سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۳/۳۸، ۱۲۷ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

...... شرح الزرقانی مع مواہب اللدنیہ باب غزوۃ بدر الکبری ۲/۲۷۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت

کون کب؟ اور کہاں مرے گا؟

رات ہی میں چند جان نثاروں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میدان جنگ کا معاینہ فرمایا ،اس وقت دست مبارک میں ایک چھڑی تھی، آپ اسی چھڑی سے زمین پر لکیر بناتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے، کہ یہ فلاں کافر کے قتل ہونے کی جگہ ہے اور کل یہاں فلاں کافر کی لاش پڑی ہوئی ملے گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ نے جس جگہ جس کافر کی قتل گاہ بتائی تھی اس کافر کی لاش ٹھیک اسی جگہ پائی گئی، ان میں سے کسی ایک نے لکیر سے بال برابر بھی تجاوز نہیں کیا۔(۱)

اس حدیث سے صاف اور صریح طور پر یہ مسئلہ ثابت ہو جاتا ہے کہ کون کب؟ اور کہاں مرے گا؟ ان دونوں غیب کی باتوں کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا تھا۔

لڑائی ٹلتے ٹلتے پھر ٹھن گئی

کفار قریش لڑنے کے لئے بے تاب تھے مگر ان لوگوں میں کچھ سلجھے دل و دماغ کے لوگ بھی تھے جو خون ریزی کو پسند نہیں کرتے تھے، چنانچہ حکیم بن حزام جو بعد میں مسلمان ہو گئے بہت ہی سنجیدہ اور نرم خو تھے، انہوں نے اپنے لشکر کے سپہ سالار عتبہ بن ربیعہ سے کہا کہ آخر اس خون ریزی سے کیا فائدہ؟ میں آپ کو ایک نہایت ہی مخلصانہ مشورہ دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ قریش کا جو کچھ مطالبہ ہے وہ عمرو بن الحضرمی کا خون ہے اور وہ آپ کا حلیف ہے آپ اس کا خون بہا ادا کر دیجئے، اس طرح یہ لڑائی ٹل جائے گی، اور آج کا دن آپ کی تاریخ زندگی میں آپ کی نیک نامی کی یادگار بن جائے گا، کہ آپ کے تدبر سے ایک بہت ہی خوفناک اور خونریز لڑائی ٹل گئی، عتبہ بذات خود بہت ہی مدبر اور نیک نفس آدمی تھا اس نے بخوشی اس مخلصانہ مشورہ کو قبول کر لیا، مگر اس معاملہ میں ابو جہل کی منظوری بھی ضروری تھی، چنانچہ حکیم بن حزام جب عتبہ بن ربیعہ کا یہ پیغام لے کر ابو جہل کے پاس گئے تو ابو جہل کی رگ جہالت بھڑک اٹھی، اور اس نے ایک خون کھولا دینے والا طعنہ مارا، اور کہا کہ ہاں، ہاں! میں خوب سمجھتا ہوں کہ عتبہ کی ہمت نے جواب دے دیا، چونکہ اس کا بیٹا حذیفہ مسلمان ہو کر اسلامی لشکر کے ساتھ آیا ہے، اسلئے وہ جنگ سے جی

۱.....صحیح مسلم　کتاب الجہاد والسیر　باب غزوۃ البدر الکبریٰ　۱۰۲/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
.....سنن ابی داؤد　کتاب الجہاد　رقم الحدیث: ۲۳۰۶
.....مسند امام احمد　باقی مسند المکثرین　رقم الحدیث: ۱۳۲۰۷

چراتا ہے تاکہ اس کے بیٹے پر آنچ نہ آئے۔

پھر ابو جہل نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ عمرو بن الحضرمی مقتول کے بھائی عامر بن الحضرمی کو بلا کر کہا کہ دیکھو، تمہارے مقتول بھائی عمرو بن الحضرمی کے خون کا بدلہ لینے کی ساری اسکیم تہس نہس ہوئی جارہی ہے، کیونکہ ہمارے لشکر کا سپہ سالار عتبہ بزدلی ظاہر کررہا ہے، یہ سنتے ہی عامر بن الحضرمی نے عرب کے دستور کے مطابق اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور اپنے سر پر دھول ڈالتے ہوئے "وَاعُمْرَاہُ وَاعُمْرَاہُ" کا نعرہ مارنا شروع کردیا، اس کاروائی نے کفار قریش کی تمام فوج میں آگ لگادی، اور سارا لشکر خون کا بدلہ خون کے نعروں سے گونجنے لگا اور ہر سپاہی جوش میں آپے سے باہر ہوکر جنگ کے لئے بے تاب و بے قرار ہوگیا، عتبہ نے جب ابو جہل کا طعنہ سنا تو وہ بھی غصہ میں بھر گیا اور کہا کہ ابو جہل سے کہہ دو کہ میدان جنگ بتائے گا کہ بزدل کون ہے؟ یہ کہہ کر لوہے کی ٹوپی طلب کی مگر اس کا سر اتنا بڑا تھا کہ کوئی ٹوپی اس کے سر پر ٹھیک نہیں بیٹھی، تو مجبوراً اس نے اپنے سر پر کپڑا لپیٹا اور ہتھیار پہن کر جنگ کیلئے تیار ہوگیا۔(۱)

مجاہدین کی صف آرائی

17 رمضان المبارک ۲ھ جمعہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجاہدین اسلام کو صف بندی کا حکم دیا، دستِ مبارک میں ایک چھڑی تھی اس کے اشارہ سے آپ صفیں درست فرمارہے تھے، کہ کوئی شخص آگے پیچھے نہ رہنے پائے اور یہ بھی حکم فرمادیا کہ بجز ذکر الٰہی کے کوئی شخص کسی قسم کا کوئی شور وغل نہ مچائے، عین ایسے وقت میں کہ جنگ کا نقارہ بجنے والا ہی ہے، دو ایسے واقعات درپیش ہوگئے جو نہایت ہی عبرت خیز اور بہت زیادہ نصیحت آموز ہیں۔

شکم مبارک کا بوسہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چھڑی کے اشارے سے صفیں سیدھی فرمارہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ حضرت سواد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیٹ صف سے کچھ آگے نکلا ہوا تھا، آپ نے اپنی چھڑی سے انکے پیٹ پر ایک کونچا دے کر فرمایا کہ "اِسْتَوِیَا سَوَادُ" (اے سواد سیدھے کھڑے ہوجاؤ) حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ! آپ نے میرے شکم پر چھڑی ماری ہے مجھے آپ سے اس کا قصاص (بدلہ) لینا ہے، یہ سن کر آپ نے اپنا پیراہن شریف اٹھا کر فرمایا کہ اے

۱......سیرت ابن ہشام مع روض الانف　۳/۳۸، ۱۳۷　ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

سواد! لو میرا شکم حاضر ہے تم اس پر چھڑی مار کر مجھ سے اپنا قصاص لے لو، حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوڑ کر آپ کے شکم مبارک کو چوم لیا، اور پھر نہایت ہی والہانہ انداز میں انتہائی گرم جوشی کیساتھ آپ کے جسم اقدس سے لپٹ گئے، آپ نے ارشاد فرمایا، کہ اے سواد! تم نے ایسا کیوں کیا؟ عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں اس وقت جنگ کی صف میں اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر کھڑا ہوں، شاید موت کا وقت آ گیا ہو، اس وقت میرے دل میں اس تمنا نے جوش مارا کہ کاش مرتے وقت میرا بدن آپ کے جسم اطہر سے چھو جائے، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس جذبہ محبت کی قدر فرماتے ہوئے ان کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی، اور حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربار رسالت میں معذرت کرتے ہوئے اپنا قصاص معاف کر دیا، اور تمام صحابہ کرام حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس عاشقانہ ادا کو حیرت سے دیکھتے ہوئے ان کا منہ تکتے رہ گئے۔(۱)

عہد کی پابندی

اتفاق سے حضرت حذیفہ بن الیمان اور حضرت ابو حسیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ دونوں صحابی کہیں سے آرہے تھے، راستہ میں کفار نے ان دونوں کو روکا کہ تم دونوں بدر کے میدان میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرنے کے لئے جا رہے ہو، ان دونوں نے انکار کیا، اور جنگ میں شریک نہ ہونے کا عہد کیا، چنانچہ کفار نے ان دونوں کو چھوڑ دیا، جب یہ دونوں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور اپنا واقعہ بیان کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو لڑائی کی صفوں سے الگ کر دیا، اور ارشاد فرمایا کہ ہم ہر حال میں عہد کی پابندی کریں گے ہم کو صرف خدا کی مدد درکار ہے۔(۲)

ناظرین کرام! غور کیجئے دنیا جانتی ہے کہ جنگ کے موقع پر خصوصاً ایسی صورت حال میں جب کہ دشمنوں کے عظیم الشان لشکر کا مقابلہ ہو، ایک ایک سپاہی کتنا قیمتی ہوتا ہے؟ مگر تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کمزور فوج کو دو بہادر اور جانباز مجاہدوں سے محروم رکھنا پسند فرمایا، مگر کوئی مسلمان کسی کافر سے بھی بدعہدی اور وعدہ خلافی کرے اس کو گوارا نہیں فرمایا۔

اللہ اکبر! اے اقوام عالم کے بادشاہو! اللہ مجھے بتاؤ کہ کیا تمہاری تاریخ زندگی کے بڑے بڑے

۱......سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۱۴۲،۴۳/۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

......صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب الوفاء بالعہد ۱۰۶/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

......مسند امام احمد باقی مسند الانصار رقم الحدیث ۲۲۲۶۵

دفتروں میں کوئی ایسا چمکتا ہوا ورق بھی ہے؟ اے چاند و سورج کی دور بین نگاہو! تم خدا کے لئے بتاؤ؟ کیا تمہاری آنکھوں نے کبھی کبھی صفحۂ ہستی پر پابندیٔ عہد کی کوئی ایسی مثال دیکھی ہے؟ خدا کی قسم! مجھے یقین ہے کہ تم اس کے جواب میں ''نہیں'' کے سوا کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔

دونوں لشکر آمنے سامنے

اب وہ وقت ہے کہ میدان بدر میں حق و باطل کی دونوں صفیں ایک دوسرے کے سامنے کھڑی ہیں، قرآن مجید اعلان کررہا ہے کہ۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَاط فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَاُخْرىٰ كَافِرَةٌ (آل عمران)

ترجمہ: جو لوگ باہم لڑے ان میں تمہارے لئے عبرت کا نشان ہے ایک خدا کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا منکرِ خدا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجاہدین اسلام کی صف بندی سے فارغ ہو کر مجاہدین کی قرارداد کے مطابق اپنے اس چھپر میں تشریف لے گئے جس کو صحابہ کرام نے آپ کی نشست کے لئے بنا رکھا تھا، اب اس چھپر کی حفاظت کا سوال بے حد اہم تھا کیونکہ کفار قریش کے حملوں کا اصل نشانہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ذات تھی کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی کہ اس چھپر کا پہرہ دے لیکن اس موقع پر بھی آپ کے یارِ غار حضرت صدیق باوقار ہی کی قسمت میں یہ سعادت لکھی تھی کہ وہ ننگی تلوار لے کر اس جھونپڑی کے پاس ڈٹے رہے اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی چند انصاریوں کے ساتھ اس چھپر کے گرد پہرہ دیتے رہے۔(۱)

دعاء نبوی

حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نازک گھڑی میں جناب باری تعالیٰ سے لو لگائے گریہ وزاری کے ساتھ کھڑے ہو کر ہاتھ پھیلائے یہ دعا مانگ رہے تھے کہ: ''خداوندا! تو نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے، آج اسے پورا فرما دے''۔

۱.....شرح زرقانی علی المواہب ۴۱۸/۱ دارالکتب العلمیۃ بیروت

آپ پر اس قدر رقت اور محویت طاری تھی کہ جوشِ گریہ میں چادر مبارک دوشِ انور سے گر گر پڑتی تھی، مگر آپ کو خبر نہیں ہوتی تھی کبھی آپ سجدہ میں سر رکھ کر اس طرح دعا مانگتے کہ۔

"الٰہی! اگر یہ چند نفوس ہلاک ہو گئے تو پھر قیامت تک روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والے نہ رہیں گے"۔(۱)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے یار غار تھے، آپ کو اس طرح بے قرار دیکھ ان کے دل کا سکون و قرار جاتا رہا، اور ان پر رقت طاری ہو گئی، اور انہوں نے چادر مبارک کو اٹھا کر آپ کے مقدس کندھے پر ڈال دی، اور آپ کا دستِ مبارک تھام کر بھرائی ہوئی آواز میں بڑے ادب کے ساتھ عرض کیا کہ حضور! اب بس کیجئے، خدا ضرور اپنا وعدہ پورا فرمائے گا۔

اپنے یار غار صدیق جانثار کی بات مان کر آپ نے دعا ختم کر دی، اور آپ کی زبان مبارک پر اس آیت کا ورد جاری ہو گیا کہ۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ☆(۲)

عنقریب (کفار کی) فوج کو شکست دے دی جائے گی، اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

آپ اس آیت کو بار بار پڑھتے رہے، جس میں فتح مبین کی بشارت کیطرف اشارہ تھا۔

لڑائی کس طرح شروع ہوئی

جنگ کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ سب سے پہلے عامر بن الحضرمی جو اپنے مقتول بھائی عمرو بن الحضرمی کے خون کا بدلہ لینے کے لئے بے قرار تھا جنگ کے لئے آگے بڑھا اس کے مقابلہ کے لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام حضرت مجع رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان میں نکلے اور لڑتے ہوئے شہادت سے سرفراز ہو گئے، پھر حضرت حارثہ بن سراقہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حوض سے پانی پی رہے تھے کہ ناگہاں ان کو کفار کا ایک تیر لگا اور وہ شہید ہو گئے۔(۳)

۱.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف　　۱۴۷/۳　　ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
.....شرح زرقانی علی المواہب　　باب غزوۃ البدر الکبریٰ　　۱۷۸، ۷۹/۲　　دار الکتب العلمیۃ بیروت
.....دلائل النبوۃ لابی نعیم　　ص: ۴۳۴　　ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
۲.....القرآن الکریم　　پارہ: ۲۸　　سورۃ القمر　　آیت: ۴۵
۳.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف　　۱۵۰، ۵۱/۳　　ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

حضرت عُمیر کا شوق شہادت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب جوش جہاد کا وعظ فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! اس جنت کیطرف بڑھے چلو جس کی چوڑائی آسمان وزمین کے برابر ہے تو حضرت عمیر بن الحمام انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بول اٹھے کہ یارسول اللہ! کیا جنت کی چوڑائی زمین وآسمان کے برابر ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ہاں، یہ سن کر حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا واہ۔ واہ'' آپ نے دریافت فرمایا کہ کیوں اے عمیر! تم نے ''واہ، واہ'' کس لئے کہا؟ عرض کیا یارسول اللہ! فقط اس امید پر کہ میں بھی جنت میں داخل ہو جاؤں، آپ نے خوشخبری سناتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے عمیر! تو بے شک جنتی ہے حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت کھجوریں کھا رہے تھے یہ بشارت سنی تو مارے خوشی کے کھجوریں پھینک کر کھڑے ہو گئے، اور ایک دم کفار کے لشکر پر تلوار لے کر ٹوٹ پڑے اور جان بازی کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔(۱)

کفار کا سپہ سالار مارا گیا

کفار کا سپہ سالار عتبہ بن ربیعہ اپنے سینہ پر شتر مرغ کا پر لگائے ہوئے اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کو ساتھ لے کر غصہ میں بھرا ہوا اپنی صف سے نکل کر مقابلہ کی دعوت دینے لگا، اسلامی صفوں میں سے حضرت عوف وحضرت معاذ وعبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مقابلہ کو نکلے، عتبہ نے ان لوگوں کا نام ونسب پوچھا، جب معلوم ہوا کہ یہ لوگ انصاری ہیں تو عتبہ نے کہا کہ ہم کو تم لوگوں سے کوئی غرض نہیں پھر عتبہ نے چلا کر کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ لوگ ہمارے جوڑ کے نہیں ہیں، اشراف قریش کو ہم سے لڑنے کے لئے میدان میں بھیجئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ وحضرت علی وحضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دیا کہ آپ لوگ ان تینوں کے مقابلہ کے لئے نکلیں، چنانچہ یہ تینوں بہادران اسلام میدان میں نکلے، چونکہ یہ تینوں حضرات سر پر خود پہنے ہوئے تھے، جس سے ان کے چہرے چھپ گئے تھے، اسلئے عتبہ نے ان حضرات کو نہیں پہچانا، اور پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ جب ان تینوں نے اپنے اپنے نام ونسب بتائے تو عتبہ نے کہا کہ ہاں اب ہمارا جوڑ ہے، جب ان لوگوں

۱.....صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید ۱۳۹/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....مسند امام احمد باقی مسند المکثرین رقم الحدیث: ۱۱۹۴۹

میں جنگ شروع ہوئی، تو حضرت حمزہ و حضرت علی و حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے ایمانی شجاعت کا ایسا مظاہرہ کیا، کہ بدر کی زمین دہل گئی، اور کفار کے دل تھرا گئے، اور ان کی جنگ کا انجام یہ ہوا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عتبہ کا مقابلہ کیا، دونوں انتہائی بہادری کے ساتھ لڑتے رہے، مگر آخرکار حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تلوار کے وار سے مار مار کر عتبہ کو زمین پر ڈھیر کردیا، ولید نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کی، دونوں نے ایک دوسرے پر بڑھ بڑھ کر قاتلانہ حملہ کیا، اور خوب لڑے لیکن اسد اللہ الغالب کی ذوالفقار نے ولید کو مار گرایا اور وہ ذلت کے ساتھ قتل ہو گیا مگر عتبہ کے بھائی شیبہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس طرح زخمی کردیا کہ وہ زخموں کی تاب نہ لا کر زمین پر بیٹھ گئے یہ منظر دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھپٹے اور آگے بڑھ کر شیبہ کو قتل کردیا، اور حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے کاندھے پر اٹھا کر بارگاہِ رسالت میں لائے، ان کی پنڈلی ٹوٹ کر چور چور ہو گئی تھی اور نلی کا گودا بہہ رہا تھا، اس حالت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا میں شہادت سے محروم رہا، ارشاد فرمایا کہ نہیں، ہرگز نہیں بلکہ تم شہادت سرفراز ہو گئے، حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ! اگر آج میرے اور آپ کے چچا ابو طالب زندہ ہوتے تو وہ مان لیتے کہ ان کے اس شعر کا مصداق میں ہوں کہ۔

وَنُسْلِمُهُ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهُ
وَنَذْهَلُ عَنْ اَبْنَاءِنَا وَالْحَلَائِلِ

یعنی ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت دشمنوں کے حوالہ کریں گے جب ہم ان کے گرد لڑ لڑ کر پچھاڑ دیے جائیں گے اور ہم اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھول جائیں گے۔(۱)

حضرت زبیر کی تاریخی برچھی

اس کے بعد سعید بن العاص کا بیٹا "عبید" سر سے پاؤں تک لوہے کے لباس اور ہتھیاروں سے چھپا ہوا، صف سے باہر نکلا، اور یہ کہہ کر اسلامی لشکر کو للکارنے لگا کہ "میں ابو کرش ہوں" اس کی یہ مغرورانہ للکار سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوش

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب غزوۃ بدر الکبریٰ　۲/۲۷۶، ۲۷۳　دار الکتب العلمیہ بیروت
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف　۱۴۳، ۴۴/۳　ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
......الوفاء (مترجم)　۲۷...　حامد اینڈ کمپنی، لاہور

میں بھرے ہوئے اپنی برچھی لے کر مقابلہ کے لئے نکلے مگر یہ دیکھا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے سوا اس کے بدن کا کوئی حصہ بھی ایسا نہیں ہے کہ لوہے سے چھپا ہوا نہ ہو، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاک کر اس کی آنکھ میں اس زور سے برچھی ماری کہ وہ زمین پر گرا اور مر گیا، برچھی اس کی آنکھ کو چھیدتی ہوئی کھوپڑی کی ہڈی میں چبھ گئی تھی، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس کی لاش پر پاؤں رکھ کر پوری طاقت سے کھینچا تو بڑی مشکل سے برچھی نکلی لیکن اس کا سر مڑ کر خم ہو گیا، یہ برچھی ایک تاریخی یادگار بن کر برسوں تبرک بنی رہی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ برچھی طلب فرمالی، اور اس کو ہمیشہ اپنے پاس رکھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد چاروں خلفاء راشدین کے پاس منتقل ہوتی رہی، پھر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آئی یہاں تک کہ ۷۳ھ میں جب بنوامیہ کے ظالم گورنر حجاج بن یوسف ثقفی نے ان کو شہید کر دیا تو یہ برچھی بنوامیہ کے قبضہ میں چلی گئی، پھر اس کے بعد لاپتہ ہو گئی۔(۱)

ابوجہل ذلت کے ساتھ مارا گیا

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں صف میں کھڑا تھا، اور میرے دائیں بائیں دو نوعمر لڑکے کھڑے تھے، ایک نے چپکے سے پوچھا کہ چچا جان! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے اس سے کہا کہ کیوں بھتیجے؟ تم کو ابوجہل سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا کہ چچا جان! میں نے خدا سے یہ عہد کیا ہے کہ میں ابوجہل کو جہاں دیکھ لوں گا، یا تو اس کو قتل کر دوں گا، یا خود لڑتا ہوا مارا جاؤں گا کیونکہ وہ اللہ کے رسول کا بہت ہی بڑا دشمن ہے، حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں حیرت سے اس نوجوان کا منہ تاک رہا تھا کہ دوسرے نوجوان نے مجھ سے بھی کہا اتنے میں ابوجہل تلوار گھماتا ہوا سامنے آ گیا۔ اور میں نے اشارہ سے بتایا کہ ابوجہل یہی ہے بس پھر کیا تھا، یہ دونوں لڑکے تلواریں لے کر اس پر اسطرح جھپٹے جس طرح باز اپنے شکار پر جھپٹتا ہے دونوں نے اپنی تلواروں سے مار مار کر ابوجہل کو زمین پر ڈھیر کر دیا، یہ دونوں لڑکے حضرت معوذ اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے جو "عفراء" کے بیٹے تھے ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے اپنے باپ کے قاتل حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کر دیا اور پیچھے سے ان کی بائیں شانہ پر تلوار ماری جس سے ان کا بازو کٹ گیا لیکن تھوڑا سا چمڑہ باقی رہ گیا، اور ہاتھ لٹکنے لگا،

۱۔۔۔۔صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب شہود الملائکۃ بدرا، ۲/۵۷۰، قدیمی کتب خانہ کراچی

حضرت معاذ نے عکرمہ کا پیچھا کیا، اور دور تک دوڑایا مگر عکرمہ بھاگ کر بچ نکلا، حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حالت میں بھی لڑتے رہے لیکن کٹے ہوئے ہاتھ کے لٹکنے سے زحمت ہو رہی تھی تو انہوں نے اپنے کٹے ہوئے ہاتھ کو پاؤں سے دبا کر اس زور سے کھینچا کہ تسمہ الگ ہو گیا، اور پھر وہ آزاد ہو کر ایک ہاتھ سے لڑتے رہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو جہل کے پاس سے گزرے، اس وقت ابو جہل میں کچھ کچھ زندگی کی رمق باقی تھی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی گردن کو اپنے پاؤں سے روند کر فرمایا کہ "تو ہی ابو جہل ہے؟ بتا آج تجھے اللہ نے کیسا رسوا کیا" ابو جہل نے اس حالت میں بھی گھمنڈ کے ساتھ یہ کہا کہ تمہارے لئے یہ کوئی بڑا کارنامہ نہیں ہے، میرا قتل ہو جانا اس سے زیادہ نہیں ہے کہ ایک آدمی کو اس کی قوم نے قتل کر دیا، ہاں مجھے اس کا افسوس ہے کہ کاش مجھے کسانوں کے سوا کوئی دوسرا شخص قتل کرتا، حضرت معوذ اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما چونکہ دونوں انصاری تھے، اور انصار کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے اور قبیلۂ قریش کے لوگ کسانوں کو بڑی حقارت کی نظر سے دیکھا کرتے تھے۔

اسلئے ابو جہل نے کسانوں کے ہاتھ سے قتل ہونے کو اپنے لئے قابلِ افسوس بتایا

جنگ ختم ہو جانے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر جب ابو جہل کی لاش کے پاس سے گزرے تو لاش کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ابو جہل اس زمانے کا "فرعون" ہے پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو جہل کا سر کاٹ کر تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیا۔(۱)

ابوالبختری کا قتل

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ شروع ہونے سے پہلے ہی یہ فرمادیا تھا کہ کچھ لوگ کفار کے لشکر میں ایسے بھی ہیں، جن کو کفارِ مکہ دباؤ ڈال کر لائے ہیں، ایسے لوگوں کو قتل نہیں کرنا چاہئے، ان لوگوں

۱.....صحیح بخاری کتاب المغازی　باب غزوۃ بدر　۵۷۰/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی

.....صحیح مسلم　کتاب الجہاد والسیر　رقم الحدیث:۳۳۵۸

.....مسند امام احمد　رقم الحدیث:۱۲۹۹۲

.....دلائل النبوۃ لابی نعیم　ص:۴۴۰　ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف [illegible]　ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

کے نام بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتا دیے تھے، انہی لوگوں میں سے ابوالبختری بھی تھا جو اپنی خوشی سے مسلمانوں سے لڑنے کے لئے نہیں آیا تھا، بلکہ کفار قریش اس پر دباؤ ڈال کر زبردستی کر کے لائے تھے، عین جنگ کی حالت میں حضرت مجذر بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر ابوالبختری پر پڑی جو اپنے ایک گہرے دوست جنادہ بن ملیحہ کے ساتھ گھوڑے پر سوار تھا، حضرت مجذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوالبختری! چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم لوگوں کو تیرے قتل سے منع فرمایا ہے، اسلئے میں تجھ کو چھوڑ دیتا ہوں ابوالبختری نے کہا کہ میرے ساتھی جنادہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو حضرت مجذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاف صاف کہہ دیا کہ اس کو ہم زندہ نہیں چھوڑ سکتے، یہ سن کر ابوالبختری طیش میں آ گیا اور کہا کہ میں عرب کی عورتوں کا یہ طعنہ سننا پسند نہیں کر سکتا کہ ابوالبختری نے اپنی جان بچانے کے لئے اپنے ساتھی کو تنہا چھوڑ دیا، یہ کہہ کر ابوالبختری نے رجز کا یہ شعر پڑھا کہ

لَنْ يُّسْلِمَ ابْنُ حُرَّةٍ زَمِيْلَهٗ
حَتّٰى يَمُوْتَ اَوْ يَرٰى سَبِيْلَهٗ

ایک شریف زادہ اپنے ساتھی کو کبھی ہرگز نہیں چھوڑ سکتا، جب تک کہ مر نہ جائے، یا اپنا راستہ نہ دیکھ لے۔(۱)

امیہ کی ہلاکت

امیہ بن خلف بہت ہی بڑا دشمن رسول تھا جنگ بدر میں جب کفر و اسلام کے دونوں لشکر گتھم گتھا ہو گئے، تو امیہ اپنے پرانے تعلقات کی بناء پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چمٹ گیا، کہ میری جان بچایئے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رحم آ گیا اور آپ نے چاہا کہ امیہ بچ نکل بھاگے، مگر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ کو دیکھ لیا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب امیہ کے غلام تھے تو امیہ نے ان کو بہت زیادہ ستایا تھا اس لئے جوشِ انتقام میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انصار کو پکارا، انصاری لوگ دفعۃً ٹوٹ پڑے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ سے کہا کہ تم زمین پر لیٹ جاؤ وہ لیٹ گیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو بچانے کے لئے اس کے اوپر لیٹ کر اس کو چھپانے لگے لیکن حضرت بلال اور انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم

۱.....سیرت ابن ہشام [illegible] ۱۹۹۵ء [illegible] ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

نے ان کی ٹانگوں کے اندر ہاتھ ڈال کر اور بغل سے تلوار گھونپ گھونپ کر اس کو قتل کر دیا۔(۱)

فرشتوں کی فوج

جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لئے آسمان سے فرشتوں کا لشکر اتار دیا تھا، پہلے ایک ہزار فرشتے آئے، پھر تین ہزار ہو گئے، اس کی بعد پانچ ہزار ہو گئے۔

جب خوب گھمسان کا رن پڑا تو فرشتے کسی کو نظر نہیں آتے تھے مگر ان کی حرب و ضرب کے اثرات صاف نظر آتے تھے، بعض کافروں کی ناک اور منہ پر کوڑوں کی مار کا نشان پایا جاتا تھا، کہیں بغیر تلوار مارے سر کٹ کر گرتا نظر آتا تھا، یہ آسمان سے آنے والے فرشتوں کی فوج کے کارنامے تھے۔

کفار نے ہتھیار ڈال دیے

عتبہ، شیبہ، ابو جہل وغیرہ کفار قریش کے سرداروں کی ہلاکت سے، کفار مکہ کی کمر ٹوٹ گئی اور ان کے پاؤں اکھڑ گئے، اور وہ ہتھیار ڈال کر بھاگ کھڑے ہوئے اور مسلمانوں نے ان لوگوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔

اس جنگ میں کفار کے ستر آدمی قتل اور ستر آدمی گرفتار ہوئے، باقی اپنا سامان چھوڑ کر فرار ہو گئے، اس جنگ میں کفار مکہ کو ایسی زبردست شکست ہوئی کہ انکی عسکری طاقت ہی فنا ہو گئی، کفار قریش کے بڑے بڑے نامور سردار جو بہادری اور فن سپہ گری میں یکتائے روزگار تھے، ایک ایک کر کے سب موت کے گھاٹ اتار دیے گئے، ان ناموروں میں عتبہ، شیبہ، ابو جہل، ابوالبختری، زمعہ، عاص بن ہشام، امیہ بن خلف، منبہ بن الحجاج، عقبہ بن ابی معیط، نضر بن الحارث وغیرہ قریش کے سرتاج تھے، یہ سب مارے گئے۔(۲)

شہدائے بدر

جنگ بدر میں کل چودہ مسلمان شہادت سے سرفراز ہوئے جن میں سے چھ مہاجر، اور آٹھ انصار

۱.....صحیح بخاری　کتاب الوکالۃ　باب اذا وکل المسلم حربیا　۳۰۸/۱　قدیمی کتب خانہ کراچی

.....شرح زرقانی علی المواہب　باب غزوۃ البدر الکبریٰ　۲۸۶/۲　دار الکتب العلمیۃ بیروت

.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف (ملتقطا)　۱۵۹،۶۰/۳　ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

۲.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب غزوۃ بدر الکبریٰ　۳۲۸/۲　دار الکتب العلمیۃ بیروت

.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف (ملتقطا)　۲۹۶،۹۸/۳　ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

تھے، شہداء مہاجرین کے نام یہ ہیں۔

۱......حضرت عبیدہ بن الحارث۔ ۲......حضرت عمیر بن ابی وقاص۔ ۳......حضرت ذوالشمالین عمیر بن عبد۔ ۴......حضرت عاقل بن ابی بکیر۔ ۵......حضرت مہجع۔ ۶......حضرت صفوان بن بیضاء۔

اور انصار کے ناموں کی فہرست درج ذیل ہے۔

۷......حضرت سعد بن خیثمہ۔ ۸......حضرت مبشر بن عبدالمنذر۔ ۹......حضرت حارثہ بن سراقہ۔ ۱۰......حضرت معوذ بن عفراء۔ ۱۱......حضرت عمیر بن حمام۔ ۱۲......حضرت رافع بن معلیٰ۔ ۱۳......حضرت عوف بن عفراء۔ ۱۴......حضرت یزید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔(۱)

ان شہداء بدر میں سے تیرہ حضرات تو میدان بدر ہی میں مدفون ہوئے مگر حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چونکہ بدر سے واپسی پر منزل ''صفراء'' میں وفات پائی اس لئے انکی قبر شریف منزل ''صفراء'' میں ہے۔(۲)

بدر کا گڑھا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمیشہ یہ طرز عمل رہا کہ جہاں کبھی کوئی لاش نظر آتی تھی، آپ اس کو دفن کرا دیتے تھے، لیکن جنگ بدر میں قتل ہونے والے کفار چونکہ تعداد میں بہت زیادہ تھے، سب کو الگ الگ دفن کرنا ایک دشوار کام تھا، اس لئے تمام لاشوں کو آپ نے بدر کے ایک گڑھے میں ڈال دینے کا حکم فرمایا، چنانچہ صحابہ کرام نے تمام لاشوں کو گھسیٹ گھسیٹ کر گڑھے میں ڈال دیا، امیہ بن خلف کی لاش پھول گئی تھی، صحابہ کرام نے اس کو گھسیٹنا چاہا تو اس کے اعضاء الگ الگ ہونے لگے، اس لئے اس کی لاش وہیں مٹی میں دبادی گئی۔(۳)

کفار کی لاشوں سے خطاب

جب کفار کی لاشیں بدر کے گڑھے میں ڈال دی گئیں تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس گڑھے کے کنارے کھڑے ہوکر مقتولین کا نام لے کر اس طرح پکارا کہ اے عتبہ بن ربیعہ، اے شیبہ

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب غزوۃ بدر الکبریٰ　۲/۲۷،۳۲۵　دارالکتب العلمیۃ بیروت

۲......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب غزوۃ بدر الکبریٰ　۲/۲۷،۳۲۵　دارالکتب العلمیۃ بیروت

۳......حاشیۃ البخاری　کتاب المغازی　باب قتل ابی جہل　۲/۵۶۶　قدیمی کتب خانہ کراچی

......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب غزوۃ بدر الکبریٰ　۲/۳۰۳　دارالکتب العلمیۃ بیروت

بن ربیعہ! اے فلاں! اے فلاں! کیا تم لوگوں نے اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا؟ ہم نے تو اپنے رب کے وعدہ کو بالکل ٹھیک سچ پایا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کی لاشوں سے خطاب فرمارہے ہیں تو انکو بڑا تعجب ہوا، چنانچہ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ ان بے روح جسموں سے کلام فرمارہے ہیں؟ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر! قسم خدا کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ تم (زندہ لوگ) میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سن سکتے لیکن اتنی بات ہے کہ یہ مردے جواب نہیں دے سکتے۔(۱)

ضروری تنبیہ

بخاری وغیرہ کی اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ جب کفار کے مردے زندوں کی بات سنتے ہیں تو پھر مومنین خصوصاً اولیاء، شہداء، انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد یقیناً ہم زندوں کا سلام وکلام اور ہماری فریادیں سنتے ہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کفار کی مردہ لاشوں کو پکارا تو پھر خدا کے برگزیدہ بندوں یعنی ولیوں، شہیدوں اور نبیوں کو ان کی وفات کے بعد پکارنا بھلا کیوں نہ جائز ودرست ہوگا؟ اسی لئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ کے قبرستان میں تشریف لے جاتے تو قبروں کی طرف اپنا رخ انور کر کے فرماتے کہ۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَآاَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ (۲)

یعنی اے قبر والو! تم پر سلام ہو، خدا ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے، تم لوگ ہم سے پہلے چلے گئے، اور ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو بھی یہی حکم دیا ہے اور صحابہ کرام کو اس کی تعلیم دیتے تھے کہ جب تم لوگ قبروں کی زیارت کیلئے جاؤ تو۔

۱..... صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی جہل ۵۶۶/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

..... صحیح مسلم باب الجنة وصفته نعيمها واهلها رقم الحدیث:۵۱۲۱

..... سنن نسائی کتاب الجنائز رقم الحدیث:۲۰۴۷

مسند امام احمد باقی مسند المکثرین رقم الحدیث:۱۲۰۱۳

دلائل النبوۃ لابی نعیم (مترجم) ص:۴۴۱ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

۲..... مشکوۃ المصابیح کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور [illegible] قدیمی کتب خانہ کراچی

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْئَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ ۔(۱)

ان حدیثوں سے ظاہر ہے کہ مردے زندوں کا سلام وکلام سنتے ہیں ورنہ ظاہر ہے کہ جو لوگ سنتے ہی نہیں ان کو سلام کرنے سے کیا حاصل؟

مدینہ کو واپسی

فتح کے بعد تین دن تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "بدر" میں قیام فرمایا، پھر تمام اموال غنیمت اور کفار قیدیوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے جب "وادی صفرا" میں پہنچے تو اموالِ غنیمت کو مجاہدین کے درمیان تقسیم فرمایا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی تھیں، جنگ بدر کے موقع پر بیمار تھیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صاحبزادی کی تیمارداری کے لئے مدینہ میں رہنے کا حکم دے دیا تھا اس لئے وہ جنگ بدر میں شامل نہ ہو سکے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مال غنیمت میں سے ان کو مجاہدین بدر کے برابر ہی حصہ دیا اور ان کے برابر ہی اجر وثواب کی بشارت بھی دی اسی لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھی اصحابِ بدر کی فہرست میں شمار کیا جاتا ہے۔

مجاہدین بدر کا استقبال

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح کے بعد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فتح مبین کی خوشخبری سنانے کے لئے مدینہ بھیج دیا تھا، چنانچہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خوشخبری لے کر جب مدینہ پہنچے تو تمام اہل مدینہ جوشِ مسرت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد آمد کے انتظار میں بے قرار رہنے لگے، اور جب تشریف آوری کی خبر پہنچی تو اہل مدینہ نے آگے بڑھ کر مقام "روحاء" میں آپ کا پرجوش استقبال کیا۔(۲)

۱..... مشکوۃ المصابیح　کتاب الجنائز　باب زیارۃ القبور　۱/۱۵۴　قدیمی کتب خانہ کراچی
۲..... سیرت ابن ہشام مع روض الانف　۳/۱۸۲،۸۳　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

قیدیوں کے ساتھ سلوک

کفارِ مکہ جب اسیرانِ جنگ بن کر مدینہ میں آئے تو انکو دیکھنے کے لئے بہت بڑا مجمع اکٹھا ہو گیا، اور لوگ انکو دیکھ کر کچھ نہ کچھ بولتے رہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ بی بی سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان قیدیوں کو دیکھنے کے لئے تشریف لائیں اور یہ دیکھا کہ ان قیدیوں میں ان کے ایک قریبی رشتہ دار "سہیل" بھی ہیں، تو وہ بے ساختہ بول اٹھیں کہ "اے سہیل! تم نے بھی عورتوں کیطرح بیڑیاں پہن لیں، تم سے یہ نہ ہوسکا کہ بہادر مردوں کیطرح لڑتے ہوئے قتل ہوجاتے"۔(۱)

ان قیدیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ میں تقسیم فرما دیا اور یہ حکم دیا کہ ان قیدیوں کو آرام کے ساتھ رکھا جائے، چنانچہ دو، دو چار چار قیدی صحابہ کے گھروں میں رہنے لگے اور صحابہ نے ان لوگوں کے ساتھ یہ حسنِ سلوک کیا کہ ان لوگوں کو گوشت روٹی وغیرہ حسبِ مقدور بہترین کھانا کھلاتے تھے، اور خود کھجوریں کھا کر رہ جاتے تھے۔(۲)

قیدیوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس کے بدن پر کرتا نہیں تھا لیکن وہ اتنے لمبے قد کے آدمی تھے کہ کسی کا کرتا ان کے بدن پر ٹھیک نہیں اُترتا تھا عبداللہ بن ابی (منافقین کا سردار) چونکہ قد میں ان کے برابر تھا اس لئے اس نے اپنا کرتا ان کو پہنا دیا، بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کے کفن کے لئے جو اپنا پیراہن شریف عطا فرمایا تھا وہ اسی احسان کا بدلہ تھا۔(۳)

اسیرانِ جنگ کا انجام

ان قیدیوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ فرمایا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رائے دی کہ ان سب دشمنانِ اسلام کو قتل کر دینا چاہیے، اور ہم میں سے ہر شخص اپنے اپنے قریبی رشتہ دار کو اپنی تلوار سے قتل کرے، مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مشورہ دیا کہ آخر یہ سب لوگ اپنے عزیز واقارب ہی ہیں، لہذا انہیں قتل نہ کیا جائے بلکہ ان لوگوں سے بطور فدیہ کچھ رقم لے کر ان سب کو رہا

۱...... سیرت ابن ہشام مع روض الانف ملخصا　۱۸۶/۳　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۲...... سیرت ابن ہشام مع روض الانف ملخصا　۱۸۶،۸۷/۳　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۳...... صحیح بخاری　کتاب الجہاد والسیر، باب الکسوۃ للاساری، ص ۴۲۳　قدیمی کتب خانہ کراچی

کر دیا جائے، اس وقت مسلمانوں کی مالی حالت بہت کمزور ہے، فدیہ کی رقم سے مسلمانوں کی مالی امداد کا سامان بھی ہو جائے گا اور شاید آئندہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اسلام کی توفیق نصیب فرمائے، حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنجیدہ رائے کو پسند فرمایا، اور ان قیدیوں سے چار چار ہزار درہم فدیہ لے کر ان لوگوں کو چھوڑ دیا، جو لوگ مفلسی کی وجہ سے فدیہ نہیں دے سکتے تھے، وہ یوں ہی بلا فدیہ چھوڑ دیے گئے ان قیدیوں میں جو لوگ لکھنا جانتے تھے، ان میں سے ہر ایک کا فدیہ یہ تھا کہ وہ انصار کے دس لڑکوں کو لکھنا سکھا دیں۔(۱)

حضرت عباس کا فدیہ

انصار نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ درخواست عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! حضرت عباس ہمارے بھانجے ہیں، لہٰذا ہم ان کا فدیہ معاف کرتے ہیں لیکن آپ نے یہ درخواست منظور نہیں فرمائی، حضرت عباس قریش کے ان دس دولت مند رئیسوں میں سے تھے جنہوں نے لشکر کفار کے راشن کی ذمہ داری اپنے سر لی تھی، اس غرض کے لئے حضرت عباس کے پاس بیس اوقیہ سونا تھا، چونکہ فوج کو کھانا کھلانے میں ابھی حضرت عباس کی باری نہیں آئی تھی، اس لئے وہ سونا ابھی تک ان کے پاس محفوظ تھا، اس سونے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مال غنیمت میں شامل فرما لیا، اور حضرت عباس سے مطالبہ فرمایا کہ وہ اپنا اور اپنے دونوں بھتیجوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث اور اپنے حلیف عمرو بن جحدم چار شخصوں کا فدیہ ادا کریں، حضرت عباس نے کہا کہ میرے پاس کوئی مال ہی نہیں ہے میں کہاں سے فدیہ ادا کروں؟ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چچا جان ! آپ کا وہ مال کہاں ہے؟ جو آپ نے جنگ بدر کے لئے روانہ ہوتے وقت اپنی بیوی "اُمّ فضل" کو دیا تھا اور یہ کہا تھا اگر میں اس لڑائی میں مارا جاؤں تو اس میں سے اتنا اتنا مال میرے لڑکوں کو دے دینا، یہ سن کر حضرت عباس نے کہا کہ قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں، کیونکہ اس مال کا علم میرے اور میری بیوی ام الفضل کے سوا کسی کو نہیں تھا، چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا اور اپنے دونوں بھتیجوں اور اپنے حلیف کا فدیہ ادا کر کے رہائی حاصل کی پھر اس کے بعد حضرت

۱۔ شرح الزرقانی علی المواہب　باب غزوۃ البدر الکبریٰ　۳۲۳/۲　دار الکتب العلمیۃ بیروت

عباس اور حضرت عقیل اور حضرت نوفل تینوں مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (۱)

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار

جنگ بدر کے قیدیوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ابوالعاص بن الربیع بھی تھے یہ ہالہ بنت خویلد کے لڑکے تھے، اور ہالہ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حقیقی بہن تھیں اسلئے حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشورہ لے کر اپنی لڑکی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ابوالعاص بن الربیع سے نکاح کر دیا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنی نبوت کا اعلان فرمایا، تو آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تو اسلام قبول کر لیا، مگر ان کے شوہر ابوالعاص مسلمان نہیں ہوئے اور نہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے سے جدا کیا، ابوالعاص بن الربیع نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس قاصد بھیجا، کہ فدیہ کی رقم بھیج دیں، حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کی والدہ حضرت بی بی خدیجہ رض اللہ تعالیٰ عنہا نے جہیز میں ایک قیمتی ہار بھی دیا تھا، حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فدیہ کی رقم کے ساتھ وہ ہار بھی اپنے گلے سے اتار کر مدینہ بھیج دیا، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر اس ہار پر پڑی، تو حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی محبت کی یاد نے قلب مبارک پر ایسا رقت انگیز اثر ڈالا کہ آپ رو پڑے، اور صحابہ سے فرمایا کہ "اگر تم لوگوں کی مرضی ہو تو بیٹی کو اس کی ماں کی یادگار واپس کر دو"۔ یہ سن کر تمام صحابہء کرام نے سر تسلیم خم کر دیا، اور یہ ہار حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس مکہ بھیج دیا گیا۔ (۲)

ابوالعاص رہا ہو کر مدینہ سے مکہ آئے اور حضرت بی بی زینب کو مدینہ بھیج دیا، ابوالعاص بہت بڑے تاجر تھے یہ مکہ سے اپنا سامانِ تجارت لے کر شام گئے اور وہاں سے خوب نفع کما کر مکہ آ رہے تھے کہ مسلمان مجاہدین نے ان کے قافلہ پر حملہ کر کے ان کا سارا مال واسباب لوٹ لیا، اور یہ مال غنیمت تمام سپاہیوں پر تقسیم بھی ہو گیا، ابوالعاص چھپ کر مدینہ پہنچے، اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو پناہ دے کر اپنے گھر میں اتارا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ اگر تم لوگوں کی خوشی

۱..... مدارج النبوۃ قسم چہارم باب سوم ۹۶،۹۷/۲ نوریہ رضویہ، پبلشنگ کمپنی لاہور
..... شرح الزرقانی علی المواہب باب غزوۃ البدر الکبریٰ ۳۲۰،۲۲/۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت
..... الخصائص الکبریٰ (مترجم) ۳۱۲/۱ شبیر برادرز، لاہور
۲..... سیرت ابن ہشام مع روض الانف (مترجم) ۲۰۷/۲ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

ہو تو ابو العاص کا مال و سامان واپس کردو۔ فرمانِ رسالت کا اشارہ پاتے ہی تمام مجاہدین نے سارا مال و سامان ابو العاص کے سامنے رکھ دیا، ابو العاص اپنا سارا مال و اسباب لے کر مکہ آئے اور اپنے تمام تجارت کے شریکوں کو پائی پائی کا حساب سمجھا کر اور سب کو اس کے حصہ کی رقم ادا کر کے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا، اور اہل مکہ سے کہہ دیا کہ میں یہاں آ کر اور سب کا پورا پورا حساب ادا کر کے مدینہ جاتا ہوں تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ابو العاص ہمارا روپیہ لے کر تقاضا کے ڈر سے مسلمان ہو کر مدینہ بھاگ گیا، اس کے بعد حضرت ابو العاص رضی اللہ تعالی عنہ مدینہ آ کر حضرت بی بی زینب رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ رہنے لگے۔(۱)

مقتولین بدر کا ماتم

بدر میں کفار قریش کی شکست فاش کی خبر جب مکہ میں پہنچی تو ایسا کہرام مچ گیا کہ گھر گھر ماتم کدہ بن گیا، مگر اس خیال سے کہ مسلمان ہم پر ہنسیں گے، ابوسفیان نے تمام شہر میں اعلان کرا دیا، کہ خبردار کوئی شخص رونے نہ پائے، اس لڑائی میں اسود بن عبد یغوث کے دولڑکے "عقیل اور زمعہ" اور ایک پوتا "حارث بن زمعہ" قتل ہوئے تھے، اس صدمہ جان کاہ سے اسود کا دل پھٹ گیا تھا وہ چاہتا تھا کہ اپنے ان مقتولوں پر خوب پھوٹ پھوٹ کر روئے تاکہ دل کی بھڑاس نکل جائے، لیکن قومی غیرت کے خیال سے رو نہیں سکتا تھا، مگر دل ہی دل میں گھٹتا اور کڑھتا رہتا تھا، اور آنسو بہاتے بہاتے اندھا ہو گیا تھا، ایک دن شہر میں کسی عورت کے رونے کی آواز آئی تو اس نے اپنے غلام کو بھیجا کہ دیکھو کون رو رہا ہے؟ کیا بدر کے مقتولوں پر رونے کی اجازت ہو گئی ہے؟ میرے سینے میں رنج و غم کی آگ سلگ رہی ہے میں بھی رونے کے لئے بے قرار ہوں، غلام نے بتایا کہ ایک عورت کا اونٹ گم ہو گیا ہے وہ اسی غم میں رو رہی ہے، اسود شاعر تھا، یہ سن کر بے اختیار اس کی زبان سے یہ دردناک اشعار نکل پڑے، جس کے لفظ لفظ سے خون ٹپک رہا ہے

اَتَبْکِیْ اَنْ یَّضِلَّ لَهَا بَعِیْرٌ
وَیَمْنَعُهَا مِنَ النَّوْمِ السُّهُوْدُ

ترجمہ: کیا وہ عورت ایک اونٹ کے گم ہو جانے پر رو رہی ہے؟ اور بے خوابی نے اس کی نیند کو روک

۱۔۔۔ تاریخ الطبری

دیا ہے۔

فَلَاتَبْكِيْ عَلٰى بَكْرٍ وَّلٰكِنْ
عَلٰى بَدْرٍ تَقَاصَرَتِ الْجُدُوْدُ

ترجمہ: تو وہ ایک اونٹ پر نہ روئے لیکن "بدر" پر روئے جہاں قسمتوں نے کوتاہی کی ہے۔

وَبَكِّيْ اِنْ بَكَيْتِ عَلٰى عَقِيْلٍ
وَبَكِّيْ حَارِثًا اَسَدَ الْاُسُوْدِ

ترجمہ: اگر تجھ کو رونا ہے تو "عقیل" پر رویا کر اور "حارث" پر رویا کر جو شیروں کا شیر تھا۔

وَبَكِّيْهِمْ وَلَا تُسْمِيْ جَمِيْعًا
وَمَا لِاَبِيْ حَكِيْمَةَ مِنْ نَدِيْرٍ

ترجمہ: اور ان سب پر رویا کر مگر ان سبھوں کا نام مت لے اور "ابوحکیمہ" "زمعہ" کا تو کوئی ہمسر ہی نہیں ہے۔ (۱)

عمیر اور صفوان کی خوفناک سازش

ایک دن عمیر اور صفوان دونوں حطیم کعبہ میں بیٹھے ہوئے مقتولین بدر پر آنسو بہارہے تھے، ایک دم صفوان بول اٹھا، کہ اے عمیر! میرا باپ اور دوسرے روسائے مکہ جس طرح بدر میں قتل ہوئے، ان کو یاد کر کے سینے میں دل پاش پاش ہو رہا ہے اور اب زندگی میں کوئی مزہ باقی نہیں رہ گیا ہے، عمیر نے کہا کہ اے صفوان! تم سچ کہتے ہو میرے سینے میں بھی انتقام کی آگ بھڑک رہی ہے، میرے اعزہ واقرباء بھی بدر میں بیدردی کے ساتھ قتل کئے گئے ہیں، اور میرا بیٹا مسلمانوں کی قید میں ہے، خدا کی قسم اگر میں قرضدار نہ ہوتا اور بال بچوں کی فکر سے دوچار نہ ہوتا، تو ابھی ابھی میں تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ جاتا، اور دم زدن میں دھوکہ سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر کے فرار ہو جاتا، یہ سن کر صفوان نے کہا کہ اے عمیر! تم اپنے قرض اور بچوں کی ذرا بھی فکر نہ کرو میں خدا کے گھر میں عہد کرتا ہوں کہ تمہارا سارا قرض ادا کردوں گا، اور میں تمہارے بچوں کی پرورش کا بھی ذمہ دار ہوں، اس معاہدہ کے بعد عمیر سیدھا گھر آیا اور زہر میں بجھائی ہوئی تلوار لے کر گھوڑے پر سوار ہو گیا، جب مدینہ میں مسجد نبوی کے قریب پہنچا، تو

۱ ...... سیرت ابن ہشام مع روض الانف (مترجم) ۱۹۲،۹۳/۲ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو پکڑ لیا اور اس کا گلہ دبائے اور گردن پکڑے ہوئے دربار رسالت میں لے گئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا، کہ کیوں؟ عمیر! کس ارادہ سے آئے ہو؟ جواب دیا کہ اپنے بیٹے کو چھڑانے کیلئے آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے اور صفوان نے حطیم کعبہ میں بیٹھ کر میرے قتل کی سازش نہیں کی ہے؟ عمیر اس راز کی بات سن کر سناٹے میں آ گیا، اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں، کیونکہ خدا کی قسم! میرے اور صفوان کے سوا اس راز کی کسی کو بھی خبر نہ تھی، ادھر مکہ میں صفوان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی خبر سننے کیلئے انتہائی بے قرار تھا، اور دن گن گن کر عمیر کے آنے کا انتظار کر رہا تھا، مگر جب اس نے ناگہاں یہ سنا کہ عمیر مسلمان ہو گیا تو فرطِ حیرت سے اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ اور وہ بوکھلا گیا۔

حضرت عمیر مسلمان ہو کر مکہ آئے اور جس طرح وہ پہلے مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے، اب وہ کافروں کی جان کے دشمن بن گئے، اور انتہائی بے خوفی اور بہادری کے ساتھ مکہ میں اسلام کی تبلیغ کرنے لگے، یہاں تک کہ ان کی دعوت اسلام سے بڑے بڑے کافروں کے اندھیرے دلوں میں نور ایمان کی روشنی سے اجالا ہو گیا، اور یہی عمیر اب صحابی رسول حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہلانے لگے۔(۱)

مجاہدین بدر کے فضائل

جو صحابہ کرام جنگ بدر کے جہاد میں شریک ہو گئے وہ تمام صحابہ میں ایک خصوصی شرف کے ساتھ ممتاز ہیں، اور ان خوش نصیبوں کے فضائل میں ایک بہت ہی عظیم الشان فضیلت یہ ہے کہ ان سعادت مندوں کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ:

''بے شک اللہ تعالیٰ اہل بدر سے واقف ہے اور اس نے یہ فرما دیا ہے کہ تم اب جو عمل چاہو کرو، بلا شبہ تمہارے لئے جنت واجب ہو چکی ہے یا (یہ فرمایا) کہ میں نے تمہیں بخش دیا ہے''۔(۲)

ابولہب کی عبرتناک موت

ابولہب جنگ بدر میں شریک نہیں ہو سکا جب کفار قریش شکست کھا کر مکہ واپس آئے تو لوگوں کی

۱...... سیرت ابن ہشام مع روض الانف (مترجم) ملخصا　۱۷/۳، ۲۱۴　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
...... دلائل النبوۃ لابی نعیم (مترجم) ملخصا　ص: ۴۳، ۴۴۲　ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
...... الخصائص الکبری (مترجم) ملخصا　۱۵/۱، ۵۱۳　شبیر برادرز، لاہور
۲...... صحیح بخاری　کتاب المغازی　باب فضل من شہد بدرا　۵۶۷/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی

زبانی جنگ بدر کے حالات سن کر ابولہب کو انتہائی رنج و ملال ہوا، اس کے بعد ہی وہ بڑی چیچک کی بیماری میں مبتلا ہو گیا، جس سے اس کا تمام بدن سڑ گیا اور آٹھویں دن مر گیا، عرب کے لوگ چیچک سے بہت ڈرتے تھے، اور اس بیماری میں مرنے والے کو بہت ہی منحوس سمجھتے تھے، اس لئے اس کے بیٹوں نے بھی تین دن تک اس کی لاش کو ہاتھ نہیں لگایا، مگر اس خیال سے کہ لوگ طعنہ ماریں گے، ایک گڑھا کھود کر لکڑیوں سے دھکیلتے ہوئے لے گئے اور اس گڑھے میں لاش کو گرا کر اوپر سے مٹی ڈال دی اور بعض مؤرخین نے تحریر فرمایا کہ دور سے لوگوں نے اس کے گڑھے میں اس قدر پتھر پھینکا کہ ان پتھروں سے اس کی لاش چھپ گئی۔(۱)

غزوہ بنی قینقاع

رمضان المبارک ۲ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ بدر کے معرکہ سے واپس ہو کر مدینہ واپس لوٹے، اس کے بعد ہی ۱۵ شوال ۲ھ میں "غزوہ بنی قینقاع" کا واقعہ درپیش ہو گیا، ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ مدینہ کے اطراف میں یہودیوں کے تین بڑے بڑے قبائل آباد تھے، بنو قینقاع، بنو نضیر، بنو قریظہ، ان تینوں سے مسلمانوں کا معاہدہ تھا مگر جنگ بدر کے بعد جس قبیلہ نے سب سے پہلے معاہدہ توڑا، وہ قبیلہ بنو قینقاع کے یہودی تھے، جو سب سے زیادہ بہادر اور دولت مند تھے، واقعہ یہ ہوا کہ ایک برقع پوش عرب عورت یہودیوں کے بازار میں آئی، دوکانداروں نے شرارت کی، اور اس عورت کو ننگا کر دیا، اس پر تمام یہودی قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے، عورت چلائی تو ایک عرب آیا اور دوکاندار کو قتل کر دیا اس پر یہودیوں اور عربوں میں لڑائی شروع ہو گئی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی تو تشریف لائے اور یہودیوں کی اس غیر شریفانہ حرکت پر ملامت فرمانے لگے، اس پر بنو قینقاع کے خبیث یہودی بگڑ گئے اور بولے کہ جنگ بدر کی فتح سے آپ مغرور نہ ہو جائیں، مکہ والے جنگ کے معاملہ میں بے ڈھنگے تھے اس لئے آپ نے انکو مار لیا، اگر ہم سے آپ کا سابقہ پڑا، تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ جنگ کس چیز کا نام ہے؟ اور لڑنے والے کیسے ہوتے ہیں؟ جب یہودیوں نے معاہدہ توڑ دیا، تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصف شوال ۲ھ سنیچر کے دن ان یہودیوں پر حملہ کر دیا یہودی جنگ کی تاب نہ لا سکے اور اپنے قلعوں کا پھاٹک بند کر کے قلعہ بند ہو گئے مگر پندرہ دن کے محاصرہ کے بعد بالآخر یہودی مغلوب

۱.....المواھب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ البدر الکبریٰ ۲/۴۱، ۳۴۰ دار الکتب العلمیہ بیروت
......سیرت ابن ھشام مع روض الانف ... لاہور

ہو گئے اور ہتھیار ڈال دینے پر مجبور ہو گئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کے مشورہ سے ان یہودیوں کو شہر بدر کر دیا اور یہ عہد شکن، بدذات یہودی ملک شام کے مقام ''اذرعات'' میں جا کر آباد ہو گئے۔(1)

غزوۂ سویق

یہ ہم تحریر کر چکے ہیں کہ جنگ بدر کے بعد مکہ کے ہر گھر میں سرداران قریش کے قتل ہو جانے کا ماتم برپا تھا اور اپنے مقتولوں کا بدلہ لینے کے لئے مکہ کا بچہ بچہ مضطرب اور بے قرار تھا چنانچہ غزوۂ سویق اور جنگ احد وغیرہ کی لڑائیاں مکہ والوں کے اسی جوش انتقام کا نتیجہ ہیں، عتبہ اور ابو جہل کے قتل ہو جانے کے بعد اب قریش کا سردار اعظم ابوسفیان تھا اور اس منصب کا سب سے بڑا کام غزوۂ بدر کا انتقام تھا۔ چنانچہ ابوسفیان نے قسم کھائی کہ جب تک بدر کے مقتولوں کا مسلمانوں سے بدلہ نہ لوں گا، نہ غسل جنابت کروں گا، نہ سر میں تیل ڈالوں گا چنانچہ جنگ بدر کے دو ماہ بعد ذوالحجہ ۲ھ میں ابوسفیان دو سو شتر سواروں کا لشکر لے کر مدینہ کیطرف بڑھا، اس کو یہودیوں پر بڑا بھروسا بلکہ ناز تھا کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں وہ اس کی امداد کریں گے، اسی امید پر ابوسفیان پہلے ''حیی بن اخطب'' یہودی کے پاس گیا مگر اس نے دروازہ بھی نہیں کھولا، وہاں سے مایوس ہو کر سلام بن مشکم سے ملا، جو قبیلہ بنونضیر کے یہودیوں کا سردار تھا ،اور یہود کے تجارتی خزانہ کا منیجر بھی تھا، اس نے ابوسفیان کا پر جوش استقبال کیا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام جنگی رازوں سے ابوسفیان کو آگاہ کر دیا، صبح کو ابوسفیان نے مقام ''عریض'' پر حملہ کیا، یہ بستی مدینہ سے تین میل کی دوری پر تھی، اس حملہ میں ابوسفیان نے ایک انصاری صحابی کو جن کا نام سعد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا، شہید کر دیا اور کچھ درختوں کو کاٹ ڈالا اور مسلمانوں کے چند گھروں اور باغات کو آگ لگا کر پھونک دیا، ان حرکتوں سے اس کے گمان میں اس کی قسم پوری ہو گئی، جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے اس کا تعاقب کیا، لیکن ابوسفیان بدحواس ہو کر اس قدر تیزی سے بھاگا، کہ بھاگتے ہوئے اپنا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے ستو کی بوریاں جو وہ اپنی فوج کے راشن کے لئے لایا تھا، پھینکتا چلا گیا، جو مسلمانوں کے ہاتھ آئے، عربی زبان میں ستو کو سویق کہتے ہیں

1......المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی　باب غزوۃ بنی قینقاع　۲/۵۲،۳۴۸　دارالکتب العلمیۃ بیروت
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف (ملتقطا، ملخصا)　۳/۹۳،۱۳۹۲　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

اسی لئے اس غزوہ کا نام غزوہ سویق پڑ گیا۔(۱)

حضرت فاطمہ کی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی

اسی سال ۲ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی خانہ آبادی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ ہوئی، یہ شادی انتہائی وقار اور سادگی کے ساتھ ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ حضرات ابو بکر صدیق و عمر و عثمان و عبدالرحمٰن بن عوف اور دوسرے چند مہاجرین و انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو مدعو کریں، چنانچہ جب صحابہ کرام جمع ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور نکاح پڑھا دیا، شہنشاہِ کونین نے شہزادیٔ اسلام حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جہیز میں جو سامان دیا، اسکی فہرست یہ ہے، ایک کملی، بان کی ایک چار پائی، چمڑے کا گدا جس میں روئی کی جگہ کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، ایک چھاگل، ایک مشک، دو چکیاں، دو مٹی کے گھڑے حضرت حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ایک مکان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس لئے نذر کر دیا کہ اس میں حضرت علی اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سکونت فرمائیں، جب حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رخصت ہو کر اپنے نئے گھر میں گئیں تو عشاء کی نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ایک برتن میں پانی طلب فرمایا، اور اس میں کلی فرما کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ اور بازوؤں پر پانی چھڑکا، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اور ان کے سر اور سینہ پر بھی پانی چھڑکا اور پھر یوں دعا فرمائی کہ یا اللہ! میں علی اور فاطمہ اور انکی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں کہ یہ سب شیطان کے شر سے محفوظ رہیں۔(۲)

۲ھ کے متفرق واقعات

ا۔۔۔اسی سال روزہ اور زکوٰۃ کی فرضیت کے احکام نازل ہوئے اور نماز کی طرح روزہ اور زکوٰۃ بھی مسلمانوں پر فرض ہو گئے۔

۱۔ مدارج النبوۃ [illegible]

۲۔ سیرت ابن ہشام مع روض الانف (ملخصاً) [illegible]

[illegible]

۲......اسی سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید الفطر کی نماز جماعت کے ساتھ عیدگاہ میں ادا فرمائی اس سے قبل عید الفطر کی نماز نہیں ہوئی تھی۔

۳......صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم اسی سال جاری ہوا۔

۴......اسی سال 10 ذوالحجہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بقرعید کی نماز ادا فرمائی اور نماز کے بعد دو مینڈھوں کی قربانی فرمائی۔

۵......اسی سال "غزوہ قرقرالکدر" "غزوہ بحران" وغیرہ چند چھوٹے چھوٹے غزوات بھی پیش آئے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرکت فرمائی، مگر ان غزوات میں کوئی جنگ نہیں ہوئی۔

☆☆☆............☆☆☆............☆☆☆

سوالات

ساتواں باب

سوال نمبر 1......تحویل قبلہ سے کیا مراد ہے کس سن ہجری میں یہ واقعہ ہوا، کس مسجد میں یہ واقعہ پیش آیا، نیز خانہ کعبہ قبلہ بننے سے پہلے مسلمان مدینہ منورہ میں کس جانب منہ کر کے نمازیں ادا کرتے تھے اور کتنے عرصہ تک؟۔

سوال نمبر 2......غزوہ اور سریہ میں کیا فرق ہے؟ نیز غزوات اور سرایا کی تعداد کتنی ہے۔؟

سوال نمبر 3......کون سی جنگ میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی فوج کے ذریعے مسلمانوں کی مدد کی، نیز کتنے فرشتے مدد کو آئے۔؟

سوال نمبر 4......مسلمانوں نے جنگ بدر کے قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ نیز ابولہب کی موت کیسے واقع ہوئی۔؟

سوال نمبر 5......حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کس نے پڑھایا، آپ کے جہیز کے سامان کی فہرست کیا ہے اور سن دو ہجری کے اہم واقعات کون کونسے ہیں۔؟

☆☆☆............☆☆☆............☆☆☆

۱......المواہب اللدنیہ مع الزرقانی باب تزویج علی فاطمۃ ۲۰۳،۰۲/۲ دار الکتب العلمیۃ، بیروت

آٹھواں باب

ہجرت کا تیسرا سال

۳ھ

جنگِ اُحد

اس سال کا سب سے بڑا واقعہ ''جنگ اُحد'' ہے۔ ''اُحد'' ایک پہاڑ کا نام ہے، جو مدینہ منورہ سے تقریباً تین میل دور ہے چونکہ حق و باطل کا یہ عظیم معرکہ اسی پہاڑ کے دامن میں درپیش ہوا، اسی لئے یہ لڑائی ''غزوۂ اُحد'' کے نام سے مشہور ہے اور قرآن مجید کی مختلف آیتوں میں اس لڑائی کے واقعات کا خداوندِ عالم نے تذکرہ فرمایا ہے۔

جنگِ اُحد کا سبب

یہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ جنگ بدر میں ستر کفار قتل اور ستر گرفتار ہوئے تھے اور جو قتل ہوئے ان میں سے اکثر کفار قریش کے سردار، بلکہ تاجدار تھے، اس بنا پر مکہ کا ایک ایک گھر ماتم کدہ بنا ہوا تھا، اور قریش کا بچہ بچہ جوشِ انتقام میں آتشِ غیظ و غضب کا تنور بن کر مسلمانوں سے لڑنے کے لئے بے قرار تھا، عرب خصوصاً قریش کا یہ طرہ امتیاز تھا، کہ وہ اپنے ایک ایک مقتول کے خون کا بدلہ لینے کو اتنا بڑا فرض سمجھتے تھے جس کو ادا کیے بغیر گویا ان کی ہستی قائم نہیں رہ سکتی تھی، چنانچہ جنگِ بدر کے مقتولوں کے ماتم سے جب قریشیوں کو فرصت ملی تو انہوں نے یہ عزم کر لیا کہ جس قدر ممکن ہو جلد سے جلد مسلمانوں سے اپنے مقتولوں کے خون کا بدلہ لینا چاہئے، چنانچہ ابوجہل کا بیٹا عکرمہ اور امیہ کا لڑکا صفوان اور دوسرے کفار قریش جن کے باپ، بھائی، بیٹے جنگ بدر میں قتل ہو چکے تھے، سب کے سب ابوسفیان کے پاس گئے، اور کہا کہ مسلمانوں نے ہماری قوم کے تمام سرداروں کو قتل کر ڈالا ہے اس کا بدلہ لینا ہمارا قومی فریضہ ہے لہٰذا ہماری خواہش ہے کہ قریش کی مشترکہ تجارت میں امسال جتنا نفع ہوا ہے وہ سب قوم کے جنگی فنڈ میں جمع ہو جانا چاہئے، اور اس رقم سے بہترین ہتھیار خرید کر اپنی لشکری طاقت بہت جلد مضبوط کر لینی چاہئے، اور پھر ایک عظیم فوج لے کر مدینہ پر چڑھائی کر کے بانیٔ اسلام اور مسلمانوں کو دنیا سے نیست و نابود کر دینا چاہئے، ابوسفیان نے خوشی خوشی قریش کی اس درخواست کو منظور کر لیا، لیکن قریش کو جنگ بدر سے یہ تجربہ ہو چکا تھا، کہ مسلمانوں سے لڑنا کوئی آسان کام نہیں [illegible] طوفانوں کا مقابلہ،

سمندر کی موجوں سے ٹکرانا، پہاڑوں سے ٹکر لینا بہت آسان ہے، مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشقوں سے جنگ کرنا بڑا ہی مشکل کام ہے اس لئے انہوں نے اپنی جنگی طاقت میں بہت زیادہ اضافہ کرنا نہایت ضروری خیال کیا، چنانچہ ان لوگوں نے ہتھیاروں کی تیاری، اور سامان جنگ کی خریداری میں پانی کی طرح روپیہ بہانے کے ساتھ ساتھ پورے عرب میں جنگ کا جوش اور لڑائی کا بخار پھیلانے کے لئے بڑے بڑے شاعروں کو منتخب کیا، جو اپنی آتش بیانی سے تمام قبائل عرب میں جوش انتقام کی آگ لگادیں، ''عمرو جمحی'' اور ''مسافع'' یہ دونوں اپنی شاعری میں طاق اور آتش بیانی میں شہرہ آفاق تھے ان دونوں نے باقاعدہ دورہ کر کے تمام قبائل عرب میں ایسا جوش اور اشتعال پیدا کر دیا کہ بچہ بچہ ''خون کا بدلہ خون'' کا نعرہ لگاتے ہوئے مرنے اور مارنے پر تیار ہو گیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک بہت بڑی فوج تیار ہو گئی، مردوں کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے معزز اور مالدار گھرانوں کی عورتیں بھی جوش انتقام سے لبریز ہو کر فوج میں شامل ہو گئیں جن کے باپ، بھائی، بیٹے، شوہر جنگ بدر میں قتل ہوئے تھے، ان عورتوں نے قسم کھائی تھی کہ ہم اپنے رشتہ داروں کے قاتلوں کا خون پی کر ہی دم لیں گی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ہند کے باپ عتبہ اور جبیر بن مطعم کے چچا کو جنگ بدر میں قتل کیا تھا، اس بنا پر ''ہند'' نے ''وحشی'' کو جو جبیر بن مطعم کا غلام تھا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کے قتل پر آمادہ کیا اور یہ وعدہ کیا کہ اگر اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کو قتل کر دیا تو وہ اس کار گزاری کے صلہ میں آزاد کر دیا جائیگا۔(۱)

مدینہ پر چڑھائی

الغرض بے پناہ جوش و خروش اور انتہائی تیاری کے ساتھ لشکر کفار مکہ سے روانہ ہوا، اور ابو سفیان اس لشکر جرار کا سپہ سالار بنا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ جو خفیہ طور پر مسلمان ہو چکے تھے، اور مکہ میں رہتے تھے انہوں نے ایک خط لکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار قریش کی لشکر کشی سے مطلع کر دیا (۲) جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خوفناک خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 5 شوال ۳ھ کو حضرت عدی بن فضالہ رضی اللہ تعالی عنہ کے دونوں لڑکوں حضرت

---

۱ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب غزوۃ احد　۳۸٦،،۹۱/۲　دار الکتب العلمیہ، بیروت
سیرت ابن ہشام مع روض الانف (ملخصاً)　۲۱۸،۱۹/۳　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۲ المغازی للواقدی　باب غزوۃ احد　[illegible]

انس اور حضرت مونس رضی اللہ تعالی عنہما کو جاسوس بنا کر کفار قریش کے لشکر کی خبر لانے کے لئے روانہ فرمایا، چنانچہ ان دونوں نے آ کر یہ پریشان کن خبر سنائی کہ ابوسفیان کا لشکر مدینہ کے بالکل قریب آ گیا ہے اور ان کے گھوڑے مدینہ کی چراگاہ (عریض) کی تمام گھاس چر گئے۔

مسلمانوں کی تیاری اور جوش

یہ خبر سن کر 14 شوال ۳ھ جمعہ کی رات میں حضرت سعد بن معاذ و حضرت اُسید بن حضیر و حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالی عنہم ہتھیار لے کر چند انصاریوں کے ساتھ رات بھر کاشانہ نبوت کا پہرہ دیتے رہے، اور شہر مدینہ کے اہم ناکوں پر بھی انصار کا پہرہ بٹھا دیا گیا، صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار و مہاجرین کو جمع فرما کر مشورہ طلب فرمایا کہ شہر کے اندر رہ کر دشمنوں کی فوج کا مقابلہ کیا جائے یا شہر سے باہر نکل کر میدان میں یہ جنگ لڑی جائے؟ مہاجرین نے عام طور پر اور انصار میں سے بڑے بوڑھوں نے یہ رائے دی کہ عورتوں اور بچوں کو قلعوں میں محفوظ کر دیا جائے اور شہر کے اندر رہ کر دشمنوں کا مقابلہ کیا جائے، منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی بھی اس مجلس میں موجود تھا، اس نے بھی یہی کہا کہ شہر میں پناہ گیر ہو کر کفار قریش کے حملوں کی مدافعت کی جائے۔ مگر چند کمسن نوجوان جو جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے، اور جوش جہاد میں آپے سے باہر ہو رہے تھے، وہ اس رائے پر اڑ گئے، کہ میدان میں نکل کر ان دشمنان اسلام سے فیصلہ کن جنگ لڑی جائے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کی رائے سن لی پھر مکان میں جا کر ہتھیار زیب تن فرمائے، اور باہر تشریف لائے، اب تمام لوگ اس بات پر متفق ہو گئے، کہ شہر کے اندر ہی رہ کر کفار قریش کے حملوں کو روکا جائے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پیغمبر کے لئے یہ زیبا نہیں ہے کہ ہتھیار پہن کر اتار دے یہاں تک کہ اللہ تعالی اس کے اور اس کے دشمنوں کے درمیان فیصلہ فرما دے، اب تم لوگ خدا کا نام لے کر میدان میں نکل پڑو، اگر تم لوگ صبر کے ساتھ میدان جنگ میں ڈٹے رہو گے، تو ضرور تمہاری فتح ہو گی۔ (۱)

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کے قبیلہ اوس کا جھنڈا حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالی عنہ کو، اور قبیلہ خزرج کا جھنڈا حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالی عنہ کو، اور مہاجرین کا جھنڈا

۱...... مدارج النبوۃ، قسم سوم، باب سوم، ۱۱۴/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
...... سیرت ابن ہشام مع روض الانف (ملخصاً)، ۳۲۲،۳۲۳/۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا، اور ایک ہزار کی فوج لے کر مدینہ سے باہر نکلے۔(۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود کی امداد کو ٹھکرادیا

شہر سے نکلتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ ایک فوج چلی آرہی ہے، آپ نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے حلیف یہودیوں کا لشکر ہے، جو آپ کی امداد کے لئے آرہا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

''ان لوگوں سے کہہ دو کہ واپس لوٹ جائیں، ہم مشرکوں کے مقابلہ میں مشرکوں کی مدد نہیں لیں گے''۔(۲)

چنانچہ یہودیوں کا یہ لشکر واپس چلا گیا، پھر عبداللہ بن ابی (منافقوں کا سردار) بھی جو تین سو آدمیوں کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آیا تھا، یہ کہہ کر واپس چلا گیا کہ:

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میرا مشورہ قبول نہیں کیا، اور میری رائے کے خلاف میدان میں نکل پڑے لہذا میں انکا ساتھ نہیں دونگا۔(۳)

عبداللہ بن ابی کی بات سن کر قبیلہ خزرج میں سے ''بنو سلمہ'' کے اور قبیلہ اوس میں سے ''بنو حارثہ'' کے لوگوں نے بھی واپس لوٹ جانے کا ارادہ کر لیا، مگر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے دلوں میں اچانک محبت اسلام کا ایسا جذبہ پیدا فرما دیا کہ ان لوگوں کے قدم جم گئے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان لوگوں کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ☆
(آل عمران آیت: ۱۲۲)

ترجمہ: جب تم میں کے دو گروہوں کا ارادہ ہوا کہ نامردی کر جائیں، اور اللہ انکا سنبھالنے والا ہے

۱......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب چہارم　۱۱۴/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب چہارم　۱۱۴/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۳......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب چہارم　۱۱۵/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب غزوۃ احد　۴۰۱/۲　دار الکتب العلمیہ، بیروت
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف　۳۲۳،۲۲/۳　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسا چاہیے۔

اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر میں کل سات سو صحابہ رہ گئے جن میں کل ایک سو زرہ پوش تھے، اور کفار کی فوج میں تین ہزار اشرار کا لشکر تھا، جن میں سات سو زرہ پوش جوان، دو سو گھوڑے، تین ہزار اونٹ اور پندرہ عورتیں تھیں۔(۱)

شہر سے باہر نکل کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی فوج کا معائنہ فرمایا، اور جو لوگ کم عمر تھے، ان کو واپس لوٹا دیا کہ جنگ کے ہولناک موقع پر بچوں کا کیا کام؟(۲)

بچوں کا جوشِ جہاد

مگر جب حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ تم بہت چھوٹے ہو تم بھی واپس چلے جاؤ تو وہ فوراً انگوٹھوں کے بل تن کر کھڑے ہو گئے تا کہ ان کا قد اونچا نظر آئے، چنانچہ ان کی یہ ترکیب چل گئی اور وہ فوج میں شامل کر لئے گئے۔

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ایک کم عمر نوجوان تھے جب ان کو واپس کیا جانے لگا تو انہوں نے عرض کیا کہ میں رافع بن خدیج کو کشتی میں پچھاڑ لیتا ہوں اس لئے اگر وہ فوج میں لے لئے گئے ہیں تو مجھ کو بھی ضرور جنگ میں شریک ہونے کی اجازت ملنی چاہیے، چنانچہ دونوں کا مقابلہ کرایا گیا، اور واقعی حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زمین پر دے مارا، اسطرح ان دونوں پر جوش نوجوانوں کو جنگ اُحد میں شرکت کی سعادت نصیب ہوگئی۔(۳)

تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدانِ جنگ میں

مشرکین تو 12 شوال ۳ھ بدھ کے دن ہی مدینہ کے قریب پہنچ کر کوہِ اُحد پر اپنا پڑاؤ ڈال چکے تھے، مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 14 شوال ۳ھ بعد نماز جمعہ مدینہ سے روانہ ہوئے، رات کو بنی

۱..... شرح زرقانی علی المواہب — باب غزوۃ احد — ۴۰۱،۰۲/۲ — دار الکتب العلمیۃ بیروت

۲..... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی — باب غزوۃ احد — ۴۰۱،۳۹۹/۲ — دار الکتب العلمیۃ، بیروت

..... مدارج النبوۃ — قسم سوم — باب چہارم — ۱۱۴/۲ — نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۳..... مدارج النبوۃ — قسم سوم — باب چہارم — ۱۱۴/۲ — نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

..... المغازی للواقدی — باب غزوۃ احد — ۲۱٦/۱

..... سیرت ابن ہشام مع روض الانف — ۲۲۸/۳ — ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

نجار میں رہے اور 15 شوال سنیچر کے دن نماز فجر کے وقت اُحد میں پہنچے، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر پڑھا کر میدانِ جنگ میں مورچہ بندی شروع فرمائی، حضرت عکاشہ بن محصن اسدی کو لشکر کے میمنہ (دائیں بازو) پر اور حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی کو میسرہ (بائیں بازو) پر اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح و حضرت سعد بن ابی وقاص کو مقدمہ (اگلے حصہ) پر اور حضرت مقداد بن عمر کو ساقہ (پچھلے حصہ) پر افسر مقرر فرمایا رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور صف بندی کے وقت اُحد پہاڑ کو پشت پر رکھا، اور کوہ عینین کو جو وادی قناۃ میں ہے اپنے بائیں طرف رکھا، لشکر کے پیچھے پہاڑ میں ایک درہ (تنگ راستہ) جس میں گزر کر کفار قریش مسلمانوں کی صفوں کے پیچھے سے حملہ آور ہو سکتے تھے، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس درہ کی حفاظت کے لئے پچاس تیر اندازوں کا ایک دستہ مقرر فرمایا، اور حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس دستہ کا افسر بنا دیا، اور یہ حکم دیا کہ دیکھو ہم چاہے مغلوب ہوں یا غالب، مگر تم لوگ اپنی جگہ سے اس وقت تک نہ ہٹنا جب تک میں تمہارے پاس کسی کو نہ بھیجوں۔ (۱)

مشرکین نے بھی نہایت باقاعدگی کے ساتھ اپنی صفوں کو درست کیا، چنانچہ انہوں نے اپنے لشکر کے میمنہ پر خالد بن ولید کو، اور میسرہ پر عکرمہ بن ابوجہل کو افسر بنا دیا سواروں کا دستہ صفوان بن امیہ کی کمان میں تھا، تیر اندازوں کا ایک دستہ الگ تھا جن کا سردار عبداللہ بن ربیعہ تھا اور پورے لشکر کا علمبردار طلحہ بن ابوطلحہ تھا جو قبیلہ بنی عبدالدار کا ایک آدمی تھا۔ (۲)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دیکھا کہ پورے لشکر کفار کا علمبردار قبیلہ بنی عبدالدار کا ایک شخص ہے تو آپ نے بھی اسلامی لشکر کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا جو قبیلہ بنو عبدالدار سے تعلق رکھتے تھے۔

جنگ کی ابتداء

سب سے پہلے کفار قریش کی عورتیں دف بجا بجا کر ایسے اشعار گاتی ہوئی آگے بڑھیں جن میں جنگ بدر کے مقتولین کا ماتم اور انتقام خون کا جوش بھرا ہوا تھا، لشکر کفار کے سپہ سالار ابوسفیان کی بیوی ''ہند'' آگے آگے اور کفار قریش کے معزز گھرانوں کی چودہ عورتیں اس کے ساتھ ساتھ تھیں اور یہ سب

۱..... مدارج النبوۃ قسم سوم باب چہارم ۲/۱۱۵،۱۲۴ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲..... مدارج النبوۃ قسم سوم باب چہارم ۲/۱۱۵ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

آواز ملا کر یہ اشعار گا رہی تھی

نَحْنُ بَنَاتُ طَارِقْ ..... نَمْشِیْ عَلَی النَّمَارِقْ

ہم آسمان کے تاروں کی بیٹیاں ہیں، ہم قالینوں پر چلنے والیاں ہیں۔

اِنْ تُقْبِلُوْا نُعَانِقْ ..... اَوْ تُدْبِرُوْا نُفَارِقْ

اگر تم بڑھ کر لڑو گے تو ہم تم سے گلے ملیں گے، اور پیچھے قدم ہٹایا تو ہم تم سے الگ ہو جائیں گے۔(۱)

مشرکین کی صفوں میں سے سب سے پہلے جو شخص جنگ کے لئے نکلا وہ ''ابو عامر اوسی'' تھا جس کی عبادت اور پارسائی کی بنا پر مدینہ والے اس کو ''راہب'' کہا کرتے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام ''فاسق'' رکھا تھا، زمانہ جاہلیت میں یہ شخص اپنے قبیلہ اوس کا سردار تھا اور مدینہ کا مقبول عام آدمی تھا، مگر جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو یہ شخص جذبہ حسد میں جل بھن کر خدا کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرنے لگا، اور مدینہ سے نکل کر مکہ چلا گیا، اور کفار قریش کو آپ سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا، اس کو بڑا بھروسا تھا کہ میری قوم جب مجھے دیکھے گی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ چھوڑ دے گی، چنانچہ اس نے میدان میں نکل کر پکارا کہ اے انصار! کیا تم لوگ مجھے پہچانتے ہو؟ میں ابو عامر راہب ہوں، انصار نے چلا کر کہا ہاں، ہاں! اے فاسق! ہم تجھ کو خوب پہچانتے ہیں، خدا تجھے ذلیل فرمائے ابو عامر اپنے لئے فاسق کا لفظ سن کر تلملا گیا، کہنے لگا کہ ہائے افسوس! میرے بعد میری قوم بالکل ہی بدل گئی، پھر کفار قریش کی ایک ٹولی جو اس کے ساتھ تھی مسلمانوں پر تیر برسانے لگی، اس کے جواب میں انصار نے بھی اس زور کی سنگ باری کی کہ ابو عامر اور اس کے ساتھی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔(۲)

لشکر کفار کا علمبردار طلحہ بن ابو طلحہ صف سے نکل کر میدان میں آیا اور کہنے لگا کہ کیوں مسلمانو! تم میں کوئی ایسا ہے کہ یا وہ مجھ کو دوزخ میں پہنچا دے یا خود میرے ہاتھ سے وہ جنت میں پہنچ جائے، اس کا یہ گھمنڈ سے بھرا ہوا کلام سن کر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ ہاں ''میں ہوں'' یہ کہہ کر فاتح خیبر نے ذوالفقار کے ایک ہی وار سے اس کا سر پھاڑ دیا، اور وہ زمین پر تڑپنے لگا، اور شیر خدا منہ

۱..... المغازی للواقدی　باب غزوۃ احد　۲۲۵/۱

..... سیرت ابن ہشام مع روض الانف ملتقطاً　۲۲۸/۳　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

۲..... مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب چہارم　[illegible]　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

پھیر کر وہاں سے ہٹ گئے لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اس کا سر کیوں نہیں کاٹ لیا، شیر خدا نے فرمایا کہ جب وہ زمین پر گرا تو اس کی شرمگاہ کھل گئی، اور وہ مجھے قسم دینے لگا کہ مجھے معاف کر دیجئے اس بے حیا کو بے ستر دیکھ کر مجھے شرم دامن گیر ہوگئی اس لئے میں نے منہ پھیر لیا۔(۱)

طلحہ کے بعد اس کا بھائی عثمان بن ابوطلحہ رجز کا یہ شعر پڑھتا ہوا حملہ آور ہوا کہ

اِنَّ عَلٰی اَھْلِ اللِّوَاءِ حَقًّا

اَنْ یَّخْضِبَ اللِّوَاءَ اَوْ تَنْدَقَّا

علمبردار کا فرض ہے کہ نیزہ کو خون میں رنگ دے، یا وہ ٹکرا کر ٹوٹ جائے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے مقابلہ کے لئے تلوار لے کر نکلے، اور اس کے شانے پر ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ تلوار ریڑھ کی ہڈی کو کاٹتی ہوئی کمر تک پہنچ گئی اور آپ کے منہ سے یہ نعرہ نکلا کہ

اَنَا اِبْنُ سَاقِی الْحَجِیْجِ

میں حاجیوں کے سیراب کرنے والے عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔(۲)

اس کے بعد عام جنگ شروع ہوگئی اور میدان جنگ میں کشت و خون کا بازار گرم ہوگیا۔

ابودجانہ کی خوش نصیبی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں ایک تلوار تھی جس پر یہ شعر کندہ تھا کہ

فِی الْجُبْنِ عَارٌ وَفِی الْاِقْبَالِ مَکْرُمَۃٌ

وَالْمَرْءُ بِالْجُبْنِ لَا یَنْجُوْ مِنَ الْقَدَرِ

بزدلی میں شرم ہے اور آگے بڑھ کر لڑنے میں عزت ہے اور آدمی بزدلی کر کے تقدیر سے نہیں بچ سکتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "کون ہے جو اس تلوار کو لے کر اس کا حق ادا کرے"۔ یہ سن کر بہت سے لوگ اس سعادت کے لئے لپکے، مگر یہ فخر و شرف حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

۱......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب چہارم　۱۱۶/۲　نوریہ رضویہ، پبلشنگ کمپنی لاہور

۲......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب چہارم　۱۱۶/۲　نوریہ رضویہ، پبلشنگ کمپنی لاہور

......سیرت ابن ہشام مع روض الانف ملتقطاً　۳۳۳/۳　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

نصیب میں تھا کہ تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی یہ تلوار اپنے ہاتھ سے حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دے دی، وہ یہ اعزاز پا کر جوشِ مسرت میں مست و بے خود ہو گئے، اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس تلوار کا حق کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ:

''تو اس سے کافروں کو قتل کرے یہاں تک کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے''۔

حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس تلوار کو اس کے حق کیساتھ لیتا ہوں، پھر وہ اپنے سر پر ایک سرخ رنگ کا رومال باندھ کر اکڑتے اور اتراتے ہوئے میدان جنگ میں نکل پڑے اور دشمنوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے اور تلوار چلاتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے، کہ ایک دم ان کے سامنے ابوسفیان کی بیوی ''ہند'' آ گئی حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارادہ کیا کہ اس پر تلوار چلا دیں مگر پھر اس خیال سے تلوا. ہٹالی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس تلوار کیلئے یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی عورت کا سر کاٹے۔(۱)

حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح حضرت حمزہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی دشمن کی صفوں میں گھس گئے اور کفار کا قتل عام شروع کر دیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی جوشِ جہاد میں دو دستی تلوار مارتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے تھے، اسی حالت میں ''سباع غبشانی'' سامنے آ گیا، آپ نے تڑپ کر فرمایا کہ اے عورتوں کا ختنہ کرنے والی عورت کے بچے! ٹھہر، کہاں جاتا ہے؟ تو اللہ و رسول سے جنگ کرنے چلا آیا ہے، یہ کہہ کر اس پر تلوار چلا دی اور وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر ڈھیر ہو گیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

''وحشی'' جو ایک حبشی غلام تھا اور اس کا آقا جبیر بن مطعم اس سے وعدہ کر چکا تھا تو اگر حضرت حمزہ کو قتل کر دے، تو میں تجھ کو آزاد کر دونگا، وحشی ایک چٹان کے پیچھے چھپا ہوا تھا، اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاک میں تھا، جوں ہی آپ اس کے قریب پہنچے اس نے دور سے اپنا نیزہ پھینک کر مارا جو آپ کی ناف میں لگا، اور پشت کے پار ہو گیا، اس حال میں بھی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار لے کر اس کی

۱......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب چہارم　۱۱۶/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف　۳/۲۳، ۳۲، ۳۰، ۲۹　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

طرف بڑھے، مگر زخم کی تاب نہ لا کر گر پڑے اور شہادت سے سرفراز ہو گئے۔(۱)

کفار کے علمبردار خود کٹ کٹ کر گرتے چلے جارہے تھے مگران کا جھنڈا گرنے نہیں پاتا تھا، ایک کے قتل ہونے کے بعد دوسرا اس جھنڈے کو اٹھالیتا تھا ان کافروں کے جوش وخروش کا یہ عالم تھا کہ جب ایک کافر نے جس کا نام "صواب" تھا مشرکین کا جھنڈا اٹھایا تو ایک مسلمان نے اس کو اس زور سے تلوار ماری کہ اس کے دونوں ہاتھ کٹ کر زمین پر گر پڑے مگر اس نے اپنے قومی جھنڈے کو زمین پر گرنے نہیں دیا، بلکہ جھنڈے کو اپنے سینے سے دبائے ہوئے زمین پر گر پڑا، اسی حالت میں مسلمانوں نے اس کو قتل کر دیا، مگر وہ قتل ہوتے ہوتے یہی کہتا رہا کہ "میں نے اپنا فرض ادا کر دیا"۔ اس کے مرتے ہی ایک بہادر عورت جس کا نام "عمرہ" تھا اس نے جھپٹ کر قومی جھنڈے کو اپنے ہاتھ میں لے کر بلند کر دیا، یہ منظر دیکھ کر قریش کو غیرت آئی اور ان کی بکھری ہوئی فوج سمٹ آئی، اور ان کے اکھڑے ہوئے قدم جم گئے۔(۲)

حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

ابو عامر راہب کفار کیطرف سے لڑ رہا تھا مگر اس کے بیٹے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرچم اسلام کے نیچے جہاد کر رہے تھے۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اجازت دیجئے میں اپنی تلوار سے اپنے باپ ابو عامر راہب کا سر کاٹ کر لاؤں مگر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت نے یہ گوارا نہیں کیا کہ بیٹے کی تلوار باپ کا سر کاٹے، حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر جوش میں بھرے ہوئے تھے کہ سر ہتھیلی پر رکھ کر انتہائی جان بازی کے ساتھ لڑتے ہوئے قلب لشکر تک پہنچ گئے، اور کفار کے سپہ سالار ابو سفیان پر حملہ کر دیا، اور قریب تھا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ابو سفیان کا فیصلہ کر دے کہ اچانک پیچھے سے شداد بن الاسود نے جھپٹ کر وار کو روکا، اور حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

۱.....صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل حمزۃ رضی اللہ عنہ ۵۸۲/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....مسند امام احمد مسند المکیین رقم الحدیث: ۱۵۴۹۷
.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۴۳۵/۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۲.....مدارج النبوۃ [illegible] باب چہارم [illegible] رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

''فرشتے حنظلہ کو غسل دے رہے ہیں'' جب ان کی بیوی سے انکا حال دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ جنگ اُحد کی رات میں وہ اپنی بیوی کے ساتھ سوئے ہوئے تھے، غسل کی حاجت تھی مگر دعوت جنگ کی آواز ان کے کان میں پڑی تو وہ اسی حالت میں شریک جنگ ہوگئے، یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہی وجہ ہے جو فرشتوں نے اس کو غسل دیا، اسی واقعہ کی بنا پر حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''غسیل الملائکہ'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔(۱)

اس جنگ میں مجاہدین انصار و مہاجرین بڑی دلیری اور جان بازی سے لڑتے رہے، یہاں تک کہ مشرکین کے پاؤں اکھڑ گئے، حضرت علی و حضرت ابو دجانہ حضرت سعد بن ابی وقاص وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مجاہدانہ حملوں نے مشرکین کی کمر توڑ دی، کفار کے تمام علمبردار عثمان، ابو سعید، مسافع، طلحہ بن ابی طلحہ وغیرہ ایک ایک کر کے کٹ کٹ کر زمین پر ڈھیر ہوگئے، کفار کو شکست ہوگئی، اور وہ بھاگنے لگے، اور ان کی عورتیں جو اشعار پڑھ پڑھ کر لشکر کفار کو جوش دلا رہی تھیں وہ بھی بدحواسی کے عالم میں اپنے ازار اٹھائے ہوئے برہنہ ساق بھاگتی ہوئی پہاڑوں پر دوڑتی ہوئی چلی جا رہی تھیں، اور مسلمان قتل و غارت میں مشغول تھے۔(۲)

ناگہاں جنگ کا پانسہ پلٹ گیا

کفار کی بھگدڑ اور مسلمانوں کے فاتحانہ قتل و غارت کا یہ منظر دیکھ کر وہ پچاس تیر انداز مسلمان جو درہ کی حفاظت پر مقرر کیے گئے تھے، وہ بھی آپس میں ایک دوسرے سے یہ کہنے لگے کہ غنیمت لوٹو، تمہاری فتح ہوگئی، ان لوگوں کے افسر حضرت عبداللہ بن جبیر نے ہر چند روکا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان یاد دلایا اور فرمان مصطفوی کی مخالفت سے ڈرایا مگر ان تیر انداز مسلمانوں نے ایک نہیں سنی اور اپنی جگہ چھوڑ کر مال غنیمت لوٹنے میں مصروف ہوگئے، لشکر کفار کا ایک افسر ''خالد بن ولید'' پہاڑ کی بلندی سے یہ منظر دیکھ رہا تھا، جب اس نے دیکھا کہ درہ پہرہ داروں سے خالی ہوگیا ہے، فوراً ہی اس نے درہ کے راستہ سے فوج لاکر مسلمانوں کے پیچھے سے حملہ کر دیا، حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند

۱..... مدارج النبوۃ قسم سوم باب چہارم ۱۲۳/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
..... سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۳۳۳،۳۵/۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
..... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ احد ۳۰۸،۰۹/۲ دارالکتب العلمیۃ، بیروت
۲..... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ احد [illegible] دارالکتب العلمیۃ، بیروت

جانبازوں کی ساتھ انتہائی دلیرانہ مقابلہ کیا، مگر یہ سب کے سب شہید ہو گئے اب کیا تھا کافروں کی فوج کے لئے راستہ صاف ہو گیا، خالد بن ولید نے زبردست حملہ کر دیا، یہ دیکھ کر بھاگی ہوئی کفار قریش کی فوج بھی پلٹ پڑی مسلمان مال غنیمت لوٹنے میں معروف تھے، پیچھے پھر کر دیکھا تو تلواریں برس رہی تھی اور کفار آگے پیچھے دونوں طرف سے مسلمانوں پر حملہ کر رہے تھے اور مسلمانوں کا لشکر چکی کے دو پاٹوں کیطرح پسنے لگا، اور مسلمانوں میں ایسی بدحواسی اور ابتری پھیل گئی کہ اپنے بیگانے میں تمیز نہیں رہی، خود مسلمان مسلمانوں کی تلواروں سے قتل ہوئے، چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضرت یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود مسلمانوں کی تلوار سے شہید ہوئے، حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلاتے ہی رہے کہ اے مسلمانو! یہ میرے باپ ہیں، یہ میرے باپ ہیں۔ مگر کچھ عجیب بدحواسی پھیلی ہوئی تھی کہ کسی کو کسی کا دھیان ہی نہیں تھا اور مسلمانوں نے حضرت یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔(۱)

حضرت مصعب بن عمیر بھی شہید

پھر بڑا غضب یہ ہوا کہ لشکر اسلام کے علمبردار حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ پر ابن قمیہ کافر جھپٹا ،اور ان کے دائیں ہاتھ پر اس زور سے تلوار چلادی کہ ان کا دایاں ہاتھ کٹ کر گر پڑا، اس جان باز مہاجر نے جھپٹ کر اسلامی جھنڈے کو بائیں ہاتھ سے سنبھال لیا، مگر ابن قمیہ نے تلوار مار کر ان کے بائیں ہاتھ کو بھی شہید کر دیا دونوں ہاتھ کٹ چکے تھے مگر حضرت عمیر رضی اللہ عنہ اپنے دونوں کٹے ہوئے بازوؤں سے پرچم اسلام کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے کھڑے رہے اور بلند آواز سے یہ آیت پڑھتے رہے کہ:

وَمَامُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ☆(۲)

پھر ابن قمیہ نے ان کو تیر مار کر شہید کر دیا، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صورت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ مشابہ تھے، ان کو زمین پر گرتے ہوئے دیکھ کر کفار نے غل مچا دیا کہ (معاذ اللہ) حضور تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل ہو گئے۔(۳)

۱.........المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۂ احد ۲/۴۱۳،۴۱۱ دار الکتب العلمیہ، بیروت
......مدارج النبوۃ قسم سوم باب چہارم ۲/۱۱۷ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲......مدارج النبوۃ قسم سوم باب چہارم ۲/۱۲۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۳......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۂ احد ۲/۴۱۴ دار الکتب العلمیہ، بیروت
......مدارج النبوۃ قسم سوم باب چہارم ۲/۱۲۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

اللہ اکبر! اس آواز نے غضب ہی ڈھادیا، مسلمان یہ سن کر بالکل ہی سراسیمہ اور پراگندہ دماغ ہو گئے، اور میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگنے لگے، بڑے بڑے بہادروں کے پاؤں اکھڑ گئے، اور مسلمانوں میں تین گروہ ہو گئے، کچھ لوگ تو بھاگ کر مدینہ کے قریب پہنچ گئے، کچھ لوگ سہم کر مردہ دل ہو گئے جہاں تھے وہیں رہ گئے، اپنی جان بچاتے رہے، یا جنگ کرتے رہے، کچھ لوگ جن کی تعداد تقریباً بارہ تھی جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے اس ہلچل اور بھگدڑ میں بہت سے لوگوں نے تو بالکل ہمت ہار دی، اور جو جان بازی کے ساتھ لڑنا چاہتے تھے وہ بھی دشمنوں کے دوطرفہ حملوں کے نرغے میں پھنس کر مجبور ولاچار ہو چکے تھے تاجدار دوعالم ﷺ کہاں ہیں؟ اور کس حال میں ہیں؟ کسی کو اس کی خبر نہیں تھی۔(۱) حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ تلوار چلاتے اور دشمنوں کی صفوں کو درہم برہم کرتے چلے جاتے تھے، مگر وہ ہر طرف مڑ مڑ کر رسول اللہ ﷺ کو دیکھتے تھے مگر جمالِ نبوت نظر نہ آنے سے وہ انتہائی اضطراب وبے قراری کے عالم میں تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ لڑتے لڑتے میدان جنگ سے بھی کچھ آگے نکل پڑے وہاں جاکر دیکھا کہ کچھ مسلمانوں نے مایوس ہو کر ہتھیار پھینک دیے ہیں، حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم لوگ یہاں بیٹھے کیا کر رہے ہو؟ لوگوں نے جواب دیا کہ اب ہم لڑکر کیا کریں گے، ؟ جن کیلئے لڑتے تھے، وہ تو شہید ہو گئے، حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر واقعی رسول اللہ ﷺ شہید ہو چکے ہیں تو پھر ہم ان کے بعد زندہ رہ کر کیا کریں گے؟ چلو ہم بھی اسی میدان میں شہید ہو کر حضور ﷺ کے پاس پہنچ جائیں یہ کہہ کر آپ دشمنوں کے لشکر میں لڑتے ہوئے گھس گئے، اور آخری دم تک انتہائی جوش جہاد اور جان بازی کیساتھ جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے، لڑائی ختم ہونے کے بعد جب ان کی لاش دیکھی گئی تو اسی (۸۰) سے زیادہ تیر وتلوار اور نیزوں کے زخم ان کے بدن پر تھے، کافروں نے ان کے بدن کو چھلنی بنادیا تھا، اور ناک کان وغیرہ کاٹ کر ان کی صورت بگاڑ دی تھی، کوئی شخص انکی لاش پہچان نہ سکا صرف ان کی بہن نے ان کی انگلیوں کو دیکھ کر انکو پہچانا۔(۲)

اسی طرح حضرت ثابت بن وحداح رضی اللہ تعالی عنہ نے مایوس ہو جانے والے انصاریوں سے کہا

۱......شرح الزرقانی علی المواہب	باب غزوۃ احد	۳۱۵/۲	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲......صحیح بخاری کتاب المغازی	باب غزوۃ احد	۵۷۹/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم کتاب الامارۃ	رقم الحدیث: ۲۵۲۳	۱۳۸/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی
......شرح الزرقانی علی المواہب ملخصا	باب غزوۃ احد	۳۱۷/۲	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف	[illegible]	[illegible]	[illegible] پبلی کیشنز لاہور

کہ اے جماعتِ انصار! اگر بالفرض رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید بھی ہو گئے تو تم ہمت کیوں ہار گئے؟ تمہارا اللہ تو زندہ ہے لہٰذا تم لوگ اٹھو اور اللہ کے دین کے لئے جہاد کرو، یہ کہہ کر آپ نے چند انصاریوں کو اپنے ساتھ لیا، اور لشکر کفار پر بھوکے شیروں کیطرح حملہ آور ہو گئے اور آخر خالد بن ولید کی تلوار سے جام شہادت نوش کر لیا۔(۱)

جنگ جاری تھی اور جاں نثارانِ اسلام جو جہاں تھے وہیں لڑائی میں مصروف تھے مگر سب کی نگاہیں انتہائی بے قراری کے ساتھ جمالِ نبوت کو تلاش کرتی تھیں عین مایوسی کے عالم میں سب سے پہلے جس نے تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمال دیکھا وہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوش نصیب آنکھیں ہیں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان کر مسلمانوں کو پکارا کہ اے مسلمانو! ادھر آؤ، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہیں، اس آواز کو سن کر تمام جانثاروں میں جان پڑ گئی، اور ہر طرف سے دوڑ دوڑ کر مسلمان آنے لگے، کفار نے بھی ہر طرف سے حملہ روک کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قاتلانہ حملہ کرنے کے لئے سارا زور لگا دیا، لشکر کفار کا دل بادل ہجوم کے ساتھ امنڈ پڑا، اور بار بار مدنی تاجدار پر یلغار کرنے لگا، مگر ذوالفقار کی بجلی سے یہ بادل پھٹ پھٹ کر رہ جاتا تھا۔

زیاد بن سکن کی شجاعت اور شہادت

ایک مرتبہ کفار کا ہجوم حملہ آور ہوا تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "کون ہے جو میرے اوپر اپنی جان قربان کرتا ہے"؟ یہ سنتے ہی حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچ انصاریوں کو ساتھ لے کر آگے بڑھے، اور ایک ایک نے لڑتے ہوئے اپنی جانیں فدا کر دیں، حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخموں سے لاچار ہو کر زمین پر گر پڑے تھے، مگر کچھ کچھ جان باقی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کی لاش کو میرے پاس اٹھا لاؤ، جب لوگوں نے ان کی لاش کو بارگاہِ رسالت میں پیش کیا، تو حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھسک کر محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر اپنا منہ رکھ دیا، اور اسی حالت میں ان کی روح پرواز کر گئی (۲) اللہ اکبر! حضرت زیاد بن سکن رضی اللہ تعالیٰ

۱......الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ باب ثابت بن الدحداح ۱/۵۰۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت
۲......دلائل النبوۃ للبیہقی باب تحریض النبی ﷺ ۳/۲۳۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۳/۲۵۸ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

عنہ کی اس موت پر لاکھوں زندگیاں قربان، سبحان اللہ

بچہ ناز رفتہ باشد ز جہان نیاز مندے
کہ بوقت جاں سپردن بسرش رسیدہ باشی

کھجور کھاتے جنت میں

اس گھمسان کی لڑائی اور مار دھاڑ کے ہنگاموں میں ایک بہادر مسلمان کھڑا ہوا، نہایت بے پروائی کے ساتھ کھجوریں کھا رہا تھا، ایک دم آگے بڑھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میں اس وقت شہید ہو جاؤں تو میرا ٹھکانا کہاں ہوگا؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو جنت میں جائے گا، وہ بہادر اس فرمانِ بشارت کو سن کر مست و بیخود ہو گیا، ایک دم کفار کے ہجوم میں کود پڑا، اور ایسی شجاعت کے ساتھ لڑنے لگا کہ کافروں کے دل دہل گئے اسی طرح جنگ کرتے کرتے شہید ہو گیا۔(۱)

لنگڑاتے ہوئے بہشت میں

حضرت عمرو بن جموح انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ لنگڑے تھے، یہ گھر سے نکلتے وقت یہ دعا مانگ کر چلے تھے کہ یا اللہ! مجھ کو میدانِ جنگ سے اہل و عیال میں آنا نصیب مت کر ان کے چار فرزند بھی جہاد میں معروف تھے لوگوں نے ان کو لنگڑا ہونے کی بنا پر جنگ کرنے سے روک دیا، تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں گڑگڑا کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو جنگ میں لڑنے کی اجازت عطا فرمائیے، میری تمنا ہے کہ میں بھی لنگڑاتا ہوا باغ بہشت میں خراماں خراماں چلا جاؤں ان کی بے قراری اور گریہ وزاری سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب مبارک متاثر ہو گیا، اور آپ نے ان کو جنگ کی اجازت دے دی، یہ خوشی سے اچھل پڑے اور اپنے فرزند کو ساتھ لے کر کافروں کے ہجوم میں گھس گئے، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ میدان جنگ میں یہ کہتے ہوئے چل رہے تھے کہ خدا کی قسم! میں جنت کا مشتاق

۲.....صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد ۵۷۹/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح مسلم کتاب الامارۃ رقم الحدیث:۳۵۱۸
.....نسائی کتاب الجہاد رقم الحدیث:۱۳۰۳
.....مسند امام احمد باقی مسند المکثرین رقم الحدیث: [illegible]

ہوں۔ ان کے ساتھ ساتھ ان کو سہارا دیتے ہوئے ان کا لڑکا بھی انتہائی شجاعت کے ساتھ لڑ رہا تھا، یہاں تک کہ یہ دونوں شہادت سے سرفراز ہو کر باغ بہشت میں پہنچ گئے لڑائی ختم ہو جانے کے بعد ان کی بیوی ہند زوجہ عمرو بن جموح میدانِ جنگ میں پہنچی، اور اس نے ایک اونٹ پر ان کی اور اپنے بھائی اور بیٹے کی لاش کو لاد کر دفن کیلئے مدینہ لانا چاہا تو ہزاروں کوششوں کے باوجود کسی طرح بھی وہ اونٹ ایک قدم بھی مدینہ کی طرف نہیں چلا، بلکہ وہ میدان جنگ ہی کی طرف بھاگ بھاگ کر جاتا رہا، ہند نے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ماجرا عرض کیا، تو آپ نے فرمایا کہ یہ بتا کیا عمرو بن جموح نے گھر سے نکلتے وقت کچھ کہا تھا؟ ہند نے کہا جی ہاں! وہ یہ دعا کر کے گھر سے نکلے تھے کہ "یا اللہ! مجھ کو میدانِ جنگ سے اہل وعیال میں آنا نصیب مت کر۔" آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ اونٹ مدینہ کی طرف نہیں چل رہا ہے۔(۱)

تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زخمی

اسی سراسیمگی اور پریشانی کے عالم میں جب کہ بکھرے ہوئے مسلمان ابھی رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع بھی نہیں ہوئے تھے کہ عبداللہ بن قمیہ جو قریش کے بہادروں میں بہت ہی نامور تھا اس نے ناگہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیا، ایک دم بجلی کی طرح صفوں کو چیرتا ہوا آیا اور تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قاتلانہ حملہ کر دیا، ظالم نے پوری طاقت سے آپ کے چہرہ انور پر تلوار ماری جس سے خود کی دو کڑیاں رُخِ انور میں چبھ گئیں، ایک دوسرے کافر نے آپ کے چہرہ اقدس پر ایسا پتھر مارا کہ آپ کے دو دندانِ مبارک شہید، اور نیچے کا مقدس ہونٹ زخمی ہو گیا، اسی حالت میں ابی بن خلف ملعون اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کو شہید کر دینے کی نیت سے آگے بڑھا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جان نثار صحابی حضرت حارثہ بن صمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک چھوٹا سا نیزہ لے کر ابی بن خلف کی گردن پر مارا۔ جس سے وہ تلملا گیا، گردن پر بہت معمولی زخم آیا اور وہ بھاگ نکلا مگر اپنے لشکر میں جا کر اپنی گردن کے زخم کے بارے میں لوگوں سے اپنی تکلیف اور پریشانی ظاہر کرنے لگا، اور بے پناہ نا قابل برداشت درد کی شکایت کرنے لگا، اس پر اس کے ساتھیوں نے کہا کہ "یہ تو معمولی

۱۔۔۔۔مدارج النبوۃ قسم سوم باب چہارم ۱۲۳/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۷۴۲،۷۳/۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

خراش ہے، تم اس قدر پریشان کیوں ہو"؟ اس نے کہا کہ تم لوگ نہیں جانتے کہ ایک مرتبہ مجھ سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کہا تھا کہ میں تم کو قتل کردوں گا، اسلئے یہ تو بہر حال زخم ہے میرا تو اعتقاد ہے کہ اگر وہ میرے اوپر تھوک دیتے تو بھی میں سمجھ لیتا کہ میری موت یقینی ہے۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ ابی بن خلف نے مکہ میں ایک گھوڑا پالا تھا، جس کا نام اس نے "عوذ" رکھا تھا، وہ روزانہ اس کو چراتا تھا، اور لوگوں سے کہتا تھا کہ میں اسی گھوڑے پر سوار ہو کر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کروں گا، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ میں ابی بن خلف کو قتل کروں گا، چنانچہ ابی بن خلف اپنے اسی گھوڑے پر چڑھ کر جنگ اُحد میں آیا تھا جو یہ واقعہ پیش آیا، ابی بن خلف نیزہ کے زخم سے بے قرار ہو کر راستہ بھر تڑپتا اور بلبلاتا رہا، یہاں تک کہ جنگ اُحد سے واپس آتے ہوئے مقام "سرف" میں مرگیا۔(۱)

اس طرح ابن قمیہ ملعون جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخِ انور پر تلوار چلادی تھی ایک پہاڑی بکرے کو خداوند قہار و جبار نے اس پر مسلط فرمادیا اور اس نے اس کو سینگ مار مار کر چھلنی بناڈالا، اور پہاڑ کی بلندی سے نیچے گرادیا، جس سے اس کی لاش ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر بکھر گئی۔(۲)

صحابہ کا جوشِ جان نثاری

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زخمی ہوگئے تو چاروں طرف سے کفار نے آپ پر تیر و تلوار کا وار شروع کردیا، اور کفار کا بے پناہ ہجوم آپ کے ہر چہار طرف سے حملہ کرنے لگا، جس سے آپ کفار کے نرغہ میں محصور ہونے لگے، یہ منظر دیکھ کر جان نثار صحابہ کا جوشِ جان نثاری سے خون کھولنے لگا، اور وہ اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر آپ کو بچانے کیلئے اس جنگ کی آگ میں کود پڑے، اور آپ کے گرد ایک حلقہ بنالیا، حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھک کر آپ کے لئے ڈھال بن گئے اور چاروں طرف سے جو تلواریں برس رہی تھیں ان کو وہ اپنی پشت پر لیتے رہے، اور آپ تک کسی تلوار یا نیزے کی مار کو پہنچنے ہی نہیں دیتے تھے، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جان نثاری کا یہ عالم تھا کہ وہ کفار کی تلواروں کے وار کو

۱..... مدارج النبوۃ قسم سوم باب چہارم ملتقطاً ملخصاً ۲/۲۹، ۱۲۷ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

..... سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۳/۶۳، ۳۶۲ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

..... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ احد ۲/۴۳۷ دار الکتب العلمیہ، بیروت

۲..... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ احد [illegible] دار الکتب العلمیہ، بیروت

اپنے ہاتھ پر روکتے تھے یہاں تک کہ ان کا ایک ہاتھ کٹ کر شل ہوگیا، اور ان کے بدن پر پینتیس یا انتالیس زخم لگے، غرضیکہ جان نثار صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت میں اپنی جانوں کی پروا نہیں کی، اور ایسی بہادری اور جان نثاری سے جنگ کرتے رہے کہ تاریخ عالم میں اس کی مثال نہیں مل سکتی، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نشانہ بازی میں مشہور تھے انہوں نے اس موقع پر اس قدر تیر برسائے کہ کئی کمانیں ٹوٹ گئیں، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے بٹھالیا تھا تاکہ دشمنوں کے تیر یا تلوار کا کوئی وار آپ پر نہ آسکے کبھی کبھی آپ دشمنوں کی فوج کو دیکھنے کے لئے گردن اٹھاتے تو حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ گردن نہ اٹھائیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمنوں کا کوئی تیر آپ کو لگ جائے، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ میری پیٹھ کے پیچھے ہی رہیں، میرا سینہ آپ کے لئے ڈھال بنا ہوا ہے۔(۱)

حضرت قتادہ بن نعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کو بچانے کیلئے اپنا چہرہ دشمنوں کے سامنے کئے ہوئے تھے، ناگہاں کافروں کا ایک تیر ان کی آنکھ میں لگا، اور آنکھ بہہ کر ان کے رخسار پر آ گئی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کی آنکھ کو اٹھا کر آنکھ کے حلقہ میں رکھ دیا، اور یوں دعا فرمائی کہ یا اللہ! قتادہ کی آنکھ بچالے جس نے تیرے رسول کے چہرہ کو بچایا ہے مشہور ہے کہ ان کی وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ روشن اور خوبصورت ہوگئی۔(۲)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تیراندازی میں انتہائی باکمال تھے، یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدافعت میں جلدی جلدی تیر چلا رہے تھے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنے دستِ اقدس سے تیر اٹھا اٹھا کر ان کو دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے سعد! تیر برساتے جاؤ، تم پر میرے

۱.....صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۂ احد ۵۸۱/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر رقم الحدیث: ۴۳۷۶
.....شرح الزرقانی علی المواہب باب غزوۂ احد ۴۲۴/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲.....شرح الزرقانی علی المواہب باب غزوۂ احد ۴۳۴/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۴۶۰/۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

ماں باپ قربان۔(۱)

ظالم کفار انتہائی بے دردی کے ساتھ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تیر برسا رہے تھے مگر اس وقت بھی زبان مبارک پر یہ دعا تھی۔

رَبِّ اغْفِرْ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ: یعنی اے اللہ! میری قوم کو بخش دے وہ مجھے جانتے نہیں ہیں۔(۲)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دندانِ مبارک کے صدمہ اور چہرہء انور کے زخموں سے نڈھال ہو رہے تھے، اس حالت میں آپ ان گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں گر پڑے جو ابو عامر فاسق نے جابجا کھود کر ان کو چھپا دیا تھا تاکہ مسلمان لاعلمی میں ان گڑھوں کے اندر گر پڑیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا دستِ مبارک پکڑا اور حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اٹھایا، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود (لوہے کی ٹوپی) کی کڑی کا ایک حلقہ جو چہرہء انور میں چبھ گیا تھا، اپنے دانتوں سے پکڑ کر اس زور کے ساتھ کھینچ کر نکالا کہ ان کا ایک دانت ٹوٹ کر زمین پر گر پڑا، پھر دوسرا حلقہ جو دانتوں سے پکڑ کر کھینچا تو دوسرا دانت بھی ٹوٹ گیا، چہرہء انور سے جو خون بہا اس کو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضرت مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جوشِ عقیدت سے چوس چوس کر پی لیا، اور ایک قطرہ بھی زمین پر گرنے نہیں دیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے مالک بن سنان! کیا تو نے میرا خون پی ڈالا، عرض کیا کہ جی ہاں! یارسول اللہ! صلی اللہ

۱..... صحیح بخاری کتاب المغازی باب اذ اہمت طائفتان ۵۸۰/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
..... صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ رقم الحدیث:۴۴۲۹
..... ترمذی شریف کتاب الادب عن رسول اللہ ﷺ رقم الحدیث:۲۷۵۵
..... ابن ماجہ المقدمۃ رقم الحدیث:۱۲۶
..... مسند امام احمد مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ رقم الحدیث:۱۰۹۰،۹۶۸
..... سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۴۵۹/۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۲..... صحیح بخاری احادیث الانبیاء رقم الحدیث:۳۲۱۸
..... صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب غزوۃ احد رقم الحدیث:۳۳۴۸ ۹۰/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
..... ابن ماجہ کتاب الفتن رقم الحدیث:۴۰۱۵
..... مسند امام احمد مسند المکثرین من الصحابۃ رقم الحدیث:۴۳۲۹

علیہ وآلہ وسلم آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے میرا خون پی لیا، جہنم کی کیا مجال جو اس کو چھو سکے۔(۱)

اس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جان نثاروں کیساتھ پہاڑ کی بلندی پر چڑھ گئے، جہاں کفار کے لئے پہنچنا دشوار تھا، ابوسفیان نے دیکھ لیا اور فوج لے کر وہ بھی پہاڑ پر چڑھنے لگا، لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے جان نثار صحابہ نے کافروں پر اس زور سے پتھر برسائے کہ ابوسفیان اس کی تاب نہ لا سکا اور پہاڑ سے اتر گیا۔(۲)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ پہاڑ کی ایک گھاٹی میں تشریف فرما تھے، اور چہرۂ انور سے خون بہہ رہا تھا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ڈھال میں پانی بھر بھر کر لا رہے تھے، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ہاتھوں سے خون دھو رہی تھیں، مگر خون بند نہیں ہوتا تھا، بالآخر کھجور کی چٹائی کا ایک ٹکڑا جلایا اور اس کی راکھ زخم پر رکھ دی تو خون فوراً ہی تھم گیا۔(۳)

ابوسفیان کا نعرہ اور اس کا جواب

ابوسفیان جنگ کے میدان سے واپس جانے لگا تو ایک پہاڑی پر چڑھ گیا اور زور زور سے پکارا کہ کیا یہاں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اسکا جواب نہ دو پھر اس نے پکارا کہ کیا تم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی کچھ جواب نہ دے، پھر اس نے پکارا کہ کیا تم میں عمر ہیں؟ جب اس کا بھی کوئی جواب نہیں ملا تو ابوسفیان گھمنڈ سے کہنے لگا، یہ سب مارے گئے، کیونکہ اگر زندہ ہوتے تو ضرور میرا جواب دیتے، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ضبط نہ ہو سکا، اور آپ نے چلّا کر کہا کہ اے دشمن خدا تو جھوٹا ہے، ہم سب زندہ ہیں۔

ابوسفیان نے اپنی فتح کے گھمنڈ میں یہ نعرہ مارا کہ:

۱.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ احد ۴۲۳،۲۶/۲ دار الکتب العلمیۃ، بیروت
.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف ملخصا ۴۵۵،۵۶/۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۲.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف ملتقطا ۴۶۵،۶۶/۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۳.....صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد ۵۸۴/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر رقم الحدیث: ۳۳۴۵ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....ابن ماجہ کتاب الطب رقم الحدیث: ۳۴۵۵

" اُعْلُ هُبَلُ ، اُعْلُ هُبَلُ " ۔یعنی اے ہبل! تو سر بلند ہو جا۔اے ہبل تو سر بلند ہو جا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تم لوگ بھی اس کے جواب میں نعرہ لگاؤ، لوگوں نے پوچھا کہ ہم کیا کہیں؟ ارشاد فرمایا کہ تم لوگ یہ نعرہ مارو کہ

اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ ۔یعنی اللہ سب سے بڑھ کر بلند مرتبہ اور بڑا ہے۔

ابوسفیان نے کہا کہ " لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ " ۔یعنی ہمارے لئے عزیٰ (بت ہے اور تمہارے لئے کوئی "عزیٰ" نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اس کے جواب میں یہ کہو کہ

"اَللّٰہُ مَوْلاَ نَا وَلاَ مَوْلٰی لَکُمْ " ۔یعنی اللہ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں

ابوسفیان نے بہ آواز بلند بڑے فخر کے ساتھ یہ اعلان کیا کہ آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ اور جواب ہے لڑائی میں کبھی فتح، کبھی شکست ہوتی ہے، اے مسلمانو! ہماری فوج نے تمہارے مقتولوں کے کان ناک کاٹ کران کی صورتیں بگاڑ دی ہیں مگر میں نے نہ تو اس کا حکم دیا تھا، نہ مجھے اس پر کوئی رنج و افسوس ہوا ہے یہ کہہ کر ابوسفیان میدان سے ہٹ گیا اور چل دیا۔(۱)

ہند جگر خوار

کفار قریش کی عورتوں نے جنگ بدر کا بدلہ لینے کیلئے جوش میں شہداء کرام کی لاشوں پر جا کران کے کان، ناک وغیرہ کاٹ کر صورتیں بگاڑ دیں، اور ابوسفیان کی بیوی ہند نے تو اس بیدردی کا مظاہرہ کیا کہ ان اعضاء کا ہار بنا کر اپنے گلے میں ڈالا، ہند حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کی مقدس لاش کو تلاش کرتی پھر رہی تھی، کیونکہ حضرت حمزہ ہی نے جنگ بدر کے دن ہند کے باپ عتبہ کو قتل کیا تھا، جب اس بیدرد نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کی لاش کو پالیا تو خنجر سے ان کا پیٹ پھاڑ کر کلیجہ نکالا، اور اس کو چبا گئی، لیکن حلق سے نہ اتر سکا، اس لئے اگل دیا، تاریخوں میں ہند کا لقب جو "جگر خوار" ہے وہ اسی واقعہ کی بنا پر ہے ہند اور اس کے شوہر ابوسفیان نے رمضان المبارک ۸ھ میں فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔(۲)

۱...... صحیح بخاری کتاب المغازی　باب غزوۃ اُحد　۵۷۹/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی

......مسند امام احمد　باب اول مسند الکوفیین رقم الحدیث: ۱۷۸۵۳

۲......المواھب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب غزوۃ احد　۴۴۰/۲　دار الکتب العلمیۃ، بیروت

......مدارج النبوۃ　قسم [illegible]　[illegible] پبلشنگ کمپنی لاہور

سعد بن الربیع کی وصیت

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کی تلاش میں نکلا، تو میں نے ان کو سکرات کے عالم میں پایا، انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرا سلام عرض کر دینا۔ اور اپنی قوم سے بعد سلام کے میرا یہ پیغام سنا دینا کہ جب تک تم میں سے ایک آدمی بھی زندہ ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کفار پہنچ گئے، تو خدا کے دربار میں تمہارا کوئی عذر بھی قابل قبول نہ ہوگا، یہ کہا اور ان کی روح پرواز کر گئی۔(۱)

خواتین اسلام کے کارنامے

جنگِ اُحد میں مردوں کی طرح عورتوں نے بھی بہت ہی مجاہدانہ جذبات کے ساتھ لڑائی میں حصہ لیا، حضرت بی بی عائشہ اور حضرت بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ یہ دونوں پائینچے چڑھائے ہوئے مشک میں پانی بھر بھر کر لاتی تھیں، اور مجاہدین خصوصاً زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں اسی طرح حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت بی بی ام سلیط بھی برابر پانی کی مشک بھر کر لاتی تھیں اور مجاہدین کو پانی پلاتی تھیں۔(۲)

حضرت اُمِ عمارہ کی جان نثاری

حضرت بی بی ام عمارہ جن کا نام "نسیبہ" ہے، جنگ اُحد میں اپنے شوہر زید بن عاصم اور دو فرزند حضرت عمارہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، کو ساتھ لے کر آئی تھیں، پہلے تو یہ مجاہدین کو پانی پلاتی رہی لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کفار کی یلغار کا ہوش رُبا منظر دیکھا، تو مشک کو پھینک دیا اور ایک خنجر لے کر کفار کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو کر کھڑی ہو گئیں، اور کفار کے تیر و تلوار کے ہر وار کو روکتی رہیں، چنانچہ ان کے سر اور گردن پر تیرہ زخم لگے، ابن قمیہ ملعون نے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

۱.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ احد ۴۴۵/۲ دارالکتب العلمیۃ، بیروت

۲.....صحیح بخاری کتاب المغازی باب اذ ہمت طائفتان ۵۸۲/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

.....صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر رقم الحدیث:۳۳۷۶

تلوار چلادی تو بی بی ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر اپنے بدن پر روکا چنانچہ ان کے کندھے پر اتنا گہرا زخم آیا کہ غار پڑ گیا، پھر خود بڑھ کر ابن قمیہ کے شانے پر زوردار تلوار ماری، لیکن وہ ملعون دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا، اس لئے بچ گیا۔

حضرت بی بی ام عمارہ کے فرزند حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک کافر نے زخمی کر دیا، اور میرے زخم سے خون بند نہیں ہوتا تھا، میری والدہ حضرت ام عمارہ نے فوراً اپنا کپڑا پھاڑ کر زخم کو باندھ دیا، اور کہا کہ بیٹا اٹھو، کھڑے ہو جاؤ، اور پھر جہاد میں مشغول ہو جاؤ، اتفاق سے وہی کافر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آ گیا، تو آپ نے فرمایا کہ اے ام عمارہ! دیکھ تیرے بیٹے کو زخمی کرنے والا یہی ہے، یہ سنتے ہی حضرت ام عمارہ نے جھپٹ کر اس کافر کی ٹانگ پر تلوار کا ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ وہ کافر گر پڑا، اور پھر چل نہ سکا بلکہ سرین کے بل گھسٹتا ہوا بھاگا، یہ منظر دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا کہ اے ام عمارہ! تو خدا کا شکر ادا کر کہ اس نے تجھ کو اتنی طاقت اور ہمت عطا فرمائی کہ تو نے خدا کی راہ میں جہاد کیا حضرت بی بی ام عمارہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمایئے کہ ہم لوگوں کو جنت میں آپ کی خدمت گزاری کا شرف حاصل ہو جائے، اس وقت آپ نے ان کے لئے اور ان کے شوہر اور ان کے بیٹوں کیلئے اس طرح دعا فرمائی کہ:

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُمْ رُفَقَائِیْ فِی الْجَنَّةِ"۔

یا اللہ! ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنا دے۔

حضرت بی بی ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندگی بھر علانیہ یہ کہتی رہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دعا کے بعد دنیا میں بڑی سے بڑی مصیبت بھی مجھ پر آ جائے تو مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔(۱)

حضرت صفیہ کا حوصلہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اپنے بھائی حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش پر آئیں، تو آپ نے ان کے بیٹے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ میری پھوپھی اپنے بھائی کی لاش نہ دیکھنے پائیں، حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ مجھے اپنے

۱...... مدارج النبوۃ قسم سوم باب چہارم ج۲ ص ۱۲۴ مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

بھائی کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو چکا ہے لیکن میں اس کو خدا کی راہ میں کوئی بڑی قربانی نہیں سمجھتی، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے لاش کے پاس گئیں اور یہ منظر دیکھا کہ پیارے بھائی کے کان، ناک، آنکھ، سب کٹے پڑے شکم چاک، جگر چبایا ہوا پڑا ہے، یہ دیکھ کر اس شیر دل خاتون نے (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ) کے سوا کچھ بھی نہ کہا، پھر ان کی مغفرت کی دعا مانگتی ہوئی چلی آئیں۔(۱)

ایک انصاری عورت کا صبر

ایک انصاری عورت جس کا شوہر، باپ، بھائی سبھی اس جنگ میں شہید ہو چکے تھے تینوں کی شہادت کی خبر باری باری سے لوگوں نے دی، مگر وہ ہر بار یہی پوچھتی رہی کہ یہ بتاؤ کہ رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے ہیں،؟ جب لوگوں نے اس کو بتایا کہ الحمدللہ وہ زندہ اور سلامت ہیں تو بے اختیار اس کی زبان سے اس شعر کا مضمون نکل پڑا کہ

تسلی ہے پناہ بے کساں زندہ سلامت ہے
کوئی پروا نہیں ،سارا جہاں زندہ سلامت ہے

اللہ اکبر! اس شیر دل عورت کے صبر وایثار کا کیا کہنا؟ شوہر، باپ، بھائی، تینوں کے قتل سے دل پر صدمات کے تین تین پہاڑ گر پڑے ہیں، مگر پھر بھی زبان حال سے اس کا یہی نعرہ ہے کہ

میں بھی اور باپ بھی، شوہر بھی ، برادر بھی فدا
اے شہ دیں! ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم(۲)

شہدائے کرام

اس جنگ میں ستر (۷۰) صحابہ کرام نے جام شہادت نوش فرمایا جن میں چار مہاجر اور چھیاسٹھ انصار تھے، تیس کی تعداد میں کفار بھی نہایت ذلت کے ساتھ قتل ہوئے۔(۳)

۱......سیرت ابن ہشام مع روض الانف ملتقطا ۳/۸۵،۸۴ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
......الاکتفاء باب ذکر المغازی رسول اللہ ﷺ ۱/۸۷،۳۸۶
۲......سیرت ابن ہشام مع روض الانف ملتقطا ۳/۹۰،۸۹ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۳......مدارج النبوۃ قسم سوم باب چہارم ۲/۱۳۴ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
شرح الزرقانی علی المواہب باب غزوۃ احد ۲/۱۹ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

مگر مسلمانوں کی مفلسی کا یہ عالم تھا کہ ان شہداء کرام کے کفن کیلئے کپڑا بھی نہیں تھا، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال تھا، کہ بوقتِ شہادت ان کے بدن پر صرف ایک اتنی بڑی کملی تھی، کہ ان کی لاش کو قبر میں لٹانے کے بعد اگر ان کا سر ڈھانپا جاتا تھا تو پاؤں کھل جاتا تھا، اور اگر پاؤں چھپایا جاتا تھا تو سر کھل جاتا تھا، بالآخر سر چھپا دیا گیا اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دی گئی، شہداء کرام خون میں لتھڑے ہوئے دو دو شہید ایک ایک قبر میں دفن کیے گئے، جس کو قرآن زیادہ یاد ہوتا اس کو آگے رکھتے۔(۱)

قبورِ شہداء کی زیارت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہداء اُحد کی قبروں کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے، اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھی یہی عمل رہا، ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہداء اُحد کی قبروں پر تشریف لے گئے تو ارشاد فرمایا کہ یا اللہ! تیرا رسول گواہ ہے کہ اس جماعت نے تیری رضا کی طلب میں جان دی ہے پھر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قیامت تک جو مسلمان بھی ان شہیدوں کی قبروں کی زیارت کے لئے آئے گا اور ان کو سلام کرے گا تو یہ شہداء کرام اس کے سلام کا جواب دیں گے۔

چنانچہ حضرت فاطمہ خزاعیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں ایک دن اُحد کے میدان سے گزر رہی تھی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے پاس پہنچ کر میں نے عرض کیا کہ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللہِ (اے رسول اللہ کے چچا آپ پر سلام ہو) تو میرے کان میں یہ آواز آئی کہ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللہِ وَبَرَکَاتُهٗ (۲)

حیاتِ شہداء

چھیالیس برس کے بعد شہداء اُحد کی بعض قبریں کھل گئیں تو ان کے کفن سلامت اور بدن تر و تازہ

۱......صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد رقم الحدیث:۴۰۴۱،۱۱۹۷،۳۶۰۸ ۵۸۴/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ رقم الحدیث:۴۴۲۹
......ترمذی شریف کتاب الادب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رقم الحدیث:۳۷۵۵
......نسائی شریف المقدمۃ رقم الحدیث:۱۲۶
......مسند امام احمد مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ رقم الحدیث:۱۰۹۰،۹۶۸
۲......مدارج النبوۃ قسم سوم باب چہارم ۱۳۵/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

تھے اور تمام اہل مدینہ اور دوسرے لوگوں نے دیکھا کہ شہداء کرام اپنے زخموں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور جب زخم سے ہاتھ اٹھایا تو تازہ خون نکل کر بہنے لگا۔(۱)

کعب بن اشرف کا قتل

یہودیوں میں کعب بن اشرف بہت ہی دولت مند تھا، یہودی علماء اور یہود کے مذہبی پیشواؤں کو اپنے خزانہ سے تنخواہ دیتا تھا، دولت کے ساتھ شاعری میں بھی بہت باکمال تھا جس کی وجہ سے نہ صرف یہودیوں بلکہ تمام قبائل عرب پر اس کا ایک خاص اثر تھا، اسکو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سخت عداوت تھی، جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح، اور سرداران قریش کے قتل ہو جانے سے اس کو انتہائی رنج وصدمہ ہوا، چنانچہ یہ قریش کی تعزیت کے لئے مکہ گیا اور کفار قریش کا جو بدر میں مقتول ہوئے تھے ایسا پردرد مرثیہ لکھا کہ جس کو سن کر سامعین کے مجمع میں ماتم برپا ہو جاتا تھا، اس مرثیہ کو یہ شخص قریش کو سنا سنا کر خود بھی زار زار روتا تھا اور سامعین کو بھی رلاتا تھا، مکہ میں ابوسفیان سے ملا، اور اس کو مسلمانوں سے جنگ بدر کا بدلہ لینے پر ابھارا، بلکہ ابوسفیان کو لے کر حرم میں آیا، اور کفار مکہ کے ساتھ خود بھی کعبہ کا غلاف پکڑ کر عہد کیا کہ مسلمانوں سے بدر کا ضرور انتقام لیں گے، پھر مکہ سے مدینہ لوٹ کر آیا، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو لکھ کر شان اقدس میں طرح طرح کی گستاخیاں اور بے ادبیاں کرنے لگا، اسی پر بس نہیں کیا، بلکہ آپ کو چپکے سے قتل کرا دینے کا قصد کیا۔

کعب بن اشرف یہودی کی یہ حرکتیں سراسر اس معاہدہ کی خلاف ورزی تھی جو یہود اور انصار کے درمیان ہو چکا تھا کہ مسلمانوں اور کفار قریش کی لڑائی میں یہودی غیر جانبدار رہیں گے، بہت دنوں تک مسلمان برداشت کرتے رہے، مگر جب بانیء اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس جان کو خطرہ لاحق ہو گیا تو حضرت محمد بن مسلمہ نے حضرت ابونائلہ وحضرت عباد بن بشر وحضرت حارث بن اوس وحضرت ابوعبس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لیا اور رات میں کعب بن اشرف کے مکان پر گئے، اور ربیع الاول ۳ھ کو اس قلعہ کے پھاٹک پر اس کو قتل کر دیا، اور صبح کو بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اس کا سر تاجدار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیا، اس قتل کے سلسلہ میں حضرت حارث بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار کی نوک سے زخمی ہو گئے تھے محمد بن مسلمہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کو کندھوں پر اٹھا کر

۱۔۔۔۔۔مدارج النبوۃ قسم سوم باب چہارم ۱۳۵/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

بارگاہِ رسالت میں لائے، اور آپ نے اپنا لعابِ دہن ان کے زخم پر لگا دیا تو اسی وقت شفاء کامل حاصل ہوگئی۔(۱)

غزوہ غطفان

ربیع الاول ۳ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ نجد کے ایک مشہور بہادر "دعثور بن الحارث محاربی" نے ایک لشکر تیار کرلیا ہے تاکہ مدینہ پر حملہ کرے، اس خبر کے بعد آپ چار سو صحابہ کرام کی فوج لے کر مقابلہ کے لئے روانہ ہوگئے، جب دعثور کو خبر ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے دیار میں آ گئے تو وہ بھاگ نکلا اور اپنے لشکر کو لے کر پہاڑوں پر چڑھ گیا، مگر اس کی فوج کا ایک آدمی جس کا نام "حبان" تھا گرفتار ہوگیا اور فوراً ہی کلمہ پڑھ کر اس نے اسلام قبول کرلیا۔

اتفاق سے اس روز زوردار بارش ہوگئی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک درخت کے نیچے لیٹ کر اپنے کپڑے سکھانے لگے، پہاڑ کی بلندی سے کافروں نے دیکھ لیا کہ آپ بالکل اکیلے اور اپنے اصحاب سے دور بھی ہیں، ایک دم دعثور بجلی کی طرح پہاڑ سے اتر کر ننگی شمشیر ہاتھ میں لئے ہوئے آیا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ مبارک پر تلوار بلند کر کے بولا، کہ بتایئے اب کون ہے جو آپ کو مجھ سے بچالے گا،؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ میرا اللہ مجھ کو بچالے گا، چنانچہ جبریل علیہ السلام دم زدن میں زمین پر اتر پڑے اور دعثور کے سینے میں ایک ایسا گھونسہ مارا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور دعثور عین عین ہو کر رہ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوراً تلوار اٹھالی اور فرمایا کہ بول، اب تجھ کو میری تلوار سے کون بچائے گا،؟ دعثور نے کانپتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں کہا کہ "کوئی نہیں" رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی بے کسی پر رحم آ گیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا قصور معاف فرمادیا، دعثور اس اخلاقِ نبوت سے بے حد متاثر ہوا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا، اور اپنی قوم میں آکر اسلام کی تبلیغ کرنے لگا۔

۱.... صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل کعب بن اشرف ۵۷۶/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
.... صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر رقم الحدیث: ۳۳۵۹ ۱۱۰/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
.... سنن ابی داؤد کتاب الجہاد رقم الحدیث: ۲۳۸۷
.... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب قتل کعب بن اشرف ۳۶۸/۲ دار الکتب العلمیۃ، بیروت

اس غزوہ میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گیارہ یا پندرہ دن مدینہ سے باہر رہ کر پھر مدینہ آ گئے۔(۱)

بعض مؤرخین نے اس تلوار کھینچنے والے واقعہ کو ''غزوات ذات الرقاع'' کے موقع پر بتایا ہے، مگر حق یہ ہے کہ تاریخ نبوی میں اس قسم کے دو واقعات ہوئے ہیں۔ ''غزوہ غطفان'' کے موقع پر سرانور کے اوپر تلوار اٹھانے والا ''دعثور بن حارث محاربی'' تھا، جو مسلمان ہو کر اپنی قوم کے اسلام کا باعث بنا، اور غزوہ ذات الرقاع میں جس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تلوار اٹھائی تھی اس کا نام ''غورث'' تھا اس نے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ مرتے وقت تک اپنے کفر پر اڑا رہا، ہاں البتہ اس نے یہ معاہدہ کر لیا تھا، کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کبھی جنگ نہیں کرے گا۔(۲)

۳ھ کے واقعات متفرقہ

ہجرت کے تیسرے سال میں مندرجہ ذیل واقعات بھی ظہور پذیر ہوئے۔

۱......۱۵/ رمضان المبارک ۳ھ کو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت ہوئی۔

۲......اسی سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بی بی حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا سے نکاح فرمایا، حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی صاحبزادی ہیں جو غزوہء بدر کے زمانہ میں بیوہ ہو گئی تھی، انکے مفصل حالات ازواج مطہرات کے ذکر میں آگے تحریر کیے جائیں گے۔

۳......اسی سال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالی عنہا سے نکاح کیا۔

۴......میراث کے احکام وقوانین بھی اسی سال نازل ہوئے، اب تک میراث میں ذوی الارحام کا کوئی حصہ نہ تھا، ان کے حقوق کا مفصل بیان نازل ہو گیا۔

۱......صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ ذات الرقاع ۵۸۴/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم کتاب فضائل رقم الحدیث:۴۲۳۱
......مسند امام احمد باب باقی مسند المکثرین رقم الحدیث:۱۳۸۱۶
۲......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ غطفان ۳۸۴/۲ دارالکتب العلمیۃ، بیروت

۵......اب تک مشرک عورتوں کا نکاح مسلمانوں سے جائز تھا، مگر ۳ھ میں اس کی حرمت نازل ہوگئی، اور ہمیشہ کے لئے مشرک عورتوں کا نکاح مسلمانوں سے حرام کردیا گیا۔(۱)

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

سوالات

آٹھواں باب

سوال نمبر 1......جنگِ اُحد کب، کہاں اور کیوں لڑی گئی۔؟

سوال نمبر 2......کیا زیارت قبور سنت سے ثابت ہے؟ اور شہداء روحانی طور پر زندہ ہوتے ہیں یا کس طور پر؟ دلیل دے کر وضاحت کریں۔؟

سوال نمبر 3......کعب بن اشرف کون تھا اور جنگِ بدر میں مسلمانوں کی فتح کے نتیجے میں اس کا کیا ردّ عمل تھا۔؟

سوال نمبر 4......غزوہ غطفان کس سن ہجری اور مہینے میں واقع ہوا اور اس میں جو ایک خاص واقعہ پیش آیا وہ کیا ہے۔؟

سوال نمبر 5......سن ۳ ہجری میں کون کون سے اہم واقعات پیش آئے؟ صرف چار کا ذکر کریں۔؟

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

۱......مدارج النبوۃ قسم سوم باب چہارم ۱۱۰/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

نواں باب

ہجرت کا چوتھا سال

ہجرت کا چوتھا سال بھی کفار کے ساتھ چھوٹی بڑی لڑائیوں ہی میں گزرا، جنگ بدر کی فتح مبین سے مسلمانوں کا رعب تمام قبائل عرب پر بیٹھ گیا تھا، اس لئے تمام قبیلے کچھ دنوں کے لئے خاموش بیٹھ گئے تھے لیکن جنگ اُحد میں مسلمانوں کے جانی نقصان کا چرچا ہو جانے سے دوبارہ تمام قبائل دفعۃً اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کیلئے کھڑے ہو گئے، اور مجبوراً مسلمانوں کو بھی اپنے دفاع کیلئے لڑائیوں میں حصہ لینا پڑا، ۴ھ کی مشہور لڑائیوں میں سے چند یہ ہیں۔

سریہ ابو سلمہ

یکم محرم ۴ھ کو ناگہاں ایک شخص نے مدینہ میں یہ خبر پہنچائی کہ طلیحہ بن خویلد اور سلمہ بن خویلد دونوں بھائی کفار کا لشکر جمع کر کے مدینہ پر چڑھائی کرنے کیلئے نکل پڑے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لشکر کے مقابلہ میں حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈیڑھ سو مجاہدین کے ساتھ روانہ فرمایا، جس میں حضرت ابو سبرہ اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے معزز مہاجرین وانصار بھی تھے، لیکن کفار کو جب پتا چلا کہ مسلمانوں کا لشکر آ رہا ہے تو وہ لوگ بہت سے اونٹ اور بکریاں چھوڑ کر بھاگ گئے، جن کو مسلمان مجاہدین نے مال غنیمت بنالیا اور لڑائی کی نوبت ہی نہیں آئی۔(۱)

سریہ عبداللہ بن انیس

محرم ۴ھ کو اطلاع ملی کہ ''خالد بن سفیان ہزلی'' مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے فوج جمع کر رہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے مقابلہ کے لئے حضرت عبداللہ ابن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیج دیا، آپ نے موقع پا کر خالد بن سفیان ہزلی کو قتل کر دیا، اور اس کا سر کاٹ کر مدینہ لائے اور تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیا، حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت عبداللہ ابن

۱۔۔۔المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، سریۃ ابی سلمۃ، ج۲، ص۴۷۔۔۔دار الکتب العلمیۃ بیروت

انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری اور جان نثاری سے خوش ہو کر ان کو اپنا عصا (چھڑی) عطا فرمایا، اور ارشاد فرمایا کہ تم اسی عصا کو ہاتھ میں لے کر جنت میں چہل قدمی کرو گے، انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن یہ مبارک عصا میرے پاس نشانی کے طور پر رہے گا، چنانچہ انتقال کے وقت انہوں نے وصیت فرمائی کہ اس عصا کو میرے کفن میں رکھ دیا جائے۔(۱)

حادثۂ رجیع

عسفان و مکہ کے درمیان ایک مقام کا نام "رجیع" ہے یہاں کی زمین سات مقدس صحابۂ کرام کے خون سے رنگین ہوئی، اس لئے یہ واقعہ "سریۂ رجیع" کے نام سے مشہور ہے، یہ دردناک سانحہ بھی ۴ھ میں پیش آیا، اس کا واقعہ یہ ہے کہ قبیلہ عضل وقارہ کے چند آدمی بارگاہِ رسالت میں آئے اور عرض کیا کہ ہمارے قبیلہ والوں نے اسلام قبول کر لیا ہے، اب آپ چند صحابہ کرام کو وہاں بھیج دیں تا کہ وہ ہماری قوم کو عقائد و اعمال اسلام سکھا دیں، ان لوگوں کی درخواست پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس منتخب صحابہ کرام کو حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماتحتی میں بھیج دیا، جب یہ مقدس قافلہ مقام رجیع پر پہنچا، تو غدار کفار نے بدعہدی کی اور قبیلۂ بنولحیان کے کافروں نے دو سو کی تعداد میں جمع ہو کر ان دس مسلمانوں پر حملہ کر دیا، مسلمان اپنے بچاؤ کے لئے ایک اونچے ٹیلہ پر چڑھ گئے، کافروں نے تیر چلانا شروع کیا اور مسلمانوں نے ٹیلے کی بلندی سے سنگ باری کی، کفار نے سمجھ لیا کہ ہم ہتھیاروں سے ان مسلمانوں کو ختم نہیں کر سکتے، تو ان لوگوں نے دھوکہ دیا، اور کہا کہ اے مسلمانو! ہم تم لوگوں کو امان دیتے ہیں، اور اپنی پناہ میں لیتے ہیں، اس لئے تم لوگ ٹیلے سے اتر آؤ، حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں کسی کافر کی پناہ میں آنا گوارا نہیں کر سکتا، یہ کہہ کر خدا سے دعا مانگی کہ "یا اللہ! تو اپنے رسول کو ہمارے حال سے مطلع فرما دے"۔ پھر وہ جوشِ جہاد میں بھرے ہوئے ٹیلے سے اترے اور کفار سے دست بدست لڑتے ہوئے اپنے چھ ساتھیوں کے ساتھ شہید ہو گئے، چونکہ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ بدر کے دن بڑے بڑے کفار قریش کو قتل کیا تھا، اسلئے جب کفار مکہ کو حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا پتا چلا تو کفار مکہ نے چند آدمیوں کو مقام رجیع میں بھیجا تا کہ ان کے بدن کا کوئی

۱......المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی سریۃ ابی سلمۃ......ملتقطا ۲/۴۷۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت

......مدارج النبوۃ قسم سوم باب چہارم ج۲، ص۱۴۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

ایسا حصہ کاٹ کر لائیں جس سے شناخت ہو جائے کہ واقعی حضرت عاصم قتل ہو گئے ہیں لیکن جب کفار آپ کی لاش کی تلاش میں اس مقام پر پہنچے تو اس شہید کی یہ کرامت دیکھی کہ لاکھوں کی تعداد میں شہد کی مکھیوں نے ان کی لاش کے پاس اس طرح گھیرا ڈال رکھا تھا، جس سے وہاں تک پہنچنا ہی ناممکن ہو گیا ہے، اس لئے کفارِ مکہ ناکام واپس چلے گئے۔(۱)

باقی تین اشخاص حضرت خبیب و حضرت زید بن وثنہ و حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کفار کی پناہ پر اعتماد کر کے نیچے اترے تو کفار نے بد عہدی کی اور اپنی کمان کی تانتوں سے ان لوگوں کو باندھنا شروع کر دیا، یہ منظر دیکھ کر حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ تم لوگوں کی پہلی بد عہدی ہے، اور میرے لئے اپنے ساتھیوں کیطرح شہید ہو جانا بہتر ہے، چنانچہ وہ ان کافروں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔(۲)

لیکن حضرت خبیب اور حضرت زید بن وثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کافروں نے باندھ دیا تھا، اس لئے یہ دونوں مجبور ہو گئے تھے، ان دونوں کو کفار نے مکہ میں لے جا کر بیچ ڈالا، حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ اُحد میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا، اس لئے اس کے لڑکوں نے ان کو خرید لیا، تاکہ ان کو قتل کر کے باپ کے خون کا بدلہ لیا جائے، اور حضرت زید بن وثنہ کو امیہ کے بیٹے صفوان نے قتل کرنے کے ارادہ سے خریدا، حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافروں نے چند دن قید میں رکھا، پھر حدودِ حرم کے باہر لے جا کر سولی پر چڑھا کر قتل کر دیا، حضرت خبیب نے قاتلوں سے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت طلب کی، قاتلوں نے اجازت دے دی، آپ نے بہت مختصر طور پر دو رکعت نماز ادا فرمائی، اور فرمایا کہ اے گروہ کفار! میرا دل تو یہی چاہتا تھا کہ دیر تک نماز پڑھتا رہوں، کیونکہ یہ میری زندگی کی آخری نماز تھی مگر مجھ کو یہ خیال آ گیا کہ کہیں تم لوگ یہ نہ سمجھ لو کہ میں موت سے ڈر رہا ہوں، کفار نے آپ کو سولی پر چڑھا دیا،

۱..... صحیح بخاری　کتاب المغازی　باب غزوة الرجیع ملخصا　۵۶۹/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
..... مسند امام احمد　باب باقی مسند المکثرین　رقم الحدیث: ۷۵۸۷
..... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب بعث الرجیع ملخصا　۷۷،۸۱/۲　دار الکتب العلمیۃ، بیروت
..... مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب چہارم　۱۳۸/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲..... صحیح بخاری　کتاب المغازی　باب غزوة الرجیع　۵۶۸،۶۹/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
مسند امام احمد　باب باقی مسند المکثرین　رقم الحدیث: ۷۵۸۷
..... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب بعث الرجیع ملخصا　۸۱/۲　دار الکتب العلمیۃ، بیروت

اس وقت آپ نے یہ اشعار پڑھے

وَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ فِی اللّٰہِ مَصْرَعِیْ

جب میں مسلمان ہو کر قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے کوئی پروا نہیں ہے کہ میں کس پہلو پر قتل کیا جاؤں گا۔

وَذَالِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَاْءُ
یُبَارِکُ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعٖ

یہ سب کچھ خدا کے لئے ہے اگر وہ چاہے گا تو میرے کٹے پٹے جسم کے ٹکڑوں پر برکت نازل فرمائے گا۔

حارث بن عامر کے لڑکے "ابوسروعہ" نے آپ کو قتل کیا، مگر خدا کی شان کہ یہی ابوسروعہ اور ان کے دونوں بھائی "عقبہ اور حجیر" پھر بعد میں مشرف بہ اسلام ہو کر صحابیت کے شرف و اعزاز سے سرفراز ہو گئے۔(۱)

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے مطلع فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا، کہ جو شخص خبیب کی لاش کو سولی سے اتار لائے، اس کیلئے جنت ہے، یہ بشارت سن کر حضرت زبیر بن العوام و حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہما راتوں کو سفر کرتے اور دن کو چھپتے ہوئے مقام "تنعیم" میں حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سولی کے پاس پہنچے، چالیس کفار سولی کے پہرہ دار بن کر سو رہے تھے، ان دونوں حضرات نے سولی سے لاش کو اتارا اور گھوڑے پر رکھ کر چل دیے، چالیس دن گزر جانے کے باوجود لاش تر و تازہ تھی، اور زخموں سے تازہ خون ٹپک رہا تھا، صبح کو قریش کے ستر سوار تیز رفتار گھوڑوں پر تعاقب میں چل پڑے، اور ان دونوں حضرات کے پاس پہنچ گئے، ان حضرات نے جب دیکھا کہ قریش کے سوار ہم کو گرفتار کر لیں گے، تو

۱...... صحیح بخاری کتاب المغازی　باب غزوۃ الرجیع　۲/۶۹،۵۶۸　قدیمی کتب خانہ کراچی
...... مسند امام احمد　باب باقی مسند المکثرین　رقم الحدیث: ۷۵۸۷
...... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب بعث الرجیع ملخصاً　۲/۷۷　دار الکتب العلمیہ، بیروت

انہوں نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش مبارک کو گھوڑے سے اتار کر زمین پر رکھ دیا، خدا کی شان کہ ایک دم زمین پھٹ گئی، اور لاش مبارک کو نگل گئی، اور پھر زمین اس طرح برابر ہوگئی کہ پھٹنے کا نشان بھی باقی نہیں رہا، یہی وجہ ہے کہ حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لقب ''بلیع الارض'' (جنکو زمین نگل گئی) ہے۔

اس کے بعد ان حضرات نے کفار سے کہا کہ ہم دو شیر ہیں جو اپنے جنگل میں جا رہے ہیں، اگر تم لوگوں سے ہو سکے تو ہمارا راستہ روک کر دیکھو، ورنہ اپنا راستہ لو، کفار نے ان حضرات کے پاس لاش نہیں دیکھی اس لئے مکہ واپس چلے گئے جب دونوں صحابہ کرام نے بارگاہ رسالت میں سارا ماجرا عرض کیا، تو حضرت جبریل علیہ السلام بھی حاضر دربار تھے، انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ان دونوں یاروں کے اس کارنامہ پر ہم فرشتوں کی جماعت کو بھی فخر ہے۔(۱)

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا تماشہ دیکھنے کے لئے کفار قریش کثیر تعداد میں جمع ہوگئے، جن میں ابوسفیان بھی تھے،، جب انکو سولی پر چڑھا کر قاتل نے تلوار ہاتھ میں لی، تو ابوسفیان نے کہا کہ کیوں؟ اے زید! سچ کہنا، اگر اس وقت تمہاری جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اسطرح قتل کیے جاتے، تو کیا تم اس کو پسند کرتے؟ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوسفیان کی اس طعنہ زنی کو سن کر تڑپ گئے، اور جذبات سے بھری ہوئی آواز میں فرمایا کہ اے ابوسفیان خدا کی قسم! میں اپنی جان کو قربان کر دینا عزیز سمجھتا ہوں مگر میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس پاؤں کے تلوے میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے، مجھے کبھی بھی یہ گوارا نہیں ہوسکتا۔

مجھے ہو ناز قسمت پر اگر نامِ محمد پر
یہ سر کٹ جائے اور تیرا کف پا اس کو ٹھکرائے
یہ سب کچھ ہے گوارا پر یہ مجھ سے ہو نہیں سکتا
کہ ان کے پاؤں کے تلوے میں اک کانٹا بھی چبھ جائے

۱۔۔۔مدارج النبوۃ قسم سوم باب چہارم ۱۴۱/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

یہ سن کر ابوسفیان نے کہا کہ میں نے بڑے بڑے محبت کرنے والوں کو دیکھا ہے مگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے عاشقوں کی مثال نہیں مل سکتی، صفوان کے غلام "نسطاس" نے تلوار سے ان کی گردن ماری۔(۱)

واقعۂ بیر معونہ

ماہ صفر ۴ھ میں "بیر معونہ" کا مشہور واقعہ پیش آیا، ابو براء عامر بن مالک جو اپنی بہادری کی وجہ سے "مُلَاعِبُ الْاَسِنَّةِ" (برچھیوں سے کھیلنے والا) کہلاتا تھا، بارگاہِ رسالت میں آیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اسلام کی دعوت دی، اس نے نہ تو اسلام قبول کیا، نہ اس سے کوئی نفرت ظاہر کی، بلکہ یہ درخواست کی کہ آپ اپنے چند منتخب صحابہ کو ہمارے دیار میں بھیج دیجئے، مجھے امید ہے کہ وہ لوگ اسلام کی دعوت قبول کرلیں گے، آپ نے فرمایا کہ مجھے نجد کے کفار کی طرف سے خطرہ ہے، ابو براء نے کہا کہ میں آپ کے اصحاب کی جان و مال کی حفاظت کا ضامن ہوں، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ میں سے ستر (۷۰) منتخب صالحین کو جو "قراء" کہلاتے تھے، بھیج دیا، یہ حضرات جب مقام "بیر معونہ" پر پہنچے تو ٹھہر گئے اور صحابہ کے قافلہ کے سالار حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط لے کر عامر بن طفیل کے پاس اکیلے تشریف لے گئے، جو قبیلہ کا رئیس اور ابو براء کا بھتیجا تھا، اس نے خط کو پڑھا بھی نہیں اور ایک شخص کو اشارہ کردیا، جس نے پیچھے سے حضرت حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیزہ مار کر شہید کردیا، اور آس پاس کے قبائل یعنی (رعل، ذکوان، اور عصیہ، بنولحیان وغیرہ کو جمع کر کے ایک لشکر تیار کرلیا، اور صحابۂ کرام پر حملہ کے لئے روانہ ہوگیا، حضرات صحابہ کرام بیر معونہ کے پاس بہت دیر تک حضرت حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی واپسی کا انتظار کرتے رہے، مگر جب بہت زیادہ دیر ہوگئی، تو یہ لوگ آگے بڑھے راستہ میں عامر بن طفیل کی فوج کا سامنا ہوا، اور جنگ شروع ہوگئی کفار نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا تمام صحابہ کرام کو شہید کردیا، انہی شہداء کرام میں حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، جن کے بارے میں عامر بن طفیل کا بیان ہے کہ قتل ہونے کے بعد ان کی لاش بلند ہو کر آسمان تک پہنچی، پھر زمین پر آگئی، اس کے بعد ان کی لاش تلاش

۱..... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب بعث الرجیع ملخصا ۴۹۲،۹۳/۲ دار الکتب العلمیہ، بیروت

..... سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۶۳۳،۳۳/۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

کرنے پر نہیں ملی کیونکہ فرشتوں نے انہیں دفن کر دیا۔(۱)

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عامر بن طفیل نے یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ میری ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی منت مانی تھی، اس لئے میں تم کو آزاد کرتا ہوں یہ کہا اور ان کی چوٹی کا بال کاٹ کر ان کو چھوڑ دیا، حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے چل کر جب مقام "قرقرۃ" میں آئے تو ایک درخت کے سائے میں ٹھہرے، وہیں قبیلہء بنوکلاب کے دو آدمی بھی ٹھہرے ہوئے تھے، جب وہ دونوں سو گئے تو حضرت عامر بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں کافروں کو قتل کر دیا۔ اور یہ سوچ کر دل میں خوش ہو رہے تھے کہ میں نے صحابہ کرام کے خون کا بدلہ لے لیا ہے، مگر ان دونوں شخصوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امان دے چکے تھے، جس کا حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم نہ تھا، جب مدینہ پہنچ کر انہوں نے سارا حال دربار رسالت میں بیان کیا، تو اصحاب بیر معونہ کی شہادت کی خبر سن کر سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنا عظیم صدمہ پہنچا کہ تمام عمر شریف میں کبھی بھی اتنا رنج و صدمہ نہیں پہنچا تھا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہینہ بھر تک قبائل رعل و ذکوان اور عصیہ و بنولحیان پر نماز فجر میں لعنت بھیجتے رہے، اور حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن دو شخصوں کو قتل کر دیا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کے خون بہا ادا کرنے کا اعلان کر دیا۔(۲)

غزوہ بنونضیر

حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبیلہء بنوکلاب کے جن دو شخصوں کو قتل کر دیا تھا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کا خون بہا ادا کرنے کا اعلان فرما دیا تھا، اسی معاملہ کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیلہء بنونضیر کے یہودیوں کے پاس تشریف لے گئے، کیونکہ ان یہودیوں سے آپ کا معاہدہ تھا مگر یہودی درحقیقت بہت ہی بدباطن ذہنیت والی قوم ہیں

۱..... صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع ۵۸۷/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
..... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب بیر معونہ ۵۰۲،۴۹۸/۲ دار الکتب العلمیہ، بیروت
..... سیرت ابن ہشام مع روض الانف ملخصا ۶۵۶،۶۰/۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۲..... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب بیر معونہ ملخصا ۵۰۳،۰۸/۲ دار الکتب العلمیہ، بیروت
سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۶۶۰،۶۱/۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

، معاہدہ کر لینے کے باوجود ان خبیثوں کے دلوں میں پیغمبر اسلام کی دشمنی اور عناد کی آگ بھری ہوئی تھی، ہر چند حضور ﷺ ان بدباطنوں سے اہل کتاب ہونے کی بنا پر اچھا سلوک فرماتے تھے، مگر یہ لوگ ہمیشہ اسلام کی بیخ کنی اور بانیء اسلام کی دشمنی میں مصروف رہے، مسلمانوں سے بغض وعناد اور کفار و منافقین سے ساز باز اور اتحاد یہی ہمیشہ ان غداروں کا طرزِ عمل رہا چنانچہ اس موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یہودیوں کے پاس تشریف لے گئے تو ان لوگوں نے بظاہر تو بڑے اخلاق کا مظاہرہ کیا، مگر اندرونی طور پر بڑی ہی خوفناک سازش اور انتہائی خطرناک اسکیم کا منصوبہ بنالیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر وحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے، یہودیوں نے ان سب حضرات کو ایک دیوار کے نیچے بڑے احترام کے ساتھ بٹھایا، اور آپس میں یہ مشورہ کیا کہ چھت پر سے ایک بہت ہی بڑا اور وزنی پتھر ان حضرات پر گرادیں تاکہ یہ سب لوگ دب کر ہلاک ہوجائیں، چنانچہ عمرو بن جحاش اس مقصد کے لئے چھت کے اوپر چڑھ گئے، محافظِ حقیقی پروردگار عالم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہودیوں کی اس ناپاک سازش سے بذریعہ وحی مطلع فرمادیا، اسلئے فوراً ہی آپ وہاں سے اٹھ کر چپ چاپ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ چلے آئے، اور مدینہ تشریف لاکر صحابہ کرام کو یہودیوں کی اس سازش سے آگاہ فرمایا، اور انصار ومہاجرین سے مشورہ کے بعد ان یہودیوں کے پاس قاصد بھیج دیا کہ چونکہ تم لوگوں نے اپنی اس دسیسہ کاری اور قاتلانہ سازش سے معاہدہ توڑ دیا، اسلئے اب تم لوگوں کو دس دن کی مہلت دی جاتی ہے کہ تم اس مدت میں مدینہ سے نکل جاؤ، اس کے بعد جو شخص بھی تم میں کا یہاں پایا جائے گا قتل کردیا جائے گا، شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان سن کر بنونضیر کے یہودی جلاوطن ہونے کے لئے تیار ہوگئے تھے، مگر منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی ان یہودیوں کا حامی بن گیا اور اس نے کہلا بھیجا کہ تم لوگ ہرگز ہرگز مدینہ سے نہ نکلو ہم دو ہزار آدمیوں سے تمہاری مدد کرنے کو تیار ہیں، اس کے علاوہ بنوقریظہ اور بنوغطفان یہودیوں کے دو طاقتور قبیلے بھی تمہاری مدد کریں گے، بنونضیر کے یہودیوں کو جب اتنا بڑا سہارا مل گیا تو وہ شیر ہوگئے، اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم مدینہ چھوڑ کر نہیں جاسکتے، آپ کے جو دل میں آئے کر لیجئے۔(۱)

یہودیوں کے اس جواب کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی کی امامت حضرت ابن

۱..... مدارج النبوۃ قسم سوم باب چہارم ۲/۴۷، ۱۴۶ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
..... سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۲۶۸،۷ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرما کر خود بنونضیر کا قصد فرمایا، اور ان یہودیوں کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا، یہ محاصرہ پندرہ دن تک قائم رہا، قلعہ میں باہر سے ہر قسم کے سامانوں کا آنا جانا بند ہو گیا، اور یہودی بالکل ہی محصور مجبور ہو کر رہ گئے، مگر اس موقع پر نہ منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی یہودیوں کی مدد کے لئے آیا نہ بنو قریظہ اور بنو غطفان نے کوئی مدد کی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان دغابازوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ☆(سورۂ حشر)(۱)

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال شیطان جیسی ہے، جب اس نے آدمی سے کہا کہ تو کفر کر، پھر جب اس نے کفر کیا تو بولا کہ میں تجھ سے الگ ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔

یعنی جس طرح شیطان آدمی کو کفر پر ابھارتا ہے لیکن جب آدمی شیطان کے ورغلانے سے کفر میں مبتلا ہو جاتا ہے، تو شیطان چپکے سے کھسک کر پیچھے ہٹ جاتا ہے، اسی طرح منافقوں نے بنونضیر کے یہودیوں کو شہ دے کر دلیر بنا دیا، اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑا دیا، لیکن جب بنونضیر کے یہودیوں کو جنگ کا سامنا ہوا تو منافق چھپ کر اپنے گھروں میں بیٹھ رہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قلعہ کے محاصرہ کے ساتھ قلعہ کے آس پاس کھجوروں کے کچھ درختوں کو بھی کٹوا دیا کیونکہ ممکن تھا کہ درختوں کے جھنڈ میں یہودی چھپ کر اسلامی لشکر پر چھاپہ مارتے، اور جنگ میں مسلمانوں کو دشواری ہو جاتی، ان درختوں کو کاٹنے کے بارے میں مسلمانوں کے دو گروہ ہو گئے، کچھ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ یہ درخت نہ کاٹے جائیں، کیونکہ فتح کے بعد یہ سب درخت مال غنیمت بن جائیں گے، اور مسلمان ان سے نفع اٹھائیں گے اور کچھ لوگوں کا یہ کہنا تھا کہ درختوں کے جھنڈ کو کاٹ کر صاف کر دینے سے یہودیوں کی کمین گاہوں کو برباد کرنا اور ان کو نقصان پہنچا کر غیظ وغضب میں ڈالنا مقصود ہے لہٰذا ان درختوں کو کاٹ دینا ہی بہتر ہے، اس موقع پر سورہ حشر کی یہ آیت اتری:

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۔(۲)

جو درخت تم نے کاٹے، یا جن کو ان کی جڑوں پر قائم چھوڑ دیے یہ سب اللہ کے حکم سے تھا، تاکہ

۱.....القرآن الکریم پارہ:۲۸ سورۃ الحشر آیت:۵۲

۲.....القرآن الکریم پارہ:۲۸ سورۃ الحشر آیت:۵

خدا فاسقوں کو رسوا کرے۔

مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں میں جو درخت کاٹنے والے ہیں انکا عمل بھی درست ہے اور جو کاٹنا نہیں چاہتے وہ بھی ٹھیک کہتے ہیں، کیونکہ کچھ درختوں کو کاٹنا اور کچھ کو چھوڑ دینا یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی اجازت سے ہیں۔

بہر حال آخر کار محاصرہ سے تنگ آ کر بنو نضیر کے یہودی اس بات پر تیار ہو گئے، کہ وہ اپنا اپنا مکان اور قلعہ چھوڑ کر اس شرط پر مدینہ سے باہر چلے جائیں گے کہ جس قدر مال واسباب وہ اونٹوں پر لے جا سکیں، لے جائیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں کی اس شرط کو منظور فرمالیا، اور بنو نضیر کے سب یہودی چھ سو اونٹ پر اپنا مال وسامان لاد کر ایک جلوس کی شکل میں گاتے بجاتے ہوئے مدینہ سے نکلے، کچھ تو ''خیبر'' چلے گئے اور زیادہ تعداد میں ملک شام جا کر ''اذرعات'' اور ''آریحا'' میں آباد ہو گئے۔

ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد ان کے گھروں کی مسلمانوں نے جب تلاشی لی تو پچاس لوہے کی ٹوپیاں، پچاس زرہیں، تین سو چالیس تلواریں نکلیں، جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبضہ میں آئیں۔(۱)

اللہ تعالیٰ نے بنو نضیر کے یہودیوں کی اس جلاوطنی کا ذکر قرآن مجید کی سورہ حشر میں اس طرح فرمایا کہ:

هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ط مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ۔(سورة الحشر)(۲)

اللہ وہی ہے جس نے کافر کتابیوں کو ان کے گھروں سے نکالا ان کے پہلے حشر کیلئے (اے مسلمانو) تمہیں یہ گمان نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور وہ سمجھتے تھے کہ ان کے قلعے انہیں اللہ سے بچالیں گے تو اللہ کا حکم ان کے پاس آ گیا جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا اور اس نے ان کے دلوں میں خوف ڈال دیا کہ وہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں سے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے ویران کرتے ہیں تو عبرت پکڑو اے نگاہ والو!

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　حدیث بنی نضیر　۲/۱۷،۵۱۶　دار الکتب العلمیہ بیروت
۲......القرآن الکریم　پارہ:۲۸　سورۃ الحشر　آیت:۲

بدرِ صغریٰ

جنگ اُحد سے لوٹتے وقت ابوسفیان نے کہا تھا کہ آئندہ سال بدر میں ہمارا مقابلہ ہوگا، چنانچہ شعبان یا ذوالقعدہ ۴ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کے نظم و نسق کا انتظام حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرما کر لشکر کے ساتھ بدر میں تشریف لے گئے، آٹھ روز تک کفار کا انتظار کیا ادھر ابوسفیان بھی فوج کیساتھ چلا، ایک منزل چلا تھا، کہ اس نے اپنے لشکر سے یہ کہا کہ یہ سال جنگ کے لئے مناسب نہیں ہے کیونکہ اتنا زبردست قحط پڑا ہوا ہے کہ نہ آدمیوں کے لئے دانہ پانی ہے، نہ جانوروں کیلئے گھاس چارہ، یہ کہہ کر ابوسفیان مکہ واپس چلا گیا، مسلمانوں کے پاس کچھ مال تجارت بھی ساتھ تھا، جب جنگ نہیں ہوئی، تو مسلمانوں نے تجارت کر کے خوب نفع کمایا اور مدینہ واپس چلے آئے۔(۱)

۴ھ کے متفرق واقعات

۱......اسی سال غزوہ بنونضیر کے بعد جب انصار نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بنونضیر کے جو اموال غنیمت میں ملے ہیں، وہ سب آپ ہمارے مہاجر بھائیوں کو دے دیجئے، ہم اس میں سے کسی چیز کے طلب گار نہیں ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہو کر یہ دعا فرمائی کہ۔

اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَاَبْنَاءَ الْاَنْصَارِ وَاَبْنَاءَ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ۔

اے اللہ انصار پر، اور انصار کے بیٹوں پر اور انصار کے بیٹوں کے بیٹوں پر رحم فرما۔(۲)

۲......اسی سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے حضرت عبداللہ بن عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی آنکھ میں ایک مرغ نے چونچ ماردی جس کے صدمے سے وہ دو رات تڑپ کر وفات پا گئے۔(۳)

۳......اسی سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت بی بی زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوئی۔(۴)

۱......مدارج النبوۃ قسم سوم باب چہارم ۱۵۱/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

......المواھب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ البدر الآخرۃ ۵۳۵/۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت

۲......مدارج النبوۃ قسم سوم باب چہارم ۱۴۹/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۳......مدارج النبوۃ قسم سوم باب چہارم ۱۴۹/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۴......مدارج النبوۃ قسم سوم باب چہارم ۱۵۰/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۴......اسی سال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام المؤمنین بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔(۱)

۵......اسی سال حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا مقدس پیراہن ان کے کفن کیلئے عطا فرمایا، اور ان کی قبر میں اتر کر ان کی میت کو اپنے دست مبارک سے قبر میں اتارا، اور فرمایا کہ فاطمہ بنت اسد کے سوا کوئی شخص بھی قبر کے دبوچنے سے نہیں بچا ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صرف پانچ ہی میت ایسی خوش نصیب ہوئی ہیں جن کی قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اترے، اول......حضرت بی بی خدیجہ، دوم......حضرت بی بی خدیجہ کا ایک لڑکا، سوم......عبداللہ مزنی جن کا لقب ذوالبجادین ہے۔ چہارم......حضرت بی بی عائشہ کی ماں، حضرت ام رومان۔ پنجم......حضرت فاطمہ بنت اسد حضرت علی کی والدہ۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)(۲)

۶......اسی سال ۴/شعبان ۴ھ کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش ہوئی۔(۳)

۷......اسی سال ایک یہودی نے ایک یہودی کی عورت کے ساتھ زنا کیا اور یہودیوں نے یہ مقدمہ بارگاہِ نبوت میں پیش کیا تو آپ نے تورات وقرآن دونوں کتابوں کے فرمان سے اس کو سنگسار کرنے کا فیصلہ فرمایا۔(۴)

۸......اسی سال طعمہ بن ابیرق نے جو مسلمان تھا چوری کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کے حکم سے اس کا ہاتھ کٹوا دیا، اس کے بعد طعمہ مکہ سے بھاگ گیا، وہاں بھی اس نے چوری کی، اہل مکہ نے اس کو قتل کر ڈالا، اس نے دیوار سے گر کر خودکشی کر لی یا دریا میں پھینک دیا گیا، ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ مرتد ہو گیا تھا۔(۵)

۹......بعض مؤرخین کے نزدیک شراب کی حرمت کا حکم بھی اسی سال نازل ہوا، اور بعض کے نزدیک ۶ھ میں اور بعض نے کہا کہ ۸ھ میں شراب حرام کی گئی۔(۶)

۱......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب چہارم　۱۵۰/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب چہارم　۱۵۰/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۳......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب چہارم　۱۵۱/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۴......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب چہارم　۱۵۲/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۵......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب چہارم　۱۵۳/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۶......مدارج النبوۃ　قسم [illegible]　[illegible] چہارم　[illegible]　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

سوالات

نواں باب

سوال نمبر 1...... ۴ھ کی مشہور لڑائیاں کون کونسی ہیں۔؟

سوال نمبر 2...... حادثہ رجیع سے کیا مراد ہے۔؟

سوال نمبر 3...... حضرت خبیب وحضرت زید بن دشنہ وحضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کیسے ہوئی اور یہ واقعہ کس کتاب میں ہے۔؟

سوال نمبر 4...... حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں، بیان کریں۔؟

سوال نمبر 5...... وہ کون کونسی خوش نصیب ہستیاں ہیں جن کی قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اترے۔؟

سوال نمبر 6...... شراب کی حرمت کا حکم کب نازل ہوا۔؟

☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆

دسواں باب

ہجرت کا پانچواں سال

۵ھ

جنگ اُحد میں مسلمانوں کے جانی نقصان کا چرچا ہو جانے اور کفار قریش اور یہودیوں کی مشترکہ سازشوں سے تمام قبائل کفار کا حوصلہ اتنا بلند ہو گیا کہ سب کو مدینہ پر حملہ کرنے کا جنون ہو گیا، چنانچہ ۵ھ بھی کفر واسلام کے بہت سے معرکوں کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے ہم یہاں چند مشہور غزوات وسرایا کا ذکر کرتے ہیں۔

غزوات ذات الرقاع

سب سے پہلے قبائل ''انمار و ثعلبہ'' نے مدینہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے چار سو صحابہ کرام کا لشکر اپنے ساتھ لیا اور 10 محرم الحرام ۵ھ کو مدینہ سے روانہ ہو کر مقام ''ذات الرقاع'' تک تشریف لے گئے، لیکن آپ کی آمد کا حال سن کر یہ کفار پہاڑوں میں بھاگ کر چھپ گئے اس لئے کوئی جنگ نہیں ہوئی، مشرکین کی چند عورتیں ملیں، جن کو صحابہ کرام نے گرفتار کر لیا، اس وقت مسلمان بہت ہی مفلس اور تنگ دستی کی حالت میں تھے، چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ سواریوں کی اتنی کمی تھی، کہ چھ چھ آدمیوں کی سواری کیلئے ایک ایک اونٹ تھا، جس پر ہم لوگ باری باری سوار ہو کر سفر کرتے تھے، پہاڑی زمین میں پیدل چلنے سے ہمارے قدم زخمی اور پاؤں کے ناخن جھڑ گئے تھے اس لئے ہم لوگوں نے اپنے پاؤں پر کپڑوں کے چیتھڑے لپیٹ لئے تھے یہی وجہ ہے کہ اس غزوہ کا نام ''غزوہ ذات الرقاع'' (پیوندوں والا غزوہ) ہو گیا۔(۱)

بعض مؤرخین نے کہا کہ چونکہ وہاں کی زمین کے پتھر سفید و سیاہ رنگ کے تھے اور زمین ایسی نظر آتی

۱..... صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ ذات الرقاع ۵۹۲/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
..... صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر رقم الحدیث: ۳۳۸۷
..... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ ذات الرقاع ۵۲۶/۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت

تھی، گویا سفید اور کالے پیوند ایک دوسرے سے جوڑے ہوئے ہیں، لہٰذا اس غزوہ کو ''غزوہ ذات الرقاع'' کہا جانے گا، اور بعض کا قول ہے کہ یہاں پر ایک درخت کا نام ''ذات الرقاع'' تھا اس لئے لوگ اس کو غزوہ ذات الرقاع کہنے لگے، ہوسکتا ہے کہ یہ ساری باتیں ہوں۔(۱)

مشہور امام سیرت ابن اسحٰق کا قول ہے کہ سب سے پہلے اس غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''صلوٰۃ الخوف'' پڑھی۔(۲)

غزوہ دُومۃ الجندل

ربیع الاول ۵ھ میں پتا چلا کہ ''مقام دومۃ الجندل'' میں جو مدینہ اور شہر دمشق کے درمیان ایک قلعہ کا نام ہے، مدینہ پر حملہ کرنے کیلئے ایک بہت بڑی فوج جمع ہو رہی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہزار صحابہ کرام کا لشکر لے کر مقابلہ کے لئے مدینہ سے نکلے جب مشرکین کو یہ معلوم ہوا کہ وہ لوگ اپنے مویشیوں اور چرواہوں کو چھوڑ کر بھاگ نکلے، صحابہ کرام نے ان تمام جانوروں کو مال غنیمت بنالیا اور آپ نے تین دن وہاں قیام فرما کر مختلف مقامات پر صحابہ کرام کے لشکروں کو روانہ فرمایا، اس غزوہ میں بھی کوئی جنگ نہیں ہوئی اس سفر میں ایک مہینہ سے زائد آپ مدینہ سے باہر رہے۔(۳)

غزوہ مُریسیع

اس کا دوسرا نام ''غزوہ بنی المصطلق'' بھی ہے ''مریسیع'' ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ سے آٹھ منزل دور ہے، قبیلہ خزاعہ کا ایک خاندان ''بنو المصطلق'' یہاں آباد تھا، اور اس قبیلہ کا سردار حارث بن ضرار تھا، اس نے بھی مدینہ پر فوج کشی کیلئے لشکر جمع کیا تھا، جب خبر مدینہ پہنچی تو ۲/ شعبان ۵ھ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ پر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ بنا کر لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے، اس غزوہ میں حضرت بی بی عائشہ اور حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی آپ کے

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب غزوۃ ذات الرقاع　۵۲۵/۲　دارالکتب العلمیۃ بیروت
......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب چہارم　۸۶،۸۷/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲......صحیح بخاری　کتاب المغازی　باب غزوۃ ذات الرقاع　۵۹۲/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب غزوۃ ذات الرقاع　۵۲۹/۲　دارالکتب العلمیۃ بیروت
۳......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب پنجم　۱۸۴/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
......سیرت ابن ہشام مع الروض الانف　[illegible]　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

ساتھ تھیں، جب حارث بن ضرار کو آپ کی تشریف آوری کی خبر ہوگئی، تو اس پر ایسی دہشت سوار ہوگئی کہ وہ اور اس کی فوج بھاگ کر منتشر ہوگئی، مگر خود مریسیع کے باشندوں نے لشکرِ اسلام کا سامنا کیا اور جم کر مسلمانوں پر تیر برسانے لگے، لیکن جب مسلمانوں نے ایک ساتھ مل کر حملہ کر دیا تو دس کفار مارے گئے اور ایک مسلمان بھی شہادت سے سرفراز ہوا، باقی سب کفار گرفتار ہوگئے جن کی تعداد سات سو سے زائد تھی، دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں مال غنیمت میں صحابہ کرام کے ہاتھ آئیں۔(۱)

غزوہ مریسیع جنگ کے اعتبار سے تو کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا مگر اس جنگ میں بعض ایسے اہم واقعات درپیش ہوگئے کہ یہ غزوہ تاریخ نبوی کا ایک بہت ہی اہم اور شاندار عنوان بن گیا ہے ان مشہور واقعات میں سے چند درج ذیل ہیں۔

منافقین کی شرارت

اس جنگ میں مال غنیمت کے لالچ میں بہت سے منافقین بھی شریک ہوگئے تھے، ایک دن پانی لینے پر ایک مہاجر اور انصاری میں کچھ تکرار ہوگئی، مہاجر نے بلند آواز سے یَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ (اے مہاجرو، فریاد ہے) اور انصاری نے یَا لَلْاَنْصَارِ (اے انصاریو! فریاد ہے) کا نعرہ مارا، یہ نعرہ سنتے ہی انصار و مہاجرین دوڑ پڑے اور اس قدر بات بڑھ گئی کہ آپس میں جنگ کی نوبت آگئی، رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کو شرارت کا ایک موقع مل گیا، اس نے اشتعال دلانے کیلئے انصاریوں سے کہا کہ لو! یہ تو وہی مثل ہوئی کہ سَمِّنْ كَلْبَكَ يَاْكُلْكَ (تم اپنے کتے کو فربہ کرو تا کہ وہ تمہیں کو کھا ڈالے) تم انصاریوں ہی نے ان مہاجروں کا حوصلہ بڑھا دیا ہے، لہٰذا اب ان مہاجرین کی مالی امداد و مدد بالکل بند کر دو، یہ لوگ ذلیل و خوار ہیں، اور ہم انصار عزت دار ہیں اگر ہم مدینہ پہنچے تو یقیناً ہم ان ذلیل لوگوں کو مدینہ سے نکال باہر کر دیں گے۔(۲)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اس ہنگامہ کا شور و غوغا سنا تو انصار و مہاجرین سے فرمایا کہ کیا تم لوگ زمانہء جاہلیت کی نعرہ بازی کر رہے ہو؟ جمالِ نبوت دیکھتے ہی انصار و مہاجرین برف کی طرح ٹھنڈے پڑ گئے، اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند فقروں نے محبت کا ایسا دریا بہا دیا کہ

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب غزوة المريسيع　۲/۴۰۳　دار الکتب العلمیہ بیروت

۲......مدارج النبوة　قسم سوم　باب پنجم　[illegible]　[illegible] کمپنی لاہور

پھر انصار و مہاجرین شیر و شکر کی طرح گھل مل گئے۔

جب عبداللہ بن ابی کی بیہودہ بات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کان میں پڑی تو وہ اس قدر طیش میں آ گئے، کہ ننگی تلوار لے کر آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑادوں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت نرمی کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ اے عمر! خبردار ایسا نہ کرو، ورنہ کفار میں یہ خبر پھیل جائے گی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو بھی قتل کرنے لگے ہیں، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل ہی خاموش ہو گئے مگر اس خبر کا پورے لشکر میں چرچا ہو گیا، یہ عجیب بات ہے کہ عبداللہ بن ابی جتنا بڑا اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن تھا، اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر اس کے بیٹے اسلام کے سچے شیدائی، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جان نثار صحابی تھے، ان کا نام بھی عبداللہ تھا جب اپنے باپ کی بکواس کا پتا چلا تو وہ غیظ وغضب میں بھرے ہوئے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر آپ میرے باپ کے قتل کو پسند فرماتے ہوں تو میری تمنا ہے کہ کسی دوسرے کے بجائے میں خود اپنی تلوار سے اپنے باپ کا سر کاٹ کر آپ کے قدموں میں ڈال دوں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہرگز نہیں۔ میں تمہارے باپ کیساتھ کبھی بھی کوئی برا سلوک نہیں کرونگا۔(۱)

اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ مدینہ کے قریب وادی عقیق میں وہ اپنے باپ عبداللہ ابن ابی کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے، اور کہا کہ تم نے مہاجرین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذلیل کہا ہے خدا کی قسم! میں اس وقت تک تم کو مدینہ میں داخل نہیں ہونے دونگا، جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت عطا نہ فرمائیں اور جب تک تم اپنی زبان سے یہ نہ کہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اولاد آدم میں سب سے زیادہ عزت والے ہیں، اور تم سارے جہان والوں میں سب سے زیادہ ذلیل ہو، تمام لوگ انتہائی حیرت اور تعجب کے ساتھ یہ منظر دیکھ رہے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں پہنچے اور یہ دیکھا کہ بیٹا باپ کا راستہ روکے ہوئے کھڑا ہے اور عبداللہ ابن ابی زور زور سے کہہ رہا ہے کہ "میں سب سے زیادہ ذلیل ہوں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ عزت والے ہیں"۔ آپ نے یہ دیکھتے ہی حکم دیا کہ اس کا راستہ چھوڑ دو تا کہ یہ مدینہ میں داخل ہو جائے۔(۲)

۱۔۔۔۔۔مدارج النبوۃ قسم سوم باب پنجم ۱۵۶/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲۔۔۔۔۔مدارج النبوۃ قسم سوم باب پنجم ۱۵۷/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح

غزوہ مریسیع کی جنگ میں جو کفار مسلمانوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے ان میں سردارِ قوم حارث بن ضرار کی بیٹی حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھی، جب تمام قیدی لونڈی غلام بنا کر مجاہدین اسلام میں تقسیم کر دیے گئے، تو حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آئیں انہوں نے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ کہہ دیا کہ تم مجھے اتنی رقم دے دو تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا، حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کوئی رقم نہیں تھی، وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے قبیلے کے سردار حارث بن ضرار کی بیٹی ہوں اور میں مسلمان ہو چکی ہوں، حضرت ثابت بن قیس نے اتنی اتنی رقم لے کر مجھے آزاد کر دینے کا وعدہ کر لیا ہے، آپ میری امداد فرمائیں تاکہ میں یہ رقم ادا کر کے آزاد ہو جاؤں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اس سے بہتر سلوک تمہارے ساتھ کروں تو کیا تم منظور کر لوگی؟ اس نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں خود تنہا تمہاری طرف سے ساری رقم ادا کر دوں، اور تم کو آزاد کر کے میں تم سے نکاح کر لوں، تاکہ تمہارا خاندانی اعزاز و وقار برقرار رہ جائے۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خوشی خوشی اس کو منظور کر لیا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری رقم اپنے پاس سے ادا فرما کر حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرما لیا، جب یہ خبر لشکر میں پھیل گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرما لیا ہے تو مجاہدین اسلام کے لشکر میں اس خاندان کے جتنے لونڈی غلام تھے مجاہدین نے سب کو فوراً ہی آزاد کر کے رہا کر دیا، اور لشکر اسلام کا ہر سپاہی یہ کہنے لگا کہ جس خاندان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی کر لی اس خاندان کا کوئی آدمی لونڈی، غلام نہیں رہ سکتا، اور حضرت عائشہ بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگیں کہ ہم نے کسی عورت کا نکاح حضرت جویریہ کے نکاح سے بڑھ کر خیر و برکت والا نہیں دیکھا، کہ اس کی وجہ سے تمام خاندان بنی المصطلق کو غلامی سے آزادی نصیب ہو گئی۔ (۱)

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اصلی نام "برہ" تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نام کو بدل کر "جویریہ" نام رکھا۔ (۲)

۱..... سنن ابی داؤد　کتاب العتق　باب فی بیع المکاتب اذا فسخت الکتابۃ　۵۴۸/۲　مکتبہ امدادیہ، ملتان

..... مسند امام احمد　باقی مسند الانصار　رقم الحدیث: ۲۵۱۶۱

۲..... مدارج النبوۃ　قسم سوم　۲/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

واقعہ افک

اسی غزوہ سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ واپس آنے لگے تو ایک منزل پر رات میں پڑاؤ کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک بند ہودج میں سوار ہو کر سفر کرتی تھیں اور چند مخصوص آدمی اس ہودج کو اونٹ پر لادنے اور اتارنے کے لئے مقرر تھے، حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لشکر کی روانگی سے کچھ پہلے لشکر سے باہر رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئیں، جب واپس ہوئیں تو دیکھا کہ ان کے گلے کا ہار کہیں ٹوٹ کر گر پڑا ہے، وہ دوبارہ اس ہار کی تلاش میں لشکر سے باہر چلی گئیں، اس مرتبہ واپسی میں کچھ دیر لگ گئی اور لشکر روانہ ہو گیا، آپ کا ہودج لانے والوں نے یہ خیال کر کے کہ ام المؤمنین ہودج کے اندر تشریف فرما ہیں ہودج کو اونٹ پر لاد دیا اور پورا قافلہ منزل سے روانہ ہو گیا، جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا منزل پر واپس ہوئی تو یہاں کوئی آدمی موجود نہیں تھا، تنہائی سے سخت گھبرائیں، اندھیری رات میں اکیلے چلنا بھی خطرناک تھا، اس لئے وہ یہ سوچ کر وہیں لیٹ گئیں کہ جب اگلی منزل پر لوگ مجھے نہ پائیں گے تو ضرور ہی میری تلاش میں یہاں آئیں گے، وہ لیٹی لیٹی سو گئیں، ایک صحابی جن کا نام حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا وہ ہمیشہ لشکر کے پیچھے پیچھے اس خیال سے چلا کرتے تھے تاکہ لشکر کا گرا پڑا سامان اٹھاتے چلیں، وہ جب اس منزل پر پہنچے تو حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا اور چونکہ پردہ کی آیت نازل ہونے سے پہلے وہ بارہا ام المؤمنین کو دیکھ چکے تھے، اس لئے دیکھتے ہی پہچان لیا اور انہیں مردہ سمجھ کر "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا، اس آواز سے وہ جاگ اٹھیں، حضرت صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً ہی ان کو اونٹ پر سوار کر لیا اور خود اونٹ کی مہار تھام کر پیدل چلتے ہوئے اگلی منزل پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔

منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی نے اس واقعہ کو حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانے کا ذریعہ بنالیا، اور خوب خوب اس تہمت کا چرچا کیا، یہاں تک کہ مدینہ میں اس منافق نے اس شرمناک تہمت کو اس قدر اچھالا اور اتنا شور وغل مچایا کہ مدینہ میں ہر طرف اس افتراء اور تہمت کا چرچا ہونے لگا، اور بعض مسلمان مثلاً حضرت حسان بن ثابت اور حضرت مسطح بن اثاثہ اور حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اس تہمت کو پھیلانے میں کچھ حصہ لیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس شرانگیز تہمت سے بے حد رنج و صدمہ پہنچا، اور مخلص مسلمانوں کو بھی انتہائی رنج و غم ہوا، حضرت بی بی

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ پہنچتے ہی سخت بیمار ہو گئیں، پردہ نشین تو تھیں ہی صاحبِ فراش ہو گئیں، اور انہیں اس تہمت تراشی کی بالکل خبر ہی نہیں ہوئی، گو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکدامنی کا پورا پورا علم و یقین تھا، مگر چونکہ اپنی بیوی کا معاملہ تھا، اس لئے آپ نے اپنی طرف سے اپنی بیوی کی براءت اور پاک دامنی کا اعلان کرنا مناسب نہیں سمجھا، اور وحی الٰہی کا انتظار فرمانے لگے، اس درمیان میں آپ اپنے مخلص اصحاب سے اس معاملہ میں مشورہ فرماتے رہے تاکہ ان لوگوں کے خیالات کا پتا چل سکے۔(۱)

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب آپ نے اس تہمت کے بارے میں گفتگو فرمائی۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ کو یہ گوارا نہیں ہے کہ آپ کے جسم اطہر پر ایک مکھی بھی بیٹھ جائے، کیونکہ مکھی نجاستوں پر بیٹھتی ہے، تو بھلا جو عورت ایسی برائی کی مرتکب ہو خداوند قدوس کب؟ اور کیسے برداشت فرمائے گا، کہ وہ آپ کی زوجیت میں رہ سکے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے سایہ کو زمین پر نہیں پڑنے دیا، تاکہ اس پر کسی کا پاؤں نہ پڑ سکے، تو بھلا اس معبود برحق کی غیرت کب یہ گوارا کرے گی، کہ کوئی انسان آپ کی زوجہ محترمہ کے ساتھ ایسی قباحت کا مرتکب ہو سکے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ گزارش کی کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک مرتبہ آپ کی نعلین اقدس میں نجاست لگ گئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیج کر آپ کو خبر دی کہ آپ اپنی نعلین اقدس اتار دیں اس لئے حضرت بی بی عائشہ معاذ اللہ اگر ایسی ہوتیں تو ضرور اللہ تعالیٰ آپ پر وحی نازل فرما دیتا کہ "آپ ان کو اپنی زوجیت سے نکال دیں"۔(۲)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس تہمت کی خبر سنی تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اے بیوی! تو سچ بتا! اگر حضرت صفوان بن معطل کی جگہ میں ہوتا تو کیا تو یہ گمان کر سکتی ہے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمِ پاک کے ساتھ ایسا کر سکتا تھا؟ تو ان کی بیوی نے جواب دیا کہ

۱.....صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث افک ۵۹۴/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
۲.....مدارج النبوۃ قسم سوم باب پنجم ۱۵۷/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

اگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جگہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی ہوتی تو خدا کی قسم! میں کبھی بھی ایسی خیانت نہیں کرسکتی تھی وہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو مجھ سے لاکھوں درجے بہتر ہے اور حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بدرجہا تم سے بہتر ہیں بھلا کیونکر ممکن ہے کہ یہ دونوں ایسی خیانت کرسکتے ہیں؟(۱)

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس معاملہ میں حضرت علی اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب مشورہ طلب فرمایا، تو حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برجستہ کہا کہ "اَهْلُكَ وَلَا نَعْلَمُ اِلَّا خَيْرًا"۔ کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ آپ کی بیوی ہیں اور ہم انہیں اچھی ہی جانتے ہیں، اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ جواب دیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں ڈالی ہے، عورتیں ان کے سوا بہت ہیں اور آپ ان کے بارے میں ان کی لونڈی (حضرت بریرہ) سے پوچھ لیں، وہ آپ سے سچ سچ کہہ دے گی۔

حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب آپ نے سوال فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ کو رسول برحق بنا کر بھیجا ہے کہ میں نے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں کوئی عیب نہیں دیکھا، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ وہ ابھی کمسن لڑکی ہیں، وہ گوندھا ہوا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہیں اور بکری آ کر کھا ڈالتی ہے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت فرمایا، جو حسن و جمال میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مثل تھیں، تو انہوں نے قسم کھا کر یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ!

اَحْمِيْ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَاللهِ مَا عَلِمْتُ اِلَّا خَيْرًا۔

میں اپنے کان اور آنکھ کی حفاظت کرتی ہوں، خدا کی قسم! میں تو حضرت بی بی عائشہ کو اچھی ہی جانتی ہوں۔(۲)

۱۔ مدارک التنزیل (للنسفی) سورۃ النور تحت الآیۃ: ۱۲،۱۳

۲۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث افک ۵۹۶/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

صحیح مسلم کتاب التوبۃ رقم الحدیث: ۲۷۷۰

مسند امام احمد ... مسند الانصار رقم الحدیث: ۲۴۴۴۴

اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن منبر پر کھڑے ہو کر مسلمانوں سے فرمایا کہ اس شخص کی طرف سے مجھے کون معذور سمجھے گا، یا میری مدد کرے گا جس نے میری بیوی پر بہتان تراشی کر کے میری دل آزاری کی ہے:

وَاللّٰهِ مَاعَلِمْتُ عَلٰی اَهْلِیْ اِلَّا خَیْرًا۔

خدا کی قسم! میں اپنی بیوی کو ہر طرح کی اچھی ہی جانتا ہوں،

وَلَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلًا مَاعَلِمْتُ عَلَيْهِ اِلَّا خَیْرًا۔

اور ان لوگوں (منافقوں) نے (اس بہتان میں) ایک ایسے مرد (صفوان بن معطل) کا ذکر کیا ہے جس کو میں بالکل اچھا ہی جانتا ہوں۔(۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بر سرِ منبر اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ اور حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کی برائت وطہارت اور عفت وپاکدامنی کا پورا پورا علم اور یقین تھا، اور وحی نازل ہونے سے پہلے ہی آپ کو یقینی طور پر معلوم تھا، کہ منافق جھوٹے اور ام المؤمنین پاک دامن ہیں ورنہ آپ بر سرِ منبر قسم کھا کر ان دونوں کی اچھائی کا مجمع عام میں ہرگز اعلان نہ فرماتے، مگر پہلے ہی اعلان عام نہ فرمانے کی وجہ یہی تھی کہ اپنی بیوی کی پاک دامنی کا اپنی زبان سے اعلان کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مناسب نہیں سمجھتے تھے، جب حد سے زیادہ منافقین نے شور وغوغا شروع کر دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر اپنے خیال اقدس کا اظہار فرما دیا، مگر اب بھی اعلان عام کے لئے آپ کو وحی الٰہی کا انتظار ہی رہا۔

یہ پہلے تحریر کیا جا چکا ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سفر سے آتے ہی بیمار ہو کر صاحب فراش ہو گئی تھیں، اس لئے وہ اس بہتان کے طوفان سے بالکل ہی بے خبر تھیں جب انہیں مرض سے کچھ صحت حاصل ہوئی، اور وہ ایک رات حضرت ام مسطح صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ رفع حاجت کے لئے صحرا میں تشریف لے گئیں، تو ان کی زبانی انہوں نے اس دلخراش اور روح فرسا خبر کو سنا، جس سے انہیں بڑا دھچکا لگا، اور وہ شدت رنج وغم سے نڈھال ہو گئیں، چنانچہ ان کی بیماری میں مزید اضافہ ہو گیا، اور وہ دن رات بلک بلک کر روتی رہیں، آخر جب ان سے یہ صدمہ جانکاہ برداشت نہ ہو سکا،

۱......صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث افک ۵۹۵/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے کر اپنی والدہ کے گھر چلی گئیں اور اس منحوس خبر کا تذکرہ اپنی والدہ سے کیا، ماں نے کافی تسلی وتشفی دی مگر یہ برابر لگاتار روتی رہیں، اسی حالت میں ناگہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ اے عائشہ! تمہارے بارے میں ایسی ایسی خبر اڑائی گئی ہے، اگر تم پاک دامن ہو اور یہ خبر جھوٹی ہے تو عنقریب خداوند قدوس تمہاری براءت کا بذریعہ وحی اعلان فرمادے گا، ورنہ تم توبہ واستغفار کرلو، کیونکہ جب کوئی بندہ خدا سے توبہ کرتا ہے اور بخشش مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ گفتگو سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آنسو بالکل تھم گئے اور انہوں نے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دیجئے تو انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا جواب دوں؟ پھر انہوں نے ماں سے جواب دینے کی درخواست کی تو ان کی ماں نے بھی یہی کہا، پھر خود حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ جواب دیا کہ لوگوں نے جو ایک بے بنیاد بات اڑائی ہے اور یہ لوگوں کے دلوں میں بیٹھ چکی ہے اور کچھ لوگ اس کو سچ سمجھ چکے ہیں اس صورت میں اگر میں یہ کہوں کہ میں پاک دامن ہوں تو لوگ اس کی تصدیق نہیں کریں گے، اور اگر میں اس برائی کا اقرار کرلوں تو سب مان لیں گے، حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس الزام سے بری اور پاک دامن ہوں، اس وقت میری مثال حضرت یوسف علیہ السلام کے باپ (حضرت یعقوب علیہ السلام) جیسی ہے، لہٰذا میں بھی وہی کہتی ہوں جو انہوں نے کہا تھا یعنی

فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ۔(۱)

یہ کہتی ہوئی انہوں نے کروٹ بدل کر منہ پھیرلیا، اور کہا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس تہمت سے بری اور پاکدامن ہوں، اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور میری براءت کو ظاہر فرمادے گا، حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جواب سن کر ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جگہ سے اٹھے بھی نہ تھے اور ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر بیٹھا ہی ہوا تھا کہ ناگہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہونے لگی، اور آپ پر نزولِ وحی کے وقت کی بے چینی شروع ہوگئی اور باوجودیکہ شدید سردی کا وقت تھا، مگر پسینے کے

۱......القرآن الکریم پارہ: سورۂ یوسف آیت:۱۸

قطرات موتیوں کی طرح آپ کے بدن سے ٹپکنے لگے جب وحی اتر چکی تو ہنستے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ تم خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کی حمد کرو کہ اس نے تمہاری براءت اور پاک دامنی کا اعلان فرمادیا، اور پھر آپ نے قرآن کی سورہ نور میں سے دس آیتوں کی تلاوت فرمائی جو اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ تا وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ پر ختم ہوتی ہیں۔

ان آیات کے نازل ہوجانے کے بعد منافقوں کا منہ کالا ہوگیا، اور حضرت ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاک دامنی کا آفتاب اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ اس طرح چمک اٹھا کہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے دلوں کی دنیا میں نور ایمان سے اجالا ہوگیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مسطح بن اثاثہ پر بڑا غصہ آیا، یہ آپ کے خالہ زاد بھائی تھے، اور بچپن ہی میں ان کے والد وفات پا گئے تھے، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی پرورش بھی کی تھی اور ان کی مفلسی کی وجہ سے ہمیشہ آپ ان کی مالی امداد فرماتے رہتے تھے، مگر اس کے باوجود حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس تہمت تراشی اور اس کا چرچا کرنے میں کچھ حصہ لیا تھا اس وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غصہ میں بھر کر یہ قسم کھالی کہ اب میں مسطح بن اثاثہ کی کبھی بھی کوئی مالی امداد نہیں کروں گا، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ۔

وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ط اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ☆ (سورۃ نور، پارہ: ۸، آیت: ۲۲)

اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں، قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں، کیا تم اسے پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے، اور اللہ بہت بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

اس آیت کو سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قسم توڑ ڈالی، اور پھر حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خرچ سابق بدستور عطا فرمانے لگے۔(۱)

۱.....صحیح بخاری　کتاب المغازی　باب حدیث افک　۵۹۵/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح مسلم　کتاب التوبۃ　رقم الحدیث: ۴۹۷۴
.....مسند امام احمد　باقی مسند الانصار　رقم الحدیث: ۲۴۴۴۴

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی میں ایک خطبہ پڑھا، اور سورہ نور کی آیتیں تلاوت فرما کر مجمع عام میں سنا دیں، اور تہمت لگانے والوں میں سے حضرت حسان بن ثابت وحضرت مسطح بن اثاثہ وحضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی ان چاروں کو حد قذف کی سزا میں اسی اسی درے مارے گئے۔(۱)

شارح بخاری علامہ کرمانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی براءت اور پاکدامنی قطعی ویقینی ہے جو قرآن مجید سے ثابت ہے، اگر کوئی اس میں ذرا بھی شک کرے تو وہ کافر ہے۔(۲)

دوسرے تمام فقہاء امت کا بھی یہی مسلک ہے۔

آیتِ تیمم کا نزول

ابن عبدالبر وابن سعد وابن حبان وغیرہ محدثین وعلماء سیرت کا قول ہے کہ تیمم کی آیت اسی غزوہ مریسیع میں نازل ہوئی مگر روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ آیت تیمم کسی دوسرے غزوہ میں اتری ہے۔(۳)

بخاری شریف میں آیت تیمم کی شانِ نزول جو مذکور ہے وہ یہ ہے کہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ ایک سفر میں تھے جب ہم لوگ مقام ''بیداء'' یا مقام ''ذات الجیش'' میں پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر کہیں گر گیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کچھ لوگ اس ہار کی تلاش میں وہاں ٹھہر گئے، اور وہاں پانی نہیں تھا تو کچھ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر شکایت کی کہ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ حضرت عائشہ نے کیا کیا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کو یہاں ٹھہرایا ہے، حالانکہ یہاں پانی موجود نہیں ہے، یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آئے اور جو کچھ خدا نے چاہا انہوں نے مجھ کو (سخت وست) کہا اور پھر (غصہ میں) اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کونچا مارنے لگے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱.....مدارج النبوۃ قسم سوم باب پنجم ۲/۱۶۳ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲.....حاشیہ بخاری کتاب المغازی باب حدیث افک ۲/۵۹۵ قدیمی کتب خانہ کراچی
۳.....مدارج النبوۃ قسم سوم باب پنجم ۲/۱۵۷-۱۵۸ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

میری ران پر اپنا سر مبارک رکھ کر آرام فرما رہے تھے، اس وجہ سے (مار کھانے کے باوجود) میں ہل نہیں سکتی تھی، صبح کو جب رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو وہاں کہیں پانی موجود نہیں تھا، ناگہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تیمم کی آیت نازل ہوگئی، چنانچہ حضور ﷺ اور تمام اصحاب نے تیمم کیا اور نماز فجر ادا کی، اس موقعہ پر حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (خوش ہوکر) کہا کہ اے ابوبکر کی آل! یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے، پھر ہم لوگوں نے اونٹ کو اٹھایا تو اس کے نیچے ہم نے ہار کو پالیا۔(۱)

اس حدیث میں کسی غزوہ کا نام نہیں ہے، مگر شارح بخاری حضرت علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ واقعہ غزوہ بنی المصطلق کا ہے جس کا دوسرا نام غزوہ مریسیع بھی ہے، جس میں قصہ افک واقع ہوا۔(۲)

اس غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھائیس دن مدینہ سے باہر رہے۔(۳)

جنگِ خندق

۵ھ کی تمام لڑائیوں میں یہ جنگ سب سے زیادہ مشہور اور فیصلہ کن جنگ ہے چونکہ دشمنوں سے حفاظت کے لئے شہر مدینہ کے گرد خندق کھودی گئی تھی، اس لئے یہ لڑائی "جنگ خندق" کہلاتی ہے اور چونکہ تمام کفار عرب نے متحد ہوکر اسلام کے خلاف یہ جنگ کی تھی، اس لئے اس لڑائی کا دوسرا نام "جنگ احزاب" (تمام جماعتوں کی متحدہ جنگ) ہے، قرآن مجید میں اس لڑائی کا تذکرہ اسی نام کیساتھ آیا ہے۔(۴)

جنگ خندق کا سبب

گزشتہ اوراق میں ہم یہ لکھ چکے ہیں کہ "قبیلہ بنونضیر" کے یہودی جب مدینہ سے نکال دیے گئے تو

۱.....صحیح بخاری کتاب التیمم باب التیمم ۴۸/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح مسلم کتاب الحیض رقم الحدیث:۵۵۰
.....سنن نسائی کتاب الطہارۃ رقم الحدیث:۳۰۸
.....مسند امام احمد باقی مسند الانصار رقم الحدیث:۲۴۲۸۳
۲.....فتح الباری کتاب التیمم ۳۸۶/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
۳.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ المریسیع ۱۷/۳ دار الکتب العلمیہ بیروت
۴.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ الخندق ۲۴/۳ دار الکتب العلمیہ بیروت

ان میں سے یہودیوں کے چند رؤسا "خیبر" میں جا کر آباد ہو گئے اور خیبر کے یہودیوں نے ان لوگوں کا اتنا اعزاز و اکرام کیا کہ سلام بن الحقیق و حی بن اخطب و کنانہ بن الربیع کو اپنا سردار مان لیا، یہ لوگ چونکہ مسلمانوں کے خلاف غیظ و غضب میں بھرے ہوئے تھے، اور انتقام کی آگ ان کے سینوں میں دہک رہی تھی، اسلئے ان لوگوں نے مدینہ پر ایک زبردست حملہ کی اسکیم بنائی، چنانچہ یہ تینوں اس مقصد کے پیش نظر مکہ گئے، اور کفار قریش سے مل کر یہ کہا کہ اگر تم لوگ ہمارا ساتھ دو تو ہم لوگ مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر سکتے ہیں، کفار قریش تو اس کے بھوکے ہی تھے، فوراً ہی ان لوگوں نے یہودیوں کی ہاں میں ہاں ملا دی، کفار قریش سے ساز باز کر لینے کے بعد ان تینوں یہودیوں نے "قبیلہ بنوغطفان" کا رخ کیا اور خیبر کی آدھی آمدنی دینے کا لالچ دے کر ان لوگوں کو بھی مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے آمادہ کر لیا پھر بنوغطفان نے اپنے حلیف "قبیلہ بنواسد" کو بھی اپنا ہمنوا بنا لیا اور کفار قریش نے اپنی رشتہ داریوں کی بنا پر "قبیلہ بنوسلیم" کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا غرض اس طرح تمام قبائل عرب کے کفار نے مل جل کر ایک لشکر جرار تیار کر لیا جس کی تعداد دس ہزار تھی، اور ابوسفیان اس پورے لشکر کا سپہ سالار بن گیا۔(۱)

مسلمانوں کی تیاری

جب قبائل عرب کے تمام کافروں کے اس گٹھ جوڑ اور خوفناک حملہ کی خبریں مدینہ پہنچیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو جمع فرما کر مشورہ فرمایا کہ اس حملہ کا مقابلہ کس طرح کیا جائے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رائے دی کہ جنگِ اُحد کی طرح شہر سے باہر نکل کر اتنی بڑی فوج کے حملہ کو میدانی لڑائی میں روکنا مصلحت کے خلاف ہے، لہٰذا مناسب یہ ہے کہ شہر کے اندر رہ کر اس حملہ کا دفاع کیا جائے اور شہر کے گرد جس طرف سے کفار کی چڑھائی کا خطرہ ہے ایک خندق کھود لی جائے، تاکہ کفار کی پوری فوج بیک وقت حملہ آور نہ ہو سکے، مدینہ کے تین طرف چونکہ مکانات کی تنگ گلیاں اور کھجوروں کے جھنڈ تھے، اسلئے ان تینوں جانب سے حملہ کا امکان نہیں تھا۔ مدینہ کا صرف ایک رخ کھلا ہوا تھا، اسلئے یہ طے کیا گیا کہ اسی طرف پانچ گز گہری خندق کھودی جائے، چنانچہ ۸/ ذوالقعدہ ۵ھ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین ہزار صحابہ کرام کو ساتھ لے کر خندق کھودنے میں معروف ہو گئے،

۱۔۔۔۔۔المواهب اللدنیة مع شرح الزرقانی، باب غزوة الخندق، ج۲، ص۱۰۴-۱۱۲، دارالکتب العلمیة بیروت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے خندق کی حد بندی فرمائی، اور دس دس آدمیوں پر دس گز زمین تقسیم فرمادی اور تقریباً بیس دن میں یہ خندق تیار ہوگئی۔(۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خندق کے پاس تشریف لائے، اور جب یہ دیکھا کہ انصار و مہاجرین کڑکڑاتے ہوئے جاڑے کے موسم میں صبح کے وقت کئی کئی فاقوں کے باوجود جوش و خروش کے ساتھ خندق کھودنے میں مشغول ہیں تو انتہائی متاثر ہوکر آپ نے یہ رجز پڑھنا شروع کردیا کہ

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ

فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃَ

اے اللہ! بلاشبہ زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے لہٰذا تو انصار و مہاجرین کو بخش دے۔

اس کے جواب میں انصار و مہاجرین نے آواز ملا کر یہ پڑھنا شروع کر دیا کہ

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا

عَلَی الْجِھَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے جہاد پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی ہے جب تک ہم زندہ رہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔(۲)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی خندق کھودتے اور مٹی اٹھا اٹھا کر پھینکتے تھے یہاں تک کہ آپ کے شکم مبارک پر غبار کی تہ جم گئی تھی اور مٹی اٹھاتے ہوئے صحابہ کو جوش دلانے کے لئے رجز کے یہ اشعار پڑھتے تھے کہ

وَاللّٰہِ لَوْلَا اللّٰہُ مَا اھْتَدَیْنَا

وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

خدا کی قسم! اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے، نہ نماز پڑھتے۔

۱......مدارج النبوۃ — قسم سوم — باب پنجم ذکر فضائل — ۲/۷۰،۱۶۸ — نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

......المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی — باب غزوۃ الخندق — ۳/۳۲،۱۹ — دار الکتب العلمیۃ بیروت

۲......صحیح بخاری — کتاب المغازی — باب غزوۃ الخندق — ۲/۵۸۸ — قدیمی کتب خانہ کراچی

فَـــأَنْــــزِلَنْ سَــكِيْـــنَـةً عَــلَيْـــنَـــا
وَثَبِّـــــتِ الْأَقْــــدَامَ اِنْ لَاقَيْــــنَـــا

لہٰذا اے اللہ! تم ہم پر قلبی اطمینان اتار دے، اور جنگ کے وقت ہم کو ثابت قدم رکھ۔

اِنَّ الْأُوْلٰـــى قَـــدْ بَـــغَـــوْا عَـــلَيْـــنَـــا
اِذَا اَرَادُوْا فِتْـــــنَـــةً اَبَيْــــنَـــا

یقیناً ان (کافروں) نے ہم پر ظلم کیا ہے، اور جب بھی ان لوگوں نے کا ارادہ کیا، تو ہم لوگوں نے انکار کر دیا۔ لفظ "اَبَيْـــنَـــا" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار بہ تکرار بلند آواز سے دہراتے تھے۔ (۱)

ایک عجیب چٹان

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ خندق کھودتے وقت ناگہاں ایک ایسی چٹان نمودار ہوگئی جو کسی سے بھی نہیں ٹوٹی، جب ہم نے بارگاہِ رسالت میں یہ ماجرا عرض کیا تو آپ اٹھے، تین دن کا فاقہ تھا اور شکمِ مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا، آپ نے اپنے دستِ مبارک سے پھاوڑا مارا تو وہ چٹان ریت کے بھربھرے ٹیلے کی طرح بکھر گئی۔ (۲)

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے اس چٹان پر تین مرتبہ پھاوڑا مارا، ہر ضرب پر اس میں سے ایک روشنی نکلتی تھی، اور اس روشنی میں آپ نے شام و ایران اور یمن کے شہروں کو دیکھ لیا، اور ان تینوں ملکوں کے فتح ہونے کی صحابہ کرام کو بشارت دی۔ (۳)

۱.....صحیح بخاری	کتاب المغازی	باب غزوۃ الخندق	۵۸۸/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح مسلم	کتاب الجہاد والسیر		رقم الحدیث: ۳۳۶۵	
.....مسند امام احمد	اول مسند الکوفیین		رقم الحدیث: ۱۷۷۵۵	
.....سنن دارمی	کتاب السیر		رقم الحدیث: ۲۴۴۷	
۲.....صحیح بخاری	کتاب المغازی	باب غزوۃ الخندق	۵۸۸/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی
.....المواھب اللدنیہ مع شرح الزرقانی		باب غزوۃ الخندق	۲۷/۳	دار الکتب العلمیہ بیروت
۳.....مدارج النبوۃ	قسم سوم	باب پنجم	۱۶۹/۲	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
.....سنن نسائی	کتاب الجہاد	باب غزوۃ الترک والحبشۃ	۶۳/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی

اور نسائی شریف کی روایت میں ہے کہ آپ نے مدائن کسریٰ و مدائن قیصر و مدائن حبشہ کی فتوحات کا اعلان فرمایا۔(۱)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ فاقوں سے شکم اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پتھر بندھا ہوا دیکھ کر میرا دل بھر آیا چنانچہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لیکر اپنے گھر آیا، اور بیوی سے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر شدید بھوک کی حالت میں دیکھا ہے کہ مجھ کو صبر کی تاب نہیں رہی، کیا گھر میں کچھ کھانا ہے؟ بیوی نے کہا کہ گھر میں ایک صاع جو کے سوا کچھ بھی نہیں ہے؛ میں نے کہا کہ تم جلدی سے اس جو کو پیس کر گوندھ لو، اور اپنے گھر کا پلا ہوا ایک بکری کا بچہ میں نے ذبح کر کے اس کی بوٹیاں بنادیں اور بیوی سے کہا کہ جلدی سے تم گوشت روٹی تیار کرلو، میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلا کر لاتا ہوں چلتے وقت بیوی نے کہا کہ دیکھنا صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور چند ہی اصحاب کو ساتھ میں لانا، کھانا کم ہی ہے کہیں مجھے رسوا مت کر دینا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خندق پر آکر چپکے سے عرض کیا، کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک صاع آٹے کی روٹیاں ، اور ایک بکری کے بچے کا گوشت میں نے گھر میں تیار کرایا ہے، لہٰذا آپ صرف چند اشخاص کے ساتھ چل کر تناول فرمالیں، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے خندق والو! جابر نے دعوتِ طعام دی ہے لہٰذا سب لوگ ان کے گھر پر چل کر کھانا کھالیں، پھر مجھ سے فرمایا کہ جب تک میں نہ آجاؤں روٹی مت پکوانا، چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو گوندھے ہوئے آٹے میں اپنا لعاب دہن ڈال کر برکت کی دعا فرمائی اور گوشت کی ہانڈی میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا پھر روٹی پکانے کا حکم دیا، اور یہ فرمایا کہ ہانڈی چولھے سے نہ اتاری جائے، پھر روٹی پکنی شروع ہوئی، اور ہانڈی میں سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے گوشت نکال نکال کر دینا شروع کر دیا ایک ہزار آدمیوں نے آسودہ ہو کر کھانا کھالیا مگر گوندھا ہوا آٹا جتنا پہلے تھا اتنا ہی رہ گیا اور ہانڈی چولھے پر بدستور جوش مارتی رہی۔(۲)

۱.....سنن نسائی ۶۳/۲

۲.....صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق ۵۸۹/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

صحیح مسلم کتاب الاشربۃ

بابرکت کھجوریں

اسی طرح ایک لڑکی اپنے ہاتھ میں کچھ کھجوریں لے کر آئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ کیا ہے؟ لڑکی نے جواب دیا کہ کچھ کھجوریں ہیں جو میری ماں نے میرے باپ کے ناشتہ کے لئے بھیجی ہیں، آپ نے ان کھجوروں کو اپنے دست مبارک میں لے کر ایک کپڑے پر بکھیر دیا، اور تمام اہلِ خندق کو بلا کر فرمایا کہ خوب سیر ہو کر کھاؤ، چنانچہ تمام خندق والوں نے شکم سیر ہو کر ان کھجوروں کو کھایا۔(۱)

یہ دونوں واقعات حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے ہیں۔

اسلامی افواج کی مورچہ بندی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق تیار ہو جانے کے بعد عورتوں اور بچوں کو مدینہ کے محفوظ قلعوں میں جمع فرما دیا، اور مدینہ پر حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ بنا کر تین ہزار انصار و مہاجرین کی فوج کے ساتھ مدینہ سے نکل کر سَلَع پہاڑ کے دامن میں ٹھہرے سَلَع آپ کی پشت پر تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے خندق تھی مہاجرین کا جھنڈا حضرت زید بن حارثہ کے ہاتھ میں دیا، اور انصار کا علمبردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا۔(۲)

کفار کا حملہ

کفار قریش اور ان کے اتحادیوں نے دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مسلمانوں پر ہلہ بول دیا اور تین طرف سے کافروں کا لشکر اس زور و شور کے ساتھ مدینہ پر اُمنڈ پڑا کہ شہر کی فضاؤں میں گرد و غبار کا طوفان اُٹھ گیا اس خوفناک چڑھائی اور لشکرِ کفار کے دل بادل کی معرکہ آرائی کا نقشہ قرآن مجید کی زبان سے سنیے۔

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ☆ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا۔(۳)

۱......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب پنجم　۱۶۹،۷۰/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب غزوۃ الخندق　۳۵/۳　دار الکتب العلمیہ بیروت

۳......القرآن الکریم پارہ ۲۱　سورۃ الاحزاب　آیت: ۱۰، ۱۱

جب کافر تم پر آ گئے تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے اور جب کہ ٹھٹھک کر رہ گئیں نگاہیں اور دل گلوں کے پاس (خوف سے) آ گئے، اور تم اللہ پر (امید و یاس سے) طرح طرح کے گمان کرنے لگے اس جگہ مسلمان آزمائش اور امتحان میں ڈال دیے گئے اور وہ بڑے زور کے زلزلے میں جھنجھوڑ کر رکھ دیے گئے۔

منافقین جو مسلمانوں کے دوش بدوش کھڑے تھے وہ کفار کے اس لشکر کو دیکھتے ہی بزدل ہو کر پھسل گئے اور اس وقت ان کے نفاق کا پردہ چاک ہو گیا، چنانچہ ان لوگوں نے اپنے گھر جانے کی اجازت مانگنی شروع کر دی جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

وَيَسْتَاذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ط وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ـ(۱)

اور ایک گروہ (منافقین) ان میں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت طلب کرتا تھا منافق کہتے ہیں کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں حالانکہ وہ کھلے ہوئے نہیں تھے، انکا مقصد بھاگنے کے سوا کچھ بھی نہ ہوتا۔

لیکن اسلام کے سچے جان نثار مہاجرین و انصار نے جب لشکر کفار کی طوفانی یلغار کو دیکھا تو اسطرح سینہ سپر ہو کر ڈٹ گئے، "سلع" اور "اُحد" کی پہاڑیاں سر اٹھا اٹھا کر ان مجاہدین کی اولوالعزمی کو حیرت سے دیکھنے لگیں ان جان نثاروں کی ایمانی شجاعت کی تصویر صفحات قرآن پر بصورت تحریر دیکھیے، ارشاد ربانی ہے۔

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ لا قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ☆(۲)

اور جب مسلمانوں نے قبائل کفار کے لشکروں کو دیکھا تو بول اٹھے کہ یہ تو وہی منظر ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور خدا اور اس کا رسول دونوں سچے ہیں اور اس نے ان کے ایمان و اطاعت کو اور زیادہ بڑھا دیا۔

۱.....القرآن الکریم پارہ:۲۱ سورۃ الاحزاب آیت:۱۳
۲.....القرآن الکریم پارہ:۲۱ سورۃ الاحزاب آیت:۲۲

بنوقریظہ کی غداری

قبیلہ بنوقریظہ کے یہودی اب تک غیر جانبدار تھے لیکن بنونضیر کے یہودیوں نے ان کو بھی اپنے ساتھ ملا کر لشکر کفار میں شامل کر لینے کی کوشش شروع کر دی، چنانچہ حیی بن اخطب ابوسفیان کے مشورہ سے بنوقریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس گیا، پہلے تو اس نے اپنا دروازہ نہیں کھولا، اور کہا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیف ہیں اور ہم نے انکو ہمیشہ اپنے عہد کا پابند پایا ہے اسلئے ہم ان سے عہد شکنی کرنا خلاف مروت سمجھتے ہیں، مگر بنونضیر کے یہودیوں نے اس قدر اصرار کیا، اور طرح طرح سے ورغلایا کہ بالآخر کعب بن اسد معاہدہ توڑنے کے لئے راضی ہوگیا، بنوقریظہ نے جب معاہدہ توڑ دیا، اور کفار سے مل گئے تو کفار مکہ اور ابوسفیان خوشی سے باغ باغ ہو گئے۔(۱)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس کی خبر ملی تو آپ نے حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تحقیق حال کے لئے بنوقریظہ کے پاس بھیجا، وہاں جا کر معلوم ہوا کہ واقعی بنوقریظہ نے معاہدہ توڑ دیا ہے جب ان دونوں معزز صحابیوں نے بنوقریظہ کو ان کا معاہدہ یاد دلایا تو ان بدذات یہودیوں نے انتہائی بے حیائی کے ساتھ یہاں تک کہہ دیا کہ ہم کچھ نہیں جانتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں؟ اور معاہدہ کس کو کہتے ہیں؟ ہمارا کوئی معاہدہ ہوا ہی نہیں تھا، یہ سن کر دونوں حضرات واپس آ گئے، اور صورتِ حال سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع کیا، تو آپ نے بلند آواز سے ''اللہ اکبر'' کہا اور فرمایا کہ مسلمانو! تم اس سے نہ گھبراؤ، نہ اس کا غم کرو، اس میں تمہارے لئے بشارت ہے۔(۲)

کفار کا لشکر جب آگے بڑھا تو سامنے خندق دیکھ کر ٹھہر گیا، اور شہر مدینہ کا محاصرہ کر لیا اور تقریباً ایک مہینے تک کفار شہر مدینہ کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے پڑے رہے اور یہ محاصرہ اس سختی کے ساتھ قائم رہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کئی صحابہ پر کئی کئی فاقے گزر گئے۔

کفار نے ایک طرف تو خندق کا محاصرہ کر رکھا تھا اور دوسری طرف اس لئے حملہ کرنا چاہتے تھے کہ مسلمانوں کی عورتیں اور بچے قلعوں میں پناہ گزیں تھے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہان خندق

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ الخندق ۳/۳۵ دارالکتب العلمیہ بیروت

۲......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ الخندق ۳/۳۸ دارالکتب العلمیہ بیروت

کے مختلف حصوں پر صحابہ کرام کو مقرر فرمادیا تھا کہ وہ کفار کے حملوں کا مقابلہ کرتے رہیں، اسی طرح عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے بھی کچھ صحابہ کرام کو متعین کردیا تھا۔

انصار کی ایمانی شجاعت

محاصرہ کی وجہ سے مسلمانوں کی پریشانی دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خیال کیا کہ کہیں مہاجرین وانصار ہمت نہ ہار جائیں اس لئے آپ نے ارادہ فرمایا کہ قبیلہ غطفان کے سردار عیینہ بن حصن سے اس شرط پر معاہدہ کرلیں کہ وہ مدینہ کی ایک تہائی پیداوار لے لیا کرے اور کفار مکہ کا ساتھ چھوڑ دے، مگر جب آپ نے سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اپنا یہ خیال ظاہر فرمایا، تو ان دونوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی اتر چکی ہے جب تو ہمیں اس سے انکار کی مجال ہی نہیں ہوسکتی، اور اگر یہ ایک رائے ہے تو یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہم کفر کی حالت میں تھے اس وقت تو قبیلہء غطفان کے سرکش کبھی ہماری ایک کھجور نہ لے سکے، اور اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو اسلام اور آپ کی غلامی کی عزت سے سرفراز فرمادیا ہے تو بھلا کیونکر ممکن ہے کہ ہم اپنا مال ان کافروں کو دے دیں گے؟ ہم ان کفار کو کھجوروں کا انبار نہیں، بلکہ نیزوں اور تلواروں کی مار کا تحفہ دیتے رہیں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرمادے گا، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوگئے اور آپ کو پورا پورا اطمینان ہوگیا۔(۱)

خندق کیوجہ سے دست بدست لڑائی نہیں ہوسکتی تھی اور کفار حیران تھے کہ اس خندق کو کیونکر پار کریں ،مگر دونوں طرف سے روزانہ برابر تیر اور پتھر چلا کرتے تھے، آخر ایک روز عمرو بن عبدود، عکرمہ بن ابوجہل، ہبیرہ بن وہب وضرار بن الخطاب وغیرہ کفار کے چند بہادروں نے بنوکنانہ سے کہا کہ اٹھو، آج مسلمانوں سے جنگ کرکے بتادو کہ شہسوار کون ہے؟ چنانچہ یہ سب خندق کے پاس آگئے اور ایک ایسی جگہ سے جہاں خندق کی چوڑائی کچھ کم تھی گھوڑا کودا کر خندق کو پار کرلیا۔

عمرو بن عبدود مارا گیا

سب سے آگے عمرو بن عبدود تھا، یہ اگرچہ نوے برس کا خرانٹ بڈھا تھا، مگر ایک ہزار سواروں کے

۱.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف ... ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

برابر بہادر مانا جاتا تھا، جنگ بدر میں زخمی ہو کر بھاگ نکلا تھا، اور اس نے یہ قسم کھا رکھی تھی کہ جب تک مسلمانوں سے بدلہ نہ لے لوں گا بالوں میں تیل نہ ڈالوں گا، یہ آگے بڑھا اور چلا چلا کر مقابلہ کی دعوت دینے لگا، تین مرتبہ اس۔ نے کہا کہ کون ہے جو میرے مقابلہ کو آتا ہے،؟ تینوں مرتبہ حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر جواب دیا کہ "میں" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روکا، کہ اے علی! یہ عمرو بن عبدود ہے، حضرت علی شیرِ خدا نے عرض کیا کہ جی ہاں، میں جانتا ہوں کہ یہ عمرو بن عبدود ہے، لیکن میں اس سے لڑوں گا، یہ سن کر تاجدار نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی خاص تلوار ذوالفقار اپنے دست مبارک سے حیدر کرار کے مقدس ہاتھ میں دے دی اور اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کے سرانور پر عمامہ باندھا، اور یہ دعا فرمائی کہ یا اللہ! تو علی کی مدد فرما، حضرت اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہدانہ شان سے اس کے سامنے کھڑے ہو گئے اور دونوں میں اس طرح مکالمہ شروع ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...... اے عمر بن عبدود! تو مسلمان ہو جا!

عمرو بن عبدود ...... یہ مجھ سے کبھی ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا!

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...... لڑائی سے واپس چلا جا!

عمرو بن عبدود ...... یہ مجھے منظور نہیں

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...... تو پھر مجھ سے جنگ کر۔

عمرو بن عبدود ...... ہنس کر کہا کہ میں کبھی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ دنیا
...... میں کوئی مجھ کو جنگ کی دعوت دے گا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...... لیکن میں تجھ سے لڑنا چاہتا ہوں۔

عمرو بن عبدود ...... آخر تمہارا نام کیا ہے؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...... علی بن ابی طالب

عمرو بن عبدود ...... اے بھتیجے! تم ابھی بہت ہی کم عمر ہو، میں تمہارا خون
...... بہانا پسند نہیں کرتا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...... لیکن میں تمہارا خون بہانے کو بے حد پسند کرتا ہوں۔

عمرو بن عبدود خون کھولا دینے والے یہ گرم گرم جملے سن کر مارے غصہ کے آپے سے باہر ہو گیا حضرت شیر خدا پیدل تھے یہ سوار تھا اس پر جو غیرت سوار ہوئی تو گھوڑے سے اتر پڑا، اور اپنی تلوار سے

گھوڑے کے پاؤں کاٹ ڈالے اور ننگی تلوار لے کر آگے بڑھا، اور حضرت شیر خدا پر تلوار کا بھرپور وار کیا، حضرت شیر خدا نے تلوار کے اس وار کو اپنی ڈھال پر روکا، یہ وار اتنا سخت تھا کہ تلوار ڈھال اور عمامہ کو کاٹتی ہوئی پیشانی پر لگی، گو بہت گہرا زخم نہیں تھا، مگر پھر بھی زندگی بھر یہ طغریٰ آپ کی پیشانی پر یادگار بن کر رہ گیا، حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تڑپ کر للکارا کہ اے عمرو! سنبھل جا، اب میری باری ہے، یہ کہہ کر اسد اللہ الغالب نے ذوالفقار کا ایسا جچا تلا ہاتھ مارا کہ تلوار دشمن کے شانے کو کاٹتی ہوئی کمر سے پار ہو گئی، اور وہ تلملا کر زمین پر گرا، اور دم زدن میں مر کر فی النار ہو گیا، اور میدان کارزار زبان حال سے پکار اٹھا کہ

شاہِ مرداں ، شیرِ یزداں قوتِ پروردگار

لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو قتل کیا، اور منہ پھیر کر چل دیے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے علی! آپ نے عمرو بن عبدود کی زرہ کیوں نہیں اتار لی، سارے عرب میں اس سے اچھی زرہ کوئی نہیں ہے، آپ نے فرمایا کہ اے عمر! ذوالفقار کی مار سے وہ اس طرح بے قرار ہو کر زمین پر گرا کہ اس کی شرمگاہ کھل گئی، اس لئے حیاء کی وجہ سے میں نے منہ پھیر لیا۔(۱)

نوفل کی لاش

اس کے بعد نوفل غصہ میں بپھرا ہوا میدان میں نکلا، اور پکارنے لگا کہ میرے مقابلہ کے لئے کون آتا ہے؟ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر بجلی کی طرح جھپٹے اور ایسی تلوار ماری کہ وہ دو ٹکڑے ہو گیا، اور تلوار زین کو کاٹتی ہوئی گھوڑے کی کمر تک پہنچ گئی، لوگوں نے کہا کہ اے زبیر! تمہاری تلوار کی تو مثال نہیں مل سکتی، آپ نے فرمایا کہ تلوار کیا چیز ہے؟ کلائی میں دم خم اور ضرب میں کمال چاہیے ہبیرہ اور ضرار بھی بڑے طنطنہ سے آگے بڑھے مگر جب ذوالفقار کا وار دیکھا تو لرزہ براندام ہو کر فرار ہو گئے، کفار کے باقی شہسوار بھی جو خندق کو پار کر کے آگئے تھے، وہ سب بھی بھاگ کھڑے ہوئے اور ابو جہل کا بیٹا عکرمہ تو اس قدر بدحواس ہو گیا کہ اپنا نیزہ پھینک کر بھاگا اور خندق کے پار جا کر اس کو قرار آیا۔(۲)

بعض مؤرخین کا قول ہے کہ نوفل کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا اور بعض نے یہ کہا کہ نوفل

۱.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۳۵،۳۸/۳ ملخصاً ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ الخندق ملخصاً ۴۲/۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت

۲.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ الخندق ملخصاً ۴۳/۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کرنے کی غرض سے اپنے گھوڑے کو کودا کر خندق کو پار کرنا چاہتا تھا کہ خود ہی خندق میں گر پڑا، اور اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا، بہر حال کفار مکہ نے دس ہزار درہم میں اس کی لاش کو لینا چاہا، تا کہ وہ اس کو اعزاز کے ساتھ دفن کریں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رقم لینے سے انکار کر دیا، اور ارشاد فرمایا کہ ہم کو اس لاش سے کوئی غرض نہیں، مشرکین اس کو لے جائیں اور دفن کریں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔(۱)

اس دن کا حملہ بہت ہی سخت تھا، دن بھر لڑائی جاری رہی، اور دونوں طرف سے تیر اندازی اور پتھر بازی کا سلسلہ برابر جاری رہا، اور کسی مجاہد کا اپنی جگہ سے ہلنا ناممکن تھا، خالد بن ولید نے اپنی فوج کے ساتھ ایک جگہ سے خندق کو پار کر لیا اور بالکل ہی ناگہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمہ اقدس پر حملہ آور ہو گیا، مگر حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو دیکھ لیا اور دوسو مجاہدین کو ساتھ لے کر دوڑ پڑے اور خالد بن ولید کے دستہ کے ساتھ دست بدست لڑائی میں ٹکرا گئے اور خوب جم کر لڑے اسلئے کفار خیمہ اطہر تک نہ پہنچ سکے۔(۲)

اس گھمسان کی لڑائی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز عصر قضا ہوگئی، بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگِ خندق کے دن سورج غروب ہونے کے بعد کفار کو برا بھلا کہتے ہوئے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نماز عصر نہیں پڑھ سکا، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بھی ابھی تک نماز عصر نہیں پڑھی ہے۔ پھر آپ نے وادی بطحان میں سورج غروب ہو جانے کے بعد نماز عصر قضا پڑھی، پھر اس کے بعد نماز مغرب ادا فرمائی اور کفار کے حق میں یہ دعا مانگی کہ

مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ۔

اللہ! ان مشرکوں کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے ان لوگوں نے ہم کو نماز وسطیٰ سے روک دیا، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔(۳)

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب غزوۃ الخندق ملخصا　۴۴/۳　دار الکتب العلمیۃ بیروت

۲......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب غزوۃ الخندق ملخصا　۴۷/۳　دار الکتب العلمیۃ بیروت

۳......صحیح بخاری　کتاب المغازی　باب غزوۃ الخندق　۵۹۰/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی

......صحیح مسلم　کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ　رقم الحدیث: ۹۹۳

......جامع الترمذی　کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ　رقم الحدیث: ۲۹۱۰

......مسند امام احمد [illegible] رقم الحدیث: ۵۵۶[illegible]

جنگ خندق کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا بھی فرمائی کہ

اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ

اے اللہ! اے کتاب نازل فرمانے والے جلد حساب لینے والے! تو ان کفار کے لشکروں کو شکست دیدے، اے اللہ انکو شکست دے اور انہیں جھنجھوڑ دے (۱)

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خطاب ملا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خندق کے موقع پر جب کفار مدینہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور کسی کیلئے شہر سے باہر نکلنا دشوار تھا تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو قوم کفار کی خبر لائے؟ تینوں مرتبہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند ہیں) یہ کہا کہ "میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر لاؤں گا" حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس جان نثاری سے خوش ہو کر تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

"لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَاِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ۔"

ہر نبی کے لئے حواری (مددگار خاص) ہوتے ہیں اور میرا "حواری" زبیر ہے۔ (۲)

اسی طرح حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہ رسالت سے "حواری" کا خطاب ملا، جو کسی دوسرے صحابی کو نہیں ملا۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید

اس جنگ میں مسلمانوں کا جانی نقصان بہت ہی کم ہوا، یعنی کل چھ مسلمان شہادت سے سرفراز

۱.....صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق ۵۹۰/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح مسلم کتاب الجهاد والسیر رقم الحدیث: ۳۲۷۷
.....جامع الترمذی کتاب الجهاد عن رسول اللہ ﷺ رقم الحدیث: ۱۶۰۱
.....ابن ماجه کتاب الجهاد رقم الحدیث: ۲۷۸۶
.....مسند امام احمد اول مسند الکوفیین رقم الحدیث: ۱۸۳۱۹
۲.....صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق ۵۹۰/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة رقم الحدیث: ۴۴۳۶
.....جامع الترمذی کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ رقم الحدیث: ۳۶۷۸
.....ابن ماجه المقدمة رقم الحدیث: ۱۱۹
.....مسند امام احمد باب مسند ...ین رقم الحدیث: [illegible]

ہوئے مگر انصار کا سب سے بڑا بازو ٹوٹ گیا، یعنی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قبیلہ اوس کے سردار اعظم تھے اس جنگ میں ایک تیر سے زخمی ہو گئے اور پھر شفایاب نہ ہو سکے۔

آپ کی شہادت کا واقعہ یہ ہے کہ آپ ایک چھوٹی سی زرہ پہنے ہوئے جوش میں بھرے ہوئے نیزہ لے کر لڑنے کے لئے جا رہے تھے کہ ابن العرقہ نامی کافر نے ایسا نشانہ باندھ کر تیر مارا کہ جس سے آپ کی ایک رگ جس کا نام اکحل ہے وہ کٹ گئی جنگ ختم ہونے کے بعد ان کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی میں ایک خیمہ گاڑا، اور انکا علاج کرنا شروع کیا، خود اپنے دست مبارک سے ان کے زخم کو دو مرتبہ داغا، اسی حالت میں آپ ایک مرتبہ بنی قریظہ تشریف لے گئے اور وہاں یہودیوں کے بارے میں اپنا وہ فیصلہ سنایا جس کا ذکر ''غزوہ قریظہ'' کے عنوان کے تحت آئے گا، اس کے بعد وہ اپنے خیمہ میں تشریف لائے اور اب ان کا زخم بھرنے لگ گیا تھا، لیکن انہوں نے شوقِ شہادت میں خداوند تعالیٰ سے یہ دعا مانگی کہ۔

یا اللہ! تو جانتا ہے کہ کسی قوم سے جنگ کرنے کی مجھے اتنی زیادہ تمنا نہیں ہے جتنی کفار قریش سے لڑنے کی تمنا ہے، جنہوں نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور انکو ان کے وطن سے نکالا، اے اللہ میرا تو یہی خیال ہے کہ اب تو نے ہمارے اور کفار قریش کے درمیان جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے لیکن اگر ابھی کفار قریش سے کوئی جنگ باقی رہ گئی ہے، جب تو مجھے زندہ رکھ تاکہ میں تیری راہ میں ان کافروں سے جہاد کروں، اور اگر اب ان لوگوں سے کوئی جنگ باقی نہ رہ گئی ہو تو میرے اس زخم کو تو پھاڑ دے اور اسی زخم میں تو مجھے موت عطا فرما دے۔

آپ کی یہ دعا ختم ہوتے ہی بالکل اچانک آپ کا زخم پھٹ گیا اور خون بہہ کر مسجد نبوی کے اندر بنی غفار کے خیمہ میں پہنچ گیا، ان لوگوں نے چونک کر کہا کہ اے خیمہ والو! یہ کیسا خون ہے جو تمہارے خیمہ سے بہہ کر ہماری طرف آرہا ہے؟ جب لوگوں نے دیکھا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم سے خوب بہہ رہا تھا، اسی زخم میں ان کی وفات ہو گئی۔(۱)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کی موت سے عرشِ الٰہی ہل گیا اور ان

۱.....صحیح بخاری　کتاب المغازی　باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب　۲/۵۹۰　قدیمی کتب خانہ کراچی
صحیح مسلم　کتاب الجہاد والسیر　رقم الحدیث: ۳۳۱۶

کے جنازہ میں ستر ہزار ملائکہ حاضر ہوئے اور جب ان کی قبر کھودی گئی تو اس میں سے مشک کی خوشبو آنے لگی۔(۱)

عین وفات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سرہانے تشریف فرما تھے، انہوں نے آنکھ کھول کر آخری بار جمالِ نبوت کا نظارہ کیا اور کہا کہ " اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللهِ "۔ پھر بہ آواز بلند یہ کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ نے تبلیغ رسالت کا حق ادا کر دیا۔(۲)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی بہادری

جنگ خندق میں ایک ایسا موقع بھی آیا کہ جب یہودیوں نے یہ دیکھا کہ ساری مسلمان فوج خندق کی طرف مصروفِ جنگ ہے تو جس قلعہ میں مسلمانوں کی عورتیں اور بچے پناہ گزیں تھے، یہودیوں نے اچانک اس پر حملہ کر دیا، اور ایک یہودی دروازہ تک پہنچ گیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے اس کو دیکھ لیا اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہا کہ تم اس یہودی کو قتل کر دو، ورنہ یہ جا کر دشمنوں کو یہاں کا حال و ماحول بتا دے گا، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ کی اس وقت ہمت نہیں پڑی کہ اس یہودی پر حملہ کریں، یہ دیکھ کر خود حضرت صفیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے خیمہ کی ایک چوب اکھاڑ کر اس یہودی کے سر پر اس زور سے مارا کہ اس کا سر پھٹ گیا، پھر خود ہی اس کا سر کاٹ کر قلعہ کے باہر پھینک دیا، یہ دیکھ کر حملہ آور یہودیوں کو یقین ہو گیا کہ قلعہ کے اندر بھی کچھ فوج موجود ہے، اس ڈر سے انہوں نے پھر اس طرف حملہ کرنے کی جراءت ہی نہیں کی۔(۳)

کفار کیسے بھاگے؟

حضرت نعیم بن مسعود اشجعی رضی اللہ تعالٰی عنہ قبیلہ غطفان کے بہت ہی معزز سردار تھے، اور قریش و یہود دونوں کو ان کی ذات پر پورا پورا اعتماد تھا، یہ مسلمان ہو چکے تھے لیکن کفار کو ان کے اسلام کا علم نہ تھا، انہوں نے بارگاہِ رسالت میں یہ درخواست کی کہ یارسول اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں یہود اور قریش دونوں سے ایسی گفتگو کروں کہ دونوں میں پھوٹ پڑ جائے، آپ نے

۱......المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ بنی قریظۃ ملخصا، ۳/۱۰۰،۹۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت
۲......مدارج النبوۃ، قسم سوم، باب پنجم، ۲/۱۸۱، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۳......شرح الزرقانی علی المواہب، باب غزوۃ الخندق، ۳/۲۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت

اس کی اجازت دے دی، چنانچہ انہوں نے یہود اور قریش سے الگ الگ کچھ اس قسم کی باتیں کیں جس سے واقعی دونوں میں پھوٹ پڑ گئی۔

ابوسفیان شدید سردی کے موسم، طویل محاصرہ، فوج کا راشن ختم ہو جانے سے حیران و پریشان تھا، جب اس کو یہ پتا چلا کہ یہودیوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے تو اس کا حوصلہ پست ہو گیا اور وہ بالکل ہی بد دل ہو گیا پھر نا گہاں کفار کے لشکر پر قہر و قہار و غضب جبار کی ایسی مار پڑی کہ اچانک مشرق کی جانب سے ایسی طوفان خیز آندھی آئی کہ دیگیں چولھوں پر سے الٹ پلٹ ہو گئیں، خیمے اکھڑ اکھڑ کر اڑ گئے، اور کافروں پر ایسی وحشت اور دہشت سوار ہو گئی، کہ انہیں راہ فرار اختیار کرنے کے سوا کوئی چارہ کار ہی نہیں رہا، یہی وہ آندھی ہے جس کا ذکر خداوند قدوس نے قرآن میں اس طرح فرمایا کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۞ (۱)

اے ایمان والو! خدا کی اس نعمت کو یاد کرو جب تم پر فوجیں آپڑیں تو ہم نے ان پر آندھی بھیج دی، اور ایسی فوجیں بھیجیں جو تمہیں نظر نہیں آتی تھیں اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھنے والا ہے۔

ابوسفیان نے اپنی فوج میں اعلان کرا دیا کہ راشن ختم ہو چکا ہے، موسم انتہائی خراب ہے، یہودیوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا، لہذا اب محاصرہ بے کار ہے، یہ کہہ کر کوچ کا نقارہ بجا دینے کا حکم دے دیا، اور بھاگ نکلا، قبیلہ غطفان کا لشکر بھی چل دیا، بنو قریظہ بھی محاصرہ چھوڑ کر اپنے قلعوں میں چلے آئے، اور ان لوگوں کے بھاگ جانے سے مدینہ کا مطلع کفار کے گرد و غبار سے صاف ہو گیا۔ (۲)

غزوہ بنی قریظہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ خندق سے فارغ ہو کر اپنے مکان میں تشریف لائے اور ہتھیار اتار کر غسل فرمایا ابھی اطمینان کے ساتھ بیٹھے بھی نہ تھے کہ نا گہاں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے ہتھیار اتار دیا، لیکن ہم فرشتوں کی جماعت نے ابھی تک ہتھیار نہیں اتارا ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ آپ بنی قریظہ کی طرف چلیں، کیونکہ ان لوگوں

۱.....القرآن الکریم پارہ:۲۱ سورة الاحزاب آیت:۹

۲.....مدارج النبوة قسم سوم باب پنجم ۱۷۲/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی ... دار الکتب العلمیہ بیروت

نے معاہدہ توڑ کر اعلانیہ جنگ خندق میں کفار کے ساتھ مل کر مدینہ پر حملہ کیا ہے۔(۱)

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان کردیا کہ لوگ ابھی ہتھیار نہ اتاریں اور بنی قریظہ کی طرف روانہ ہوجائیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی ہتھیار زیب تن فرمایا، اپنے گھوڑے پر جس کا نام "لحیف" تھا سوار ہو کر لشکر کے ساتھ چل پڑے اور بنی قریظہ کے ایک کنویں کے پاس پہنچ کر نزول فرمایا۔(۲)

بنی قریظہ بھی جنگ کے لئے بالکل تیار تھے، چنانچہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے قلعوں کے پاس پہنچے، تو ان ظالم اور عہد شکن یہودیوں نے حضور اکرم ﷺ کو (معاذ اللہ) گالیاں دیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے قلعوں کا محاصرہ فرمالیا، اور تقریباً ایک مہینہ تک یہ محاصرہ جاری رہا، یہودیوں نے تنگ آ کر یہ درخواست پیش کی کہ۔

"حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے بارے میں جو فیصلہ کردیں وہ ہمیں منظور ہے"۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگِ خندق میں ایک تیر کھا کر شدید طور پر زخمی تھے، مگر اسی حالت میں وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر بنی قریظہ گئے اور انہوں نے یہودیوں کے بارے میں یہ فیصلہ فرمایا کہ۔

"لڑنے والی فوجوں کو قتل کردیا جائے، عورتیں اور بچے قیدی بنالئے جائیں اور یہودیوں کا مال واسباب مالِ غنیمت بنا کر مجاہدوں میں تقسیم کردیا جائے"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی زبان سے یہ فیصلہ سن کر ارشاد فرمایا کہ یقیناً بلاشبہ تم نے ان یہودیوں کے بارے میں وہی فیصلہ سنایا ہے جو اللہ کا فیصلہ ہے۔(۳)

اس فیصلہ کے مطابق بنی قریظہ کی لڑاکا فوجیں قتل کی گئیں، اور عورتوں بچوں کو قیدی بنالیا گیا اور ان کے مال وسامان کو مجاہدین اسلام نے مالِ غنیمت بنالیا، اور اس شریر وبدعہد قبیلہ کے شر وفساد سے ہمیشہ کے لئے پر امن مسلمان محفوظ ہوگئے، یہودیوں کا سردار حیی بن اخطب جب قتل کے لئے مقتل میں لایا

۱.....صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب جواز قتال من نقض العہد ۹۵/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

۲.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ بنی قریظہ ۶۸،۶۹/۳ دار الکتب العلمیہ بیروت

۳.....صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر رقم الحدیث: ۲۸۱۶

.....صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر ۹۵/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی رقم الحدیث: ۳۳۱۴

.....مسند امام احمد باقی مسند المکثرین رقم الحدیث: [illegible]

گیا تو اس نے قتل ہونے سے پہلے یہ الفاظ کہے کہ۔

اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا کی قسم مجھے اس کا ذرا بھی افسوس نہیں ہے کہ میں نے کیوں تم سے عداوت کی لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو خدا کو چھوڑ دیتا ہے، خدا بھی اس کو چھوڑ دیتا ہے، لوگو! خدا کے حکم کی تعمیل میں کوئی مضائقہ نہیں، بنو قریظہ کا قتل ہونا یہ ایک حکم الٰہی تھا، یہ (توراۃ) میں لکھا ہوا تھا، یہ ایک سزا تھی جو خدا نے بنی اسرائیل پر لکھی تھی۔(۱)

یہ حیی بن اخطب وہی بدنصیب ہے کہ جب وہ مدینہ سے جلاوطن ہو کر خیبر جا رہا تھا تو اس نے یہ معاہدہ کیا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت پر میں کسی کو مدد نہ دوں گا، اور اس عہد پر اس نے خدا کو ضامن بنایا تھا، لیکن جنگ خندق کے موقع پر اس نے اس معاہدہ کو کس طرح توڑ ڈالا، یہ آپ گزشتہ اوراق میں پڑھ چکے کہ اس ظالم نے تمام کفار عرب کے پاس دورہ کر کے سب کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے ابھارا پھر بنو قریظہ کو بھی معاہدہ توڑنے پر اکسایا، پھر خود جنگِ خندق میں کفار کے ساتھ مل کر لڑائی میں شامل ہوا۔

۵ھ کے متفرق واقعات

۱......اس سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بی بی زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔(۲)

۲......اسی سال مسلمان عورتوں پر پردہ فرض کر دیا گیا۔

۳......اسی سال حد قذف (کسی پر زنا کی تہمت لگانے کی سزا) اور لعان وظہار کے احکام نازل ہوئے۔

۴......اسی سال تیمم کی آیت نازل ہوئی۔(۳)

۵......اسی سال نماز خوف کا حکم نازل ہوا۔

☆☆☆ .... ☆☆☆ .... ☆☆☆

۱......سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۷۶۴/۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

۲......الکامل فی التاریخ باب ذکر الاحداث فی السنۃ الخامسۃ ۶۹/۲

۳......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ المریسیع ۹/۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت

سوالات

دسواں باب

سوال نمبر 1......غزوہ ذات الرقاع کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔؟

سوال نمبر 2......کس غزوہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا، اور خاندانِ بنی المصطلق کی آزادی کا کیا سبب ہوا۔؟

سوال نمبر 3......ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان تراشی کے سلسلے میں کن کن لوگوں نے حصہ لیا اس کے جواب میں مصنفِ کتاب نے جو کچھ لکھا ہے ملخصاً با حوالہ بیان کریں۔؟

سوال نمبر 4......آیت تیمم کا شانِ نزول بیان کریں۔؟

سوال نمبر 5......سن ۵ھ میں کون کونسے مشہور واقعات پیش آئے۔؟

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

گیارہواں باب

ہجرت کا چھٹا سال

بیعۃ الرضوان و صلح حدیبیہ

اس سال کے تمام واقعات میں سب سے زیادہ اہم اور شاندار واقعہ ''بیعۃ الرضوان'' اور ''صلح حدیبیہ'' ہے، تاریخ اسلام میں اس واقعہ کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ اسلام کی تمام آئندہ ترقیوں کا راز اسی کے دامن سے وابستہ ہے، یہی وجہ ہے کہ گو بظاہر یہ ایک مغلوبانہ صلح تھی مگر قرآن مجید میں خداوند عالم نے اس کو ''فتح مبین'' کا لقب عطا فرمایا ہے۔

ذوالقعدہ ۶ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چودہ سو صحابہ کرام کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ کیلئے روانہ ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اندیشہ تھا کہ شاید کفار مکہ ہمیں عمرہ ادا کرنے سے روکیں گے اس لئے آپ نے پہلے ہی قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص کو مکہ بھیج دیا تھا تاکہ وہ کفار مکہ کے ارادوں کی خبر لائے جب آپ کا قافلہ مقام ''عسفان'' کے قریب پہنچا تو وہ شخص یہ خبر لے کر آیا کہ کفا مکہ نے تمام قبائل عرب کے کافروں کو جمع کر کے یہ کہہ دیا ہے کہ مسلمانوں کو ہرگز ہرگز مکہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے، چنانچہ کفار قریش نے اپنے تمام ہمنوا قبائل کو جمع کر کے ایک فوج تیار کر لی اور مسلمانوں کا راستہ روکنے کے لئے مکہ سے باہر نکل کر مقام ''بلدح'' میں پڑاؤ ڈال دیا، اور خالد بن الولید اور ابو جہل کا بیٹا عکرمہ یہ دونوں دو سو چنے ہوئے سواروں کا دستہ لے کر مقام ''غمیم'' تک پہنچ گئے، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راستے میں خالد بن الولید کے سواروں کی گرد نظر آئی، تو آپ نے شاہراہ سے ہٹ کر سفر شروع کر دیا اور عام راستہ سے کٹ کر آگے بڑھے اور مقام ''حدیبیہ'' میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا یہاں پانی کی بے حد کمی تھی، ایک ہی کنواں تھا، وہ چند گھنٹوں میں خشک ہو گیا، جب صحابہ کرام پیاس سے بے تاب ہونے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بڑے پیالہ میں اپنا دست مبارک ڈال دیا، اور آپ کی مقدس انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا، پھر آپ نے خشک کنویں میں اپنے وضو کا غسالہ اور اپنا ایک تیر ڈال دیا، تو کنویں میں اس قدر پانی ابل پڑا کہ پورا لشکر اور تمام جانور اس کنویں سے کئی

دنوں تک سیراب ہوتے رہے۔(۱)

بیعۃ الرضوان

مقام حدیبیہ میں پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھا کہ کفار قریش کا ایک عظیم لشکر جنگ کے لئے آمادہ ہے اور ادھر یہ حال ہے کہ سب لوگ احرام باندھے ہوئے ہیں اس حالت میں جوئیں بھی نہیں مار سکتے، تو آپ نے مناسب سمجھا کہ کفار مکہ سے مصالحت کی گفتگو کرنے کے لئے کسی کو مکہ بھیج دیا جائے، چنانچہ اس کام کیلئے آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتخب فرمایا، لیکن انہوں نے یہ کہہ کر معذرت کردی کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار قریش میرے بہت ہی سخت دشمن ہیں اور مکہ میں میرے قبیلہ کا کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جو مجھ کو ان کافروں سے بچا سکے، یہ سن کر آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ بھیجا، انہوں نے مکہ پہنچ کر کفار قریش کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے صلح کا پیغام پہنچایا، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مالداری اور اپنے قبیلہ والوں کی حمایت و پاسداری کی وجہ سے کفار قریش کی نگاہوں میں بہت زیادہ معزز تھے اس لئے کفار قریش ان پر کوئی دراز دستی نہیں کر سکے، بلکہ ان سے یہ کہا کہ ہم آپ کو اجازت دیتے ہیں کہ آپ کعبہ کا طواف، اور صفا مروہ کی سعی کر کے عمرہ ادا کرلیں، مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی بھی ہرگز ہرگز کعبہ کے قریب نہ آنے دیں گے، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار کر دیا، اور کہا کہ میں بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لئے کبھی ہرگز ہرگز اکیلے اپنا عمرہ نہیں ادا کر سکتا، اس پر بات بڑھ گئی اور کفار نے آپ کو مکہ میں روک لیا، مگر حدیبیہ کے میدان میں یہ خبر مشہور ہوگئی، کہ کفار قریش نے ان کو شہید کر دیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ عثمان کے خون کا بدلہ لینا فرض ہے، یہ فرما کر آپ ایک ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے، اور صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم سب لوگ میرے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کرو کہ آخری دم تک تم لوگ میرے وفادار اور جان نثار رہو گے، تمام صحابہ کرام نے نہایت ہی ولولہ انگیز جوش و خروش کے ساتھ جان نثاری کا عہد کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست حق پرست پر بیعت کرلی، یہی وہ بیعت ہے جس کا نام تاریخ اسلام میں "بیعۃ الرضوان" ہے، حضرت حق جل مجدہ نے اس بیعت اور اس درخت کا تذکرہ قرآن مجید کی سورہ فتح میں اسطرح فرمایا ہے کہ۔

۱.....صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ قدیمی کتب خانہ کراچی

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ ۔(۱)

یقیناً جولوگ (اے رسول) تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

اسی سورہ فتح میں دوسری جگہ ان بیعت کرنے والوں کی فضیلت اوران کے اجر وثواب کا قرآن مجید میں اسطرح خطبہ پڑھا کہ۔

لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ یُبَایِعُوۡنَکَ تَحۡتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ فَاَنۡزَلَ السَّکِیۡنَۃَ عَلَیۡہِمۡ وَ اَثَابَہُمۡ فَتۡحًا قَرِیۡبًا ۙ ☆(۲)

بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے پھر ان پر اطمینان اتار دیا اورانہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔

لیکن "بیعۃ الرضوان" ہوجانے کے بعد پتا چلا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر غلط تھی وہ باعزت طور پر مکہ میں زندہ وسلامت تھے، اور پھر وہ بخیر وعافیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر بھی ہوگئے۔(۳)

صلح حدیبیہ کیونکر ہوئی

حدیبیہ میں سب سے پہلا شخص جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا وہ بدیل بن ورقا خزاعی تھا، ان کا قبیلہ اگرچہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوا تھا، مگر یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیف اورانتہائی مخلص وخیر خواہ تھے، بدیل بن ورقاء نے آپکو خبر دی کہ کفار قریش نے کثیر تعداد میں فوج جمع کرلی ہے، اورفوج کے ساتھ راشن کے لئے دودھ والی اونٹیاں بھی ہیں یہ لوگ آپ سے جنگ کریں گے اورآپ کو خانہ کعبہ تک نہیں پہنچنے دیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم قریش کو میرا یہ پیغام پہنچادو کہ ہم جنگ کے ارادہ سے نہیں آئے ہیں اور نہ ہم جنگ چاہتے ہیں، ہم یہاں صرف عمرہ ادا کرنے کی غرض سے آئے ہیں مسلسل

۱......القرآن الکریم　پارہ:۲۶　سورۃ الفتح　آیت:۱۰
۲......القرآن الکریم　پارہ:۲۶　سورۃ الفتح　آیت:۱۸
۳......المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی باب امر الحدیبیۃ ... دار الکتب العلمیۃ بیروت

لڑائیوں سے قریش کو بہت کافی جانی ومالی نقصان پہنچ چکا ہے، لہٰذا ان کے حق میں بھی یہی بہتر ہے کہ وہ جنگ نہ کریں بلکہ مجھ سے ایک مدت معینہ تک کے لئے صلح کا معاہدہ کرلیں اور مجھ کو اہل عرب کے ہاتھ میں چھوڑ دیں، اگر قریش میری بات مان لیں تو بہتر ہوگا، اور اگر انہوں نے مجھ سے جنگ کی تو مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے کہ میں اس سے اس وقت تک لڑوں گا کہ میری گردن میرے بدن سے الگ ہو جائے۔

بدیل بن ورقاء آپ کا یہ پیغام لے کر کفار قریش کے پاس گیا اور کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک پیغام لے کر آیا ہوں، اگر تم لوگوں کی مرضی ہو تو میں ان کا پیغام لوگوں کو سناؤں، کفار قریش کے شرارت پسند لونڈے جن کا جوش ان کے ہوش پر غالب تھا شور مچانے لگے کہ نہیں، ہرگز نہیں، ہمیں ان کا پیغام سننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، لیکن کفار قریش کے سنجیدہ اور سمجھ دار لوگوں نے پیغام سنانے کی اجازت دے دی اور بدیل بن ورقاء نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت صلح کو ان لوگوں کے سامنے پیش کر دیا۔ یہ سن کر قبیلہ قریش کا ایک بہت ہی معمر اور معزز سردار عروہ بن مسعود ثقفی کھڑا ہو گیا، اور اس نے کہا کہ اے قریش کیا میں تمہارا باپ نہیں؟ سب نے کہا کہ کیوں نہیں، پھر اس نے کہا کہ کیا تم لوگ میرے بچے نہیں،؟ سب نے کہا کہ کیوں نہیں' پھر اس نے کہا کہ میرے بارے میں تم لوگوں کو کوئی بدگمانی تو نہیں؟ سب نے کہا کہ نہیں ہرگز نہیں، اس کے بعد عروہ بن مسعود نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت ہی سمجھداری اور بھلائی کی بات پیش کر دی لہٰذا تم لوگ مجھے اجازت دو کہ میں ان سے مل کر معاملات طے کروں، سب نے اجازت دے دی کہ بہت اچھا آپ جایئے، عروہ بن مسعود وہاں سے چل کر حدیبیہ کے میدان میں پہنچا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے یہ کہا کہ بدیل بن ورقاء کی زبانی آپ کا پیغام ہمیں ملا، اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے آپ سے یہ کہنا ہے کہ اگر آپ نے لڑ کر قریش کو برباد کر کے دنیا سے نیست ونابود کر دیا تو مجھے بتایئے کہ کیا آپ سے پہلے کبھی کسی عرب نے اپنی ہی قوم کو برباد کیا ہے،؟ اور اگر لڑائی میں قریش کا پلہ بھاری پڑا تو آپ کے ساتھ جو یہ لشکر ہے میں ان میں ایسے چہرے کو دیکھ رہا ہوں کہ یہ سب آپ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے، عروہ بن مسعود کا یہ جملہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صبر وضبط کی تاب نہ رہی، انہوں نے تڑپ کر کہا کہ اے عروہ! چپ، تو جا، اپنی دیوی ''لات'' کی شرمگاہ چوس کیا ہم بھلا اللہ کے رسول کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

عروہ بن مسعود نے تعجب سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں! عروہ بن مسعود نے کہا کہ مجھے اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے اے ابوبکر! اگر تیرا ایک احسان مجھ پر نہ ہوتا جس کا بدلہ میں اب تک تجھ کو نہیں دے سکا ہوں تو میں تیری اس تلخ گفتگو کا جواب دیتا، عروہ بن مسعود اپنے کو سب سے بڑا آدمی سمجھتا تھا، اسلئے جب بھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی بات کہتا تو ہاتھ بڑھا کر آپ کی ریش مبارک پکڑ لیتا تھا، اور بار بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس داڑھی پر ہاتھ ڈالتا تھا، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ننگی تلوار لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے کھڑے تھے، وہ عروہ بن مسعود کی اس جراءت اور حرکت کو برداشت نہ کر سکے، اور عروہ بن مسعود جب ریش مبارک کی طرف ہاتھ بڑھاتا تو وہ تلوار کا قبضہ اس کے ہاتھ پر مار کر اس سے کہتے کہ ریش مبارک سے اپنا ہاتھ ہٹالے، عروہ بن مسعود نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا کہ یہ کون آدمی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں تو عروہ بن مسعود نے ڈانٹ کر کہا کہ اے دغاباز! کیا میں تیری عہد شکنی کو سنبھالنے کی کوشش نہیں کر رہا ہوں؟ (حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند آدمیوں کو قتل کر دیا تھا، جس کا خون بہا عروہ بن مسعود نے اپنے پاس سے ادا کیا تھا یہ اسی طرف اشارہ تھا۔)

اس کے بعد عروہ بن مسعود صحابہ کرام کو دیکھنے لگا اور پوری لشکرگاہ کو دیکھ بھال کر وہاں سے روانہ ہو گیا، عروہ بن مسعود نے حدیبیہ کے میدان میں صحابہ کرام کی حیرت انگیز اور تعجب خیز عقیدت و محبت کا جو منظر دیکھا تھا اس نے اس کے دل پر بڑا عجیب اثر ڈالا تھا، چنانچہ اس نے قریش کے لشکر میں پہنچ کر اپنا تاثر ان لفظوں میں بیان کیا۔

"اے میری قوم! خدا کی قسم! جب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنا کھنکھار تھوکتے ہیں تو وہ کسی نہ کسی صحابی کی ہتھیلی میں پڑتا ہے اور وہ فرط عقیدت سے اس کو اپنے چہرے، اور اپنی کھال پر مل لیتا ہے اور اگر وہ کسی بات کا ان لوگوں کو حکم دیتے ہیں تو سب کے سب اس کی تعمیل کے لئے جھپٹ پڑتے ہیں اور وہ جب وضو کرتے ہیں تو ان کے اصحاب ان کے وضو کے دھون کو اس طرح لوٹتے ہیں کہ گویا ان میں تلوار چل پڑے گی اور وہ جب کوئی گفتگو کرتے ہیں تو تمام اصحاب خاموش ہو جاتے ہیں، اور ان کے ساتھیوں کے دلوں میں ان کی اتنی زبردست عظمت ہے کہ کوئی شخص ان کی طرف نظر بھر کر دیکھ نہیں سکتا، اے میری قوم! خدا کی قسم میں نے بہت سے بادشاہوں کا دربار دیکھا ہے،

میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں بھی باریاب ہو چکا ہوں، مگر خدا کی قسم! میں نے کسی بادشاہ کے درباریوں کو اپنے بادشاہ کی اتنی تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے جتنی تعظیم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کرتے ہیں۔"

عروہ بن مسعود کی یہ گفتگو سن کر قبیلہء بنی کنانہ کے ایک شخص نے جس کا نام "حلیس" تھا کہا کہ تم لوگ مجھ کو اجازت دو کہ میں ان کے پاس جاؤں، قریش نے کہا کہ "ضرور جایئے" چنانچہ یہ شخص جب بارگاہ رسالت کے قریب پہنچا تو آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ یہ فلاں شخص ہے اور یہ اس قوم سے تعلق رکھتا ہے جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتے ہیں لہٰذا تم لوگ قربانی کے جانوروں کو اس کے سامنے کھڑا کردو، اور سب لوگ "لبیک" پڑھنا شروع کردو، اس شخص نے جب قربانی کے جانوروں کو دیکھا اور احرام کی حالت میں صحابہ کرام کو "لبیک" پڑھتے ہوئے سنا تو کہا کہ سبحان اللہ! بھلا ان لوگوں کو کس طرح مناسب ہے کہ بیت اللہ سے روک دیا جائے،؟ وہ فوراً ہی پلٹ کر کفار قریش کے پاس پہنچا اور کہا کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آرہا ہوں کہ قربانی کے جانور ان لوگوں کے ساتھ ہیں اور سب احرام کی حالت میں ہیں، لہٰذا میں کبھی بھی یہ رائے نہیں دے سکتا، کہ ان لوگوں کو خانہ کعبہ سے روک دیا جائے، اس کے بعد ایک شخص کفار قریش کے لشکر میں سے کھڑا ہو گیا جس کا نام مکرز بن حفص تھا، اس نے کہا کہ مجھ کو تم لوگ وہاں جانے دو، قریش نے کہا تم بھی جاؤ۔ چنانچہ یہ چلا، جب یہ نزدیک پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مکرز ہے، یہ بہت ہی لچا آدمی ہے، اس نے آپ سے گفتگو شروع کی، ابھی اس کی بات پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ ناگہاں "سہیل بن عمرو" آ گیا اس کو دیکھ کر آپ نے نیک فالی کے طور پر یہ فرمایا کہ سہیل آ گیا، لو، اب تمہارا معاملہ سہل ہو گیا، چنانچہ سہیل نے آتے ہی کہا کہ آیئے ہم اور آپ اپنے اور آپ کے درمیان معاہدہ کی ایک دستاویز لکھ لیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو منظور فرمالیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دستاویز لکھنے کے لئے طلب فرمایا، سہیل بن عمرو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان دیر تک صلح کے شرائط پر گفتگو ہوتی رہی، بالآخر چند شرطوں پر دونوں کا اتفاق ہو گیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ لکھو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ...... سہیل نے کہا کہ ہم "رحمٰن" کو نہیں جانتے کہ یہ کیا ہے؟ آپ "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ" لکھوایئے جو ہمارا اور آپ کا پرانا دستور رہا ہے مسلمانوں نے کہا کہ ہم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے سوا کوئی دوسرا لفظ نہیں لکھیں گے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہیل کی

بات مان لی اور فرمایا کہ اچھا، اے علی! "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ" ہی لکھ دو پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ عبارت لکھوائی

"هٰذَا مَاقَضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

یعنی یہ وہ شرائط ہیں جن پر قریش کے ساتھ محمد رسول اللہ نے صلح کا فیصلہ کیا، سہیل پھر بھڑک گیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم! اگر ہم جان لیتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو نہ ہم آپ کو بیت اللہ سے روکتے، نہ آپ کے ساتھ جنگ کرتے، لیکن آپ "مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ" لکھئے آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں محمد رسول اللہ بھی ہوں، اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں، یہ اور بات ہے کہ تم لوگ میری رسالت کو جھٹلاتے ہو، یہ کہہ کر آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کو مٹا دو، اور اس جگہ "مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ" لکھ دو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ کون مسلمان آپ کا فرمانبردار ہوسکتا ہے؟ لیکن محبت کے عالم میں کبھی کبھی ایسا مقام بھی آجاتا ہے کہ سچے محبّ کو بھی اپنے محبوب کی فرمانبرداری سے محبت ہی کے جذبہ میں انکار کرنا پڑتا ہے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کے نام کو تو کبھی ہرگز ہرگز نہیں مٹاؤں گا، آپ نے فرمایا کہ اچھا مجھے دکھاؤ، میرا نام کہاں ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جگہ پر انگلی رکھ دی، آپ نے وہاں سے "رَسُوْلُ اللّٰهِ" کا لفظ مٹا دیا، بہر حال صلح کی تحریر مکمل ہوگئی، اس دستاویز میں یہ طے کر دیا گیا، کہ فریقین کے درمیان دس سال تک لڑائی بالکل موقوف رہے گی، صلح نامہ کی باقی دفعات اور شرطیں یہ تھیں کہ۔

۱.....مسلمان اس سال بغیر عمرہ ادا کیے واپس چلے جائیں۔

۲.....آئندہ سال عمرہ کے لئے آئیں اور صرف تین دن مکہ میں ٹھہر کر واپس چلے جائیں۔

۳.....تلوار کے سوا کوئی دوسرا ہتھیار لے کر نہ آئیں، تلوار بھی نیام کے اندر رکھ کر تھیلے وغیرہ میں بند ہو۔

۴.....مکہ میں جو مسلمان پہلے سے مقیم ہیں ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں اور مسلمانوں میں سے اگر کوئی مکہ میں رہنا چاہے تو اس کو نہ روکیں۔

۵.....کافروں یا مسلمانوں میں سے کوئی شخص اگر مدینہ چلا جائے تو واپس کر دیا جائے لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ سے مکہ میں چلا جائے تو وہ واپس نہیں کیا جائے گا۔

۶.....قبائل عرب کو اختیار ہوگا کہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں دوستی کا معاہدہ کرلیں۔

یہ شرطیں ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے سخت خلاف تھیں اور صحابہ کرام کو اس پر بڑی زبردست ناگواری ہورہی تھی، مگر وہ فرمانِ رسالت کے خلاف دم مارنے سے مجبور تھے۔(۱)

حضرت ابوجندل کا معاملہ

یہ عجیب اتفاق ہے کہ معاہدہ لکھا جاچکا تھا لیکن ابھی اس پر فریقین کے دستخط نہیں ہوئے تھے کہ اچانک اسی سہیل بن عمرو کے صاحب زادے حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیڑیاں گھسیٹتے ہوئے گرتے پڑتے حدیبیہ میں مسلمانوں کے درمیان آن پہنچے، سہیل بن عمرو اپنے بیٹے کو دیکھ کر کہنے لگا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس معاہدہ کی دستاویز پر دستخط کرنے کے لئے میری پہلی شرط یہ ہے کہ آپ ابوجندل کو میری طرف واپس لوٹائیے، آپ نے فرمایا کہ ابھی تو اس معاہدہ پر فریقین کے دستخط ہی نہیں ہوئے ہیں، ہمارے اور تمہارے دستخط ہوجانے کے بعد یہ معاہدہ نافذ ہوگا، یہ سن کر سہیل بن عمرو کہنے لگا پھر جایئے، میں آپ سے کوئی صلح نہیں کروں گا آپ نے فرمایا کہ اچھا اے سہیل! تم اپنی طرف سے اجازت دے دو کہ میں ابوجندل کو اپنے پاس رکھ لوں، اس نے کہا کہ ہرگز کبھی اس کی اجازت نہیں دے سکتا، حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ میں پھر مکہ لوٹا دیا جاؤں گا تو انہوں نے مسلمانوں سے فریاد کی اور کہا کہ اے جماعت مسلمین! دیکھو میں مشرکین کی طرف لوٹایا جارہا ہوں، حالانکہ میں مسلمان ہوں اور تم مسلمانوں کے پاس آگیا ہوں کفار کی مار سے ان کے بدن پر چوٹوں کے جو نشانات تھے انہوں نے ان نشانات کو دکھا دکھا کر مسلمانوں کو جوش دلایا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر سن کر ایمانی جذبہ سوار ہوگیا اور دندناتے ہوئے بارگاہِ رسالت میں پہنچے، اور عرض کیا کہ کیا آپ سچ مچ اللہ کے رسول نہیں ہیں ارشاد فرمایا کہ کیوں نہیں؟ انہوں نے کہا کہ کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ کیوں نہیں؟ پھر انہوں نے کہا کہ، تو پھر ہمارے دین میں ہم کو یہ ذلت کیوں دی جارہی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اے عمر! میں اللہ کا رسول ہوں، میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا ہوں، وہ میرا مددگار ہے، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا آپ ہم سے یہ وعدہ نہ فرماتے تھے کہ ہم عنقریب بیت اللہ میں آکر طواف کریں گے؟

۱......سیرت ابن ہشام مع شرح الزرقانی ۴/۱۰۱،۹۵ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

......مدارج النبوۃ قسم سوم باب ششم ملخصا ملتقطا ۲/۲۱۳،۲۰۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

ارشاد فرمایا کہ کیا میں نے تم کو یہ خبر دی تھی کہ ہم اسی سال بیت اللہ میں داخل ہوں گے؟ انہوں نے کہا کہ "نہیں" آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں پھر کہتا ہوں کہ تم یقیناً کعبہ میں پہنچو گے، اور اس کا طواف کرو گے۔

دربارِ رسالت سے اٹھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور وہی گفتگو کی جو بارگاہِ رسالت میں عرض کر چکے تھے آپ نے فرمایا کہ اے عمر! وہ خدا کے رسول ہیں وہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے کرتے ہیں وہ کبھی خدا کی نافرمانی نہیں کرتے اور خدا ان کا مددگار ہے اور خدا کی قسم! یقیناً وہ حق پر ہیں، لہٰذا تم ان کی رکاب تھامے رہو۔(۱)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام عمر ان باتوں کا صدمہ اور سخت رنج و افسوس رہا، جو انہوں نے جذبۂ بے اختیاری میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہہ دی تھیں زندگی بھر وہ اس سے توبہ و استغفار کرتے رہے اور اس کے کفارہ کے لئے انہوں نے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، خیرات کی، غلام آزاد کیئے، بخاری شریف میں اگرچہ ان اعمال کا مفصل تذکرہ نہیں ہے، اجمالاً ہی ذکر ہے، لیکن دوسری کتابوں میں نہایت تفصیل کے ساتھ یہ تمام باتیں بیان کی گئی ہیں۔

بہر حال یہ بڑے سخت امتحان اور آزمائش کا وقت تھا ایک طرف حضرت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ گڑگڑا کر مسلمانوں سے فریاد کر رہے ہیں اور ہر مسلمان اس قدر جوش میں بھرا ہوا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب مانع نہ ہوتا تو مسلمانوں کی تلواریں نیام سے باہر نکل پڑتیں، دوسری طرف معاہدہ پر دستخط ہو چکے ہیں اور اپنے عہد کو پورا کرنے کی ذمہ داری سر پر آن پڑی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موقع کی نزاکت کا خیال کرتے ہوئے، حضرت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم صبر کرو۔ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اور دوسرے مظلوموں کے لئے ضرور ہی کوئی راستہ نکالے گا، ہم صلح کا معاہدہ کر چکے، اب ہم ان لوگوں سے بدعہدی نہیں کر سکتے غرض حضرت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی طرح پابزنجیر پھر مکہ واپس جانا پڑا۔

جب صلح نامہ مکمل ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابۂ کرام کو حکم دیا کہ اٹھو اور قربانی کرو

۱..... سیرت ابن ہشام مع شرح الزرقانی ۱۰۱،۱۰۲/۴ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
..... صحیح بخاری کتاب الشروط باب شروط فی الجہاد ۳۸۰/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
..... صحیح مسلم باب صلح الحدیبیہ ۱۰۴/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

اور سر منڈا کر احرام کھول دو، مسلمانوں کی ناگواری اور ان کے غیظ و غضب کا یہ عالم تھا کہ فرمان نبوی سن کر ایک شخص بھی نہیں اٹھا، مگر ادب کے خیال سے کوئی ایک لفظ بول بھی نہ سکا، آپ نے حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کا تذکرہ فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ کسی سے کچھ بھی نہ کہیں اور خود آپ اپنی قربانی کر لیں اور بال ترشوا لیں، چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا، جب صحابہ کرام نے آپ کو قربانی کر کے احرام اتارتے دیکھ لیا، تو پھر وہ لوگ مایوس ہو گئے کہ اب آپ اپنا فیصلہ نہیں بدل سکتے، تو سب لوگ قربانی کرنے لگے اور ایک دوسرے کے بال تراشنے لگے، مگر اس قدر رنج و غم میں بھرے ہوئے تھے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک دوسرے کو قتل کر ڈالے گا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔(۱)

فتح مبین

اس صلح کو تمام صحابہ نے ایک مغلوبانہ صلح، اور ذلت آمیز معاہدہ سمجھا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے جو رنج و صدمہ گزرا وہ آپ پڑھ چکے ہیں، مگر اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی کہ

"اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا" اے حبیب! ہم نے آپ کو فتح مبین عطا کی۔

خداوند قدوس نے اس صلح کو "فتح مبین" بتایا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ "فتح" ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ "ہاں یہ فتح ہے"۔

گو اس وقت اس صلح نامہ کے بارے میں صحابہ کرام کے خیالات اچھے نہیں تھے مگر اس کے بعد کے واقعات نے بتا دیا کہ درحقیقت یہی صلح تمام فتوحات کی کنجی ثابت ہوئی، اور سب نے مان لیا کہ واقعی صلح حدیبیہ ایک ایسی فتح مبین تھی جو مکہ میں اشاعت اسلام بلکہ فتح مکہ کا ذریعہ بن گئی، اب تک مسلمان اور کفار ایک دوسرے سے الگ تھلگ رہتے تھے، ایک دوسرے سے ملنے جلنے کا موقع ہی نہیں ملتا تھا، مگر اس صلح کی وجہ سے ایک دوسرے کے یہاں آمد و رفت آزادی کے ساتھ گفت و شنید اور تبادلہ خیالات کا راستہ کھل گیا، کفار مدینہ آتے اور مہینوں ٹھہر کر مسلمانوں کے کردار و اعمال کا گہرا مطالعہ کرتے اسلامی مسائل اور اسلام کی خوبیوں کا تذکرہ سنتے جو مسلمان مکہ جاتے وہ اپنے چال چلن، عفت شعاری اور عبادت گزاری سے کفار کے دلوں پر اسلام کی خوبیوں کا ایسا نقش بٹھا دیتے کہ خود بخود کفار اسلام کی

۱......صحیح بخاری کتاب الشروط باب شروط فی الجہاد ج۱ ص۳۸۰ قدیمی کتب خانہ کراچی

طرف مائل ہوتے جاتے تھے، چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ صلح حدیبیہ سے فتح مکہ تک اس قدر کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے کہ اتنے کبھی نہیں ہوئے تھے، چنانچہ حضرت خالد بن الولید (فاتح شام) اور حضرت عمرو بن العاص (فاتح مصر) بھی اسی زمانے میں خود مکہ سے مدینہ جا کر مسلمان ہوئے۔(۱)

مظلومین مکہ

ہجرت کے بعد جو لوگ مکہ میں مسلمان ہوئے انہوں نے کفار کے ہاتھوں بڑی بڑی مصیبتیں برداشت کیں، ان کو زنجیروں میں باندھ باندھ کر کفار کوڑے مارتے تھے لیکن جب بھی ان میں سے کوئی شخص موقع پاتا تو چھپ کر مدینہ آ جاتا تھا، صلح حدیبیہ نے اس کا دروازہ بند کر دیا، کیونکہ اس صلح نامہ میں یہ شرط تحریر تھی کہ مکہ سے جو شخص بھی ہجرت کر کے مدینہ جائے گا وہ پھر مکہ واپس بھیج دیا جائے گا۔

حضرت ابو بصیر کا کارنامہ

صلح حدیبیہ سے فارغ ہو کر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے جو بزرگ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے، وہ حضرت ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے کفار مکہ نے فوراً ہی دو آدمیوں کو مدینہ بھیجا کہ ہمارا آدمی واپس کر دیجئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ "تم مکے چلے جاؤ" تم جانتے ہو کہ ہم نے کفار قریش سے معاہدہ کر لیا ہے اور ہمارے دین میں عہد شکنی اور غداری جائز نہیں ہے" حضرت ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ مجھ کو کافروں کے حوالہ فرمائیں گے تا کہ وہ مجھ کو کفر پر مجبور کریں آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم جاؤ، خداوند کریم تمہاری رہائی کا کوئی سبب بنا دے گا، آخر مجبور ہو کر حضرت ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کافروں کی حراست میں مکہ واپس ہو گئے، لیکن جب مقام "ذوالحلیفہ" میں پہنچے تو سب کھانے کے لئے بیٹھے، اور باتیں کرنے لگے حضرت ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کافر سے کہا کہ اجی! تمہاری تلوار بہت اچھی معلوم ہوتی ہے، اس نے خوش ہو کر نیام سے تلوار نکال کر دکھائی، اور کہا کہ بہت ہی عمدہ تلوار ہے، اور میں نے بارہا لڑائیوں میں اس کا تجربہ کیا ہے، حضرت ابو بصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ذرا میرے ہاتھ میں تو دو، میں بھی دیکھوں کہ کیسی تلوار ہے؟

ا سیرت ابن ہشام مع شرح الزرقانی ۲۷۷،۲۷۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

اس نے ان کے ہاتھ میں تلوار دے دی، انہوں نے تلوار ہاتھ میں لے کر اس زور سے تلوار ماری کہ کافر کی گردن کٹ گئی، اور اس کا سر دور جا گرا، اس کے ساتھی نے جو یہ منظر دیکھا تو وہ سر پر پیر رکھ کر بھاگا، اور سرپٹ دوڑتا ہوا مدینہ پہنچا، اور مسجد نبوی میں گھس گیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ شخص خوفزدہ معلوم ہوتا ہے، اس نے کانپتے ہوئے بارگاہ رسالت میں عرض کیا، کہ میرے ساتھی کو ابوبصیر نے قتل کر دیا، اور میں بھی ضرور مارا جاؤں گا، اتنے میں حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ننگی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے آن پہنچے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذمہ داری پوری کر دی کیونکہ صلح نامہ کی شرط کے بموجب آپ نے تو مجھ کو واپس کر دیا، اب یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اس نے مجھ کو ان کافروں سے نجات دے دی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعہ سے بڑا رنج پہنچا اور آپ نے خفا ہو کر فرمایا کہ۔

وَيْلُ اُمِّهٖ مِسْعَرُ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهٗ اَحَدٌ ......ترجمہ: اسکی ماں مرے! یہ تو لڑائی بھڑکادے گا کاش اس کے ساتھ کوئی آدمی ہوتا جو اس کو روکتا۔

حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جملہ کو سمجھ گئے کہ میں پھر کافروں کی طرف لوٹا دیا جاؤنگا، اس لئے وہ وہاں سے چپکے سے کھسک گئے اور ساحل سمندر کے قریب مقام ''عیص'' میں جا کر ٹھہرے ادھر مکہ سے حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زنجیر کاٹ کر بھاگے اور وہ بھی وہیں پہنچ گئے، پھر مکہ کے دوسرے مظلوم مسلمانوں نے بھی موقع پا کر کفار کی قید سے نکل نکل کر یہاں پناہ لینی شروع کر دی، یہاں تک کہ اس جنگل میں ستر آدمیوں کی جماعت جمع ہو گئی، کفار قریش کے تجارتی قافلوں کا یہی راستہ تھا جو قافلہ بھی آمدورفت میں یہاں سے گزرتا، یہ لوگ اس کو لوٹ لیتے یہاں تک کہ کفار قریش کا ناک میں دم کر دیا، بالآخر کفار قریش نے خدا اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خط لکھا کہ ہم صلح نامہ میں اپنی شرط سے باز آئے آپ لوگوں کو ساحل سمندر سے مدینہ بلا لیجئے، اور اب ہماری طرف سے اجازت ہے کہ جو مسلمان بھی مکہ سے بھاگ کر مدینہ جائے آپ اس کو مدینہ میں ٹھہرا لیجئے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔(۱)

۱......صحیح بخاری کتاب الشروط باب شروط فی الجہاد ۱/۳۸۰ قدیمی کتب خانہ کراچی
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۴/۱۰۶،۱۰۷ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
مدارج النبوۃ قسم سوم باب ششم ۲/۲۱۸ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

یہ بھی روایت ہے کہ قریش نے خود ابوسفیان کو مدینہ بھیجا، کہ ہم صلح نامہ حدیبیہ میں اپنی شرط سے دست بردار ہو گئے، لہٰذا آپ حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ میں بلالیں تا کہ ہمارے تجارتی قافلے ان لوگوں کے قتل و غارت سے محفوظ ہو جائیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس خط بھیجا کہ تم اپنے ساتھیوں سمیت مقام ''عیص'' سے مدینہ چلے آؤ، مگر افسوس! کہ فرمان رسالت ان کے پاس ایسے وقت پہنچا جب وہ نزع کی حالت میں تھے، مقدس خط کو انہوں نے اپنے ہاتھ میں لے کر سر اور آنکھوں پر رکھا، اور ان کی روح پرواز کر گئی، حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل جل کر ان کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا اور دفن کے بعد ان کی قبر شریف کے پاس یادگار کے لئے ایک مسجد بنا دی، پھر فرمانِ رسول کے بموجب یہ سب لوگ وہاں سے آ کر مدینہ میں آباد ہو گئے۔(۱)

سلاطین کے نام دعوت اسلام

۶ھ میں صلح حدیبیہ کے بعد جب جنگ و جدال کے خطرات ٹل گئے اور ہر طرف امن و سکون کی فضا پیدا ہو گئی، تو چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت کا دائرہ صرف خطۂ عرب ہی تک محدود نہیں تھا، بلکہ آپ تمام عالم کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے اس لئے آپ نے ارادہ فرمایا کہ اسلام کا پیغام تمام دنیا میں پہنچا دیا جائے، چنانچہ آپ نے روم کے بادشاہ ''قیصر'' فارس کے بادشاہ ''کسریٰ'' حبشہ کے بادشاہ ''نجاشی'' مصر کے بادشاہ ''عزیز'' اور دوسرے سلاطین عرب و عجم کے نام دعوت اسلام کے خطوط روانہ فرمائے۔

صحابہ کرام میں سے کون کون حضرات ان خطوط کو لے کر کن کن بادشاہوں کے دربار میں گئے؟ ان کی فہرست کافی طویل ہے مگر ایک ہی دن چھ خطوط لکھوا کر اور اپنی مہر لگا کر جن چھ قاصدوں کو جہاں جہاں آپ نے روانہ فرمایا وہ یہ ہیں۔

۱۔حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...... ہرقل قیصر روم کے دربار میں۔

۲۔حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ ...... خسرو پرویز شاہ ایران کے دربار میں

۳۔حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...... مقوقس عزیز مصر کے دربار میں

۱...... مدارج النبوۃ قسم سوم باب ششم ج۲ ص ۲۰۰ نوری بک ڈپو پبلشنگ کمپنی لاہور

۴۔حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...... نجاشی بادشاہ حبشہ کے دربار میں
۵۔حضرت سلیط بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...... ہوزہ، بادشاہ یمامہ کے دربار میں
۶۔حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ ...... حارث غسانی والیٔ غسان کے دربار میں(۱)

نامہ مبارک اور قیصر

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس خط لے کر "بصریٰ" تشریف لے گئے اور وہاں قیصر روم کے گورنر شام حارث غسانی کو دیا، اس نے اس نامہ مبارک کو "بیت المقدس" بھیج دیا، کیونکہ قیصر روم (ہرقل) ان دنوں بیت المقدس کے دورہ پر آیا ہوا تھا، قیصر کو جب یہ مبارک خط ملا تو اس نے حکم دیا کہ قریش کو کوئی آدمی ملے تو اس کو ہمارے دربار میں حاضر کرو، قیصر کے حکام نے تلاش کیا تو اتفاق سے ابوسفیان اور عرب کے کچھ دوسرے تاجر مل گئے، یہ سب لوگ قیصر کے دربار میں لائے گئے، قیصر نے بڑے طمطراق کے ساتھ دربار منعقد کیا اور تاج شاہی پہن کر تخت پر بیٹھا، اور تخت کے گرد ارکین سلطنت، بطارقہ اور احبار ورہبان وغیرہ صف باندھ کر کھڑے ہو گئے، اسی حالت میں عرب کے تاجروں کا گروہ دربار میں حاضر کیا گیا، اور شاہی محل کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے، پھر قیصر نے ترجمان کو بلایا، اور اس کے ذریعہ گفتگو شروع کی، سب سے پہلے قیصر نے یہ سوال کیا کہ عرب میں جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تم میں سے انکا سب سے قریبی رشتہ دار کون ہے؟ ابوسفیان نے کہا کہ "میں" قیصر نے ان کو سب سے آگے کیا اور دوسرے عربوں کو ان کے پیچھے کھڑا کیا، اور کہا کہ دیکھو، اگر ابوسفیان کوئی غلط بات کہے تو تم لوگ اس کا جھوٹ ظاہر کر دینا، پھر قیصر اور ابوسفیان میں جو مکالمہ ہوا وہ یہ ہے۔

قیصر ...... مدعی نبوت کا خاندان کیسا ہے؟
ابوسفیان ...... ان کا خاندان شریف ہے۔
قیصر ...... کیا اس خاندان میں ان سے پہلے بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

۱......الکامل فی التاریخ، باب ذکر مکاتبۃ رسول اللہ ﷺ، ص۹۵

ابوسفیان ...... ”نہیں“

قیصر ...... کیاان کے باپ داداؤں میں کوئی بادشاہ تھا؟

ابوسفیان ...... نہیں

قیصر ...... جن لوگوں نے ان کا دین قبول کیا ہے وہ کمزور لوگ ہیں یا صاحب اثر۔؟

ابوسفیان ...... کمزور لوگ ہیں۔

قیصر ...... ان کے متبعین بڑھ رہے ہیں یا گھٹتے جارہے ہیں۔

ابوسفیان ...... بڑھتے جارہے ہیں۔

قیصر ...... کیاکوئی ان کے دین میں داخل ہوکر پھر اس کو ناپسند کر کے پلٹ بھی جاتا ہے؟

ابوسفیان ...... نہیں

قیصر کیانبوت کادعویٰ کرنے سے پہلے تم لوگ انہیں جھوٹا سمجھتے تھے۔

ابوسفیان ...... نہیں

قیصر ...... کیاوہ کبھی عہد شکنی اور وعدہ خلافی بھی کرتے ہیں۔

ابوسفیان ابھی تک تو نہیں کی ہے لیکن اب ہمارے اور ان کے درمیان (حدیبیہ) میں جوایک نیا معاہدہ ہوا ہے معلوم نہیں اس میں وہ کیا کریں گے۔

قیصر ...... کیا کبھی تم لوگوں نے ان سے جنگ بھی کی؟

ابوسفیان ...... ہاں

قیصر ...... نتیجہ، جنگ کیارہا؟

ابوسفیان ...... کبھی ہم جیتے، کبھی وہ۔

قیصر ...... وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتے ہیں۔

ابوسفیان ...... وہ کہتے ہیں کہ صرف ایک خدا کی عبادت کرو اور کسی اور کو خدا کا شریک نہ ٹھہراؤ، بتوں کو چھوڑو، نماز پڑھو، سچ بولو، پاکدامنی اختیار کرو، رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

اس سوال کے جواب کے بعد قیصر نے کہا کہ:

تم نے ان کو خاندانی شریف بتایا اور تمام پیغمبروں کا یہی حال ہے کہ ہمیشہ پیغمبر اچھے خاندان ہی میں پیدا ہوتے ہیں، تم نے کہا کہ ان کے خاندان میں کبھی کسی اور نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا، اگر ایسا ہوتا تو میں کہہ دیتا کہ یہ شخص اوروں کی نقل اتار رہا ہے، تم نے اقرار کیا ہے کہ ان کے خاندان میں کبھی کوئی بادشاہ نہیں ہوا ہے، اگر یہ بات ہوتی تو میں سمجھ لیتا کہ یہ شخص اپنے آباؤ واجداد کی بادشاہی کا طلبگار ہے، تم مانتے ہو کہ نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے وہ کبھی کوئی جھوٹ نہیں بولے تو جو شخص انسانوں سے جھوٹ نہیں بولتا بھلا وہ خدا پر کیوں کر جھوٹ باندھ سکتا ہے؟ تم کہتے ہو کہ کمزور لوگوں نے ان کے دین کو قبول کیا ہے تو سن لو ہمیشہ ابتدا میں پیغمبروں کے متبعین مفلس اور کمزور ہی لوگ ہوتے رہے ہیں، تم نے یہ تسلیم کیا ہے کہ ان کی پیروی کرنے والے بڑھتے ہی جا رہے ہیں تو ایمان کا معاملہ ہمیشہ ایسا ہی رہا ہے کہ اس کے ماننے والوں کی تعداد ہمیشہ بڑھتی ہی جاتی ہے تم کو یہ تسلیم ہے کہ کوئی ان کے دین سے پھر کر مرتد نہیں ہو رہا ہے، تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ایمان کی شان ایسی ہی ہوا کرتی ہے کہ جب اس کی لذت کسی کے دل میں گھر کر لیتی ہے، تو پھر وہ کبھی نکل نہیں سکتی، تمہیں اس کا اعتراف ہے کہ انہوں نے کبھی کوئی غداری اور بدعہدی نہیں کی ہے تو رسولوں کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ کبھی کوئی دغا وفریب کا کام کرتے ہی نہیں، تم نے ہمیں بتایا کہ وہ خدائے واحد کی عبادت، شرک سے پرہیز، بت پرستی سے ممانعت، پاک دامنی، صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں، تو سن لو کہ تم نے جو کچھ کہا ہے، اگر یہ صحیح ہے تو وہ عنقریب اس جگہ کے مالک ہو جائیں گے جہاں اس وقت میرے قدم ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ایک رسول کا ظہور ہونے والا ہے مگر میرا یہ گمان نہیں تھا کہ وہ رسول تم عربوں میں سے ہوگا، اگر میں یہ جان لیتا کہ میں ان کی بارگاہ میں پہنچ سکوں گا تو میں تکلیف اٹھا کر وہاں تک پہنچتا، اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو میں ان کا پاؤں دھوتا، قیصر نے اپنی اس تقریر کے بعد حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط پڑھ کر سنایا جائے، نامہ مبارک

کی عبارت یہ تھی۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُّحَمَّدٍ عَبْدِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ يُؤْتِكَ اللهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّ عَلَيْكَ اِثْمَ الْاَرِيْسِيِّيْنَ يَآاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے، اللہ کے بندے اور رسول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے یہ خط "ہرقل" کے نام ہے جو روم کا بادشاہ ہے، اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت کا پیرو ہے، اس کے بعد میں تجھ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں تو مسلمان ہو جا تو سلامت رہے گا، خدا تجھ کو دوگنا اجر دے گا، اور اگر تو نے روگردانی کی تو تیری تمام رعایا کا گناہ تجھ پر ہوگا، اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور ہم میں سے بعض لوگ دوسرے بعض لوگوں کو خدا نہ بنائیں اور اگر تم نہیں مانتے تو گواہ ہو جاؤ کہ ہم مسلمان ہیں!

قیصر نے ابوسفیان سے جو گفتگو کی اس سے اس کے درباری پہلے ہی انتہائی برہم اور بیزار ہو چکے تھے، اب یہ خط سنا، پھر جب قیصر نے ان لوگوں سے کہا کہ اے جماعت روم!

اگر تم اپنی فلاح اور اپنی بادشاہی کی بقا چاہتے ہو تو اس نبی کی بیعت کر لو تو درباریوں میں اس قدر ناراضگی اور بیزاری پھیل گئی کہ وہ لوگ جنگلی گدھوں کی طرح بدک بدک کر دربار سے دروازوں کی طرف بھاگنے لگے مگر چونکہ تمام دروازے بند تھے اسلئے وہ لوگ باہر نہ نکل سکے، جب قیصر نے اپنے درباریوں کی نفرت کا یہ منظر دیکھا تو وہ ان لوگوں کے ایمان لانے سے مایوس ہو گیا، اور اس نے کہا کہ ان درباریوں کو بلاؤ، جب سب آ گئے تو قیصر نے کہا کہ ابھی ابھی میں نے تمہارے سامنے جو کچھ کہا، اس سے میرا مقصد تمہارے دین کی پختگی کا امتحان لینا تھا تو میں نے دیکھ لیا کہ تم لوگ اپنے دین میں بہت پکے ہو، یہ سن کر تمام درباری قیصر کے سامنے سجدہ میں گر پڑے اور ابوسفیان وغیرہ دربار سے نکال دیے گئے اور دربار برخواست ہو گیا، چلتے وقت ابوسفیان نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اب یقیناً ابوکبشہ کے

بیٹے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا معاملہ بہت بڑھ گیا، دیکھ لو، رومیوں کا بادشاہ ان سے ڈر رہا ہے۔(۱)

قیصر چونکہ توراۃ وانجیل کا ماہر اور علم نجوم سے واقف تھا اس لئے وہ نبی آخر الزمان کے ظہور سے باخبر تھا، اور ابوسفیان کی زبان سے حالات سن کر اس کے دل میں ہدایت کا چراغ روشن ہو گیا تھا، مگر سلطنت کی حرص وہوس کی آندھیوں نے اس چراغ ہدایت کو بجھا دیا، اور وہ اسلام کی دولت سے محروم رہ گیا۔

خسرو پرویز کی بدد ماغی

تقریباً اسی مضمون کے خطوط دوسرے بادشاہوں کے پاس بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روانہ فرمائے، شہنشاہ ایران خسرو پرویز کے دربار میں جب نامہ مبارک پہنچا تو صرف اتنی سی بات پر اس کے غرور اور گھمنڈ کا پارہ اتنا چڑھ گیا کہ اس نے کہا کہ خط میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میرے نام سے پہلے اپنا نام کیوں لکھا؟ یہ کہہ کر اس نے فرمانِ رسالت کو پھاڑ ڈالا، اور پرزے پرزے کر کے خط کو زمین پر پھینک دیا، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر ملی تو آپ نے فرمایا کہ

"مَزَّقَ کِتَابِیْ مَزَّقَ اللہُ مُلْکَہٗ"......اس نے میرے خط کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا خدا اس کی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔

چنانچہ اس کے بعد ہی خسرو پرویز کو اس کے بیٹے "شیرویہ" نے رات میں سوتے ہوئے اس کا شکم پھاڑ کر اس کو قتل کر دیا، اور اس کی بادشاہی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی، یہاں تک کہ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں یہ حکومت صفحہ ہستی سے مٹ گئی۔(۲)

نجاشی کا کردار

نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس جب فرمان رسالت پہنچا تو اس نے کوئی بے ادبی نہیں کی، اس معاملہ

۱......صحیح بخاری	کتاب بدء الوحی	باب کیف بدء الوحی	۱/۵۰۴	قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم	کتاب الجہاد والسیر		رقم الحدیث:۳۳۲۲	قدیمی کتب خانہ کراچی
......مسند امام احمد	من مسند بنی ہاشم		رقم الحدیث:۲۲۵۲	
......مدارج النبوۃ	قسم سوم	باب ششم	۲/۲۳،۲۲۱	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲......صحیح بخاری	کتاب الجہاد	باب دعوۃ الیہود والنصاریٰ	۱/۴۱۱	قدیمی کتب خانہ کراچی
......مسند امام احمد	من مسند بنی ہاشم		رقم الحدیث:۲۶۶۴	
......مدارج النبوۃ	قسم سوم	باب ششم	[illegible]	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

میں مؤرخین کا اختلاف ہے کہ نجاشی نے اسلام قبول کیا یا نہیں؟ مگر مواہب لدنیہ میں لکھا ہوا ہے کہ یہ نجاشی جس کے پاس اعلان نبوت کے پانچویں سال مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے گئے تھے، اور ۶ھ میں جس کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خط بھیجا، اور ۹ھ میں جس کا انتقال ہوا اور مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی اس کا نام ''اصحمہ'' تھا اور یہ بلاشبہ مسلمان ہو گیا تھا لیکن اس کے بعد جو نجاشی تخت پر بیٹھا اس کے پاس بھی حضور ﷺ نے اسلام کا دعوت نامہ بھیجا تھا۔ اور اس نے اسلام قبول کیا یا نہیں؟ مشہور ہے کہ یہ دونوں مقدس خط اب تک سلاطین حبشہ کے پاس موجود ہیں اور وہ لوگ اس کا بے حد ادب و بے حد احترام کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۱)

شاہِ مصر کا برتاؤ

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''مقوقس'' مصر واسکندریہ کے بادشاہ کے پاس قاصد بنا کر بھیجا، یہ نہایت ہی اخلاق کے ساتھ قاصد سے ملا، اور فرمان نبوی کو بہت ہی تعظیم و تکریم کے ساتھ پڑھا۔ مگر مسلمان نہیں ہوا، ہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چند چیزوں کا تحفہ بھیجا، دو لونڈیاں ایک حضرت ''ماریہ قبطیہ'' تھیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم میں داخل ہوئی اور انہیں کے شکم مبارک سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند اکبر حضرت ابراہیم پیدا ہوئے، دوسری حضرت ''سیرین'' تھیں جن کو آپ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ عطا فرمادیا ان کے بطن سے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن پیدا ہوئے، ان دونوں لونڈیوں کے علاوہ ایک سفید گدھا جسکا نام ''یعفور'' تھا، اور ایک سفید خچر جو دلدل کہلاتا تھا ایک ہزار مثقال سونا، ایک غلام کچھ شہد، کچھ کپڑے بھی تھے۔ (۲)

بادشاہ یمامہ کا جواب

حضرت سلیط رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ''ہوذہ'' بادشاہ یمامہ کے پاس خط لے کر پہنچے تو اس نے بھی قاصد کا احترام کیا، لیکن اسلام قبول نہیں کیا، اور جواب میں یہ لکھا کہ آپ جو باتیں کہتے ہیں وہ نہایت اچھی ہیں اگر آپ اپنی حکومت میں سے کچھ مجھے بھی حصہ دیں تو میں آپ کی پیروی کروں گا، حضور صلی

۱۔۔۔۔۔ مدارج النبوۃ قسم سوم باب ششم ۲۲۰/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲۔۔۔۔۔ مدارج النبوۃ قسم سوم باب ششم ۲۲۷/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا خط پڑھ کر فرمایا کہ اسلام ملک گیری کی ہوس کے لئے نہیں آیا ہے، اگر زمین کا ایک ٹکڑا بھی ہوتو میں نہ دوں گا۔(۱)

حارث غسانی کا گھمنڈ

حضرت شجاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حارث غسانی والیءِ غسان کے سامنے نامہءِ اقدس کو پیش کیا تو وہ مغرور خط کو پڑھ کر برہم ہو گیا، اور اپنی فوج کو تیاری کا حکم دے دیا، چنانچہ مدینہ کے مسلمان ہر وقت اس کے حملہ کے منتظر رہنے لگے، اور بالآخر "غزوہ موتہ" اور "غزوہ تبوک" کے واقعات درپیش ہوئے جن کا مفصل تذکرہ ہم آگے تحریر کریں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان بادشاہوں کے علاوہ اور بھی بہت سے سلاطین وامراء کو دعوت اسلام کے خطوط تحریر فرمائے، جن میں سے کچھ نے اسلام قبول کرنے سے انکار کردیا، اور کچھ خوش نصیبوں نے اسلام قبول کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں نیازمندیوں سے بھرے ہوئے خطوط بھی بھیجے، مثلاً یمن کے شاہان حمیر میں سے جن جن بادشاہوں نے مسلمان ہوکر بارگاہ رسالت میں عرضیاں بھیجیں جو غزوہ تبوک سے واپسی پر آپ کی خدمت میں پہنچیں، ان بادشاہوں کے نام یہ ہیں۔

۱......حارث بن عبد کلال ۔۲......نعیم بن عبد کلال ۔۳......نعمان حاکم ذورعین معافر وہمدان ۔۴......زرعہ، یہ سب یمن کے بادشاہ ہیں۔

ان کے علاوہ "فروہ بن عمرو" جو کہ سلطنت روم کی جانب سے گورنر تھا، اپنے اسلام لانے کی خبر قاصد کے ذریعہ بارگاہ رسالت میں بھیجی، اس طرح "باذان" جو بادشاہ ایران کسریٰ کی طرف سے صوبہ یمن کا صوبہ دار تھا، اپنے دو بیٹوں کے ساتھ مسلمان ہو گیا، اور ایک عرضی تحریر کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اسلام کی خبر دی (۲)۔ ان سب کا مفصل تذکرہ "سیرت ابن ہشام وزرقانی، مدارج النبوۃ" وغیرہ میں موجود ہے، ہم اپنی اس مختصر کتاب میں انکا مفصل بیان تحریر کرنے سے معذرت خواہ ہیں۔

سریہءِ نجد

۶ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماتحتی میں

۱......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب ششم　۲۲۹/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲......الکامل فی التاریخ　ذکر کتاب رسول اللہ ﷺ الی الملوک

ایک لشکر نجد کی جانب روانہ فرمایا، ان لوگوں نے بنی حنیفہ کے سردار ثمامہ بن اثال کو گرفتار کر لیا اور مدینہ لائے، جب لوگوں نے ان کو بارگاہ رسالت میں پیش کیا تو آپ نے حکم دیا کہ اس کو مسجد نبوی کے ایک ستون میں باندھ دیا جائے، چنانچہ یہ ستون میں باندھ دیے گئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے، اور دریافت فرمایا کہ اے ثمامہ! تمہارا کیا حال ہے؟ اور تم اپنے بارے میں کیا گمان رکھتے ہو؟ ثمامہ نے جواب دیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرا حال اور خیال تو اچھا ہی ہے، اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایک خونی آدمی کو قتل کریں گے اور اگر مجھے اپنے انعام سے نواز کر چھوڑ دیں گے تو ایک شکر گزار کو چھوڑ دیں گے، اور اگر آپ مجھ سے کچھ مال کے طلب گار ہوں تو بتا دیجئے، آپ کو مال دیا جائے گا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ گفتگو کر کے چلے آئے، پھر دوسرے روز بھی یہی سوال وجواب ہوا، پھر تیسرے روز بھی یہی ہوا، اس کے بعد آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو، چنانچہ لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا، ثمامہ مسجد سے نکل کر ایک کھجور کے باغ میں چلے گئے جو مسجد نبوی کے قریب ہی میں تھا، وہاں انہوں نے غسل کیا، پھر مسجد نبوی میں واپس آئے اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے، اور کہنے لگے کہ خدا کی قسم! مجھے جس قدر آپ کے چہرہ سے نفرت تھی اتنی روئے زمین پر کسی کے چہرہ سے نہ تھی مگر آج آپ کے چہرہ سے مجھے اس قدر محبت ہو گئی ہے، کہ اتنی محبت کسی کے چہرہ سے نہیں ہے، کوئی دین میری نظر میں اتنا ناپسند نہ تھا جتنا آپ کا دین لیکن آج کوئی دین میری نظر میں اتنا محبوب نہیں ہے جتنا آپ کا دین، کوئی شہر میری نگاہ میں اتنا برا نہ تھا جتنا آپ کا شہر، اور اب میرا یہ حال ہو گیا ہے کہ آپ کے شہر سے زیادہ مجھے کوئی شہر محبوب نہیں ہے، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عمرہ ادا کرنے کے ارادہ سے مکہ جا رہا تھا کہ آپ کے لشکر نے مجھے گرفتار کر لیا، اب آپ میرے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دنیا وآخرت کی بھلائیوں کا مژدہ سنایا اور پھر حکم دیا کہ تم مکہ جا کر عمرہ ادا کر لو!

جب یہ مکہ پہنچے اور طواف کرنے لگے تو قریش کے کسی کافر نے ان کو دیکھ کر کہا کہ اے ثمامہ! تم صابی (بے دین) ہو گئے ہو، آپ نے نہایت جرات کے ساتھ جواب دیا کہ میں بے دین نہیں ہوا ہوں بلکہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور اے اہل مکہ سن لو اب جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت نہ دیں گے تم لوگوں کو ہمارے وطن سے گیہوں کا ایک دانہ بھی نہیں مل سکے گا، مکہ والوں کے لئے ان کے

وطن "یمامہ" ہی سے غلہ آیا کرتا تھا۔(۱)

ابورافع قتل کر دیا گیا

۶ھ کے واقعات میں سے ابورافع یہودی کا قتل بھی ہے، ابورافع یہودی کا نام عبداللہ بن ابی الحقیق یا سلام بن الحقیق تھا، یہ بہت ہی دولت مند تاجر تھا لیکن اسلام کا زبردست دشمن اور بارگاہ نبوت کی شان میں نہایت ہی بدترین گستاخ اور بے ادب تھا، یہ وہی شخص ہے جو حیی بن اخطب یہودی کے ساتھ مکہ گیا اور کفار قریش، اور دوسرے قبائل کو جوش دلا کر غزوہ خندق میں مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے دس ہزار کی فوج لے کر آیا تھا، اور ابوسفیان کو ابھار کر اسی نے اس فوج کا سپہ سالار بنایا تھا، حیی بن اخطب تو جنگ خندق کے بعد غزوہ بنی قریظہ میں مارا گیا تھا، مگر یہ بچ نکلا تھا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذاء رسانی اور اسلام کی بیخ کنی میں تن، من، دھن سے لگا ہوا تھا، انصار کے دونوں قبیلوں اوس وخزرج میں ہمیشہ مقابلہ رہتا تھا، اور یہ دونوں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرتے رہتے تھے، چونکہ قبیلہ اوس کے لوگوں حضرت محمد بن مسلمہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ۳ھ میں بڑے خطرہ میں پڑ کر ایک دشمن رسول "کعب بن اشرف یہودی" کو قتل کیا تھا، اسلئے قبیلہ خزرج کے لوگوں نے مشورہ کیا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا دشمن "ابورافع" رہ گیا ہے لہذا ہم لوگوں کو چاہیے کہ اس کو قتل کر ڈالیں، تاکہ ہم لوگ بھی قبیلہ اوس کی طرح ایک دشمن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کا اجر وثواب حاصل کر لیں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عتیک وعبداللہ بن انیس وابوقتادہ وحارث بن ربعی ومسعود بن سنان وخزاعی بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے لئے مستعد اور تیار ہوئے ان لوگوں کی درخواست پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دے دی اور حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس جماعت کا امیر فرما دیا، اور ان لوگوں کو منع کر دیا کہ بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کیا جائے۔(۲)

۱...... صحیح بخاری کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفہ، حدیث ثمامہ ۶۲۷/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
...... صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب ربط الاسیر ۹۳/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
...... مسند امام احمد باقی مسند المکثرین رقم الحدیث: ۹۲۵۷
...... مدارج النبوۃ قسم سوم باب ششم ۱۸۹/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲...... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب قتل ابی رافع ۱۳۳/۳ دار الکتب العلمیہ بیروت

حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابورافع کے محل کے پاس پہنچے، اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ تم لوگ یہاں بیٹھ کر میری آمد کا انتظار کرتے رہو، اور خود بہت ہی خفیہ تدبیروں سے رات میں اس کے محل کے اندر داخل ہو گئے اور اس کے بستر پر پہنچ کر اندھیرے میں اس کو قتل کر دیا، جب محل سے نکلنے لگے تو سیڑھی سے گر پڑے جس سے ان کے پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی مگر انہوں نے فوراً ہی اپنی پگڑی سے اپنے ٹوٹے ہوئے پاؤں کو باندھ دیا، اور کسی طرح محل سے باہر آ گئے، پھر اپنے ساتھیوں کی مدد سے مدینہ پہنچے، جب دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر ابورافع کے قتل کا سارا ماجرا بیان کیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "پاؤں پھیلاؤ" انہوں نے پاؤں پھیلایا تو آپ نے اپنا دستِ مبارک انکے پاؤں پر پھیرا دیا، فوراً ٹوٹی ہوئی ہڈی جڑ گئی اور ان کا پاؤں بالکل صحیح وسالم ہو گیا۔(۱)

۶ھ کی بعض لڑائیاں

۶ھ میں صلح حدیبیہ سے قبل چند چھوٹے چھوٹے لشکروں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف اطراف میں روانہ فرمایا، تا کہ وہ کفار کے حملوں کی مدافعت کرتے رہیں۔ ان لڑائیوں کا مفصل تذکرہ زرقانی علی المواہب اور مدارج النبوۃ وغیرہ کتابوں میں لکھا ہوا ہے مگر ان لڑائیوں کی ترتیب اور ان کی تاریخوں میں مؤرخین کا بڑا اختلاف ہے، اس لئے ٹھیک طور پر ان کی تاریخوں کی تعیین بہت مشکل ہے، ان واقعات کا چیدہ چیدہ بیان حدیثوں میں موجود ہے مگر حدیثوں میں بھی ان کی تاریخیں مذکور نہیں ہیں، البتہ بعض قرائن وشواہد سے اتنا پتا چلتا ہے کہ یہ سب صلح حدیبیہ سے قبل کے واقعات ہیں ان لڑائیوں میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں۔

۱......سریہ قرطاء۔ ۲......غزوہ بنی لحیان۔ ۳......سریۃ الغمر۔ ۴......سریہ علی بجانب جموم ۵......سریہ زید بجانب عیص۔ ۶......سریہ زید بجانب وادی القریٰ۔ ۷......سریہ علی بجانب بنی سعد۔ ۸......سریہ زید بجانب ام قرفہ۔ ۹......سریہ ابن رواحہ۔ ۱۰......سریہ ابن مسلمہ۔ ۱۱......سریہ زید بجانب طرف۔ ۱۲......سریہ عکل وعرینہ۔ ۱۳......سریہ ضمری۔

ان لڑائیوں کے ناموں میں بھی اختلاف ہے ہم نے یہاں ان لڑائیوں کے مذکورہ بالا نام زرقانی علی المواہب کی فہرست سے نقل کیے ہیں۔(۲)

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

۱......صحیح بخاری کتاب المغازی باب قتل ابی رافع قتل النائم المشرک ۲۲۳/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
۲......شرح الزرقانی علی المواہب ... ۵۲۹/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

سوالات

گیارھواں باب

سوال نمبر 1......بیعتِ رضوان کا پس منظر کیا ہے۔؟

سوال نمبر 2......صلح حُدیبیہ کیونکر ہوئی؟ اختصار کے ساتھ بیان کریں۔؟

سوال نمبر 3......روم، ایران، مصر، حبشہ کے بادشاہوں کے کیا کیا نام تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون کونسے صحابہ کرام کو نامہ مبارک دے کران بادشاہوں کے پاس بھیجا، اور ان میں سے کتنے بادشاہوں نے اسلام قبول کیا۔؟

سوال نمبر 4......سریہ نجد کب پیش آیا؟ اس میں مسلمانوں کے سپہ سالار کون تھے۔؟

سوال نمبر 5......سن ۶ھ میں جو لڑائیاں لڑی گئیں ان میں سے صرف دس کا ذکر کریں۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

بارھواں باب

ہجرت کا ساتواں سال

۷ھ

غزوۂ ذات القرد

مدینہ کے قریب ''ذات القرد'' ایک چراگاہ کا نام ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنیاں چرتی تھیں، عبدالرحمٰن بن عیینہ فزاری نے جو قبیلۂ غطفان سے تعلق رکھتا تھا اپنے چند آدمیوں کے ساتھ ناگہاں اس چراگاہ پر چھاپہ مارا اور یہ لوگ بیس اونٹنیوں کو پکڑ کر لے بھاگے مشہور تیر انداز صحابی حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب سے پہلے اس کی خبر معلوم ہوئی، انہوں نے اس خطرہ کا اعلان کرنے کے لئے بلند آواز سے یہ نعرہ مارا کہ "یَاصَبَاحَاهُ" پھر اکیلے ہی ان ڈاکوؤں کے تعاقب میں دوڑ پڑے اور ان ڈاکوؤں کو تیر مار مار کر تمام اونٹنیوں کو بھی چھین لیا اور ڈاکو بھاگتے ہوئے جو تیس چادریں پھینکتے گئے تھے، ان چادروں پر بھی قبضہ کر لیا، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لشکر لے کر پہنچے، حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے ان چھاپہ ماروں کو ابھی تک پانی نہیں پینے دیا ہے یہ سب پیاسے ہیں، ان لوگوں کے تعاقب میں لشکر بھیج دیجئے، تو یہ سب گرفتار ہو جائیں گے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی اونٹنیوں کے مالک ہو چکے ہو، اب ان لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھا لیا اور مدینہ واپس تشریف لائے، حضرت امام بخاری کا بیان ہے کہ یہ غزوہ جنگ خیبر کے لئے روانہ ہونے سے تین دن قبل ہوا۔(۱)

جنگِ خیبر

''خیبر'' مدینہ سے آٹھ منزل کی دوری پر ایک شہر ہے ایک انگریز سیاح نے لکھا ہے کہ خیبر مدینہ سے

۱..... صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ ذات القرد ۶۳/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
..... صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر رقم الحدیث: ۳۳۷۱ ۱۱۳/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
..... المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ ذی قرد دار الکتب العلمیۃ بیروت

تین سو بیس کیلو میٹر دور ہے، یہ بڑا زرخیز علاقہ تھا اور یہاں عمدہ کھجوریں بکثرت پیدا ہوتی تھیں، عرب میں یہودیوں کا سب سے بڑا مرکز یہی خیبر تھا، یہاں کے یہودی عرب میں سب سے زیادہ مالدار اور جنگجو تھے اور ان کو اپنی مالی اور جنگی طاقتوں پر بڑا ناز اور گھمنڈ بھی تھا، یہ لوگ اسلام اور بانیء اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدترین دشمن تھے، یہاں یہودیوں نے بہت سے مضبوط قلعے بنا رکھے تھے جن میں بعض کے آثار اب تک موجود ہیں، ان میں سے آٹھ قلعے بہت مشہور ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

کتیبہ……ناعم……شق……قموص……نطاۃ……صعب……وطیح……سلالم

درحقیقت یہ آٹھوں قلعے آٹھ محلوں کے مثل تھے اور انہی آٹھوں قلعوں کا مجموعہ "خیبر" کہلاتا تھا۔(۱)

غزوہ خیبر کب ہوا؟

تمام مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جنگ خیبر محرم کے مہینے میں ہوئی لیکن اس میں اختلاف ہے کہ ۶ھ تھا یا ۷ھ غالباً اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ بعض لوگ سن ہجری کی ابتدا محرم سے کرتے ہیں، اس لئے ان کے نزدیک محرم میں ۷ھ شروع ہو گیا اور بعض لوگ سن ہجری کی ابتدا ربیع الاول سے کرتے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت ربیع الاول میں ہوئی، لہذا ان لوگوں کے نزدیک یہ محرم و صفر ۶ھ کے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۲)

جنگِ خیبر کا سبب

یہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں، کہ جنگِ خندق میں جن جن کفارِ عرب نے مدینہ پر حملہ کیا تھا، ان میں خیبر کے یہودی بھی تھے، بلکہ درحقیقت وہی اس حملہ کے بانی اور سب سے بڑے محرک تھے چنانچہ "بنو نضیر" کے یہودی جب مدینہ سے جلاوطن کیے گئے تو یہودیوں کے جو روسا خیبر چلے گئے تھے، ان میں سے حیی بن اخطب اور ابو رافع سلام بن ابی الحقیق نے تو مکہ جا کر کفار قریش کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے ابھارا، اور تمام قبائل کا دورہ کر کے کفارِ عرب کو جوش دلا کر برانگیختہ کیا، اور حملہ آوروں کی مالی امداد کے لئے پانی کی طرح روپیہ بہایا، اور خیبر کے تمام یہودیوں کو ساتھ لیکر یہودیوں کے یہ دونوں سردار حملہ

۱……مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب ششم　۲۳۴/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲……المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوہ خیبر ۲۳۴/۳ دارالکتب العلمیہ بیروت

کرنے والوں میں شامل رہے، حیی بن اخطب تو جنگ قریظہ میں قتل ہوگیا اور ابو رافع سلام بن ابی الحقیق کو ۶ھ میں حضرت عبداللہ بن عتیک انصاری رضی اللہ عنہ نے اس کے محل میں داخل ہو کر قتل کر دیا۔ لیکن ان سب واقعات کے بعد بھی خیبر کے یہودی بیٹھے نہیں رہے، بلکہ اور زیادہ انتقام کی آگ ان کے سینوں میں بھڑکنے لگی، چنانچہ یہ لوگ مدینہ پر پھر ایک دوسرا حملہ کرنے کی تیاریاں کرنے لگے اور اس مقصد کے لئے قبیلہ غطفان کو بھی آمادہ کرلیا، قبیلہ غطفان عرب کا ایک بہت ہی طاقتور اور جنگجو قبیلہ تھا، اور اس کی آبادی خیبر سے بالکل ہی متصل تھی، اور خیبر کے یہودی خود بھی عرب کے سب سے بڑے سرمایہ دار ہونے کے ساتھ بہت ہی جنگ باز اور تلوار کے دھنی تھے، ان دونوں کے گٹھ جوڑ سے ایک بڑی طاقتور فوج تیار ہوگئی، اور ان لوگوں نے مدینہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کو تہس نہس کر دینے کا پلان بنالیا۔

مسلمان خیبر چلے

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ملی کہ خیبر کے یہودی قبیلہ غطفان کو ساتھ لے کر مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں تو ان کی اس چڑھائی کو روکنے کے لئے سولہ سو صحابہ کرام کا لشکر ساتھ لے کر آپ خیبر روانہ ہوئے، مدینہ پر حضرت سباع بن عرفطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افسر مقرر فرمایا اور تین جھنڈے تیار کروائے ایک جھنڈا حضرت حباب بن منذر کو دیا اور ایک جھنڈے کا علمبردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا، اور خاص علم نبوی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک میں عنایت فرمایا اور ازواج مطہرات میں سے حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت حدود خیبر میں اپنی فوج ظفر موج کے ساتھ پہنچ گئے اور نماز فجر کے بعد شہر میں داخل ہوئے تو خیبر کے یہودی اپنے ہنسیا اور ٹوکری لے کر کھیتوں اور باغوں میں کام کاج کیلئے قلعہ سے نکلے جب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو شور مچانے لگے، اور چلا چلا کر کہنے لگے کہ خدا کی قسم! لشکر کے ساتھ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں) اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: خیبر برباد ہوگیا، بلاشبہ ہم جب کسی قوم کے میدان میں اتر پڑتے ہیں تو کفار کی صبح بری ہوجاتی ہے۔(۱)

۱......صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر ۶۰۳/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر رقم الحدیث:۳۳۶۱
......ترمذی شریف

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر کی طرف متوجہ ہوئے تو صحابہ کرام بہت ہی بلند آوازوں سے نعرہ تکبیر لگانے لگے تو آپ نے فرمایا کہ اپنے اوپر نرمی برتو، تم لوگ کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو، بلکہ اس (اللہ) کو پکار رہے ہو جو سننے والا اور قریب ہے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کے پیچھے "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کا وظیفہ پڑھ رہا تھا، جب آپ نے سنا تو مجھ کو پکارا اور فرمایا کہ کیا میں تم کو ایک ایسا کلمہ نہ بتادوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے، میں نے عرض کیا کہ ''کیوں نہیں؟ یارسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان''۔ تو فرمایا کہ وہ کلمہ "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" ہے۔(۱)

یہودیوں کی تیاری

یہودیوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو ایک قلعہ محفوظ میں پہنچادیا اور راشن کا ذخیرہ قلعہ ''ناعم'' میں جمع کردیا، اور فوجوں کو ''نطاۃ'' اور ''قموص'' کے قلعوں میں اکٹھا کردیا، ان میں سب سے زیادہ مضبوط اور محفوظ قلعہ ''قموص'' تھا اور ''مرحب یہودی'' جو عرب کے پہلوانوں میں ایک ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا، اسی قلعہ کا رئیس تھا، سلام بن مشکم یہودی گو بیمار تھا مگر وہ بھی قلعہ ''نطاۃ'' میں فوجیں لے کر ڈٹا ہوا تھا، یہودیوں کے پاس تقریباً بیس ہزار فوج تھی جو مختلف قلعوں کی حفاظت کے لئے مورچہ بندی کیے ہوئے تھی۔

محمود بن مسلمہ شہید ہو گئے

سب سے پہلے قلعہ ''ناعم'' پر معرکہ آرائی اور جم کر لڑائی ہوئی حضرت محمود بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی بہادری اور جانثاری کے ساتھ جنگ کی، مگر سخت گرمی اور لو کے تھپیڑوں کی وجہ سے ان پر پیاس کا غلبہ ہو گیا وہ قلعہ ناعم کی دیوار کے نیچے سو گئے، کنانہ بن ابی الحقیق یہودی نے ان کو دیکھ لیا اور چھت سے

۱..... صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخیبر ۲/۶۰۵ قدیمی کتب خانہ کراچی
..... صحیح مسلم کتاب الذکر والدعا والتوبۃ والاستغفار رقم الحدیث: ۲۸۷۳
..... ترمذی شریف کتاب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ رقم الحدیث: ۳۳۸۳
..... ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ رقم الحدیث: ۱۳۰۵
..... ابن ماجہ کتاب الادب رقم الحدیث: ۳۸۱۴
..... مسند امام احمد باب مسند الکوفیین رقم الحدیث: [illegible]

ایک بہت بڑا پتھر ان کے اوپر گرادیا جس سے ان کا سر کچل گیا، اور یہ شہید ہوگئے، اس قلعہ کو فتح کرنے میں پچاس مسلمان زخمی ہوگئے، لیکن قلعہ فتح ہوگیا۔(۱)

اسود راعی کی شہادت

حضرت اسود راعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی قلعہ کی جنگ میں شہادت سے سرفراز ہوئے ان کا واقعہ یہ ہے کہ ایک حبشی تھے جو خیبر کے کسی یہودی کی بکریاں چرایا کرتے تھے جب یہودی جنگ کی تیاریاں کرنے لگے، تو انہوں نے پوچھا کہ آخر تم لوگ کس سے جنگ کے لئے تیاریاں کررہے ہو؟ یہودیوں نے کہا کہ آج ہم اس شخص سے جنگ کریں گے جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے یہ سن کر ان کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کا جذبہ پیدا ہوا، چنانچہ یہ بکریاں لئے ہوئے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوگئے، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش فرمایا، انہوں نے عرض کیا کہ اگر میں مسلمان ہوجاؤں تو مجھے خداوند تعالیٰ کی طرف سے کیا اجر وثواب ملے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم کو جنت اور اس کی نعمتیں ملیں گی، انہوں نے فوراً ہی کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرلیا، پھر عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بکریاں میرے پاس امانت ہیں، اب میں ان کو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ تم ان بکریوں کو قلعہ کی طرف ہانک دو، اور ان کو کنکریوں سے مارو یہ سب خود بخود اپنے مالک کے گھر پہنچ جائیں گی۔ چنانچہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا کہ انہوں نے بکریوں کو کنکریاں مار کر ہانک دیا اور وہ سب اپنے مالک کے گھر پہنچ گئیں۔

اس کے بعد یہ خوش نصیب حبشی ہتھیار پہن کر مجاہدین اسلام کی صف میں کھڑا ہوگیا، اور انتہائی جوش وخروش کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شہید ہوگیا، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو فرمایا کہ "عَمِلَ قَلِيْلاً وَاَجَرَ كَثِيْراً"

یعنی اس شخص نے بہت ہی کم عمل کیا اور بہت زیادہ اجر دیا گیا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی لاش کو خیمہ میں لانے کا حکم دیا اور ان کی لاش کے سرہانے کھڑے ہوکر آپ نے یہ بشارت سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے کالے چہرے کو حسین بنادیا ہے اس کے بدن کو خوشبودار بنادیا اور دو حوریں اس کو

۱۔۔۔۔۔ مدارج النبوت قسم سوم باب ششم ۲۳۹/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

جنت میں ملیں، اس شخص نے ایمان اور جہاد کے سوا کوئی دوسرا عملِ خیر نہیں کیا نہ ایک وقت کی نماز پڑھی ، نہ ایک روزہ رکھا، نہ حج اور زکوٰۃ کا موقع ملا، مگر ایمان اور جہاد کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنا بلند مرتبہ عطا فرمایا۔(۱)

اسلامی لشکر کا ہیڈ کوارٹر

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے ہی سے یہ علم تھا کہ قبیلۂ غطفان والے ضرور ہی خیبر والوں کی مدد کو آئیں گے اسلئے آپ نے خیبر اور غطفان کے درمیان مقام ''رجیع'' میں اپنی فوجوں کا ہیڈ کوارٹر بنایا، اور خیموں، بار برداری کے سامانوں اور عورتوں کو بھی یہیں رکھا تھا اور یہیں سے نکل نکل کر یہودیوں کے قلعوں پر حملہ کرتے تھے۔(۲)

قلعہ ناعم کے بعد دوسرے قلعے بھی بہ آسانی اور بہت جلد فتح ہو گئے لیکن قلعہ ''قموص'' چونکہ بہت ہی مضبوط اور محفوظ قلعہ تھا اور یہاں یہودیوں کی فوجیں بھی بہت زیادہ تھیں اور یہودیوں کا سب سے بڑا بہادر ''مرحب'' خود اس قلعہ کی حفاظت کرتا تھا اس لئے اس قلعہ کو فتح کرنے میں بڑی دشواری ہوئی، کئی روز تک یہ مہم سر نہ ہو سکی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قلعہ پر پہلے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمان میں اسلامی فوجوں کو چڑھائی کے لئے بھیجا، اور انہوں نے بہت ہی شجاعت اور جانثاری کے ساتھ حملہ کر دیا، مگر یہودیوں نے قلعہ کی فصیل پر سے اس زور کی تیراندازی اور سنگباری کی کہ مسلمان قلعہ کے پھاٹک تک نہ پہنچ سکے، اور رات ہو گئی، دوسرے دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زبردست حملہ کیا، اور مسلمان بڑی گرم جوشی کے ساتھ بڑھ بڑھ کر دن بھر قلعہ پر حملہ کرتے رہے مگر قلعہ فتح نہ ہو سکا، اور کیونکر فتح ہوتا؟ فاتح خیبر ہونا تو علی حیدر کے مقدر میں لکھا تھا، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ یَدُوْکُوْنَ لَیْلَتَہُمْ اَیُّہُمْ یُعْطَاہَا ۔

۱......سیرت ابن ہشام مع روض الانف　　۴/۴۶، ۴۱۳۵　　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

......مدارج النبوت　قسم سوم　باب ششم　　۲/۴۰، ۲۳۹　　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲......مدارج النبوت　قسم سوم　باب ششم　　۲/۲۳۹　　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

......سیرت ابن ہشام مع روض الانف　　[illegible]　　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

کل میں اس آدمی کو جھنڈا دونگا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا، وہ اللہ و رسول کا محب بھی ہے اور محبوب بھی راوی نے کہا کہ لوگوں نے یہ رات بڑے اضطراب میں گزرای کہ دیکھئے کل کس کو جھنڈا دیا جاتا ہے۔؟(۱)

صبح ہوئی تو صحابہ کرام خدمت اقدس میں بڑے اشتیاق کے ساتھ یہ تمنا لے کر حاضر ہوئے کہ یہ اعزاز و شرف ہمیں مل جائے، اس لئے کہ جس کو جھنڈا ملے گا اس کے لئے تین بشارتیں ہیں۔

۱......وہ اللہ و رسول کا محب ہے۔ ۲......وہ اللہ و رسول کا محبوب ہے۔

۳......خیبر اس کے ہاتھ سے فتح ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اس روز مجھے بڑی تمنا تھی کہ کاش آج مجھے جھنڈا عنایت ہوتا، وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس موقع کے سوا مجھے کبھی کبھی فوج کی سرداری اور افسری کی تمنا نہ تھی، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے صحابہ کرام بھی اس نعمتِ عظمیٰ کے لئے ترس رہے تھے۔(۲)

لیکن صبح کو اچانک یہ صدا لوگوں کے کان میں آئی کہ علی کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ان کی آنکھوں میں آشوب ہے، آپ نے قاصد بھیج کر ان کو بلایا، اور ان کی دکھتی آنکھوں میں اپنا لعابِ دہن لگا دیا اور دعا فرمائی تو فوراً ہی انہیں ایسی شفا حاصل ہوگئی کہ گویا انہیں کوئی تکلیف تھی ہی نہیں، پھر تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اپنا علَمِ نبوی جو حضرت ام المؤمنین بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیاہ چادر سے تیار کیا گیا تھا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں عطا فرمایا۔(۳)

اور ارشاد فرمایا کہ:

تم بڑے سکون کے ساتھ جاؤ اور ان یہودیوں کو اسلام کی دعوت دو اور بتاؤ کہ مسلمان ہو جانے کے بعد تم پر فلاں فلاں اللہ کے حقوق واجب ہیں۔ خدا کی قسم! اگر ایک آدمی نے بھی تمہاری

۱......صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر ۶۰۵/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب فضائل علی بن ابی طالب رقم الحدیث: ۴۴۲۳
......مسند امام احمد باقی مسند الانصار رقم الحدیث: ۲۱۷۵۵
۲......صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب فضائل علی بن ابی طالب ۲۷۹/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
۳......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ خیبر ۲۵۵/۳ دار الکتب العلمیۃ، بیروت

بدولت اسلام قبول کر لیا تو یہ دولت تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ بہتر ہے۔(۱)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مرحب کی جنگ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "قلعہ قموص" کے پاس پہنچ کر یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی، لیکن انہوں نے اس دعوت کا جواب اینٹ اور پتھر اور تیر و تلوار سے دیا اور قلعہ کا رئیس اعظم "مرحب" خود بڑے طنطنہ کے ساتھ نکلا، سر پر یمنی زرد رنگ کا ڈھاٹا باندھے ہوئے اور اس کے اوپر پتھر کا خود پہنے ہوئے رجز کا یہ شعر پڑھتے ہوئے حملہ کے لئے آگے بڑھا کہ

قَدْ عَلِمَتْ خَیْبَرُ اَنِّیْ مُرَحَّبٗ
شَاکِی السِّلَاحِ بَطَلٌ مُّجَرَّبٗ

خیبر خوب جانتا ہے کہ میں "مرحب" ہوں۔ اسلحہ پوش ہوں، بہت ہی بہادر اور تجربہ کار ہوں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں رجز کا یہ شعر پڑھا

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہٗ
کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہِ الْمَنْظَرَہٗ

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے، میں کچھار کے شیر کی طرح ہیبت ناک ہوں۔

مرحب نے بڑے طمطراق کے ساتھ آگے بڑھ کر حضرت شیرِ خدا پر اپنی تلوار سے وار کیا مگر آپ نے ایسا پینترا بدلا کہ مرحب کا وار خالی گیا، پھر آپ نے بڑھ کر اس کے سر پر اس زور کی تلوار ماری کہ ایک ہی ضرب سے خود کٹا، مغفر کٹا اور ذوالفقار حیدری سر کو کاٹتی ہوئی دانتوں تک اتر آئی اور تلوار کی مار کا تڑاکا فوج تک پہنچا اور مرحب زمین پر گر کر ڈھیر ہو گیا۔(۲)

مرحب کی لاش کو زمین پر تڑپتے ہوئے دیکھ کر اس کی تمام فوج حضرت شیرِ خدا پر ٹوٹ پڑی لیکن

۱......صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر ۶۰۵/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب فضائل علی بن ابی طالب ۲۷۹/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
......مسند امام احمد باقی مسند الانصار رقم الحدیث:۲۱۷۵۵
۲......صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب غزوۃ ذی قرد ۱۱۵/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

ذوالفقار حیدری بجلی کی طرح چمک چمک کر گرتی تھی، جس سے صفیں کی صفیں الٹ گئیں، اور یہودیوں کے مایۂ ناز بہادر، حارث اُسیر، عامر وغیرہ کٹ گئے، اسی گھمسان کی جنگ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈھال کٹ کر گر پڑی تو آپ نے آگے بڑھ کر قلعہ قموص کا پھاٹک اکھاڑ دیا اور کواڑ کو ڈھال بنا کر اس پر دشمنوں کی تلواریں روکتے رہے، یہ کواڑ اتنا بڑا اور وزنی تھا کہ بعد کو چالیس آدمی اس کو نہ اٹھا سکے۔(۱)

جنگ جاری تھی کہ حضرت علی شیرِ خدا نے کمال شجاعت کے ساتھ لڑتے ہوئے خیبر کو فتح کر لیا اور حضرت صادق الوعد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان صداقت کا نشان بن کر فضاؤں میں لہرانے لگا کہ۔

''کل میں اس آدمی کو جھنڈا دونگا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا، وہ اللہ و رسول کا محب بھی ہے اور اللہ و رسول کا محبوب بھی''۔

بے شک حضرت مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ و رسول کے محب بھی ہیں اور محبوب بھی ہیں، اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے خیبر کی فتح عطا فرمائی اور قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو فاتحِ خیبر کے معزز لقب سے سرفراز فرما دیا، اور یہ وہ فتح عظیم ہے جس نے پورے ''جزیرۃ العرب'' میں یہودیوں کی جنگی طاقت کا جنازہ نکال دیا، فتح خیبر سے قبل اسلام یہودیوں اور مشرکین کے گٹھ جوڑ سے نزع کی حالت میں تھا، لیکن خیبر فتح ہو جانے کے بعد اسلام اس خوفناک نزع سے نکل گیا اور آگے اسلامی فتوحات کے دروازے کھل گئے، چنانچہ اس کے بعد ہی مکہ بھی فتح ہو گیا، اسلئے یہ ایک حقیقت مسلمہ ہے کہ فاتحِ خیبر کی ذات سے تمام اسلامی فتوحات کا سلسلہ وابستہ ہے۔

بہر حال خیبر کا قلعہ قموص بیس دن کے محاصرہ اور زبردست معرکہ آرائی کے بعد فتح ہو گیا، ان معرکوں میں ترانوے یہودی قتل ہوئے اور پندرہ مسلمان جام شہادت سے سیراب ہوئے۔(۲)

خیبر کا انتظام

فتح کے بعد خیبر کی زمین پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ بنو نضیر کی طرح اہلِ خیبر کو بھی جلاوطن کر دیں، لیکن یہودیوں نے یہ درخواست کی کہ ہم کو خیبر سے نہ نکالا

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۂ خیبر ۲۶۷/۳ دار الکتب العلمیہ، بیروت

۲......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۂ خیبر ۲۶۴/۳، ۲۵۶، ۲۶۵ دار الکتب العلمیہ، بیروت

جائے اور زمین ہمارے ہی قبضہ میں رہنے دی جائے، ہم یہاں کی پیداوار کا آدھا حصہ آپ کو دیتے رہیں گے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی یہ درخواست منظور کر لی چنانچہ جب کھجوریں پک جاتیں اور غلہ تیار ہو جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیبر بھیج دیتے وہ کھجوروں اور اناجوں کو دو برابر حصوں میں تقسیم کر دیتے اور یہودیوں سے فرماتے کہ اس میں سے جو حصہ تم کو پسند ہو وہ لے لو، یہودی اس عدل پر حیران ہو کر کہتے تھے کہ زمین و آسمان ایسے ہی عدل سے قائم ہیں۔(۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ خیبر فتح ہو جانے کے بعد یہودیوں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طور پر صلح فرمائی کہ یہودی اپنا سونا چاندی ہتھیار سب مسلمانوں کے سپرد کر دیں، اور جانوروں پر جو کچھ لدا ہوا ہے وہ یہودی اپنے پاس ہی رکھیں، مگر شرط یہ ہے کہ یہودی کوئی چیز مسلمانوں سے نہ چھپائیں مگر اس شرط کو قبول کر لینے کے باوجود حیی بن اخطب کا وہ چرمی تھیلا یہودیوں نے غائب کر دیا، جس میں بنو نضیر سے جلاوطنی کے وقت وہ سونا چاندی بھر کر لایا تھا، جب یہودیوں سے پوچھ گچھ کی گئی تو وہ جھوٹ بولے اور کہا کہ وہ ساری رقم لڑائیوں میں خرچ ہو گئی لیکن اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتا دیا کہ وہ تھیلا کہاں ہے؟ چنانچہ مسلمانوں نے اس تھیلے کو برآمد کر لیا، اس کے بعد (چونکہ کنانہ بن ابی الحقیق نے حضرت محمود بن مسلمہ کو چھت سے پتھر گرا کر قتل کر دیا تھا) اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو قصاص میں قتل کرا دیا اور اس کی عورتوں کو قیدی بنا لیا۔(۲)

حضرت صفیہ کا نکاح

قیدیوں میں حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں یہ بنو نضیر کے رئیس اعظم حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں اور ان کا شوہر کنانہ بن ابی الحقیق بھی بنو نضیر کا رئیس اعظم تھا، جب سب قیدی جمع کیے گئے تو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی

۱......سنن ابی داود کتاب الخراج والامارۃ　باب ماجاء فی حکم ارض خیبر　رقم الحدیث ۳۰۰۶　مکتبہ امدادیہ ملتان
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف ملتقطاً　۱۶۴/۴　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۲......سنن ابی داود کتاب الخراج والامارۃ　باب ماجاء فی حکم ارض خیبر　۴۲۴/۲　مکتبہ امدادیہ ملتان
......مدارج النبوۃ قسم سوم　۲۳۵/۲　رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں سے ایک لونڈی مجھ کو عنایت فرمائیے، آپ نے ان کو اختیار دے دیا کہ خود جا کر کوئی لونڈی لے لو، انہوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لے لیا، بعض صحابہ نے اس پر گزارش کی کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرِ لَا تَصْلُحُ اِلَّا لَكَ۔

یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے صفیہ کو دحیہ کے حوالہ کر دیا، وہ قریظہ اور بنو نضیر کی رئیسہ ہے آپ کے سوا اور کوئی اس کے لائق نہیں ہے۔(۱)

یہ سن کر آپ نے حضرت دحیہ کلبی اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اور حضرت دحیہ سے فرمایا کہ تم اس کے سوا کوئی دوسری لونڈی لے لو، اس کے بعد حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد کر کے آپ نے ان سے نکاح فرمالیا، اور تین دن تک منزل صہبا میں ان کو اپنے خیمہ میں سرفراز فرمایا اور صحابہ کرام کو دعوت ولیمہ میں کھجور، گھی، پنیر کا مالیدہ کھلایا۔(۲)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زہر دیا گیا

فتح کے بعد چند روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر میں ٹھہرے یہودیوں کو مکمل امن وامان عطا فرمایا۔ اور قسم قسم کی نوازشوں سے نوازا مگر اس بدباطن قوم کی فطرت میں اس قدر خباثت بھری ہوئی تھی کہ سلام بن مشکم یہودی کی بیوی "زینب" نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی اور گوشت میں زہر ملا دیا، خدا کے حکم سے گوشت کی بوٹی نے آپ کو زہر کی خبر دی اور آپ نے ایک ہی لقمہ کھا کر ہاتھ کھینچ لیا، لیکن ایک صحابی حضرت بشیر بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شکم سیر کھا لیا اور زہر کے اثر سے ان کی شہادت ہوگئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اس زہریلے لقمہ سے عمر بھر تالو میں تکلیف رہی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہودیوں سے اس بارے میں پوچھا تو ان ظالموں نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا اور کہا کہ ہم نے اس نیت سے آپ کو زہر کھلایا کہ اگر آپ سچے نبی ہوں گے تو آپ پر اس زہر کا کوئی اثر نہیں ہوگا، ورنہ ہم کو آپ سے نجات مل جائے گی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے تو کبھی کسی سے انتقام لیا ہی نہیں اس لئے آپ نے زینب سے کچھ بھی نہیں فرمایا، مگر جب حضرت بشیر بن براء رضی اللہ

۱۔۔۔۔ سنن ابی داؤد کتاب الخراج والفئی والامارۃ باب ماجاء فی سہم الصفی ۳۲۰/۲ مکتبہ امدادیہ ملتان
۲۔۔۔۔ صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب مایذکر فی الفخذ ۲۹۸/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
۔۔۔۔ صحیح مسلم کتاب النکاح ... ۲۵۶۱ ... قدیمی کتب خانہ کراچی

تعالیٰ عنہ کی اس زہر سے وفات ہو گئی تو ان کے قصاص میں زینب قتل کی گئی۔(۱)

حضرت جعفر حبشہ سے آ گئے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح خیبر سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ مہاجرین حبشہ میں سے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی تھے اور مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حبشہ سے آ گئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرط محبت سے ان کی پیشانی چوم لی اور ارشاد فرمایا کہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا کہ مجھے خیبر کی فتح سے زیادہ خوشی ہوئی ہے یا جعفر کے آنے سے۔(۲)

ان لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "صاحب الہجرتین" (دو ہجرتوں والے) کا لقب عطا فرمایا، کیونکہ یہ لوگ مکہ سے حبشہ ہجرت کر کے گئے، پھر حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے اور باوجودیکہ یہ لوگ جنگِ خیبر میں شامل نہ ہو سکے مگر ان لوگوں کو آپ نے مال غنیمت میں سے مجاہدین کے برابر حصہ دیا۔

خیبر میں اعلان مسائل

جنگ خیبر کے موقع پر مندرجہ ذیل فقہی مسائل کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغ فرمائی۔

۱......پنجہ دار پرندوں کو حرام فرمایا۔

۲......تمام درندہ جانوروں کی حرمت کا اعلان فرمادیا۔

۳......گدھا اور خچر حرام کر دیا گیا۔

۴......چاندی سونے کی خرید و فروخت میں کمی بیشی کے ساتھ خریدنے اور بیچنے کو حرام فرمایا اور حکم دیا کہ چاندی کو چاندی کے بدلے اور سونے کو سونے کے بدلے برابر برابر بیچنا ضروری ہے اگر کمی بیشی

۱......صحیح بخاری کتاب المغازی والجزیۃ باب الشاۃ التی سمت النبی بخیبر ۶۳۲/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
......مسند امام احمد باب باقی مسند المکثرین رقم الحدیث: ۹۴۵۱
......مدارج النبوۃ قسم سوم باب ششم ۲۵۱/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
......الخصائص الکبریٰ (مترجم) ۳۸۲/۱ شبیر برادرز لاہور
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف ملتقطا ۳۶،۳۷/۴ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۲......شرح الزرقانی علی المواہب باب غزوہ خیبر ۲۹۱/۳ دار الکتب العلمیہ بیروت

ہوگی تو وہ سود ہوگا جو حرام ہے۔

۵......اب تک یہ حکم تھا کہ لونڈیوں سے ہاتھ آتے ہی صحبت کرنا جائز تھا لیکن اب ''استبراء'' ضروری قرار دے دیا گیا، یعنی اگر وہ حاملہ ہوں تو بچہ پیدا ہونے تک ورنہ ایک مہینہ ان سے صحبت جائز نہیں' عورتوں سے متعہ کرنا بھی اسی غزوہ میں حرام کردیا گیا۔(۱)

وادی القُریٰ کی جنگ

خیبر کی لڑائی سے فارغ ہوکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''وادی القُریٰ'' تشریف لے گئے جو مقام ''تیماء'' اور ''فدک'' کے درمیان ایک وادی کا نام ہے، یہاں یہودیوں کی چند بستیاں آباد تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ کے ارادہ سے یہاں نہیں آئے تھے، مگر یہاں کے یہودی چونکہ جنگ کے لئے تیار تھے اسلئے انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تیر برسانا شروع کردیا، چنانچہ آپ کے ایک غلام جن کا نام حضرت مدعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا یہ اونٹ سے کجاوہ اتار رہے تھے کہ ان کو ایک تیر لگا اور یہ شہید ہوگئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی جس کا جواب ان بدبختوں نے تیر و تلوار سے دیا اور باقاعدہ صف بندی کرکے مسلمانوں سے جنگ کے لئے تیار ہوگئے، مجبوراً مسلمانوں نے بھی جنگ شروع کردی، چار دن تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یہودیوں کا محاصرہ کیے ہوئے ان کو اسلام کی دعوت دیتے رہے مگر یہ لوگ برابر لڑتے ہی رہے آخر دس یہودی قتل ہوگئے اور مسلمانوں کو فتح مبین حاصل ہوگئی، اس کے بعد اہل خیبر کی شرطوں پر ان لوگوں نے بھی صلح کرلی کہ مقامی پیداوار کا آدھا حصہ مدینہ بھیجتے رہیں گے

جب خیبر اور وادی القُریٰ کے یہودیوں کا حال معلوم ہوگیا تو ''تیماء'' کے یہودیوں نے بھی جزیہ دے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلح کرلی، وادی القری میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار دن مقیم رہے۔(۲)

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ خیبر، ۳/۸۷،۲۸۶، دارالکتب العلمیہ، بیروت
......مدارج النبوۃ، قسم سوم، باب ششم، ۲/۲۶۰، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب فتح وادی القری، ۳/۳۰۱،۳۰۲، دارالکتب العلمیہ، بیروت
......مدارج النبوۃ، قسم سوم، باب ششم، ۲/۲۶۲، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

فدک کی صلح

جب ''فدک'' کے یہودیوں کو خیبر اور وادی القریٰ کے معاملہ کی اطلاع ملی تو ان لوگوں نے کوئی جنگ نہیں کی بلکہ دربار نبوت میں قاصد بھیج کر یہ درخواست کی کہ خیبر اور وادی القریٰ والوں سے جن شرطوں پر آپ نے صلح کی ہے اسی طرح کے معاملہ پر ہم سے بھی صلح کر لی جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی یہ درخواست منظور فرمالی، اور ان سے صلح ہوگئی، لیکن یہاں چونکہ کوئی فوج نہیں بھیجی گئی، اس لئے اس بستی میں مجاہدین کو کوئی حصہ نہیں ملا بلکہ یہ خاص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت قرار پائی، اور خیبر و وادی القریٰ کی زمینیں تمام مجاہدین کی ملکیت ٹھہریں۔(۱)

عمرۃ القضاء

چونکہ حدیبیہ کے صلح نامہ میں ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ آئندہ سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ آ کر عمرہ ادا کریں گے اور تین دن مکہ میں ٹھہریں گے اس دفعہ کے مطابق ماہ ذوالقعدہ ۷ھ میں آپ نے عمرہ ادا کرنے کے لئے مکہ روانہ ہونے کا عزم فرمایا اور اعلان کرا دیا کہ جو لوگ گذشتہ سال حدیبیہ میں شریک تھے وہ سب میرے ساتھ چلیں، چنانچہ بجز ان لوگوں کے جو جنگ خیبر میں شہید یا وفات پا چکے تھے سب نے یہ سعادت حاصل کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چونکہ کفار مکہ پر بھروسا نہیں تھا کہ وہ اپنے عہد کو پورا کریں گے اس لئے آپ جنگ کی پوری تیاری کے ساتھ روانہ ہوئے، بوقت روانگی حضرت ابورہم غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے مدینہ پر حاکم بنا دیا اور دو ہزار مسلمانوں کے ساتھ جن میں ایک سو گھوڑوں پر سوار تھے آپ مکہ کے لئے روانہ ہوئے، ساٹھ اونٹ قربانی کے لئے ساتھ تھے، جب کفار مکہ کو خبر لگی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہتھیاروں اور سامانِ جنگ کے ساتھ مکہ آ رہے ہیں تو وہ بہت گھبرائے اور انہوں نے چند آدمیوں کو صورتِ حال کی تحقیقات کیلئے ''مرالظہران'' تک بھیجا، حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اسپ سواروں کے افسر تھے قریش کے قاصدوں نے ان سے ملاقات کی، انہوں نے اطمینان دلایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلح نامہ کی شرط کے مطابق بغیر ہتھیار کے مکہ میں داخل ہوں گے یہ سن کر

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب فتح وادی ذی قرد ۳۰۳/۳ دارالکتب العلمیۃ، بیروت
...... سیرت ابن ہشام مع روض الانف ... ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

کفارِ قریش مطمئن ہو گئے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مقام ''یاجج'' میں پہنچے جو مکہ سے آٹھ میل دور ہے تو تمام ہتھیاروں کو اس جگہ رکھ دیا اور حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماتحتی میں چند صحابہ کرام کو ان ہتھیاروں کی حفاظت کے لئے متعین فرما دیا اور اپنے ساتھ ایک تلوار کے سوا کوئی ہتھیار نہیں رکھا، اور صحابہ کرام کے مجمع کے ساتھ ''لبیک'' پڑھتے ہوئے حرم کی طرف بڑھے جب مکہ میں داخل ہونے لگے تو دربارِ نبوت کے شاعر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹ کی مہار تھامے ہوئے آگے آگے رجز کے یہ اشعار جوش و خروش کے ساتھ بلند آواز سے پڑھتے جاتے تھے کہ

خَلُّوْا بَنِیْ الْکُفَّارِ عَنْ سَبِیْلِہٖ
اَلْیَوْمَ نَضْرِبُکُمْ عَلٰی تَنْزِیْلِہٖ

اے کافروں کے بیٹو! سامنے سے ہٹ جاؤ، آج جو تم نے اترنے سے روکا تو ہم تلوار چلائیں گے۔

ضَرْبًا یُزِیْلُ الْھَامَ عَنْ مَقِیْلِہٖ
وَیُذْھِلُ الْخَلِیْلَ عَنْ خَلِیْلِہٖ

ہم تلوار کا ایسا وار کریں گے، جو سر کو اس کی خوابگاہ سے الگ کر دے اور دوست کی یاد اس کے دوست کے دل سے بھلا دے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ٹوکا اور کہا کہ اے عبداللہ بن رواحہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے آگے اور اللہ تعالیٰ کے حرم میں تم اشعار پڑھتے ہو؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر! ان کو چھوڑ دو، یہ اشعار کفار کے حق میں تیروں سے بڑھ کر ہیں۔(۱)

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاص حرم کعبہ میں داخل ہوئے تو کچھ کفار قریش مارے جلن

۱۔۔۔۔۔شمائل ترمذی		ص:۱۷		قدیمی کتب خانہ کراچی
۔۔۔۔۔المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی	باب عمرۃ القضا	۳۱۴،۱۸/۳	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
۔۔۔۔۔صحیح بخاری کتاب الحج والمغازی	باب بدء الرمل	۲۱۸/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی
۔۔۔۔۔صحیح مسلم کتاب الحج		رقم الحدیث:۲۲۲۰
۔۔۔۔۔المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی	باب عمرۃ القضا	۳۱۶...	دار الکتب العلمیۃ، بیروت

کے اس منظر کی تاب نہ لاسکے اور پہاڑوں پر چلے گئے مگر کچھ کفار اپنے دار الندوۃ (کمیٹی گھر) کے پاس کھڑے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بادۂ توحید ورسالت سے مست ہونے والے مسلمانوں کے طواف کا نظارہ کرنے لگے اور آپس میں کہنے لگے کہ یہ مسلمان بھلا کیا طواف کریں گے؟ ان کو تو بھوک اور مدینہ کے بخار نے کچل کر رکھ دیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد حرام میں پہنچ کر "اضطباع" کرلیا، یعنی چادر کو اسطرح اوڑھ لیا کہ آپ کا داہنا شانہ اور بازو کھل گیا اور آپ نے فرمایا کہ خدا اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے جوان کفار کے سامنے اپنی قوت کا اظہار کرے پھر آپ نے اپنے اصحاب کے ساتھ شروع کے تین پھیروں میں شانوں کو ہلا ہلا کر اور خوب اکڑتے ہوئے چل کر طواف کیا، اس کو عربی زبان میں "رمل" کہتے ہیں چنانچہ یہ سنت آج تک باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گی، کہ ہر طواف کعبہ کرنے والا شروع کے تین پھیروں میں "رمل" کرتا ہے۔(۱)

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی

تین دن کے بعد کفار مکہ کے چند سردار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ شرط پوری ہو چکی اب آپ لوگ مکہ سے نکل جائیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوت میں کفار کا پیغام سنایا تو آپ اسی وقت مکہ سے روانہ ہو گئے چلتے وقت حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک چھوٹی صاحبزادی جن کا نام "امامہ" تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چچا چچا کہتی ہوئی دوڑی آئیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگِ اُحد میں شہید ہو چکے تھے، ان کی یہ یتیم چھوٹی بچی مکہ میں رہ گئی تھیں، جس وقت یہ بچی آپ کو پکارتی ہوئی دوڑی آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے شہید چچا جان کی اس یادگار کو دیکھ کر پیار آ گیا، اس بچی نے آپ کو بھائی جان کہنے کی بجائے، چچا جان اس رشتہ سے کہا کہ آپ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رضاعی بھائی بھی ہیں کیونکہ آپ نے اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ثویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ پیا تھا جب یہ صاحبزادی قریب آئی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر ان کو اپنی گود میں اٹھا لیا لیکن اب ان کی پرورش کے لئے تین دعویٰ دار کھڑے ہو گئے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ میری چچا زاد بہن ہے اور میں نے اس کو سب سے پہلے اپنی گود میں اٹھا لیا ہے اس

۱......صحیح بخاری، کتاب الحج والمغازی، باب کیف کان بدء الرمل، ۲/۲۱۸، قدیمی کتب خانہ کراچی

لئے مجھ کو اس کی پرورش کا حق ملنا چاہیے، حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ گزارش کی کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ میری چچازاد بھی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے اس لئے اس کی پرورش کا میں حق دار ہوں، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ میرے دینی بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لڑکی ہے اس لئے میں اس کی پرورش کروں گا، تینوں صاحبوں کا بیان سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ ''خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے'' لہٰذا یہ لڑکی حضرت جعفر کی پرورش میں رہے گی، پھر تینوں صاحبوں کی دلداری ودل جوئی کرتے ہوئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ ''اے علی تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں'' اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ''اے جعفر! تم سیرت وصورت میں مجھ سے مشابہت رکھتے ہو اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ فرمایا کہ اے فرزند! تم میرے بھائی اور میرے مولیٰ (آزاد کردہ غلام ہو)۔ (۱)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح

اسی عمرۃ القضاء کے سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا، یہ آپ کی چچی ام فضل زوجہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن تھیں، عمرۃ القضاء سے واپسی میں جب آپ مقام ''سرف'' میں پہنچے تو ان کو اپنے خیمہ میں رکھ کر اپنی صحبت سے سرفراز فرمایا اور عجیب اتفاق کہ اس واقعہ سے چالیس برس کے بعد اسی مقام سرف میں حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا اور ان کی قبر شریف بھی اسی مقام میں ہے، صحیح قول یہ ہے کہ ان کی وفات کا سال ۵۱ھ ہے مفصل بیان ان شاء اللہ تعالیٰ ازواج مطہرات کے بیان میں آئے گا۔ (۲)

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

۱..... صحیح بخاری کتاب المغازی　باب عمرۃ القضاء　۶۱۰/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی

..... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب عمرۃ القضاء　۳۲۵،۳۲۶/۳　دار الکتب العلمیۃ بیروت

۲..... المواہب اللدنیہ [illegible] الزرقانی　باب عمرۃ القضاء　[illegible]　دار الکتب العلمیۃ بیروت

سوالات

بارھواں باب

سوال نمبر 1......ذات القرد کسے کہتے ہیں اور کہاں واقع ہے، اور غزوہ ذات القرد کب اور کیسے پیش آیا۔؟

سوال نمبر 2......غزوہ خیبر کب ہوا؟ اور اس کے کیا اسباب تھے۔؟

سوال نمبر 3......قلعہ قموص کا محافظ کون تھا اس قلعے کو فتح کرنے کے لئے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے کن کن نامور صحابہ کو بھیجا اور یہ قلعہ بالآخر کس صحابی کے ہاتھوں فتح ہوا۔؟

سوال نمبر 4......"لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ" اس فرمان سے اہل سنت وجماعت کا کونسا عقیدہ ثابت ہو رہا ہے اور یہ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث کی کون سی کتاب میں مذکور ہے۔؟

سوال نمبر 5......حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے جنگ خیبر کے موقع پر کون کونسے فقہی مسائل کی تبلیغ فرمائی۔؟

☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆

تیرھواں باب

ہجرت کا آٹھواں سال

۸ھ

ہجرت کا آٹھواں سال بھی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس حیات کے بڑے بڑے واقعات پر مشتمل ہے، ہم ان میں سے یہاں چند اہمیت وشہرت والے واقعات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

جنگِ موتہ

''موتہ'' ملک شام میں ایک مقام کا نام ہے، یہاں ۸ھ میں کفر واسلام کا وہ عظیم الشان معرکہ ہوا جس میں ایک لاکھ لشکرِ کفار سے صرف تین ہزار جان نثار مسلمانوں نے اپنی جان پر کھیل کر ایسی معرکہ آرائی کی کہ یہ لڑائی تاریخ اسلام میں ایک تاریخی یادگار بن کر قیامت تک باقی رہے گی، اور اس جنگ میں صحابہ کرام کی بڑی بڑی اولوالعزم ہستیاں شرف شہادت سے سرفراز ہوئی۔

اس جنگ کا سبب

اس جنگ کا سبب یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''بصریٰ'' کے بادشاہ یا قیصرِ روم کے نام ایک خط لکھ کر حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ تعالی عنہ کے ذریعہ روانہ فرمایا، راستہ میں ''بلقاء'' کے بادشاہ شرحبیل بن عمرو غسانی نے جو قیصر روم کا باج گذار تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قاصد کو نہایت بیدردی کے ساتھ رسی باندھ کر قتل کر دیا جب بارگاہِ رسالت میں اس حادثہ کی اطلاع پہنچی تو قلب مبارک پر انتہائی رنج وصدمہ پہنچا، اس وقت آپ نے تین ہزار مسلمانوں کا لشکر تیار فرمایا اور اپنے دست مبارک سے سفید رنگ کا جھنڈا باندھ کر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھ میں دیا اور ان کو اس فوج کا سپہ سالار بنایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر زید بن حارثہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر سپہ سالار ہوں گے اور جب وہ بھی شہادت سے سرفراز ہو جائیں تو اس جھنڈے کے علمبردار حضرت عبداللہ بن رواحہ ہوں

گے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ان کے بعد لشکرِ اسلام جس کو منتخب کرے وہ سپہ سالار ہوگا۔ (۱)

اس لشکر کو رخصت کرنے کے لئے خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام "ثنیۃ الوداع" تک تشریف لے گئے اور لشکر کے سپہ سالار کو حکم فرمایا کہ تم ہمارے قاصد حضرت حارث بن عمیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شہادت گاہ میں جاؤ جہاں اس جان نثار نے ادائے فرض میں اپنی جان دی ہے، پہلے وہاں کے کفار کو اسلام کی دعوت دو، اگر وہ لوگ اسلام قبول کرلیں تو پھر وہ تمہارے اسلامی بھائی ہیں ورنہ تم اللہ کی مدد طلب کرتے ہوئے ان سے جہاد کرو۔ جب لشکر چل پڑا تو مسلمانوں نے بلند آواز سے یہ دعا دی کہ خدا سلامت اور کامیاب واپس لائے۔

جب یہ فوج مدینہ سے کچھ دور آگے نکل گئی تو خبر ملی کہ خود قیصرِ روم مشرکین کی ایک لاکھ فوج لے کر بلقاء کی سرزمین میں خیمہ زن ہوگیا ہے، یہ خبر پا کر امیرِ لشکر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لشکر کو پڑاؤ کا حکم دے دیا اور ارادہ کیا کہ بارگاہِ رسالت میں اس کی اطلاع دی جائے اور حکم کا انتظار کیا جائے مگر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارا مقصد فتح، یا مالِ غنیمت نہیں ہے بلکہ ہمارا مطلوب تو شہادت ہے کیونکہ

شہادت ہے مقصود مطلوبِ مومن
نہ مالِ غنیمت، نہ کشور کشائی

اور یہ مقصد بلند ہر وقت اور ہر حالت میں حاصل ہوسکتا ہے، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ تقریر سن کر ہر مجاہد جوشِ جہاد میں بے خود ہوگیا، اور سب کی زبان پر یہی ترانہ تھا کہ

بڑھتے چلو مجاہدو، بڑھتے چلو مجاہدو

غرض یہ مجاہدینِ اسلام موتہ کی سرزمین میں داخل ہوگئے اور وہاں پہنچ کر دیکھا کہ واقعی ایک بہت بڑا لشکر ریشمی زرق برق وردیاں پہنے ہوئے بے پناہ تیاریوں کے ساتھ جنگ کے لئے کھڑا ہے، ایک لاکھ سے زائد لشکر کا بھلا تین ہزار سے مقابلہ ہی کیا؟ مگر مسلمان خدا کے بھروسا پر مقابلہ کے لئے ڈٹ گئے۔

معرکہ آرائی کا منظر

سب سے پہلے مسلمانوں کے امیرِ لشکر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر کفار

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، [illegible] غزوۃ موتہ، [illegible] دار الکتب العلمیۃ بیروت

کے لشکر کو اسلام کی دعوت دی، جس کا جواب کفار نے تیروں کی مار اور تلواروں کے وار سے دیا، یہ منظر دیکھ کر مسلمان بھی جنگ کے لئے تیار ہو گئے، اور لشکر اسلام کے سپہ سالار حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے سے اتر کر پاپیادہ میدانِ جنگ میں کود پڑے اور مسلمانوں نے بھی نہایت جوش و خروش کے ساتھ لڑنا شروع کر دیا لیکن اس گھمسان کی لڑائی میں کافروں نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیزوں اور برچھیوں سے چھید ڈالا، اور وہ جوانمردی کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے فوراً ہی جھپٹ کر حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پرچم اسلام کو اٹھالیا، مگر ان کو ایک رومی مشرک نے ایسی تلوار ماری کہ یہ کٹ کر دو ٹکڑے ہو گئے، لوگوں کا بیان ہے کہ ہم نے ان کی لاش دیکھی تھی، ان کے بدن پر نیزوں اور تلواروں کے نوے سے کچھ زائد زخم تھے، لیکن کوئی زخم ان کی پیٹھ کے پیچھے نہیں لگا تھا، بلکہ سب کے سب زخم سامنے ہی کی جانب لگے تھے، حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علمِ اسلام ہاتھ میں لیا، فوراً ہی ان کے چچا زاد بھائی نے گوشت سے بھری ہوئی ایک ہڈی پیش کی اور عرض کیا کہ بھائی جان! آپ نے کچھ کھایا پیا نہیں ہے، لہٰذا اس کو کھا لیجئے، آپ نے ایک ہی مرتبہ دانت سے نوچ کر کھایا تھا کہ کفار کا بے پناہ ہجوم آپ پر ٹوٹ پڑا، آپ نے ہڈی پھینک دی اور تلوار نکال کر نرغہ میں گھس کر رجز کے اشعار پڑھتے ہوئے انتہائی دلیری اور جان بازی کے ساتھ لڑنے لگے، مگر زخموں سے نڈھال ہو کر زمین پر گر پڑے اور شربت شہادت سے سیراب ہو گئے۔(۱)

اب لوگوں کے مشورہ سے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھنڈے کے علمبردار بنے اور اس قدر شجاعت اور بہادری کے ساتھ لڑے کہ نو تلواریں ٹوٹ ٹوٹ کر ان کے ہاتھ سے گر پڑیں، اور اپنی جنگی مہارت اور کمال ہنر مندی سے اسلامی فوج کو دشمنوں کے نرغہ سے نکال لائے۔(۲)

......سیرت ابن ہشام مع روض الانف ملخصا			۲۰۰،۱۸۹/۴	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
......صحیح بخاری	کتاب المغازی	باب غزوۃ موتہ	۶۱۱/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی
......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی		باب غزوہ موتہ	۳۴۷،۳۴۲/۳	دار الکتب العلمیہ، بیروت
......مدارج النبوۃ	قسم سوم	باب ششم غزوہ موتہ	۲۷۴/۲	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲......صحیح بخاری	کتاب المغازی	باب غزوۃ موتہ	۶۱۱/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی
......مدارج النبوۃ	قسم سوم	باب ششم غزوہ موتہ	۲۷۴/۲	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف			۲۰۱/۴	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

اس جنگ میں جو بارہ معزز صحابہ کرام شہید ہوئے ان کے مقدس نام یہ ہیں

۱۔حضرت زید بن حارثہ ۲......حضرت جعفر بن ابی طالب

۳۔حضرت عبداللہ بن رواحہ	۴......حضرت مسعود بن اوس
۵۔حضرت وہب بن سعد	۶......حضرت عباد بن قیس
۷۔حضرت حارث بن نعمان	۸......حضرت سراقہ بن عمر
۹۔حضرت ابوکلیب بن عمر	۱۰......حضرت جابر بن عمر
۱۱۔حضرت عمر بن سعد	۱۲......ہوبجہ ضبی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)(۱)

اسلامی لشکر نے بہت سے کفار کو قتل کیا، اور کچھ مال غنیمت بھی حاصل کیا، اور سلامتی کے ساتھ مدینہ واپس آ گئے۔

نگاہِ نبوت کا معجزہ

جنگ موتہ کی معرکہ آرائی میں جب گھمسان کا رن پڑا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ سے میدانِ جنگ کو دیکھ لیا اور آپ کی نگاہوں سے تمام حجابات اس طرح اٹھ گئے کہ میدانِ جنگ کی ایک ایک سرگذشت کو آپ کی نگاہ نبوت نے دیکھا، چنانچہ بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت زید وحضرت جعفر وحضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادتوں کی خبر آپ نے میدانِ جنگ سے خبر آنے کے قبل ہی اپنے اصحاب کو سنا دی۔

چنانچہ آپ نے انتہائی رنج وغم کی حالت میں صحابہ کرام کے بھرے مجمع میں یہ ارشاد فرمایا کہ زید نے جھنڈا لیا وہ بھی شہید ہو گئے، پھر عبداللہ بن رواحہ علمبردار بنے اور وہ بھی شہید ہو گئے، یہاں تک کہ جھنڈے کو خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالد بن الولید) نے اپنے ہاتھوں میں لیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کو یہ خبریں سناتے رہے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔(۲)

موسیٰ بن عقبہ نے اپنے مغازی میں لکھا ہے کہ جب حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ موتہ کی خبر لے کر دربار نبوت میں پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم مجھے وہاں کی

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب غزوہ موتہ، ج۳، ۳۴۸/۳، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

۲......صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ موتہ، ۶۱۱/۲، قدیمی کتب خانہ کراچی

......سیرت ابن ہشام مع روض الانف ... ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

خبر سناؤ گے؟ یا میں تمہیں وہاں کی خبر سناؤں، حضرت یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہی سنایئے جب آپ نے وہاں کا پورا پورا حال و ماحول سنایا تو حضرت یعلیٰ نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ آپ نے ایک بات بھی نہیں چھوڑی کہ جس کو میں بیان کروں۔(۱)

حضرت جعفر شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بچوں کو نہلا دھلا کر تیل کاجل سے آراستہ کر کے آٹا گوندھ لیا تھا کہ بچوں کے لئے روٹیاں پکاؤں کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائے، اور فرمایا کہ جعفر کے بچوں کو میرے سامنے لاؤ جب میں نے بچوں کو پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کو سونگھنے اور چومنے لگے اور آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی دھار رخسار پُر انوار پر بہنے لگی تو میں نے عرض کیا کہ کیا حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی خبر آئی ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ ہاں! وہ لوگ آج ہی شہید ہو گئے ہیں، یہ سن کر میری چیخ نکل گئی اور میرا گھر عورتوں سے بھر گیا، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کاشانہ نبوت میں تشریف لے گئے اور ازواج مطہرات سے فرمایا کہ جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کراؤ۔(۲)

جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ مدینہ کے قریب پہنچے تو حضور ﷺ گھوڑے پر سوار ہو کر ان لوگوں کے استقبال کے لئے تشریف لے گئے اور مدینہ کے مسلمان اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی دوڑتے ہوئے مجاہدین اسلام کی ملاقات کے لئے گئے اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ موتہ کے شہداء کرام کا ایسا پُر درد مرثیہ سنایا کہ تمام سامعین رونے لگے۔(۳)

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں ہاتھ شہادت کے وقت کٹ کر گر پڑے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر کو ان کے دونوں ہاتھوں کے بدلے دو بازو عطا فرمائے ہیں جن سے اُڑ اُڑ کر وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔(۴)

۱...... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ موتہ، ۳/۵۶، ۳۵۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت

۲...... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ موتہ، ۳/۳۵۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت

۳...... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ موتہ، ۳/۳۵۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت

۴...... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ موتہ، ۳/۳۵۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت

...... سیرت ابن ہشام مع حروف الانف ۱۹۹۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کرتے تھے تو یہ کہتے تھے کہ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاابْنَ ذِی الْجَنَاحَيْنِ" یعنی اے دو بازوؤں والے کے فرزند! تم پر سلام ہو۔(۱)

جنگ موتہ اور فتح مکہ کے درمیان چند چھوٹی چھوٹی جماعتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کی مدافعت کے لئے مختلف مقامات پر بھیجا، ان میں سے بعض لشکروں کے ساتھ کفار کا ٹکراؤ بھی ہوا، جن کا مفصل تذکرہ زرقانی و مدارج النبوۃ وغیرہ میں لکھا ہوا ہے ان سریوں کے نام یہ ہیں۔

ذات السلاسل......سریۃ الخبط......سریہ ابوقتادہ (نجد)......سریہ ابوقتادہ (ضم) مگر ان سریوں میں "سریۃ الخبط" زیادہ مشہور ہے جس کا مختصر بیان یہ ہے۔

سریۃ الخبط

اس سریہ کو حضرت امام بخاری نے "غزوہ سیف البحر" کے نام سے ذکر کیا ہے، رجب ۸ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین سو صحابہ کرام کے لشکر پر امیر بنا کر ساحل سمندر کی جانب روانہ فرمایا تاکہ یہ لوگ قبیلہ جہینہ کے کفار کی شرارتوں پر نظر رکھیں۔ اس لشکر میں خوراک کی اس قدر کمی پڑ گئی کہ امیر لشکر مجاہدین کو روزانہ ایک ایک کھجور راشن میں دیتے تھے، یہاں تک کہ ایک وقت ایسا بھی آ گیا کہ یہ کھجوریں بھی ختم ہو گئیں اور لوگ بھوک سے بے چین ہو کر درختوں کے پتے کھانے لگے اور یہی وجہ ہے کہ عام طور پر مورخین نے اس سریہ کا نام "سریۃ الخبط" یا "جیش الخبط" رکھا ہے "خبط" عربی زبان میں درخت کے پتوں کو کہتے ہیں چونکہ مجاہدین اسلام نے اس سریہ میں درختوں کے پتے کھا کر جان بچائی، اسلئے یہ سریۃ الخبط کے نام سے مشہور ہو گیا۔

ایک عجیب الخلقت مچھلی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگوں کو اس سفر میں تقریباً ایک مہینہ رہنا پڑا اور جب بھوک کی شدت سے ہم لوگ درختوں کے پتے کھانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے غیب سے ہمارے رزق کا یہ سامان پیدا فرما دیا کہ سمندر کی موجوں نے ایک اتنی بڑی مچھلی ساحل پر پھینک دی جو ایک

۱......صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ موتہ ۲/۶۱۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

......مسند امام احمد باب باقی مسند المکثرین رقم الحدیث ۱۳۶۱۸

پہاڑی کے مانند تھی چنانچہ تین سو صحابہ اٹھارہ دنوں تک اس مچھلی کا گوشت کھاتے رہے اور اس کی چربی اپنے بدن پر ملتے رہے اور جب وہاں سے روانہ ہونے لگے تو اس کا گوشت کاٹ کاٹ کر مدینہ تک لائے اور جب یہ لوگ بارگاہِ نبوت میں پہنچے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے رزق کا سامان ہوا تھا، پھر آپ نے اس مچھلی کا گوشت طلب فرمایا اور اس میں سے کچھ تناول بھی فرمایا یہ اتنی بڑی مچھلی تھی کہ امیر لشکر ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی دو پسلیاں زمین میں گاڑ کر کھڑی کر دیں تو کجاوہ بندھا ہوا اونٹ اس محراب کے اندر سے گزر گیا۔(۱)

فتح مکہ

(رمضان المبارک ۸ھ مطابق جنوری ۶۳۰ء)

رمضان المبارک ۸ھ تاریخ نبوت کا نہایت ہی عظیم الشان عنوان ہے اور سیرت مقدسہ کا یہ وہ سنہرا باب ہے کہ جس کی آب و تاب سے ہر مومن کا قلب قیامت تک مسرتوں کا آفتاب بنا رہے گا، کیونکہ تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس تاریخ سے آٹھ سال قبل انتہائی رنجیدگی کے عالم میں اپنے یارِ غار کو ساتھ لے کر رات کی تاریکی میں مکہ سے ہجرت فرما کر اپنے وطنِ عزیز کو خیر باد کہہ دیا تھا اور مکہ سے نکلتے وقت خدا کے مقدس گھر خانہ کعبہ پر ایک حسرت بھری نگاہ ڈال کر یہ فرماتے ہوئے مدینہ روانہ ہوئے تھے کہ "اے مکہ! خدا کی قسم! تو میری نگاہِ محبت میں تمام دنیا کے شہروں سے زیادہ پیارا ہے اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں ہرگز تجھے نہ چھوڑتا لیکن آٹھ برس کے بعد یہی وہ مسرت خیز تاریخ ہے کہ آپ نے ایک فاتح اعظم کی شان و شوکت کے ساتھ اسی شہر مکہ میں نزولِ اجلال فرمایا اور کعبۃ اللہ میں داخل ہو کر اپنے سجدوں کے جمال و جلال سے خدا کے مقدس گھر کی عظمت کو سرفراز فرمایا۔

لیکن ناظرین کے ذہنوں میں یہ سوال سر اٹھاتا ہوگا کہ جب کہ حدیبیہ کے صلح نامہ میں یہ تحریر کیا جا چکا تھا کہ دس برس تک فریقین کے مابین کوئی جنگ نہ ہوگی تو پھر آخر وہ کونسا ایسا سبب نمودار ہو گیا کہ صلح نامہ کے فقط دو سال ہی بعد تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اہل مکہ کے سامنے ہتھیار اٹھانے

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب سریۃ الخبط ملتقطا، ۳/۶۵،۳۶۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

......صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ سیف البحر، ۲/۶۲۵، قدیمی کتب خانہ کراچی

کی ضرورت پیش آ گئی اور آپ ایک عظیم لشکر کے ساتھ فاتحانہ حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے۔
تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اس کا سبب کفار مکہ کی "عہد شکنی" اور حدیبیہ کے صلح نامہ سے غداری ہے۔

کفار قریش کی عہد شکنی

صلح حدیبیہ کے بیان میں آپ پڑھ چکے کہ حدیبیہ کے صلح نامہ میں ایک یہ شرط بھی درج تھی کہ قبائل عرب میں سے جو قبیلہ قریش کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہے وہ قریش کے ساتھ معاہدہ کر لے اور جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معاہدہ کرنا چاہے، وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کرے۔

چنانچہ اسی بنا پر قبیلہ بنی بکر نے قریش سے باہمی امداد کا معاہدہ کر لیا اور قبیلہ بنی خزاعہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امداد باہمی کا معاہدہ کر لیا، یہ دونوں قبیلے مکہ کے قریب ہی میں آباد تھے لیکن ان دونوں میں عرصہ دراز سے سخت عداوت اور مخالفت چلی آ رہی تھی۔

ایک مدت سے تو کفار قریش اور دوسرے قبائل عرب کے کفار مسلمانوں سے جنگ کرنے میں اپنا سارا زور صرف کر رہے تھے لیکن صلح حدیبیہ کی بدولت جب مسلمانوں کی جنگ سے کفار قریش اور دوسرے قبائل کفار کو اطمینان ملا تو قبیلہ بنی بکر نے قبیلہ بنی خزاعہ سے اپنی پرانی عداوت کا انتقام لینا چاہا اور اپنے حلیف کفار قریش سے مل کر بالکل اچانک طور پر قبیلہ بنی خزاعہ پر حملہ کر دیا اور اس حملہ میں کفار قریش کے تمام روساء یعنی عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن امیہ و سہیل بن عمرو وغیرہ بڑے بڑے سرداروں نے علانیہ بنی خزاعہ کو قتل کیا، بے چارے بنی خزاعہ اس خوفناک ظالمانہ حملہ کی تاب نہ لا سکے اور اپنی جان بچانے کیلئے حرم کعبہ میں پناہ لینے کے لئے بھاگے، بنی بکر کے عوام نے تو حرم میں تلوار چلانے سے ہاتھ روک لیا اور حرم الٰہی کا احترام کیا، لیکن بنی بکر کا سردار "نوفل" اس قدر جوش انتقام میں آپے سے باہر ہو چکا تھا کہ وہ حرم میں بھی بنی خزاعہ کو نہایت بے دردی کے ساتھ قتل کرتا رہا، اور چلا چلا کر اپنی قوم کو للکارتا رہا کہ پھر یہ موقع کبھی ہاتھ نہیں آ سکتا چنانچہ ان درندہ صفت خونخوار انسانوں نے حرم الٰہی کے احترام کو بھی خاک میں ملا دیا، اور حرم کعبہ کی حدود میں نہایت ہی ظالمانہ طور پر بنی خزاعہ کا خون بہایا اور کفار قریش نے بھی اس قتل و غارت اور کشت و خون میں خوب خوب حصہ لیا۔(۱)

۱......مدارج النبوۃ قسم سوم باب ہفتم ۲۸۱،۲۸۲/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

ظاہر ہے کہ قریش نے اپنی اس حرکت سے حدیبیہ کے معاہدہ کو عملی طور پر توڑ ڈالا کیونکہ بنی خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معاہدہ کر کے آپ کے حلیف بن چکے تھے اس لئے بنی خزاعہ پر حملہ کرنا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کرنے کے برابر تھا، اس حملہ میں بنی خزاعہ کے تیئس آدمی قتل ہو گئے۔

اس حادثہ کے بعد قبیلہء بنی خزاعہ کے سردار عمرو بن سالم خزاعی چالیس آدمیوں کا وفد لے کر فریاد کرنے اور امداد طلب کرنے کے لئے مدینہ بارگاہ رسالت میں پہنچے اور یہی فتح مکہ کی تمہید ہوئی۔

تاجدار دو عالم سے استغاثت

حضرت بی بی میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا کا بیان ہے کہ ایک رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاشانہ نبوت میں وضو فرما رہے تھے کہ ایک دم بالکل ناگہاں آپ نے بلند آواز سے تین مرتبہ یہ فرمایا کہ لَبَّيْكَ۔ لَبَّيْكَ۔ لَبَّيْكَ (میں تمہارے لئے بار بار حاضر ہوں) پھر تین مرتبہ بلند آواز سے آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ نُصِرْتَ۔ نُصِرْتَ۔ نُصِرْتَ (تمہیں مدد مل گئی) جب آپ وضو خانہ سے نکلے تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ تنہائی میں کس سے گفتگو فرما رہے تھے، ؟ تو ارشاد فرمایا کہ اے میمونہ! غضب ہو گیا، میرے حلیف بنی خزاعہ پر بنی بکر اور کفار قریش نے حملہ کر دیا ہے اور اس مصیبت و بے کسی کے وقت میں بنی خزاعہ نے وہاں سے چلا چلا کر مجھے مدد کے لئے پکارا ہے اور مجھ سے مدد طلب کی ہے اور میں نے ان کی پکار سن کر ان کی ڈھارس بندھانے کے لئے ان کو جواب دیا ہے، حضرت بی بی میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہیں کہ اس واقعہ کے تیسرے دن جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز سے فارغ ہوئے تو دفعۃً بنی خزاعہ کے مظلومین نے رجز کے ان اشعار کو بلند آواز سے پڑھنا شروع کر دیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام نے ان کی اس پر درد اور رقت انگیز فریاد کو بغور سنا، آپ بھی اس رجز کے چند اشعار کو ملاحظہ فرمائیے۔

يَـــارَبِّ اِنِّـــيْ نَـــاشِـــدٌ مُـــحَـــمَّـــدًا

حِـــلْفَ اَبِـيْـــنَـــا وَاَبِـيْـــهِ الْاَتْـــلَـــدَا

اے خدا! میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ معاہدہ یاد دلاتا ہوں جو ہمارے اور ان کے باپ

داداؤں کے درمیان قدیم زمانے سے ہو چکا ہے۔

فَانْصُرْ هَدَاكَ اللهُ نَصْرًا اَبَدَا
وَادْعُ عِبَادَاللهِ يَاْتُوْا مَدَدَا

تو خدا آپ کو سیدھی راہ پر چلائے، آپ ہماری بھرپور مدد کیجئے اور خدا کے بندوں کو بلائیے، وہ سب امداد کے لئے آئیں گے۔

فِيْهِمْ رَسُوْلُ اللهِ قَدْ تَجَرَّدَا
اِنْ سِيْمَ خَسْفًا وَجْهُهُ تَرَبَّدَا

ان مدد کرنے والوں میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی غضب کی حالت میں ہوں کہ اگر انہیں ذلت کا داغ لگے تو ان کا تیور بدل جائے۔

هُمْ بَيَّتُوْنَا بِالْوَتِيْرِ هُجَّدَا
وَقَتَّلُوْنَا رُكَّعًا وَّسُجَّدَا

ان لوگوں (بنی بکر و قریش) نے "مقام وتیر" میں ہم سوتے ہوؤں پر شبخون مارا اور رکوع و سجدہ کی حالت میں بھی ہم لوگوں کو بیدردی کے ساتھ قتل کر ڈالا۔

اِنَّ قُرَيْشًا اَخْلَفُوْكَ الْمَوْعِدَا
وَنَقَضُوْا مِيْثَاقَكَ الْمُؤَكَّدَا

یقیناً قریش نے آپ سے وعدہ خلافی کی ہے اور آپ سے مضبوط معاہدہ کر کے توڑ ڈالا ہے۔

ان اشعار کو سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو تسلی دی اور فرمایا کہ مت گھبراؤ میں تمہاری امداد کے لئے تیار ہوں۔(۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امن پسندی

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کے پاس قاصد بھیجا اور تین شرطیں پیش فرمائیں کہ ان میں سے کوئی ایک شرط قریش منظور کر لیں۔

ا...... بنی خزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا دیا جائے۔

ا......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ج۳، ص۳۸۳-۳۸۹ ملتقطاً دارالکتب العلمیۃ بیروت

۲......قریش قبیلہ ء بنی بکر کی حمایت سے الگ ہو جائیں۔

۳......اعلان کر دیا جائے کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد نے ان شرطوں کو قریش کے سامنے رکھا تو قرطہ بن عبد عمرو نے قریش کا نمائندہ بن کر جواب دیا کہ ''نہ ہم مقتولوں کے خون کا معاوضہ دیں گے نہ اپنے حلیف قبیلہ بنی بکر کی حمایت چھوڑیں گے، ہاں تیسری شرط ہمیں منظور ہے اور ہم اعلان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا''۔ لیکن قاصد کے چلے جانے کے بعد قریش کو اپنے اس جواب پر ندامت ہوئی۔ چنانچہ چند روسائے قریش ابوسفیان کے پاس گئے اور یہ کہا کہ اگر یہ معاملہ نہ سلجھا تو پھر سمجھ لو کہ یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر حملہ کر دیں گے، ابوسفیان نے کہا کہ میری بیوی ہند بنت عتبہ نے ایک خواب دیکھا ہے کہ مقام ''حجون'' سے مقام ''خندمہ'' تک ایک خون کی نہر بہتی ہوئی آئی ہے، پھر ناگہاں وہ خون غائب ہو گیا، قریش نے اس خواب کو بہت ہی منحوس سمجھا اور خوف ودہشت سے سہم گئے، اور ابوسفیان پر بہت زیادہ دباؤ ڈالا کہ وہ فوراً مدینہ جا کر معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کرے۔(۱)

ابوسفیان کی کوشش

اس کے بعد بہت تیزی کے ساتھ ابوسفیان مدینہ گیا اور پہلے اپنی لڑکی حضرت ام المؤمنین بی بی ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر پہنچا اور بستر پر بیٹھنا ہی چاہتا تھا کہ حضرت بی بی ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جلدی سے بستر اٹھا لیا ابوسفیان نے حیران ہو کر پوچھا کہ بیٹی تم نے بستر کیوں اٹھا لیا؟ کیا بستر کو میرے قابل نہیں سمجھا یا مجھ کو بستر کے قابل نہیں سمجھا؟ ام المؤمنین نے جواب دیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر ہے اور تم مشرک اور نجس ہو، اسلئے میں نے یہ گوارا نہیں کیا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر بیٹھو، یہ سن کر ابوسفیان کے دل پر چوٹ لگی اور وہ رنجیدہ ہو کر وہاں سے چلا آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا مقصد بیان کیا، آپ نے کوئی جواب نہیں دیا، پھر ابوسفیان حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس گیا، ان سب حضرات نے جواب دیا کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب ابوسفیان پہنچا

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ الفتح الاعظم ۳۸۲/۳ دارالکتب العلمیہ بیروت
......مدارج النبوۃ قسم سوم باب ہفتم ۳۸۲،۸۳/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

تو وہاں حضرت بی بی فاطمہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے، ابوسفیان نے بڑی لجاجت سے کہا کہ اے علی! تم قوم میں بہت ہی رحم دل ہو ہم ایک مقصد لے کر یہاں آئے ہیں کیا ہم یوں ہی ناکام چلے جائیں، ہم صرف یہی چاہتے ہیں کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہماری سفارش کردو، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوسفیان! ہم لوگوں کی یہ مجال نہیں ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارادہ اور ان کی مرضی میں کوئی مداخلت کرسکیں۔ ہر طرف سے مایوس ہو کر ابوسفیان نے حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ اے فاطمہ! یہ تمہارا پانچ برس کا بچہ (امام حسن) ایک مرتبہ اپنی زبان سے اتنا کہہ دے کہ میں نے دونوں فریق میں صلح کرادی تو آج سے یہ بچہ عرب کا سردار کہہ کر پکارا جائے گا، حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ بچوں کو ان معاملات میں کیا دخل؟ بالآخر ابوسفیان نے کہا کہ اے علی! معاملہ بہت کٹھن نظر آتا ہے کوئی تدبیر بتاؤ؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس سلسلے میں تم کو کوئی مفید رائے تو نہیں دے سکتا، لیکن تم بنی کنانہ کے سردار ہو تم خود ہی لوگوں کے سامنے اعلان کردو کہ میں نے حدیبیہ کے معاہدہ کی تجدید کردی ابوسفیان نے کہا کہ کیا میرا یہ اعلان کچھ مفید ہوسکتا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یک طرفہ اعلان ظاہر ہے کہ کچھ مفید نہیں ہوسکتا، مگر اب تمہارے پاس اس کے سوا اور چارہ کار ہی کیا ہے؟ ابوسفیان وہاں سے مسجد نبوی آیا اور بلند آواز سے مسجد میں اعلان کردیا کہ میں نے معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کردی مگر مسلمانوں میں سے کسی نے بھی کوئی جواب نہیں دیا۔

ابوسفیان یہ اعلان کر کے مکہ روانہ ہو گیا جب مکہ پہنچا تو قریش نے پوچھا کہ مدینہ میں کیا ہوا؟ ابوسفیان نے ساری داستان بیان کردی۔ تو قریش نے سوال کیا کہ جب تم نے اپنی طرف سے معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کا اعلان کیا تو کیا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کو قبول کرلیا؟ ابوسفیان نے کہا کہ "نہیں" یہ سن کر قریش نے کہا کہ یہ تو کچھ بھی نہ ہوا، یہ نہ تو صلح ہے کہ ہم اطمینان سے بیٹھیں نہ یہ جنگ ہے کہ لڑائی کا سامان کیا جائے۔(۱)

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا اور حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی فرمادیا کہ جنگ کے ہتھیار درست کریں اور اپنے حلیف قبائل کو بھی جنگی

۱.....شرح الزرقانی علی المواھب ۲۹۱/۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت

تیاریوں کے لئے حکم نامہ بھیج دیا، مگر کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں بتایا کہ کس سے جنگ کا ارادہ ہے؟ یہاں تک کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی آپ نے کچھ نہیں فرمایا، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور دیکھا کہ وہ جنگی ہتھیاروں کو نکال رہی ہیں تو آپ نے دریافت کیا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے؟ عرض کیا "جی ہاں" پھر آپ نے پوچھا کہ کیا تمہیں کچھ معلوم ہے کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ "واللہ مجھے یہ معلوم نہیں"۔(۱)

غرض انتہائی خاموشی اور راز داری کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کی تیاری فرمائی اور مقصد یہ تھا کہ اہل مکہ کو خبر نہ ہونے پائے اور اچانک ان پر حملہ کر دیا جائے۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا خط

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ایک معزز صحابی تھے انہوں نے قریش کو ایک خط اس مضمون کا لکھ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں، لہٰذا تم لوگ ہوشیار ہو جاؤ، اس خط کو انہوں نے ایک عورت کے ذریعہ مکہ بھیجا، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا تھا، آپ نے اپنے اس علم غیب کی بدولت یہ جان لیا کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے کیا کاروائی کی ہے، چنانچہ آپ نے حضرت علی و حضرت زبیر و حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فوراً ہی روانہ فرمایا کہ تم لوگ "روضۂ خاخ" میں چلے جاؤ، وہاں ایک عورت ہے اور اس کے پاس ایک خط ہے اس سے وہ خط چھین کر میرے پاس لاؤ، چنانچہ یہ تینوں اصحاب کبار تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر "روضۂ خاخ" میں پہنچے اور عورت کو پالیا، جب اس سے خط طلب کیا تو اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کوئی جھوٹی بات نہیں کہہ سکتے، نہ ہم لوگ جھوٹے ہیں لہٰذا تو خط نکال کر ہمیں دے دے ورنہ ہم تجھ کو ننگی کر کے تلاشی لیں گے۔ جب عورت مجبور ہو گئی تو اس نے اپنے بالوں کے جوڑے میں سے وہ خط

۱......شرح الزرقانی علی المواھب	۲۹۱/۴	دار الکتب العلمیۃ بیروت

نکال کر دے دیا، جب یہ لوگ خط لے کر بارگاہِ رسالت میں پہنچے تو آپ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ اے حاطب! یہ تم نے کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ میرے بارے میں جلدی نہ فرمائیں، نہ میں نے اپنا دین بدلا ہے نہ مرتد ہوا ہوں میرے اس خط کے لکھنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ مکہ میں میرے بیوی بچے ہیں مگر مکہ میں میرا کوئی رشتہ دار نہیں ہے جو میرے بیوی بچوں کی خبر گیری و نگہداشت کرے میرے سوا دوسرے تمام مہاجرین کے عزیز و اقارب مکہ میں موجود ہیں جو ان کے اہل و عیال کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں، اس لئے میں نے یہ خط لکھ کر قریش پر ایک اپنا احسان رکھ دیا ہے تاکہ میں ان کی ہمدردی حاصل کرلوں اور وہ میرے اہل و عیال کے ساتھ کوئی برا سلوک نہ کریں، یارسول اللہ! میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور ان کافروں کو شکست دے گا، اور میرے اس خط سے کفار کو ہرگز ہرگز کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس بیان کو سن کر ان کے عذر کو قبول فرمالیا، مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خط کو دیکھ کر اس قدر طیش میں آگئے کہ آپے سے باہر ہو گئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں، دوسرے صحابہ کرام بھی غیظ و غضب میں بھر گئے، لیکن رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جبین رحمت پر اک ذرا شکن بھی نہیں آئی اور آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اے عمر! کیا تمہیں خبر نہیں کہ حاطب اہل بدر میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ "تم جو چاہو کرو، تم سے کوئی مواخذہ نہیں" یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں نم ہو گئیں اور وہ یہ کہہ کر بالکل خاموش ہو گئے کہ اللہ اور اسکے رسول کو ہم سب سے زیادہ علم ہے" اسی موقع پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی کہ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ

ترجمہ: اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کافروں کو دوست نہ بناؤ۔

بہرحال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاف فرمادیا۔(۱)

۱.....صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الفتح ۶۱۲/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

.....صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ رقم الحدیث: ۲۵۵۰

.....سنن ترمذی کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ [illegible]

مکہ پر حملہ

غرض 10 / رمضان المبارک ۸ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے دس ہزار کا لشکر پرانوار ساتھ لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے، بعض روایتوں میں ہے کہ فتح مکہ میں آپ کے ساتھ بارہ ہزار کا لشکر تھا ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہوسکتا ہے کہ مدینہ سے روانگی کے وقت دس ہزار کا لشکر رہا ہو، پھر راستہ میں بعض قبائل اس لشکر میں شامل ہو گئے ہوں تو مکہ پہنچ کر اس لشکر کی تعداد بارہ ہزار ہو گئی ہو، بہر حال مدینہ سے چلتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام صحابہ کرام روزہ دار تھے جب آپ "مقام کدید" میں پہنچے تو پانی مانگا اور اپنی سواری پر بیٹھے ہوئے پورے لشکر کو دکھا کر آپ نے دن میں پانی نوش فرمایا اور سب کو روزہ چھوڑ دینے کا حکم دیا، چنانچہ آپ اور آپ کے اصحاب نے سفر اور جہاد میں ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنا موقوف کر دیا۔(۱)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ سے ملاقات

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام "جحفہ" میں پہنچے تو وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، یہ مسلمان ہو کر آئے تھے بلکہ اس سے بہت پہلے مسلمان ہو چکے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی سے مکہ میں مقیم تھے اور حجاج کو زمزم پلانے کے معزز عہدہ پر فائز تھے اور آپ کے ساتھ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حارث بن عبدالمطلب کے فرزند جن کا نام بھی ابوسفیان تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی عبداللہ بن ابی امیہ جو ام المومنین حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوتیلے بھائی تھے بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے ان دونوں صاحبوں کی حاضری کا حال جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے ان دونوں صاحبوں کی ملاقات سے انکار فرما دیا، کیونکہ ان دونوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت زیادہ ایذائیں پہنچائی تھیں، خصوصاً ابوسفیان بن الحارث آپ

۱......صحیح بخاری کتاب المغازی　باب غزوۃ الفتح　۶۱۳/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب غزوۃ الفتح الاعظم　۳۹۵،۹۷/۳　دارالکتب العلمیہ بیروت
......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب ہفتم　۲۸۳،۸۵/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف　۲۳۸،۲۸۷/۴　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

کے چچازاد بھائی جو اعلان نبوت سے پہلے آپ کے انتہائی جان نثاروں میں سے تھے مگر اعلان نبوت کے بعد انہوں نے اپنے قصیدوں میں اتنی شرمناک اور بیہودہ ہجو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرڈالی تھی کہ آپ کا دل زخمی ہوگیا تھا، اسلئے آپ نے ان دونوں سے انتہائی ناراض و بیزار تھے مگر حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان دونوں کا قصور معاف کرنے کے لئے بہت ہی پُرزور سفارش کی اور ابوسفیان بن الحارث نے یہ کہہ دیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا قصور نہ معاف فرمایا تو میں اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو لے کر عرب کے ریگستان میں چلا جاؤں گا تاکہ وہاں بغیر دانہ پانی کے بھوک پیاس سے تڑپ تڑپ کر میں اور میرے سب بچے مر کر فنا ہو جائیں، حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بارگاہ رسالت میں آبدیدہ ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ کے چچا کے بیٹا اور آپ کی پھوپھی کا بیٹا تمام مسلمانوں سے زیادہ بدنصیب رہے گا؟ کیا ان دونوں کو آپ کی رحمت سے کوئی حصہ نہیں ملے گا،؟ جان چھڑکنے والی بیوی کے ان دردانگیز کلمات سے رحمۃ للعالمین کے رحمت بھرے دل میں رحم وکرم اور عفو و درگزر کے سمندر موجیں مارنے لگے، پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں کو یہ مشورہ دیا کہ تم دونوں اچانک بارگاہِ رسالت میں سامنے جاکر کھڑے ہو جاؤ، اور جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا تھا وہی تم دونوں بھی کہو کہ،

لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ ۔

کہ یقیناً آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضیلت دی ہے اور ہم بلاشبہ خطاوار ہیں۔

چنانچہ ان دونوں صاحبوں نے دربار رسالت میں ناگہاں حاضر ہو کر یہی کہا، ایک دم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جبینِ رحمت پر رحم وکرم کے ہزاروں ستارے چمکنے لگے، اور آپ نے ان کے جواب میں بعینہٖ وہی جملہ اپنی زبان رحمت نشان سے ارشاد فرمایا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے جواب میں فرمایا تھا کہ

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۔

آج تم سے کوئی مواخذہ نہیں ہے اللہ تمہیں بخش دے، وہ ارحم الراحمین ہے۔

جب قصور معاف ہوگیا تو ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاجدار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں اشعار لکھے اور زمانہ جاہلیت کے دور میں جو کچھ آپ کی ہجو میں لکھا تھا، اس کی معذرت کی اور اس کے بعد عمر بھر نہایت سچے اور ثابت قدم مسلمان رہے مگر حیاء کی وجہ سے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کبھی سر نہیں اٹھاتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کے ساتھ بہت زیادہ محبت رکھتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے امید ہے کہ ابوسفیان بن الحارث میرے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قائم مقام ثابت ہوں گے۔(۱)

میلوں تک آگ ہی آگ

مکہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ''مرالظہران'' میں پہنچ کر اسلامی لشکر نے پڑاؤ ڈالا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوج کو حکم دیا کہ ہر مجاہد اپنا الگ الگ چولہا جلائے، دس ہزار مجاہدین نے جو الگ الگ چولہے جلائے تو ''مرالظہران'' کے پورے میدان میں میلوں تک آگ ہی آگ نظر آنے لگی۔

قریش کی جاسوس

گو قریش کو معلوم ہی ہو چکا تھا کہ مدینہ سے فوجیں آ رہی ہیں، مگر صورت حال کی تحقیق کے لئے قریش نے ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام و بدیل بن ورقاء کو اپنا جاسوس بنا کر بھیجا، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بے حد فکر مند ہو کر قریش کے انجام پر افسوس کر رہے تھے، وہ یہ سوچتے تھے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنے عظیم لشکر کے ساتھ مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے تو آج قریش کا خاتمہ ہو جائے گا، چنانچہ وہ رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفید خچر پر سوار ہو کر اس ارادے سے مکہ سے چلے کہ قریش کو اس خطرہ سے آگاہ کر کے انہیں آمادہ کریں کہ چل کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معافی مانگ کر صلح کر لو ورنہ تمہاری خیر نہیں۔(۲)

مگر بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ قریش کو یہ خبر تو مل گئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے روانہ ہو گئے ہیں مگر انہیں یہ پتا نہ تھا کہ آپ کا لشکر ''مرالظہران'' تک آ گیا ہے اسلئے ابوسفیان بن حرب اور حکیم بن حزام و بدیل بن ورقاء اس تلاش و جستجو میں نکلے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لشکر کہاں ہے؟ جب یہ تینوں مرالظہران کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ میلوں تک آگ ہی آگ جل

۱...... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ۳/۳۹۹، ۴۰۲۔ دار الکتب العلمیہ بیروت
سیرت ابن ہشام مع روض الانف، ۴/۴۰، ۲۳۹۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۲...... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ۳/۴۰۳۔ دار الکتب العلمیہ بیروت
سیرت ابن ہشام مع روض الانف، ۴/۴۳، ۲۴۲۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

رہی ہے یہ منظر دیکھ کر یہ تینوں حیران رہ گئے اور ابوسفیان بن حرب نے کہا کہ میں نے زندگی میں کبھی اتنی دور تک پھیلی ہوئی آگ اس میدان میں جلتے ہوئے نہیں دیکھی، آخر یہ کون سا قبیلہ ہے؟۔

بدیل بن ورقاء نے کہا کہ بنی خزاعہ معلوم ہوتے ہیں ابوسفیان نے کہا کہ نہیں بنی خزاعہ اتنی کثیر تعداد میں کہاں ہیں جو ان کی آگ سے مرالظہر ان کا پورا میدان بھر جائے گا۔(۱)

بہر حال حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان تینوں سے ملاقات ہوگئی اور ابوسفیان نے پوچھا کہ اے عباس! تم کہاں سے آرہے ہو،؟ اور یہ آگ کیسی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کی آگ ہے، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسفیان بن حرب سے کہا کہ تم میرے خچر پر پیچھے سوار ہو جاؤ ورنہ اگر مسلمانوں نے تمہیں دیکھ لیا تو ابھی تم کو قتل کر ڈالیں گے، جب یہ لوگ لشکر گاہ میں پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے چند مسلمانوں نے جو لشکر گاہ کا پہرہ دے رہے تھے ابوسفیان کو دیکھ لیا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے جذبہ انتقام کو ضبط نہ کر سکے اور ابوسفیان کو دیکھتے ہی ان کی زبان سے نکلا کہ ''ارے یہ تو خدا کا دشمن ابوسفیان ہے'' دوڑتے ہوئے بارگاہ رسالت میں پہنچے، اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوسفیان ہاتھ آ گیا ہے، اگر اجازت ہو تو ابھی اس کا سر اڑا دوں، اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان تینوں مشرکوں کو ساتھ لئے ہوئے دربار رسول میں حاضر ہو گئے، اور ان لوگوں کی جان بخشی کی سفارش پیش کر دی اور یہ کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے ان سبھوں کو امان دے دی ہے۔

ابوسفیان کا اسلام

ابوسفیان بن حرب کی اسلام دشمنی کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں تھی، مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت سے سخت ایذائیں دینی، مدینہ پر بار بار حملہ کرنا، قبائل عرب کو اشتعال دلا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی بار بار سازشیں، یہودیوں اور کفار عرب سے ساز باز کر کے اسلام اور بانیء اسلام کے خاتمہ کی کوششیں، یہ وہ ناقابل معافی جرائم تھے جو پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ ابوسفیان کا قتل بالکل درست وجائز اور برمحل ہے لیکن رسول کریم جن کو قرآن نے ''رؤف ورحیم'' کے لقب سے یاد کیا ہے۔ ان کی رحمت پکار پکار کر ابوسفیان کے کان میں کہہ رہی تھی کہ اے مجرم! مت ڈر۔ یہ دنیا کے سلاطین کا دربار نہیں

۱۔ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الفتح ۶۱۳ قدیمی کتب خانہ کراچی

ہے بلکہ رحمۃ للعالمین کی بارگاہِ رحمت ہے، بخاری شریف کی روایت تو یہی ہے کہ ابوسفیان بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تو فوراً ہی اسلام قبول کرلیا، اسلئے جان بچ گئی۔(۱)

مگر ایک روایت یہ بھی ہے کہ حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء نے تو فوراً رات ہی میں اسلام قبول کرلیا مگر ابوسفیان نے صبح کو کلمہ پڑھا۔(۲)

اور بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ ابوسفیان اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ایک مکالمہ ہوا اس کے بعد ابوسفیان نے اپنے اسلام کا اعلان کیا، وہ مکالمہ یہ ہے۔

رسول اکرم ﷺ ...... کیوں اے ابوسفیان! کیا اب بھی تمہیں یقین نہ آیا کہ خدا ایک ہے۔

ابوسفیان ...... کیوں نہیں، کوئی اور خدا ہوتا تو آج ہمارے کام آتا۔

رسول اکرم ﷺ ...... کیا اس میں تمہیں کوئی شک ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

ابوسفیان ...... ہاں۔ اس میں تو ابھی مجھے کچھ شک ہے۔

مگر پھر اس کے بعد انہوں نے کلمہ پڑھ لیا اور اس وقت گو ان کا ایمان متزلزل تھا لیکن بعد میں بالآخر وہ سچے مسلمان بن گئے، چنانچہ غزوہء طائف میں مسلمانوں کی فوج میں شامل ہوکر انہوں نے کفار سے جنگ کی اور اسی میں ان کی آنکھ زخمی ہوگئی، پھر یہ جنگ یرموک میں بھی جہاد کے لئے گئے۔(۳)

لشکرِ اسلام کا جاہ وجلال

مجاہدینِ اسلام کا لشکر جب مکہ کی طرف بڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ آپ ابوسفیان کو کسی ایسے مقام پر کھڑا کردیں کہ یہ افواجِ الٰہی کا جلال اپنی آنکھوں سے دیکھ لے، چنانچہ جہاں راستہ کچھ تنگ تھا ایک بلند جگہ پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوسفیان کو کھڑا کردیا، تھوڑی دیر کے بعد اسلامی لشکر سمندر کی موجوں کی طرح اُمنڈتا ہوا روانہ ہوا اور قبائل عرب کی فوجیں ہتھیاروں سے سج دھج کرکے بعد دیگرے ابوسفیان کے سامنے سے گزرنے لگیں، سب سے پہلے قبیلہ غفار کا باوقار پرچم نظر آیا، ابوسفیان نے سہم کر پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں،؟

۱...... صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الفتح المکۃ ۶۱۳/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

...... سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۲۴۴/۴، ۲۴۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

۲...... شرح الزرقانی علی المواہب باب غزوۃ الفتح الاعظم ۳۰۵/۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت

۳...... سیرت ابن ہشام مع روض الانف ملتقطاً [illegible] ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ قبیلۂ غفار کے شہسوار ہیں، ابوسفیان نے کہا کہ مجھے قبیلۂ غفار سے کیا مطلب ہے؟ پھر جہینہ پھر سعد بن ندیم پھر سلیم کے قبائل کی فوجیں زرق برق ہتھیاروں میں ڈوبے ہوئے پرچم لہراتے، اور تکبیر کے نعرے مارتے ہوئے سامنے سے نکل گئے، ابوسفیان ہر فوج کا جلال دیکھ کر مرعوب ہو ہو جاتے تھے اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہر فوج کے بارے میں پوچھتے جاتے تھے کہ یہ کون لوگ ہیں؟ یہ کن لوگوں کا لشکر ہے؟ اس کے بعد انصار کا لشکر پر انوار اتنی عجیب شان اور ایسی نرالی آن بان سے چلا کہ دیکھنے والوں کے دل دہل گئے، ابوسفیان نے اس فوج کی شان وشوکت سے حیران ہو کر کہا کہ اے عباس! یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ ''انصار'' ہیں ناگہاں انصار کے علمبردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھنڈا لئے ہوئے ابوسفیان کے قریب سے گزرے اور جب ابوسفیان کو دیکھا تو بلند آواز سے کہا کہ اے ابوسفیان!

اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ .... اَلْيَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْكَعْبَةُ

آج گھمسان کی جنگ کا دن ہے، آج کعبہ میں خونریزی حلال کردی جائیگی۔

ابوسفیان یہ سن کر گھبرا گئے، اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے عباس! سن لو، آج قریش کی ہلاکت تمہیں مبارک ہو، پھر ابوسفیان کو چین نہیں آیا پوچھا کہ بہت دیر ہوگئی، ابھی تک میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو نہیں دیکھا کہ وہ کون سے لشکر میں ہیں! اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرچم نبوت کے سائے میں اپنے نورانی لشکر کے ہمراہ پیغمبرانہ جاہ وجلال کے ساتھ نمودار ہوئے، ابوسفیان نے جب شہنشاہ کونین کو دیکھا تو چلا کر کہا کہ اے حضور! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ نے سنا؟ کہ سعد بن عبادہ کیا کہتے ہوئے گئے ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ ابوسفیان بولے کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ آج کعبہ حلال کردیا جائیگا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ سعد بن عبادہ نے غلط کہا، آج تو کعبہ کی عظمت کا دن ہے، آج تو کعبہ کو لباس پہنانے کا دن ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سعد بن عبادہ نے اتنی غلط بات کیوں کہہ دی آپ نے ان کے ہاتھ سے جھنڈا لے کر ان کے بیٹے قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دے دیا۔(۱)

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب ابوسفیان نے بارگاہِ رسول میں یہ شکایت کی کہ یارسول اللہ!

۱.....صحیح بخاری کتاب المغازی باب این رکز النبی ﷺ رایتہ ۶۱۳/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۲۲۴ [illegible] القرآن پبلی کیشنز لاہور

ابھی ابھی سعد بن عبادہ یہ کہتے ہوئے گئے ہیں کہ۔

اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ آج گھمسان کی لڑائی کا دن ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خفگی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سعد بن عبادہ نے غلط کہا، بلکہ اے ابوسفیان۔

اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَرْحَمَةِ آج کا دن تو رحمت کا دن ہے۔

پھر فاتحانہ شان وشوکت کے ساتھ بانی کعبہ کے جانشین حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کی سرزمین میں نزولِ اجلال فرمایا اور حکم دیا کہ میرا جھنڈا مقام "حجون" کے پاس گاڑا جائے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام فرمان جاری فرمایا کہ وہ فوجوں کے ساتھ مکہ کے بالائی حصہ یعنی "کدا" کی طرف سے مکہ میں داخل ہوں۔(۱)

فاتح مکہ کا پہلا فرمان

تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کی سرزمین میں قدم رکھتے ہی جو پہلا فرمان جاری فرمایا وہ یہ اعلان تھا کہ جس کے لفظ لفظ میں رحمتوں کے دریا موجیں مار رہے ہیں۔

"جو شخص ہتھیار ڈال دے گا اس کے لئے امان ہے۔ جو شخص اپنا دروازہ بند کرلے گا اس کے لئے امان ہے۔ جو کعبہ میں داخل ہو جائے گا اس کے لئے امان ہے۔"

اس موقع پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوسفیان ایک فخر پسند آدمی ہے اس کے لئے کوئی ایسی امتیازی بات فرمادیجئے کہ اس کا سر فخر سے اونچا ہو جائے تو آپ نے فرمادیا کہ،

"جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا اس کے لئے امان ہے۔"

اس کے بعد ابوسفیان مکہ میں بلند آواز سے پکار پکار کر اعلان کرنے لگا کہ اے قریش! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنا بڑا لشکر لے کر آگئے ہیں کہ اس کا مقابلہ کرنے کی کسی میں بھی طاقت نہیں ہے جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے، ابوسفیان کی زبان سے یہ کم ہمتی کی بات سن

---

۱ صحیح بخاری کتاب المغازی باب این رکز النبی ﷺ الرایۃ ۲/۶۱۳ قدیمی کتب خانہ کراچی

کر اس کی بیوی ہند بنت عتبہ جل بھن کر کباب ہوگئی اور طیش میں آ کر ابوسفیان کی مونچھ پکڑ لی اور چلا کر کہنے لگی کہ اے بنی کنانہ اس کم بخت کو قتل کر دو یہ کیسی بزدلی اور کم ہمتی کی بات بک رہا ہے، ہند کی اس چیخ و پکار کی آواز سن کر تمام بنو کنانہ کا خاندان ابوسفیان کے مکان میں جمع ہوگیا اور ابوسفیان نے صاف صاف کہہ دیا کہ اس وقت غصہ اور طیش کی باتوں سے کچھ کام نہیں چل سکتا میں پورے اسلامی لشکر کو اپنی آنکھ سے دیکھ کر آیا ہوں، اور میں تم لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اب ہم لوگوں سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقابلہ نہیں ہوسکتا، یہ خیریت ہے کہ انہوں نے اعلان کر دیا ہے کہ جو ابوسفیان کے مکان میں چلا جائے اس کے لئے امان ہے، لہٰذا زیادہ سے زیادہ لوگ میرے مکان میں آ کر پناہ لے لیں، ابوسفیان کے خاندان والوں نے کہا کہ تیرے مکان میں بھلا کتنے انسان آ سکیں گے، ؟ ابوسفیان نے بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو بھی امان دے دی ہے جو اپنے دروازے بند کر لیں، یا مسجد حرام میں داخل ہو جائیں، یا ہتھیار ڈال دیں، ابوسفیان کا یہ بیان سن کر کوئی ابوسفیان کے مکان میں چلا گیا، کوئی مسجد حرام کی طرف بھاگا، کوئی اپنا ہتھیار زمین پر رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ (۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس اعلانِ رحمت نشان یعنی مکمل امن وامان کا فرمان جاری کر دینے کے بعد ایک قطرہ خون بہنے کا کوئی امکان نہیں تھا، لیکن عکرمہ بن ابوجہل وصفوان بن امیہ و سہیل بن عمرو اور جماش بن قیس نے مقام "خندمہ" میں مختلف قبائل کے اوباش کو جمع کیا تھا ان لوگوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج میں سے دو آدمیوں حضرت کرز بن جابر فہری اور جیش بن اشعر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو شہید کر دیا، اور اسلامی لشکر پر تیر برسانا شروع کر دیا۔ بخاری شریف کی روایت میں انہی دو حضرات کی شہادت کا ذکر ہے مگر زرقانی وغیرہ کتابوں سے پتا چلتا ہے کہ تین صحابہ کرام کو کفار قریش نے قتل کر دیا، دو وہ جو اوپر ذکر کیے گئے اور ایک حضرت سلمہ بن المیلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بارہ تیرہ کفار بھی مارے گئے اور باقی میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ (۲)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دیکھا کہ تلواریں چمک رہی ہیں تو آپ نے دریافت فرمایا کہ

۱..... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ۳/۴۲۲، ۴۱۷، دار الکتب العلمیہ بیروت

۲..... صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب این رکز النبی ﷺ الرایۃ، ۲/۶۱۳، قدیمی کتب خانہ کراچی

..... شرح الزرقانی علی المواہب، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ۳/[illegible]، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں نے تو خالد بن الولید کو جنگ کرنے سے منع کر دیا تھا پھر یہ تلواریں کیسی چل رہی ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ پہل کفار کی طرف سے ہوئی ہے، اسلئے لڑنے کے سوا حضرت خالد بن الولید کی فوج کے لئے کوئی چارہ کار ہی نہیں رہ گیا تھا، یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ قضاء الٰہی یہی تھی اور خدا نے جو چاہا وہی بہتر ہے۔(۱)

تاجدارِ دو عالم کا مکہ میں داخلہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فاتحانہ حیثیت سے مکہ میں داخل ہونے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اونٹنی "قصوا" پر سوار تھے، ایک سیاہ رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے تھے اور بخاری شریف میں ہے کہ آپ کے سر پر "مغفر" تھا آپ کے ایک جانب حضرت ابوبکر صدیق اور دوسری جانب اُسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے اور آپ کے چاروں طرف جوش میں بھرا ہوا اور ہتھیاروں میں ڈوبا ہوا لشکر تھا جس کے درمیان کوکبہ ءنبوی تھا، اس شان و شوکت کو دیکھ کر ابوسفیان نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے عباس! تمہارا بھتیجا تو بادشاہ ہوگیا، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ تیرا برا ہو، اے ابوسفیان! یہ بادشاہت نہیں ہے بلکہ یہ "نبوت" ہے، اس شاہانہ جلوس کے جاہ وجلال کے باوجود شہنشاہِ رسالت کی شانِ تواضع کا یہ عالم تھا کہ آپ سورہ ءفتح کی تلاوت فرماتے ہوئے اسطرح سر جھکائے ہوئے اونٹنی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کا سر مبارک اونٹنی کے پالان سے لگ لگ جاتا تھا، آپ کی کیفیتِ تواضع خداوند قدوس کا شکر ادا کرنے، اور اس کی بارگاہِ عظمت میں اپنے عجز و نیازمندی کا اظہار کرنے کے لئے تھی۔(۲)

مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام گاہ

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب غزوۃ الفتح الاعظم　۳/۴۱۷　دار الکتب العلمیۃ بیروت
......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب غزوۃ الفتح الاعظم　۳/۴۳۲،۴۳۳　دار الکتب العلمیۃ بیروت
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف　۴/۲۴۷　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۲......زرقانی علی المواہب　۲/۳۲۰،۲۱　دار الکتب العلمیۃ بیروت

عنہ کی بہن حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کے مکان پر تشریف لے گئے اور وہاں غسل فرمایا پھر آٹھ رکعت نماز چاشت پڑھی، یہ نماز بہت ہی مختصر طور پر ادا فرمائی لیکن رکوع وسجدہ مکمل طور پر ادا فرماتے رہے۔(۱)

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ نے حضرت بی بی ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ کیا گھر میں کچھ کھانا بھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خشک روٹی کے چند ٹکڑے ہیں مجھے بڑی شرم دامن گیر ہوتی ہے کہ اس کو آپ کے سامنے پیش کردوں، ارشاد فرمایا ''لاؤ'' پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے ان خشک روٹیوں کو توڑا اور پانی میں بھگو کر نرم کیا، اور حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان روٹیوں کے سالن کے لئے نمک پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا کوئی سالن گھر میں نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میرے گھر میں ''سرکہ'' کے سوا کچھ بھی نہیں ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''سرکہ'' لاؤ، آپ نے سرکہ کو روٹی پر ڈالا اور کھا کر خدا کا شکر بجالائے پھر فرمایا کہ ''سرکہ'' [illegible] سالن ہے''۔ اور جس گھر میں سرکہ ہوگا اس گھر والے محتاج نہ ہوں گے''۔ پھر حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے حارث بن ہشام (ابوجہل کے بھائی) اور زہیر بن امیہ کو امان دے دی ہے لیکن میرے بھائی حضرت علی ان دونوں کو اس جرم میں قتل کرنا چاہتے ہیں کہ ان دونوں نے حضرت خالد بن الولید کی فوج سے جنگ کی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ام ہانی! جس کو تم نے امان دے دی اس کے لئے ہماری طرف سے بھی امان ہے۔(۲)

بیت اللہ میں داخلہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا ''حجون'' میں جس کو آج کل جَنَّۃُ الْمُعَلّٰی کہتے ہیں ''مسجد الفتح'' کے قریب میں گاڑا گیا پھر آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر اور حضرت اسامہ بن زید کو اونٹنی پر اپنے پیچھے بٹھا

۱...... صحیح بخاری کتاب المغازی باب منزل النبی ﷺ ۶۱۵/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
...... صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ المسافرین وقصرہا رقم الحدیث: ۱۱۷۷
...... سنن ترمذی کتاب الصلوٰۃ رقم الحدیث: ۴۳۶
...... سنن دارمی کتاب الصلوٰۃ رقم الحدیث: ۱۴۱۶
۲...... شرح الزرقانی علی المواہب [illegible] الفتح الاعظم [illegible] العلمیۃ بیروت

کر مسجد حرام کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کعبہ کے کلید بردار عثمان بن طلحہ جحمی بھی آپ کے ساتھ تھے، آپ نے مسجد حرام میں اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور کعبہ کا طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دیا۔(۱)

یہ انقلاب زمانہ کی ایک حیرت انگیز مثال ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جن کا لقب ''بت شکن'' ہے ان کی یادگار خانہ کعبہ کے اندرونِ حصار تین سو ساٹھ بتوں کی قطار تھی۔ فاتح مکہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت خلیل کا جانشین جلیل ہونے کی حیثیت سے فرض اولین تھا کہ یادگارِ خلیل کو بتوں کی نجس اور گندی آلائشوں سے پاک کریں، چنانچہ آپ خود بہ نفس نفیس ایک چھڑی لے کر کھڑے ہوئے اور ان بتوں کو چھڑی کی نوک سے ٹھونکے مار مار کر گراتے جاتے تھے، اور

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ، اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔

کی تلاوت فرماتے جاتے تھے، یعنی حق گیا اور باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی کی چیز تھی۔(۲)

پھر ان بتوں کو جو عین کعبہ کے اندر تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ سب نکالے جائیں، چنانچہ وہ سب بت نکال باہر کیے گئے، انہی بتوں میں حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کے مجسمے بھی تھے، جن کے ہاتھوں میں فال کھولنے کے تیر تھے، آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں کو مار ڈالے، ان کافروں کو خوب معلوم ہے کہ ان دونوں پیغمبروں نے کبھی بھی فال نہیں کھولا، جب تک ایک ایک بت کعبہ کے اندر سے نہ نکل گیا، آپ نے کعبہ کے اندر قدم نہیں رکھا، جب تمام بتوں سے کعبہ پاک ہو گیا، تو آپ نے اپنے ساتھ حضرت اسامہ بن زید اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عثمان بن طلحہ جحمی کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور بیت اللہ شریف کے تمام گوشوں میں تکبیر پڑھی، اور دو رکعت نماز بھی ادا فرمائی اس کے بعد باہر تشریف لائے۔(۳)

کعبہ مقدسہ کے اندر سے جب آپ باہر نکلے تو عثمان بن طلحہ کو بلا کر کعبہ کی کنجی ان کے ہاتھ میں

۱.....صحیح بخاری کتاب المغازی	باب دخول النبی ﷺ من اعلیٰ مکۃ	۶۱۴/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی
۲ صحیح بخاری کتاب المغازی	باب فتح مکۃ	۶۱۴/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی
سنن ابی داؤد کتاب المناسک		رقم الحدیث:۱۷۳۳	
۳ صحیح بخاری	باب فی کبرفی نواحی الکعبۃ	۲۱۸/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی
صحیح بخاری کتاب المغازی	باب فتح مکۃ	۶۱۴/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی

عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ

خُذُوْهَا خَالِدَةً تَالِدَةً لَا يَنْزِعُهَا مِنْكُمْ اِلَّا ظَالِمٌ

لو یہ کنجی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تم لوگوں میں رہے گی یہ کنجی تم سے وہی چھینے گا جو ظالم ہوگا۔(۱)

شہنشاہ رسالت کا دربارِ عام

اس کے بعد تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت سے حرم الٰہی میں سب سے پہلا دربار عام منعقد فرمایا جس میں افواجِ اسلام کے علاوہ ہزاروں کفار و مشرکین کے خواص و عوام کا ایک زبردست ازدحام تھا، اس شہنشاہی خطبہ میں آپ نے صرف اہل مکہ ہی سے نہیں بلکہ تمام اقوام عالم سے خطاب عام فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ

"ایک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اس نے اپنے بندے (حضور علیہ السلام) کی مدد کی، اور کفار کے تمام لشکروں کو تنہا شکست دے دی، تمام فخر کی باتیں، تمام پرانے خونوں کا بدلہ، تمام پرانے خون بہا، اور جاہلیت کی رسمیں سب میرے پیروں کے نیچے ہیں، صرف کعبہ کی تولیت اور حجاج کو پانی پلانا، یہ دو اعزاز اس سے مستثنیٰ ہیں، اے قریش! اب جاہلیت کا غرور اور خاندانوں کا افتخار خدا نے مٹا دیا، تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے ہیں۔"

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کی یہ آیات تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے۔

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہارے لئے قبیلے اور خاندان بنا دیے تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کی پہچان رکھو، لیکن خدا کے نزدیک سب سے زیادہ شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔ بے شک اللہ نے شراب کی خرید و فروخت کو حرام کر فرما دیا ہے۔(۲)

۱۔ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ۳/۴۷۰، ۴۶۹، دار الکتب العلمیۃ بیروت
..... سیرت ابن ہشام مع روض الانف، ۴/۲۶۵، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۲..... سیرت ابن ہشام مع روض الانف، ۴/۲۶۶،۲۶۵، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

کفارِ مکہ سے خطاب

اس کے بعد شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ہزاروں کے مجمع میں ایک گہری نگاہ ڈالی دیکھا، کہ سر جھکائے نگاہیں نیچی کیے ہوئے لرزاں و ترساں اشرافِ قریش کھڑے ہوئے ہیں، ان ظالموں اور جفا کاروں میں وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستوں میں کانٹے بچھائے تھے وہ لوگ بھی تھے جو بارہا آپ پر پتھروں کی بارش کر چکے تھے، وہ خونخوار بھی تھے جنہوں نے بار بار آپ پر قاتلانہ حملے کیے تھی وہ بے رحم و بے درد بھی تھے جنہوں نے آپ کے دندان مبارک شہید اور آپ کے چہرہ انور کو لہولہان کر ڈالا تھا، وہ اوباش بھی تھے جو برسہا برس تک اپنی بہتان تراشیوں اور شرمناک گالیوں سے آپ کے قلب مبارک کو زخمی کر چکے تھے، وہ سفاک و درندہ صفت بھی تھے جو آپ کے گلے میں چادر کا پھندا ڈال کر آپ کا گلا گھونٹ چکے تھے، وہ ظلم و ستم کے مجسمے اور پاپ کے پتلے بھی تھے جنہوں نے آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نیزہ مار کر اونٹ سے گرا دیا تھا، اور ان کا حمل ساقط ہو گیا، وہ آپ کے خون کے پیاسے بھی تھے جن کی تشنہ لبی اور پیاس خون نبوت کے سوا کسی چیز سے نہیں بجھ سکتی تھی وہ جفا کار و خونخوار بھی تھے جن کے جارحانہ حملوں اور ظالمانہ یلغار سے بار بار مدینہ منورہ کے در و دیوار دہل چکے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل اور ان کی ناک، کان کاٹنے والے، ان کی آنکھیں پھوڑنے والے، ان کا جگر چبانے والے بھی اس مجمع میں موجود تھے وہ ستمگار جنہوں نے شمع نبوت کے جان نثاروں پروانوں حضرت بلال، حضرت صہیب، حضرت عمار، حضرت خباب، حضرت خبیب، حضرت زید بن دثنہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو رسیوں سے باندھ باندھ کر کوڑے مار مار کر جلتی ہوئی ریتوں پر لٹایا تھا کسی کو آگ کے دہکتے ہوئے کوئلوں پر سلایا تھا، کسی کو چٹائیوں میں لپیٹ لپیٹ کر ناکوں میں دھوئیں دیے تھے سینکڑوں بار گلا گھونٹا تھا، یہ تمام جور و جفا اور ظلم و ستمگاری کے پیکر، جن کے جسم کے رونگٹے رونگٹے اور بدن کے بال بال ظلم و عدوان اور سرکشی و طغیان کے وبال سے خوفناک جرموں اور شرمناک مظالم کے پہاڑ بن چکے تھے، آج یہ سب کے سب دس بارہ ہزار مہاجرین و انصار کے لشکر کی حراست میں مجرم بنے ہوئے کھڑے کانپ رہے تھے، اور اپنے دلوں میں یہ سوچ رہے تھے کہ شاید آج ہماری لاشوں کو کتوں سے نچوا کر ہماری بوٹیاں چیلوں اور کوؤں کو کھلا دی جائیں گی، اور انصار و مہاجرین کی غضب ناک فوجیں ہمارے

بچے بچے کو خاک و خون میں ملا کر ہماری نسلوں کو نیست و نابود کر ڈالیں گی اور ہماری بستیوں کو تاخت و تاراج کر کے تہس نہس کر ڈالیں گی، ان مجرموں کے سینوں میں خوف و ہراس کا طوفان اٹھ رہا تھا، دہشت اور ڈر سے ان کے بدنوں کی بوٹی بوٹی پھڑک رہی تھی، دل دھڑک رہے تھے، کلیجے منہ میں آ گئے تھے اور عالم یاس میں انہیں زمین سے آسمان تک دھوئیں ہی دھوئیں کے خوفناک بادل نظر آ رہے تھے، اسی مایوسی اور ناامیدی کی خطرناک فضا میں ایک دم شہنشاہ رسالت کی نگاہ رحمت ان پاپیوں کی طرف متوجہ ہوئی اور ان مجرموں سے آپ نے پوچھا کہ

"بولو تم کو کچھ معلوم ہے؟ کہ آج میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں"۔

اس دہشت انگیز اور خوفناک سوال سے مجرمین حواس باختہ ہو کر کانپ اٹھے لیکن جبین رحمت کے پیغمبرانہ تیور کو دیکھ کر امید و بیم کے محشر میں لرزتے ہوئے سب یک زبان ہو کر بولے کہ

اَخٌ کَرِیْمٌ وَّابْنُ اَخٍ کَرِیْمٍ　آپ کرم والے بھائی اور کرم والے باپ کے بیٹے ہیں۔

سب کی للچائی ہوئی نظریں جمال نبوت کا منہ تک رہی تھیں، اور سب کے کان شہنشاہ نبوت کا فیصلہ کن جواب سننے کے منتظر تھے کہ ایک دم دفعۃً فاتح مکہ نے اپنے کریمانہ لہجے میں ارشاد فرمایا کہ

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ فَاذْھَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ

آج تم پر کوئی الزام نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو۔(۱)

بالکل غیر متوقع طور پر ایک دم اچانک یہ فرمان رسالت سن کر سب مجرموں کی آنکھیں فرط ندامت سے اشکبار ہو گئیں، اور ان کے دلوں کی گہرائیوں سے جذبات شکریہ کے آثار آنسوؤں کی دھار بن کر ان کے رخسار پر مچلنے لگے اور کفار کی زبانوں پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ کے نعروں سے حرم کعبہ کے در و دیوار پر ہر طرف انوار کی بارش ہونے لگی، ناگہاں بالکل ہی اچانک اور دفعۃً ایک عجیب انقلاب برپا ہو گیا کہ سماں ہی بدل گیا، فضا ہی پلٹ گئی، اور ایک دم ایسا محسوس ہونے لگا کہ

۱..... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب غزوۃ الفتح الاعظم　۴۴۹/۳　دار الکتب العلمیۃ بیروت
..... صحیح بخاری　کتاب المغازی　باب فتح مکہ　۶۱۷/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
..... صحیح مسلم　کتاب الحج　رقم الحدیث: ۲۴۱۲
..... سنن نسائی　کتاب المناسک والحج　رقم الحدیث: ۲۸۴۳
..... سنن ابی داود　کتاب المناسک　رقم الحدیث: ۲۰۲۵

جہاں تاریک تھا ، بے نور تھا ، اورسخت کالا تھا
کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا

کفار نے مہاجرین کی جائیدادوں، مکانوں، دکانوں، پر غاصبانہ قبضہ جمالیا تھا، اب وقت تھا، کہ مہاجرین کو ان کے حقوق دلائے جاتے اور ان سب جائیدادوں، مکانوں دکانوں اور سامانوں کو مکہ کے غاصبوں کے قبضوں سے واگذار کر کے مہاجرین کے سپرد کیے جاتے لیکن شہنشاہِ رسالت نے مہاجرین کو حکم دے دیا کہ وہ اپنی کل جائیدادیں خوشی خوشی مکہ والوں کو ہبہ کر دیں۔

اللہ اکبر! اے اقوام عالم کی تاریخی داستانو! بتاؤ کیا دنیا کے کسی فاتح کی کتاب زندگی میں کوئی ایسا حسین وزرین ورق ہے؟ اے دھرتی! خدا کے لئے بتا؟ اے آسمان! اللہ بول۔ کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا فاتح گزرا ہے؟ جس نے اپنے دشمنوں کے ساتھ ایسا حسن سلوک کیا ہو؟ اے چاند اور سورج کی چمکتی اور دوربین نگاہو! کیا تم نے لاکھوں برس کی گردش لیل ونہار میں کوئی ایسا تاجدار دیکھا ہے تم اس کے سوا اور کیا کہوں گے؟ کہ یہ نبی جمال وجلال کا وہ بے مثال شاہکار ہے کہ شاہانِ عالم کیلئے اس کا تصور بھی محال ہے، اس لئے ہم تمام دنیا کو چیلنج کے ساتھ دعوت نظارہ دیتے ہیں کہ۔

چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شان وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ دیکھے

دوسرا خطبہ

فتح مکہ کے دوسرے دن بھی آپ نے ایک خطبہ دیا جس میں حرم کعبہ کے احکام وآداب کی تعلیم دی کہ حرم میں کسی کا خون بہانا، جانوروں کا مارنا، شکار کرنا، درخت کاٹنا، اذخر کے سوا کوئی گھاس کاٹنا حرام ہے اور اللہ نے گھڑی بھر کے لئے اپنے رسول کو حرم میں جنگ کرنے کی اجازت دی پھر قیامت تک نئے لئے کسی کو حرم میں جنگ کی اجازت نہیں ہے، اللہ نے اس کو حرم بنادیا ہے، نہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے اس شہر میں خونریزی حلال کی گئی نہ میرے بعد قیامت تک کسی کے لئے حلال کی جائے گی۔(۱)

---

۱ صحیح بخاری باب فتح مکہ ۶۱۷/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

انصار کو فراقِ رسول کا ڈر

انصار نے قریش کے ساتھ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس کریمانہ حسنِ سلوک کو دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ دنوں تک مکہ میں ٹھہر گئے تو انصار کو یہ خطرہ لاحق ہوگیا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی قوم اور وطن کی محبت غالب آ گئی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ مکہ میں اقامت فرمالیں اور ہم لوگ آپ سے دور ہو جائیں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انصار کے اس خیال کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ معاذ اللہ! اے انصار!

اَلْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ

اب تو ہماری زندگی اور وفات تمہارے ہی ساتھ ہے۔(۱)

یہ سن کر فرطِ مسرت سے انصار کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور سب نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم لوگوں نے جو کچھ دل میں خیال کیا یا زبان سے کہا اس کا سبب آپ کی ذات مقدسہ کے ساتھ ہمارا جذبۂ عشق ہے، کیونکہ آپ کی جدائی کا تصور ہمارے لئے ناقابلِ برداشت ہو رہا تھا۔(۲)

کعبہ کی چھت پر اذان

جب نماز کا وقت آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دیں، جس وقت "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کی ایمان افروز صدا بلند ہوئی تو حرم کے حصار اور کعبہ کے در و دیوار پر ایمانی زندگی کے آثار نمودار ہو گئے، مگر مکہ کے وہ نومسلم جو ابھی کچھ ٹھنڈے پڑ گئے تھے، اذان کی آواز سن کر ان کے دلوں میں غیرت کی آگ پھر بھڑک اٹھی، چنانچہ روایت ہے کہ حضرت عتاب بن اُسید نے کہا کہ خدا نے میرے باپ کی لاج رکھ لی، کہ اس آواز کو سننے سے پہلے ہی اس کو دنیا سے اٹھا لیا اور ایک دوسرے سردار قریش کے منہ سے نکلا کہ "اب جینا بے کار ہے۔"(۳)

۱..... سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۴/۱۸، ۲۱۷ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
۲..... شرح الزرقانی علی المواہب باب غزوة الفتح الاعظم ۳/۴۵۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت
۳..... سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۴/۲۶۷ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
..... مدارج النبوة قسم سوم باب ہفتم ۲/۲۹۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت

مگر اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیضِ صحبت سے حضرت عتاب بن اُسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں نورِ ایمان کا سورج چمک اٹھا اور وہ صادق الایمان مسلمان بن گئے، چنانچہ مکہ سے روانہ ہوتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہی کو مکہ کا حاکم بنا دیا۔(۱)

بیعتِ اسلام

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہِ صفا کی پہاڑی کے نیچے ایک بلند مقام پر بیٹھے اور لوگ جوق در جوق آ کر آپ کے دستِ حق پرست پر اسلام کی بیعت کرنے لگے، مردوں کی بیعت ختم ہو چکی تو عورتوں کی باری آئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر بیعت کرنے والی عورت سے جب وہ تمام شرائط کا اقرار کر لیتی تو آپ اس سے فرما دیتے تھے، "قَدْ بَایَعْتُكِ" میں نے تجھ سے بیعت لے لی، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! آپ کے ہاتھ نے بیعت کے وقت کسی عورت کے ہاتھ کو چھوا نہیں۔ صرف کلام ہی سے بیعت فرما لیتے تھے۔(۲)

انہی عورتوں میں نقاب اوڑھ کر ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بھی بیعت کے لئے آئیں جو حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہیں، یہ وہی ہند ہیں جنہوں نے جنگِ اُحد میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شکم چاک کر کے ان کے جگر کو نکال کر چبا ڈالا تھا، اور ان کے کان ناک کو کاٹ کر اور آنکھ کو نکال کر ایک دھاگہ میں پرو کر گلے کا ہار بنایا تھا، جب یہ بیعت کے لئے آئیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہایت دلیری کے ساتھ گفتگو کی، ان کا مکالمہ حسبِ ذیل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...... تم خدا کے ساتھ کسی کو شریک مت کرنا۔

ہند بنت عتبہ ...... یہ اقرار آپ نے مردوں سے تو نہیں لیا لیکن بہر حال ہم کو منظور ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...... چوری مت کرنا۔

ہند بنت عتبہ ...... میں اپنے شوہر (ابوسفیان) کے مال میں سے کچھ لے لیا کرتی ہوں، معلوم نہیں یہ بھی جائز ہے یا نہیں۔

---

۱ ...... سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۲۶۷/۴ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

...... مدارج النبوۃ قسم سوم باب ہفتم ۲۹۳/۲ دار الکتب العلمیہ بیروت

۲ ...... صحیح بخاری کتاب الشروط باب ما یجوز من الشروط ۳۷۵/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

رسول اللہ ﷺ ...... اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا۔

ہند بنت عتبہ ...... ہم نے تو بچوں کو پالا تھا اور جب وہ بڑے ہو گئے تو آپ نے جنگ بدر میں ان کو مار ڈالا، اب آپ جانیں اور وہ جانیں۔(۱)

بہر حال حضرت ابوسفیان اور ان کی بیوی ہند بنت عتبہ دونوں مسلمان ہو گئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) لہٰذا ان دونوں کے بارے میں بدگمانی یا ان دونوں کی شان میں بدزبانی روافض کا مذہب ہے ،اہلسنت کے نزدیک ان دونوں کا شمار صحابہ اور صحابیات کی فہرست میں ہے۔

ابتداء میں گو ان دونوں کے ایمان میں کچھ تذبذب رہا ہو مگر بعد میں یہ دونوں صادق الایمان مسلمان ہو گئے، اور ایمان ہی پر ان دونوں کا خاتمہ ہوا۔(رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ہند بنت عتبہ بارگاہِ نبوت میں آئیں اور یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! روئے زمین پر آپ کے گھر والوں سے زیادہ کسی گھر والے کا ذلیل ہونا مجھے محبوب نہ تھا مگر اب میرا یہ حال ہے کہ روئے زمین پر آپ کے گھر والوں سے زیادہ کسی گھر والے کا عزت دار ہونا مجھے پسند نہیں۔(۲)

اسی طرح حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں محدث ابن عساکر کی ایک روایت ہے کہ یہ مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سامنے سے نکلے تو انہوں نے اپنے دل میں یہ کہا کہ کون سی طاقت ان کے پاس ایسی ہے کہ یہ ہم پر غالب رہتے ہیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے دل میں چھپے ہوئے خیال کو جان لیا، اور قریب آ کر آپ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ ہم خدا کی طاقت سے غالب آ جاتے ہیں، یہ سن کر انہوں نے بلند آواز سے کہا کہ ''میں شہادت دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔'' اور محدث حاکم اور ان کے شاگرد امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت کی ہے کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ ''کاش میں ایک فوج جمع کر کے دوبارہ ان سے جنگ کرتا۔'' ادھر ان کے دل میں یہ خیال آیا ہی تھا، کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے بڑھ کر ان کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ ''اگر تو ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل وخوار کر دیگا۔'' یہ سن

۱..... سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۲۷۳،۲۷۲/۴ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

۲..... صحیح بخاری کتاب [illegible] باب ذکر ہند بنت عتبہ [illegible] کتب خانہ کراچی

کرحضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ توبہ واستغفار کرنے لگے اورعرض کیا کہ مجھے اس وقت آپ کی نبوت کا یقین حاصل ہوگیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے دل میں چھپے ہوئے خیال کو جان لیا۔(۱)

یہ بھی روایت ہے کہ جب سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر اسلام پیش فرمایا تھا توانہوں نے کہا تھا، کہ" پھر میں اپنے معبود عزیٰ کو کیا کروں گا؟ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برجستہ فرمایا تھا کہ" تم عزیٰ پر پاخانہ پھیر دینا" چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب عزیٰ کو توڑنے کے لئے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روانہ فرمایا تو ساتھ میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی بھیجا، اورانہوں نے اپنے ہاتھ سے اپنے معبود عزیٰ کو توڑ ڈالا، یہ محمد بن اسحاق کی روایت ہے اورابن ہشام کی روایت یہ ہے کہ عزیٰ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توڑا تھا۔واللہ تعالیٰ اعلم(۲)

بت پرستی کا خاتمہ

گزشتہ اوراق میں ہم تحریر کر چکے کہ خانہ کعبہ کے تمام بتوں اور دیواروں کی تصاویر کو توڑ پھوڑ کر اور مٹا کر مکہ کو تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بت پرستی کی لعنت سے پاک کر ہی دیا تھا، لیکن مکہ کے اطراف میں بھی بت پرستی کے چند مراکز تھے یعنی لات، مناۃ، سواع، عزیٰ یہ چند بڑے بڑے بت تھے۔ جو مختلف قبائل کے معبود تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کے لشکروں کو بھیج کران سب بتوں کو توڑ پھوڑ کر بت پرستی کے سارے طلسم کو تہس نہس کردیا، اورمکہ نیز اس کے اطراف وجوانب کے تمام بتوں کو نیست ونابود کردیا۔(۳)

اس طرح بانیء کعبہ حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے جانشین حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مورث اعلیٰ کے مشن کو مکمل فرمادیا اوردر حقیقت فتح مکہ کا سب سے بڑا یہی مقصد تھا کہ شرک وبت پرستی کا خاتمہ اورتوحید خداوندی کا بول بالا ہوجائے، چنانچہ یہ عظیم مقصد بحمدہٖ تعالیٰ بدرجہ اتم حاصل ہوگیا کہ

۱.....شرح الزرقانی علی المواہب، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ۴۷۵/۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت
۲.....شرح الزرقانی علی المواہب، باب ہدم مناۃ ملتقطا، ۴۸۷،۹۱/۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت
۳.....شرح الزرقانی علی المواہب، باب ہدم مناۃ ملتقطا، ۴۸۷،۹۱/۳، دارالکتب العلمیۃ بیروت

آنجا کہ بود نعرہ کفار و مشرکاں
اکنوں خروشِ نعرہ اللہ اکبر است

چند ناقابلِ معافی مجرمین

جب مکہ فتح ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عام معافی کا اعلان فرما دیا مگر چند ایسے مجرمین تھے جن کے بارے میں تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمان جاری فرما دیا کہ یہ لوگ اگر اسلام نہ قبول کریں تو یہ لوگ جہاں بھی ملیں قتل کر دیے جائیں خواہ وہ غلافِ کعبہ ہی میں کیوں نہ چھپے ہوں، ان مجرموں میں سے بعض نے تو اسلام قبول کر لیا اور بعض قتل ہو گئے، ان میں سے چند کا مختصر تذکرہ تحریر کیا جاتا ہے

عبد العزیٰ بن خطل

یہ مسلمان ہو گیا تھا، اس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زکوٰۃ کے جانور وصول کرنے کے لئے بھیجا، اور ساتھ میں ایک دوسرے مسلمان کو بھی بھیج دیا، کسی بات پر دونوں میں تکرار ہو گئی تو اس نے اس مسلمان کو قتل کر دیا، اور قصاص کے ڈر سے تمام جانوروں کو لے کر مکہ بھاگ نکلا اور مرتد ہو گیا، فتح مکہ کے دن یہ بھی ایک نیزہ لے کر مسلمانوں سے لڑنے کے لئے گھر سے نکلا تھا، لیکن مسلم افواج کا جلال دیکھ کر کانپ اٹھا اور نیزہ پھینک کر بھاگا، اور کعبہ کے پردوں میں چھپ گیا، حضرت سعید بن حریث مخزومی اور ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مل کر اس کو قتل کر دیا۔(۱)

حویرث بن نقید

یہ شاعر تھا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو لکھا کرتا تھا، اور خونی مجرم بھی تھا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو قتل کیا!

مقیس بن صبابہ

اس کو نمیلہ بن عبد اللہ نے قتل کیا، یہ بھی خونی تھا۔

ا مدارج النبوۃ [illegible] صفحہ [illegible] نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

حارث بن طلاطلہ

یہ بھی بڑا ہی موذی تھا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو قتل کیا۔

قریبہ

یہ ابن خطل کی لونڈی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو گایا کرتی تھی یہ بھی قتل کی گئی۔(۱)

مکہ سے فرار ہو جانے والے

چار اشخاص مکہ سے بھاگ نکلے تھے ان لوگوں کا مختصر تذکرہ یہ ہے۔

عکرمہ بن ابی جہل

یہ ابوجہل کے بیٹے ہیں اس لئے ان کی اسلام دشمنی کا کیا کہنا؟ یہ بھاگ کر یمن چلے گئے لیکن ان کی بیوی "اُم حکیم" جو ابوجہل کی بھتیجی تھیں، انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور اپنے شوہر عکرمہ کے لئے بارگاہ رسالت میں معافی کی درخواست پیش کی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاف فرمادیا، ام حکیم خود یمن گئیں اور معافی کا حال بیان کیا، عکرمہ حیران رہ گئے اور انتہائی تعجب کے ساتھ کہا کہ کیا مجھ کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاف کردیا؟ بہرحال اپنی بیوی کے ساتھ بارگاہ رسالت میں مسلمان ہوکر حاضر ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ان کو دیکھا تو بے حد خوش ہوئے اور اس تیزی سے ان کی طرف بڑھے کہ جسم اطہر سے چادر گر پڑی، پھر حضرت عکرمہ نے خوشی خوشی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ حق پرست پر بیعت اسلام کی۔(۲)

صفوان بن امیہ

یہ امیہ بن خلف کے فرزند ہیں، اپنے باپ امیہ ہی کی طرح یہ بھی اسلام کے بہت بڑے دشمن تھے، فتح مکہ کے دن بھاگ کر جدہ چلے گئے، حضرت عمیر بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربار رسالت میں ان کی سفارش پیش کی، اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قریش کا ایک رئیس صفوان مکہ

۱۔۔۔ مدارج النبوۃ قسم سوم باب ہفتم ۲۹۶/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲۔۔۔ مؤطا امام مالک کتاب النکاح باب نکاح المشرک اذا اسلمت زوجتہ قبلہ رقم الحدیث ۱۱۹۵ قدیمی کتب خانہ کراچی

سے جلاوطن ہوا چاہتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بھی معافی عطا فرما دی اور امان کے نشان کے طور پر حضرت عمیر کو اپنا عمامہ عنایت فرمایا، چنانچہ وہ مقدس عمامہ لے کر "جدہ" گئے اور صفوان کو مکہ لے کر آئے صفوان جنگ حنین تک مسلمان نہیں ہوئے، لیکن اس کے بعد اسلام قبول کر لیا۔(۱)

کعب بن زہیر

یہ ۹ھ میں اپنے بھائی کے ساتھ مدینہ آ کر مشرف بہ اسلام ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں اپنا مشہور قصیدہ "بانت سعاد" پڑھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہو کر ان کو اپنی چادر مبارک عنایت فرمائی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ چادر مبارک حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور سلطنت میں ان کو دس ہزار درہم پیش کیا کہ یہ مقدس چادر ہمیں دے دو مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ چادر مبارک ہرگز ہرگز کسی کو نہیں دے سکتا، لیکن آخر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد ان کے وارثوں کو بیس ہزار درہم دے کر وہ چادر لے لی اور عرصہ دراز تک وہ چادر سلاطین اسلام کے پاس ایک مقدس تبرک بن کر باقی رہی۔(۲)

وحشی

یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے جنگ اُحد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا تھا، یہ بھی فتح مکہ کے دن بھاگ کر طائف چلے گئے تھے، مگر پھر طائف کے ایک وفد کے ہمراہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکی زبان سے اپنے چچا کے قتل کی خونی داستان سنی اور رنج وغم میں ڈوب گئے مگر انکو بھی معاف فرما دیا، لیکن یہ فرمایا کہ وحشی! تم میرے سامنے نہ آیا کرو، حضرت وحشی کو اس کا بے حد ملال رہتا تھا، پھر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں مسیلمۃ الکذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور لشکر اسلام نے اس ملعون سے جہاد کیا تو حضرت وحشی بھی اپنا نیزہ لے کر جہاد میں شامل ہوئے اور مسیلمۃ الکذاب کو

۱..... مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب ہفتم　۲۹۹/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲..... مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب ہفتم　...　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

قتل کر دیا، حضرت وحشی اپنی زندگی میں کہا کرتے تھے کہ

قَتَلْتُ خَيْرَ النَّاسِ فِی الْجَاهِلِيَّةِ وَقَتَلْتُ شَرَّ النَّاسِ فِی الْإِسْلَامِ۔

یعنی میں نے دورِ جاہلیت میں بہترین انسان (حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قتل کیا اور اپنے دورِ اسلام میں بدترین آدمی (مسیلمۃ الکذاب) کو قتل کیا۔

انہوں نے دربارِ اقدس میں اپنے جرائم کا اعتراف کر کے عرض کیا کہ کیا خدا مجھ جیسے مجرم کو بھی بخش دے گا؟ تو یہ آیت نازل ہوئی کہ

قُلْ يٰعِبَادِیَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

یعنی اے حبیب! آپ فرما دیجئے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر حد سے زیادہ گناہ کر لیا ہے، اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو جاؤ، اللہ تمام گناہوں کو بخش دے گا، وہ یقیناً بڑا بخشنے والا اور بہت مہربان ہے۔(۱)

مکہ کا انتظام

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کا نظم و نسق، اور انتظام چلانے کے لئے حضرت عتاب بن اُسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ کا حاکم مقرر فرما دیا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس خدمت پر مامور فرمایا کہ وہ نو مسلموں کو مسائل و احکامِ اسلام کی تعلیم دیتے رہیں۔(۲)

اس میں اختلاف ہے کہ فتح مکہ کے بعد کتنے دنوں تک حضور اقدس ﷺ نے مکہ میں قیام فرمایا، ابوداؤد شریف کی روایت ہے کہ سترہ (۱۷) دن تک آپ مکہ میں مقیم رہے اور ترمذی شریف کی روایت سے پتا چلتا ہے کہ اٹھارہ (۱۸) دن آپ کا قیام رہا، لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ انیس (۱۹) دن آپ مکہ میں ٹھہرے۔(۳)

۱......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب ہفتم　۳۰۱،۰۲/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب ہشتم　۳۲۲،۲۵/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۳......صحیح بخاری　کتاب المغازی　باب مقام النبی بمکۃ زمن الفتح　۶۱۵/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی

......سنن ترمذی　کتاب الجمعۃ عن رسول اللہ ﷺ　رقم الحدیث: ۵۰۴

ابن ماجہ　کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیہا　رقم الحدیث: ۱۰۶۵

ان تینوں روایتوں میں اس طرح تطبیق دی جاسکتی ہے کہ ابوداؤد کی روایت میں مکہ میں داخل ہونے اور مکہ سے روانگی کے دونوں دنوں کو شمار نہیں کیا ہے اس لئے سترہ دنوں مدتِ اقامت بتائی ہے ،اور ترمذی شریف کی روایت میں مکہ میں آنے کے دن کو شمار نہیں کیا، کیونکہ آپ صبح سویرے ہی مکہ سے حنین کے لئے روانہ ہو گئے تھے ،اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں آنے اور جانے کے دونوں دنوں کو بھی شمار کرلیا گیا ہے، اس لئے انیس دن آپ مکہ میں مقیم رہے۔(۱) واللہ تعالیٰ اعلم

اسی طرح اس میں بڑا اختلاف ہے کہ مکہ کونسی تاریخ میں فتح ہوا؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس تاریخ کو مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے۔؟

امام بیہقی نے ۱۳/ رمضان المبارک اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۶/ رمضان المبارک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۸/ رمضان المبارک بتایا ، اور بعض روایات میں ۱۷/ رمضان المبارک اور ۱۸/ رمضان المبارک بھی مروی ہے ،مگر محمد بن اسحٰق نے اپنے مشائخ کی ایک جماعت سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ ۲۰/ رمضان المبارک ۸ھ کو مکہ فتح ہوا۔(۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

جنگِ حنین

''حنین'' مکہ اور طائف کے درمیان ایک مقام کا نام ہے تاریخ اسلام میں اس جنگ کا دوسرا نام ''غزوۂ ہوازن'' بھی ہے اس لئے کہ اس لڑائی میں ''بنی ہوازن'' سے مقابلہ تھا۔

فتح مکہ کے بعد عام طور سے تمام عرب کے لوگ اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے کیونکہ ان میں اکثر وہ لوگ تھے جو اسلام کی حقانیت کا پورا پورا یقین رکھنے کے باوجود قریش کے ڈر سے مسلمان ہونے میں توقف کر رہے تھے اور فتح مکہ کا انتظار کر رہے تھے، پھر چونکہ عرب کے دلوں میں کعبہ کا بے حد احترام تھا اور ان کا اعتقاد تھا کہ کعبہ پر کسی باطل پرست کا قبضہ نہیں ہوسکتا، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مکہ کو فتح کرلیا تو عرب کے بچے بچے کو اسلام کی حقانیت کا پورا پورا یقین ہو گیا، اور وہ سب کے سب جوق در جوق بلکہ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے، باقی ماندہ عرب کی بھی ہمت نہ رہی کہ اب اسلام کے مقابلہ میں ہتھیار اٹھا سکیں۔

۲......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ۳/۸۶،۳۸۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت

۲......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ۳/۹۷،۳۹۶، دار الکتب العلمیۃ بیروت

لیکن مقام حنین میں ''ہوازن'' اور ''ثقیف'' نام کے دو قبیلے آباد تھے جو بہت ہی جنگجو اور فنونِ جنگ سے واقف تھے ان لوگوں پر فتح مکہ کا الٹا اثر پڑا۔ ان لوگوں پر غیرت سوار ہوگئی اور ان لوگوں نے یہ خیال قائم کر لیا کہ فتح مکہ کے بعد ہماری باری ہے اس لئے ان لوگوں نے یہ طے کر لیا کہ مسلمانوں پر جو اس وقت مکہ میں جمع ہیں ایک زبردست حملہ کر دیا جائے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تحقیقات کیلئے بھیجا، جب انہوں نے وہاں سے واپس آ کر ان قبائل کی جنگی تیاریوں کا حال بیان کیا اور بتایا کہ قبیلہء ہوازن اور ثقیف نے اپنے تمام قبائل کو جمع کر لیا ہے اور قبیلہء ہوازن کا رئیس اعظم مالک بن عوف ان تمام افواج کا سپہ سالار ہے اور سو برس سے زائد عمر کا بوڑھا ''درید بن الصمہ'' جو عرب کا مشہور شاعر اور مانا ہوا بہادر تھا، بطور مشیر کے میدان جنگ میں لایا گیا ہے اور یہ لوگ اپنی عورتوں، بچوں بلکہ جانوروں تک کو میدانِ جنگ میں لائے ہیں تاکہ کوئی سپاہی میدان سے بھاگنے کا خیال بھی نہ کر سکے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی شوال ۸ھ میں بارہ ہزار کا لشکر جمع فرمایا دس ہزار تو مہاجرین وانصار وغیرہ کا وہ لشکر تھا جو مدینہ سے آپ کے ساتھ آیا تھا اور دو ہزار نو مسلم تھے جو فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تھے، آپ نے اس لشکر کو ساتھ لے کر اس شان وشوکت کیساتھ حنین کا رخ کیا کہ اسلامی افواج کی کثرت اور اس کے جاہ وجلال کو دیکھ کر بے اختیار بعض صحابہ کرام کی زبان سے یہ لفظ نکل گیا کہ۔

''آج بھلا ہم پر کون غالب آ سکتا ہے۔''

لیکن خداوندِ عالم کو صحابہ کرام کا اپنی فوجوں کی کثرت پر ناز کرنا پسند نہیں آیا چنانچہ اس فخر ونازش کا یہ انجام ہوا کہ پہلے ہی حملہ میں قبیلہء ہوازن وثقیف کے تیراندازوں نے جو تیروں کی بارش کی اور ہزاروں کی تعداد میں تلواریں لے کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے تو وہ دو ہزار نو مسلم اور کفار مکہ جو لشکر اسلام میں شامل ہو کر مکہ سے آئے تھے ایک دم سر پر پیر رکھ کر بھاگ نکلے ان لوگوں کی بھگدڑ دیکھ کر انصار ومہاجرین کے بھی پاؤں اکھڑ گئے، حضور تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو نظر اٹھا کر دیکھا تو گنتی کے چند جان نثاروں کے سوا سب فرار ہو چکے تھے، تیروں کی بارش ہو رہی تھی، بارہ ہزار کا لشکر فرار ہو چکا تھا، مگر خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے استقامت میں بال برابر بھی لغزش نہیں ہوئی، بلکہ آپ اکیلے ایک لشکر بلکہ ایک عالم کائنات کا مجموعہ بنے ہوئے نہ صرف پہاڑ کی طرح ڈٹے رہے بلکہ اپنے سفید خچر پر سوار، برابر آگے ہی بڑھتے رہے اور آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری تھے کہ۔

أَنَــا الــنَّبِــيُّ لَا كَــذِبْ ...... أَنَــا ابْــنُ عَبْــدِ الْــمُــطَّـلِــبْ

میں نبی ہوں، یہ جھوٹ نہیں ہے...... میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔(۱)

اسی حالت میں آپ نے داہنی طرف دیکھ کر بلند آواز سے پکارا کہ، یَامَعْشَرَ الْاَنْصَارِ ۔فوراً آواز آئی کہ" ہم حاضر ہیں یارسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر بائیں جانب رخ کر کے فرمایا کہ "یَـالَـلْـمُـهَـاجِـرِيْنَ " فوراً آواز آئی کہ"ہم حاضر ہیں یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ بہت ہی بلند آواز تھے آپ نے ان کو حکم دیا کہ انصار ومہاجرین کو پکارو، انہوں نے جو یَامَعْشَرَ الْاَنْصَار اور "یَـالَـلْـمُـهَـاجِـرِيْنَ " کا نعرہ مارا تو ایک دم تمام فوجیں پلٹ پڑیں اور لوگ اس قدر تیزی کے ساتھ دوڑ پڑے کہ جن لوگوں کے گھوڑے ازدحام کی وجہ سے نہ مڑ سکے انہوں نے ہلکا ہونے کے لئے اپنی زرہیں پھینک دیں اور گھوڑوں سے کود کود کر دوڑے اور کفار کے لشکر پر جھپٹ پڑے۔اور اس طرح جانبازی کے ساتھ لڑنے لگے کہ دم زدن میں جنگ کا پانسہ پلٹ گیا، کفار بھاگ نکلے، کچھ قتل ہوگئے جو رہ گئے گرفتار ہوگئے، قبیلہ ثقیف کی فوجیں بڑی بہادری کے ساتھ جم کر مسلمانوں سے لڑتی رہیں، یہاں تک کہ ان کے ستر بہادر کٹ گئے، لیکن جب ان کا علمبردار عثمان بن عبداللہ قتل ہوگیا، تو ان کے پاؤں بھی اکھڑ گئے اور فتح مبین نے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کا بوسہ لیا اور کثیر تعداد ومقدار میں مال غنیمت ہاتھ آیا۔(۲)

یہی وہ مضمون ہے جس کو قرآن حکیم نے نہایت مؤثر انداز میں بیان فرمایا ہے کہ

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ لا إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۞ ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَأَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ط وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۔(۳)

اور حنین کا دن یاد کرو، جب تم اپنی کثرت پر نازاں تھے تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اتنی

۱...... مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب ہشتم　۳۰۸/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ لاہور
...... صحیح بخاری　کتاب المغازی　باب غزوۃ طائف　۶۲۱/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
۲...... صحیح بخاری　کتاب المغازی　باب غزوۃ طائف　۶۲۱/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
۳...... القرآن الکریم پارہ: ۱۰　سورۃ التوبۃ　آیت ۲۵-۲۶

وسیع ہونے کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی۔ پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔ پھر اللہ نے اپنی تسکین اتاری اپنے رسول اور مسلمانوں پر اور ایسے لشکروں کو اتار دیا جو تمہیں نظر نہیں آئے اور کافروں کو عذاب دیا اور کافروں کی یہی سزا ہے۔

حنین میں شکست کھا کر کفار کی فوجیں بھاگ کر کچھ تو ''اوطاس'' میں جمع ہوگئیں اور کچھ ''طائف'' کے قلعہ میں جا کر پناہ گزین ہوگئیں۔ اس لئے کفار کی فوجوں کو مکمل پر شکست دینے کے لئے ''اوطاس'' اور ''طائف'' پر بھی حملہ کرنا ضروری ہوگیا۔

جنگِ اوطاس

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماتحتی میں تھوڑی سی فوج ''اوطاس'' کی طرف بھیج دی، درید بن الصمہ کئی ہزار کی فوج لے کر نکلا، درید بن الصمہ کے بیٹے نے حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو پر ایک تیر مارا حضرت ابوعامر اشعری حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا تھے، اپنے چچا کو زخمی دیکھ کر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوڑ کر اپنے چچا کے پاس آئے، اور پوچھا کہ چچا جان! آپ کو کس نے تیر مارا ہے؟ تو حضرت ابوعامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ سے بتایا کہ وہ شخص میرا قاتل ہے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوش میں بھرے ہوئے اس کافر کو قتل کرنے کے لئے دوڑے تو وہ بھاگ نکلا، مگر حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا پیچھا کیا اور یہ کہہ کر کہ اے او۔ بھاگنے والے کیا تجھ کو شرم اور غیرت نہیں آتی، ؟ جب اس کافر نے یہ گرم گرم طعنہ سنا تو ٹھہر گیا پھر دونوں میں تلوار کے دو دو ہاتھ ہوئے، اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخر اس کو قتل کر کے دم لیا، پھر اپنے چچا کے پاس آئے اور خوشخبری سنائی کہ چچا جان! خدا نے آپ کے قاتل کا کام تمام کر دیا، پھر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے چچا کے زانو سے وہ تیر کھینچ کر نکالا تو چونکہ زہر میں بجھایا ہوا تھا، اسلئے زخم سے بجائے خون کے پانی بہنے لگا، حضرت ابوعامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جگہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فوج کا سپہ سالار بنایا، اور یہ وصیت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں میرا سلام عرض کر دینا اور میرے لئے دعا کی درخواست کرنا، یہ وصیت کی اور ان کی روح پرواز کر گئی، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب اس جنگ سے فارغ ہو کر میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا، اور اپنے چچا کا سلام

اور پیغام پہنچایا تو اس وقت تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بان کی چارپائی پر تشریف فرما تھے اور آپ کی پشت مبارک اور پہلوئے اقدس میں بان کے نشان پڑے ہوئے تھے، آپ نے پانی منگا کر وضو فرمایا پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اتنا اونچا اٹھایا کہ میں نے آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھ لی، اور اس طرح آپ نے دعا مانگی کہ "یا اللہ" تو ابو عامر کو قیامت کے دن بہت سے انسانوں سے زیادہ بلند مرتبہ بنا دے"۔ یہ کرم دیکھ کر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے بھی دعا فرما دیجئے تو یہ دعا فرمائی کہ "یا اللہ" تو عبداللہ بن قیس کے گناہوں کو بخش دے اور اس کو قیامت کے دن عزت والی جگہ میں داخل فرما، عبداللہ بن قیس حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ہے۔(۱)

بہرکیف حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درید بن الصمہ کے بیٹے کو قتل کر دیا اور اسلامی جھنڈے کو اپنے ہاتھ میں لے لیا، درید بن الصمہ بڑھاپے کی وجہ سے ایک ہودج پر سوار تھا، اس کو حضرت ربیعہ بن رفیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود اسی کی تلوار سے قتل کر دیا اس کے بعد کفار کی فوجوں نے ہتھیار ڈال دیا، اور سب گرفتار ہو گئے، ان قیدیوں میں جن کی تعداد ہزاروں سے زیادہ تھی ،حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی بہن حضرت "شیماء" رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں، یہ حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادی تھیں، جب لوگوں نے ان کو گرفتار کیا تو انہوں

نے کہا کہ میں تمہارے نبی کی بہن ہوں، مسلمان ان کو شناخت کے لئے بارگاہِ رسالت میں لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو پہچان لیا اور جوشِ محبت میں آپ کی آنکھیں نم ہو گئیں اور آپ نے اپنی چادر مبارک زمین پر بچھا کر انکو بٹھایا اور کچھ اونٹ کچھ بکریاں انکو دے کر فرمایا کہ تم آزاد ہو، اگر تمہارا جی چاہے تو میرے گھر پر چل کر رہو، اور اگر اپنے گھر جانا چاہو تو میں تم کو وہاں پہنچا دوں ،انہوں نے اپنے گھر جانے کی خواہش ظاہر کی تو نہایت ہی عزت واحترام کے ساتھ وہ ان کے قبیلے میں پہنچا دی گئیں۔(۲)

۱.....صحیح بخاری، کتاب المغازی باب غزوۃ اوطاس ۶۱۹/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ رقم الحدیث:۲۵۵۴ قدیمی کتب خانہ کراچی
۲.....المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ اوطاس ۵۲۳/۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت
.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۳۲۷،۴۸۶ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

طائف کا محاصرہ

یہ تحریر کیا جا چکا ہے کہ حنین سے بھاگنے والی کفار کی فوجیں کچھ تو اوطاس میں جا ٹھہری تھیں اور کچھ طائف کے قلعہ میں جا کر پناہ گزین ہو گئی تھیں اوطاس کی فوجیں تو آپ پڑھ چکے کہ وہ شکست کھا کر ہتھیار ڈال دینے پر مجبور ہو گئیں اور سب گرفتار ہو گئیں، لیکن طائف میں پناہ لینے والوں سے بھی جنگ ضروری تھی، اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حنین اور اوطاس کے اموال غنیمت اور قیدیوں کو "مقام جعرانہ" میں جمع کر کے طائف کا رخ فرمایا۔

طائف خود ایک بہت ہی محفوظ شہر تھا جس کے چاروں طرف شہر پناہ کی دیوار بنی ہوئی تھی اور یہاں ایک بہت ہی مضبوط قلعہ بھی تھا یہاں کا رئیس اعظم عروہ بن مسعود ثقفی تھا جو ابوسفیان کا داماد تھا، یہاں ثقیف کا جو خاندان آباد تھا وہ عزت و شرافت میں قریش کا ہم پلہ شمار کیا جاتا تھا کفار کی تمام فوجیں سال بھر کا راشن لے کر طائف کے قلعہ میں پناہ گزین ہو گئی تھی، اسلامی افواج نے طائف پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا مگر قلعہ کے اندر سے کفار نے اس زور و شور کے ساتھ تیروں کی بارش شروع کر دی کہ لشکر اسلام اس کی تاب نہ لا سکا اور مجبوراً اس کو پسپا ہونا پڑا، اٹھارہ دن تک شہر کا محاصرہ جاری رہا مگر طائف فتح نہیں ہو سکا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب جنگ کے ماہروں سے مشورہ فرمایا تو حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

"لومڑی اپنے بھٹ میں گھس گئی ہے اگر کوشش جاری رہی تو پکڑ لی جائیگی، لیکن اگر چھوڑ دی جائے تو بھی اس سے کوئی اندیشہ نہیں ہے۔"

یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محاصرہ اٹھا لینے کا حکم دے دیا۔ (۱)

طائف کے محاصرہ میں بہت سے مسلمان زخمی ہوئے اور کل بارہ اصحاب شہید ہوئے سات قریش! چار انصار، اور ایک شخص بنی لیث کے، زخمیوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے یہ ایک تیر سے زخمی ہو گئے تھے، پھر اچھے بھی ہو گئے، لیکن ایک مدت کے بعد پھر ان کا زخم پھٹ گیا، اور اپنے والد ماجد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ

۱۔ المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ الطائف ﷺ، ۴/۱۳، ۲۰۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت

تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں اسی زخم سے ان کی وفات ہوگئی۔(۱)

طائف کی مسجد

یہ مسجد جس کو حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعمیر کیا تھا، ایک تاریخی مسجد ہے اس جنگ طائف میں ازواجِ مطہرات میں سے دو ساتھ تھیں، حضرت ام سلمہ اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان دونوں کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو خیمے گاڑے تھے، اور جب تک طائف کا محاصرہ رہا آپ ان دونوں خیموں کے درمیان میں نمازیں پڑھتے رہے، جب بعد میں قبیلہء ثقیف کے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تو ان لوگوں نے اسی جگہ پر مسجد بنالی۔(۲)

جنگ طائف میں بت شکنی

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کا ارادہ فرمایا تو حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لشکر کے ساتھ بھیجا کہ وہ ''ذوالکفین'' کے بت خانہ کو برباد کر دیں۔ یہاں عمرو بن حممہ دوسی کا بت تھا جو لکڑی کا بنا ہوا تھا، چنانچہ حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں جا کر بت خانہ کو منہدم کر دیا اور بت کو جلا دیا اور بت کو جلاتے وقت وہ ان اشعار کو پڑھتے جاتے تھے۔

يَا ذَا الْكَفَّيْنِ لَسْتُ مِنْ عِبَادِكَ

اے ذوالکفین ! میں تیرا بندہ نہیں ہوں

مِيْلَادُنَا اَكْبَرُ مِنْ مِيْلَادِكَ

میری پیدائش تیری پیدائش سے بڑی ہے

اِنِّيْ حَشَوْتُ النَّارَ فِيْ فُؤَادِكَ

میں نے تیرے دل میں آگ لگا دی ہے

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب غزوۃ الطائف ملتقطا　۴۰۹/۴　دار الکتب العلمیہ بیروت
......سیرت ابن ہشام مع شرح الزرقانی　۳۹۹/۴　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۲......سیرت ابن ہشام مع شرح الزرقانی　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار دن میں اس مہم سے فارغ ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس طائف میں پہنچ گئے، یہ "ذوالکفین" سے قلعہ توڑنے کے آلات منجنیق وغیرہ بھی لائے تھے، چنانچہ اسلام میں سب سے پہلی یہی منجنیق ہے، جو طائف کا قلعہ توڑنے کے لئے لگائی گئی، مگر کفار کی فوجوں نے تیر اندازی کے ساتھ ساتھ گرم گرم لوہے کی سلاخیں پھینکنی شروع کر دیں اس وجہ سے قلعہ توڑنے میں کامیابی نہ ہو سکی۔ (۱)

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا کہ طائف کے اطراف میں جو جابجا ثقیف کے بت خانے ہیں ان سب کو منہدم کر دیں، چنانچہ آپ نے ان سب بتوں اور بت خانوں کو توڑ پھوڑ کر مسمار و برباد کر دیا۔ اور جب لوٹ کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو دیکھ کر بے حد خوش ہوئے اور بہت دیر تک ان سے تنہائی میں گفتگو فرماتے رہے، جس سے لوگوں کو بہت تعجب ہوا۔ (۲)

طائف سے روانگی کے وقت صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ قبیلہ ثقیف کے کفار کے لئے ہلاکت کی دعا فرما دیجئے تو آپ نے دعا مانگی کہ۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ دَوْسًا وَّاْتِ بِھِمْ

یا اللہ! دوس کو ہدایت دے اور انکو میرے پاس پہنچا دے۔ (۳)

چنانچہ آپ کی یہ دعا قبول ہوئی کہ قبیلہ دوس کا وفد مدینہ پہنچا اور پورا قبیلہ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

مالِ غنیمت کی تقسیم

طائف سے محاصرہ اٹھا کر حضور ﷺ "جعرانہ" تشریف لائے، یہاں اموالِ غنیمت کا بہت بڑا ذخیرہ جمع تھا، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار سے زائد بکریاں، کئی من چاندی، اور چھ ہزار قیدی۔ (۴)

۱...... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ الطائف ملتقطاً ۴،۳/۴ دارالکتب العلمیہ بیروت
۲...... مدارج النبوۃ قسم سوم باب ہشتم ۳۱۸/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۳...... صحیح مسلم کتاب الفضائل من فضائل غفار واسلم وجہینۃ ۳۰۷/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
...... صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر رقم الحدیث: ۲۷۳۰ قدیمی کتب خانہ کراچی
...... سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۳۰۲/۴ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۴...... سیرت ابن ہشام مع روض الانف [illegible] ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

اسیرانِ جنگ کے بارے میں آپ نے ان کے رشتہ داروں کے آنے کا انتظار فرمایا لیکن کئی دن گزرنے کے باوجود جب کوئی نہ آیا تو آپ نے مالِ غنیمت کو تقسیم فرما دینے کا حکم دے دیا، مکہ اور اس کے اطراف کے نومسلم رئیسوں کو آپ نے بڑے بڑے انعاموں سے نوازا، یہاں تک کہ کسی کو تین سو ونٹ کسی کو دو سو اونٹ کسی کو سو اونٹ، انعام کے طور پر عطا فر دیا، اسی طرح بکریوں کو بھی نہایت فیاضی کے ساتھ تقسیم فرمایا۔(۱)

انصاریوں سے خطاب

جن لوگوں کو آپ نے بڑے بڑے انعامات سے نوازا وہ عموماً مکہ والے نومسلم تھے، اس پر بعض نوجوان انصاریوں نے کہا کہ۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کو اس قدر عطا فرما رہے ہیں اور ہم لوگوں کا کچھ بھی خیال نہیں فرما رہے ہیں، حالانکہ ہماری تلواروں سے خون ٹپک رہا ہے۔(۲)

اور انصار کے کچھ نوجوانوں نے آپس میں یہ بھی کہا اور اپنی دل شکنی کا اظہار کیا کہ جب شدید جنگ کا موقع ہوتا ہے تو ہم انصار [illegible] کو پکارا جاتا ہے اور غنیمت دوسرے لوگوں کو دی جاری ہے۔(۳)

آپ نے جب [illegible] تمام انصاریوں کو ایک خیمہ میں جمع فرمایا اور ان سے ارشاد فرمایا کہ اے انصار! کیا تم لوگوں نے [illegible] ایسا کہا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے سرداروں میں سے کسی نے بھی کچھ نہیں کہا ہے، ہاں چند نئی عمر کے لڑکوں نے ضرور کچھ کہہ دیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا کہ۔

''کیا یہ سچ نہیں ہے کہ تم پہلے گمراہ تھے میرے ذریعے سے خدا نے تم کو ہدایت دی تم متفرق اور پراگندہ تھے، خدا نے میرے ذریعہ سے تم میں اتفاق و اتحاد پیدا فرمایا، تم مفلس تھے، خدا نے میرے ذریعے سے تم کو غنی بنا دیا''۔(۴)

۱......سیرت ابن ہشام مع روض الانف　۴۱۲،۱۳/۴　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۲......صحیح بخاری　کتاب المغازی　باب غزوۃ الطائف　۶۲۰/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
۳......صحیح بخاری　کتاب المغازی　باب غزوۃ الطائف　۶۲۰،۲۱/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
۴......صحیح بخاری　کتاب المغازی　باب غزوۃ الطائف　۶۲۰/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم　کتاب الزکوۃ　رقم الحدیث:۱۷۵۸
......مسند امام احمد　اول مسند البصریین [illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے جاتے تھے، اور انصار آپ کے ہر جملہ کو سن کر یہ کہتے جاتے تھے کہ۔

''اللہ اور رسول کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے۔''

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے انصار! تم لوگ یوں مت کہو، بلکہ مجھ کو یہ جواب دو کہ۔

''یارسول اللہ! جب لوگوں نے آپ کو جھٹلایا تو ہم لوگوں نے آپ کی تصدیق کی، جب لوگوں نے آپ کو چھوڑ دیا تو ہم لوگوں نے آپ کو ٹھکانا دیا، جب آپ بے سروسامانی کی حالت میں آئے تو ہم نے ہر طرح سے آپ کی خدمت کی لیکن اے انصاریو! میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں، تم مجھے اس کا جواب دو۔''

سوال یہ ہے کہ۔

کیا تم لوگوں کو یہ پسند نہیں کہ سب لوگ یہاں سے مال و دولت لے کر اپنے گھر جائیں اور تم لوگ اللہ کے نبی کو لے کر اپنے گھر جاؤ، خدا کی قسم! تم لوگ جس چیز کو لے کر اپنے گھر جاؤ گے، وہ اس مال و دولت سے بہت بڑھ کر ہے جس کو وہ لوگ لے کر اپنے گھر جائیں گے۔

یہ سن کر انصار بے اختیار چیخ پڑے کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اس پر راضی ہیں، ہم کو صرف اللہ کا رسول چاہیے، اور اکثر انصار کا تو یہ حال ہوگیا، کہ وہ روتے روتے بے قرار ہو گئے، اور آنسوؤں سے ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کو سمجھایا کہ مکہ کے لوگ بالکل ہی نو مسلم ہیں، میں نے ان لوگوں کو جو کچھ دیا ہے، یہ ان کو استحقاق کی بنا پر نہیں، بلکہ صرف ان کے دلوں میں اسلام کی الفت پیدا کرنے کی غرض سے دیا ہے، پھر ارشاد فرمایا کہ۔

''اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ہوتا اور اگر تم لوگ کسی وادی اور گھاٹی میں چلیں اور انصار کسی دوسری وادی اور گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا۔''(۱)

قیدیوں کی رہائی

آپ جب اموال غنیمت کی تقسیم سے فارغ ہو چکے تو قبیلہ بنی سعد کے رئیس زہیر ابو صرد چند معززین کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسیران جنگ کی رہائی کے بارے میں درخواست

---

۱ صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف ... ج۲، ص ... قدیمی کتب خانہ کراچی

پیش کی، اس موقع پر زہیر ابو صرد نے ایک بہت مؤثر تقریر کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

"اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے ہمارے خاندان کی ایک عورت حلیمہ سعدیہ کا دودھ پیا ہے، آپ نے جن عورتوں کو ان چھپروں میں قید کر رکھا ہے ان میں سے بہت سی آپ کی (رضاعی) پھوپھیاں اور بہت سی آپ کی خالائیں ہیں۔ خدا کی قسم! اگر عرب کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ نے ہمارے خاندان کی کسی عورت کا دودھ پیا ہوتا تو ہم کو اس سے بہت زیادہ امیدیں ہوتیں، اور آپ سے تو اور بھی زیادہ ہماری توقعات وابستہ ہیں، لہٰذا آپ ان سب قیدیوں کو رہا کر دیجئے۔"

زہیر کی تقریر سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ متاثر ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ میں نے آپ لوگوں کا بہت زیادہ انتظار کیا مگر آپ لوگوں نے آنے میں بہت زیادہ دیر لگادی، بہرکیف میرے خاندان والوں کے حصہ میں جس قدر لونڈی غلام آئے ہیں، میں نے ان سب کو آزاد کر دیا، لیکن اب عام رہائی کی تدبیر یہ ہے کہ نماز کے وقت جب مجمع عام ہو تو آپ لوگ اپنی درخواست سب کے سامنے پیش کریں۔ چنانچہ نماز ظہر کے وقت ان لوگوں نے یہ درخواست مجمع کے سامنے پیش کی، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجمع کے سامنے یہ ارشاد فرمایا کہ مجھ کو صرف اپنے خاندان والوں پر اختیار ہے لیکن میں تمام مسلمانوں سے سفارش کرتا ہوں کہ قیدیوں کو رہا کر دیا جائے یہ سن کر تمام انصار و مہاجرین اور دوسرے تمام مجاہدین نے بھی عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا حصہ بھی حاضر ہے، آپ ان لوگوں کو بھی آزاد فرمادیں اس طرح دفعۃً چھ ہزار اسیران جنگ کی رہائی ہوگئی۔ (۱)

بخاری شریف کی روایت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس دنوں تک "ہوازن" کے وفد کا انتظار فرماتے رہے، جب وہ لوگ نہ آئے تو آپ نے مال غنیمت اور قیدیوں کو مجاہدین کے درمیان تقسیم فرمادیا، اس کے بعد جب "ہوازن" کا وفد آیا اور انہوں نے اپنے اسلام کا اعلان کر کے یہ درخواست پیش کی کہ ہمارے مال اور قیدیوں کو واپس کر دیا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے سچی بات ہی پسند ہے، لہٰذا سن لو! کہ مال اور قیدی دونوں کو تو میں واپس نہیں کر سکتا، ہاں ان دونوں میں سے ایک کو تم اختیار کرلو۔ یا مال لے لو، یا قیدی، یہ سن کر وفد نے قیدیوں کو واپس لینا منظور کیا، اس کے بعد

۱...... سیرت ابن ہشام مع روض الانف ..... ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

آپ نے فوج کے سامنے ایک خطبہ پڑھا اور حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا کہ۔

''اے مسلمانو! یہ تمہارے بھائی تائب ہو کر آ گئے ہیں اور میری یہ رائے ہے کہ میں ان کے قیدیوں کو واپس کر دوں تو تم میں سے جو خوشی خوشی اس کو منظور کرے وہ اپنے حصہ کے قیدیوں کو واپس کر دے اور جو یہ چاہے کہ ان قیدیوں کے بدلے میں دوسرے قیدیوں کو لے کر ان کو واپس کرے تو میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ مجھے جو غنیمت عطا فرمائے گا میں اس میں سے اس کا حصہ دوں گا، یہ سن کر ساری فوج نے کہہ دیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سب نے خوشی خوشی سب قیدیوں کو واپس کر دیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح پتا نہیں چلتا کہ کس نے اجازت دی اور کس نے نہیں دی؟ لہٰذا تم لوگ اپنے اپنے چودھریوں کے ذریعہ مجھے خبر دو، چنانچہ ہر قبیلہ کے چودھریوں نے دربارِ رسالت میں آ کر عرض کر دیا کہ ہمارے قبیلہ والوں نے خوش دلی کے ساتھ اپنے حصہ کے قیدیوں کو واپس کر دیا ہے۔(۱)

غیب داں رسول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہوازن کے وفد سے دریافت فرمایا کہ مالک بن عوف کہاں ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ ''ثقیف'' کے ساتھ طائف میں ہے، آپ نے فرمایا کہ تم لوگ مالک بن عوف کو خبر کر دو کہ اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آ جائے تو میں اس کا سارا مال اس کو واپس کر دوں گا، اس کے علاوہ اس کو ایک سو اونٹ اور بھی دوں گا، مالک بن عوف کو جب یہ خبر ملی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مسلمان ہو کر حاضر ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا کل مال ان کے سپرد فرما دیا، اور وعدہ کے مطابق ایک سو اونٹ اس کے علاوہ بھی عنایت فرمائے مالک بن عوف آپ کے اس خلقِ عظیم سے بے حد متاثر ہوئے اور آپ کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھا جس کے دو شعر یہ ہیں۔

مَا اِنْ رَاَیْتُ وَلَا سَمِعْتُ لِوَاحِدٍ

فِی النَّاسِ کُلِّهِمْ کَمِثْلِ مُحَمَّدٍ

۱..... صحیح بخاری کتاب الوکالۃ باب الوکالۃ رقم الحدیث: ۱۳۳۲ ۳۳۵/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

..... صحیح مسلم کتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ (ویوم حنین اذ اعجبتکم) ۶۱۸/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

..... مسند امام احمد [illegible] رقم الحدیث ۱۸۹۲۷

اَوْفٰی فَاَعْطٰی لِلْجَزِیْلِ لِمُجْتَدٍ
وَمَتٰی تَشَأْ یُخْبِرْکَ عَمَّا فِیْ غَدٍ

(۱) یعنی تمام انسانوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثل نہ میں نے دیکھا نہ سنا۔ (۲) جو سب سے زیادہ وعدہ کو پورا کرنے والے اور سب سے زیادہ مال کثیر عطا فرمانے والے ہیں اور جب تم چاہو، ان سے پوچھ لو وہ کل آئندہ کی خبر تم کو بتا دیں گے۔

روایت ہے کہ نعت کے یہ اشعار سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے خوش ہو گئے، اور ان کے لئے کلمات خیر فرماتے ہوئے انہیں بطور انعام ایک حلہ بھی عنایت فرمایا۔ (۱)

عمرۂ جعرانہ

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جعرانہ ہی سے عمرہ کا ارادہ فرمایا اور احرام باندھ کر مکہ تشریف لے گئے اور عمرہ ادا کرنے کے بعد پھر مدینہ واپس تشریف لے گئے اور ذوالقعدہ ۸ھ کو مدینہ میں داخل ہوئے۔

۸ھ کے متفرق واقعات

۱.....اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم سے پیدا ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے بے پناہ محبت تھی، تقریباً ڈیڑھ سال کی عمر میں ان کی وفات ہو گئی۔

اتفاق سے جس دن انکی وفات ہوئی سورج گرہن ہوا، چونکہ عرب کا عقیدہ تھا کہ کسی عظیم الشان انسان کی موت پر سورج گرہن لگتا ہے اس لئے لوگوں نے یہ خیال کر لیا کہ یہ سورج گرہن حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا نتیجہ ہے، جاہلیت کے اس عقیدہ کو دور فرمانے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبہ دیا جس میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ۔

''چاند اور سورج میں کسی کی موت وحیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے

۱.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۴/۱۰، ۲۰۹ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
.....مدارج النبوۃ قسم سوم باب ہفتم ۲/۳۲۴ نعیمیہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

ذریعہ اپنے بندوں کو خوف دلاتا ہے اس کے بعد آپ نے نماز کسوف جماعت کے ساتھ پڑھی۔"(۱)

۲......اسی سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی، یہ صاحبزادی حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منکوحہ تھیں، انہوں نے ایک فرزند جن کا نام "علی" تھا اور ایک لڑکی جن کا نام "امامہ" تھا اپنے بعد چھوڑا، حضرت بی بی فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت کی تھی کہ میری وفات کے بعد آپ حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرلیں چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیت پر عمل کیا۔(۲)

۳......اسی سال مدینہ میں غلہ کی گرانی بہت زیادہ بڑھ گئی، تو صحابہ کرام نے درخواست کی کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ غلہ کا بھاؤ مقرر فرمادیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلہ کی قیمت پر کنٹرول فرمانے سے انکار فرمادیا، اور ارشاد فرمایا کہ۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّزَّاقُ۔(۳)

اللہ ہی بھاؤ مقرر فرمانے والا ہے وہی روزی کو تنگ کرنے والا، کشادہ کرنے والا، روزی رساں ہے۔

۴......بعض مؤرخین کے بقول اسی سال مسجد نبوی میں منبر شریف رکھا گیا اس سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ستون سے ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے اور بعض مؤرخین کا قول ہے کہ منبر ۷ھ میں رکھا گیا، یہ منبر لکڑی کا بنا ہوا تھا جو ایک انصاری عورت نے بنوا کر مسجد میں رکھوایا تھا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ میں اس منبر کو تبرکا ملک شام لے جاؤں مگر انہوں نے جب اس کو اس جگہ سے ہٹایا تو اچانک سارے شہر میں ایسا اندھیرا چھا گیا کہ دن میں تارے نظر آنے لگے، یہ منظر دیکھ کر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت شرمندہ ہوئے اور صحابہ کرام سے معذرت خواہ ہوئے، اور انہوں نے

۱......صحیح بخاری کتاب الکسوف　باب الصلوٰۃ فی الکسوف الشمس　۱/۱۴۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب ہشتم　۲/۳۲۵　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب ہشتم　۲/۳۲۵　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۳......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب ہشتم　۲/۳۲۵　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

اس منبر کے نیچے تین سیڑھیوں کا اضافہ کر دیا، جس سے منبر نبوی کی تینوں پرانی سیڑھیاں اوپر ہو گئیں تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین جن سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے، اب دوسرا کوئی خطیب ان پر قدم نہ رکھے جب یہ منبر بہت زیادہ پرانا ہو کر انتہائی کمزور ہو گیا تو خلفاء عباسیہ نے بھی اس کی مرمت کرائی۔(۱)

۵......اسی سال قبیلہ عبدالقیس کا وفد حاضر خدمت ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو خوش آمدید کہا، اور ان لوگوں کے حق میں یوں دعا فرمائی کہ ''اے اللہ تو عبدالقیس کو بخش دے، جب یہ لوگ بارگاہ رسالت میں پہنچے تو اپنی سواریوں سے کود کر دوڑ پڑے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس قدم کو چومنے لگے اور آپ نے ان لوگوں کو منع نہیں فرمایا۔(۲)

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

سوالات

تیرھواں باب

سوال نمبر 1......موتہ کس مقام پر واقع ہے؟ یہ جنگ کس سن ہجری میں ہوئی اس جنگ میں کفار اور مسلمانوں کی تعداد کتنی تھی۔؟

سوال نمبر 2......جنگِ موتہ کا سبب بیان کریں۔؟

سوال نمبر 3......اس جنگ کے حوالے سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نگاہ نبوت کا ایک معجزہ بھی ہے اسے بھی تحریر کریں۔؟

سوال نمبر 4......مکہ مکرمہ کب فتح ہوا؟ اور صلح حدیبیہ کے دو ہی سال بعد اہل مکہ کے سامنے ہتھیار اٹھانے کی ضرورت کیوں پیش آئی اور آپ ﷺ فاتحانہ شان سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے حالانکہ معاہدہ میں یہ بات تحریر کی جا چکی تھی کہ دس برس تک فریقین کے مابین کوئی جنگ نہیں ہوگی۔؟

سوال نمبر 5......سن آٹھ ہجری کے چند مشہور واقعات بیان کریں۔؟

۱......مدارج النبوۃ قسم سوم باب ہشتم ۳۲۶،۲۷/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲......مدارج النبوۃ قسم سوم باب ہشتم ۳۲۶/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

چودھواں باب

ہجرت کا نواں سال

۹ھ

۹ھ بہت سے واقعات عجیبہ سے لبریز ہے۔ لیکن چند واقعات، بہت ہی اہم ہیں جن کو مؤرخین نے بہت ہی بسط و تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے، ہم ان واقعات کو اپنی مختصر کتاب میں نہایت ہی اختصار کے ساتھ الگ الگ عنوانوں کے ساتھ قلمبند کرتے ہیں۔

آیت تخییر و ایلاء

''تخییر'' اور ''ایلاء'' یہ شریعت کے دو اصطلاحی الفاظ ہیں، شوہر اپنی بیوی کو اپنی طرف سے یہ اختیار دے دے کہ وہ چاہے تو طلاق لے لے اور چاہے تو اپنے شوہر ہی کے نکاح میں رہ جائے اس کو ''تخییر'' کہتے ہیں، اور ''ایلاء'' یہ ہے کہ شوہر یہ قسم کھالے کہ میں اپنی بیوی سے صحبت نہیں کروں گا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنی ازواج مطہرات سے ناراض ہو کر ایک مہینہ کا ''ایلاء'' فرمایا یعنی آپ نے یہ قسم کھالی کہ میں ایک ماہ تک اپنی ازواج مقدسہ سے صحبت نہیں کروں گا، پھر اس کے بعد آپ نے اپنی تمام مقدس بیویوں کو طلاق حاصل کرنے کا اختیار بھی سونپ دیا، مگر کسی نے بھی طلاق لینا پسند نہیں کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی اور عتاب کا سبب کیا تھا، اور آپ نے ''تخییر و ایلاء'' کیوں فرمایا؟ اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس بیویاں تقریباً سب مالدار اور بڑے گھرانوں کی لڑکیاں تھیں، ''حضرت ام حبیبہ'' رضی اللہ تعالیٰ عنہا رئیس مکہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں ''حضرت جویریہ'' رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبیلہ بنی المصطلق کے سردار اعظم حارث بن ضرار کی بیٹی تھیں، ''حضرت صفیہ'' رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنو نضیر اور خیبر کے رئیس اعظم حیی بن اخطب کی نور نظر تھیں۔ ''حضرت عائشہ'' رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیاری بیٹی تھیں ''حضرت حفصہ'' رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیاری بیٹی تھیں، حضرت زینب بنت جحش اور حضرت ''ام سلمہ'' رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی خاندان قریش کے اونچے اونچے گھروں کی

نازونعمت میں پلی ہوئی لڑکیاں تھیں، ظاہر ہے کہ یہ امیرزادیاں بچپن سے امیرانہ زندگی اور رئیسانہ ماحول کی عادی تھیں، اور انکا رہن سہن، خوردونوش، لباس و پوشاک سب کچھ امیرزادیوں کی رئیسانہ زندگی کا آئینہ دار تھا اور تاجدار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس زندگی بالکل ہی زاہدانہ اور دنیاوی تکلفات سے یکسر بیگانہ تھی، دو دو مہینے کاشانہ نبوت میں چولہا نہیں جلتا تھا، صرف کھجور اور پانی پر پورے گھرانے کی زندگی بسر ہوتی تھی، لباس و پوشاک میں بھی پیغمبرانہ زندگی کی جھلک تھی مکان اور گھر کے سازوسامان میں بھی نبوت کی سادگی نمایاں تھی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سرمایہ کا اکثر و بیشتر حصہ اپنی امت کے غرباء وفقراء پر صرف فرما دیتے تھے، اور اپنی ازواج مطہرات کو بقدر ضرورت ہی خرچ عطا فرماتے تھے جو ان رئیس زادیوں کے حسب خواہ زیب وزینت اور آرائش وزیبائش کے لئے کافی نہیں ہوتا تھا، اس لئے کبھی کبھی ان امت کی ماؤں کا پیمانہ صبر وقناعت لبریز ہو کر چھلک جاتا تھا، اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مزید رقموں کا مطالبہ اور تقاضہ کرنے لگتی تھیں، چنانچہ ایک مرتبہ ازواج مطہرات نے متفقہ طور پر آپ سے مطالبہ کیا کہ آپ ہمارے اخراجات میں اضافہ فرمائیں، ازواج مطہرات کی یہ ادائیں نبوت کے قلب نازک پر بار گزریں، اور آپ کے سکون خاطر میں اس قدر خلل انداز ہوئیں کہ آپ نے برہم ہو کر یہ قسم کھالی کہ ایک مہینہ تک ازواج مطہرات سے نہ ملیں گے، اسطرح ایک ماہ کا آپ نے ''ایلاء'' فرمالیا۔ عجیب اتفاق کہ انہی ایام میں آپ گھوڑے سے گر پڑے جس سے آپ کی مبارک پنڈلی میں موچ آ گئی، اس تکلیف کی وجہ سے آپ نے بالاخانہ پر گوشہ نشینی اختیار فرمالی اور سب سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔

صحابہ کرام نے واقعات کے قرینوں سے یہ قیاس آرائی کرلی کہ آپ نے اپنی تمام مقدس بیویوں کو طلاق دے دی اور یہ خبر جو بالکل ہی غلط تھی بجلی کی طرح پھیل گئی اور تمام صحابہ کرام رنج وغم سے پریشان حال اور اس صدمہ جانکاہ سے نڈھال ہو گئے، اس کے بعد جو واقعات پیش آئے، وہ بخاری شریف کی متعدد روایات میں مفصل طور پر مذکور ہیں، ان واقعات کا بیان حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے سنیے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں اور میرا ایک پڑوسی جو انصاری تھا، ہم دونوں نے آپس میں یہ طے کرلیا تھا، کہ ہم دونوں ایک ایک دن باری باری سے بارگاہ رسالت میں حاضری دیا کریں گے اور دن بھر کے واقعات سے ایک دوسرے کو مطلع کرتے رہیں گے، ایک دن کچھ رات

گزرنے کے بعد میرا پڑوسی انصاری آیا، اور زور زور سے میرا دروازہ پیٹنے اور چلا چلا کر مجھے پکارنے لگا، میں نے گھبرا کر دروازہ کھولا تو اس نے کہا کہ آج غضب ہو گیا، میں نے اس سے پوچھا، کہ کیا غسانیوں نے مدینہ پر حملہ کر دیا؟ (ان دنوں شام کے غسانی مدینہ پر حملہ کی تیاریاں کر رہے تھے) انصاری نے جواب دیا کہ اجی اس سے بھی بڑھ کر حادثہ رونما ہو گیا، وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تمام بیویوں کو طلاق دے دی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس خبر سے بے حد متوحش ہو گیا، اور علی الصباح میں نے مدینہ پہنچ کر مسجد نبوی میں نماز فجر ادا کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے ہی بالاخانہ پر جا کر تنہا تشریف فرما ہو گئے، اور کسی سے کوئی گفتگو نہیں فرمائی، میں مسجد سے نکل کر اپنی بیٹی حفصہ کے گھر گیا تو دیکھا کہ وہ بیٹھی رو رہی ہے، میں نے اس سے کہا کہ میں نے پہلے ہی تم کو سمجھا دیا تھا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنگ مت کیا کرو اور تمہارے اخراجات میں جو کمی ہوا کرے وہ مجھ سے مانگ لیا کرو مگر تم نے میری بات پر دھیان نہیں دیا، پھر میں نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبھوں کو طلاق دے دی ہے؟ حفصہ نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالاخانہ پر ہیں آپ ان سے دریافت کریں، میں وہاں سے اٹھ کر مسجد میں آیا تو صحابۂ کرام کو بھی دیکھا کہ وہ منبر کے پاس بیٹھے رو رہے ہیں، میں ان کے پاس تھوڑی دیر بیٹھا لیکن میری طبیعت میں سکون وقرار نہیں تھا اس لئے میں اٹھ کر بالاخانہ کے پاس آیا، اور پہرہ دار غلام "رباح" سے کہا کہ تم میرے لئے اندر آنے کی اجازت طلب کرو، رباح نے لوٹ کر جواب دیا کہ میں نے عرض کی ہے، لیکن آپ نے کوئی جواب نہیں دیا، میری الجھن اور بے تابی اور زیادہ بڑھ گئی اور میں نے دربان سے دوبارہ اجازت طلب کرنے کی درخواست کی پھر بھی کوئی جواب نہیں ملا، تو میں نے بلند آواز سے کہا کہ اے رباح! تم میرا نام لے کر اجازت طلب کرو، شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خیال ہو کہ میں اپنی بیٹی حفصہ کے لئے کوئی سفارش لے کر آیا ہوں، تم عرض کر دو کہ خدا کی قسم! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے حکم فرمائیں تو میں ابھی ابھی اپنی تلوار سے اپنی بیٹی حفصہ کی گردن اڑا دوں اس کے بعد مجھ کو اجازت مل گئی، جب میں بارگاہ رسالت میں باریاب ہوا تو میری آنکھوں نے یہ منظر دیکھا کہ آپ ایک کھردری بان کی چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور آپ کے جسم نازک پر بان کے نشان پڑے ہوئے ہیں پھر میں نے نظر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا تو ایک طرف تھوڑے سے "جو" رکھے ہوئے تھے اور ایک طرف ایک کھال کھونٹی پر لٹک رہی تھی تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خزانہ کی یہ کائنات دیکھ کر میرا دل

بھر آیا اور میری آنکھوں میں آنسو آ گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے رونے کا سبب پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بڑھ کر رونے کا اور کونسا موقع ہوگا؟ کہ قیصر وکسریٰ خدا کے دشمن تو نعمتوں میں ڈوبے ہوئے عیش وعشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں، اور آپ خدا کے رسول معظم ہوتے ہوئے اس حالت میں ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ قیصر وکسریٰ دنیا لیں اور ہم آخرت!

اس کے بعد میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانوس کرنے کے لئے کچھ اور بھی گفتگو کی، یہاں تک کہ میری بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لب انور پر تبسم کے آثار نمایاں ہو گئے، اس وقت میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ نے ازواج مطہرات کو طلاق دیدی ہے، ؟ آپ نے فرمایا کہ ''نہیں'' مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ فرط مسرت سے میں نے تکبیر کا نعرہ مارا، پھر میں نے یہ گذارش کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہء کرام مسجد میں غم کے مارے بیٹھے رو رہے ہیں اگر اجازت ہو تو میں جا کر ان لوگوں کو مطلع کر دوں کہ طلاق کی خبر سراسر غلط ہے، چنانچہ مجھے اس کی اجازت مل گئی اور میں نے جب آ کر صحابہ کرام کو اس کی خبر دی سب لوگ خوش ہو کر ہشاش بشاش ہو گئے، اور سب کو سکون واطمینان حاصل ہو گیا۔ جب ایک مہینہ گزر گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم پوری ہو گئی تو آپ بالاخانہ سے اتر آئے اس کے بعد ہی آیت تخییر نازل ہوئی، جو یہ ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ☆ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ☆ (۱)

اے نبی! اپنی بیویوں سے فرما دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بے شک اللہ نے تمہاری نیکی والیوں کیلئے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

ان آیات بینات کا ما حاصل اور خلاصہء مطلب یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خداوند قدوس نے یہ حکم دیا کہ اپنی مقدس بیویوں کو مطلع فرما دیں کہ دو چیزیں تمہارے سامنے ہیں، ایک دنیا کی زینت وآرائش دوسری آخرت کی نعمت، اگر تم دنیا کی زیب وزینت چاہتی ہو تو پیغمبر کی زندگی چونکہ بالکل

۱۔۔۔۔القرآن الکریم پارہ:۲۱، سورۃ الاحزاب

ہی زاہدانہ زندگی ہے اس لیئے پیغمبر کے گھر میں تمہیں یہ دنیاوی زینت و آرائش تمہاری مرضی کے مطابق نہیں مل سکتی لہذا تم سب مجھ سے جدائی حاصل کرلو، میں تمہیں رخصتی کا جوڑا پہنا کر اور کچھ مال دے کر رخصت کردوں گا،اور اگر تم خدا اور رسول اور آخرت کی نعمتوں کی طلب گار ہو تو پھر رسول اللہ کے دامن رحمت سے چمٹی رہو، خدا نے تم نیکوکاروں کے لئے بہت ہی بڑا اجر وثواب تیار کر رکھا ہے جو تم کو آخرت میں ملے گا۔

اس آیت کے نزول کے بعد سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس تشریف لے گئے ،اور فرمایا کہ اے عائشہ! میں تمہارے سامنے ایک بات رکھتا ہوں مگر تم اس کے جواب میں جلدی مت کرنا اور اپنے والدین سے مشورہ کر کے مجھے جواب دینا،اس کے بعد آپ نے مذکورہ بالا تخییر کی آیت تلاوت فرما کر ان کو سنائی تو انہوں نے برجستہ عرض کیا کہ یارسول اللہ!

فَفِيْ اَيِّ هٰذَا اَسْتَامِرُ اَبَوَیَّ فَاِنِّیْ اُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ -(۱)

اس معاملہ میں بھلا میں کیا اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ میں اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہوں۔

پھر آپ نے یکے بعد دیگرے تمام ازواج مطہرات سے الگ الگ آیت تخییر سنا سنا کر سب کو اختیار دیا اور سب نے وہی جواب دیا جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے جواب دیا تھا۔

اللہ اکبر! یہ واقعہ اس بات کی آفتاب سے زیادہ روشن دلیل ہے کہ ازواج مطہرات کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے کس قدر عاشقانہ شیفتگی اور والہانہ محبت تھی کہ کئی کئی سوکنوں کی موجودگی اور خانۂ نبوت کی سادہ اور زاہدانہ طرز معاشرت اور تنگی ترشی کی زندگی کے باوجود یہ رئیس زادیاں ایک لمحہ کیلئے بھی رسول کے دامن رحمت سے جدائی گوارا نہیں کرسکتی تھی۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

احادیث کی روایتوں اور تفسیروں میں ''ایلاء'' آیت ''تخییر'' اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا

۱...... صحیح بخاری کتاب تفسیر القرآن باب من خیر نساء رقم الحدیث:۴۵۳۱ ۷۹۲/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
مدارج النبوۃ قسم سوم باب ہشتم ۳۳۹،۴۱/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
...... صحیح بخاری کتاب النکاح،الطلاق،الحیل رقم الحدیث:۴۸۱۵،۴۸۶۲،۶۴۵۷
...... صحیح مسلم کتاب الطلاق رقم الحدیث:۲۶۹۵

''مظاہرہ'' ان واقعات کو عام طور پر الگ الگ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ گویا یہ مختلف زمانوں کے واقعات ہیں اس سے ایک کم علم و کم فہم اور ظاہر بین انسان کو یہ دھوکہ ہوسکتا ہے کہ شاید رسول اللہ ﷺ اور آپ کی ازواج مطہرات کے تعلقات خوشگوار نہ تھے اور کبھی ''ایلاء'' کبھی ''تخییر'' کبھی ''مظاہرہ'' ہمیشہ ایک نہ ایک جھگڑا ہی رہتا تھا، لیکن اہل علم پر مخفی نہیں کہ یہ تینوں واقعات ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں ہیں ، چنانچہ بخاری شریف کی روایات خصوصاً بخاری شریف (کتاب النکاح باب موعظۃ الرجل ابنتہ لحال زوجھا) میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جو مفصل روایت ہے اس میں صاف طور پر تصریح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایلاء کرنا اور ازواج مطہرات سے الگ ہو کر بالا خانہ پر تنہا نشینی کر لینا، حضرت عائشہ و حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مظاہرہ کرنا، آیت تخییر کا نازل ہونا، یہ سب واقعات ایک دوسرے سے منسلک اور جڑے ہوئے ہیں اور ایک ہی وقت میں یہ سب واقع ہوئے ہیں۔

ورنہ حضور ﷺ اور آپ کی ازواج مطہرات کے خوشگوار تعلقات جس قدر عاشقانہ الفت و محبت کے آئینہ دار رہے ہیں قیامت تک اس کی مثال نہیں مل سکتی اور نبوت کی مقدس زندگی کے بے شمار واقعات اس اُلفت و محبت کے تعلقات پر گواہ ہیں، جو احادیث و سیرت کی کتابوں میں آسمان کے ستاروں کی طرح چمکتے اور داستان عشق و محبت کے چمنستانوں میں موسم بہار کے پھولوں کیطرح مہکتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہِ الطَّاھِرَاتِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَبَدَ الْاٰبِدِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

عاملوں کا تقرر

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۹ھ محرم کے مہینے میں زکوٰۃ و صدقات کی وصولی کے لئے عاملوں اور محصلوں کو مختلف قبائل میں روانہ فرمایا ان امراء اور عاملین کی فہرست میں مندرج ذیل حضرات خصوصیت کیساتھ قابل ذکر ہیں جن کو ابن سعد نے ذکر فرمایا ہے۔

۱۔ حضرت عیینہ بن حصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی تمیم کی طرف

۲..... حضرت یزید بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلم و غفار کی طرف

۳۔ حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلیم و مزینہ کی طرف۔

۴۔ حضرت رافع بن مکیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جہینہ کی طرف

۵۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی فزارہ کی طرف

۶۔ حضرت ضحاک بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی کلاب کی طرف

۷۔ حضرت بشر بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی کعب کی طرف

۸۔ حضرت ابن اللتبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی ذبیان کیطرف

۹۔ حضرت مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صنعاء کی طرف

۱۰۔ حضرت زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرموت کی طرف

۱۱۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبیلہ طی و بنی اسعد کیطرف

۱۲۔ حضرت مالک بن نویر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی حنظلہ کی طرف

۱۳۔ حضرت زبرقان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی سعد کے نصف حصہ کی طرف

۱۴۔ حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی سعد کے نصف حصہ کیطرف

۱۵۔ حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحرین کی طرف

۱۶۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نجران کی طرف

یہ حضور شہنشاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امراء اور عاملین ہیں، جن کو آپ نے زکوٰۃ وصدقات اور جزیہ وصول کرنے کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ (اصح السیر صفحہ نمبر 335)

بنی تمیم کا وفد

محرم ۹ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشر بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنی خزاعہ کے صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا، انہوں نے صدقات وصول کر کے جمع کیا کہ ناگہاں ان پر بنی تمیم نے حملہ کر دیا وہ اپنی جان بچا کر کسی طرح مدینہ آگئے اور سارا ماجرا بیان کیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی تمیم کی سرکوبی کے لئے حضرت عیینہ بن حصن فزاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پچاس سواروں کے ساتھ بھیجا، انہوں نے بنی تمیم پر ان کے صحرا میں حملہ کر کے ان کے گیارہ مردوں، اکیس عورتوں، اور تیس لڑکوں کو گرفتار کر لیا، اور ان سب قیدیوں کو مدینہ لائے۔ (1)

اس کے بعد بنی تمیم کا ایک وفد مدینہ آیا جس میں اس قبیلے کے بڑے بڑے سردار تھے اور ان کا

۱......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب نہم　۳۳۱/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب البعث الی بنی تمیم　۳۱،۳۰/۴　دار الکتب العلمیہ بیروت

رئیس اعظم اقرع بن حابس اور ان کا خطیب "عطارد" اور شاعر "زبرقان بن بدر" بھی اس وفد میں ساتھ آئے تھے، یہ لوگ دندناتے ہوئے کاشانہ نبوت کے پاس پہنچ گئے، اور چلانے لگے کہ آپ نے ہماری عورتوں اور بچوں کو کس جرم میں گرفتار کر رکھا ہے، اس وقت میں حضور ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں قیلولہ فرما رہے تھے، ہر چند حضرت بلال اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان لوگوں کو منع کیا کہ تم لوگ کاشانہ نبوی کے پاس شور نہ مچاؤ، نماز ظہر کے لئے خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لانے والے ہیں مگر یہ لوگ ایک نہ مانے شور مچاتے ہی رہے، جب آپ باہر تشریف لا کر مسجد نبوی میں رونق افروز ہوئے تو بنی تمیم کا رئیس اعظم اقرع بن حابس بولا کہ

اے محمد! ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم گفتگو کریں، کیونکہ ہم وہ لوگ ہیں کہ جس کی مدح کر دیں وہ مزین ہو جاتا ہے اور ہم لوگ جس کی مذمت کر دیں وہ عیب سے داغدار ہو جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ غلط کہتے ہو، یہ خداوند تعالیٰ ہی کی شان ہے کہ اس کی مدح زینت اور اس کی مذمت داغ ہے تم لوگ یہ کہو کہ تمہارا مقصد کیا ہے؟ یہ سن کر بنی تمیم کہنے لگے کہ ہم اپنے خطیب اور اپنے شاعر کو لے کر یہاں آئے ہیں تاکہ ہم اپنے قابل فخر کارناموں کو بیان کریں، اور آپ اپنے مفاخر کو پیش کریں، آپ نے فرمایا کہ نہ میں شعر و شاعری کے لئے بھیجا گیا ہوں نہ اس طرح کی مفاخرت کا مجھے خدا کی طرف سے حکم ملا ہے، میں تو خدا کا رسول ہوں اس کے باوجود اگر تم یہی کرنا چاہتے ہو تو میں تیار ہوں، یہ سنتے ہی اقرع بن حابس نے اپنے خطیب عطارد کی طرف اشارہ کیا، اس نے کھڑے ہو کر اپنے مفاخر اور اپنے آبا ؤ اجداد کے مناقب پر بڑی فصاحت و بلاغت کے ساتھ ایک دھواں دھار خطبہ پڑھا، آپ نے انصار کے خطیب حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جواب دینے کا حکم فرمایا، انہوں نے اٹھ کر برجستہ ایسا فصیح و بلیغ اور موثر خطبہ دیا کہ بنی تمیم ان کے زور کلام اور مفاخر کی عظمت سن کر دنگ رہ گئے، اور ان کا خطیب عطارد بھی ہکا بکا ہو کر شرمندہ ہو گیا، پھر بنی تمیم کا شاعر "زبرقان بن بدر" اٹھا اور اس نے ایک قصیدہ پڑھا آپ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اشارہ فرمایا تو انہوں نے فی البدیہہ ایک ایسا مرصع اور فصاحت و بلاغت سے معمور قصیدہ پڑھ دیا کہ بنی تمیم کا شاعر الو بن گیا، بالآخر اقرع بن حابس کہنے لگا، کہ خدا کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیب سے ایسی تائید و نصرت حاصل ہو گئی ہے کہ ہر فضل و کمال ان پر ختم ہے، بلاشبہ ان کا خطیب ہمارے خطیب سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے، اس لئے

انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم ان کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں، چنانچہ یہ لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطیع وفرمانبردار ہوگئے، اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے، پھران لوگوں کی درخواست پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے قیدیوں کو رہا فرما دیا، اور یہ لوگ اپنے قبیلے میں واپس چلے گئے انہی لوگوں کے بارے میں قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ☆(۱)

بے شک وہ جو آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں، ان میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (۲)

حاتم طائی کی بیٹی اور بیٹا مسلمان

ربیع الاول ۹ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماتحتی میں ایک سو پچاس سواروں کو اس لئے بھیجا کہ وہ قبیلہ "طی" کے بت خانہ کو گرا دیں، ان لوگوں نے شہر قلس میں پہنچ کر بت خانہ کو منہدم کر ڈالا، اور کچھ اونٹوں اور بکریوں کو پکڑ کر اور چند عورتوں کو گرفتار کر کے یہ لوگ مدینہ لائے، ان قیدیوں میں مشہور سخی حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی، حاتم طائی کا بیٹا عدی بن حاتم بھاگ کر ملک شام چلا گیا، حاتم طائی کی لڑکی جب بارگاہ رسالت میں پیش کی گئی تو اس نے کہا، یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں "حاتم طائی" کی لڑکی ہوں، میرے باپ کا انتقال ہوگیا، اور میرا بھائی "عدی بن حاتم" مجھے چھوڑ کر بھاگ گیا، میں ضعیفہ ہوں، آپ مجھ پر احسان کیجئے خدا آپ پر احسان کرے گا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو چھوڑ دیا اور سفر کے لئے ایک اونٹ بھی عنایت فرمایا، یہ مسلمان ہو کر اپنے بھائی عدی بن حاتم کے پاس پہنچی اور اس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق نبوت سے آگاہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت زیادہ تعریف کی، عدی بن حاتم اپنی بہن کی زبانی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق عظیم اور عادات کریمہ کے حالات سن کر بے حد متاثر ہوئے اور بغیر کوئی امان طلب کیے

۱...... القرآن الکریم　پارہ: ۲۶　سورۃ الحجرات　آیت: ۴، ۵

۲...... مدارج النبوۃ [illegible] باب [illegible] مکتبہ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

ہوئے مدینہ حاضر ہو گئے، لوگوں نے بارگاہ نبوت میں یہ خبر دی کہ عدی بن حاتم آ گیا ہے، حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتہائی کریمانہ انداز سے عدی بن حاتم کے ہاتھ کو اپنے دست رحمت میں لے لیا اور فرمایا کہ اے عدی! تم کس چیز سے بھاگے؟ کیا "لاَ اِلٰـہَ اِلاَّ اللہ" کہنے سے تم بھاگے؟ کیا خدا کے سوا کوئی اور معبود بھی ہے؟ عدی بن حاتم، نے کہا کہ نہیں' پھر کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گئے ان کے اسلام قبول کرنے سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو اس قدر خوشی ہوئی کہ فرط مسرت سے آپ کا چہرہء انور چمکنے لگا، اور آپ نے ان کو خصوصی عنایات سے نوازا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے باپ حاتم کی طرح بہت ہی سخی تھے، حضرت امام احمد ناقل ہیں کہ کسی نے ان سے ایک سو درہم کا سوال کیا تو یہ خفا ہو گئے اور کہا کہ تم نے فقط ایک سو درہم ہی مجھ سے مانگا تم نہیں جانتے کہ میں حاتم کا بیٹا ہوں خدا کی قسم میں تم کو اتنی حقیر رقم نہیں دونگا، یہ بہت ہی شاندار صحابی ہیں، خلافت صدیق اکبر میں جب بہت سے قبائل نے اپنی زکوٰۃ روک دی، اور بہت سے مرتد ہو گئے یہ اس دور میں بھی پہاڑ کی طرح اسلام پر ثابت قدم رہے اور اپنی قوم کی زکوٰۃ لا کر بارگاہ خلافت میں پیش کی اور عراق کی فتوحات اور دوسرے اسلامی جہادوں میں مجاہد کی حیثیت سے شریک ہوئے اور ۶۸ھ میں ایک سو بیس برس کی عمر پا کر وصال فرمایا اور صحاح ستہ کی ہر کتاب میں آپ کی روایت کردہ حدیثیں مذکور ہیں۔(۱)

غزوہ تبوک

''تبوک'' مدینہ اور شام کے درمیان ایک مقام کا نام ہے، جو مدینہ سے چودہ منزل دور ہے، بعض مؤرخین کا قول ہے کہ ''تبوک'' ایک قلعہ کا نام ہے اور بعض کا قول ہے کہ ''تبوک'' ایک چشمہ کا نام ہے ممکن ہے یہ سب باتیں موجود ہوں!۔

یہ غزوہ سخت قحط کے دنوں میں ہوا، طویل سفر، ہوا گرم، سواری کم، کھانے پینے کی تکلیف، لشکر کی تعداد بہت زیادہ، اس لئے اس غزوہ میں مسلمانوں کو بڑی تنگی اور تنگ دستی کا سامنا کرنا پڑا، یہی وجہ ہے کہ اس غزوہ کو ''جیش العسرۃ'' (تنگ دستی کا لشکر) بھی کہتے ہیں، اور چونکہ منافقوں کو اس غزوہ میں

۱..... شرح الزرقانی علی المواہب باب ہدم صنم طئی ۴/۵۰،۴۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت

..... مدارج النبوۃ قسم سوم باب نہم ۲/۴۲۷ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

بڑی شرمندگی اور شرمساری اٹھانی پڑی تھی، اس وجہ سے اس کا نام "غزوہ فاضحہ" (رسوا کرنے والا غزوہ) بھی ہے اس پر تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ غزوہ کے لئے حضور اقدس ﷺ ماہ رجب ۹ھ جمعرات کے دن روانہ ہوئے۔(۱)

غزوۂ تبوک کا سبب

عرب کا غسانی خاندان جو قیصر روم کے زیر اثر ملک شام پر حکومت کرتا تھا، چونکہ وہ عیسائی تھا اس لئے قیصر روم نے اس کو اپنا آلہ کار بنا کر مدینہ پر فوج کشی کا عزم کر لیا، چنانچہ ملک شام کے جو سوداگر روغن زیتون بیچنے مدینہ آیا کرتے تھے انہوں نے خبر دی کہ قیصر روم کی حکومت نے ملک شام میں بہت بڑی فوج جمع کر دی ہے، اور اس فوج میں رومیوں کے علاوہ قبائل لخم و جذام اور غسان کے تمام عرب بھی شامل ہیں، ان خبروں کا تمام عرب میں ہر طرف چرچا تھا، اور رومیوں کی اسلام دشمنی کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں تھی، اس لئے ان تمام خبروں کو غلط سمجھ کر نظر انداز کر دینے کی بھی کوئی وجہ نہیں تھی، اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فوج کی تیاری کا حکم دے دیا۔

لیکن جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں کہ اس وقت حجاز مقدس میں شدید قحط تھا، اور بے پناہ شدت کی گرمی پڑ رہی تھی، ان وجوہات سے لوگوں کو گھر سے نکلنا شاق گزر رہا تھا مدینہ کے منافقین جن کے نفاق کا بھانڈا پھوٹ چکا تھا، وہ خود بھی فوج میں شامل ہونے سے جی چراتے تھے، اور دوسروں کو بھی منع کرتے تھے، لیکن اس کے باوجود تیس ہزار کا لشکر جمع ہو گیا۔

مگر ان تمام مجاہدین کے لئے سواریوں اور سامان جنگ کا انتظام کرنا ایک بڑا ہی کٹھن مرحلہ تھا کیونکہ لوگ قحط کی وجہ سے انتہائی مفلوک الحال اور پریشان تھے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام قبائل عرب سے فوجیں اور مالی امداد طلب فرمائی، اس طرح اسلام میں کسی کار خیر کے لئے چندہ کرنے کی سنت قائم ہوئی۔(۲)

فہرست چندہ دہندگان

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سارا مال اور گھر کے تمام اثاثہ یہاں تک کہ بدن

۱۔ مدارج النبوۃ قسم سوم باب ہشتم ۲/۳۲۶،۲۷ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲۔ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ تبوک [illegible] دار الکتب العلمیہ بیروت

کے کپڑے بھی لاکر بارگاہ رسالت میں پیش کردیے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا آدھا مال اس چندہ میں دے دیا، منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنا نصف مال لے کر بارگاہ اقدس میں چلے تو اپنے دل میں یہ خیال کر کے چلے تھے کہ آج میں حضرت ابوبکر صدیق سے سبقت لے جاؤں گا کیونکہ اس دن کاشانہء فاروق میں اتفاق سے بہت زیادہ مال تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا کہ اے عمر! کتنا مال لائے؟ اور کس قدر گھر پر چھوڑا؟ عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدھا مال حاضر خدمت ہے اور آدھا مال اہل وعیال کے لئے گھر میں چھوڑ دیا ہے اور جب یہی سوال اپنے یار غار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ "اِذَّخَرْتُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" میں نے اللہ اور اس کے رسول کو اپنے گھر کا ذخیرہ بنادیا ہے، آپ نے فرمایا کہ "مَا بَيْنَكُمَا مَا بَيْنَ كَلِمَتَيْكُمَا تم دونوں میں اتنا ہی فرق ہے جتنا تم دونوں کے کلاموں میں فرق ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے مجاہدین کی سواری کے لئے اور ایک ہزار اشرفی فوج کے اخراجات کی مد میں اپنی آستین میں بھر کر لائے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی آغوش مبارک میں بکھیر دیا آپ نے ان کو قبول فرما کر یہ دعا فرمائی کہ

"اَللّٰهُمَّ ارْضِ عَنْ عُثْمَانَ فَاِنِّيْ عَنْهُ رَاضٍ" اے اللہ تو عثمان سے راضی ہوجا کیونکہ میں اس سے خوش ہوگیا ہوں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس ہزار درہم دیے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں اس وقت اسی ہزار درہم تھے آدھے بارگاہ اقدس میں لایا ہوں، اور آدھا گھر پر بال بچوں کے لئے چھوڑ آیا ہوں، ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس میں بھی برکت دے جو تم لائے اور اس میں بھی برکت عطا فرمائے جو تم نے گھر پر رکھا، اس دعاء نبوی کا یہ اثر ہوا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ مالدار ہوگئے۔

اسی طرح تمام انصار و مہاجرین نے حسب توفیق اس چندہ میں حصہ لیا عورتوں نے اپنے زیورات اتار اتار کر بارگاہ نبوت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضرت عاصم بن عدی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی من کھجوریں دیں اور حضرت ابوعقیل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بہت ہی مفلس تھے فقط ایک صاع کھجور لے کر حاضر خدمت ہوئے اور گذارش کی کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے دن بھر پانی

بھر بھر کر مزدوری کی تو دو صاع کھجوریں مجھے مزدوری میں ملی ہیں، ایک صاع اہل و عیال کو دے دی ہے اور یہ ایک صاع حاضر خدمت ہے، حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کا قلب نازک اپنے ایک مفلس جانثار کے اس نذرانہ خلوص سے بے حد متاثر ہوا اور آپ نے اس کھجور کو تمام مالوں کے اوپر رکھ دیا۔ (۱)

فوج کی تیاری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اب تک یہ طریقہ تھا کہ غزوات کے معاملہ میں بہت زیادہ راز داری کے ساتھ تیاری فرماتے تھے، یہاں تک کہ عساکر اسلامیہ کو عین وقت تک بھی یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ کہاں اور کس طرف جانا ہے؟ مگر جنگ تبوک کے موقع پر سب کچھ انتظام علانیہ طور پر کیا اور یہ بھی بتا دیا کہ تبوک چلنا ہے، اور قیصر روم کی فوجوں سے جہاد کرنا ہے تا کہ لوگ زیادہ سے زیادہ تیاری کر لیں، حضرات صحابہ کرام نے جیسا کہ لکھا جا چکا ہے کہ دل کھول کر چندہ دیا مگر پھر بھی پوری فوج کے لئے سواریوں کا انتظام نہ ہو سکا چنانچہ بہت سے جانباز مسلمان اسی بنا پر اس جہاد میں شریک نہ ہو سکے کہ ان کے پاس سفر کا سامان نہیں تھا، یہ لوگ دربار رسالت میں سواری طلب کرنے کے لئے حاضر ہوئے مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس سواری نہیں ہے تو یہ لوگ اپنی بے سروسامانی پر اس طرح بلبلا کر روئے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی آہ و زاری اور بے قراری پر رحم آ گیا۔ (۲) چنانچہ قرآن مجید گواہ ہے کہ

وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ص تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ط ☆ (۳)

اور ان لوگوں پر کچھ حرج ہے کہ وہ جب (اے رسول) آپ کے پاس آئے کہ ہم کو سواری دیجئے اور آپ نے کہا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس پر تمہیں سوار کروں تو وہ واپس گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ افسوس ہمارے پاس خرچ نہیں ہے۔

تبوک کو روانگی

۱......مدارج النبوۃ قسم سوم باب نہم ۳۴۶/۲، ۳۴۴ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲......مدارج النبوۃ قسم سوم باب نہم ۳۴۷/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۳......القرآن الکریم پارہ: ۱۰ سورۃ التوبۃ آیت: ۹۲

بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیس ہزار کا لشکر ساتھ لے کر تبوک کے لئے روانہ ہوگئے ،اور مدینہ کا نظم ونسق چلانے کے لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت ہی حسرت وافسوس کے ساتھ عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر خود جہاد کیلئے تشریف لیے جارہے ہیں تو ارشاد فرمایا کہ۔

اَلَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَیْسَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ۔

کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ نسبت ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔(۱)

یعنی جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر جاتے وقت حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنی امت بنی اسرائیل کی دیکھ بھال کے لئے اپنا خلیفہ بنا کر گئے تھے اسی طرح میں تم کو اپنی امت سونپ کر جہاد کے لئے جارہا ہوں۔

مدینہ سے چل کر مقام ''ثنیۃ الوداع'' میں آپ نے قیام فرمایا پھر فوج کا جائزہ لیا اور فوج کا مقدمہ ،میمنہ، میسرہ وغیرہ مرتب فرمایا، پھر وہاں سے کوچ کیا، منافقین قسم قسم کے جھوٹے عذر اور بہانے بنا کر رہ گئے اور مخلص مسلمانوں میں سے بھی چند حضرات رہ گئے ان میں سے یہ حضرات تھے، کعب بن مالک، ہلال بن امیہ، مرارہ بن ربیع ، ابوخیثمہ ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم ،ان میں سے ابوخیثمہ اور ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو بعد میں جا کر شریک جہاد ہوگئے ،لیکن تین اول الذکر نہیں گئے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے رہ جانے کا سبب یہ ہوا کہ ان کا گھوڑا بہت ہی کمزور اور تھکا ہوا تھا، انہوں نے اس کو چند دن چارہ کھلایا تا کہ وہ چنگا ہو جائے، جب روانہ ہوئے تو وہ پھر راستہ میں تھک گیا، مجبوراً وہ اپنا سامان اپنی پیٹھ پر لاد کر چل پڑے اور اسلامی لشکر میں شامل ہوگئے۔(۲)

حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے مگر وہ ایک دن شدید گرمی میں کہیں باہر سے آئے تو ان کی بیوی نے چھپر میں چھڑکاؤ کر رکھا تھا، تھوڑی دیر اس سایہ دار اور ٹھنڈی جگہ میں

۱......صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ التبوک ۶۳۳/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ رقم الحدیث:۴۴۱۹
......سنن ترمذی کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ رقم الحدیث:۳۶۵۸
......ابن ماجہ المقدمۃ رقم الحدیث:۱۱۲
۲......المواہب اللدنیۃ [illegible] باب غزوۃ تبوک [illegible] دار الکتب العلمیۃ بیروت

بیٹھے پھر نا گہاں ان کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آ گیا اپنی بیوی سے کہا کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ میں تو اپنے چھپر میں ٹھنڈک اور سایہ میں آرام وچین سے بیٹھا رہوں اور خدا کے رسول مقدس اس دھوپ کی تمازت اور شدید لو کے تھپیڑوں میں سفر کرتے ہوئے جہاد کے لئے تشریف لے جا رہے ہوں ایک دم ان پر ایسی ایمانی غیرت سوار ہوگئی کہ توشہ کے لئے کھجور لے کر ایک اونٹ پر سوار ہو گئے اور تیزی کے ساتھ سفر کرتے ہوئے روانہ ہو گئے لشکر والوں نے دور سے ایک شتر سوار کو دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوخیثمہ ہوں گے، اسی طرح یہ بھی لشکر اسلام میں پہنچ گئے۔(۱)

راستے میں قوم عاد وثمود کی وہ بستیاں ملیں جو قہر الٰہی کے عذابوں سے الٹ پلٹ کر دی گئی تھی، آپ نے حکم دیا کہ یہ وہ جگہیں ہیں جہاں خدا کا عذاب نازل ہو چکا ہے اس لئے کوئی شخص یہاں قیام نہ کرے بلکہ تیزی کے ساتھ سب لوگ یہاں سے سفر کر کے ان عذاب کی وادیوں سے جلد باہر نکل جائیں اور کوئی یہاں کا پانی نہ پیے اور نہ کسی کام میں لائے۔

اس غزوہ میں پانی کی قلت، شدید گرمی، سواریوں کی کمی سے مجاہدین نے بے حد تکلیف اٹھائی مگر منزل مقصود پر پہنچ کر ہی دم لیا۔(۲)

راستے کے چند معجزات

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا کہ وہ سب سے الگ الگ چل رہے ہیں، تو ارشاد فرمایا کہ یہ سب سے الگ ہی چلیں گے اور الگ ہی زندگی گزاریں گے اور الگ ہی وفات پائیں گے، چنانچہ ٹھیک ایسا ہی ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان کو حکم دیا کہ آپ ''ربذہ'' میں رہیں آپ ربذہ میں اپنی بیوی اور غلام کے ساتھ رہنے لگے جب وفات کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا کہ تم دونوں مجھ کو غسل دے کر اور کفن پہنا کر راستہ میں رکھ دینا، جب شتر سواروں کو پہلا گروہ میرے جنازہ کے پاس سے گزرے تو تم لوگ اس سے کہنا کہ یہ ابوذر غفاری کا جنازہ ہے ان پر نماز پڑھ کر انکو دفن کرنے میں ہماری مدد کرو، خدا کی شان کہ سب سے پہلا جو قافلہ گزرا اس میں حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی رضی اللہ تعالی عنہ تھے، آپ نے جب یہ سنا کہ یہ

۱.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ تبوک ۸۲/۴ دار الکتب العلمیہ بیروت

.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۴۲۸،۴۹/۴ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ تبوک [illegible] دار الکتب العلمیہ بیروت

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ ہے تو انہوں نے اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور قافلہ کو روک کر اتر پڑے اور کہا کہ بالکل سچ فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ

"اے ابوذر! تو تنہا چلے گا، تنہا مرے گا، تنہا قبر سے اٹھے گا۔"

پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قافلہ والوں نے ان کو پورے اعزاز کیساتھ دفن کیا۔(۱)

بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے، کہ ان کی بیوی کے پاس کفن کے لئے کپڑا نہیں تھا تو آنے والے لوگوں میں سے ایک انصاری نے کفن کے لئے کپڑا دیا اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

ہوا اڑا لے گئی

جب اسلامی لشکر مقام "حجر" میں پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ کوئی شخص اکیلا لشکر سے باہر کہیں دور نہ چلا جائے پورے لشکر نے اس حکم نبوی کی اطاعت کی، مگر قبیلہء بنو ساعدہ کے دو آدمیوں نے آپ کے حکم کو نہیں مانا، ایک شخص اکیلا ہی رفع حاجت کے لئے لشکر سے دور چلا گیا وہ بیٹھا ہی تھا کہ دفعۃً کسی نے اس کا گلا گھونٹ دیا اور وہ اسی جگہ مر گیا اور دوسرا شخص اپنا اونٹ پکڑنے کے لئے اکیلا ہی لشکر سے کچھ دور چلا گیا تو ناگہاں ایک ہوا کا جھونکا آیا اور اس کو اڑا کر قبیلہ "طی" کے دونوں پہاڑوں کے درمیان پھینک دیا اور وہ ہلاک ہو گیا آپ نے ان دونوں کا انجام سن کر فرمایا کہ کیا میں نے تم لوگوں کو منع نہیں کر دیا تھا؟۔(۲)

گمشدہ اونٹنی کہاں ہے؟

ایک منزل پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کہیں چلی گئی اور لوگ اس کی تلاش میں سرگرداں پھرنے لگے تو ایک منافق جس کا نام "زید بن لصیت" تھا کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں کہ میں اللہ کا نبی ہوں، اور میرے پاس آسمان کی خبریں آتی ہیں مگر ان کو یہ پتا ہی نہیں ہے کہ ان کی اونٹنی

۱......سیرت ابن ہشام مع روض الانف　ملخصا　۴۵۲،۵۳/۴　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب غزوۃ تبوک　۸۳/۴　دار الکتب العلمیۃ بیروت

۲......سیرت ابن ہشام مع روض الانف　ملخصا　۴۵۲،۵۳/۴　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب غزوۃ تبوک　۸۳/۴　دار الکتب العلمیۃ بیروت

......دلائل النبوۃ لابی نعیم　[illegible]　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

کہاں ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ایک شخص ایسا ایسا کہتا ہے حالانکہ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کے بتا دینے سے میں خوب جانتا ہوں کہ میری اونٹنی کہاں ہے؟ وہ فلاں گھاٹی میں ہے اور ایک درخت میں اس کی مہار کی رسی الجھ گئی ہے، تم لوگ جاؤ اور اس اونٹنی کو میرے پاس لے کر آ جاؤ، جب لوگ اس جگہ گئے تو ٹھیک ایسا ہی دیکھا کہ اسی گھاٹی میں وہ اونٹنی کھڑی ہے اور اسکی مہار ایک درخت کی شاخ میں الجھی ہوئی ہے۔(۱)

تبوک کا چشمہ

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک کے قریب میں پہنچے تو ارشاد فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ کل تم لوگ تبوک کے چشمہ پر پہنچو گے اور سورج بلند ہونے کے بعد پہنچو گے لیکن کوئی شخص وہاں پہنچے تو پانی کو ہاتھ نہ لگائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وہاں پہنچے تو جوتے کے تسمے کے برابر اس میں ایک پانی کی دھار بہہ رہی تھی، آپ نے اس میں سے تھوڑا سا پانی منگا کر ہاتھ منہ دھویا اور اس پانی میں کلی فرمائی پھر حکم دیا کہ اس پانی کو چشمہ میں انڈیل دو، لوگوں نے جب اس پانی کو چشمہ میں ڈالا تو چشمہ زور دار پانی کی موٹی دھار بہنے لگی اور تیس ہزار کا لشکر اور تمام جانور اس چشمہ کے پانی سے سیراب ہو گئے۔(۲)

رومی لشکر ڈر گیا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبوک میں پہنچ کر لشکر کو پڑاؤ کا حکم دیا مگر دور دور تک رومی لشکروں کا کوئی پتا نہیں چلا، واقعہ یہ ہوا کہ جب رومیوں کے جاسوسوں نے قیصر کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیس ہزار کا لشکر لے کر تبوک میں آ رہے ہیں تو رومیوں کے دلوں پر اس قدر ہیبت چھا گئی کہ وہ جنگ سے ہمت ہار گئے اور اپنے گھروں سے باہر نہ نکل سکے۔(۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیس دن تبوک میں قیام فرمایا اور اطراف و جوانب میں افواج

۱......سیرت ابن ہشام مع روض الانف ملتقطا ۳/۵۲،۲۵۱ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ تبوک ۴/۸۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت

۲......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ تبوک ۴/۹۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت

۳......مدارج النبوۃ قسم سوم باب نہم ۲/۳۴۹ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

الٰہی کا جلال دکھا کر اور کفار کے دلوں پر اسلام کا رعب بٹھا کر مدینہ واپس تشریف لائے اور تبوک میں کوئی جنگ نہیں ہوئی۔

اسی سفر میں ''ایلہ'' کا سردار جس کا نام ''یوحنا'' تھا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور جزیہ دینا قبول کرلیا، اور ایک سفید خچر بھی دربار رسالت میں نذر کیا جس کے صلہ میں تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اپنی چادر مبارک عنایت فرمائی، اور اس کو ایک دستاویز تحریر فرما کر عطا فرمائی کہ وہ اپنے گرد و پیش کے سمندر سے ہر قسم کے فوائد حاصل کرتا رہے۔(۱)

اسی طرح ''جرباء'' اور ''اذرح'' کے عیسائیوں نے بھی حاضر خدمت ہو کر جزیہ دینے پر رضامندی ظاہر کی۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک سو بیس سواروں کے ساتھ ''دومۃ الجندل'' کے بادشاہ ''اکیدر بن عبدالملک'' کی طرف روانہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ وہ رات میں نیل گائے کا شکار کر رہا ہوگا، تم اس کے پاس پہنچو، تو اس کو قتل مت کرنا بلکہ اس کو زندہ گرفتار کر کے میرے پاس لانا، چنانچہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاندنی رات میں اکیدر اور اس کے بھائی حسان کو شکار کرتے ہوئے پالیا، حسان نے چونکہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ شروع کر دی اس لئے آپ نے اس کو قتل کر دیا مگر اکیدر کو گرفتار کر لیا اور اس شرط پر اس کو رہا کیا کہ وہ مدینہ بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر صلح کرے، چنانچہ وہ مدینہ آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو امان دی۔(۲)

اس غزوہ میں جو لوگ حاضر رہے ان میں اکثر منافقین تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک سے مدینہ واپس آئے، اور مسجد نبوی میں نزول اجلال فرمایا تو منافقین قسمیں کھا کھا کر اپنا اپنا عذر بیان کرنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی سے کوئی مواخذہ نہیں فرمایا لیکن تین مخلص صحابیوں حضرت کعب بن مالک و ہلال بن امیہ و مرارہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا پچاس دنوں تک آپ نے بائیکاٹ

۱......صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب خرص التمر ۱/۲۴۸ قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم کتاب الفضائل رقم الحدیث: ۴۲۳۰
......سنن ابی داؤد کتاب الخراج والامارۃ والفئی رقم الحدیث: ۳۶۷۵
۲......سیرت ابن ہشام مع روض الانف ملخصاً ۴/۵۸، ۲۵۶ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ تبوک دار الکتب العلمیہ بیروت

فرمادیا، پھران تینوں کی توبہ قبول ہوئی اوران لوگوں کے بارے میں قرآن مجید کی آیت نازل ہوئی۔

(اس کا مفصل ایک وعظ ہم نے اپنی کتاب ''عرفانی تقریریں'' میں لکھ دیا ہے)

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ کے قریب پہنچے اور اُحد پہاڑ کو دیکھا تو فرمایا کہ۔

"ھٰذَا اُحُدٌ جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ "(۱)

یہ احد ہے، یہ ایسا پہاڑ ہے کہ یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

جب آپ نے مدینہ کی سرزمین میں قدم رکھا تو عورتیں بچے اور لونڈی غلام سب استقبال کے لئے نکل پڑے اور استقبالیہ نظمیں پڑھتے ہوئے آپ کے ساتھ مسجد نبوی تک آئے جب آپ مسجد نبوی میں دو رکعت نماز پڑھ کر تشریف فرما ہو گئے ،تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھا اور اہل مدینہ نے بخیر وعافیت اس دشوار گزار سفر سے آپ کی تشریف آوری پر انتہائی مسرت وشادمانی کا اظہار کیا اور ان منافقین کے بارے میں جو جھوٹے بہانے بنا کر اس جہاد میں شریک نہیں ہوئے تھے اور بارگاہ رسالت میں قسمیں کھا کھا کر عذر پیش کرتے رہے تھے، قہر وغضب میں بھری ہوئی قرآن مجید کی آیتیں نازل ہوئیں اور ان منافقوں کے نفاق کا پردہ چاک ہو گیا۔

ذوالبجادین کی قبر

غزوہ تبوک میں بجز ایک حضرت ذوالبجادین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نہ کسی صحابی کی شہادت ہوئی نہ وفات، حضرت ذوالبجادین کون تھے؟ اور ان کی وفات اور دفن کا کیسا منظر تھا؟ یہ ایک بہت ہی ذوق آفرین اور لذیذ حکایت ہے، یہ قبیلہ مزینہ کے ایک یتیم تھے اور اپنے چچا کی پرورش میں تھے، جب یہ سن شعور کو پہنچے اور اسلام کا چرچا سنا تو ان کے دل میں بت پرستی سے نفرت اور اسلام قبول کرنے کا جذبہ پیدا ہوا مگر ان کا چچا بہت ہی کٹر کافر تھا اس کے خوف سے یہ اسلام قبول نہیں کر سکتے تھے لیکن فتح مکہ کے بعد جب لوگ فوج درفوج اسلام میں داخل ہونے لگے تو انہوں نے اپنے چچا کو ترغیب دی کہ تم بھی دامن اسلام میں آجاؤ، کیونکہ میں قبول اسلام کے لئے بہت ہی بے قرار ہوں، یہ سن کر ان کے چچا نے ان کو

۱......صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث کعب بن مالک ۳/۱۳۷،۶۲۳ قدیمی کتب خانہ کراچی

......المواھب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ تبوک ۴/۹۸،۱۰۸ دارالکتب العلمیۃ بیروت

برہنہ کرکے گھر سے نکال دیا، یہ اپنی والدہ سے ایک کمبل مانگ کر اس کو دو ٹکڑے کرکے آدھے کو تہبند اور آدھے کو چادر بنالیا، اور اسی لباس میں ہجرت کرکے مدینہ پہنچ گئے، رات بھر مسجد نبوی میں ٹھہرے رہے، نماز فجر کے وقت جب جمال محمدی ﷺ کے انوار سے ان کی آنکھیں منور ہوئیں تو کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوگئے، حضور ﷺ نے ان کا نام دریافت فرمایا تو انہوں نے اپنا نام عبدالعزیٰ بتادیا، آپ نے فرمایا کہ آج سے تمہارا نام عبداللہ اور لقب ذوالبجادین (دو کمبلوں والا) ہے حضور ﷺ ان پر بہت کرم فرماتے تھے، اور یہ مسجد نبوی میں اصحاب صفہ کی جماعت کے ساتھ رہنے لگے اور نہایت بلند آواز سے ذوق وشوق کے ساتھ قرآن مجید پڑھا کرتے تھے، جب حضور ﷺ جنگ تبوک کیلئے روانہ ہوئے تو یہ بھی مجاہدین میں شامل ہوکر چل پڑے اور بڑے ہی ذوق وشوق اور انتہائی اشتیاق کے ساتھ درخواست کی کہ یارسول اللہ ﷺ دعا فرمایئے کہ مجھے خدا کی راہ میں شہادت نصیب ہوجائے، آپ نے فرمایا کہ تم کسی درخت کی چھال لاؤ، وہ تھوڑی سی ببول کی چھال لائے آپ نے ان کے بازو پر وہ چھال باندھ دی اور دعا کی کہ اے اللہ! (میں نے اس کے خون کو کفار پر حرام کردیا ہے) انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا مقصد تو شہادت ہی ہے، ارشاد فرمایا کہ جب تم جہاد کے لئے نکلے ہو تو اگر بخار میں بھی مروگے جب بھی تم شہید ہی ہوگے۔ خدا کی شان کہ جب حضرت ذوالبجادین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تبوک میں پہنچے تو بخار میں مبتلا ہوگئے اور اسی بخار میں ان کی وفات ہوگئی۔

حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ان کے دفن کا عجیب منظر تھا کہ حضرت بلال موذن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہاتھ میں چراغ لئے ان کی قبر کے پاس کھڑے تھے اور خود بہ نفس نفیس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی قبر میں اترے اور حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حکم دیا کہ تم دونوں اپنے اسلامی بھائی کی لاش کو اٹھاؤ، پھر آپ نے ان کو اپنے دست مبارک سے لحد میں سلایا اور خود ہی قبر کی کچی اینٹوں سے بند فرمایا اور پھر یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! میں ذوالبجادین سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہوجا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ذوالبجادین کے دفن کا یہ منظر دیکھا تو بے اختیار ان کے منہ سے نکلا کہ کاش ذوالبجادین کی جگہ یہ میری میت ہوتی۔ (۱)

۱......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب نہم　۲/۳۵۰　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف　[illegible]　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

مسجد ضرار

منافقوں نے اسلام کی بیخ کنی اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے مسجد قباء کے مقابلہ میں ایک مسجد تعمیر کی تھی جو درحقیقت منافقین کی سازشوں اور ان کی دسیسہ کاریوں کا ایک زبردست اڈہ تھا، ابو عامر راہب جو انصار میں سے عیسائی ہو گیا تھا، جس کا نام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو عامر فاسق رکھا تھا، اس نے منافقین سے کہا کہ تم لوگ خفیہ طریقے پر جنگ کی تیاریاں کرتے رہو، میں قیصر روم کے پاس جا کر وہاں سے فوجیں لاتا ہوں تاکہ اس ملک سے اسلام کا نام ونشان مٹا دوں، چنانچہ اسی مسجد میں بیٹھ بیٹھ کر اسلام کے خلاف منافقین کمیٹیاں میٹنگیں کرتے تھے اور اسلام و بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتمہ کر دینے کی تدبیریں سوچا کرتے تھے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ تبوک کے لئے روانہ ہونے لگے تو مکار منافقوں کا ایک گروہ آیا اور محض مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے بارگاہ اقدس میں یہ درخواست پیش کی کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے بیماروں اور معذروں کے لئے مسجد بنائی ہے آپ چل کر ایک مرتبہ اس مسجد میں نماز پڑھا دیں، تاکہ ہماری یہ مسجد خدا کی بارگاہ میں مقبول ہو جائے، آپ نے جواب دیا کہ اس وقت تو میں جہاد کیلئے گھر سے نکل چکا ہوں لہٰذا اس وقت تو مجھے اتنا موقع نہیں ہے، منافقین نے بہت کافی اصرار کیا مگر آپ نے ان کی اس مسجد میں قدم نہیں رکھا جب آپ جنگ تبوک سے واپس تشریف لائے تو منافقین کی چالبازیوں اور ان کی مکاریوں، دغابازیوں کے بارے میں "سورہ توبہ" کی بہت سی آیات نازل ہو گئیں اور منافقین کے نفاق اور انکی اسلام دشمنی کے تمام رموز واسرار بے نقاب ہو کر نظروں کے سامنے آگئے اور ان کی اس مسجد کے بارے میں خصوصیت کے ساتھ یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِداً ضِرَاراً وَّكُفْراً وَّتَفْرِيْقاً بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَاداً لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ط وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا الْحُسْنٰى ط وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ☆ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَداً ط لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ط فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ☆ (۱)

اور وہ لوگ جنہوں نے ایک مسجد ضرر پہنچانے اور کفر کرنے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی

۱...... القرآن الکریم پارہ ۱۱ سورۃ التوبہ آیت ۱۰۸،۱۰۷

غرض سے بنائی اور اس مقصد سے کہ جو لوگ پہلے ہی سے خدا اور اس کے رسول سے جنگ کر رہے ہیں ان کے لئے ایک کمین گاہ ہاتھ آ جائے، اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو بھلائی ہی کا ارادہ کیا ہے اور خدا گواہی دیتا ہے کہ بے شک یہ لوگ جھوٹے ہیں، آپ کبھی بھی اس مسجد میں نہ کھڑے ہوں، وہ مسجد (مسجد قبا) جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے پرہیزگاری پر رکھی ہوئی ہے وہ اس بات کی زیادہ حق دار ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاکی کو پسند کرتے ہیں اور خدا پاکی رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اس آیت کے نازل ہو جانے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مالک بن دخشم وحضرت معن بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حکم دیا کہ اس مسجد کو منہدم کر کے اس میں آگ لگا دیں۔(۱)

صدیق اکبر امیر الحج

غزوۂ تبوک سے واپسی کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذوالقعدہ ۹ھ میں تین سو مسلمانوں کا ایک قافلہ مدینہ منورہ سے حج کے لئے مکہ مکرمہ بھیجا، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "امیر الحج" اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "نقیب اسلام" اور حضرت سعد بن ابی وقاص وحضرت جابر بن عبداللہ وحضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معلم بنا دیا اور اپنی طرف سے قربانی کے لئے بیس اونٹ بھی بھیجے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حرم کعبہ اور عرفات ومنیٰ میں خطبہ پڑھا اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور "سورۂ براۃ" کی چالیس آیتیں پڑھ کر سنائیں اور اعلان کر دیا کہ اب کوئی مشرک خانہ کعبہ میں داخل نہ ہو سکے گا نہ کوئی برہنہ بدن اور ننگا ہو کر طواف کر سکے گا، اور چار مہینے کے بعد کفار ومشرکین کے لئے امان ختم کر دی جائے گی، حضرت ابوہریرہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس اعلان کی اس قدر زور زور سے منادی کی کہ ان لوگوں کا گلا بیٹھ گیا، اس اعلان کے بعد کفار ومشرکین فوج کی فوج آ کر مسلمان ہونے لگے۔(۲)

۱.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۃ تبوک ۹۸/۴، ۹۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت
.....سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۶۲/۴، ۶۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۲.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب حج الصدیق بالناس [illegible] دار الکتب العلمیۃ بیروت

۹ھ کے واقعاتِ متفرقہ

۱......اس سال پورے ملک میں ہر طرف امن وامان کی فضا پیدا ہوگئی، اور زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا، اور زکوٰۃ کی وصولی کے لئے عاملین اور محصلوں کا تقرر ہوا۔(۱)

۲......جو غیر مسلم قومیں اسلامی سلطنت کے زیر سایہ رہیں ان کے لئے جزیہ کا حکم نازل ہوا اور قرآن مجید کی یہ آیت اتری کہ

حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ☆ (۲)

ترجمہ: وہ چھوٹے بن کر "جزیہ" ادا کریں۔(توبہ)

۳......سود کی حرمت نازل ہوئی اور اس کے ایک سال بعد ۱۰ھ میں "حجۃ الوداع" کے موقع پر اپنے خطبوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا خوب خوب اعلان فرمایا۔

۴......حبشہ کا بادشاہ جن کا نام حضرت اصحمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا جن کے زیر سایہ مسلمان مہاجرین نے چند سال حبشہ میں پناہ لی تھی، ان کی وفات ہوگئی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی اور ان کے لئے مغفرت کی دعا مانگی۔(۳)

۵......اسی سال منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی مر گیا، اس کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درخواست پر ان کی دلجوئی کے واسطے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس منافق کے کفن کے لئے اپنا پیرہن عطا فرمایا، اور اس کی لاش کو اپنے زانوئے اقدس پر رکھ کر اس کے کفن میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بار بار منع کرنے کے باوجود چونکہ ابھی تک ممانعت نازل نہیں ہوئی تھی، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھائی لیکن اس کے بعد ہی یہ آیت نازل ہوگئی کہ۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ۔(۴)

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب تحویل القبلۃ　۲/۲۵۴　دار الکتب العلمیہ بیروت
۲......القرآن الکریم پارہ: سورۃ التوبۃ آیت:
۳......مدارج النبوۃ قسم سوم باب نہم ۲/۳۷۷ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۴......القرآن الکریم پ۱۰ سورۃ التوبۃ [illegible]

(اے رسول) ان (منافقوں) میں سے جو مریں کبھی آپ ان پر نماز جنازہ نہ پڑھیے اور ان کی قبر کے پاس آپ کھڑے بھی نہ ہوں یقیناً ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور کفر کی حالت میں یہ لوگ مرے ہیں!

اس آیت کے نزول کے بعد پھر کبھی آپ نے کسی منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی نہ اس کی قبر کے پاس کھڑے ہوئے۔(۱)

وفود العرب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ اسلام کے لئے تمام اطراف واکناف میں مبلغین اسلام اور عاملین ومجاہدین کو بھیجا کرتے تھے، ان میں سے بعض قبائل تو مبلغین کے سامنے ہی دعوتِ اسلام قبول کر کے مسلمان ہو جاتے تھے مگر بعض قبائل اس بات کے خواہشمند ہوتے تھے کہ براہ راست خود بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر اپنے اسلام کا اعلان کریں، چنانچہ کچھ لوگ اپنے اپنے قبیلوں کے نمائندہ بن کر مدینہ منورہ آتے تھے اور خود بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ فیض ترجمان سے دعوتِ اسلام کا پیغام سن کر اپنے اسلام کا اعلان کرتے تھے اور پھر اپنے اپنے قبیلوں میں واپس جا کر پورے قبیلہ والوں کو مشرف بہ اسلام کرتے تھے انہی قبائل کے نمائندوں کو ہم "وفود العرب" کے عنوان سے بیان کرتے ہیں۔

اس قسم کے وفود اور نمائندگانِ قبائل مختلف زمانوں میں مدینہ منورہ آتے رہے مگر فتح مکہ کے بعد ناگہاں سارے عرب کے خیالات میں ایک عظیم تغیر واقع ہو گیا اور سب لوگ اسلام کی طرف مائل ہونے لگے کیونکہ اسلام کی حقانیت واضح اور ظاہر ہو جانے کے باوجود بہت سے قبائل محض قریش کے دباؤ اور اہل مکہ کے ڈر سے اسلام قبول نہیں کر سکتے تھے، فتح مکہ نے اس رکاوٹ کو بھی دور کر دیا اور اب دعوت اسلام اور قرآن کے مقدس پیغام نے گھر گھر پہنچ کر اپنی حقانیت اور اعجازی تصرفات سے سب کے قلوب پر سکہ بٹھا دیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہی لوگ جو ایک لمحہ کے لئے اسلام کا نام سننا اور مسلمانوں کی صورت دیکھنا گوارا نہیں کر سکتے تھے، آج پروانوں کی طرح شمع نبوت پر نثار ہونے لگے اور جوق در جوق بلکہ فوج

۱.....صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الکفن فی القمیص، ۱/۱۶۹، قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم الحدیث: ۴۴۱۳، قدیمی کتب خانہ کراچی
.....مدارج النبوة، قسم سوم، باب نہم، ۲/۳۶۷، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

در فوج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دور دراز کے سفر طے کرتے ہوئے وفود کی شکل میں آنے لگے اور برضاورغبت اسلام کے حلقہ بگوش بننے لگے چونکہ اس قسم کے وفود اکثر و بیشتر فتح مکہ کے بعد ۹ھ میں مدینہ منورہ آئے اس لئے ۹ھ کو لوگ ''سنۃ الوفود'' (نمائندہ کا سال) کہنے لگے۔

اس قسم کے وفود کی تعداد میں مصنفین سیرت کا بہت زیادہ اختلاف ہے، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے ان وفود کی تعداد ساٹھ سے زیادہ بتائی ہے۔(۱)

اور علامہ قسطلانی و حافظ ابن قیم نے اس قسم کے چودہ وفدوں کا تذکرہ کیا ہے ہم اپنی اس مختصر کتاب میں چند وفود کا تذکرہ کرتے ہیں۔

استقبالِ وفود

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبائل سے آنے والے وفدوں کے استقبال، اور انکی ملاقات کا خاص طور پر اہتمام فرماتے تھے، چنانچہ ہر وفد کے آنے پر آپ نہایت ہی عمدہ پوشاک زیب تن فرما کر کاشانہ اقدس سے نکلتے اور اپنے خصوصی اصحاب کو بھی حکم دیتے تھے کہ بہترین لباس پہن کر آئیں پھر ان مہمانوں کو اچھے سے اچھے مکانوں میں ٹھہراتے اور ان لوگوں کی مہمان نوازی اور خاطر مدارت کا خاص طور پر خیال فرماتے تھی اور ان مہمانوں سے ملاقات کے لئے مسجد نبوی میں ایک ستون سے ٹیک لگا کر نشست فرماتے پھر ہر ایک وفد سے نہایت ہی خوشی روئی اور خندہ پیشانی کے ساتھ گفتگو فرماتے، اور ان کی حاجتوں اور حالتوں کو پوری توجہ کے ساتھ سنتے اور پھر ان کو ضروری عقائد و احکام اسلام کی تعلیم و تلقین بھی فرماتے، اور ہر وفد کو ان کے درجات و مراتب کے لحاظ سے کچھ نہ کچھ نقد یا سامان بھی، تحائف اور انعامات کے طور پر عطا فرماتے!(۲)

وفد ثقیف

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگِ حنین کے بعد طائف سے واپس تشریف لائے اور ''جعرانہ'' سے عمرہ ادا کرنے کے بعد مدینہ تشریف لے جا رہے تھی تو راستے ہی میں قبیلہ ثقیف کے سردار اعظم ''عروہ بن مسعود ثقفی'' بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر برضاورغبت دامنِ اسلام میں آ گئے، یہ بہت ہی

۱......مدارج النبوۃ قسم سوم　باب نہم　۳۵۸/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲......مدارج النبوۃ قسم سوم　باب نہم　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

شاندار اور باوفا آدمی تھے اور ان کا کچھ تذکرہ صلح حدیبیہ کے موقع پر ہم تحریر کر چکے ہیں، انہوں نے مسلمان ہونے کے بعد عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ میں اب اپنی قوم میں جا کر اسلام کی تبلیغ کروں، آپ نے اجازت دے دی، اور یہ وہیں سے لوٹ کر اپنے قبیلہ میں گئے اور اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا اور اپنے قبیلہ والوں کو اسلام کی دعوت دی، اس علانیہ دعوت اسلام کو سن کر قبیلہ ثقیف کے لوگ غیظ و غضب میں بھر کر اس قدر طیش میں آ گئے کہ چاروں طرف سے ان پر تیروں کی بارش کرنے لگے یہاں تک کہ ان کو ایک تیر لگا اور یہ شہید ہو گئے، قبیلہ ثقیف کے لوگوں نے ان کو قتل تو کر دیا لیکن پھر یہ سوچا کہ تمام قبائل عرب اسلام قبول کر چکے ہیں، اب ہم بھلا اسلام کے خلاف کب تک؟ اور کتنے لوگوں سے لڑتے رہیں گے،؟ پھر مسلمانوں کے انتقام اور ایک لمبی جنگ کے انجام کو سوچ کر دن میں تارے نظر آنے لگے، اس لئے ان لوگوں نے اپنے ایک معزز رئیس عبد یالیل بن عمرو کو چند ممتاز سرداروں کے ساتھ مدینہ منورہ بھیجا، اس وفد نے مدینہ پہنچ کر بارگاہ اقدس میں عرض کیا، کہ ہم اس شرط پر اسلام قبول کرتے ہیں کہ تین سال تک ہمارے بت "لات" کو توڑا نہ جائے، آپ نے اس شرط کو قبول فرمانے سے صاف انکار فرما دیا، اور ارشاد فرمایا کہ اسلام کسی حال میں بھی بت پرستی کو ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتا، لہذا بت تو ضرور توڑا جائے گا، یہ اور بات ہے کہ تم لوگ اس کو اپنے ہاتھ سے نہ توڑو بلکہ میں حضرت ابوسفیان اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھیج دوں گا وہ اس بت کو توڑ ڈالیں گے، چنانچہ یہ لوگ مسلمان ہو گئے اور حضرت عثمان بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو اس قوم کے ایک معزز اور ممتاز فرد تھے اس قبیلے کا امیر مقرر فرما دیا، اور ان لوگوں کے ساتھ حضرت ابوسفیان اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو طائف بھیجا اور ان دونوں حضرات نے ان کے بت "لات" کو توڑ پھوڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالا۔(۱)

وفدِ کندہ

یہ لوگ یمن کے اطراف میں رہتے تھے، اس قبیلے کے ساٹھ یا اسی (۸۰) سوار بڑے ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ مدینہ آئے، خوب بالوں میں کنگھی کیے ہوئے، اور ریشمی گوٹ کے جبے پہنے ہوئے، ہتھیاروں

۱......مدارج النبوۃ قسم ۳ ج ۲ ص ۳۶۳ ضیاء القرآن پبلشنگ کمپنی لاہور

سے سجے سجائے مدینہ کی آبادی میں داخل ہوئے، جب یہ لوگ دربارِ رسالت میں باریاب ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں سے دریافت فرمایا کہ کیا تم لوگوں نے اسلام قبول کرلیا ہے؟ سب نے عرض کیا ''جی ہاں'' آپ نے فرمایا کہ پھر تم لوگوں نے یہ ریشمی لباس کیوں پہن رکھا ہے؟ یہ سنتے ہی ان لوگوں نے اپنے جبوں کو بدن سے اتار دیا اور ریشمی گوٹوں کو پھاڑ پھاڑ کر جبوں سے الگ کر دیا۔(۱)

وفد بنی اشعر

یہ لوگ یمن کے باشندے اور ''قبیلہء اشعر'' کے معزز اور نامور حضرات تھے یہ لوگ مدینہ میں داخل ہونے لگے تو جوش محبت اور فرطِ عقیدت سے رجز کا یہ شعر آواز ملا کر پڑھتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے کہ

غَـدًا نَـلْـقَـى الْاَحِبَّـا ...... مُـحَـمَّـدًا وَصَـحْبَـه

کل ہم لوگ اپنے محبوبوں سے یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ سے ملاقات کریں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ یمن والے آگئے یہ لوگ بہت ہی نرم دل ہیں ایمان تو یمنیوں کا ایمان ہے اور حکمت بھی یمنیوں میں ہے بکری پالنے والوں میں سکون و وقار ہے اور اونٹ پالنے والوں میں فخر اور گھمنڈ ہے، چنانچہ اس ارشاد نبوی کی برکت سے اہل یمن علم و صفائی قلب اور حکمت و معرفت الٰہی کی دولتوں سے ہمیشہ مالا مال رہے، خاص کر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ یہ نہایت ہی خوش آواز تھے اور قرآن شریف ایسی خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے تھے کہ صحابہ کرام میں ان کا کوئی ہم مثل نہیں تھا، علم عقائد میں اہل سنت کے امام شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ انہی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔(۲)

وفدِ بنی اسد

اس قبیلے کے چند اشخاص بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور نہایت ہی خوش دلی کے ساتھ مسلمان

۱...... مدارج النبوۃ قسم سوم باب نہم ج۲ ص۳۶۶ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲...... مدارج النبوۃ قسم سوم باب نہم ج۲ ص[illegible] نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

ہو گئے، لیکن پھر احسان جتانے کے طور پر کہنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنے سخت قحط کے زمانے میں ہم لوگ بہت ہی دور دراز مسافت طے کرکے یہاں آئے ہیں، راستے میں ہم لوگوں کو کہیں شکم سیر ہو کر کھانا بھی نصیب نہیں ہوا، اور بغیر اس کے کہ آپ کا لشکر ہم پر حملہ آور ہوا ہو، ہم لوگوں نے برضا ورغبت اسلام قبول کرلیا ہے ان لوگوں کے اس احسان جتانے پر خداوندِ قدوس نے یہ آیت نازل فرمائی کہ۔(۱)

يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ☆ (۲)

اے محبوب! یہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ ہم مسلمان ہو گئے آپ فرما دیجئے کہ اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت کی اگر تم سچے ہو۔

وفدِ بنی فزارہ

یہ لوگ عیینہ بن حصن فزاری کی قوم کے لوگ تھے، بیس آدمی دربارِ اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنے اسلام کا اعلان کیا اور بتایا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے دیار میں اتنا سخت قحط اور کال پڑ گیا ہے کہ اب فقر وفاقہ کی مصیبت ہمارے لئے ناقابل برداشت ہو چکی ہے لہذا اب بارش کے لئے دعا فرمائیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن منبر پر دعا فرمادی اور فوراً ہی بارش ہونے لگی اور لگاتار ایک ہفتہ تک موسلا دھار بارش کا سلسلہ جاری رہا پھر دوسرے جمعہ کو جب کہ آپ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے ایک اعرابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوپائے ہلاک ہونے لگے اور بال بچے بھوک سے بلکنے لگے اور تمام راستے منقطع ہو گئے، لہذا دعا فرمادیجئے کہ یہ بارش پہاڑوں پر برسے اور کھیتوں بستیوں پر نہ برسے، چنانچہ آپ نے دعا فرمادی تو بادل شہر مدینہ اور اسکے اطراف سے کٹ گیا اور آٹھ دن کے بعد مدینہ میں سورج نظر آیا۔(۳)

۱.....مدارج النبوۃ قسم سوم باب نہم ۳۵۹/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲.....القرآن الکریم پارہ:۲۶ سورۃ الحجرات آیت:۱۷
۳.....مدارج النبوۃ قسم سوم باب ششم ۳۵۴/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

وفد بنی مرہ

اس وفد میں بنی مرہ کے تیرہ آدمی مدینہ آئے تھے، ان کا سردار حارث بن عوف بھی اس وفد میں شامل تھا، ان سب لوگوں نے بارگاہِ اقدس میں اسلام قبول کیا، اور قحط کی شکایت اور بارانِ رحمت کی دعا کے لئے درخواست پیش کی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لفظوں کے ساتھ دعا مانگی کہ

"اَللّٰھُمَّ اسْقِھِمُ الْغَیْثَ"

(اے اللہ) ان لوگوں کو بارش سے سیراب فرمادے

پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ ان میں سے ہر شخص کو ایک ایک اوقیہ چاندی اور چار چار درہم انعام اور تحفہ کے طور پر عطا کریں، اور آپ نے ان کے سردار حضرت حارث بن عوف کو بارہ اوقیہ چاندی کا شاہانہ عطیہ مرحمت فرمایا۔

جب یہ لوگ مدینہ سے اپنے وطن پہنچے تو پتا چلا کہ ٹھیک اسی وقت ان کے شہروں میں بارش ہوئی تھی جس وقت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کی درخواست پر مدینہ میں بارش کے لئے دعا مانگی تھی۔(۱)

وفد بنی البکاء

اس وفد کے ساتھ حضرت معاویہ بن ثور بن عباد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آئے تھے جو ایک سو برس کی عمر کے بوڑھے تھے، ان سب حضرات نے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر اپنے اسلام کا اعلان کیا، پھر حضرت معاویہ بن ثور بن عباد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فرزند حضرت بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش کیا اور یہ گزارش کی کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ میرے اس بچے کے سر پر اپنا دستِ مبارک پھرا دیں ان کی درخواست پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے فرزند کے سر پر اپنا مقدس ہاتھ پھرا دیا، اور ان کو چند بکریاں بھی عطا فرمائیں اور وفد والوں کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمادی اس دعا نبوی کا یہ اثر ہوا کہ ان لوگوں کے دیار میں جب بھی قحط اور فقر و فاقہ کی بلا آئی تو اس قوم کے گھر ہمیشہ قحط اور بھکری کی مصیبتوں سے محفوظ رہا۔(۲)

۱.....مدارج النبوۃ قسم سوم باب نہم ۳۵۹،۶۰/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲.....مدارج النبوۃ قسم سوم باب نہم ۳۶۰/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

وفد بنی کنانہ

اس وفد کے امیر کارواں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے یہ سب لوگ دربار رسول علیہ السلام میں نہایت ہی عقیدت مندی کے ساتھ حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے، اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت اسلام کر کے جب اپنے وطن میں پہنچے تو ان کے باپ نے ان سے ناراض و بیزار ہو کر کہہ دیا کہ میں خدا کی قسم! تجھ سے کبھی کوئی بات نہ کروں گا، لیکن ان کی بہن نے صدق دل سے اسلام قبول کر لیا، یہ اپنے باپ کی حرکت سے رنجیدہ اور دل شکستہ ہو کر پھر مدینہ منورہ چلے آئے اور جنگ تبوک میں شریک ہوئے اور پھر اصحاب صفہ کی جماعت میں شامل ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرنے لگے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ بصرہ چلے گئے، پھر آخر عمر میں شام گئے اور ۸۵ھ میں شہر دمشق کے اندر وفات پائی۔(۱)

وفد بنی ہلال

اس وفد کے لوگوں نے بھی دربارِ نبوت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اس وفد میں حضرت زیاد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے یہ مسلمان ہو کر دندناتے ہوئے حضرت ام المؤمنین بی بی میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں داخل ہو گئے کیونکہ وہ انکی خالہ تھیں۔

یہ اطمینان کے ساتھ اپنی خالہ کے پاس بیٹھے ہوئے گفتگو میں مصروف تھے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکان میں تشریف لائے اور یہ پتا چلا کہ حضرت زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المؤمنین کے بھانجے ہیں تو آپ نے از راہ شفقت ان کے سر اور چہرہ پر اپنا نورانی ہاتھ پھیر دیا، اس دست مبارک کی نورانیت سے حضرت زیاد رضی اللہ عنہ کا چہرہ اس قدر پر نور ہو گیا کہ قبیلہ ء بنی ہلال کے لوگوں کا بیان ہے کہ اس کے بعد ہم لوگ حضرت زیاد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ پر ہمیشہ ایک نور اور برکت کا اثر دیکھتے رہے۔(۲)

وفد ضمام بن ثعلبہ

یہ قبیلہ سعد بن بکر کے نمائندہ بن کر بارگاہِ رسالت میں آئے، یہ بہت ہی خوبصورت سرخ وسفید

۱..... مدارج النبوۃ قسم سوم باب نہم ۳۶۰/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲..... مدارج النبوۃ قسم سوم باب نہم ۳۶۱/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

رنگ کے گیسو دراز آدمی تھے مسجد نبوی میں پہنچ کر اپنے اونٹ کو بٹھا کر باندھ دیا پھر لوگوں سے پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں؟ لوگوں نے دور سے اشارہ کر کے بتایا کہ وہ گورے رنگ کے خوبصورت آدمی جو تکیہ لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں، وہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سامنے آئے اور کہا کہ اے عبدالمطلب کے فرزند! میں آپ سے چند چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا اور میں اپنے سوال میں بہت زیادہ مبالغہ اور سختی برتوں گا، آپ اس سے مجھ پر خفا نہ ہوں آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم جو چاہو پوچھ لو، پھر حسب ذیل مکالمہ ہوا۔

ضمام بن ثعلبہ ...... میں آپ کو اس خدا کی قسم دے کر جو آپ کا اور تمام انسانوں کا پروردگار ہے، یہ پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو ہماری طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔؟

نبی اکرم (ﷺ) ...... ہاں

ضمام بن ثعلبہ ...... میں آپ کو خدا کی قسم دے کر یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ کو اللہ نے ہم لوگوں پر فرض کیا ہے؟

نبی اکرم (ﷺ) ...... ہاں

ضمام بن ثعلبہ ...... میں آپ کو خدا کی قسم دے کر یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ کو اللہ نے ہم لوگوں پر فرض کیا ہے؟

نبی اکرم (ﷺ) ...... ہاں

ضمام بن ثعلبہ ...... آپ نے جو کچھ فرمایا میں اس پر ایمان لایا اور میں ضمام بن ثعلبہ ہوں میری قوم نے مجھے اس لئے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ میں آپ کے دین کو اچھی طرح سمجھ کر اپنی قوم بنی سعد بن بکر تک اسلام کا پیغام پہنچا دوں۔

حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہو کر اپنے وطن میں پہنچے اور ساری قوم کو جمع کر کے سب سے پہلے اپنی قوم کے تمام بتوں یعنی ''لات و عزیٰ'' اور ''منات و ہبل'' کو برا بھلا کہنے لگے اور خوب خوب ان بتوں کی توہین کرنے لگے ان کی قوم نے جو اپنے بتوں کی توہین سنی تو ایک دم سب چونک پڑے اور کہنے لگے کہ اے ثعلبہ کے بیٹے تو کیا کہہ رہا ہے؟ تم خاموش ہو جاؤ ورنہ ہم کو یہ ڈر ہے کہ ہمارے یہ

دیوتا تجھ کو برص اور کوڑھ اور جنون میں مبتلا کر دیں گے، آپ یہ سن کر طیش میں آ گئے اور تڑپ کر فرمایا کہ اے بے عقل انسانو! یہ پتھر کے بت بھلا ہم کو کیا نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ سنو! اللہ تعالیٰ جو ہر نفع و نقصان کا مالک ہے اس نے اپنا ایک رسول بھیجا ہے اور ایک کتاب نازل فرمائی ہے تاکہ تم انسانوں کو اس گمراہی اور جہالت سے نجات عطا فرمائے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں میں اللہ کے رسول کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اسلام کا پیغام تم لوگوں کے پاس لایا ہوں، پھر انہوں نے اعمال اسلام یعنی نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ کو ان لوگوں کے سامنے پیش کیا اور اسلام کی حقانیت پر ایسی پر جوش اور مؤثر تقریر فرمائی کہ رات بھر میں قبیلے کے تمام مرد و عورت مسلمان ہو گئے اور ان لوگوں نے اپنے بتوں کو توڑ پھوڑ کر پاش پاش کر ڈالا اور اپنے قبیلہ میں ایک مسجد بنالی اور نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ کے پابند ہو کر صادق الایمان مسلمان بن گئے۔ (۱)

وفدِ بَلِی

یہ لوگ جب مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت ابورویفع رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو پہلے ہی سے مسلمان ہو کر خدمت اقدس میں موجود تھے انہوں نے اس وفد کا تعارف کراتے ہوئے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لوگ میری قوم کے افراد ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم کو اور تمہاری قوم کو ''خوش آمدید'' کہتا ہوں، پھر حضرت ابورویفع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سب لوگ اسلام کا اقرار کرتے ہیں اور اپنی قوم کے مسلمان ہونے کی ذمہ داری لیتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو اسلام کی ہدایت دیتا ہے۔

اس وفد میں ایک بہت ہی بوڑھا آدمی بھی تھا، جس کا نام ''ابوالضیف'' تھا اس نے سوال کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ مجھے مہمانوں کی مہمان نوازی کا بہت زیادہ شوق ہے تو کیا اس مہمان نوازی کا مجھے کچھ ثواب بھی ملے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان ہونے کے بعد جس مہمان کی بھی مہمان نوازی کرو گے خواہ وہ امیر ہو یا فقیر تم ثواب کے حقدار ٹھہرو گے۔

پھر ابوالضیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہمان کتنے دنوں

۱..... مدارج النبوۃ قسم سوم باب نہم ص ۳۶۳، ۳۶۲ نوری رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

تک مہمان نوازی کا حق دار ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تین دن تک اس کے بعد وہ جو کھائے گا وہ صدقہ ہوگا۔(۱)

وفد تجیب

یہ تیرہ آدمیوں کا ایک وفد تھا جو اپنے مالوں اور مویشیوں کی زکوٰۃ لے کر بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرحبا اور خوش آمدید کہہ کر ان لوگوں کا استقبال فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اپنے اس مالِ زکوٰۃ کو اپنے وطن میں لے جاؤ، اور وہاں کے فقراء ومساکین کو یہ سارا مال دے دو ان لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اپنے وطن کے فقراء ومساکین کو اس قدر مال دے چکے ہیں کہ یہ مال ان کی حاجتوں سے زیادہ ہمارے پاس بچ رہا ہے، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کی اس زکوٰۃ کو قبول فرمالیا اور ان لوگوں پر بہت زیادہ کرم فرماتے ہوئے ان خوش نصیبوں کی خوب خوب مہمان نوازی فرمائی اور بوقت رخصت ان لوگوں کو اکرام وانعام سے بھی نوازا، پھر دریافت فرمایا کہ کیا تمہاری قوم میں کوئی ایسا شخص باقی رہ گیا ہے؟ جس نے میرا دیدار نہیں کیا ہے، ان لوگوں نے کہا کہ جی ہاں، ایک جوان کو ہم اپنے وطن میں چھوڑ آئے ہیں جو ہمارے گھروں کی حفاظت کر رہا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اس جوان کو میرے پاس بھیج دو۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنے وطن پہنچ کر اس جوان کو مدینہ طیبہ روانہ کردیا، جب وہ جوان بارگاہ عالی میں باریاب ہوا تو اس نے یہ گزارش کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے میری قوم کی حاجتوں کو تو پوری فرما کر انہیں وطن میں بھیج دیا، اب میں بھی ایک حاجت لے کر آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوگیا ہوں اور امیدوار ہوں کہ آپ میری حاجت بھی پوری فرمادیں گے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تمہاری کیا حاجت ہے؟ اس نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے گھر سے یہ مقصد لے کر نہیں حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے کچھ مال عطا فرمائیں بلکہ میری فقط اتنی حاجت اور دلی تمنا ہے جس کو دل میں لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے اور مجھ پر اپنا رحم فرمائے اور میرے دل میں بے نیازی اور استغناء کی دولت پیدا فرمادے، جوان کی اس دلی مراد اور تمنا کو سن کر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے اور اس کے حق میں ان لفظوں

۱۔۔۔مدارج النبوۃ قسم سوم باب نہم ۳۶۲/۳۶۳ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

کے ساتھ دعا فرمائی کہ۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَاجْعَلْ غِنَاهُ فِیْ قَلْبِهٖ

اے اللہ! اس کو بخش دے اور اس پر رحم فرما اور اس کے دل میں بے نیازی ڈال دے۔

پھر آپ نے اس جوان کو اس کی قوم کا امیر مقرر فرما دیا اور یہی جوان اپنے قبیلے کی مسجد کا امام ہو گیا۔(۱)

وفد مزینہ

اس وفد کے سربراہ حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ کے چار سو آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے 'ور جب ہم لوگ اپنے گھروں کو واپس ہونے لگے تو آپ نے فرمایا کہ اے عمر! تم ان لوگوں کو کچھ تحفہ عنایت کرو، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں بہت ،ی تھوڑی سی کھجوریں ہیں یہ لوگ اتنے قلیل تحفہ سے شاید خوش نہ ہوں گے آپ نے پھر یہی ارشاد فرمایا کہ اے عمر! جاؤ ان لوگوں کو ضرور کچھ تحفہ عطا کرو، ارشاد نبوی سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان چار سو آدمیوں کو ہمراہ لے کر جب مکان پر پہنچے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ مکان میں کھجوروں کا ایک بہت ہی بڑا تودہ پڑا ہوا ہے آپ نے وفد کے لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ جتنی اور جس قدر چاہو ان کھجوروں میں سے لو، ان لوگوں نے اپنی حاجت اور مرضی کے مطابق کھجوریں لے لیں، حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ سب سے آخر میں جب میں کھجوریں لینے کے لئے مکان میں داخل ہوا تو مجھے ایسا نظر آیا کہ گویا اس ڈھیر میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی ہے۔

یہ وہی حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو فتح مکہ کے دن قبیلہ مزینہ کے علمبردار تھے یہ اپنے سات بھائیوں کیساتھ ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کچھ گھر تو ایمان کے ہیں اور کچھ گھر نفاق کے ہیں، اور آل مقرن کا گھر ایمان کا گھر ہے۔(۲)

۱......مدارج النبوۃ قسم سوم باب نہم ۳۶۴/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۱......مدارج النبوۃ قسم سوم باب نہم ۳۶۴/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

وفد دوس

اس وفد کے قائد حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے یہ ہجرت سے قبل ہی اسلام قبول کر چکے تھے، ان کے اسلام لانے کا واقعہ بھی بڑا ہی عجیب ہے، یہ ایک بڑے ہوش منداور شعلہ بیان شاعر تھے یہ کسی ضرورت سے مکہ آئے تو کفار قریش نے ان سے کہہ دیا کہ خبردار تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ ملنا اور ہرگز ہرگز ان کی بات نہ سننا، ان کے کلام میں ایسا جادو ہے کہ جو سن لیتا ہے وہ اپنا مذہب و دین چھوڑ بیٹھتا ہے اور عزیز و اقارب سے اس کا رشتہ کٹ جاتا ہے یہ کفار مکہ کے فریب میں آگئے اور اپنے کانوں میں انہوں نے روئی بھرلی کہ کہیں قرآن کی آواز کانوں میں نہ پڑ جائے، لیکن ایک دن صبح کو یہ حرم کعبہ میں گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی نماز میں قراءت فرما رہے تھے، ایک دم قرآن کی آواز جوان کے کانوں میں پڑی تو یہ قرآن کی فصاحت و بلاغت پر حیران رہ گئے، اور کتاب الٰہی کی عظمت اور اس کی تاثیر ربانی نے ان کے دل کو موہ لیا، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاشانہء نبوت کو چلے تو یہ بے تابانہ آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑے اور مکان میں آ کر آپ کے سامنے مودبانہ بیٹھ گئے، اور اپنا اور قریش کی بدگوئیوں کا سارا حال سنا کر عرض کیا کہ خدا کی قسم! میں نے قرآن سے بڑھ کر فصیح و بلیغ آج تک کوئی کلام نہیں سنا، للہ! مجھے بتایئے کہ اسلام کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کے چند احکام ان کے سامنے بیان فرما کر ان کو اسلام کی دعوت دی تو وہ فوراً ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے۔

پھر انہوں نے درخواست کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کوئی ایسی علامت و کرامت عطا فرمایئے کہ جسکو دیکھ کر لوگ میری باتوں کی تصدیق کریں تاکہ میں اپنی قوم میں یہاں سے جا کر اسلام کی تبلیغ کروں، آپ نے دعا فرمادی کہ الٰہی! تو ان کو ایک خاص قسم کا نور عطا فرمادے، چنانچہ اس دعا نبوی کی بدولت ان کو یہ کرامت عطا ہوئی کہ ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان چراغ کے مانند ایک نور چمکنے لگا، مگر انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ یہ نور میرے سر میں منتقل ہو جائے، چنانچہ ان کا سر قندیل کی طرح چمکنے لگا، جب یہ اپنے قبیلہ میں پہنچے اور اسلام کی دعوت دینے لگے تو ان کے ماں باپ اور بیوی نے تو اسلام قبول کرلیا، مگر ان کی قوم مسلمان نہیں ہوئی بلکہ اسلام کی مخالفت پر تل گئی یہ اپنی قوم کے اسلام سے مایوس ہو کر پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چلے گئے، اور اپنی قوم کی سرکشی اور سرتابی

کا سارا حال بیان کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم پھر اپنی قوم میں چلے جاؤ اور نرمی کے ساتھ ان کو خدا کی طرف بلاتے رہو، چنانچہ یہ پھر اپنی قوم میں آ گئے، اور لگاتار اسلام کی دعوت دیتے رہے، یہاں تک کہ ستر یا اسی گھرانوں میں اسلام کی روشنی پھیل گئی اور یہ ان سب لوگوں کو ساتھ لے کر خیبر میں تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے، اور آپ نے خوش ہو کر خیبر کے مالِ غنیمت میں سے ان سب لوگوں کو حصہ عطا فرمایا۔(۱)

وفد بنی عبس

قبیلہ بنی عبس کے وفد نے دربارِ اقدس میں جب حاضری دی تو یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے مبلغین نے ہم کو خبر دی ہے کہ جو ہجرت نہ کرے اس کا اسلام مقبول ہی نہیں ہے تو یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ حکم دیں تو ہم اپنے سارے مال و متاع اور مویشیوں کو بیچ کر ہجرت کر کے مدینہ چلے آئیں، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں کیلئے ہجرت ضروری نہیں، ہاں یہ ضروری ہے کہ تم جہاں بھی رہو خدا سے ڈرتے رہو، اور زہد و تقویٰ کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہو۔(۲)

وفدِ دارم

یہ وفد دس آدمیوں کا ایک گروہ تھا جن کا تعلق قبیلہ "لخم" سے تھا اور ان کے سربراہ اور پیشوا کا نام "ہانی بن حبیب" تھا، یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے تحفے میں چند گھوڑے اور ایک ریشمین جبہ اور ایک مشک شراب اپنے وطن سے لے کر آئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑوں اور جبہ کے تحفوں کو تو قبول فرمالیا لیکن شراب کو یہ کہہ کر ٹھکرادیا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام فرمادیا ہے، ہانی بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر اجازت ہو تو میں اس شراب کو بیچ ڈالوں، آپ نے فرمایا کہ جس خدا نے شراب کے پینے کو حرام فرمادیا ہے اسی نے اس کی خرید و فروخت کو بھی حرام ٹھہرایا ہے، لہٰذا تم شراب کی اس مشک کو لے جا کر کہیں زمین پر اس شراب کو بہادو۔

ریشمی جبہ آپ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ

۱۔ مواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب الوفد الثالث عشر وفد دوس ۱۸۰،۸۵/۵ دار الکتب العلمیہ بیروت

۲۔ مدارج النبوۃ قسم سوم باب نہم ... نوریہ پبلشنگ کمپنی لاہور

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس کو لے کر کیا کروں گا؟ جب کہ مردوں کے لئے اس کا پہننا ہی حرام ہے آپ نے فرمایا کہ اس میں جس قدر سونا ہے آپ اس کو ان میں سے جدا کر لیجئے اور اپنی بیویوں کے لئے زیورات بنوا لیجئے اور ریشمی کپڑے کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو اپنے استعمال میں لایئے، چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جبہ کو آٹھ ہزار درہم میں بیچا۔

یہ وفد بھی بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر نہایت خوشدلی کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔(۱)

وفدِ غامد

یہ دس آدمیوں کی جماعت تھی جو ۱۰ھ میں مدینہ آئے اور اپنی منزل میں سامانوں کی حفاظت کے لئے ایک جوان لڑکے کو چھوڑ دیا، وہ سو گیا اتنے میں ایک چور آیا اور ایک بیگ چرا کر لے بھاگا، یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، کہ ناگہاں آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کا ایک بیگ چور لے گیا مگر پھر تمہارے جوان نے اس بیگ کو پالیا، جب یہ لوگ بارگاہِ اقدس سے اٹھ کر اپنی منزل پر پہنچے تو ان کے جوان نے بتایا کہ میں سو رہا تھا کہ ایک چور بیگ لے کر بھاگا مگر میں بیدار ہونے کے بعد جب اس کی تلاش میں نکلا تو ایک شخص کو دیکھا وہ مجھ کو دیکھتے ہی فرار ہو گیا، اور میں نے دیکھا کہ وہاں کی زمین کھودی ہوئی ہے جب میں نے مٹی ہٹا کر دیکھا تو بیگ وہاں دفن تھا، میں اس کو نکال کر لے آیا یہ سن کر سب بول پڑے کہ بلاشبہ یہ رسول برحق ہیں اور ہم کو انہوں نے اسی لئے اس واقعہ کی خبر دے دی تاکہ ہم لوگ ان کی تصدیق کر لیں ان سب لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور اس جوان نے بھی دربارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر کلمہ پڑھا اور اسلام کے دامن میں آ گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ جتنے دنوں ان لوگوں کا مدینہ میں قیام رہے تم ان لوگوں کو قرآن پڑھنا سکھا دو۔(۲)

وفد نجران

یہ نجران کے نصاریٰ کا وفد تھا، اس میں ساٹھ سوار تھے، چوبیس ان کے شرفاء اور معززین تھے اور تین اشخاص اس درجہ کے تھے کہ انہیں کے ہاتھوں میں نجران کے نصاریٰ کا مذہبی اور قومی سارا نظام تھا، ایک

۱......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب نہم　۳۶۵/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲......مدارج النبوت　قسم سوم　باب ششم　۲/[illegible]　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

عاقب جس کا نام ''عبدالمسیح'' تھا دوسرا شخص سید جس کا نام ''ایہم'' تھا، تیسرا شخص ''ابوحارثہ بن علقمہ'' تھا، ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت سے سوالات کیے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے جوابات دیے، یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ پر گفتگو چھڑ گئی، ان لوگوں نے یہ ماننے سے انکار کردیا، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کنواری مریم کے شکم سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جس کو ''آیتِ مباہلہ'' کہتے ہیں کہ

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ☆اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ☆فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۟ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ☆(۱)

بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کیطرح ہے انکو مٹی سے بنایا، پھر فرمایا ''ہوجا'' وہ فوراً ہوجاتا ہے (اے سننے والے) یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تم شک والوں میں سے نہ ہونا، پھر اے محبوب جو تم سے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا تو ان سے فرمادو آؤ، ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو پھر ہم گڑگڑا کر دعا مانگیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ان لوگوں کو اس مباہلہ کی دعوت دی تو ان نصرانیوں نے رات بھر کی مہلت مانگی صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت علی، حضرت فاطمہ رضی اللہ کو ساتھ لے کر مباہلہ کے لئے کاشانہ ءنبوت سے نکل پڑے مگر نجران کے نصرانیوں نے مباہلہ کرنے سے انکار کردیا اور جزیہ دینے کا اقرار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلح کر لی۔ (۲)

☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆

۱......القرآن الکریم پارہ:۳ سورۃ آل عمران آیت:۶۱،۵۹

۲......المواہب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب الوفد...، ج۵، ص۸۲،۹۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت

سوالات

چودھواں باب

سوال نمبر 1......تخییر اور ایلاء کا کیا مطلب ہے نیز حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے تخییر اور ایلاء کیوں فرمایا۔؟

سوال نمبر 2......غزوہ تبوک کب اور کیوں پیش آیا۔؟

سوال نمبر 3......غزوہ تبوک کی تیاری کے سلسلے میں کن کن صحابہ کرام نے نمایاں مالی قربانی پیش کی اور کتنا کتنا مال راہِ خدا میں خرچ کیا۔؟

سوال نمبر 4......مسجدِ ضرار کس نے تعمیر کی اور کیوں۔؟

سوال نمبر 5......وفدِ نجران نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں کیا کیا سوالات کئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کیا جوابات ارشاد فرمائے۔؟

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

پندرھواں باب

ہجرت کا دسواں سال ۱۰ھ

حجۃ الوداع

اس سال کے تمام واقعات میں سب سے زیادہ شاندار اور اہم ترین واقعہ حجۃ الواع ہے یہ آپ کا آخری حج تھا اور ہجرت کے بعد یہی آپ کا پہلا حج تھا، ذوالقعدہ دس ہجری میں آپ نے حج کے لئے روانگی کا اعلان فرمایا، یہ خبر بجلی کی طرح سارے عرب میں ہر طرف پھیل گئی اور تمام عرب شرف ہمرکابی کے لئے اُمنڈ پڑا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخر ذوالقعدہ میں جمعرات کے دن مدینہ میں غسل فرمایا کہ تہبند اور چادر زیب تن فرمایا اور نمازِ ظہر مسجد نبوی میں ادا فرما کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور اپنی تمام ازواج مطہرات کو بھی ساتھ چلنے کا حکم دیا، مدینہ منورہ سے چھ میل دور اہل مدینہ کی میقات ''ذوالحلیفہ'' پر پہنچ کر رات بھر قیام فرمایا پھر احرام کے لئے غسل فرمایا اور حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ہاتھ سے جسم اطہر پر خوشبو لگائی پھر آپ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اپنی اونٹنی ''قصواء'' پر سوار ہو کر احرام باندھا اور بلند آواز سے ''لبیک'' پڑھا اور روانہ ہو گئے، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو آگے پیچھے دائیں بائیں حدِ نگاہ تک آدمیوں کا جنگل نظر آتا تھا، بیہقی شریف کی روایت ہے کہ ایک لاکھ چودہ ہزار اور دوسری روایتوں میں ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمان حجۃ الوداع میں آپ کے ساتھ تھے۔(۱)

چوتھی ذوالحجہ کو آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے آپ کے خاندان بنی ہاشم کے لڑکوں نے تشریف آوری کی خبر سنی تو خوشی سے دوڑ پڑے اور آپ نے نہایت ہی محبت و پیار کے ساتھ کسی کو آگے کسی کو پیچھے اپنی اونٹنی پر بٹھالیا۔(۲)

۱..... مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب نہم　۳۸۷/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲..... سنن نسائی　کتاب الحج　باب استقبال الحاج　۳۲/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی

..... صحیح بخاری　کتاب الحج　رقم الحدیث: ۱۶۷۱

..... مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب نہم　۳۸۷/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

فجر کی نماز آپ نے مقام "ذی طویٰ" میں ادا فرمائی اور غسل فرمایا پھر آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور چاشت کے وقت یعنی جب آفتاب بلند ہو چکا تھا تو آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے، جب کعبۂ معظمہ پر نگاہِ نبوت پڑی تو آپ نے یہ دعا پڑھی کہ۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ اَللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَکْرِیْمًا وَّمَھَابَۃً وَّزِدْ مِنْ حَجِّہٖ وَاعْتَمَرَہٗ تَکْرِیْمًا وَّتَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا۔

اے اللہ، تو سلامتی دینے والا ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے اے رب ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ، اے اللہ اس گھر کی عظمت و شرف اور عزت و ہیبت کو زیادہ کر، اور جو اس گھر کا حج اور عمرہ کرے تو اس کی بزرگی اور شرف و عظمت کو زیادہ کر۔

جب حجر اسود کے سامنے آپ تشریف لے گئے تو حجر اسود پر ہاتھ رکھ کر اس کو بوسہ دیا پھر خانہ کعبہ کا طواف فرمایا، شروع کے تین پھیروں میں آپ نے "رمل" کیا اور باقی چار چکروں میں معمولی چال سے چلے ہر چکر میں جب حجر اسود کے سامنے پہنچتے تو اپنی چھڑی سے حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے چھڑی کو چوم لیتے تھے حجر اسود کا استلام کبھی آپ نے چھڑی کے ذریعے سے کیا کبھی ہاتھ سے چھو کر ہاتھ کو چوم لیا۔ کبھی لب مبارک کو حجر اسود پر رکھ کر بوسہ دیا اور یہ بھی ثابت ہے کہ کبھی رکنِ یمانی کا بھی آپ نے استلام کیا۔(۱)

جب طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم کے پاس تشریف لائے اور وہاں دو رکعت نماز ادا کی نماز سے فارغ ہو کر پھر حجر اسود کا استلام فرمایا اور سامنے کے دروازہ سے صفا کی جانب روانہ ہوئے، قریب پہنچے تو اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ۔(۲)

بے شک صفا اور مروہ اللہ کے دین کے نشانوں میں سے ہیں۔

پھر صفا اور مروہ کی سعی فرمائی اور چونکہ آپ کے ساتھ قربانی کے جانور تھے اس لئے عمرہ ادا کرنے کے بعد آپ نے احرام نہیں اتارا۔

۱.....مدارج النبوۃ قسم سوم باب دہم ۳۸۹/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

.....المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی باب النوع السادس فی ذکر حجہ وعمرہ ﷺ ۳۷۵،۷۹/۱۱ دارالکتب العلمیۃ، بیروت

۲.....القرآن الکریم، پ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۵۸

آٹھویں ذوالحجہ جمعرات کے دن آپ منیٰ تشریف لے گئے اور پانچ نمازیں ظہر، عصر، مغرب، عشاء، منیٰ میں ادا فرما کر نویں ذوالحجہ جمعہ کے دن آپ عرفات میں تشریف لے گئے۔

زمانہ جاہلیت میں چونکہ قریش اپنے کو سارے عرب میں افضل و اعلیٰ شمار کرتے تھے اس لئے وہ عرفات کی بجائے ''مزدلفہ'' میں قیام کرتے تھے اور دوسرے تمام عرب ''عرفات'' میں ٹھہرتے تھے۔ لیکن اسلامی مساوات نے قریش کے لئے اس تخصیص کو گوارا نہیں کیا اور اللہ عزوجل نے یہ حکم دیا کہ

ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ۔

(اے قریش) تم بھی وہیں (عرفات) سے پلٹ کر آؤ جہاں سے سب لوگ پلٹ کر آتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرفات پہنچ کر ایک کمبل کے خیمہ میں قیام فرمایا، جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے اپنی اونٹنی ''قصواء'' پر سوار ہو کر خطبہ پڑھا، اس خطبہ میں آپ نے بہت سے ضروری احکام اسلام کا اعلان فرمایا، اور زمانہ جاہلیت کی تمام برائیوں اور بیہودہ رسموں کو آپ نے مٹاتے ہوئے اعلان فرمایا کہ

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مِنْ اَمْرِ الْجَاھِلِیَّۃِ تَحْتَ قَدَمَیَّ مَوْضُوْعٌ۔

سن لو، جاہلیت کے تمام دستور میرے دونوں قدموں کے نیچے پامال ہیں۔ (۱)

اسی طرح زمانہ جاہلیت کے خاندانی تفاخر اور رنگ و نسل کی برتری اور قومیت میں نیچ اونچ وغیرہ تصوراتِ جاہلیت کے بتوں کو پاش پاش کرتے ہوئے اور مساوات اسلام کا علم بلند فرماتے ہوئے تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس تاریخی خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ

اَیُّھَا النَّاسُ اَلَا اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ وَاِنَّ اٰبَاکُمْ وَاحِدٌ لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی۔

اے لوگو، بے شک تمہارا رب ایک ہے اور بے شک تمہارا باپ (آدم علیہ السلام) ایک ہے سن لو، کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی سرخ کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی سرخ پر کوئی فضیلت نہیں، مگر

۱.....صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی ﷺ ۱/۳۹۷ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....سنن ابی داؤد کتاب المناسک رقم الحدیث: ۱۹۲۸ ۱/۲۶۳ مکتبہ امدادیہ ملتان
.....ابن ماجہ کتاب المناسک رقم الحدیث: ۳۰۶۵
.....سنن دارمی کتاب المناسک رقم الحدیث: ۸۔۔۔

تقویٰ کے سبب سے۔(۱)

اسی طرح تمام دنیا میں امن وامان قائم فرمانے کے لئے امن وسلامتی کے شہنشاہ تاجدارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خدائی فرمان جاری فرمایا کہ

اِنَّ دِمَاءَ کُمْ وَاَمْوَالَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِکُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا یَوْمَ تَلْقَوْنَ رَبَّکُمْ۔

تمہارا خون اور تمہارا مال تم پر تا قیامت اسی طرح حرام ہے جس طرح تمہارا یہ دن، تمہارا یہ مہینہ، تمہارا یہ شہر محترم ہے۔(۲)

اپنا خطبہ ختم فرماتے ہوئے آپ نے سامعین سے فرمایا کہ

وَاَنْتُمْ مَسْئُوْلُوْنَ عَنِّیْ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ۔

تم سے خدا کے یہاں میری نسبت پوچھا جائے گا تو تم لوگ کیا جواب دو گے؟

تمام سامعین نے کہا کہ ہم لوگ خدا سے کہہ دیں گے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا، اور رسالت کا حق ادا کر دیا، یہ سن کر آپ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا کہ۔

اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اے اللہ تو گواہ رہنا۔(۳)

عین اسی حالت میں جب کہ خطبہ میں آپ اپنا فرض رسالت ادا فرما رہے تھے یہ آیت نازل ہوئی کہ۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا۔(۴)

۱.....مسند امام احمد باب حدیث رجل من اصحاب النبی ﷺ رقم الحدیث:۲۳۵۴۸ ۱۲۸/۹

۲.....صحیح بخاری کتاب الحج باب الخطبۃ ایام منی ۲۳۱/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

۳.....صحیح مسلم کتاب الحج باب خطبۃ النبی ﷺ ۳۹۷/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

.....سنن ابی داود کتاب المناسک باب صفۃ حج النبی ﷺ رقم الحدیث:۱۶۲۸ ۲۶۳/۱ مکتبہ امدادیہ ملتان

.....ابن ماجہ کتاب المناسک رقم الحدیث:۳۰۶۵

.....سنن دارمی کتاب المناسک رقم الحدیث:۱۷۷۸

۴.....القرآن الکریم پارہ:۶ سورۃ المائدۃ آیت:۳

.....مدارج النبوۃ قسم سوم باب ۳۹۴/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

شہنشاہِ کونین کا تختِ شاہی

یہ حیرت انگیز وعبرت خیز واقعہ بھی یادرکھنے کے قابل ہے کہ جس وقت شہنشاہ کونین خدا کے نائب اکرم اور خلیفہء اعظم ہونے کی حیثیت سے فرمان ربانی کا اعلان فرمارہے تھے آپ کے تختِ شہنشاہی یعنی اونٹنی کا کجاوہ اور عرق گیر شاید دس روپے سے زیادہ قیمت کا نہ تھا نہ اس اونٹنی پر کوئی شاندار کجاوہ تھا نہ کوئی ہودج نہ کوئی محمل نہ کوئی چتر نہ کوئی تاج...... کیا تاریخ عالم میں کسی اور بادشاہ نے بھی ایسی سادگی کا نمونہ پیش کیا ہے؟ اس کا جواب یہی اور فقط یہی ہے کہ ''نہیں''...... یہ وہ زاہدانہ شہنشاہی ہے جو صرف شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہنشاہیت کا طرہء امتیاز ہے!

خطبہ کے بعد آپ نے ظہر وعصر ایک اذان اور دو اقامتوں سے ادا فرمائی پھر ''موقف'' میں تشریف لے گئے اور جبلِ رحمت کے نیچے غروبِ آفتاب تک دعاؤں میں معروف رہے۔ غروبِ آفتاب کے بعد عرفات سے ایک لاکھ سے زائد حجاج کے ازدحام میں ''مزدلفہ'' پہنچے، یہاں پہلے مغرب پھر عشاء ایک اذان اور دو اقامتوں سے ادا فرمائی، مشعرِ حرام کے پاس رات بھر امت کے لئے دعائیں مانگتے رہے اور سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے منٰی کیلئے روانہ ہوگئے، اور وادی محسر کے راستہ سے منٰی میں آپ ''جمرہ'' کے پاس تشریف لائے اور کنکریاں ماریں، پھر آپ نے بآواز بلند فرمایا کہ

لِتَاْخُذُوْا مَنَاسِکَکُمْ فَاِنِّیْ لَا اَدْرِیْ لَعَلِّیْ لَا اَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِیْ ھٰذِہٖ۔

حج کے مناسک سیکھ لو، میں نہیں جانتا کہ شاید اس کے بعد میں دوسرا حج نہ کروں گا۔(۱)

منٰی میں بھی آپ نے ایک طویل خطبہ دیا، جس میں عرفات کے خطبہ کی طرح بہت سے مسائل واحکام کا اعلان فرمایا، پھر قربان گاہ میں تشریف لے گئے، آپ کے ساتھ قربانی کے ایک سو اونٹ تھے کچھ کو تو آپ نے اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا اور باقی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونپ دیا اور گوشت پوست، جھول نکیل سب کو خیرات کر دینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ قصاب کی مزدوری بھی اس میں سے نہ ادا کی جائے بلکہ الگ سے دی جائے۔

۱...... صحیح مسلم کتاب الحج باب استحباب رمی الجمرۃ العقبۃ ۱/۴۱۹ قدیمی کتب خانہ کراچی
...... سنن ابی داؤد کتاب المناسک رقم الحدیث: ۱۹۸۰
...... مسند امام احمد باب مسند الکوفین رقم الحدیث:

موئے مبارک

قربانی کے بعد حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ نے سر کے بال اتروائے اور کچھ حصہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا، اور باقی موئے مبارک کو مسلمانوں میں تقسیم کر دینے کا حکم صادر فرمایا۔(۱)

اس کے بعد آپ مکہ تشریف لائے اور طواف زیارت فرمایا۔

ساقی کوثر چاہ زمزم پر

پھر چاہ زمزم کے پاس تشریف لائے، خاندان عبدالمطلب کے لوگ حاجیوں کو زمزم پلا رہے تھے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ مجھ کو ایسا کرتے دیکھ کر دوسرے لوگ بھی تمہارے ہاتھ سے ڈول چھین کر خود اپنے ہاتھ سے پانی بھر کر پینے لگیں گے تو میں خود اپنے ہاتھ سے پانی بھر کر پیتا، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمزم شریف پیش کیا اور آپ نے قبلہ رخ کھڑے کھڑے زمزم شریف نوش فرمایا، پھر منٰی واپس تشریف لے گئے اور بارہ ذوالحجہ تک منٰی میں مقیم رہے اور ہر روز سورج ڈھلنے کے بعد جمروں کو کنکری مارتے رہے، تیرہ ذوالحجہ منگل کے دن آپ نے سورج ڈھلنے کے بعد منٰی سے روانہ ہو کر "محصب" میں رات بھر قیام فرمایا اور صبح کو نماز فجر کعبہ کی مسجد میں ادا فرمائی اور طواف وداع کر کے انصار و مہاجرین کے ساتھ مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

غدیر خم کا خطبہ

راستہ میں مقام "غدیر خم" پر جو ایک تالاب ہے یہاں تمام ہمراہیوں کو جمع فرما کر ایک مختصر خطبہ ارشاد فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

حمد و ثنا کے بعد اے لوگو! میں بھی ایک آدمی ہوں ممکن ہے کہ خدا کا فرشتہ (ملک الموت) جلد آ جائے اور مجھے اس کا پیغام قبول کرنا پڑے، میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں، ایک خدا کی کتاب جس میں ہدایت اور روشنی ہے اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں، میں اپنے اہل بیت کے

۱......صحیح مسلم کتاب الحج باب بیان السنۃ یوم النحر ۴۲۱/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
......سنن ترمذی کتاب الحج عن رسول اللہ ﷺ رقم الحدیث: ۸۳۶

بارے میں تمہیں خدا کی یاد دلاتا ہوں۔(۱)

اس خطبہ میں آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ۔

مَنْ كُنْتُ مَوْلاَهُ فَعَلِيٌّ مَوْلاَهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالاَهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ ۔

ترجمہ: جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کے مولیٰ ہیں خداوند! جو علی سے محبت رکھے اس سے تو بھی محبت رکھ اور جو علی سے عداوت رکھے اس سے تو بھی عداوت رکھ۔(۲)

غدیر خم کے خطبہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی اس کی کوئی تصریح کہیں حدیثوں میں نہیں ملتی، ہاں البتہ بخاری شریف کی ایک روایت سے پتا چلتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اختیار سے کوئی ایسا کام کر ڈالا تھا، جس کو ان کے یمن سے آنے والے ہمراہیوں نے پسند نہیں کیا، یہاں تک کہ ان میں سے ایک نے بارگاہِ رسالت میں اس کی شکایت بھی کر دی جس کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جواب دیا کہ علی کو اس سے زیادہ کا حق ہے ممکن ہے اسی قسم کے شبہات و شکوک کو مسلمان یمنیوں کے دلوں سے دور کرنے کے لئے اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی اور اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل بھی بیان کر دیے ہوں۔(۳)

روافض کا ایک شبہ

بعض شیعہ صاحبان نے اس موقع پر لکھا ہے کہ "غدیر خم" کا خطبہ یہ "حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت بلا فصل کا اعلان تھا مگر اہلِ فہم پر روشن ہے کہ یہ محض ایک "تک بندی" کے سوا کچھ بھی نہیں کیونکہ اگر واقعی حضرت علی کے لئے خلافت بلافصل کا اعلان کرنا تھا تو عرفات یا منیٰ کے خطبوں میں یہ اعلان زیادہ مناسب تھا، جہاں ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کا اجتماع تھا نہ کہ غدیر خم پر، جہاں یمن اور مدینہ والوں کے سوا کوئی بھی نہ تھا۔

۱.....صحیح مسلم　کتاب الفضائل　باب من فضائل علی رضی اللہ عنہ　۱/۲۷۹　قدیمی کتب خانہ کراچی

۲.....مشکوۃ المصابیح　کتاب المناقب　باب علی بن ابی طالب　۲/۳۳۰　مکتبہ رحمانیہ لاہور

.....سنن ترمذی　کتاب المناقب　باب علی بن ابی طالب　رقم الحدیث:۳۶۳۶

.....مسند امام احمد　مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ　رقم الحدیث:۹۰۶

۳.....صحیح بخاری　کتاب المغازی　باب بعث علی الی الیمن　۲/۲۲۳　قدیمی کتب خانہ کراچی

مدینہ کے قریب پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام ذوالحلیفہ میں رات بسر فرمائی اور صبح کو مدینہ منورہ میں نزول اجلال فرمایا۔

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

سوالات

پندرہواں باب

سوال نمبر 1......حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو آخری حج ادا فرمایا اسے کس نام سے یاد کیا جاتا ہے اور یہ کب ہوا، اور اس حج میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کتنے صحابہ کرام تھے۔؟

سوال نمبر 2......حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ حج بیان کریں۔؟

سوال نمبر 3......حج کے موقع پر کہاں قربانی کی جاتی ہے نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حج کے موقع پر قربانی کے کتنے اونٹ تھے جن کی قربانی کی گئی۔؟

سوال نمبر 4......قربانی کے بعد کس صحابی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بال مبارک اتروائے اور پھر ان بالوں کو کیا کیا گیا۔؟

سوال نمبر 5......غدیر خم سے کیا مراد ہے نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے حوالے سے روافض کے شبہ کا جواب دیں۔؟

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

سولہواں باب

ہجرت کا گیارہواں سال

۱۱ھ

جیشِ اُسامہ

اس لشکر کا دوسرا نام "سریہ اسامہ" بھی ہے، یہ سب سے آخری فوج ہے جس کے روانہ کرنے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا۔ ۲۶؍صفر ۱۱ھ دوشنبہ کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رومیوں سے جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور دوسرے دن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلا کر فرمایا کہ میں نے تم کو اس فوج کا امیر لشکر مقرر کیا، تم اپنے باپ کی شہادت گاہ مقام "اُبنیٰ" میں جاؤ اور نہایت تیزی کے ساتھ سفر کر کے ان کفار پر اچانک حملہ کر دو تا کہ وہ لوگ جنگ کی تیاری نہ کر سکیں، باوجودیکہ مزاج اقدس ناساز تھا مگر اسی حالت میں آپ نے خود اپنے دست مبارک سے جھنڈا باندھا اور یہ نشانِ اسلام حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دے کر ارشاد فرمایا کہ

اُغْزُ بِسْمِ اللهِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللهِ فَقَاتِلْ مَنْ کَفَرَ بِاللهِ۔

ترجمہ: اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو اور کافروں کے ساتھ جنگ کرو۔

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علمبردار بنایا اور مدینہ سے نکل کر ایک کوس دور مقام "جرف" میں پڑاؤ کیا تا کہ وہاں پورا لشکر جمع ہو جائے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار و مہاجرین کے تمام معززین کو بھی اس لشکر میں شامل ہو جانے کا حکم دیا بعض لوگوں پر یہ شاق گزرا کہ ایسا لشکر جس میں انصار و مہاجرین کے اکابر و عمائد موجود ہیں، ایک نوعمر لڑکا جس کی عمر بیس برس سے زائد نہیں، کس طرح امیر لشکر بنا دیا گیا؟ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس اعتراض کی خبر ملی تو آپ کے قلب نازک پر صدمہ گزرا، اور آپ نے علالت کے باوجود سر میں پٹی باندھے ہوئے ایک چادر اوڑھ کر منبر پر ایک خطبہ دیا جس میں ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگوں نے اسامہ کی

سپہ سالاری پر طعنہ زنی کی ہے تو تم لوگوں نے اس سے قبل اس کے باپ کے سپہ سالار ہونے پر بھی طعنہ زنی کی تھی، حالانکہ خدا کی قسم اس کا باپ (زید بن حارثہ) سپہ سالار ہونے کے قابل تھا، اور اس کے بعد اس کا بیٹا (اسامہ بن زید) بھی سپہ سالار ہونے کے لائق ہے اور یہ میرے نزدیک میرے محبوب ترین صحابہ میں سے ہے، جیسا کہ اس کا باپ میرے محبوب ترین اصحاب میں سے تھا، لہٰذا اسامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بارے میں تم لوگ میری نیک وصیت کو قبول کرو کہ وہ تمہارے بہترین لوگوں میں سے ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ خطبہ دے کر مکان میں تشریف لے گئے اور آپ کی علالت میں کچھ اور بھی اضافہ ہو گیا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکمیل کرتے ہوئے مقام جرف میں پہنچ گئے تھے اور وہاں لشکر اسلام کا اجتماع ہوتا رہا، یہاں تک کہ ایک عظیم الشان لشکر تیار ہو گیا۔

۱۰ ربیع الاول ۱۱ھ کو جہاد میں جانے والے خواص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رخصت ہونے کے لئے آئے اور رخصت ہو کر مقام جرف میں پہنچ گئے، اس کے دوسرے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علالت نے اور زیادہ شدت اختیار کر لی، حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کی مزاج پرسی اور رخصت ہونے کیلئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا مگر ضعف کی وجہ سے کچھ بول نہ سکے، بار بار دستِ مبارک کو آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اور ان کے بدن پر اپنا مقدس ہاتھ پھیرتے تھے، حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اس سے میں نے یہ سمجھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے دعا فرما رہے ہیں، اس کے بعد حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رخصت ہو کر اپنی فوج میں تشریف لے گئے اور ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو کوچ کرنے کا اعلان بھی فرما دیا۔ اب سوار ہونے کے لئے تیاری کر رہے تھے کہ ان کی والدہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرستادہ آدمی پہنچا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نزع کی حالت میں ہیں، یہ ہوش ربا خبر سن کر حضرت اسامہ و حضرت عمر و حضرت ابو عبیدہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فوراً ہی مدینہ آئے تو یہ دیکھا کہ آپ سکرات کے عالم میں ہیں اور اسی دن دوپہر کو یا سہ پہر کے وقت آپ کا وصال ہو گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ یہ خبر سن کر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر مدینہ واپس چلا آیا مگر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر رونق افروز ہو گئے تو آپ نے بعض لوگوں کی مخالفت کے باوجود ربیع الآخر کی

آخری تاریخوں میں اس لشکر کو روانہ فرمایا، اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام "ابنیٰ" میں تشریف لے گئے اور وہاں بہت ہی خونریز جنگ کے بعد لشکرِ اسلام فتح یاب ہوا، اور آپ نے اپنے باپ کا قاتل اور دوسرے کفار کو قتل کیا اور بے شمار مالِ غنیمت لے کر چالیس دن کے بعد مدینہ واپس تشریف لائے۔(۱)

وفاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس عالم میں تشریف لانا صرف اس لئے تھا کہ آپ خدا کے آخری اور قطعی پیغام، یعنی دین اسلام کے احکام اس کے بندوں تک پہنچا دیں اور خدا کی حجت تمام فرما دیں، اس کام کو آپ نے کیونکر انجام دیا؟ اور اس میں آپ کو کتنی کامیابی حاصل ہوئی؟ اس کا اجمالی جواب یہ ہے کہ جب سے یہ دنیا عالم وجود میں آئی ہزاروں انبیاء و رسل علیہم السلام اس عظیم الشان کام کو انجام دینے کے لئے اس عالم میں تشریف لائے مگر تمام انبیاء و مرسلین کے تبلیغی کارناموں کو اگر جمع کر لیا جائے تو وہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبلیغی شاہکاروں کے مقابلہ میں ایسے ہی نظر آئیں گے جیسے آفتاب عالم تاب کے مقابلہ میں ایک چراغ یا ایک صحرا کے مقابلہ میں ایک ذرہ یا ایک سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ، آپ کی تبلیغ نے عالم میں ایسا انقلاب پیدا کر دیا کہ کائنات ہستی کی ہر پستی کو معراجِ کمال کی سربلندی عطا فرما کر ذلت کی زمین کو عزت کا آسمان بنا دیا اور دین حنیف کے اس مقدس اور نورانی محل کو جس کی تعمیر کے لئے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء و رسل معمار بنا کر بھیجے جاتے رہے آپ نے خاتم النبیین کی شان سے اس قصرِ ہدایت کو اس طرح مکمل فرما دیا کہ حضرت حق جل جلالہ نے اس پر اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ . کی مہر لگا دی۔

جب دین اسلام مکمل ہو چکا اور دنیا میں آپ کے تشریف لانے کا مقصد پورا ہو چکا تو اللہ تعالیٰ کے وعدہ محکم اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۔ کے پورا ہونے کا وقت آ گیا۔

حضور ﷺ کو اپنی وفات کا علم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت پہلے سے اپنی وفات کا علم حاصل ہو گیا تھا اور آپ نے مختلف

۱......مدارج النبوۃ قسم سوم باب یازدہم ۲/۴۰۹،۱۰ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب آخر البعوث النبویۃ (ملتقطاً) ج۴، ص ۱۵۵،۱۵۰ دار الکتب العلمیۃ، بیروت

مواقع پر لوگوں کو اس کی خبر بھی دے دی تھی، چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے لوگوں کو یہ فرما کر رخصت فرمایا تھا کہ

''شاید اس کے بعد میں تمہارے ساتھ حج نہ کر سکوں گا۔''

اسی طرح ''غدیر خم'' کے خطبہ میں اسی انداز سے کچھ اسی قسم کے الفاظ آپ کی زبانِ اقدس سے ادا ہوئے تھے اگرچہ ان دونوں خطبات میں لفظ لعل (شاید) فرما کر ذرا پردہ ڈالتے ہوئے اپنی وفات کی خبر دی مگر حجۃ الوداع سے واپس آ کر آپ نے جو خطبات ارشاد فرمائے اس میں لعل (شاید) کا لفظ آپ نے نہیں فرمایا بلکہ صاف صاف اور یقین کے ساتھ اپنی وفات کی خبر سے لوگوں کو آگاہ فرما دیا، چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے باہر تشریف لے گئے اور شہداء اُحد کی قبروں پر اس طرح نماز پڑھی جیسے میت پر نماز پڑھی جاتی ہے پھر پلٹ کر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ میں تمہارا پیش روتم سے پہلے وفات پانے والا ہوں اور تمہارا گواہ ہوں اور میں خدا کی قسم اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں۔(۱)

اس حدیث میں "اِنِّیْ فَرَطٌ لَکُمْ" فرمایا، یعنی میں اب تم لوگوں سے پہلے ہی وفات پا کر جا رہا ہوں تاکہ وہاں جا کر تم لوگوں کے لئے حوض کوثر وغیرہ کا انتظام کر لوں۔

یہ قصہ مرضِ وفات شروع ہونے سے پہلے کا ہے لیکن اس قصہ کو بیان فرمانے کے وقت آپ کو اس کا یقینی علم حاصل ہو چکا تھا کہ میں کب اور کس وقت دنیا سے جانے والا ہوں اور مرضِ وفات شروع ہونے کے بعد تو اپنی صاحبزادی حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صاف صاف لفظوں میں بغیر ''شاید'' کا لفظ فرماتے ہوئے اپنی وفات کی خبر دے دی چانچہ بخاری شریف کی روایت ہے کہ

اپنے مرض وفات میں آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اور چپکے چپکے اس سے کچھ فرمایا تو وہ رو پڑیں پھر بلایا اور چپکے چپکے کچھ فرمایا تو وہ ہنس پڑیں جب ازواج مطہرات نے اس کے بارے میں حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ

۱......صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب الحوض، ۹۷۵/۲، قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم، کتاب الفضائل، رقم الحدیث: ۴۲۴۸
مسند امام احمد، مسند الشامیین، رقم الحدیث: ۱۶۷۰۵

وآلہ وسلم نے آہستہ آہستہ مجھ سے یہ فرمایا کہ میں اسی بیماری میں وفات پا جاؤں گا تو میں رو پڑی، پھر چپکے چپکے مجھ سے فرمایا کہ میرے بعد میرے گھر والوں میں سے سب سے پہلے تم وفات پا کر میرے پیچھے آؤ گی تو میں ہنس پڑی۔(۱)

بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی وفات سے پہلے اپنی وفات کے وقت کا علم حاصل ہو چکا تھا، کیوں نہ ہو کہ جب دوسرے لوگوں کی وفات کے اوقات سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزوجل نے آگاہ فرما دیا تھا تو اگر خداوندِ علام الغیوب کے بتادینے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی وفات کے وقت کا قبل از وقت علم ہو گیا تو اس میں کون سا استبعاد ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو علم ما کان وما یکون عطا فرمایا، یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کا علم عطا فرما کر آپ کو دنیا سے اٹھایا، چنانچہ اس مضمون کو ہم نے اپنی کتاب ''قرآنی تقریریں'' میں مفصل تحریر کیا ہے۔

علالت کی ابتداء

مرض کی ابتداء کب ہوئی؟ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنے دنوں تک علیل رہے؟ اس میں مؤرخین کا اختلاف ہے بہر حال ۲۰/صفر یا ۲۲/صفر ۱۱ھ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنۃ البقیع میں جو عام مسلمانوں کا قبرستان ہے، آدھی رات میں تشریف لے گئے، وہاں سے واپس تشریف لائے تو مزاج اقدس ناساز ہو گیا، یہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری کا دن تھا۔(۲)

دوشنبہ کے دن آپ کی علالت بہت شدید ہو گئی، آپ کی خواہش پر تمام ازواج مطہرات نے اجازت دے دی کہ آپ بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں قیام فرمائیں، چنانچہ حضرت عباس وحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سہارا دے کر آپ کو حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں پہنچا دیا جب تک طاقت رہی آپ خود ہی مسجد نبوی میں نمازیں پڑھاتے رہے، جب کمزوری بہت زیادہ بڑھ گئی تو آپ نے حکم دیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے مصلی پر امامت

۱.....صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاتہ، ۲/۹۷۵، قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، رقم الحدیث: ۲۴۸۶
.....مسند امام احمد، باقی مسند الانصار، رقم الحدیث: ۲۴۳۴۳

۲.....مدارج النبوۃ، قسم چہارم، باب اول، ۲/۴۱۷، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، الفصل الاول فی اتمامہ، ۱۲/۸۳، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

کریں، چنانچہ سترہ (۱۷) نمازیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائیں۔

ایک دن ظہر کی نماز کے وقت مرض میں کچھ افاقہ محسوس ہوا تو آپ نے حکم دیا کہ سات پانی کی مشکیں میرے اوپر ڈالی جائیں، جب آپ غسل فرما چکے تو حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کا مقدس بازو تھام کر آپ کو مسجد میں لائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھارہے تھے، آہٹ پاکر پیچھے ہٹنے لگے مگر آپ نے اشارہ سے ان کو روکا اور ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھائی آپ کو دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے مقتدی صحابہ ارکانِ نماز ادا کرتے رہے نماز کے بعد آپ نے ایک خطبہ بھی دیا جس میں بہت سی وصیتیں اور احکام اسلام بیان فرما کر انصار کے فضائل اور ان کے حقوق کے بارے میں کچھ کلمات ارشاد فرمائے اور سورہ والعصر اور ایک آیت بھی تلاوت فرمائی۔(۱)

گھر میں سات دینار رکھے ہوئے تھے آپ نے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ تم ان دیناروں کو لاؤ تاکہ میں ان دیناروں کو خدا کی راہ میں خرچ کردوں، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے آپ نے ان دیناروں کو تقسیم کردیا اور اپنے گھر میں ایک ذرہ بھر بھی سونا یا چاندی نہیں چھوڑا۔(۲)

آپ کے مرض میں کمی بیشی ہوتی رہتی تھی، خاص وفات کے دن یعنی دوشنبہ کے روز طبیعت اچھی تھی، حجرہ مسجد سے متصل ہی تھا آپ نے پردہ اٹھا کر دیکھا تو لوگ نماز فجر پڑھ رہے تھے، یہ دیکھ کر خوشی سے آپ ہنس پڑے، لوگوں نے سمجھا کہ آپ مسجد میں آنا چاہتے ہیں، مارے خوشی کے تمام لوگ بے قابو ہوگئے مگر آپ نے اشارہ سے روکا، اور حجرہ میں داخل ہوکر پردہ ڈال دیا، یہ سب سے آخری موقع تھا کہ صحابہ کرام نے جمال نبوت کی زیارت کی، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ کا رُخ انور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا قرآن کا کوئی ورق ہو یعنی سفید ہوگیا تھا۔(۳)

۱..... صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاتہ، ۶۳۹/۲، قدیمی کتب خانہ کراچی

..... مدارج النبوۃ، قسم چہارم، باب اول، ۴۲۵/۲، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

..... مدارج النبوۃ، قسم چہارم، باب اول، ۴۲۴/۲، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲..... مدارج النبوۃ، قسم چہارم، باب اول، ۴۲۴/۲، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۳..... صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاتہ، ۶۴۰/۲، قدیمی کتب خانہ کراچی

اس کے بعد بار بار غشی کا دورہ پڑنے لگا، حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبان سے شدت غم میں یہ لفظ نکل گیا ''واکَرْبَ اَبَاہُ'' ہائے رے میرے باپ کی بے چینی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے بیٹی! تمہارا باپ آج کے بعد کبھی بے چین نہ ہوگا۔(۱)

اس کے بعد بار بار آپ یہ فرماتے رہے کہ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ یعنی ان لوگوں کے ساتھ جن پر خدا کا انعام ہے اور کبھی یہ فرماتے کہ "اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی" خداوندا! بڑے رفیق میں اور لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہُ۔ بھی پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ بے شک موت کے لئے سختیاں ہیں، حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ تندرستی کی حالت میں آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ پیغمبروں کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ خواہ وفات کو قبول کریں یا حیات دنیا کو، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک پر یہ کلمات جاری ہوئے تو میں نے سمجھ لیا کہ آپ نے آخرت کو قبول فرمالیا۔(۲)

وفات سے تھوڑی دیر پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تازہ مسواک ہاتھ میں لئے حاضر ہوئے، آپ نے ان کی طرف نظر جما کر دیکھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سمجھا کہ مسواک کی خواہش ہے، انہوں نے فوراً ہی مسواک لے کر اپنے دانتوں سے نرم کی اور دستِ اقدس میں دے دی، آپ نے مسواک فرمائی، سہ پہر کا وقت تھا کہ سینۂ اقدس میں سانس کی گھرگھراہٹ محسوس ہونے لگی اتنے میں لب مبارک ہلے تو لوگوں نے یہ الفاظ سنے کہ

اَلصَّلٰوۃُ وَمَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ　　نماز اور لونڈی، غلاموں کا خیال رکھو۔

آپ کے پاس پانی کی ایک لگن پڑی تھی اس میں بار بار ہاتھ ڈالتے اور چہرۂ اقدس پر ملتے اور کلمہ پڑھتے چادر مبارک کو کبھی منہ پر ڈالتے کبھی ہٹا دیتے، حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سر اقدس کو اپنے سینے سے لگائے بیٹھی ہوئی تھیں، اتنے میں آپ نے ہاتھ اٹھا کر انگلی سے اشارہ فرمایا اور تین مرتبہ یہ فرمایا کہ۔

۱......صحیح بخاری　کتاب المغازی　باب مرض النبی ووفاتہ　۶۴۱/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
......ابن ماجہ　کتاب الجنائز　باب ماجاء فی الجنائز　رقم الحدیث:۱۶۱۸
۲......صحیح بخاری　کتاب المغازی　باب آخر ماتکلم النبی ﷺ　۶۴۰،۶۴۱/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم　کتاب فضائل الصحابۃ　رقم الحدیث:۲۴۸۶
......مسند امام احمد　باقی مسند الانصار　رقم الحدیث:۲۳۳۱۵
......المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی　باب غزوہ موتہ　دار الکتب العلمیۃ، بیروت

بَلِ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى (اب کوئی نہیں) بلکہ وہ بڑا رفیق چاہیے۔
یہی الفاظ زبان اقدس پر تھے کہ ناگہاں مقدس ہاتھ لٹک گئے اور آنکھیں چھت کی طرف دیکھتے ہوئے کھلی کی کھلی رہیں اور آپ کی قدسی روح عالم قدس میں پہنچ گئی۔
(اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ) اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔(۱)

تاریخ وفات میں مؤرخین کا بڑا اختلاف ہے لیکن اس پر تمام علماء سیرت کا اتفاق ہے کہ دوشنبہ کا دن اور ربیع الاول کا مہینہ تھا، بہر حال عام طور پر یہی مشہور ہے کہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ دوشنبہ کے دن تیسرے پہر آپ نے وصال فرمایا، واللہ تعالیٰ اعلم۔
نوٹ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ وفات 12 ربیع الاول نہیں ہے۔ تفصیل کیلئے "بارہ ربیع الاول میلاد النبی یا وفات النبی" از مفتی محمد اشرف القادری دیکھیں۔

وفات کا اثر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے حضرات صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کو کتنا بڑا صدمہ پہنچا؟ اور اہل مدینہ کا کیا حال ہوگیا، ؟ اس کی تصویر کشی کے لئے ہزاروں صفحات بھی متحمل نہیں ہوسکتے، وہ شمع نبوت کے پروانے جو چند دنوں تک جمال نبوت کا دیدار نہ کرتے تو ان کے دل بے قرار اور ان کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی تھیں، ظاہر ہے کہ ان عاشقان رسول پر جان عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائمی فراق کا کتنا روح فرسا، اور کس قدر جانکاہ صدمہ عظیم ہوا ہوگا؟ جلیل القدر صحابہ کرام بلا مبالغہ ہوش وحواس کھو بیٹھے، ان کی عقلیں گم ہوگئیں، آوازیں بند ہوگئیں اور وہ اس قدر مخبوط الحواس ہوگئے کہ ان کے لئے یہ سوچنا بھی مشکل ہوگیا کہ کیا کہیں؟ اور کیا کریں۔؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایسا سکتہ طاری ہوگیا کہ وہ ادھر اُدھر بھاگے بھاگے پھرتے تھے مگر کسی سے نہ کچھ کہتے تھے، نہ کسی کی کچھ سنتے تھے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رنج وملال میں نڈھال ہو کر اس طرح بیٹھ رہے کہ ان میں اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے کی سکت ہی نہیں، حضرت عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب پر

۱...... صحیح بخاری　کتاب المغازی　باب مرض النبی ووفاتہ　۲/۶۴۰، ۶۴۱　قدیمی کتب خانہ کراچی
...... مدارج النبوۃ　قسم چہارم　باب دوم ملخصا　۲/۴۲۹　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

ایسا دھچکا لگا کہ وہ اس صدمہ کو برداشت نہ کر سکے اور ان کا ہارٹ فیل ہو گیا۔(۱)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر ہوش و حواس کھو بیٹھے کہ انہوں نے تلوار کھینچ لی اور ننگی تلوار لے کر مدینہ کی گلیوں میں اِدھر اُدھر آتے جاتے تھے اور یہ کہتے پھرتے تھے کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہو گئی تو میں اس تلوار سے اس کی گردن اڑا دوں گا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ وفات کے بعد حضرت عمر و حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجازت لے کر مکان میں داخل ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر کہا کہ بہت ہی سخت غشی کا دورہ پڑ گیا ہے، جب وہ وہاں سے چلنے لگے تو حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے عمر! تمہیں کچھ خبر بھی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو چکا ہے، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپے سے باہر ہو گئے اور تڑپ کر بولے کہ اے مغیرہ! تم جھوٹے ہو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس وقت تک انتقال نہیں ہو سکتا جب تک دنیا سے ایک ایک منافق کا خاتمہ نہ ہو جائے۔(۲)

مواہب لدنیہ میں طبری سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ "سنخ" میں تھے جو مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے، ان کی بیوی حضرت حبیبہ بنت خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہیں رہتی تھیں، چونکہ دوشنبہ کی صبح کو مرض میں کمی نظر آئی اور کچھ سکون معلوم ہوا، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت دے دی تھی کہ تم "سنخ" چلے جاؤ، اور بیوی بچوں کو دیکھتے آؤ۔(۳)

بخاری شریف وغیرہ میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر "سنخ" سے آئے اور کسی سے کوئی بات نہ کہی نہ سنی، سیدھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں چلے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخ انور سے چادر ہٹا کر آپ پر جھکے اور آپ کی دونوں

۱......مدارج النبوۃ قسم چہارم باب دوم ۴۳۲/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی الفصل الاول فی اتمامہ ۱۴۲،۴۳/۱۲ دار الکتب العلمیہ، بیروت
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۴۶۴/۴ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۲......مدارج النبوۃ قسم چہارم باب دوم ۴۳۳/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
......سیرت ابن ہشام مع روض الانف ملتقطاً ۲۶۱،۲۳/۴ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
......سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ما جاء فی الجنائز رقم الحدیث:۱۶۲۷
۳......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی الفصل الاول [illegible] [illegible] دار الکتب العلمیہ، بیروت

آنکھوں کے درمیان نہایت گرم جوشی کے ساتھ ایک بوسہ دیا، اور کہا کہ آپ اپنی حیات اور وفات دونوں حالتوں میں پاکیزہ رہے، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، ہرگز خداوند تعالیٰ آپ پر دو موتوں کو جمع نہیں فرمائے گا، آپ کی جو موت لکھی ہوئی تھی آپ اس موت کے ساتھ وفات پاچکے اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں تشریف لائے تو اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے سامنے تقریر کررہے تھے، آپ نے فرمایا کہ اے عمر! بیٹھ جاؤ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کردیا، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں چھوڑ دیا اور خود لوگوں کو متوجہ کرنے کے لئے خطبہ دینا شروع کردیا کہ۔

اما بعد ! جو شخص تم میں سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کرتا تھا (وہ جان لے) کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوگیا۔ اور جو شخص تم میں سے خدا کی پرستش کرتا تھا تو خدا زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔

پھر اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورہ آل عمران کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۔(۱)

اور محمد ﷺ تو ایک رسول ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر ادا کرنے والوں کو ثواب دے گا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی تو معلوم ہوتا تھا کہ گویا کوئی اس آیت کو جانتا ہی نہ تھا، ان سے سن کر ہر شخص اسی آیت کو پڑھنے لگا۔(۲)

۱۔۔۔ القرآن الکریم　پارہ:۴　سورۃ آل عمران　آیت:۱۴۴

۲۔۔۔ صحیح بخاری　کتاب الجنائز باب دخول علی المیت　۱۶۶/۱　قدیمی کتب خانہ کراچی

۔۔۔ مسند امام احمد　باقی مسند الانصار　رقم الحدیث:۲۴۶۵۸

۔۔۔ سیرت ابن ہشام مع روض الانف　۳۶۳،۶۷/۴　ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

۔۔۔ مدارج النبوۃ قسم دوم باب [illegible]　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے سورہ آل عمران کی یہ آیت سنی، تو مجھے معلوم ہوگیا کہ واقعی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوگیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اضطراب کی حالت میں ننگی شمشیر لے کر جو اعلان کرتے پھرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال نہیں ہوا، اس سے رجوع کیا اور ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ گویا ہم پر ایک پردہ پڑا ہوا تھا کہ اس آیت کی طرف ہمارا دھیان ہی نہیں گیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبہ نے اس پردہ کو اٹھا دیا۔(۱)

تجہیز و تکفین

چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمادی تھی کہ میری تجہیز و تکفین میرے اہل بیت اور اہل خاندان کریں اس لئے کہ یہ خدمت آپ کے خاندان ہی کے لوگوں نے انجام دی، چنانچہ حضرت فضل بن عباس و حضرت قثم بن عباس و حضرت علی و حضرت عباس و حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مل جل کر آپ کو غسل دیا اور ناف مبارک اور پلکوں پر جو پانی کے قطرات اور تری جمع تھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جوشِ محبت اور فرطِ محبت سے اس کو زبان سے چاٹ کر پی لیا۔(۲)

غسل کے بعد تین سوتی کپڑوں کا جو "سحول" گاؤں کے بنے ہوئے تھے کفن بنایا گیا ان میں قمیص و عمامہ نہ تھا۔(۳)

نمازِ جنازہ

جنازہ تیار ہوا تو لوگ نمازِ جنازہ کیلئے ٹوٹ پڑے، پہلے مردوں نے، پھر عورتوں نے، پھر بچوں نے نماز جنازہ پڑھی، جنازہ مبارکہ حجرہ مقدسہ کے اندر ہی تھا، باری باری سے تھوڑے تھوڑے لوگ اندر جاتے تھے اور نماز پڑھ کر چلے آتے تھے لیکن کوئی امام نہ تھا۔(۴)

۱......مدارج النبوۃ قسم چہارم باب دوم ۴۴۳/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲......مدارج النبوۃ قسم چہارم باب دوم ۳۹۰/۲، ۴۲۷ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۳......صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الثیاب البیض للکفن ۱۶۹/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم کتاب الجنائز رقم الحدیث: ۱۵۶۳
......سنن ترمذی کتاب الجنائز عن رسول اللہ ﷺ رقم الحدیث: ۹۱۷
۴......سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ذکر وفاتہ ودفنہ ص: ۱۱۸ قدیمی کتب خانہ کراچی
......مدارج النبوۃ قسم چہارم باب دوم [illegible] نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

قبرِ انور

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر شریف تیار کی جو بغلی تھی جسم اطہر کو حضرت علی و حضرت فضل بن عباس و حضرت عباس، و حضرت قثم بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قبر منور میں اتارا۔(۱)

لیکن ابوداؤد شریف کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسامہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی قبر میں اترے تھے۔(۲)

صحابہ کرام میں یہ اختلاف رونما ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہاں دفن کیا جائے کچھ لوگوں نے کہا کہ مسجد نبوی میں آپ کا مدفن ہونا چاہیے اور کچھ نے یہ رائے دی کہ آپ کو صحابہ کرام کے قبرستان میں دفن کرنا چاہئے، اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ ہر نبی اپنی وفات کے بعد اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جس جگہ اس کی وفات ہوئی ہو، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو سن کر لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچھونے کو اٹھایا اور اسی جگہ (حجرہ عائشہ) میں آپ کی قبر تیار کی، اور آپ اسی میں مدفون ہوئے۔(۳)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل شریف اور تجہیز و تکفین کی سعادت میں حصہ لینے کے لئے ظاہر ہے کہ شمع نبوت کے پروانے کس قدر بے قرار رہے ہوں گے؟ مگر جیسا کہ ہم تحریر کر چکے کہ چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ہی یہ وصیت فرمادی تھی کہ میرے غسل اور تجہیز و تکفین میرے اہل بیت ہی کریں، پھر امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بحیثیت امیر المؤمنین ہونے کے یہی حکم دیا کہ "یہ اہل بیت ہی کا حق ہے" اس لئے حضرت عباس اور اہل بیت نے کواڑ بند کر کے غسل دیا اور کفن پہنایا مگر شروع سے آخر تک خود حضرت امیر المؤمنین اور دوسرے تمام صحابہ حجرہ مقدسہ کے باہر حاضر رہے۔(۴)

۱......مدارج النبوۃ قسم چہارم باب دوم ۴۳۳/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲......سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب کم یدخل القبر ۴۵۸/۲ مکتبہ امدادیہ ملتان
۳......سنن ابن ماجہ کتاب ما جاء فی الجنائز باب ذکر وفاتہ ودفنہ ص:۱۱۸ قدیمی کتب خانہ کراچی
۴......مدارج النبوۃ قسم چہارم باب سوم [illegible] نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

حضور کا ترکہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس زندگی اس قدر زاہدانہ تھی کہ کچھ اپنے پاس رکھتے ہی نہیں تھے، اس لئے ظاہر ہے کہ آپ نے وفات کے بعد کیا چھوڑا ہوگا؟ چنانچہ حضرت عمرو بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ۔

مَاتَرَكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهٖ دِرْهَمًا وَّلَا دِيْنَارًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا اَمَةً وَّلَا شَيْئًا اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهٗ وَاَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت نہ درہم و دینار چھوڑا نہ لونڈی و غلام نہ اور کچھ، صرف اپنا سفید خچر اور ہتھیار، اور کچھ زمین جو عام مسلمانوں پر صدقہ کر گئے، چھوڑا تھا۔(۱)

بہر حال پھر بھی آپ کے متروکات میں تین چیزیں تھیں۔

۱......بنونضیر، فدک، خیبر کی زمینیں۔۲......سواری کا جانور۔۳......ہتھیار۔

یہ مذکورہ تینوں چیزیں قابل ذکر ہیں۔

زمین

بنونضیر، فدک، خیبر کی زمینوں کے باغات وغیرہ کی آمدنیاں آپ اپنے اور اپنی ازواج مطہرات کے سال بھر کے اخراجات اور فقراء و مساکین اور عام مسلمانوں کی حاجات میں صرف فرماتے تھے۔(۲)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت عباس اور حضرت فاطمہ اور بعض ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم چاہتی تھیں کہ ان جائدادوں کو میراث کے طور پر وارثوں کے درمیان تقسیم ہو جانا چاہیے، چنانچہ امیر المؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ان لوگوں نے اس کی درخواست پیش کی مگر آپ اور حضرت عمر وغیرہ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان لوگوں کو یہ حدیث سنا دی کہ۔

لَا نُوْرِثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ　　ہم (انبیاء) کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم نے جو کچھ چھوڑا وہ

۱......صحیح بخاری کتاب الوصایا　باب الوصایا　۳۸۲/۱　قدیمی کتب خانہ کراچی

۲......سنن ابی داؤد　کتاب الخراج والفئ　باب فی صفایا رسول اللہ ﷺ　۴۱۲/۲　مکتبہ امدادیہ ملتان

......مدارج النبوۃ　قسم چہارم　باب ہم　[illegible]　رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

مسلمانوں پر صدقہ ہے۔(۱)

اوراس حدیث کی روشنی میں صاف صاف کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کے بموجب یہ جائدادیں وقف ہو چکی ہیں، لہٰذا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مقدس زندگی میں جن مدآت ومصارف میں ان کی آمدنیاں خرچ فرمایا کرتے تھے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاسکتی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت عباس وحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اصرار سے بنونضیر کی جائداد کا ان دونوں کو اس شرط پر متولی بنادیا تھا کہ اس جائداد کی آمدنیاں انہیں مصارف میں خرچ کرتے رہیں گے جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرچ فرمایا کرتے تھے پھر ان دونوں میں کچھ ان بن ہوگئی اور ان دونوں حضرات نے یہ خواہش ظاہر کی کہ بنونضیر کی جائداد تقسیم کرکے آدھی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تولیت میں دے دی جائے اور آدھی کے متولی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رہیں مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس درخواست کو نامنظور فرمادیا۔(۲)

لیکن خیبر اور فدک کی زمینیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے تک خلفاء ہی کے ہاتھوں میں رہیں حاکم مدینہ مروان بن الحکم نے اس کو اپنی جاگیر بنالی تھی مگر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں پھر وہی عملدرآمد جاری کردیا جو حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دورِ خلافت میں تھا۔(۳)

سواری کے جانور

زرقانی علی المواہب وغیرہ میں لکھا ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت میں سات گھوڑے پانچ خچر تین گدھے دو اونٹنیاں تھیں۔(۴)

۱...... صحیح بخاری، کتاب الفرائض والمناقب، باب قول النبی لانورث......، ۴۳۶/۱، قدیمی کتب خانہ کراچی
...... سنن ابی داؤد، کتاب الخراج والفیٔ، باب فی صفایا رسول اللہ ﷺ، ۴۱۳/۲، مکتبہ امدادیہ ملتان
۲...... صحیح بخاری، کتاب الفرائض والمناقب، باب قول النبی لانورث......، ۴۳۶/۱، قدیمی کتب خانہ کراچی
...... صحیح مسلم، کتاب الوصایا، رقم الحدیث: ۳۳۰۴
...... سنن ابی داؤد، کتاب الخراج والفیٔ، باب فی صفایا رسول اللہ ﷺ، ۴۱۳/۲، مکتبہ امدادیہ ملتان
...... مسند امام احمد، مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ، رقم الحدیث: ۲۵
۳...... سنن ابی داؤد، کتاب الخراج والفیٔ، باب فی صفایا رسول اللہ ﷺ، ۴۱۷/۲، مکتبہ امدادیہ ملتان
۴...... شرح الزرقانی علی المواہب [illegible] دارالکتب العلمیہ بیروت

لیکن اس میں یہ تشریح نہیں ہے کہ بوقت وفات ان میں سے کتنے جانور موجود تھے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جانور دوسروں کو عطا فرماتے رہتے تھے کچھ نئے خریدتے کچھ ہدایا اور نذرانوں میں ملتے بھی رہے۔

بہر حال روایات صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وفاتِ اقدس کے وقت جو سواری کے جانور موجود تھے ان میں ایک گھوڑا تھا جس کا نام "لحیف" تھا ایک سفید خچر تھا جس کا نام "دلدل" تھا یہ بہت ہی عمر دراز ہوا ،حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے تک زندہ رہا اتنا بوڑھا ہو گیا تھا کہ اس کے تمام دانت گر گئے تھے اور آخر میں اندھا بھی ہو گیا تھا، ابن عساکر کی تاریخ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جنگ خوارج میں اس پر سوار ہوئے تھے۔(۱)

ایک عربی گدھا تھا جس کا نام "عفیر" تھا ایک اونٹنی تھی جس کا نام "عضباء وقصواء" تھا یہ وہی اونٹنی تھی جس کو بوقت ہجرت آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خریدا تھا اس اونٹنی پر آپ نے ہجرت فرمائی اور اسی کی پشت پر حجۃ الوداع میں آپ نے عرفات ومنیٰ کا خطبہ پڑھا تھا۔

ہتھیار

چونکہ جہاد کی ضرورت ہر وقت درپیش رہتی تھی اس لئے آپ کے اسلحہ خانہ میں نو یا دس تلواریں، سات لوہے کی زرہیں چھ کمانیں، ایک تیردان، ایک ڈھال، پانچ برچھیاں، دو مغفر، تین جبے ایک سیاہ رنگ کا بڑا جھنڈا باقی سفید و زرد رنگ کے چھوٹے چھوٹے جھنڈے تھے ایک خیمہ بھی تھا۔

ہتھیاروں میں تلواروں کے بارے میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں کہ یہ سب تلواریں بیک وقت جمع تھیں یا مختلف اوقات میں آپ کے پاس رہیں۔(۲)

ظروف ومختلف سامان

ظروف اور برتنوں میں کئی پیالے تھے ایک شیشہ کا پیالہ بھی تھا، ایک پیالہ لکڑی کا تھا جو پھٹ گیا تھا تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے شگاف کو بند کرنے کے لئے ایک چاندی کی زنجیر سے اس کو

۱.....شرح الزرقانی علی المواہب　باب فی ذکر خیلہ ولقاحہ ودوابہ　۵/۶،۱۰۰　دار الکتب العلمیہ بیروت

۲..... مدارج النبوۃ　قسم پنجم　باب [illegible]　ص۵۵۱　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

جکڑ دیا تھا۔(۱)

چمڑے کا ایک ڈول، ایک پرانی مشک، ایک پتھر کا تغار، ایک بڑا سا پیالہ جس کا نام ''السعہ'' تھا، ایک چمڑے کا تھیلا جس میں آپ آئینہ، قینچی اور مسواک رکھتے تھے، ایک کنگھی ایک سرمہ دانی، ایک بہت بڑا پیالہ جس کا نام ''الغراء'' تھا صاع اور مد دو ناپنے کے پیمانے، ان کے علاوہ ایک چارپائی جس کے پائے سیاہ لکڑی کے تھے، یہ چارپائی حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہدیۃً خدمتِ اقدس میں پیش کی تھی، بچھونا اور تکیہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، مقدس جوتیاں، یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسباب و سامانوں کی ایک فہرست ہے جن کا تذکرہ احادیث میں متفرق طور پر آتا ہے۔(۲)

تبرکاتِ نبوت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان متروکہ سامانوں کے علاوہ بعض یادگاری تبرکات بھی تھے، جن کو عاشقانِ رسول فرطِ عقیدت سے اپنے اپنے گھروں میں محفوظ کیے ہوئے تھے اور ان کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے، چنانچہ موئے مبارک، نعلین شریفین اور ایک لکڑی کا پیالہ جو چاندی کے تاروں سے جوڑا ہوا تھا، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تینوں آثارِ متبرکہ کو اپنے گھر میں محفوظ رکھا تھا۔(۳)

اسی طرح ایک موٹا کمبل حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا جن کو وہ بطورِ تبرک اپنے پاس رکھے ہوئے تھیں، اور لوگوں کو اس کی زیارت کراتی تھیں، چنانچہ حضرت ابوبردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگوں کو حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمتِ مبارکہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا، تو انہوں نے ایک موٹا کمبل نکالا اور فرمایا کہ یہ وہی کمبل ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی۔(۴)

۱۔۔۔۔۔صحیح بخاری، کتاب الفرض الخمس، باب من درع النبی ﷺ، ۴۳۸/۱، قدیمی کتب خانہ کراچی

۲۔۔۔۔۔المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، تکمیل ملخصا، ۹۶/۵، ۹۲، دار الکتب العلمیہ بیروت

۳۔۔۔۔۔صحیح بخاری، کتاب الفرض الخمس، باب من درع النبی ﷺ، ۴۳۸/۱، قدیمی کتب خانہ کراچی

۴۔۔۔۔۔صحیح بخاری، کتاب الفرائض والمناقب، باب قول النبی لانورث۔۔۔۔۔۔، ۴۳۸/۱، قدیمی کتب خانہ کراچی

۔۔۔۔۔صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، رقم الحدیث: ۲۸۷۹

ترمذی شریف، کتاب اللباس والزینۃ، رقم الحدیث: ۱۷۵۵

مسند امام احمد، باب مسند الانصار، رقم الحدیث: ۲۹۹۹

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک تلوار جس کا نام ”ذوالفقار“ تھا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھی، اس کے بعد ان کے خاندان میں رہی، یہاں تک کہ یہ تلوار کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھی، اس کے بعد ان کے فرزند و جانشین حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہی، چنانچہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد جب حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید بن معاویہ کے پاس سے رخصت ہو کر مدینہ تشریف لائے تو مشہور صحابی حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ اگر آپ کو کوئی حاجت ہو یا میرے لائق کوئی کارِ خدمت ہو تو آپ مجھے حکم دیں میں آپ کے حکم کی تکمیل کے لئے حاضر ہوں آپ نے فرمایا مجھے کوئی حاجت نہیں پھر حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ گزارش کی کہ آپ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو تلوار ”ذوالفقار“ ہے کیا آپ وہ مجھے عنایت فرما سکتے ہیں؟ کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں یزید کی قوم آپ پر غالب آجائے اور یہ تبرک آپ کے ہاتھ سے جاتا رہے اور اگر آپ نے اس مقدس تلوار کو مجھے عطا فرما دیا تو خدا کی قسم! جب تک میری ایک سانس باقی رہے گی ان لوگوں کی اس تلوار تک رسائی بھی نہیں ہو سکتی مگر حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مقدس تلوار کو اپنے سے جدا کرنا گوارا نہیں فرمایا۔(۱)

آپ کی انگوٹھی اور عصائے مبارک پر جانشین ہونے کی بنا پر خلفائے کرام حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق وحضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے اپنے دورِ خلافت میں قابض رہے مگر انگوٹھی مبارک حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے کنوئیں میں گر کر ضائع ہو گئی اس کنوئیں کا نام ”بیر اریس“ ہے جس کو لوگ ”بیرِ خاتم“ بھی کہتے ہیں۔(۲)

اور عصائے مبارک اس طرح ضائع ہوا کہ حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی مقدس عصائے نبوی کو اپنے دستِ مبارک میں لے کر مسجد نبوی کے منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ بالکل ناگہاں بدنصیب ”جہجاہ غفاری“ اٹھا اور اچانک آپ کے ہاتھ سے اس مبارک تبرک کو لے کر توڑ ڈالا۔

۱......صحیح بخاری	کتاب الفرض الخمس	باب من درع النبی ﷺ	۴۳۸/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح ابی داؤد	کتاب النکاح		رقم الحدیث:۲۰۶۹	
۲......صحیح بخاری	کتاب اللباس	باب خاتم فضۃ	۸۷۲/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم	کتاب اللباس والزینۃ		رقم الحدیث:۳۸۹۹	

اس بے ادبی سے اس پر یہ قہر الٰہی ٹوٹ پڑا کہ اس کے ہاتھ میں کینسر ہو گیا، اور پورا ہاتھ سڑ گل کر ٹوٹ پڑا اور اسی عذاب میں وہ ہلاک ہو گیا۔(۱)

اسی قسم کے دوسرے اور بھی تبرکات نبویہ ہیں جو مختلف صحابہ کرام کے پاس محفوظ تھے جن کا تذکرہ احادیث اور سیرت کی کتابوں میں جابجا متفرق طور پر مذکور ہے اور ان مقدس تبرکات سے صحابہ کرام اور تابعین عظام کو اس قدر والہانہ محبت تھی کہ وہ ان کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

سوالات

سولھواں باب

سوال نمبر 1......حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی ظاہری حیات طیبہ کے آخری دنوں میں جو سب سے آخری لشکر جنگ کے لئے بھیجا، اس کا کیا نام ہے۔؟ اور کس تاریخ کو بھیجا، نیز اس لشکر کے سپہ سالار کا نام اور عمر کیا تھی۔؟

سوال نمبر 2......کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی وفات کا علم تھا، دلائل سے ثابت کریں۔؟

سوال نمبر 3......آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض وفات کی ابتداء کب ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنے دنوں تک علیل رہے۔؟

سوال نمبر 4......حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے وصال کے بعد صحابہ کرام کی کیا کیفیت ہوئی، نیز تجہیز و تکفین کی سعادت کن ہستیوں کو نصیب ہوئی۔؟

سوال نمبر 5......حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نماز جنازہ کیسے پڑھی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کس صحابی نے تیار کی کن صحابہ کرام نے آپ کے جسد اطہر کو قبر میں اتارا، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد اقدس کو دفن کرنے کی جگہ میں صحابہ کرام کے درمیان جو اختلاف رونما ہوا بیان کریں۔؟

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

۱......دلائل النبوۃ لابی نعیم (مترجم) ص:۵۳۱،۳۲ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۲......الشفاء قسم دوم باب ومن اعظامہ واکبارہ ۲/۳۷ روضۃ القرآن پشاور

سترہواں باب

شمائل وخصائل

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح کمالِ سیرت میں تمام اولین وآخرین سے ممتاز اور افضل واعلیٰ بنایا اسی طرح آپ کو جمالِ صورت میں بھی بے مثل وبے مثال پیدا فرمایا، ہم اور آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بے مثال کو بھلا کیا سمجھ سکتے ہیں؟ حضرات صحابہ کرام جو دن رات سفر وحضر میں جمالِ نبوت کی تجلیاں دیکھتے رہے، انہوں نے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال بے مثال کے فضل وکمال کی جو مصوری کی ہے اس کو سن کر یہی کہنا پڑتا ہے جو کسی مداحِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا خوب کہا ہے کہ

لَمْ يَخْلُقِ الرَّحْمٰنُ مِثْلَ مُحَمَّدٍ
اَبَدًا وَّعِلْمِىْ اَنَّهُ لَا يَخْلُقُ

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثل پیدا فرمایا ہی نہیں اور میں یہی جانتا ہوں کہ وہ کبھی نہ پیدا کرے گا۔(۱)

صحابیِ رسول اور تاجدارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درباری شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے قصیدہ ہمزیہ میں جمالِ نبوت کی شانِ بے مثال کو اس شان کے ساتھ بیان فرمایا کہ

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِىْ !
وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

ترجمہ: یعنی یارسول اللہ! آپ سے زیادہ حسن وجمال والا میری آنکھ نے کبھی کسی کو دیکھا ہی نہیں اور آپ سے زیادہ کمال والا کسی عورت نے جنا ہی نہیں۔

۱...... حیاۃ الحیوان الکبریٰ باب الہمزۃ ۱/۴۹

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ !
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

ترجمہ: (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ ہر عیب ونقصان سے پاک پیدا کیے گئے ہیں گویا آپ ایسے ہی پیدا کیے گئے جیسے آپ پیدا ہونا چاہتے تھے۔(۱)

حضرت علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصیدہ بردہ شریف میں فرمایا کہ

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِيْ مَحَاسِنِهٖ
فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمٖ

ترجمہ: یعنی حضرت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی خوبیوں میں ایسے یکتا ہیں کہ اس معاملہ میں ان کا کوئی شریک ہی نہیں ہے، کیونکہ ان میں جو حسن کا جوہر ہے وہ قابل تقسیم ہی نہیں۔(۲)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز نے بھی اس مضمون کی عکاسی فرماتے ہوئے کتنے نفیس انداز میں فرمایا ہے کہ

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا تری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا، تیرے خالقِ حسن وادا کی قسم

بہرحال اس پر تمام امت کا ایمان ہے کہ تناسب اعضاء اور حسن وجمال میں حضور نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے مثل و بے مثال ہیں چنانچہ حضرات محدثین ومصنفین سیرت نے روایات صحیحہ کیساتھ آپ کے ہر ہر عضو شریفہ کے تناسب اور حسن وجمال کو بیان کیا ہے، ہم بھی اپنی اس مختصر کتاب میں ''حلیہ مبارکہ'' کے ذکر جمیل سے حسن وجمال پیدا کرنے کے لئے اس عنوان پر حضرت مولانا محمد کامل صاحب چراغ ربانی نعمانی ولید پوری رحمۃ اللہ علیہ کے منظوم حلیہ مبارکہ کے چند اشعار نقل کرتے ہیں تاکہ اس عالم کامل کی برکتوں سے بھی یہ کتاب سرفراز ہوجائے۔ حضرت مولانا موصوف نے اپنی کتاب ''پنجہ نور'' میں تحریر فرمایا ہے کہ

۱.....دیوان حسان ص:٦٦
۲.....قصیدۃ البردہ مع شرحہا ص:١١١

حلیہء مقدسہ

روحِ حق کا میں سراپا کیا لکھوں
حلیہ نورِ خدا میں کیا لکھوں

پر جمالِ رحمۃ للعالمین
جلوہ گر ہو گا مکانِ قبر میں

اس لئے ہے آ گیا مجھ کو خیال
مختصر لکھ دوں جمالِ بے مثال

تا کہ یاروں کو مرے پہچان ہو
اور اس کی یاد بھی آسان ہو

تھا میانہ قد و اوسط پاک تن
پر سپید و سرخ تھا رنگِ بدن

چاند کے ٹکڑے تھے اعضاء آپ کے
تھے حسین و گول سانچے میں ڈھلے

تھی جبیں روشن کشادہ آپ کی
چاند میں ہے داغ وہ بے داغ تھی

دونوں ابرو تھیں مثالِ دو ہلال
اور دونوں کو ہوا تھا اتصال

اتصالِ دو مہ "عیدین" تھا
یا کہ اونیٰ قرب تھا "قوسین" کا

تھیں بڑی آنکھیں حسین و سرگیں
دیکھ کر قربان تھیں سب حوریں

کان دونوں خوب صورت ارجمند
ساتھ خوبی کے دہن بینی بلند

صاف آئینہ تھا چہرہ آپ کا
صورت اپنی اس میں ہر اک دیکھتا

تا بہ سینہ ریش محبوبِ الٰہ
خوب تھی گنجان مو، رنگ سیاہ

تھا سپیدا اکثر لباسِ پاک تن
ہو ازار و جبہ و یا پیرہن

سبز رہتا تھا عمامہ آپ کا
پر کبھی اسود و سپید و صاف تھا

میں کہوں پہچان عمدہ آپ کی
دونوں عالم میں نہیں ایسا کوئی

جسم اطہر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کا رنگ گورا سپید تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس بدن چاندی سے ڈھال کر بنایا گیا ہے۔(۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کا جسم مبارک نہایت نرم و نازک تھا میں نے دیبا

۱۔۔۔۔شمائل ترمذی باب فی خلق رسول اللہ ﷺ ص:۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

وحریر (ریشمی کپڑوں) کو بھی آپ کے بدن سے زیادہ نرم و نازک نہیں دیکھا اور آپ کے جسم مبارک کی خوشبو سے زیادہ اچھی کبھی کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔(۱)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ انور اس طرح چمک اٹھتا تھا کہ گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے اور ہم لوگ اسی کیفیت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادمانی و مسرت کو پہچان لیتے تھے۔(۲)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخ انور پر پسینہ کے قطرات موتیوں کی طرح ڈھلکتے تھے اور اس میں مشک و عنبر سے بڑھ کر خوشبو رہتی تھی چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک چمڑے کا بستر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بچھا دیتی تھیں اور آپ اس پر دوپہر کو قیلولہ فرمایا کرتے تھے تو آپ کے جسم اطہر کے پسینے کو وہ ایک شیشی میں جمع فرمالیتی تھیں پھر اس کو اپنی خوشبو میں ملالیا کرتی تھیں، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میری وفات کے بعد میرے بدن اور کفن میں وہی خوشبو لگائی جائے جس میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کا پسینہ ملا ہوا ہے۔(۳)

جسم انور کا سایہ نہ تھا

آپ کے قد مبارک کا سایہ نہ تھا، حکیم ترمذی (متوفی ۲۵۵ھ) نے اپنی کتاب "نوادر الاصول" میں حضرت ذکوان تابعی سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ سورج کی دھوپ اور چاند کی چاندنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہیں پڑتا تھا، امام ابن سبع کا قول ہے کہ یہ آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا، اور آپ نور تھے اس لئے جب آپ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔(۴) اور بعض کا قول ہے کہ اس کی شاہد وہ حدیث ہے جس میں آپ کی اس دعا کا ذکر ہے کہ آپ نے یہ دعا مانگی کہ خداوندا! تو میرے تمام اعضاء کو نور بنا دے اور آپ نے اپنی اس دعا کو اس قول پر ختم فرمایا کہ "وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا" یعنی یا اللہ تو مجھ کو سراپا نور بنا دے۔

۱۔۔۔۔صحیح بخاری کتاب المناقب باب صفۃ النبی ﷺ ۵۰۳/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۔۔۔۔صحیح بخاری کتاب المناقب باب صفۃ النبی ﷺ ۵۰۲/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
۳۔۔۔۔صحیح بخاری کتاب الاستیذان باب من زار قوما فقال عندہم ۲۶۵/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
۴۔۔۔۔مدارج النبوۃ قسم اول باب اول در بیان حسن خلقت و جمال او ۲۱/۱ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور

ظاہر ہے کہ جب آپ سراپا نور تھے تو پھر آپ کا سایہ کہاں سے پڑتا؟

اسی طرح عبداللہ بن مبارک اور ابن الجوزی نے بھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہیں تھا۔(۱)

مکھی، مچھر، جوؤں سے محفوظ

حضرت امام فخرالدین رازی نے اس روایت کو نقل فرمایا ہے اور علامہ حجازی وغیرہ سے بھی یہی منقول ہے کہ بدن تو بدن، آپ کے کپڑوں پر بھی کبھی مکھی نہیں بیٹھی، نہ کپڑوں میں کبھی جوئیں پڑیں، نہ کبھی کھٹمل یا مچھر نے آپ کو کاٹا، اس مضمون کو ابوالربیع سلیمان بن سبع نے اپنی کتاب ''شفاء الصدور فی اعلام نبوة الرسول'' میں بیان فرماتے ہوئے تحریر فرمایا کہ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ آپ نور تھے پھر مکھیوں کی آمد، جوؤں کا پیدا ہونا چونکہ گندگی، بدبو وغیرہ کی وجہ سے ہوا کرتا ہے اور آپ چونکہ ہر قسم کی گندگیوں سے پاک اور آپ کا جسم اطہر خوشبودار تھا، اس لئے آپ ان چیزوں سے محفوظ رہے امام سبتی نے بھی اس مضمون کو ''اعظم الموارد'' میں مفصل لکھا ہے۔(۲)

مہر نبوت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کے برابر مہر نبوت تھی، یہ بظاہر سرخی مائل ابھرا ہوا گوشت تھا چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت کو دیکھا جو کبوتر کے انڈے کی مقدار میں سرخ ابھرا ہوا ایک غدود تھا۔(۳)

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی — الفصل الاول فی کمال خلقتہ — ۵/۵۲۵،۵۲۳ — دارالکتب العلمیۃ بیروت
......الخصائص الکبریٰ (مترجم) — ۱/۱۴۷ — شبیر برادرز لاہور
۲......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی — الفصل الرابع ما اختص بہ — ۷/۲۰۰ — دارالکتب العلمیۃ بیروت
......الخصائص الکبریٰ (مترجم) — ملخصا ملتقطا — ۱/۱۴۷ — شبیر برادرز لاہور
۳......شمائل ترمذی — باب فی خلق رسول اللہ ﷺ — ص:۳ — قدیمی کتب خانہ کراچی
......سنن ترمذی — کتاب المناقب — باب فی خاتم النبوة — ۲/۲۰۶ — قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح بخاری — کتاب الوضو — رقم الحدیث:۱۸۳
......صحیح مسلم — کتاب الفضائل — رقم الحدیث:۲۳۲۸

لیکن ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ مہر نبوت کبوتر کے انڈے کے برابر تھی اور اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی کہ

اَللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ بِوَجْہٍ حَیْثُ کُنْتَ فَاِنَّکَ مَنْصُوْرٌ۔

یعنی ایک اللہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں (اے رسول) آپ جہاں بھی رہیں گے آپ کی مدد کی جائے گی۔

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ "کَانَ نُوْرًا یَتَلَأْلَأُ" یعنی مہر نبوت ایک چمکتا ہوا نور تھا۔

راویوں نے اس کی ظاہری شکل و صورت اور مقدار کو کبوتر کے انڈے سے تشبیہ دی ہے۔(۱)

قد مبارک

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ بہت زیادہ لمبے تھے نہ پستہ قد، بلکہ آپ درمیانے قد والے تھے اور آپ کا مقدس بدن انتہائی خوب صورت تھا، جب چلتے تھے تو کچھ خمیدہ ہو کر چلتے تھے۔(۲)

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نہ طویل القامت تھے، نہ پستہ قد بلکہ آپ میانہ قد تھے، بوقت رفتار ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ کسی بلندی سے اتر رہے ہیں میں نے آپ کا مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد۔(۳)

اس پر صحابہ کرام کا اتفاق ہے کہ آپ میانہ قد تھے لیکن یہ آپ کی معجزانہ شان ہے کہ میانہ قد ہونے کے باوجود اگر آپ ہزاروں انسانوں کے مجمع میں کھڑے ہوتے تھے تو آپ کا سر مبارک سب سے زیادہ اونچا نظر آتا تھا۔

قد بے سایہ کے سایہ مرحمت
ظلِ ممدود رافت پہ لاکھوں سلام

۱...... حاشیہ ترمذی کتاب ابواب المناقب باب ماجاء فی خاتم النبوۃ ۲۰۶/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
...... الخصائص الکبریٰ (مترجم) ۱۳۴،۳۵/۱ شبیر برادرز لاہور
۲...... شمائل ترمذی باب فی خلق رسول اللہ ﷺ ص:۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
...... مدارج النبوۃ قسم اول باب اول در بیان حسن خلقت و جمال ۲/۱ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۳...... شمائل ترمذی باب فی خلق رسول اللہ ﷺ ص:۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
...... مدارج النبوۃ قسم اول باب اول در بیان حسن خلقت و جمال ۲/۱ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریاں
اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام

سرِ اقدس

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا حلیہ مبارک بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "ضَخْمُ الرَّاسِ" یعنی آپ کا سر مبارک "بڑا" تھا (جو شاندار اور وجیہ ہونے کا نشان ہے۔(۱)

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں
اس سرِ تاج رفعت پہ لاکھوں سلام

مقدس بال

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک نہ گھونگھر دار تھے نہ بالکل سیدھے، بلکہ ان دونوں کیفیتوں کے درمیان تھے آپ کے مقدس بال پہلے کانوں کی لو تک تھے پھر شانوں تک خوبصورت گیسو لٹکتے رہتے تھے مگر حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے اپنے بالوں کو اتروا دیا، اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے مقدس بالوں کی ان تینوں صورتوں کو اپنے دو شعروں میں بہت ہی نفیس و لطیف انداز میں بیان فرمایا کہ

گوش تک سنتے تھے فریاد کہ اب آئے تا دوش
کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو

آخرِ حج غمِ امت میں پریشان ہو کر
تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو

آپ اکثر بالوں میں تیل بھی ڈالتے تھے اور کبھی کبھی کنگھی بھی کرتے تھے اور اخیر زمانہ میں بیچ سر میں مانگ بھی نکالتے تھے آپ کے مقدس بال آخر عمر تک سیاہ رہے سر اور داڑھی شریف میں بیس بالوں

۱۔۔۔ شمائل ترمذی باب فی خلق رسول اللہ ﷺ ص:۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
مدارج النبوۃ قسم اول باب اول دربیان حسن خلقت و جمال ۱۲/۱ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
الوفاء (مترجم) ص ۴۲۲ حامد اینڈ کمپنی لاہور

سے زیادہ سفید نہیں ہوئے تھے۔(۱)

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جب اپنے مقدس بال اتروائے تو وہ صحابہ کرام میں بطور تبرک تقسیم ہوئے اور صحابہ کرام نے نہایت ہی عقیدت کے ساتھ ان موئے مبارک کو اپنے پاس محفوظ رکھا اور اس کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان مقدس بالوں کو ایک شیشی میں رکھ لیا تھا کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا کوئی مرض ہوتا تو آپ اس شیشی کو پانی میں ڈبو کر دیتی تھیں اور اس پانی سے شفا حاصل ہوتی تھی۔(۲)

وہ　کرم　کی　گھٹا　گیسوئے　مشک　سا
لکۂ　ابرِ　رافت　پہ　لاکھوں　سلام

رُخِ انور

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ منور جمالِ الٰہی کا آئینہ اور انوارِ تجلی کا مظہر تھا، نہایت ہی وجیہ، پرگوشت اور کسی قدر گولائی لئے ہوئے تھا، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک مرتبہ چاندنی رات میں دیکھا میں ایک مرتبہ چاند کی طرف دیکھتا اور ایک مرتبہ آپ کے چہرۂ انور کو دیکھتا تو مجھے آپ کا چہرہ چاند سے بھی زیادہ خوبصورت نظر آتا تھا۔(۳)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ (چمک ودمک) میں تلوار کی مانند تھا؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ آپ کا چہرہ چاند کے مثل تھا (۴) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حلیہ مبارکہ کو بیان کرتے ہوئے یہ کہا کہ

۱.....شمائل ترمذی　باب ماجاء شعر رسول اللہ وشیب رسول اللہ ﷺ　ص:۳،۴　قدیمی کتب خانہ کراچی

۲.....صحیح بخاری　کتاب اللباس　باب مایذکر فی الشیب　۸۷۵/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی

۳.....شمائل ترمذی　باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ　ص:۱　قدیمی کتب خانہ کراچی

.....مدارج النبوۃ　قسم اول　باب اول در بیان حسن خلقت وجمال　۵/۱　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۴.....صحیح بخاری　کتاب المناقب　باب صفۃ النبی ﷺ　۵۰۲/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی

.....شمائل ترمذی　باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ　ص:۱　قدیمی کتب خانہ کراچی

مَنْ رَاٰهُ بَدَاهَةً هَابَهٗ وَمَنْ خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً اَحَبَّهٗ۔

جو آپ کو اچانک دیکھتا وہ آپ کے رعب داب سے ڈر جاتا اور پہچاننے کے بعد آپ سے ملتا اور وہ آپ سے محبت کرنے لگتا تھا۔(۱)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انسانوں سے بڑھ کر خوبرو اور سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔(۲)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے چہرہ انور کے بارے میں یہ کہا۔

فَلَمَّا تَبَيَّنْتُ وَجْهَهٗ عَرَفْتُ اَنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ۔

یعنی میں نے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کو بغور دیکھا تو میں نے پہچان لیا کہ آپ کا چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہے۔(۳)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا کہ

چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود
نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

عربی زبان میں کسی مداحِ رسول نے آپ کے رخ انور کے حسن و جمال کا کتنا حسین منظر اور کتنی بہترین تشریح پیش کی ہے

نَبِيٌّ جَمَالُ كُلِّ مَا فِيْهِ مُعْجِزٌ مِنَ
الْحُسْنِ لٰكِنْ وَجْهُهُ الْاٰيَةُ الْكُبْرٰى

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن و جمال کے بھی نبی ہیں یوں تو ان کی ہر ہر چیز حسن کا معجزہ ہے لیکن خاص کر ان کا چہرہ تو آیت کبریٰ (بہت بڑا معجزہ ہے)

۱.....شمائل ترمذی باب ما جاء خلق رسول اللہ ﷺ ص:۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

۲.....صحیح بخاری کتاب المناقب باب صفۃ النبی ﷺ ۵۰۲/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

.....مدارج النبوۃ قسم اول باب اول در بیان حسن خلقت و جمال ۴/۱ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۳.....مشکوۃ المصابیح کتاب الزکوۃ باب فضل الصدقۃ ۱۶۸/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

يُنَادِيْ بِلَالُ الْخَالِ فِيْ صَحْنِ خَدِّهٖ
يُطَالِعُ مِنْ لَأْلَاءِ غُرَّتِهِ الْفَجْرَا

ان کے رخسار کے صحن میں ان کے تل کا بلال ان کی روشن پیشانی کی چمک سے صبح صادق کو دیکھ کر اذان کہا کرتا تھا۔

محراب ابرو

آپ کی بھوئیں دراز وباریک اور گھنے بال والی تھیں اور دونوں بھویں اس قدر متصل تھیں کہ دور سے دونوں ملی ہوئی معلوم ہوتی تھیں اور ان دونوں بھوؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی۔(۱)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ابروئے مبارک کی مدح میں فرماتے ہیں کہ

جن کے سجدہ کو محراب کعبہ جھکی
ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

اور حضرت محسن کاکوروی علیہ الرحمۃ نے چہرہ انور میں محراب ابرو کے حسن کی تصویر کشی کرتے ہوئے لکھا کہ

مہ کامل میں مہ نور کی یہ تصویریں ہیں
یا کھنچی معرکہ بدر میں شمشیریں ہیں

نورانی آنکھ

آپ کی چشمان مبارک بڑی بڑی اور قدرتی طور پر سرگیں تھیں پلکیں گھنی اور دراز تھیں، پتلی کی سیاہی خوب سیاہ اور آنکھ کی سفیدی خوب سفید تھی جن میں باریک باریک سرخ ڈورے تھے۔(۲)

آپ کی مقدس آنکھوں کا یہ اعجاز ہے کہ آپ بہ یک وقت آگے، پیچھے، دائیں بائیں اوپر نیچے، دن

۱.....شمائل ترمذی باب ماجاء خلق رسول اللہ ﷺ ص:۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
۲... شمائل ترمذی باب ماجاء خلق رسول اللہ ﷺ ص:۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
... مدارج النبوۃ قسم اول باب اول در بیان حسن خلقت و جمال ج۱ ص۶ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

رات، اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھا کرتے تھے۔(۱)

چنانچہ بخاری و مسلم شریف کی روایات میں آیا ہے کہ

اَقِيْمُوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللهِ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِيْ ـ

یعنی اے لوگو! تم رکوع و سجود کو درست طریقے سے ادا کرو، کیونکہ خدا کی قسم میں تم لوگوں کو اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں۔(۲)

صاحب مرقاۃ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا کہ

وَهِيَ مِنَ الْخَوَارِقِ الَّتِيْ اُعْطِيَهَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی یہ باب آپ کے ان معجزات میں سے ہے جو آپ کو عطا کیے گئے ہیں۔(۳)

پھر آپ کی آنکھوں کا دیکھنا محسوسات ہی تک محدود نہیں تھا بلکہ آپ غیر مرئی و غیر محسوس چیزوں کو بھی جو آنکھوں سے دیکھنے کے لائق ہی نہیں ہیں دیکھ لیا کرتے تھے چنانچہ بخاری شریف کی ایک روایت ہے کہ

وَاللهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ رُكُوْعُكُمْ وَلَا خُشُوْعُكُمْ ـ

یعنی خدا کی قسم تمہارا رکوع و خشوع میری نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہتا۔(۴)

سبحان اللہ! پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانی آنکھوں کے اعجاز کا کیا کہنا؟ کہ پیٹھ کے پیچھے سے نمازیوں کے رکوع بلکہ ان کے خشوع کو بھی دیکھ رہے ہیں۔

۱.....الخصائص الکبریٰ (مترجم) ملخصاً ملتقطاً ۱/۳۶،۱۳۶ شبیر برادرز لاہور

.....المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی الفصل الاول فی کمال خلقتہ ۵/۲۶۳،۲۴۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت

۲.....صحیح بخاری کتاب الاذان رقم الحدیث:۷۰۰ قدیمی کتب خانہ کراچی

.....مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصلوٰۃ باب الرکوع ۱/۸۲

.....الخصائص الکبریٰ (مترجم) ملخصاً ملتقطاً ۱/۳۶،۱۳۶ شبیر برادرز لاہور

۳.....حاشیہ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصلوٰۃ باب الرکوع ۱/۸۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

.....مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۲/۵۹ قدیمی کتب خانہ کراچی

۴.....صحیح بخاری کتاب الاذان باب الخشوع فی الصلوٰۃ ۱/۵۹ قدیمی کتب خانہ کراچی

.....صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ رقم الحدیث:۶۴۳

.....مسند امام احمد باقی مسند المکثرین رقم الحدیث:۸۵۲۲

.....مؤطا امام مالک کتاب النداء للصلوٰۃ رقم الحدیث:۳۶۱

''خشوع'' کیا چیز ہے؟ خشوع دل میں خوف اور عاجزی کی ایک کیفیت کا نام ہے جو آنکھ سے دیکھنے کی چیز ہی نہیں ہے مگر نگاہ نبوت کا یہ معجزہ دیکھو کہ ایسی چیز کو بھی آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا جو آنکھ سے دیکھنے کے قابل ہی نہیں ہے، سبحان اللہ! چشمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعجاز کی شان کا کیا کوئی بیان کرسکتا ہے؟ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا کہ

شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
دھوم "وَالنَّجْمِ" میں ہے آپ کی بینائی کی
فرش تا عرش سب آئینہ ، ضمائر حاضر
بس قسم کھایئے اُمّی! تیری دانائی کی

بینی مبارک

آپ کی متبرک ناک خوبصورت دراز اور بلند تھی جس پر ایک نور چمکتا تھا، جو شخص بغور نہیں دیکھتا تھا وہ یہ سمجھتا تھا کہ آپ کی مبارک ناک بہت اونچی ہے حالانکہ آپ کی ناک بہت زیادہ اونچی نہ تھی بلکہ بلندی اس نور کی وجہ سے محسوس ہوتی تھی جو آپ کی مقدس ناک کے اوپر جلوہ فگن تھا۔(۱)

نیچی آنکھوں کی شرم وحیا پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

مقدس پیشانی

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ آپ کے چہرہ انور کا حلیہ بیان کرتے ہیں کہ "وَاسِعُ الْجَبِيْنِ" یعنی آپ کی پیشانی مبارک کشادہ اور چوڑی تھی۔(۲)

قدرتی طور سے آپ کی پیشانی پر ایک نورانی چمک تھی، چنانچہ دربار رسالت کے شاعر مداحِ رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی حسین وجمیل نورانی منظر کو دیکھ کر یہ کہا ہے کہ

۱......شمائل ترمذی　باب ماجاء خلق رسول اللہ ﷺ　ص:۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
۲......مدارج النبوۃ　قسم اول　باب اول در بیان حسن خلقت وجمال　۸/۱　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
......شمائل ترمذی　باب ماجاء خلق رسول اللہ ﷺ　ص:۲　قدیمی کتب خانہ کراچی

مَتٰی تَبْدُ فِی الدَّاجِی الْبَهِیْمِ جَبِیْنُہٗ
یَلُحْ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجٰی الْمُتَوَقِّدِ

یعنی جب اندھیری رات میں آپ کی مقدس پیشانی ظاہر ہوتی ہے تو اس طرح چمکتی ہے، جس طرح رات کی تاریکی میں روشن چراغ چمکتے ہیں۔(۱)

گوش مبارک

آپ کی آنکھوں کی طرح آپ کے کان میں بھی معجزانہ شان تھی چنانچہ آپ نے خود اپنی زبان اقدس سے ارشاد فرمایا کہ

اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ۔

یعنی میں ان چیزوں کو دیکھتا ہوں جن کو تم میں سے کوئی نہیں دیکھتا اور میں ان آوازوں کو سنتا ہوں جن کو تم میں سے کوئی نہیں سنتا۔(۲)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے سمع و بصر کی قوت بے مثال، اور معجزانہ شان رکھتی تھی، کیونکہ آپ دور و نزدیک کی آوازوں کو یکساں طور پر سن لیا کرتے تھے، چنانچہ آپ کے حلیف بنی خزاعہ نے جیسا کہ فتح مکہ کے بیان میں آپ پڑھ چکے ہیں تین دن کی مسافت سے آپ کو اپنی امداد و نصرت کے لئے پکارا تو آپ نے ان کی فریاد سن لی علامہ زرقانی نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا کہ

لَا بُعْدَ فِیْ سَمَاعِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ کَانَ یَسْمَعُ اَطِیْطَ السَّمَاءِ۔

یعنی اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دن کی مسافت سے ایک فریادی کی فریاد سن لی تو یہ آپ سے کوئی بعید نہیں ہے کیونکہ آپ تو زمین پر بیٹھے ہوئے آسمانوں کی چرچراہٹ کو سن لیا کرتے تھے، بلکہ عرش کے نیچے چاند کے سجدہ میں گرنے کی آواز کو بھی سن لیا کرتے تھے۔(۳)

۱.....دیوان حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ص:۱۵۷
۲.....الخصائص الکبریٰ (مترجم) ۱/۱۴۴ شبیر برادرز لاہور
.....مدارج النبوۃ قسم اول باب اول در بیان سمع شریف ۱/۷ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۳.....الخصائص الکبریٰ (مترجم) ملخصاً ۱/۱۵۸ شبیر برادرز لاہور
.....شرح الزرقانی علی المواهب باب غزوۃ الفتح الاعظم ۳/۳۸۱ دارالکتب العلمیۃ بیروت
۲.....مدارج النبوۃ قسم اول باب اول در بیان حسن خلقت و جمال او ... نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

دور و نزدیک سے سننے والے وہ کان
کانِ لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

دہن شریف

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ کے رخسار نرم و نازک و ہموار تھے اور آپ کا منہ فراخ، دانت کشادہ اور روشن تھے جب آپ گفتگو فرماتے تو آپ کے دونوں اگلے دانتوں کے درمیان سے ایک نور نکلتا تھا، اور جب کبھی اندھیرے میں آپ مسکرا دیتے تو دندانِ مبارک کی چمک سے روشنی ہو جاتی تھی۔(۱)

آپ کو کبھی جمائی نہیں آئی اور یہ تمام انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے کہ ان کو کبھی جمائی نہیں آتی، کیونکہ جمائی شیطان کی طرف سے ہوا کرتی ہے اور حضرات انبیاء علیہم السلام شیطان کے تسلط سے محفوظ و معصوم ہیں۔(۲)

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمہء علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

زبانِ اقدس

آپ کی زبان اقدس وحی الٰہی کی ترجمان اور سرچشمہء آیات ومخزن معجزات ہے اس کی فصاحت و بلاغت اس قدر حد اعجاز کو پہنچی ہوئی ہے کہ بڑے بڑے فصحاء و بلغاء آپ کے کلام کو سن کر دنگ رہ جاتے تھے

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

۱.....شمائل ترمذی باب ماجاء خلق رسول اللہ ﷺ ص:۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....الخصائص الکبریٰ (مترجم) ۱/۱۵۸،۵۹ شبیر برادرز لاہور
.....مدارج النبوۃ قسم اول باب اول ۱/۹ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲.....شرح الزرقانی علی المواہب الفصل الرابع ما اختص بہ ۷/۹۷ دارالکتب العلمیہ بیروت
.....الخصائص الکبریٰ (مترجم) [illegible] شبیر برادرز لاہور

آپ کی مقدس زبان کی حکمرانی اور شان کا یہ اعجاز تھا کہ زبان سے جو فرما دیا وہ ایک آن میں معجزہ بن کر عالم وجود میں آ گیا

وہ زبان جس کو سب کُن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود
اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

لعاب دہن

آپ کا لعابِ دہن (تھوک مبارک) زخمیوں اور بیماریوں کے لئے شفاء اور زہروں کے لئے تریاقِ اعظم تھا چنانچہ آپ کے معجزات کے بیان میں پڑھیں گے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں غارِ ثور کے اندر سانپ نے کاٹا، اس کا زہر آپ کے لعابِ دہن سے اُتر گیا اور زخم اچھا ہوگیا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آشوبِ چشم کے لئے یہ لعاب دہن "شفاء العین" بن گیا، حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ میں جنگ بدر کے دن تیر لگا اور پھوٹ گئی، مگر آپ کے لعاب دہن سے ایسی شفاء حاصل ہوئی کہ درد بھی جاتا رہا اور آنکھ کی روشنی بھی برقرار رہی۔(۱)

حضرت ابوقتادہ کے چہرے پر تیر لگا، آپ نے اس پر اپنا لعاب دہن لگا دیا فوراً ہی خون بند ہوگیا اور پھر زندگی بھر ان کو کبھی تیر و تلوار کا زخم نہ لگا۔(۲)

شفاء کے علاوہ اور بھی لعاب دہن سے بڑی بڑی معجزانہ برکات کا ظہور ہوا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں ایک کنواں تھا، آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا تو اس کا پانی اتنا شیریں ہوگیا کہ مدینہ منورہ میں اس سے بڑھ کر کوئی شیریں کنواں نہیں تھا۔(۳)

۱......عامہ کتب سیر
۲......الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ　باب ابوقتادۃ بن ربعی　۲۷۲/۷
۳......مدارج النبوۃ قسم اول　باب اول در بیان فم شریف　۹/۱　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
......الخصائص الکبریٰ (مترجم)　۱۲۷/۱　شبیر برادرز لاہور
......شرح الزرقانی علی [illegible] الفصل الاول فی [illegible] دارالکتب العلمیۃ بیروت

امام بیہقی نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عاشوراء کے دن دودھ پیتے بچوں کو بلاتے تھے اور ان کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیتے تھے اور ان کی ماؤں کو حکم دیتے تھے کہ وہ رات تک اپنے بچوں کو دودھ نہ پلائیں، آپ کا یہی لعاب دہن ان بچوں کو اس قدر شکم سیر اور سیراب کر دیتا تھا کہ ان بچوں کو دن بھر نہ بھوک لگتی تھی نہ پیاس۔(۱)

جس کے پانی سے شاداب جان جنان
اس دہن کی تراوت پہ لاکھوں سلام

جس سے کھاری کنوئیں شیرہء جاں بنے
اس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام

آوازِ مبارک

یہ حضرات انبیاء کرام کے خصائص میں سے ہے کہ وہ خوب صورت اور خوش آواز ہوتے ہیں لیکن حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ خوبرو اور سب سے بڑھ کر خوش گلو، خوش آواز اور خوش کلام تھے، خوش آوازی کے ساتھ ساتھ آپ اس قدر بلند آواز بھی تھے کہ خطبوں میں دور اور نزدیک والے سب یکساں اپنی اپنی جگہ پر آپ کا مقدس کلام سن لیا کرتے تھے۔(۲)

جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں
اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام

پرنور گردن

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارک نہایت ہی معتدل، صراحی دار اور سڈول تھی، خوبصورتی اور صفائی میں نہایت ہی بے مثل خوب

۱......مدارج النبوۃ قسم اول باب اول در بیان فم شریف ۹/۱ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
......الخصائص الکبریٰ (مترجم) ۱۳۷/۱ شبیر برادرز لاہور
......شرح الزرقانی علی المواھب الفصل الاول فی کمال خلقتہ ۲۸۹/۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت
۲......شرح الزرقانی علی المواھب الفصل الاول فی کمال خلقتہ ۲۸۹/۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت

صورت اور چاندی کی طرح صاف وشفاف تھی۔(۱)

دست رحمت

آپ کی مقدس ہتھیلیاں چوڑی پُر گوشت، کلائیاں لمبی بازو دراز اور گوشت سے بھرے ہوئے تھے۔(۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی ریشم اور دیبا کو آپ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم ونازک نہیں پایا اور نہ کسی خوشبو کو آپ کی خوشبو سے بہتر اور بڑھ کر خوشبودار پایا۔(۳)

جس شخص سے آپ مصافحہ فرماتے وہ دن بھر اپنے ہاتھوں کو خوشبودار پاتا۔ جس بچے کے سر پر آپ اپنا دست اقدس پھرا دیتے تھے، وہ خوشبو میں تمام بچوں سے ممتاز ہوتا، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ظہر ادا کی، پھر آپ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ ہی نکلا، آپ کو دیکھ کر چھوٹے چھوٹے بچے آپ کی طرف دوڑ پڑے تو آپ ان میں سے ہر ایک کے رخسار پر اپنا دست رحمت پھیرنے لگے میں سامنے آیا تو میرے رخسار پر بھی آپ نے اپنا دست مبارک لگا دیا تو میں نے اپنے گالوں پر آپ کے دست مبارک کی ٹھنڈک محسوس کی اور ایسی خوشبو آئی گویا آپ نے اپنا ہاتھ کسی عطر فروش کی صندوقچی میں سے نکالا ہے۔(۴)

اس دست مبارک سے کیسے کیسے معجزات وتصرفات عالم ظہور میں آئے ان کا کچھ تذکرہ آپ معجزات کے بیان میں پڑھیں گے۔

۱.....شمائل ترمذی — باب ماجاء خلق رسول اللہ ﷺ — ص:۲ — قدیمی کتب خانہ کراچی

.....الخصائص الکبریٰ (مترجم) — ۱۵۸/۱ — شبیر برادرز لاہور

.....مدارج النبوۃ — قسم اول — باب اول دربیان جید شریف — ۱۶/۱ — نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲.....شمائل ترمذی — باب ماجاء خلق رسول اللہ ﷺ — ص:۲ — قدیمی کتب خانہ کراچی

۳.....صحیح بخاری — کتاب المناقب — باب صفۃ النبی ﷺ — ۵۰۲/۱ — قدیمی کتب خانہ کراچی

.....مسند امام احمد — باقی مسند المکثرین — رقم الحدیث:۱۲۹۰۲

.....صحیح مسلم — کتاب الفضائل — باب طیب ریحہ ﷺ — ۲۵۷/۲ — قدیمی کتب خانہ کراچی

۴.....صحیح مسلم — کتاب الفضائل — باب طیب ریحہ ﷺ — ۲۵۶/۲ — قدیمی کتب خانہ کراچی

.....مدارج النبوۃ — قسم اول — باب اول دربیان [illegible] — [illegible] — نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سخاوت پہ لاکھوں سلام

جس کو بار دو عالم کے پروا نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

کعبہ دین و ایمان کے دونوں ستون
ساعدینِ رسالت پہ لاکھوں سلام

جس کے ہر خط میں ہے موجِ نورِ کرم
اس کفِ بحرِ ہمت پہ لاکھوں سلام

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

شکم وسینہ

آپ کا شکم وسینہ اقدس دونوں ہموار اور برابر تھے، نہ سینہ شکم سے اونچا تھا، نہ شکم سینہ سے، آپ کا سینہ چوڑا تھا اور سینہ کے اوپر کے حصہ سے ناف تک مقدس بالوں کی ایک پتلی سی لکیر چلی گئی تھی، مقدس چھاتیاں اور پورا شکم بالوں سے خالی تھا، ہاں شانوں اور کلائیوں پر قدرے بال تھے۔(۱)

آپ کا شکم صبر وقناعت کی ایک دنیا اور آپ کا سینہ معرفت الٰہی کے انوار کا سفینہ اور وحی الٰہی کا گنجینہ تھا

کل جہاں ملک، اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

۱.....شمائل ترمذی باب ماجاء خلق رسول اللہ ﷺ ۲:۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

......مدارج النبوۃ قسم اول باب اول دربیان صدر شریف جلد ۱ ص ۱۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

پائے اقدس

آپ کے مقدس پاؤں چوڑے پُر گوشت، ایڑیاں کم گوشت والی، تلوا اونچا جو زمین میں نہ لگتا تھا دونوں پنڈلیاں قدرے پتلی اور صاف و شفاف، پاؤں کی نرمی اور نزاکت کا یہ عالم تھا کہ ان پر پانی ذرا بھی نہیں ٹھہرتا تھا۔(۱)

آپ چلنے میں بہت ہی وقار و تواضع کے ساتھ قدم شریف کو زمین پر رکھتے تھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ چلنے میں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا گویا زمین آپ کے لئے لپیٹی جاتی تھی ہم لوگ آپ کے ساتھ دوڑا کرتے تھے اور تیز چلنے سے مشقت میں پڑ جاتے تھے مگر آپ نہایت ہی وقار و سکون کے ساتھ چلتے رہتے تھے مگر پھر بھی ہم سب لوگوں سے آپ آگے ہی رہتے تھے۔(۲)

ساقِ اصل قدم شاخِ نخلِ کرم
شمعِ راہِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآن نے خاکِ گزر کی قسم
اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

لباس

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ تر سوتی لباس پہنتے تھے، اون اور کتان کا لباس بھی کبھی کبھی آپ نے استعمال فرمایا ہے لباس کے بارے میں کسی خاص پوشاک یا امتیازی لباس کی پابندی نہیں فرماتے تھے، جبہ، قبا، پیرہن، تہبند، حلہ، چادر، عمامہ، ٹوپی، موزہ ان سب کو آپ نے زیب تن فرمایا ہے، پائجامہ کو آپ نے پسند فرمایا اور منیٰ کے بازار میں ایک پائجامہ خریدا بھی تھا لیکن یہ ثابت نہیں کہ کبھی آپ نے پائجامہ پہنا ہو۔(۳)

۱..... شمائل ترمذی باب ماجاء خلق رسول اللہ ﷺ ۲/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
..... مدارج النبوۃ قسم اول ۲۰/۱ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲..... شمائل ترمذی باب ماجاء خلق رسول اللہ ﷺ ۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
۳..... المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی [illegible] الفصل [illegible] دارالکتب العلمیۃ بیروت

عمامہ

آپ عمامہ میں شملہ چھوڑتے تھے جو کبھی ایک شانہ پر اور کبھی دونوں شانوں کے درمیان پڑا رہتا تھا آپ کا عمامہ سفید، سبز، زعفرانی، سیاہ رنگ کا تھا، فتح مکہ کے دن آپ کالے رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے تھے۔(۱)

عمامہ کے نیچے ٹوپی ضرور ہوتی تھی فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے اور مشرکین کے عماموں میں یہی فرق و امتیاز ہے کہ ہم ٹوپیوں پر عمامہ باندھتے ہیں۔(۲)

چادر

یمن کی تیار شدہ سوتی دھاری دار چادریں جو عرب میں "حبرہ" یا بردیمانی کہلاتی تھیں آپ کو بہت زیادہ پسند تھیں اور آپ ان چادروں کو بکثرت استعمال فرماتے تھے کبھی کبھی سبز رنگ کی چادر بھی آپ نے استعمال فرمائی ہے۔(۳)

کملی

آپ کملی بھی بکثرت استعمال فرماتے تھے یہاں تک کہ بوقت وفات بھی ایک کملی اوڑھے ہوئے تھے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک موٹا کمبل اور ایک موٹے کپڑے کا تہبند نکالا اور فرمایا کہ انہی دونوں کپڑوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی۔(۴)

۱.....شمائل ترمذی　باب ماجاء فی عمامۃ رسول اللہ ﷺ　ص:۹　قدیمی کتب خانہ کراچی
.....الوفاء (مترجم) ملخصا　ص:۶۱۰،۱۱　حامد اینڈ کمپنی لاہور
.....سنن ابی داؤد　کتاب اللباس　رقم الحدیث:۳۵۵۴،۵۵
۲.....سنن ابی داؤد　کتاب اللباس　باب فی العمائم　۲۰۹/۲　مکتبہ امدادیہ ملتان
.....سنن ترمذی　کتاب اللباس عن رسول اللہ ﷺ　رقم الحدیث:۱۷۰۶
۳.....صحیح مسلم　کتاب اللباس والزینۃ　رقم الحدیث:۳۸۷۷
.....سنن ابی داؤد　کتاب اللباس　باب فی لبس الحمرۃ　۲۰۷/۲　مکتبہ امدادیہ ملتان
.....مسند امام احمد　باقی مسند المکثرین　رقم الحدیث:۱۳۱۳۴
۴.....سنن الترمذی　کتاب اللباس　ماجاء فی الثوب　۲۰۶/۱　قدیمی کتب خانہ کراچی
.....مسند امام احمد　[illegible]

نعلین اقدس

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعلین اقدس کی شکل وصورت اور نقشہ بالکل ایسا ہی تھا جیسے ہندوستان میں چپل ہوتے ہیں چمڑے کا ایک تلا ہوتا تھا جس میں تسمے لگے ہوتے تھے آپ کی مقدس جوتیوں میں دو تسمے عام طور پر لگے ہوتے تھے جو کردم چمڑے کے ہوا کرتے تھے۔(۱)

پسندیدہ رنگ

آپ نے سفید، سیاہ، سبز، زعفرانی رنگوں کے کپڑے استعمال فرمائے ہیں مگر سفید کپڑا آپ کو بہت زیادہ محبوب ومرغوب تھا، سرخ رنگ کے کپڑوں کو آپ بہت زیادہ ناپسند فرماتے تھے، ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سرخ رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے ناگواری ظاہر فرماتے ہوئے دریافت فرمایا کہ یہ کپڑا کیسا ہے؟ انہوں نے ان کپڑوں کو جلا دیا، آپ نے سنا تو فرمایا کہ اس کو جلانے کی ضرورت نہیں تھی، کسی عورت کو دے دینا چاہیے تھا، کیونکہ عورتوں کے لئے سرخ لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو دوسرخ رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھا اس نے آپ کو سلام کیا، تو آپ نے اس کو سلام کا جواب نہیں دیا۔(۲)

انگوٹھی

جب آپ نے بادشاہوں کے نام دعوتِ اسلام کے خطوط بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے کہا کہ سلاطین بغیر مہر والے خطوط قبول نہیں کرتے، تو آپ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی جس پر اوپر تلے تین سطروں میں "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ" کندہ کیا ہوا تھا۔(۳)

خوشبو

آپ کو خوشبو بہت زیادہ پسند تھی آپ ہمیشہ عطر کا استعمال فرمایا کرتے تھے حالانکہ خود آپ کے جسم

۱.....شمائل ترمذی — باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ ص:۷ — قدیمی کتب خانہ کراچی

۲.....سنن ابی داؤد — کتاب اللباس — باب فی لبس الحمرۃ — ۲۰۷،۰۸/۲ — مکتبہ امدادیہ ملتان

.....سنن ابن ماجہ — کتاب اللباس — رقم الحدیث ۳۵۹۳

۳.....شمائل ترمذی — باب ماجاء فی خاتم رسول اللہ ﷺ ص:۷ — قدیمی کتب خانہ کراچی

اطہر سے ایسی خوشبو نکلتی تھی کہ جس گلی میں سے آپ گزر جاتے تھے وہ گلی معطر ہو جاتی تھی آپ فرمایا کرتے تھے کہ مردوں کی خوشبو ایسی ہونی چاہیے کہ خوشبو پھیلے اور رنگ نظر نہ آئے اور عورتوں کے لئے وہ خوشبو بہتر ہے کہ وہ خوشبو نہ پھیلے اور رنگ نظر آئے کوئی آپ کے پاس خوشبو بھیجتا تو آپ کبھی رڈ نہ فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ خوشبو کے تحفہ کو رڈ مت کرو، کیونکہ یہ جنت سے نکلی ہوئی ہے۔(۱)

سرمہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزانہ رات کو ''اثمد'' کا سرمہ لگایا کرتے تھے آپ کے پاس ایک سرمہ دانی تھی اس میں تین تین سلائی دونوں آنکھوں میں لگایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اثمد سرمہ لگایا کرو، یہ نگاہ کو روشن اور تیز کرتا ہے اور پلک کے بال اگاتا ہے(۲)

سواری

گھوڑے کی سواری آپ کو بہت پسند تھی، گھوڑوں کے علاوہ اونٹ، خچر حمار (عربی گدھا جو گھوڑے سے زیادہ خوبصورت ہوتا ہے) پر بھی سواری فرمائی ہے۔(۳)

نفاست پسندی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزاج اقدس نہایت ہی لطیف و نفاست پسند تھا ایک آدمی کو آپ نے میلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو ناگواری کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ اس سے اتنا بھی نہیں ہوتا کہ یہ اپنے کپڑوں کو دھو لیا کرے اسی طرح ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے بال الجھے ہوئے ہیں تو فرمایا کہ کیا اس کو کوئی ایسی چیز (تیل کنگھی) نہیں ملتی کہ یہ اپنے بالوں کو سنوار لے۔(۴)

اسی طرح ایک آدمی آپ کے پاس بہت ہی خراب قسم کے کپڑے پہنے ہوئے آ گیا تو آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس کیا کچھ مال بھی ہے؟ اس نے عرض کیا کہ جی ہاں، میرے پاس

۱.....شمائل ترمذی　　باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ　　ص:۱۴　　قدیمی کتب خانہ کراچی

۲.....شمائل ترمذی　　باب ماجاء فی کحل رسول اللہ ﷺ　　ص:۴　　قدیمی کتب خانہ کراچی

۳.....صحیح بخاری　　کتاب الجہاد والسیر　　باب الردف علی الحمار　　۴۱۹،۱۰۱/۱　　قدیمی کتب خانہ کراچی

۴.....سنن ابی داود　　کتاب اللباس　　باب فی غسل الثوب　　۲۰۷/۲　　مکتبہ امدادیہ ملتان

.....مسند امام احمد　　با[illegible]　　[illegible]

اونٹ بکریاں، گھوڑے، غلام سبھی قسم کے مال ہیں تو آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تم کو مال دیا ہے تو چاہیے کہ تمہارے اوپر اس کی نعمتوں کا کچھ نشان بھی نظر آئے (یعنی اچھے اور صاف ستھرے کپڑے پہنو)(۱)

مرغوب غذائیں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس زندگی چونکہ بالکل ہی زاہدانہ اور صبر وقناعت کا مکمل نمونہ تھی اس لئے آپ کبھی لذیذ اور پر تکلف کھانوں کی خواہش ہی نہیں فرماتے تھے یہاں تک کہ کبھی آپ نے چپاتی نہیں کھائی پھر بھی بعض کھانے آپ کو بہت پسند تھے جن کو بڑی رغبت کے ساتھ آپ تناول فرماتے تھے مثلاً عرب میں ایک کھانا ہوتا ہے جو "حیس" کہلاتا ہے یہ گھی پنیر اور کھجور ملا کر پکایا جاتا ہے اس کو آپ بڑی رغبت کے ساتھ کھاتے تھے۔

جو کی موٹی موٹی روٹیاں اکثر غذا میں استعمال فرماتے سالنوں میں گوشت سرکہ، شہد، روغن زیتون، کدو خصوصیت کے ساتھ مرغوب تھے، گوشت میں کدو پڑا ہوتا تو پیالہ میں سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے کھاتے تھے۔

آپ نے بکری، دنبہ، بھیڑ، اونٹ، گورخر، خرگوش، مرغ، بٹیر اور مچھلی کا گوشت کھایا ہے اسی طرح کھجور اور ستو بھی بکثرت تناول فرماتے تھے تربوز کو کھجور کے ساتھ ملا کر کھجور کے ساتھ ککڑی ملا کر روٹی کے ساتھ کھجور بھی کبھی کبھی تناول فرمایا کرتے تھے انگور، انار وغیرہ پھل فروٹ بھی کھایا کرتے تھے۔

ٹھنڈا پانی بہت مرغوب تھا، دودھ میں کبھی پانی ملا کر اور کبھی خالص دودھ نوش فرماتے، کبھی کشمش اور کھجور پانی میں ملا کر اس کا رس پیتے تھے جو کچھ پیتے تین سانس میں نوش فرماتے۔

ٹیبل (میز) پر کبھی کھانا تناول نہیں فرمایا، ہمیشہ کپڑے یا چمڑے کے دسترخوان پر کھانا کھاتے، مسند یا تکیہ پر ٹیک لگا کر یا لیٹ کر، کبھی کچھ نہ کھاتے نہ اس کو پسند فرماتے، کھانا صرف انگلیوں سے تناول فرماتے، چمچہ کانٹا وغیرہ سے کھانا پسند نہیں فرماتے تھے، ہاں اُبلے ہوئے گوشت کو کبھی کبھی چھری سے کاٹ کاٹ کر بھی کھاتے تھے۔(۲)

۱..... سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی غسل الثوب ۲/۲۰۷ مکتبہ امدادیہ ملتان
..... سنن نسائی کتاب الزینۃ رقم الحدیث:۵۱۲۹
۲..... شمائل ترمذی باب ما جاء فی صفۃ اکل رسول اللہ ﷺ قدیمی کتب خانہ کراچی

روزمرہ کے معمولات

احادیث کریمہ کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ آپ نے اپنے دن رات کے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا ایک خدا کی عبادت کے لئے، دوسرا عام مخلوق کے لئے، تیسرا اپنی ذات کے لئے۔

عام طور پر آپ کا یہ معمول تھا کہ نماز فجر کے بعد آپ اپنے مصلیٰ پر بیٹھ جاتے یہاں تک کہ آفتاب خوب بلند ہو جاتا، عام لوگوں سے ملاقات کا یہی خاص وقت تھا لوگ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور اپنی حاجات وضروریات کو آپ کی بارگاہ میں پیش کرتے آپ ان کی ضروریات کو پوری فرماتے اور لوگوں کو مسائل واحکام اسلام کی تعلیم وتلقین فرماتے اپنے اور لوگوں کے خوابوں کی تعبیر بیان فرماتے اس کے بعد مختلف قسم کی گفتگو فرماتے کبھی کبھی لوگ زمانہ جاہلیت کی باتوں اور رسموں کا تذکرہ کرتے اور ہنستے تو حضور ﷺ بھی مسکرا دیتے، کبھی کبھی صحابہ کرام آپ کو اشعار بھی سناتے۔(۱)

اکثر اسی وقت میں مال غنیمت اور وظائف کی تقسیم بھی فرماتے جب سورج خوب بلند ہو جاتا تو کبھی چار رکعت کبھی آٹھ رکعت نماز چاشت ادا فرماتے پھر ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے جاتے، اور گھریلو ضروریات کے بندوبست میں مصروف ہو جاتے اور گھر کے کام کاج میں ازواج مطہرات کی مدد فرماتے۔(۲)

نماز عصر کے بعد آپ تمام ازواج مطہرات کو شرف ملاقات سے سرفراز فرماتے اور سب کے حجروں میں تھوڑی دیر ٹھہر کر کچھ گفتگو فرماتے پھر جس کی باری ہوتی وہیں رات بسر فرماتے، تمام ازواج مطہرات وہیں جمع ہو جاتیں، عشاء تک آپ ان سے بات چیت فرماتے رہتے پھر نماز عشاء کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے اور مسجد سے واپس آ کر آرام فرماتے اور عشاء کے بعد بات چیت کو ناپسند فرماتے۔(۳)

۱..... صحیح مسلم — کتاب المساجد — باب فضل الجلوس فی مصلاۃ بعد الصبح — ۱/ — قدیمی کتب خانہ کراچی

..... سنن ابی داؤد — کتاب الادب — باب فی الرجل یجلس متربعا — ۳۱۸/۲ — مکتبہ امدادیہ ملتان

..... مشکوۃ شریف — کتاب الادب — باب الضحک — ۴۰۶/۲ — قدیمی کتب خانہ کراچی

۲..... صحیح بخاری — کتاب الاذان — باب من کان فی حاجۃ — ۹۳/۱ — قدیمی کتب خانہ کراچی

..... مسند امام احمد — باقی مسند الانصار — رقم الحدیث: ۲۳۰۹۳

۳..... صحیح مسلم — کتاب الرضاع — باب القسم بین الزوجات — ۴۷۲/۱ — قدیمی کتب خانہ کراچی

سونا جاگنا

نماز عشاء پڑھ کر آرام کرنا عام طور پر یہی آپ کا معمول تھا، سونے سے پہلے قرآن مجید کی کچھ سورتیں ضرور تلاوت فرماتے اور کچھ دعاؤں کا بھی ورد فرماتے پھر اکثر یہ دعا پڑھ کر داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے کہ۔

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰ...... یا اللہ ! تیرا نام لے کر وفات پاتا ہوں اور زندہ رہتا ہوں۔

نیند سے بیدار ہوتے تو اکثر یہ دعا پڑھتے کہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ...... اس خدا کے لئے حمد ہے جس نے موت کے بعد ہم کو زندہ کیا اور اسی کی طرف حشر ہوگا۔(۱)

آدھی رات یا پہر رات رہے بستر سے اٹھ جاتے مسواک فرماتے پھر وضو کرتے اور عبادت میں مشغول ہو جاتے تلاوت فرماتے، مختلف دعاؤں کا وظیفہ فرماتے، خصوصیت کے ساتھ ساتھ نماز تہجد ادا فرماتے تھے، تہجد کی نماز میں کبھی لمبی لمبی کبھی چھوٹی سورتیں پڑھتے ضعف پیری میں کبھی کچھ رکعتیں بیٹھ کر بھی ادا فرماتے، نماز تہجد کے بعد وتر پڑھتے اور پھر صبح صادق طلوع ہو جانے کے بعد سنت فجر ادا فرما کر نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے کبھی کبھی کئی بار رات میں سوتے اور جاگتے اور قرآن مجید کی آیات تلاوت فرماتے اور کبھی ازواج مطہرات سے گفتگو بھی فرماتے۔

رفتار

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت ہی باوقار رفتار کے ساتھ چلتے تھے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ بوقت رفتار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذرا جھک کر چلتے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ کسی بلندی سے اتر رہے ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ اس قدر تیز چلتے تھے کہ گویا زمین آپ کے قدموں کے نیچے سے لپٹی جا رہی ہے، ہم لوگ آپ کے ساتھ چلنے میں ہانپنے لگتے

۱...... صحیح بخاری کتاب الدعوات باب وضع الید الیمنیٰ تحت الخد رقم الحدیث:۵۸۳۹ ۲ر قدیمی کتب خانہ کراچی
...... سنن ترمذی کتاب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ رقم الحدیث:۳۳۳۹
...... سنن ابی داؤد کتاب الادب رقم الحدیث:۴۳۹۰
...... مسند امام احمد باقی مسند الانصار رقم الحدیث:۲۲۱۸۴

اور مشقت میں پڑ جاتے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا تکلف بغیر کسی مشقت کے تیز رفتاری کے ساتھ چلتے رہتے تھے۔(۱)

کلام

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ بہت تیزی کے ساتھ جلدی جلدی گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ نہایت ہی متانت اور سنجیدگی سے ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے تھے بلکہ کلام اتنا صاف اور واضح ہوتا تھا کہ سننے والے اس کو سمجھ کر یاد کر لیتے تھے، اگر کوئی اہم بات ہوتی تو اس جملہ کو کبھی کبھی تین تین مرتبہ فرما دیتے تاکہ سامعین اس کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں، آپ کو "جوامع الکلم" کا معجزہ عطا فرمایا گیا تھا کہ مختصر سے جملہ میں لمبی چوڑی بات کو بیان فرما دیا کرتے تھے، حضرت ہند بن ابو ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ بلا ضرورت گفتگو نہیں فرماتے تھے بلکہ اکثر خاموش رہتے تھے۔(۲)

دربارِ نبوت

حضور تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دربار سلاطین اور بادشاہوں جیسا دربار نہ تھا، یہ دربار تخت وتاج، نقیب ودربان، پہرہ دار اور باڈی گارڈ وغیرہ کے تکلفات سے قطعاً بے نیاز تھا مسجد نبوی کے صحن میں صحابہ کرام نے ایک چھوٹا سا مٹی کا چبوترہ بنا دیا تھا، یہی تاجدار رسالت کا وہ تخت شاہی تھا جس پر ایک چٹائی بچھا کر دونوں عالم کے تاجدار اور شہنشاہ کونین رونق افروز ہوتے تھے مگر اس سادگی کے باوجود جلال نبوت سے ہر شخص اس دربار میں پیکر تصویر نظر آتا تھا، بخاری شریف وغیرہ کی روایات میں آیا ہے کہ لوگ آپ کے دربار میں بیٹھتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں کوئی ذرا جنبش نہیں کرتا تھا۔(۳)

۱......شمائل ترمذی	باب ماجاء فی مشیۃ رسول اللہ ﷺ		ص:۸	قدیمی کتب خانہ کراچی
......مدارج النبوۃ	قسم اول	باب اول	۲۳/۱	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲......شمائل ترمذی	باب ماجاء فی کلام رسول اللہ ﷺ		۱۴/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی
۳......صحیح بخاری	کتاب الجہاد والسیر	باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ	۳۹۸/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم	کتاب الزکوۃ		رقم الحدیث:۱۷۴۴	
......سنن نسائی	کتاب الزکوۃ		رقم الحدیث:۲۵۳۳	
......مسند امام احمد	باقی مسند المکثرین		رقم الحدیث:۱۱۴۳۳	

آپ اپنے اس دربار میں سب سے پہلے اہل حاجت کی طرف توجہ فرماتے اور سب کی درخواستوں کو سن کران کی حاجت روائی فرماتے قبائل کے نمائندوں سے ملاقاتیں فرماتے تمام حاضرین کمال ادب سے سر جھکائے رہتے اور جب آپ کچھ ارشاد فرماتے تو مجلس پر سناٹا چھا جاتا اور سب لوگ ہمہ تن گوش ہوکر شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان نبوت کو سنتے ۔(۱)

آپ کے دربار میں آنے والوں کے لئے کوئی روک ٹوک نہیں تھی امیر و فقیر شہری اور بدوی سب قسم کے لوگ حاضر دربار ہوتے اور اپنے اپنے لہجوں میں سوال وجواب کرتے کوئی شخص اگر بولتا تو خواہ وہ کتنا ہی غریب و مسکین کیوں نہ ہومگر دوسرا شخص اگر چہ وہ کتنا ہی بڑا امیر کبیر کیوں نہ ہو اس کی بات کاٹ کر بول نہیں سکتا تھا۔ سبحان اللہ !

وہ عادل جس کے میزان عدالت میں برابر ہیں
غبار مسکنت ہو، یا وقار تاج سلطانی

جو لوگ سوال وجواب میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے تو آپ کمال حلم سے برداشت فرماتے اور سب کو مسائل واحکام اسلام کی تعلیم وتلقین اور مواعظ ونصائح فرماتے رہتے اور اپنے مخصوص اصحاب سے مشورہ بھی فرماتے رہتے اور صلح وجنگ اور امت کے نظام وانتظام کے بارے میں ضروری احکام بھی صادر فرمایا کرتے تھے، اسی دربار میں آپ مقدمات کا فیصلہ بھی فرماتے تھے۔

تاجدار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات

نبی و رسول چونکہ دین کے داعی اور شریعت ملت کے مبلغ ہوتے ہیں اور تعلیم شریعت اور تلقین دین کا بہترین ذریعہ خطبہ اور وعظ ہی ہے اس لئے ہر نبی ورسول کا خطیب اور واعظ ہونا ضروریات ولوازم نبوت میں سے ہے یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی رسالت سے سرفراز فرما کر فرعون کے پاس بھیجا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس وقت یہ دعا مانگی کہ

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ☆ لا وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ ☆ لا وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ ☆ لا یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ☆(۲)

۱......صحیح بخاری　کتاب الشروط　باب شروط فی الجهاد　۳۸۰/۱　قدیمی کتب خانہ کراچی

۲......القرآن الکریم پارہ:۱۶　سورۃ طٰہٰ　آیت:۲۵تا۲۸

اے میرے رب میرا سینہ کھول دے میرے لئے میرا کام آسان کر اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ لوگ میری بات سمجھیں۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ تمام رسولوں کے سردار اور سب نبیوں کے خاتم ہیں اس لئے خداوند قدوس نے آپ کو خطابت وتقریر میں ایسا بے مثال کمال عطا فرمایا کہ آپ افصح العرب (تمام عرب میں سب سے بڑھ کر فصیح) ہوئے اور آپ کو جوامع الکلم کا معجزہ بخشا گیا کہ آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ میں معانی ومطالب کا سمندر موجیں مارتا ہوا نظر آتا تھا اور آپ کے جوش تکلم کی تاثیرات سے سامعین کے دلوں کی دنیا میں انقلاب عظیم پیدا ہو جاتا تھا۔

چنانچہ جمعہ وعیدین کے خطبوں کے سوا سینکڑوں مواقع پر آپ نے ایسے ایسے فصیح وبلیغ خطبات اور مؤثر مواعظ ارشاد فرمائے کہ فصحاء عرب حیران رہ گئے اور ان خطبوں کے اثرات وتاثیرات سے بڑے بڑے سنگدلوں کے دل موم کی طرح پگھل گئے اور دم زدن میں ان کے قلوب کی دنیا ہی بدل گئی۔

چونکہ آپ مختلف حیثیتوں کے جامع تھے اس لئے آپ کی یہ مختلف حیثیات آپ کے خطبات کے طرز بیان پر اثر انداز ہوا کرتی تھیں، آپ ایک دین کے داعی بھی تھے، فاتح بھی تھے، امیر لشکر بھی تھے، مصلح قوم بھی تھے فرماں روا بھی تھے اس لئے ان حیثیتوں کے لحاظ سے آپ کے خطبات میں قسم قسم کا زور بیان اور طرح طرح کا جوش کلام ہوا کرتا تھا، جوش بیان کا یہ عالم تھا کہ بسا اوقات خطبہ کے دوران میں آپ کی آنکھیں سرخ اور آواز بہت ہی بلند ہو جاتی تھی اور جلال نبوت کے جذبات سے آپ کے چہرہء انور پر غضب کے آثار نمودار ہو جاتے تھے بار بار انگلیوں کو اُٹھا اُٹھا کر اشارہ فرماتے تھے گویا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کسی لشکر کو للکار رہے ہیں۔(۱)

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے پر جوش خطبہ اور تقریر کے جوش وخروش کی بہترین تصویر کھینچتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر خطبہ دیتے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ خداوندِ جبار آسمانوں اور زمین کو اپنے ہاتھ میں لے لے گا، پھر فرمائے گا کہ میں جبار ہوں، میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں جبار لوگ،؟ کدھر ہیں متکبرین؟ یہ فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی مٹھی بند کر لیتے کبھی مٹھی کھول دیتے، اور آپ کا جسم اقدس (جوش میں) کبھی دائیں کبھی بائیں جھک

۱۔۔۔صحیح مسلم　ج۱ ص۲۸۴　قدیمی کتب خانہ کراچی

جھک جاتا یہاں تک کہ میں نے یہ دیکھا کہ منبر کا نچلا حصہ بھی اس قدر ہل رہا تھا کہ میں (اپنے دل میں) یہ کہنے لگا کہ کہیں یہ منبر آپ کو لے کر گر تو نہیں پڑے گا۔(۱)

آپ نے منبر پر زمین پر، اونٹ کی پیٹھ پر کھڑے ہو کر جیسا موقع پیش آیا خطبہ دیا ہے کبھی کبھی آپ نے طویل خطبات بھی دیے، لیکن عام طور پر آپ کے خطبات بہت مختصر مگر جامع ہوتے تھے۔

میدانِ جنگ میں آپ کمان پر ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے اور مسجدوں میں جمعہ کا خطبہ پڑھتے وقت دست مبارک میں ''عصا'' ہوتا تھا۔(۲)

آپ کے خطبوں کے اثرات کا یہ عالم ہوتا تھا کہ بعض مرتبہ سخت سے سخت اشتعال انگیز موقعوں پر آپ کے چند جملے محبت کا دریا بہا دیتے تھے، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن آپ نے ایسا اثر انگیز اور ولولہ خیز خطبہ پڑھا کہ میں نے کبھی ایسا خطبہ نہیں سنا تھا، درمیان خطبہ میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! جو میں جانتا ہوں اگر تم جان لیتے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ، زبان مبارک سے اس جملہ کا نکلنا تھا کہ سامعین کا یہ حال ہوگیا کہ لوگ کپڑوں میں منہ چھپا چھپا کر زار و قطار رونے لگے۔(۳)

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عبادات

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود بے شمار مشاغل کے اتنے بڑے عبادت گذار تھے کہ تمام انبیاء ومرسلین علیہم الصلوۃ والتسلیم کی مقدس زندگیوں میں اس کی مثال ملنی دشوار ہے، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ تمام انبیاء سابقین کے بارے میں صحیح طور سے یہ بھی نہیں معلوم ہوسکتا کہ ان کا طریقہ عبادت کیا تھا؟ اور ان کے کون کون سے اوقات عبادتوں کے لئے مخصوص تھے؟ تمام انبیاء کرام کی امتوں میں یہ فخر و شرف صرف حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام ہی کو حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادات کے تمام طریقوں، ان کے اوقات و کیفیات، غرض اس کے ایک ایک جزئیہ کو محفوظ رکھا ہے گھروں کے اندر اور راتوں کی تاریکیوں میں آپ جو اور جس قدر عبادتیں

۱.....سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب ذکر البعث ص:۳۲۶ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح مسلم باب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار رقم الحدیث:۲۹۹۶
۲.....سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ باب ماجاء فی الخطبۃ یوم الجمعۃ ص:۷۹ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح بخاری کتاب تفسیر القرآن باب لا تسئلوا عن اشیاء ... قدیمی کتب خانہ کراچی

فرماتے تھے ان کو ازواج مطہرات نے دیکھ کر یاد رکھا اور ساری امت کو بتا دیا اور گھر کے باہر کی عبادتوں کو حضرات صحابہ کرام نے نہایت ہی اہتمام کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھ دیکھ کر اپنے ذہنوں میں محفوظ کرلیا اور آپ کے قیام وقعود، رکوع وسجود، اوران کی کمیات وکیفیات، اذکار اور دعاؤں کے بعینہٖ الفاظ یہاں تک کہ آپ کے ارشادات، اور خضوع وخشوع کیفیات کو بھی اپنی یادداشت کے خزانوں میں محفوظ کرلیا، پھر امت کے سامنے ان عبادتوں کا اس قدر چرچا کیا کہ نہ صرف کتابوں کے اوراق میں وہ محفوظ ہوکر رہ گئے بلکہ امت کے ایک ایک فرد، یہاں تک کہ پردہ نشین خواتین کو بھی ان کا علم حاصل ہوگیا ،اور آج مسلمان کا ایک ایک بچہ خواہ وہ کرۂ زمین کے کسی بھی گوشہ میں رہتا ہو اس کو اپنے نبی کی عبادتوں کے مکمل حالات معلوم ہیں ،اور وہ ان عبادتوں پر اپنے نبی کی اتباع میں جوش ایمان اور جذبہ عمل کے ساتھ کاربند ہے آپ کی عبادتوں کا ایک اجمالی خاکہ حسب ذیل ہے۔

نماز

اعلانِ نبوت سے قبل بھی آپ غار حرا میں قیام ومراقبہ اور ذکر وفکر کے طور پر خدا کی عبادت میں معروف رہتے تھے ،نزول وحی کے بعد ہی آپ کو نماز کا طریقہ بھی بتا دیا گیا، پھر شب معراج میں نماز پنجگانہ فرض ہوئی ،حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز اشراق ،نماز چاشت ،تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد ،صلوٰۃ الاوابین وغیرہ سنن ونوافل بھی ادا فرماتے تھے ،راتوں کو اٹھ اٹھ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے ،تمام عمر نماز تہجد کے پابند رہے ،راتوں کے نوافل کے بارے میں مختلف روایات ہیں ۔بعض روایتوں میں یہ آیا ہے کہ آپ نماز عشاء کے بعد کچھ دیر سوتے ،پھر کچھ دیر تک اٹھ کر نماز پڑھتے ،پھر سو جاتے ،پھر اٹھ کر نماز پڑھتے ،غرض صبح تک یہی حالت قائم رہتی کبھی دو تہائی رات گزر جانے کے بعد بیدار ہوتے اور صبح صادق تک نمازوں میں مشغول رہتے ،کبھی نصف رات گزر جانے کے بعد بستر سے اٹھ جاتے اور پھر ساری رات بستر پر پیٹھ نہیں لگاتے تھے اور لمبی لمبی سورتیں نمازوں میں پڑھا کرتے کبھی رکوع وسجود طویل ہوتا ،کبھی قیام طویل ہوتا ،کبھی چھ رکعت ،کبھی آٹھ رکعت کبھی اس سے کم ،کبھی اس سے زیادہ ،اخیر عمر شریف میں کچھ رکعتیں کھڑے ہوکر ،کچھ بیٹھ کر ادا فرماتے ،نماز وتر نماز تہجد کے ساتھ ادا فرماتے ،رمضان شریف خصوصاً آخری عشرہ میں آپ کی عبادت بہت زیادہ بڑھ جاتی تھی ،آپ ساری رات بیدار رہتے اور اپنی ازواج مطہرات سے بے تعلق ہو جاتے تھے ،اور گھر والوں کو نمازوں کے لئے

جگایا کرتے تھے اور عموماً اعتکاف فرماتے تھے، نمازوں کے ساتھ ساتھ کبھی کھڑے ہوکر، کبھی بیٹھ کر، کبھی سربسجود ہوکر، نہایت آہ وزاری اور گریہ وبکا کے ساتھ گڑگڑا کر راتوں میں دعائیں بھی مانگا کرتے۔ رمضان شریف میں حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن عظیم کا دور بھی فرماتے، اور تلاوت قرآن مجید کے ساتھ ساتھ طرح طرح کی مختلف دعاؤں کا ورد بھی فرماتے تھے، اور کبھی کبھی ساری رات نمازوں اور دعاؤں میں کھڑے رہتے یہاں تک کہ پائے اقدس میں ورم آجایا کرتا تھا۔

روزہ

رمضان شریف کے روزوں کے علاوہ شعبان المبارک میں بھی قریب قریب مہینہ بھر آپ روزہ دار ہی رہتے تھے، سال کے باقی مہینوں میں بھی یہی کیفیت رہتی تھی، کہ اگر روزہ رکھنا شروع فرمادیتے، تو معلوم ہوتا تھا کہ اب کبھی روزہ نہیں چھوڑیں گے، پھر ترک فرمادیتے تو معلوم ہوتا تھا کہ اب کبھی روزہ نہیں رکھیں گے، خاص کر ہر مہینے میں تین دن ایام بیض کے روزے، دوشنبہ وجمعرات کے روزے، عاشوراء کے روزے، عشرہ ذوالحجہ کے روزے، شوال کے چھ روزے، معمولاً رکھا کرتے تھے کبھی کبھی آپ ''صوم وصال'' بھی رکھتے تھے، یعنی کئی کئی دن رات کا ایک روزہ، مگر اپنی امت کو ایسا روزہ رکھنے سے منع فرماتے تھے، بعض صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں ارشاد فرمایا کہ تم میں مجھ جیسا کون ہے؟ میں اپنے رب کے دربار میں رات بسر کرتا ہوں اور وہ مجھ کو (روحانی غذا) کھلاتا اور پلاتا ہے۔ (۱)

زکوۃ

چونکہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام پر خداوند قدوس نے زکوۃ فرض ہی نہیں فرمائی ہے اس لئے آپ پر زکوۃ فرض ہی نہیں تھی۔ (۲)

لیکن آپ کے صدقات وخیرات کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنے پاس سونا چاندی یا تجارت کا کوئی سامان

۱...... صحیح بخاری کتاب الصوم باب الوصال ا/...... قدیمی کتب خانہ کراچی
...... صحیح مسلم کتاب الصیام رقم الحدیث: ۱۸۵۰
مسند امام احمد باقی مسند الانصار رقم الحدیث: ۲۳۸۶۱
۲ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی ...... [illegible] دار الکتب العلمیہ بیروت

یا مویشیوں کا کوئی ریوڑ رکھتے ہی نہیں تھے بلکہ جو کچھ بھی آپ کے پاس آتا سب خدا کی راہ میں مستحقین پر تقسیم فرما دیا کرتے تھے، آپ کو یہ گوارا ہی نہیں تھا کہ رات بھر کوئی مال و دولت کاشانہ نبوت میں رہ جائے ایک مرتبہ ایسا اتفاق پڑا کہ خراج کی رقم اس قدر زیادہ آ گئی کہ وہ شام تک تقسیم کرنے کے باوجود ختم نہ ہو سکی تو آپ رات بھر مسجد ہی میں رہ گئے ۔ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آ کر یہ خبر دی کہ یارسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری رقم تقسیم ہو چکی تو آپ نے اپنے مکان میں قدم رکھا۔(۱)

حج

اعلانِ نبوت کے بعد مکہ مکرمہ میں آپ نے دو یا تین حج کیے۔(۲)

لیکن ہجرت کے بعد مدینہ منورہ سے ۱۰ھ میں آپ نے ایک حج فرمایا جو حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے جس کا مفصل تذکرہ گزر چکا۔

حج کے علاوہ ہجرت کے بعد آپ نے چار عمرے بھی ادا فرمائے۔(۳)

ذکرِ الٰہی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ آپ ہر وقت ہر گھڑی، ہر لحظہ ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔(۴)

اٹھتے، بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، وضو کرتے نئے کپڑے پہنتے، سوار ہوتے، سواری سے اترتے، سفر میں جاتے، سفر سے واپس آتے، بیت الخلاء میں داخل ہوتے، اور نکلتے، مسجد میں آتے جاتے، جنگ کے وقت، آندھی، بارش، بجلی کڑکتے وقت، ہر وقت ہر حال میں دعائیں ورد زبان رہتی تھیں، خوشی اور غمی کے اوقات میں، صبح صادق طلوع ہونے کے وقت، غروب آفتاب کے وقت

۱.....سنن ابی داؤد　کتاب الخراج والامارۃ　باب قبول ہدایا المشرکین　ص:۲　مکتبہ امدادیہ ملتان

۲.....سنن ترمذی　کتاب الحج عن رسول اللہ ﷺ　باب ما جاء کم حج النبی ﷺ　ا/.....　قدیمی کتب خانہ کراچی

۳.....سنن ترمذی　کتاب الحج عن رسول اللہ ﷺ　باب ما جاء کم اعتمر النبی ﷺ　ا/.....　قدیمی کتب خانہ کراچی

.....سنن ابی داؤد　کتاب المناسک　رقم الحدیث:۱۷۰۲

.....سنن ابن ماجہ　کتاب المناسک　رقم الحدیث:۲۹۹۴

.....مسند امام احمد　من مسند بنی ہاشم　رقم الحدیث:۲۱۰۱

.....سنن دارمی　کتاب المناسک　رقم الحدیث:۱۷۸۴

۴.....صحیح بخاری　کتاب الاذان　باب [illegible]　قدیمی کتب خانہ کراچی

مرغ کی آواز سن کر، گدھے کی آواز سن کر، غرض کون سا ایسا موقع تھا کہ آپ کوئی دعا نہ پڑھتے، دن ہی میں نہیں بلکہ رات کے سناٹوں میں بھی برابر دعا خوانی اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتے، یہاں تک کہ بوقت وفات بھی جو فقرہ بار بار وردِ زبان رہا وہ "اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی" کی دعا تھی۔(۱)

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

سوالات

سترہواں باب

سوال نمبر1......کیا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے جسم انور کا سایہ تھا؟

سوال نمبر2......کیا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بدن اقدس پر کبھی کوئی مکھی وغیرہ بیٹھی؟ باحوالہ بیان کریں۔؟

سوال نمبر3......حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارکہ اپنے الفاظ میں اختصار کے ساتھ بیان کریں۔؟

سوال نمبر4 حضور علیہ الصلوۃ والسلام کونسا لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ کیسا تھا اور کپڑوں میں کس رنگ سے کپڑے پہنتے تھے۔؟

سوال نمبر5......حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے روز مرّہ کے معمولات کیا ہوتے تھے اختصار کے ساتھ بیان کیجئے۔؟

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

اٹھارہواں باب

اخلاقِ نبوت

آپ کے اخلاق حسنہ کے بارے میں خلق خدا سے کیا پوچھنا؟ جب کہ خود خالق اخلاق نے یہ فرمادیا کہ

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

یعنی اے حبیب !بلاشبہ آپ اخلاق کے بڑے درجہ پر ہیں۔

آج تقریباً چودہ سو برس گزر جانے کے بعد دشمنانِ رسول کی کیا مجال کہ آپ کو بداخلاق کہہ سکیں اس وقت جب کہ آپ اپنے دشمنوں کے مجمعوں میں اپنے عملی کردار کا مظاہرہ فرمارہے تھے، خداوند قدوس نے قرآن میں اعلان فرمایا کہ

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۔(۱)

(اے حبیب) خدا کی رحمت سے آپ لوگوں سے نرمی کے ساتھ پیش آتے ہیں اگر آپ کہیں بداخلاق اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے ہٹ جاتے۔

دشمنانِ رسول نے قرآن کی زبان سے یہ خدائی اعلان سنا، مگر کسی کی مجال نہیں ہوئی کہ اس کے خلاف کوئی بیان دیتا یا اس آفتاب سے زیادہ روشن حقیقت کو جھٹلاتا، بلکہ آپ کے بڑے سے بڑے دشمن نے بھی اس کا اعتراف کیا کہ آپ بہت ہی بلند اخلاق، نرم خو اور رحیم و کریم ہیں۔

بہرحال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محاسنِ اخلاق کے تمام گوشوں کے جامع تھے یعنی حلم و عفو، رحم کرم، عدل و انصاف، جود و سخا، ایثار و قربانی، مہمان نوازی، عدم تشدد شجاعت، ایفاء عہد، حسنِ معاملہ، صبر و قناعت، نرم گفتاری، خوشروئی، ملنساری، مساوات، غمخواری، سادگی و بے تکلفی، تواضع و انکساری، حیاداری کی اتنی بلند منزلوں پر آپ فائز و سرفراز ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک جملے میں اس کی صحیح تصویر کھینچتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

"كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ"

۱...... القرآن الکریم، پارہ ۴، آل عمران: ۱۵۹

یعنی تعلیماتِ قرآن پر پورا پورا عمل بھی آپ کے اخلاق تھے۔(۱)

اخلاقِ نبوت کا ایک مفصل وعظ ہم نے اپنی کتاب "حقانی تقریریں" میں تحریر کر دیا ہے یہاں بھی ہم اخلاقِ نبوت کے "شجرۃ الخلد" کی چند شاخوں کے کچھ پھول پھل پیش کر دیتے ہیں تاکہ ہم اور آپ ان پر عمل کر کے اپنی اسلامی زندگی کو کامل و اکمل بنا کر عالم اسلام میں مکمل مسلمان بن جائیں اور دار العمل سے دار الجزاء تک خداوند عزوجل کے شامیانہ رحمت میں اس کے اعلیٰ و افضل انعاموں کے میٹھے میٹھے پھل کھاتے رہیں۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی هُوَ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقل شریف

چونکہ تمام علمی و عملی اور اخلاقی کمالات کا دارومدار عقل ہی پر ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقل کے بارے میں بھی کچھ تحریر کر دینا انتہائی ضروری ہے، چنانچہ اس سلسلے میں ہم یہاں صرف ایک حوالہ تحریر کرتے ہیں۔

وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اکہتر کتابوں میں یہ پڑھا ہے کہ جب سے دنیا عالم وجود میں آئی ہے، اس وقت سے قیامت تک کے تمام انسانوں کی عقلوں کا اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقل شریف سے موازنہ کیا جائے، تو تمام انسانوں کی عقلوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقل شریف سے وہی نسبت ہوگی جو ایک ریت کے ذرے کو تمام دنیا کے ریگستانوں سے نسبت ہے یعنی تمام انسانوں کی عقلیں ایک ریت کے ذرے کے برابر ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقل شریف تمام دنیا کے ریگستانوں کے برابر ہے، اس حدیث کو ابو نعیم محدث نے حلیہ میں روایت کیا اور محدث ابن عساکر نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔(۲)

حلم وعفو

حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو پہلے ایک یہودی عالم تھے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ

۱......مدارج النبوۃ قسم اول باب دوم در بیان اخلاق وصفا ۴۲/۱ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
......دلائل النبوۃ للبیہقی باب ذکر اخبار روئیت فی شمائلہ ۳۰۹/۱
۲...... مدارج النبوۃ قسم اول باب دوم در بیان عقل وحلم ۳۶/۱ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
......شفاء (مترجم) مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور

وآلہ وسلم سے کھجوریں خریدی تھیں، کھجوریں دینے کی مدت میں ابھی ایک دو دن باقی تھے کہ انہوں نے بھرے مجمع میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انتہائی تلخ و ترش لہجے میں سختی کے ساتھ تقاضا کیا اور آپ کا دامن اور چادر پکڑ کر نہایت تند و تیز نظروں سے آپ کی طرف دیکھا اور چلا چلا کر یہ کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سب عبدالمطلب کی اولاد کا یہی طریقہ ہے کہ تم لوگ ہمیشہ لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں دیر لگایا کرتے ہو، اور ٹال مٹول کرنا تم لوگوں کی عادت بن چکی ہے، یہ منظر دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ آپے سے باہر ہو گئے، اور نہایت غضب ناک اور زہریلی نظروں سے گھور گھور کر کہا کہ اے خدا کے دشمن !تو خدا کے رسول سے ایسی گستاخی کر رہا ہے؟ خدا کی قسم !اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب مانع نہ ہوتا تو میں ابھی ابھی اپنی تلوار سے تیرا سر اڑا دیتا، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر! تم کیا کہہ رہے ہو؟ تمہیں تو یہ چاہیے تھا کہ مجھ کو ادائے حق کی ترغیب دے کر اور اس کو نرمی کے ساتھ تقاضا کرنے کی ہدایت کر کے ہم دونوں کی مدد کرتے، پھر آپ نے حکم دیا کہ اے عمر !اس کو اس کے حق کے برابر کھجوریں دے دو، اور کچھ زیادہ بھی دے دو، حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے جب حق سے زیادہ کھجوریں دیں تو حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ اے عمر !میرے حق سے زیادہ کیوں دے رہے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ چونکہ میں نے ٹیڑھی ترچھی نظروں سے دیکھ کر تم کو خوفزدہ کر دیا تھا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہاری دلجوئی و دلداری کے لئے تمہارے حق سے کچھ زیادہ دینے کا مجھے حکم دیا ہے یہ سن کر حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ اے عمر !کیا تم مجھے پہچانتے ہو میں زید بن سعنہ ہوں آپ نے فرمایا کہ تم وہی زید بن سعنہ ہو جو یہودیوں کا بہت بڑا عالم ہے، انہوں نے کہا جی ہاں، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے دریافت کیا کہ پھر تم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسی گستاخی کیوں کی؟ حضرت زید بن سعنہ نے جواب دیا کہ اے عمر! دراصل بات یہ ہے کہ میں نے توراۃ میں نبی آخر الزمان کی جتنی نشانیاں پڑھی تھیں ان سب کو میں نے ان کی ذات میں دیکھ لیا مگر دو نشانیوں کے بارے میں مجھے ان کا امتحان کرنا باقی رہ گیا تھا، ایک یہ کہ ان کا حلم جہل پر غالب رہے گا، اور جس قدر زیادہ ان کے ساتھ جہل کا برتاؤ کیا جائے گا اسی قدر ان کا حلم بڑھتا جائے گا، چنانچہ میں نے اس ترکیب سے ان دونوں نشانیوں کو بھی ان میں دیکھ لیا، اور میں شہادت دیتا ہوں کہ یقیناً یہ نبی برحق ہیں اور اے عمر !میں بہت ہی مالدار آدمی ہوں میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنا آدھا مال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر صدقہ کر دیا پھر بارگاہ رسالت میں آئے

اور کلمہ پڑھ کر دامن اسلام میں آ گئے۔(۱)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جنگ حنین سے واپسی پر دیہاتی لوگ آپ سے چمٹ گئے اور آپ سے مال کا سوال کرنے لگے، یہاں تک کہ آپ کو چٹے کہ آپ پیچھے ہٹتے ہٹتے ایک ببول کے درخت کے پاس ٹھہر گئے اتنے میں ایک بدوی آپ کی چادر مبارک اچک کر لے بھاگا، پھر آپ نے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ تم لوگ میری چادر تو مجھے دیدو، اگر میرے پاس ان جھاڑیوں کے برابر چوپائے ہوتے تو میں ان سب کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا تم لوگ مجھے نہ بخیل پاؤ گے نہ جھوٹا نہ بزدل۔(۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضور ﷺ کے ہمراہ چل رہا تھا اور آپ ایک نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے جس کے کنارے موٹے اور کھردرے تھے ایک بدوی نے آپ کو پکڑ لیا اور اتنے زبردست جھٹکے سے چادر مبارک کو اس نے کھینچا کہ حضور ﷺ کی نرم و نازک گردن پر چادر کی کنار سے خراش آ گئی پھر اس بدوی نے یہ کہا کہ اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے آپ حکم دیجئے کہ اس میں سے مجھے کچھ مل جائے، حضور رحمت عالم ﷺ نے جب اس بدوی کی طرف توجہ فرمائی تو کمال حلم وعفو سے اس کی طرف دیکھ کر ہنس پڑے اور پھر اس کو کچھ مال عطا فرمانے کا حکم صادر فرمایا۔(۳)

جنگ اُحد میں عتبہ بن ابی وقاص نے آپ کے دندان مبارک کو شہید کر دیا اور عبداللہ بن قمیہ نے چہرہ انور کو زخمی اور خون آلود کر دیا مگر آپ نے ان لوگوں کے لئے اس کے سوا کچھ بھی نہیں فرمایا کہ

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

یعنی اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ لوگ مجھے جانتے نہیں۔(۴)

خیبر میں زینب نامی یہودی عورت نے آپ کو زہر دیا مگر آپ نے اس سے کوئی انتقام نہیں لیا، لبید

۱..... دلائل النبوۃ للبیہقی باب استبراء زید بن سعنۃ.....الخ ۲۷۸/۱

..... صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ ووفاتہ ۶۳۸/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

۲..... صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ما کان یعطی النبی ﷺ المؤلفۃ ۴۴۶/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

..... مسند امام احمد اول مسند المدنیین رقم الحدیث:۱۶۱۵۵

۳..... صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ما کان یعطی النبی ﷺ المؤلفۃ ۴۴۶/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

..... صحیح مسلم کتاب الزکوۃ رقم الحدیث:۱۷۴۹

..... مسند امام احمد باقی مسند المکثرین رقم الحدیث:۱۳۰۹۰

۴..... الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل اما الحلم ۷۳/۱ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

..... مدارج النبوۃ باب [illegible] نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

بن اعصم نے آپ پر جادو کیا اور بذریعہ وحی اس کا سارا حال معلوم ہوا مگر آپ نے اس سے کچھ مواخذہ نہیں فرمایا، غورث بن الحارث نے آپ کے قتل کے ارادہ سے آپ کی تلوار لے کر نیام سے کھینچ لی، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے تو غورث کہنے لگا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اب کون ہے جو آپ کو مجھ سے بچالے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ''اللہ'' نبوت کی ہیبت سے تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ بول اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچانے والا ہے؟ غورث گڑگڑا کر کہنے لگا کہ آپ ہی میری جان بچادیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو چھوڑ دیا اور معاف فرمادیا، چنانچہ غورث اپنی قوم میں آ کر کہنے لگا کہ اے لوگو! میں ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو تمام دنیا کے انسانوں میں سب سے بہتر ہے۔(۱)

کفار مکہ نے وہ کون سا ایسا ظالمانہ برتاؤ تھا جو آپ کے ساتھ نہ کیا ہو مگر فتح مکہ کے دن جب یہ سب جبارانِ قریش انصار و مہاجرین کے لشکروں کے محاصرہ میں محصور و مجبور ہو کر حرم کعبہ میں خوف و دہشت سے کانپ رہے تھے اور انتقام کے ڈر سے ان کے جسم کا ایک ایک بال لرز رہا تھا، رسول رحمت نے ان مجرموں اور پاپیوں کو یہ فرما کر چھوڑ دیا اور معاف فرمادیا کہ

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ فَاذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ

آج تم سے کوئی مواخذہ نہیں ہے، جاؤ تم سب آزاد ہو۔(۲)

ایک کافر کو صحابہ کرام پکڑ کر لائے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا، وہ شخص خوف و دہشت سے لرزہ براندام ہو گیا، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم کوئی خوف نہ رکھو بالکل مت ڈرو اگر تم نے میرے قتل کا ارادہ کر لیا تھا تو کیا ہوا؟ تم کبھی میرے اوپر غالب نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے میری حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔(۳)

۱......الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل اما الحلم ۱/۷۴ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
۲......الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل اما الحلم ۱/۷۵ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
۳......الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل اما الحلم ۱/۷۴ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
......صحیح بخاری کتاب المناقب باب صفۃ النبی ﷺ ۱/۵۰۳ قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم کتاب الفضائل رقم الحدیث: ۴۲۹۴
......سنن ابی داؤد کتاب الادب رقم الحدیث: ۴۱۵۳
......الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل اما الحلم ۱/۷۴ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

الغرض اس طرح کے نبی رحمت کی حیاتِ طیبہ میں ہزاروں واقعات ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ حلم وعفو یعنی ایذاؤں کا برداشت کرنا اور مجرموں کو قدرت کے باوجود بغیر انتقام کے چھوڑ دینا اور معاف کردینا آپ کی یہ عادت کریمہ بھی آپ کے اخلاقِ حسنہ کا وہ عظیم شاہکار ہے جو ساری دنیا میں عدیم المثال ہے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لِنَفْسِہٖ اِلَّا اَنْ تُنْتَھَکَ حُرْمَۃُ اللّٰہِ فَیَنْتَقِمُ لِلّٰہِ بِھَا۔

اپنی ذات کے لئے کبھی بھی حضور ﷺ نے کسی سے انتقام نہیں لیا ہاں البتہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کا اگر کوئی مرتکب ہوتا تو ضرور اس سے مواخذہ فرماتے۔(۱)

تواضع

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ تواضع بھی سارے عالم سے نرالی تھی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ اختیار عطا فرمایا کہ اے حبیب !اگر آپ چاہیں تو شاہانہ زندگی بسر فرمائیں اور اگر آپ چاہیں تو ایک بندے کی زندگی گزاریں تو آپ نے بندہ بن کر زندگی گزارنے کو پسند فرمایا، حضرت اسرافیل علیہ السلام نے آپ کی یہ تواضع دیکھ کر فرمایا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی اس تواضع کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ جلیل القدر مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ آپ تمام اولادِ آدم میں سے سب سے زیادہ بزرگ اور بلند مرتبہ ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے آپ اپنی قبر انور سے اٹھائے جائیں گے اور میدان حشر میں سب سے پہلے آپ شفاعت فرمائیں گے۔(۲)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے عصا مبارک پر ٹیک لگاتے ہوئے کاشانہ نبوت سے باہر تشریف لائے تو ہم سب صحابہ تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے، یہ دیکھ کر تواضع کے طور پر ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اس طرح نہ کھڑے رہا کرو جس طرح عجمی لوگ ایک

۱ ..... بخاری شریف　۱/۵۰۳　قدیمی کتب خانہ کراچی
کتاب الشفاء　۱/۶۱　مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
۲ ..... الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ　فصل اما تواضعہ　۱/۸۶،۸۷　مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
مسند امام احمد　۲/۲۳۱　دار صادر بیروت
..... دلائل النبوۃ للبیہقی　دار الفکر بیروت

دوسرے کی تعظیم کے لئے کھڑے رہا کرتے ہیں، میں تو ایک بندہ ہوں بندوں کی طرح کھاتا ہوں اور بندوں کی طرح بیٹھتا ہوں۔(۱)

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کبھی اپنے پیچھے سواری پر اپنے کسی خادم کو بھی بٹھا لیا کرتے تھے، ترمذی شریف کی روایت ہے کہ جنگِ قریظہ کے دن آپ کی سواری کے جانور کی لگام چھال کی رسی سے بنی ہوئی تھی۔(۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلاموں کی دعوت کو بھی قبول فرماتے تھے جو کی روٹی اور پرانی چربی کھانے کی دعوت دی جاتی تھی، تو آپ اس کو بھی قبول فرماتے تھے، مسکینوں کی بیمار پرسی فرماتے، فقراء کے ساتھ ہم نشینی فرماتے اور اپنے صحابہ کے درمیان مل جل کر نشست فرماتے۔(۳)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھریلو کام خود اپنے دست مبارک سے کرلیا کرتے تھے اپنے خادموں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے تھے اور گھر کے کاموں میں آپ اپنے خادموں کی مدد فرمایا کرتے تھے۔(۴)

ایک شخص دربار رسالت میں حاضر ہوا تو جلالت نبوت کی ہیبت سے ایک دم خائف ہو کر لرزہ براندام ہو گیا اور کانپنے لگا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم بالکل مت ڈرو، میں کوئی بادشاہ ہوں نہ کوئی جبار حاکم، میں تو قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں، جو خشک گوشت کی بوٹیاں کھایا کرتی تھی۔(۵)

فتح مکہ کے دن جب فاتحانہ شان کے ساتھ آپ اپنے لشکروں کے ہجوم میں شہر مکہ کے اندر داخل ہونے لگے تو اس وقت آپ پر تواضع اور انکساری کی ایسی تجلی نمودار تھی کہ آپ اونٹنی کی پیٹھ پر اس طرح

۱......الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ	فصل اما تواضعہ	۸۷/۱	مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
۲......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی	الفصل الثانی فیما اکرمہ اللہ	۱۳۰/۱	دارالکتب العلمیہ بیروت
......الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ	فصل اما تواضعہ	۸۷/۱	مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
۳......الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ	فصل اما تواضعہ	۸۷/۱	مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
۴......الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ	فصل اما تواضعہ	۸۸/۱	مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
......شمائل ترمذی	ماجاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ ص:۲۳		قدیمی کتب خانہ کراچی
۵......الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ	فصل اما تواضعہ	۸۸/۱	مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
......مدارج النبوۃ قسم اول	باب دوم در بیان اخلاق وصفات ۴۳،۴۲/۱		نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی	الفصل الثانی فیما اکرمہ اللہ	۸۱/	دارالکتب العلمیہ بیروت

سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے کہ آپ کا سر مبارک کجاوہ کے اگلے حصہ سے لگا ہوا تھا۔(۱)

اسی طرح جب حجۃ الوداع میں آپ ایک لاکھ شمع نبوت کے پروانوں کے ساتھ اپنی مقدس زندگی کے آخری حج میں تشریف لے گئے تو آپ کی اونٹنی پر ایک پرانا پالان تھا اور آپ کے جسم انور پر ایک چادر تھی جس کی قیمت چار درہم سے زیادہ نہ تھی اسی اونٹنی کی پشت پر اور اسی لباس میں آپ نے خداوند ذوالجلال کے نائب اکرم اور تاجدار دوعالم ہونے کی حیثیت سے اپنا شہنشاہی خطبہ پڑھا، جس کو ایک لاکھ سے زائد فرزندانِ توحید ہمہ تن گوش بن کر سن رہے تھے۔(۲)

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کی نعلین مبارک کا تسمہ ٹوٹ گیا اور آپ اپنے دست مبارک سے اس کو درست فرمانے لگے میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے دیجئے میں اس کو درست کردوں، میری اس درخواست پر ارشاد فرمایا، کہ یہ صحیح ہے کہ تم اس کو ٹھیک کردو گے مگر میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ میں تم لوگوں پر اپنی برتری اور بڑائی ظاہر کروں اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کو کسی کام میں مشغول دیکھ کر بار بار درخواست عرض کرتے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ خود یہ کام نہ کریں اس کام کو ہم لوگ انجام دیں گے مگر آپ یہی فرماتے کہ یہ سچ ہے کہ تم لوگ میرا سب کام کردو گے مگر مجھے یہ گوارا نہیں ہے کہ میں تم لوگوں کے درمیان کسی امتیازی شان کے ساتھ رہوں۔(۳)

حسنِ معاشرت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواج مطہرات اپنے احباب، اپنے اصحاب، اپنے رشتہ داروں، اپنے پڑوسیوں ہر ایک کے ساتھ اتنی خوش اخلاقی اور ملنساری کا برتاؤ فرماتے تھے کہ ان میں سے ہر ایک آپ کے اخلاق حسنہ کا گرویدہ اور مداح تھا، خادم خاص حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے دس برس تک سفر و وطن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کا شرف حاصل کیا مگر کبھی

۱.....الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، فصل واما تواضعہ، ۸۸/۱، مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

.....مدارج النبوۃ، قسم اول، باب دوم در بیان اخلاق وصفا، ۴۷/۱، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

.....دلائل النبوۃ للبیہقی، ۴۹/۲، ۴۸، دار الفکر بیروت

۲.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، الفصل الثانی فیما اکرمہ اللہ، ۵۴/۶، دار الکتب العلمیۃ بیروت

۳.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، الفصل الثانی فیما اکرمہ اللہ، ۴۶/۶، دار الکتب العلمیۃ بیروت

بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ مجھے ڈانٹا نہ جھڑکا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ تو نے فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا۔(۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی خوش اخلاق نہیں تھا آپ کے اصحاب یا آپ کے گھر والوں میں سے جو کوئی بھی آپ کو پکارتا تو آپ لبیک (حاضر ہوں) کہہ کر جواب دیتے حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب سے مسلمان ہوا کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے پاس آنے سے نہیں روکا، اور جس وقت بھی مجھے دیکھتے تو مسکرا دیتے اور آپ اپنے اصحاب سے خوش طبعی بھی فرماتے اور سب کے ساتھ مل جل کر رہتے اور ہر ایک سے گفتگو فرماتے اور صحابہ کرام کے بچوں سے بھی خوش طبعی فرماتے اور ان بچوں کو اپنی مقدس گود میں بٹھا لیتے اور آزاد نیز لونڈی، غلام اور مسکین سب کی دعوتیں قبول فرماتے اور مدینہ کے انتہائی حصہ میں رہنے والے مریضوں کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے جاتے اور عذر پیش کرنے والوں کے عذر کو قبول فرماتے۔(۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کان میں کوئی سرگوشی کی بات کرتا تو آپ اس وقت تک اپنا سر اس کے منہ سے الگ نہ فرماتے جب تک وہ کان میں کچھ کہتا رہتا، اور آپ اپنے اصحاب کی مجلس میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے اور جو آپ کے سامنے آتا آپ سلام کرنے میں پہل کرتے اور ملاقاتیوں سے مصافحہ فرماتے اور اکثر اوقات اپنے پاس آنے والے ملاقاتیوں کے لئے آپ اپنی چادر مبارک بچھا دیتے اور اپنی مسند بھی پیش کر دیتے اور اپنے اصحاب کو ان کی کنیتوں اور اچھے ناموں سے پکارتے کبھی بھی کسی بات کرنے والے کی بات کو کاٹتے نہیں تھے، ہر شخص سے خوشروئی کے ساتھ مسکرا کر ملاقات فرماتے، مدینہ کے خدام اور نوکر چاکر برتنوں میں صبح کو پانی لے کر آتے، تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے برتنوں میں دست مبارک ڈبو دیں اور پانی متبرک ہو جائے تو سخت جاڑے کے موسم میں بھی صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک کے برتن میں

۱......مدارج النبوۃ　قسم اول　باب دوم در بیان اخلاق وصفا　۴۱/۱　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　الفصل الثانی فیما اکرمہ اللہ　۴۳/۶، ۴۲　دار الکتب العلمیہ بیروت

......الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ　فصل اما حسن عشرتہ　۸۲/۱　مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

۲......الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ　فصل اما حسن عشرتہ　۸۲/۱　مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

......مدارج النبوۃ　قسم اول　باب دوم در بیان اخلاق وصفا　۴۱/۱　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

اپنا مقدس ہاتھ ڈال دیا کرتے تھے اور جاڑے کی سردی کے باوجود کسی کو محروم نہیں فرماتے تھے۔(۱)

حضرت عمرو بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ کے رضاعی باپ یعنی حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر تشریف لائے تو آپ نے اپنے کپڑے کا ایک حصہ ان کے لئے بچھا دیا اور وہ اس پر بیٹھ گئے پھر آپ کی رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں تو آپ نے اپنے کپڑے کا باقی حصہ ان کے لئے بچھا دیا، پھر آپ کے رضاعی بھائی آئے تو آپ نے ان کو اپنے سامنے بٹھالیا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ثوبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ہمیشہ کپڑا وغیرہ بھیجتے رہتے تھے، یہ ابولہب کی لونڈی تھیں اور چند دنوں تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انہوں نے بھی دودھ پلایا تھا۔(۲)

آپ اپنے لئے کوئی مخصوص بستر نہیں رکھتے تھے بلکہ ہمیشہ ازواج مطہرات کے بستروں ہی پر آرام فرماتے تھے اور اپنے پیار و محبت سے ہمیشہ اپنی مقدس بیویوں کو خوش رکھتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں پیالے میں پانی پی کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب پیالہ دیتی تو آپ پیالے میں اسی جگہ سے لب مبارک لگا کر پانی نوش فرماتے جہاں میرے ہونٹ لگے ہوتے اور میں گوشت سے بھری کوئی ہڈی اپنے دانتوں سے نوچ کر وہ ہڈی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیتی تو آپ بھی اسی جگہ سے گوشت کو اپنے دانتوں سے نوچ کر تناول فرماتے جس جگہ میرا منہ لگا ہوتا۔(۳)

آپ روزانہ اپنی ازواج مطہرات سے ملاقات فرماتے اور اپنی صاحبزادیوں کے گھروں پر بھی رونق افروز ہو کر ان کی خبر گیری فرماتے، اور اپنے نواسوں اور نواسیوں کو بھی اپنے پیار و شفقت سے بار بار نوازتے اور سب کی دلجوئی و رواداری فرماتے اور بچوں سے بھی گفتگو فرما کر ان کی بات چیت سے اپنا دل خوش کرتے اور ان کا بھی دل بہلاتے اپنے پڑوسیوں کی بھی خبر گیری اور ان کے ساتھ انتہائی کریمانہ اور مشفقانہ برتاؤ فرماتے الغرض آپ نے اپنے طرز عمل اور اپنی سیرت مقدسہ سے ایسے اسلامی معاشرہ کی تشکیل فرمائی کہ اگر آج دنیا آپ کی سیرت مبارکہ پر عمل کرنے لگے تو تمام دنیا میں امن و سکون

۱......الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ　فصل اما حسن عشرتہ　۸۲/۱　مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
......مدارج النبوۃ　قسم اول　باب دوم دربیان اخلاق وصفا　۴۶/۱　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲......الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ　فصل واما خلقہ　۸۶/۱　مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
......مدارج النبوۃ　قسم اول　باب دوم دربیان اخلاق وصفا　۵۴/۱　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۳......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　الفصل الثانی　۵۵/۶　دار الکتب العلمیہ بیروت

اور محبت و رحمت کا دریا بہنے لگے اور سارے عالم سے جدال و قتال اور نفاق و شقاق کا جہنم بجھ جائے اور عالم کائنات امن و راحت اور پیار و محبت کی بہشت بن جائے۔

حیاء

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی "حیاء" کے بارے میں حضرت حق جل جلالہ کا قرآن میں یہ فرمان سب سے بڑا گواہ ہے کہ

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ۔(۱)

بے شک تمہاری یہ بات نبی کو ایذاء پہنچاتی ہے لیکن وہ تم لوگوں سے حیا کرتے ہیں (اور تم کو کچھ کہہ نہیں سکتے)

آپ کی شان حیاء کی تصویر کھینچتے ہوئے ایک معزز صحابی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ

"آپ کنواری پردہ نشین عورت سے بھی کہیں زیادہ حیاء دار تھے۔"(۲)

اس لئے ہر قبیح قول و فعل اور قابل مذمت حرکات و سکنات سے عمر بھر ہمیشہ آپ کا دامنِ عصمت پاک و صاف ہی رہا، اور پوری حیات مبارکہ میں وقار و مروت کے خلاف آپ سے کوئی عمل سرزد نہیں ہوا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ فحش کلام تھے نہ بے ہودہ گو، نہ بازاروں میں شور مچانے والے تھے برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیا کرتے تھے بلکہ معاف فرما دیا کرتے تھے آپ یہ بھی فرمایا کرتی تھیں کہ کمال حیاء کی وجہ سے میں نے کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برہنہ نہیں دیکھا۔(۳)

۱......القرآن الکریم	پارہ:۲۲	سورۃ الاحزاب	آیت:۵۳		
۲......صحیح بخاری	کتاب المناقب	باب صفۃ النبی ﷺ	۵۰۳/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم	کتاب الفضائل		رقم الحدیث:۴۲۸۴	
......سنن ابن ماجہ	کتاب الزہد		رقم الحدیث:۴۱۷۰	
......مسند امام احمد	باقی مسند المکثرین		رقم الحدیث:۱۱۲۵۸	
۳......الشفاء	فصل اما الحیاء		۸۰/۱	مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
......مدارج النبوۃ	قسم اول	باب در بیان اخلاق و صفا	۵۲/۱	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

وعدہ کی پابندی

ایفاءِ عہد اور وعدہ کی پابندی بھی درختِ اخلاق کی ایک بہت ہی اہم اور نہایت ہی ہری بھری شاخ ہے، اس خصوصیت میں بھی رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق عظیم بے مثال ہی ہے، حضرت ابوالحمساء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اعلان نبوت سے پہلے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سامان خریدا اسی سلسلے میں آپ کی کچھ رقم میرے ذمے باقی رہ گئی میں نے آپ سے کہا کہ آپ یہیں ٹھہریے میں ابھی ابھی گھر سے رقم لاکر اسی جگہ پر آپ کو دیتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی جگہ ٹھہرے رہنے کا وعدہ فرمالیا مگر میں گھر آکر اپنا وعدہ بھول گیا پھر تین دن کے بعد مجھے جب خیال آیا تو میں رقم لے کر اس جگہ پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی جگہ ٹھہرے ہوئے میرا انتظار کر رہے ہیں مجھے دیکھ کر ذرا بھی آپ کی پیشانی پر بل نہیں آیا اور اس کے سوا آپ نے اور کچھ نہیں فرمایا کہ اے نوجوان تم نے تو مجھے مشقت میں ڈال دیا کیونکہ میں اپنے وعدے کے مطابق تین دن سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔(۱)

عدل

خدا کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جہان میں سب سے زیادہ امین، سب سے بڑھ کر عادل اور پاک دامن وراست باز تھے یہ وہ روشن حقیقت ہے کہ آپ کے بڑے بڑے دشمنوں نے بھی اس کا اعتراف کیا، چنانچہ اعلانِ نبوت سے قبل تمام اہل مکہ آپ کو "صادق الوعد" اور "امین" کے معزز لقب سے یاد کرتے تھے حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مکہ والوں کا اس بات پر اتفاق تھا کہ آپ اعلیٰ درجہ کے امین اور عادل ہیں اسی لئے اعلان نبوت سے پہلے اہل مکہ اپنے مقدمات اور جھگڑوں کا آپ سے فیصلہ کرایا کرتے تھے اور آپ کے تمام فیصلوں کو انتہائی احترام کے ساتھ بلاچون چرا تسلیم کر لیتے تھی اور کہا کرتے تھے کہ یہ امین کا فیصلہ ہے۔(۲)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس قدر بلند مرتبہ عادل تھے اس بارے میں بخاری شریف کی ایک روایت سب سے بڑھ کر شاہد عدل ہے قبیلہ قریش کے خاندان بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری

۱......الشفاء　فصل واما خلقہ......الخ　۲۳۹　مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
۲......الشفاء　فصل واما العدل　۲۴۰　مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

کی، اسلام میں چوری کی یہ سزا ہے کہ اس کا دایاں ہاتھ پہنچوں سے کاٹ ڈالا جائے، قبیلہ قریش کو اس واقعہ سے بڑی فکر دامن گیر ہوگئی کہ اگر ہمارے قبیلہ کی اس عورت کا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا تو یہ ہماری خاندانی شرافت پر ایسا بدنما داغ ہوگا، جو کبھی مٹ نہ سکے گا، اور ہم لوگ تمام عرب کی نگاہوں میں ذلیل وخوار ہو جائیں گے اس لئے ان لوگوں نے یہ طے کیا کہ بارگاہ رسالت میں کوئی زبردست سفارش پیش کر دی جائے تا کہ آپ اس عورت کا ہاتھ نہ کاٹیں چنانچہ ان لوگوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جو نگاہ نبوت میں انتہائی محبوب تھے دباؤ ڈال کر اس بات کے لئے آمادہ کر لیا کہ وہ دربار رسالت میں سفارش پیش کریں، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اشراف قریش کے اصرار سے متاثر ہو کر بارگاہ رسالت میں سفارش عرض کر دی یہ سن کر پیشانی نبوت پر جلال کے آثار نمودار ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت ہی غضب ناک لہجہ میں فرمایا کہ

اَتَشْفَعُ فِیْ حَدٍّ مِنْ دُوْنِ اللهِ......

اے اسامہ تو اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی سزاؤں میں سے ایک سزا کے بارے میں سفارش کرتا ہے؟

پھر اس کے بعد آپ نے کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیا اور اس خطبہ میں یہ ارشاد فرمایا کہ

یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَکُمْ اِنَّهُمْ کَانُوْا اِذَا سَرَقَ الشَّرِیْفُ تَرَکُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ الضَّعِیْفُ فِیْهِمْ اَقَامُوْا عَلَیْهِ الْحُدُوْدَ وَاَیْمُ اللهِ لَوْاَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ یَدَهَا۔

اے لوگو! تم سے پہلے کے لوگ اس وجہ سے گمراہ ہو گئے کہ جب ان میں کوئی شریف چوری کرتا تھا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر سزائیں قائم کرتے تھے، خدا کی قسم، اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے گی، تو یقیناً محمد اس کا ہاتھ کاٹ لے گا۔(۱)

۱......صحیح بخاری کتاب الحدود باب کراهیة الشفاعة فی الحدود ۱۰۰۳/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم کتاب الحدود رقم الحدیث: ۳۱۹۶
......سنن ترمذی کتاب الحدود عن رسول اللہ ﷺ رقم الحدیث: ۱۳۵۰
......سنن نسائی کتاب قطع السارق رقم الحدیث: ۴۸۱۵
......سنن ابی داؤد کتاب الحدود رقم الحدیث: ۳۸۰۳
......سنن دارمی کتاب الحدود رقم الحدیث: ۲۲۰۰

وقار

حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی مجلسوں میں جس قدر وقار کے ساتھ رونق افروز رہتے تھے بڑے سے بڑے بادشاہوں کے دربار میں بھی اس کی مثال نہیں مل سکتی، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ آپ کی مجلس حلم وحیاء اور خیر وامانت کی مجلس ہوا کرتی تھی، آپ کی مجلس میں کبھی کوئی بلند آواز سے گفتگو نہیں کرسکتا تھا، اور جب آپ کلام فرماتے تھے تو تمام اہل مجلس اس طرح سر جھکائے ہوئے ہمہ تن گوش بن کر آپ کا کلام سنتے تھے گویا ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں، حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت ہی وقار کے ساتھ اس طرح ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص آپ کے جملوں کو گننا چاہتا تو وہ گن سکتا تھا۔ (۱)

آپ کی نشست و برخاست، رفتار وگفتار، ہر ادا میں ایک خالص پیغمبرانہ وقار پایا جاتا تھا جس سے آپ کی عظمت نبوت کا جاہ وجلال آفتاب عالم کی طرح ہر خاص وعام کی نظروں میں نمودار رہتا تھا۔

زاہدانہ زندگی

آپ شہنشاہ کونین اور تاجدار دوعالم ہوتے ہوئے ایسی زاہدانہ اور سادہ زندگی بسر فرماتے تھے کہ تاریخ نبوت میں اس کی مثال نہیں مل سکتی، خوراک و پوشاک، مکان وسامان، رہن سہن غرض حیات مبارکہ کے ہر گوشہ میں آپ کا زہد اور دنیا سے بے رغبتی کا عالم اس درجہ نمایاں تھا کہ جس کو دیکھ کر یہی کہا جاسکتا ہے کہ دنیا کی نعمتیں اور لذتیں آپ کی نگاہ نبوت میں ایک مچھر کے پر سے بھی زیادہ ذلیل وحقیر ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس زندگی میں کبھی تین دن لگاتار ایسے نہیں گزرے کہ آپ نے شکم سیر ہو کر روٹی کھائی ہو ایک ایک مہینہ تک کاشانہ نبوت

۱۔۔۔۔الشفاء　فصل واما الوقار ملتقطا　۹۱/۱　مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
۔۔۔۔صحیح بخاری　کتاب المناقب　باب صفۃ النبی ﷺ　۵۰۳/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
۔۔۔۔صحیح مسلم　کتاب الزہد والرقاق　رقم الحدیث: ۵۳۲۵
۔۔۔۔سنن ابی داؤد کتاب العلم　رقم الحدیث ۳۱۶۹

میں چولہا نہیں جلتا تھا، اور کھجور و پانی کے سوا آپ کے گھر والوں کی کوئی دوسری خوراک نہیں ہوا کرتی تھی۔(۱)

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا کہ اے حبیب ! اگر آپ چاہیں تو میں مکہ کی پہاڑیوں کو سونا بنادوں، اور وہ آپ کے ساتھ ساتھ چلتی رہیں اور آپ ان کو جس طرح چاہیں خرچ کرتے رہیں، مگر آپ نے اس کو پسند نہیں کیا اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ اے میرے رب ! مجھے یہی زیادہ محبوب ہے کہ میں ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن کھانا کھاؤں، تا کہ بھوک کے دن گڑگڑا کر تجھ سے دعائیں مانگوں اور آسودگی کے دن تیری حمد کروں اور تیرا شکر بجالاؤں۔(۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس بستر پر سوتے تھے وہ چمڑے کا گدا تھا، جس میں روئی کی جگہ درختوں کی چھال بھری ہوئی تھی۔(۳)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میری باری کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک موٹے ٹاٹ پر سویا کرتے تھے جس کو میں دوتہ کر کے بچھا دیا کرتی تھی، ایک مرتبہ میں نے اس ٹاٹ کو چار تہ کر کے بچھا دیا تو صبح کو آپ نے ارشاد فرمایا کہ پہلے کی طرح اس ٹاٹ کو تم دوہرا کر کے بچھا دیا کرو، کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ اس بستر کی نرمی سے کہیں مجھ پر گہری نیند کا حملہ ہو جائے تو میری نماز تہجد میں خلل پیدا ہو جائے گا، روایت ہے کہ کبھی کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسی چارپائی پر بھی آرام فرمایا کرتے تھے جو کھردرے بان سے بنی ہوئی تھی، جب آپ بغیر بچھونے کے اس چارپائی پر لیٹتے تھے تو جسم نازک پر بان کے نشان پڑ جایا کرتے تھے۔(۴)

۱...... صحیح بخاری　کتاب الاطعمة　باب ما کان النبی ﷺ واصحابہ یاکلون　۲/......　قدیمی کتب خانہ کراچی

...... صحیح مسلم　کتاب الزہد والرقاق　رقم الحدیث:۵۳۷۴

۲...... مجمع الزوائد　۳۱۵/۱۰　دار الکتب العربی بیروت

...... مسند امام احمد　۷۱/۲　دار الفکر بیروت

...... الشفاء　کتاب والمازہد　باب والمازہدہ　۹۳/۱　مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

۳...... صحیح بخاری　کتاب الرقاق　رقم الحدیث:۵۹۷۵

...... صحیح مسلم　کتاب اللباس والزینۃ　رقم الحدیث:۳۸۸۲

...... سنن ترمذی　کتاب اللباس عن رسول اللہ ﷺ　رقم الحدیث:۱۶۸۳

...... سنن ابی داؤد　کتاب اللباس　باب فی الفرش　رقم الحدیث:۳۶۱۸　۲/......مکتبہ امدادیہ ملتان

۴......الشفاء　باب والمازہد　۹۴/۱　مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

شجاعت

حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے مثال شجاعت کا یہ عالم تھا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بہادر صحابی کا یہ قول ہے کہ جب لڑائی خوب گرم ہو جاتی تھی اور جنگ کی شدت دیکھ کر بڑے بڑے بہادروں کی آنکھیں پتھرا کر سرخ پڑ جایا کرتی تھیں اس وقت میں ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں کھڑے ہو کر اپنا بچاؤ کیا کرتے تھے اور آپ ہم سب لوگوں سے زیادہ آگے بڑھ کر اور دشمنوں کے بالکل قریب پہنچ کر جنگ فرماتے تھے، اور ہم لوگوں میں سے سب سے زیادہ بہادر وہ شخص شمار کیا جاتا تھا جو جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب رہ کر دشمنوں سے لڑتا تھا۔(۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ بہادر، طاقت ور، سخی اور پسندیدہ میری آنکھوں نے کبھی کسی کو نہیں دیکھا۔(۲)

حضرت براء بن عازب اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان فرمایا ہے کہ جنگ حنین میں بارہ ہزار مسلمانوں کا لشکر کفار کے حملوں کی تاب نہ لا کر بھاگ گیا تھا اور کفار کی طرف سے لگاتار تیروں کا مینہ برس رہا تھا اس وقت میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹے، بلکہ ایک سفید خچر پر سوار تھے، اور حضرت ابو سفیان بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور آپ اکیلے دشمنوں کے دل بادل لشکروں کے ہجوم کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے اور رجز کے یہ کلمات زبان اقدس پر جاری تھے کہ

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ .... اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

میں نبی ہوں، یہ جھوٹ نہیں ہے، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔(۳)

۱......الشفاء، واما الشجاعۃ، ۷۹/۱، مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
......دلائل النبوۃ للبیہقی، ۲۵۸/۳، دار الکتب العلمیۃ بیروت
۲......سنن دارمی، المقدمۃ، ۳۰/۱، دار الکتب العلمیۃ بیروت
......الشفاء، واما الشجاعۃ، ۷۹/۱، مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
۳......صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب قول اللہ (ویوم حنین......)، ۶۱۷/۲، قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، رقم الحدیث: ۳۳۲۵
......الشفاء، واما الشجاعۃ، ۷۸/۱، مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

طاقت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جسمانی طاقت بھی حد اعجاز کو پہنچی ہوئی تھی اور آپ نے اپنی اس معجزانہ طاقت وقوت سے ایسے ایسے محیر العقول کارناموں اور کمالات کا مظاہرہ فرمایا کہ عقل انسانی اس کے تصور سے حیران رہ جاتی ہے غزوہ احزاب کے موقع پر صحابہ کرام جب خندق کھود رہے تھے ایک ایسی چٹان ظاہر ہوگئی جو کسی طرح کسی شخص سے بھی نہیں ٹوٹ سکی، مگر جب آپ نے اپنی طاقتِ نبوت سے اس پر پھاوڑا مارا تو وہ ریت کے بھر بھرے ٹیلے کی طرح بکھر کر پاش پاش ہوگئی، جس کا مفصل تذکرہ جنگ خندق میں ہم تحریر کر چکے ہیں۔

رُکانہ پہلوان سے کشتی

عرب کا مشہور پہلوان رکانہ آپ کے سامنے سے گزرا آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی وہ کہنے لگا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر آپ مجھ سے کشتی لڑ کر مجھے پچھاڑ دیں تو میں آپ کی دعوت اسلام کو قبول کرلوں گا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیار ہوگئے اور اس سے کشتی لڑ کر اس کو پچھاڑ دیا، پھر اس نے دوبارہ کشتی لڑنے کی دعوت دی آپ نے دوسری مرتبہ بھی اپنی پیغمبرانہ طاقت سے اس کو اس زور کے ساتھ زمین پر پٹک دیا کہ وہ دیر تک اٹھ نہ سکا اور حیران ہو کر کہنے لگا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا کی قسم آپ کی عجیب شان ہے کہ آج تک عرب کا کوئی پہلوان میری پیٹھ زمین پر نہیں لگا سکا مگر آپ نے دم زدن میں مجھے دو مرتبہ زمین پر پچھاڑ دیا، بعض مؤرخین کا قول ہے کہ رکانہ فوراً مسلمان ہوگیا، مگر بعض مورخین نے لکھا ہے کہ رکانہ نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔(۱)

یزید بن رُکانہ سے مقابلہ

اسی رکانہ کا بیٹا یزید بن رکانہ بھی مانا ہوا پہلوان تھا یہ تین سو بکریاں لے کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ مجھ سے کشتی لڑیئے آپ نے فرمایا کہ اگر میں نے تمہیں پچھاڑ دیا تو تم کتنی بکریاں مجھے انعام میں دو گے اس نے کہا کہ ایک سو بکریاں میں آپ کو دے دوں گا،

۱......شرح الزرقانی علی المواهب　الفصل الثانی فیما اکرمہ اللہ　۶/۲۰۰،۱۰۰　دار الکتب العلمیۃ بیروت
......مدارج النبوۃ　قسم اول　باب درمیان اخلاق [illegible]　[illegible]　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیار ہو گئے اور اس سے ہاتھ ملاتے ہی اس کو زمین پر پٹک دیا اور وہ حیرت سے آپ کا منہ تکنے لگا اور وعدہ کے مطابق ایک سو بکریاں اس نے آپ کو دے دیں، مگر پھر دوبارہ اس نے کشتی لڑنے کے لئے چیلنج دیا، آپ نے دوسری مرتبہ بھی اس کی پیٹھ زمین پر لگا دی اس نے پھر ایک سو بکریاں آپ کو دے دیں، پھر تیسری مرتبہ بھی اس نے کشتی کے لئے للکارا، آپ نے اس کا چیلنج قبول فرما لیا اور کشتی لڑ کر اس زور کے ساتھ اس کو زمین پر دے مارا کہ وہ چت ہو گیا، اس نے باقی ایک سو بکریوں کو بھی آپ کی خدمت میں پیش کر دیا، مگر کہنے لگا کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارا عرب گواہ ہے کہ آج تک کوئی پہلوان مجھ پر غالب نہیں آسکا، مگر آپ نے تین مرتبہ جس طرح مجھے کشتی میں پچھاڑا ہے اس سے میرا دل مان گیا کہ یقیناً آپ خدا کے نبی ہیں یہ کہا اور کلمہ پڑھ کر دامن اسلام میں آ گیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے مسلمان ہو جانے سے بے حد خوش ہوئے اور اس کی تین سو بکریاں واپس کر دیں۔(۱)

ابوالاسود سے زور آزمائی

اسی طرح ابوالاسود جمحی اتنا بڑا طاقت ور پہلوان تھا کہ وہ ایک چمڑے پر بیٹھ جاتا تھا اور دس پہلوان اس چمڑے کو کھینچتے تھے تاکہ وہ چمڑا اس کے نیچے سے نکل جائے مگر وہ چمڑا پھٹ پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کے باوجود اس کے نیچے سے نکل نہیں سکتا تھا اس نے بھی بارگاہ اقدس میں آ کر یہ چیلنج دیا کہ اگر آپ مجھے کشتی میں پچھاڑ دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے کشتی لڑنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور اس کا ہاتھ پکڑتے ہی اس کو زمین پر پچھاڑ دیا، وہ آپ کی اس طاقت نبوت سے حیران ہو کر فوراً ہی مسلمان ہو گیا۔(۲)

سخاوت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان سخاوت محتاج بیان نہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انسانوں سے زیادہ بڑھ کر سخی تھے، خصوصاً ماہ

۱......شرح الزرقانی علی المواہب الفصل الثانی فیما اکرمہ اللہ ۱۰۳/۶ دارالکتب العلمیۃ بیروت

۲......شرح الزرقانی علی المواہب الفصل الثانی فیما اکرمہ اللہ ۱۰۳،۱۰۴/۶ دارالکتب العلمیۃ بیروت

......مدارج النبوۃ قسم اول باب درمکان اخلاق وعادات ۵۱/۱ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

اسلام میں آجاؤ، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر زیادہ مال عطا فرماتے ہیں کہ فقیری کا کوئی اندیشہ ہی باقی نہیں رہتا، اس کے بعد پھر صفوان خود بھی مسلمان ہو گئے۔(۱)

بہر حال آپ کے جود و نوال اور سخاوت کے احوال اس قدر عدیم المثال اور اتنے زیادہ ہیں کہ اگر ان کا تذکرہ تحریر کیا جائے تو بہت سی کتابوں کا انبار تیار ہو سکتا ہے مگر اس سے پہلے کے اوراق میں ہم جتنا اور جس قدر لکھ چکے ہیں وہ سخاوت نبوت کو سمجھنے کیلئے بہت کافی ہے، خداوند کریم ہم سب مسلمانوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مبارکہ پر زیادہ سے زیادہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

اسمائے مبارکہ

عرب کا مشہور مقولہ ہے کہ

"كَثْرَةُ الْاَسْمَاءِ تَدُلُّ عَلٰى شَرْفِ الْمُسَمّٰى"

یعنی کسی چیز کے ناموں کا بہت زیادہ ہونا اس بات کی دلیل ہوا کرتی ہے کہ وہ چیز عزت و شرف والی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چونکہ خلاقِ عالم جل جلالہ نے اس قدر اعزاز و اکرام اور عزت و شرف سے سرفراز فرمایا ہے کہ آپ امام النبیین، سید المرسلین، محبوب رب العالمین ہیں اس لئے آپ کے اسماء مبارکہ اور القاب بہت زیادہ ہیں۔(۲)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں میں "مُحَمَّدٌ" و "اَحْمَدُ" ہوں اور میں "مَاحِیْ" ہوں کہ اللہ تعالی میری وجہ سے کفر کو مٹاتا ہے اور میں "حَاشِرْ" ہوں کہ میرے قدموں پر سب لوگوں کا حشر ہوگا، اور میں "عَاقِبْ" ہوں (یعنی سب سے آخری نبی)(۳)

۱.....الشفاء　　واما الجود والكرم　　۷۶/۱　　مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

.....مدارج النبوۃ　قسم اول　　باب دوم در بیان اخلاق وصفا　　۴۹/۱　　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　　الفصل الثانی فیما اکرمہ اللہ　　۱۶۱/۴　　دار الکتب العلمیہ بیروت

۳.....صحیح بخاری　کتاب المناقب　　باب ماجاء فی اسماء الرسول ﷺ　　۵۰۱/۱　　قدیمی کتب خانہ کراچی

.....صحیح مسلم　کتاب الفضائل　　رقم الحدیث: ۴۳۴۲

.....سنن ترمذی　کتاب الادب عن رسول اللہ ﷺ　　رقم الحدیث: ۲۷۶۶

.....مسند امام احمد　　اول مسند المدنيين اجمعين

رمضان میں آپ کی سخاوت اس قدر بڑھ جاتی تھی کہ برسنے والی بدلیوں کو اٹھانے والی ہواؤں سے بھی زیادہ آپ سخی ہو جاتے تھے۔(۱)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی سائل کے جواب میں خواہ وہ کتنی ہی بڑی چیز کا سوال کیوں نہ کرے آپ نے لا (نہیں) کا لفظ نہیں فرمایا۔(۲)

یہی وہ مضمون ہے جس کو فرزدق شاعر تابعی (متوفی ۱۱۰ھ) نے کیا خوب کہا ہے کہ

مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِیْ تَشَهُّدِہٖ
لَوْلَا التَّشَهُّدُ کَانَتْ لَاءُہٗ نَعَمْ

اسی کا ترجمہ کسی فارسی کے شاعر نے اس طرح کیا ہے کہ

نہ رفت لا بزبان مبارکش ہرگز
مگر در اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی سائل کے جواب میں لا (نہیں) کا لفظ نہیں فرمایا بلکہ ہمیشہ نعم (ہاں) ہی فرماتے۔(۳)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت کسی سائل کے سوال ہی پر محدود و منحصر نہیں تھی بلکہ بغیر مانگے ہوئے بھی آپ نے لوگوں کو اس قدر زیادہ مال عطا فرمایا کہ عالم سخاوت میں اس کی مثال نادر و نایاب ہے، آپ کے بہت بڑے دشمن اُمیہ بن خلف کافر کا بیٹا صفوان بن امیہ جب مقام "جعرانہ" میں حاضر دربار ہوا، تو آپ نے اس کو اتنی کثیر تعداد میں اونٹوں اور بکریوں کا ریوڑ عطا فرمایا کہ دو پہاڑیوں کے درمیان کا میدان بھر گیا، چنانچہ صفوان مکہ جا کر چلا چلا کر اپنی قوم سے کہنے لگا کہ اے لوگو! دامن

۱......صحیح بخاری　کتاب بدء الوحی　رقم الحدیث:۵　۵/۱　قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم　کتاب الفضائل　باب جودہ ﷺ　۲۵۳/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
......سنن نسائی　کتاب الصیام　رقم الحدیث:۲۰۶۸
......مسند امام احمد　ومن مسند بنی ہاشم　رقم الحدیث:۲۴۸۵
۲......صحیح بخاری　کتاب الادب　باب حسن الخلق والسخاء　رقم الحدیث:۵۵۷۴　۸۹۲/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم　کتاب الفضائل　رقم الحدیث:۴۲۷۳
......سنن دارمی (مترجم)　المقدمۃ　باب فی سخاء النبی ﷺ　۷۷/۱　شبیر برادرز، لاہور
۳......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　الفصل الثانی فیما اکرمہ اللہ　۱۰۹،۱۰/۶　دار الکتب العلمیہ بیروت
......مدارج النبوۃ　قسم اول　باب دوم در بیان اخلاق و صفات　۴۷/۱　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

قرآن مجید میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے القاب واسماء بہت زیادہ تعداد میں مذکور ہیں، چنانچہ بعض علماء کرام نے فرمایا کہ خداوند قدوس کے ناموں کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی ننانوے نام ہیں اور علامہ ابن دحیہ نے اپنی کتاب میں تحریر فرمایا کہا گر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان تمام ناموں کو شمار کیا جائے جو قرآن وحدیث اور اگلی کتابوں میں مذکور ہیں تو آپ کے ناموں کی گنتی تین سو تک پہنچتی ہے اور بعض صوفیاء کرام کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بھی ایک ہزار نام ہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ کے ناموں کی تعداد بھی ایک ہزار ہے۔(۱)

بہرحال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اسماء مبارکہ میں سے دو نام سب سے زیادہ مشہور ہیں ایک "مُحَمَّدٌ" دوسرا "اَحْمَدُ" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

آپ کے دادا عبد المطلب نے آپ کا نام "مُحَمَّدٌ" رکھا اور اسی نام پر آپ کا عقیقہ کیا جب لوگوں نے پوچھا کہ اے عبد المطلب ! آپ نے اپنے پوتے کا نام ''محمد'' کیوں رکھا آپ کے آباؤ اجداد میں کسی کا بھی یہ نام نہیں رہا ہے تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے اس نیت سے اور اس امید پر اس بچے کا نام ''محمد'' رکھا ہے کہ تمام روئے زمین کے لوگ اس کی تعریف کریں گے، اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے یہ کہا کہ میں نے اس امید پر ''محمد'' نام رکھا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں سے اس کی تعریف فرمائے گا اور زمین میں خدا کی تمام مخلوق اس کی تعریف کرے گی، اور حضرت عبد المطلب کی اس نیت اور امید کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ میری پیٹھ سے ایک چاندی کی زنجیر نکلی جس کا ایک کنارہ زمین میں ہے اور ایک سرا آسمان کو چھو رہا ہے اور تمام مشرق ومغرب کے انسان اس زنجیر سے چمٹے ہوئے ہیں حضرت عبد المطلب نے جب قریش کے کاہنوں سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی تو انہوں نے اس خواب کی یہ تعبیر بتائی کہ اے عبد المطلب ! آپ کی نسل سے عنقریب ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا کہ تمام اہل مشرق ومغرب اس کی پیروی کریں گے اور تمام آسمان وزمین والے اس کی مدح وثنا کا خطبہ پڑھیں گے۔(۲)

اور بعض کا قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے آپ کا نام ''محمد'' رکھا ہے کیونکہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے شکم مبارک میں رونق افروز تھے تو انہوں نے خواب میں ایک

۱.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب فی ذکر اسماء ه...الخ ج۴، ص۱۶۹ دارالکتب العلمیۃ بیروت
۲.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب فی ذکر اسماء ه...الخ ج۴، ص۱۶۹ دارالکتب العلمیۃ بیروت

فرشتہ کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ اے آمنہ ! سارے جہان کے سردار تمہارے شکم میں تشریف فرما ہیں جب یہ پیدا ہوں تو تم ان کا نام "محمد" رکھنا۔(۱)

ان دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں ہوسکتا ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے اپنے اور حضرت بی بی آمنہ کے خوابوں کی وجہ سے دونوں نے باہمی مشورہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام "محمد" رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی جگہ آپ کو "محمد" کے نام سے ذکر فرمایا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام "احمد" کے نام سے تمام زندگی آپ کے ذکر جمیل کا ڈنکا بجاتے رہے، چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ

وَمُبَشِّرًا ۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ خوشخبری سناتے ہوئے تشریف لائے تھے کہ میرے بعد ایک رسول تشریف لانے والے ہیں جن کا نام نامی واسم گرامی "احمد" ہے۔

آپ کی کنیت

آپ کی مشہور کنیت "اَبُوالْقَاسِم" ہے چنانچہ بہت سی احادیث میں آپ کی یہ کنیت مذکور ہے، مگر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ آپ کی کنیت "اَبُوْاِبْرَاهِيْم" بھی ہے چنانچہ جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ وآلہ وسلم کو ان لفظوں سے سلام کیا کہ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا اِبْرَاهِيْم" یعنی اے ابراہیم کے والد آپ پر سلام (۲)

طبِّ نبوی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے اللہ کے بندو! تم لوگ دوائیں استعمال کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بیماری کے سوا تمام بیماریوں کے لئے دوا پیدا فرمائی ہے، لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ کونسی بیماری ہے جس کی کوئی دوا نہیں ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ "بڑھاپا" ہے۔(۳)

۱..... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب فی ذکر اسماءہ.....الخ　۱۶۱،۶۲/۴　دارالکتب العلمیہ بیروت
۲..... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب فی ذکر اسماءہ.....الخ　۱۶۱،۶۲/۴　دارالکتب العلمیہ بیروت
۳..... سنن ترمذی، کتاب الطب　باب ماجاء فی الدواء.....　۲۵/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
..... سنن ابی داؤد، کتاب الطب، رقم الحدیث ۳۸۵۵

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ جن جن طریقوں سے علاج کرتے ہو ان میں سب سے بہتر چار طریقے کے علاج ہیں " سَعُوْطٌ" ناک کے ذریعے دوا چڑھانا، " لَدُوْدٌ" منہ کے کسی ایک جانب سے دوا پلانا۔ "حِجَامَۃ " کسی عضو پر پچھنا لگوا کر خون نکلوانا "مَشِیْ" جلاب لینا۔(۱)

بعض دوائیں خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استعمال فرمائی ہیں اور بعض دواؤں کے اوصاف اور ان کے فوائد سے اپنی امت کو آگاہ فرمایا ہے ہم یہاں ان میں سے تبرکاً چند دواؤں کا ذکر تحریر کرتے ہیں تاکہ ہماری اس مختصر کتاب کے صفحات ''طبِ نبوی'' کے اہم باب سے محروم نہ رہ جائیں۔

"اِثْمَدْ" (سرمہ سیاہ اصفہانی) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اثمد کو استعمال میں رکھو یہ نگاہ کو تیز کرتا ہے اور پلک کے بال اگاتا ہے۔(۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس میں اثمد کا سرمہ رہتا تھا، اور آپ سونے سے پہلے ہر رات تین تین سلائی دونوں آنکھوں میں لگایا کرتے تھے۔(۳)

"حِنّا" یعنی مہندی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی پھنسی نکلتی یا کانٹا چبھ جاتا تو آپ اس پر مہندی رکھ دیا کرتے تھے۔(۴)

اَلْحَبَّۃُ السَّوْدَآءُ (کلونجی جس کو شونیز بھی کہتے ہیں اور بعض جگہ اس کو منگریلا بھی کہا جاتا ہے) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کے استعمال کو لازم پکڑو کیونکہ اس میں موت کے سوا سب بیماریوں سے شفاء ہے۔(۵)

۱.....سنن ترمذی	کتاب الطب	باب ماجاء فی السعوط	۲۶/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی
۲.....سنن ابن ماجہ	کتاب الکحل بالاثمد		ص:۲۵۸	قدیمی کتب خانہ کراچی
۳.....سنن ترمذی	کتاب الطب	باب ماجاء فی السعوط	۲۶/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی
.....سنن ابن ماجہ	کتاب الطب	باب من اکتحل وترا	ص:۲۵۸	قدیمی کتب خانہ کراچی
۴.....سنن ابن ماجہ	کتاب الطب	باب الحنا	ص:۲۵۸	قدیمی کتب خانہ کراچی
۵.....صحیح بخاری	کتاب الطب	رقم الحدیث:۵۲۵۶	۸۴۸/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح مسلم	کتاب السلام	رقم الحدیث:۲۱۰۴		
.....سنن ترمذی	کتاب الطب عن رسول اللہ ﷺ	رقم الحدیث:۱۹۶۴		
.....مسند امام احمد	باقی [illegible]	[illegible]		

اَلتَّلْبِیْنَۃُ (آٹا پانی شہد تیل ملا کر خریرہ کی طرح بنایا جاتا ہے) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں میں جب کوئی شخص جاڑا بخار میں مبتلا ہوتا تھا تو آپ اس طعام کے تیار کرنے کا حکم دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ کھانا غمگین آدمی کے دل کو تقویت دیتا ہے اور بیمار کے دل سے تکلیف کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح تم لوگ پانی سے اپنے چہروں کے میل کچیل کو دور کر دیتے ہو۔(۱)

اَلْعَسَلُ (شہد) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے آ کر شکایت کی کہ اس کے بھائی کو دست آ رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ اس کو شہد پلاؤ پھر وہ دوبارہ آیا اور کہنے لگا کہ دست بند نہیں ہوتے ارشاد فرمایا کہ اس کو شہد پلاؤ پھر وہ تیسری مرتبہ آ کر کہنے لگا کہ دست کا سلسلہ جاری ہے آپ نے پھر شہد پلانے کا حکم دیا اس نے کہا کہ یہ علاج تو میں کر چکا ہوں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے اس کو شہد پلاؤ اس نے جا کر شہد پلایا تو وہ شفایاب ہو گیا۔(۲)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر مہینہ میں تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لیا کرے اس کو کوئی بڑی بلا نہ پہنچے گی۔(۳)

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ دو شفاؤں کو لازم پکڑو، ایک شہد، دوسری قرآن مجید۔(۴)

اَلْخَلُّ (سرکہ) حضور ﷺ نے فرمایا کہ بہترین سالن سرکہ ہے، اے اللہ! سرکہ میں برکت عطا فرما، کیونکہ یہ انبیاء علیہم السلام کا سالن ہے اور جس گھر میں سرکہ ہوگا وہ گھر کبھی محتاج نہیں ہوگا۔(۵)

اَلزَّیْتُ (روغن زیتون) حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ روغن زیتون کو سالن کے طور پر استعمال کرو، اور اس کو بدن پر بھی ملتے رہو کیونکہ یہ مبارک درخت سے نکلا ہوا ہے(۶)

۱..... صحیح بخاری	کتاب الاطعمہ	رقم الحدیث: ۴۹۹۷	۸۴۹/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی
..... سنن ابن ماجہ	کتاب الطب	باب التلبینۃ	ص: ۲۵۴	قدیمی کتب خانہ کراچی
..... سنن ترمذی	کتاب الطب	عن رسول اللہ ﷺ	رقم الحدیث: ۱۹۶۲	
۲..... صحیح بخاری	کتاب الطب	باب الدواء بالعسل	۸۴۸/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی
..... صحیح مسلم	کتاب السلام	رقم الحدیث: ۴۱۰۷		
..... سنن ترمذی	کتاب الطب	عن رسول اللہ ﷺ	رقم الحدیث: ۲۰۰۸	
۳..... سنن ابن ماجہ	کتاب الطب	باب العسل	ص: ۲۵۵	قدیمی کتب خانہ کراچی
۴..... سنن ابن ماجہ	کتاب الطب	باب العسل	ص: ۲۵۵	قدیمی کتب خانہ کراچی
۵..... سنن ابن ماجہ	کتاب الاطعمۃ	باب الائتدام بالخل	ص: ۲۴۶	قدیمی کتب خانہ کراچی
۶..... سنن ابن ماجہ	کتاب الاطعمۃ	باب الزیت	ص: ۲۴۶	قدیمی کتب خانہ کراچی
..... سنن ترمذی	کتاب الاطعمۃ عن رسول اللہ ﷺ	رقم الحدیث		

اور دوسری روایت میں یوں وارد ہوا کہ تم لوگ روغنِ زیتون کو کھاؤ اور اس کو بدن میں لگاؤ کیونکہ یہ برکت والی چیز ہے۔(۱)

اَلْمُسَمِّنُ (بدن کو فربہ کرنے والی دوا) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میری والدہ نے جب میری رخصتی کا ارادہ کیا تو میرا علاج کرنے لگیں کہ میں ذرا فربہ بدن ہو جاؤں مگر کوئی علاج کارگر نہ ہوا مگر جب میں نے ککڑی کو تازہ کھجوروں کے ساتھ کھانا شروع کر دیا تو میں خوب فربہ بدن والی ہو گئی۔(۲)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ککڑی تازہ کھجوروں کے ساتھ تناول فرمایا کرتے تھے۔(۳)

اَلْعَشَاءُ (رات کا کھانا) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رات کا کھانا ترک نہ کرو، کچھ نہ ملے تو ایک مٹھی کھجور ہی کھا لیا کرو، کیونکہ رات کو کھانا چھوڑ دینے سے جلد بڑھاپا آ جاتا ہے۔(۴)

اَلْحِمْيَةُ (مضر چیزوں سے پرہیز) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر حضرت ام المنذر صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے انہوں نے کچی پکی کھجوروں کا ایک خوشہ پیش کیا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں سے کھانے لگے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ہاتھ بڑھایا تو آپ نے فرمایا کہ اے علی! تم ابھی بیماری سے اٹھے ہو اور نقاہت باقی ہے اس لئے تم اس کو مت کھاؤ اس کے بعد ام المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو اور چقندر ملا کر کھانا پکایا تو

۱......سنن ابن ماجہ　کتاب الاطعمۃ　باب الزیت　ص:۲۴۶　قدیمی کتب خانہ کراچی
۲......سنن ابن ماجہ　کتاب الاطعمۃ　باب القثاء والرطب یجمعان　ص:۲۴۶　قدیمی کتب خانہ کراچی
......سنن ابی داؤد　کتاب الطب　رقم الحدیث:۳۹۰۳
۳......صحیح بخاری　کتاب الاطعمۃ　باب الرطب بالقثاء رقم الحدیث:۲۵۰۲۰　۸۱۸/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم　کتاب الاشربۃ　رقم الحدیث:۳۸۰۶
......سنن ترمذی　کتاب الاطعمۃ　رقم الحدیث:۱۸۶۷
......سنن ابی داؤد　کتاب الاطعمۃ　رقم الحدیث:۳۳۳۸
......مسند امام احمد　مسند اہل بیت　رقم الحدیث:۱۶۵۰
......سنن دارمی　کتاب الاطعمۃ　رقم الحدیث:۱۹۶۹
......سنن ابن ماجہ　کتاب الاطعمۃ　رقم الحدیث:۳۳۱۶
۴......سنن ابن ماجہ　کتاب الاطعمۃ　باب ترک العشاء　ص:[illegible]　قدیمی کتب خانہ کراچی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا کہ تم یہ کھاؤ یہ تمہارے لئے بہت زیادہ مفید غذا ہے۔(۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ زبردستی کر کے اپنے مریضوں کو کھانے پینے پر مجبور مت کیا کرو، اللہ تعالٰی ان لوگوں کو کھلا پلا دیا کرتا ہے۔(۲)

زَنْجَبِیْل (سونٹھ) بادشاہِ روم نے ایک گھڑا زنجبیل سے بھرا ہوا آپ کے پاس ہدیۃً بھیجا تھا آپ نے اس میں سے ایک ٹکڑا اپنے اصحاب کو کھانے کے لئے دیا اس روایت کو ابو نعیم محدث نے اپنی کتاب ''طب نبوی'' میں بیان کیا ہے۔

اَلْعَجْوَۃُ ، مدینہ منورہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور کا نام ہے اس کے بارے میں ارشاد نبوی ہے کہ ''عجوہ'' جنت سے ہے اور وہ جنون یا زہر سے شفاء ہے۔(۳)

اَلْکَمْاَۃُ ، جس کو بعض لوگ کرمتا اور بعض لوگ سانپ کی چھتری کہتے ہیں، اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کماۃ ''من'' کے مثل ہے جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا، (یعنی جیسے وہ مفت کی چیز اور بہت ہی مفید چیز تھی ایسی ہی یہ ہے) اور اس کا عرق آنکھوں کے لئے شفاء ہے۔(۴)

اَلسَّنَا، (سنا کی ایک دوا ہے) حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالٰی عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم کس دوا سے جلاب لیتی ہو، ؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ ''شبرم'' سے،

۱.....سنن ابن ماجہ کتاب الطب باب الحمیۃ ص:۲۵۴ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....سنن ترمذی کتاب الطب عن رسول اللہ ﷺ رقم الحدیث:۱۹۶۰
.....سنن ابی داؤد کتاب الطب رقم الحدیث:۳۳۵۸
.....مسند امام احمد باقی مسند الانصار رقم الحدیث:۲۵۸۰۶
۲.....سنن ابن ماجہ کتاب الطب باب لاتکرھوا المریض ص:۲۵۴ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....سنن ترمذی کتاب الطب عن رسول اللہ ﷺ رقم الحدیث:۱۹۶۳
۳.....سنن ابن ماجہ کتاب الطب باب الکماۃ والعجوۃ ص:۲۵۵ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....سنن ترمذی کتاب الطب رقم الحدیث:۱۹۹۲
۴.....سنن ابن ماجہ کتاب الطب باب الکماۃ والعجوۃ ص:۲۵۵ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح بخاری کتاب التفسیر رقم الحدیث:۴۱۱۸
.....صحیح مسلم کتاب الاشربۃ رقم الحدیث:[illegible]

آپ نے فرمایا یہ تو بہت ہی گرم دوا ہے پھر آپ نے اس کو سنا کا جلاب لینے کے لئے حکم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر موت سے شفا دینے والی کوئی چیز ہوتی تو وہ سنا ہے۔(۱)

اَلسَّنُّوْتُ، اس کے معنی میں شارحین حدیث کا اختلاف ہے مگر اطباء نے ایک خاص تفسیر کو ترجیح دی ہے یعنی وہ شہد جو گھی کے برتن میں رکھا گیا ہو اور اس میں گھی کے کچھ اثرات پہنچ گئے ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ سنا اور سنوت کو استعمال کرتے رہو کہ ان دونوں میں موت کے سوا تمام امراض سے شفاء ہے۔(۲)

بعض اطباء نے وجہ ترجیح میں کہا ہے کہ شہد اور گھی سے سنا کی اصلاح اور سہال کی اعانت ہو جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اَلسَّمُّ (زہر) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبیث دوا یعنی زہر سے منع فرمایا ہے۔(۳)

عُوْد ھِنْدِیْ (قسط شریں) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس عود ہندی کو استعمال میں لایا کرو کیونکہ اس میں سات شفائیں ہیں، حلق میں کوؤں کے لئے اس کا سعوط کرنا چاہیے اور نمونیہ کے لئے اس کا جوشاندہ پلانا چاہیے۔(۴)

دواعرق النساء: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جنگل میں چرنے والی بکری کے سرین کو گلا کر تین ٹکڑے کر لئے جائیں اور تین دن نہار منہ ایک ٹکڑا کھائیں اس میں "عرق النساء" کی شفاء ہے۔(۵)

حرام دوائیں: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بیماری بھی اتاری ہے اور دوا بھی،

۱.....سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب دواء المشی، ص:۲۵۵، قدیمی کتب خانہ کراچی
.....سنن ترمذی، کتاب الطب، رقم الحدیث:۲۰۰۷
۲.....سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب السنا والسنوت، ص:۲۵۵، قدیمی کتب خانہ کراچی
۳.....سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب النہی عن الدواء الخبیث، ص:۲۵۵، قدیمی کتب خانہ کراچی
.....مسند امام احمد، باقی مسند المکثرین، رقم الحدیث:۹۳۸۰
۴.....سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب دواء ذات الجنب، ص:۲۵۶، قدیمی کتب خانہ کراچی
۵.....سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب دواء عرق النساء، ص:۲۵۶، قدیمی کتب خانہ کراچی
.....مسند امام احمد، باقی مسند المکثرین، رقم الحدیث:۱۳۸۱۳

اور ہر بیماری کی دوا بنادی ہے لہٰذا تم لوگ دوا کرو مگر حرام چیز کی دوا سے علاج مت کرو۔(۱)

شراب: حضرت سوید بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شراب کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے اس کے استعمال سے منع فرمایا پھر دوبارہ پوچھا تو آپ نے منع فرمایا، تیسری بار انہوں نے عرض کیا یا نبی اللہ ! یہ تو دوا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''نہیں'' یہ بیماری ہے۔(۲)

زخموں کا علاج: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جنگِ اُحد کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندانِ مبارک شہید ہوگئے اور لوہے کی ٹوپی آپ کے سرِ اقدس پر توڑ ڈالی گئی، تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چہرہ انور سے خون دھورہی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈھال میں پانی رکھ کر زخم پر بہا رہے تھے لیکن جب خون بہنے کا سلسلہ بڑھتا ہی رہا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کھجور کی چٹائی کا ایک ٹکڑا لیا اور اس کو جلا کر راکھ بنا ڈالا، پھر اسی راکھ کو زخموں پر چپکا دیا تو خون بہنا بند ہوگیا۔(۳)

طاعون: (پلیگ) کے بارے میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک عذاب ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر بھیجا تھا، جب تم سنو کہ کسی زمین میں طاعون پھیل گیا ہے تو تم لوگ اس زمین میں داخل نہ ہوا کرو، اور جب تمہاری زمین میں طاعون آجائے تو تم اس زمین سے نکل کر نہ بھاگو۔(۴)

اناڑی طبیب: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص علم طب کو نہیں جانتا اور علاج کرتا ہے تو وہ (مریض کو اگر کوئی نقصان پہنچا) ضامن ہے یعنی اس سے نقصان کا تاوان لیا جائے گا۔(۵)

۱.....سنن ابی داؤد	کتاب الطب	باب فی الادویۃ المکروھۃ	۱۸۵/۲	مکتبہ امدادیہ ملتان
۲.....سنن ابی داؤد	کتاب الطب	باب فی الادویۃ المکروھۃ	۱۸۵/۲	مکتبہ امدادیہ ملتان
.....صحیح مسلم	کتاب الاشربۃ		رقم الحدیث:۳۶۷۰	
.....سنن ترمذی	کتاب الطب		رقم الحدیث:۱۹۶۹	
۳.....سنن ابن ماجہ	کتاب الطب	باب دواء الجراحۃ	ص:۲۵۶	قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح مسلم	کتاب الجہاد والسیر		رقم الحدیث:۳۳۳۵	
۴.....صحیح مسلم	کتاب السلام	باب الطاعون	۲۲۸/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح بخاری	کتاب الاحادیث الانبیاء		رقم الحدیث:۳۲۱۴	
.....مسند امام احمد	مسند الانصار		رقم الحدیث:۲۰۷۶۸	
۵.....سنن ابن ماجہ	کتاب الطب	باب من طبب.....	ص:۲۵۶	قدیمی کتب خانہ کراچی
.....سنن نسائی	کتاب القیامۃ		رقم الحدیث:۴۷۷۸	
سنن ابی داؤد	کتاب [illegible]		رقم الحدیث [illegible]	

بخار: ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو بخار کو گالی دی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم بخار کو گالی مت دو، بخار کی بیماری مریض کے گناہوں کو اس طرح دور کر دیتی ہے، جس طرح لوہے کے میل کو آگ دور کر دیتی ہے۔(۱)

بخار کا علاج: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بخار جہنم کے جوش مارنے سے ہے، لہٰذا تم لوگ اس کو پانی سے (پلاکر اور غسل کراکر) ٹھنڈا کرو۔(۲)

(نوٹ) بخار کا یہ علاج ایک خاص قسم کے بخار کا علاج ہے جو عرب میں ہوتا ہے جس کو اطباء صفراوی بخار، یا حمٰی ناریہ (لو لگنے کا بخار کہتے ہیں) یہ ہر قسم کے بخار کا علاج نہیں ہے۔(۳)

اس لئے ہر قسم کے بخاروں میں یہ علاج کامیاب نہیں ہوسکتا لہٰذا کسی طبیب حاذق سے اچھی طرح بخار کی تشخیص کرا لینے کے بعد ہی اس کا علاج کرانا چاہیے۔ واللہ اعلم

پیغمبری دعائیں

خداوند قدوس کے دربار میں بندوں کی دعاؤں کا بہت بڑا درجہ ہے اور دواؤں کی طرح دعاؤں میں بھی خلاق عالم جل جلالہ نے بڑی بڑی خاص خاص تاثیرات پیدا فرمادی ہیں، چنانچہ پروردگار عالم نے قرآن مجید میں بار بار بندوں کو دعائیں مانگنے کا حکم دیا ہے اور ارشاد فرمایا کہ "اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ" یعنی اے بندو! تم لوگ مجھ سے دعائیں مانگو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی دعاؤں کی اہمیت اور ان کے فوائد کا ذکر فرماتے ہوئے اپنی امت کو دعائیں مانگنے کی ترغیب دلائی اور فرمایا کہ

لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمَ عَلَی اللّٰہِ مِنَ الدُّعَاءِ۔(۴)

۱......سنن ابن ماجہ — کتاب الطب — باب الحمیٰ — ص:۲۵٦ — قدیمی کتب خانہ کراچی
۲......سنن ابن ماجہ — کتاب الطب — باب الحمیٰ من فیح الجہنم — ص:۲۵٦ — قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح بخاری — کتاب بدء الخلق — رقم الحدیث:۳۰۲۳
......صحیح مسلم — کتاب السلام — رقم الحدیث:۲۰۹۷
......سنن ترمذی — کتاب الطب — رقم الحدیث:۲۰۰۰
......مسند امام احمد — باقی مسند الانصار — رقم الحدیث:۲۲۳۵۷
۳......حاشیہ سنن ابن ماجہ کتاب الطب — باب الحمیٰ — ص:۲۵٦ — قدیمی کتب خانہ کراچی
۴......سنن ترمذی — کتاب الدعوات — باب فضل الدعاء — ۱۷۲/۲ — قدیمی کتب کانہ کراچی
......سنن ابن ماجہ — کتاب الدعاء — [illegible] — رقم الحدیث:۳۸۲۹

یعنی اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا سے بڑھ کر عزت والی کوئی چیز نہیں ہے۔

اور دعاؤں کی فضیلت واہمیت کا اظہار فرماتے ہوئے یہاں تک ارشاد فرمایا کہ

اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ.......... یعنی دعا عبادت کا مغز ہے۔(۱)

اور یہ بھی فرمایا،

مَنْ لَّمْ یَسْئَلِ اللّٰہَ یَغْضَبْ عَلَیْہِ

جو خدا سے دعا نہیں مانگتا خدا اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔(۲)

اس لئے طب نبوی کی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان چند دعاؤں کا تذکرہ بھی ہم اس کتاب میں تحریر کرتے ہیں جو آپ کے معمولات میں رہی ہیں اور جن کے فضائل وفوائد سے آپ نے اپنی امت کو آگاہ فرما کر ان کے ورد کا حکم فرمایا ہے تاکہ سیرت نبویہ کے اس مقدس باب سے بھی یہ کتاب مشرف ہو جائے اور مسلمان ان دعاؤں کا ورد کر کے دنیا وآخرت کے بے شمار منافع وفوائد سے مالا مال ہوتے ہیں۔

ہر بلا سے نجات

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح وشام کو تین مرتبہ یہ دعا پڑھے تو اس کو دنیا کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَایَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔(۳)

سوتے وقت کی دعائیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بچھونے پر یہ دعا تین مرتبہ پڑھ کر سوئے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخش دے گا اگرچہ اس کے گناہ درختوں کے پتوں اور ٹیلوں کی ریت کی تعداد میں ہوں۔

۱.....سنن ترمذی　کتاب الدعوات　باب فضل الدعاء　۱۷۴/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی

۲.....سنن ترمذی　کتاب الدعوات　باب فضل الدعاء　۱۷۴/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی

۳.....سنن ترمذی　کتاب الدعوات　باب ماجاء فی الدعاء اذا اصبح واذا امسی　۱۷۳/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی

.....سنن ابن ماجہ　کتاب الدعاء　باب الحصن　رقم الحدیث:۳۸۵۹

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ۔(۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰ۔

اور جب نیند سے بیدا ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیٰ نَفْسِیْ بَعْدَ مَا اَمَاتَهَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ۔(۲)

رات میں جاگے تو کیا پڑھے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رات میں نیند سے بیدار ہو تو یہ دعا پڑھے پھر اس کے بعد جو دعا مانگے گا وہ قبول ہوگی اور وضو کر کے جو نماز پڑھے گا وہ نماز بھی مقبول ہو جائے گی۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔(۳)

گھر سے نکلتے وقت کی دعاء

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر سے باہر نکلتے وقت یہ دعا پڑھے تو اس کی مشکلات دور ہو جائیں گی اور وہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہے گا اور شیطان اس سے الگ ہٹ جائے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔(۴)

۱۔۔۔۔۔سنن ترمذی کتاب الدعوات باب ما جاء فی الدعاء اذا اوی ۱۷۴/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

۲۔۔۔۔۔سنن ترمذی کتاب الدعوات باب ما جاء فی الدعاء اذا انتبہ ۱۷۷/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

۔۔۔۔۔مسند امام احمد باقی مسند الانصار رقم الحدیث:۲۲۱۸۴

۳۔۔۔۔۔سنن ترمذی کتاب الدعوات باب ما جاء فی الدعاء اذا انتبہ ۱۷۷/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

۔۔۔۔۔صحیح بخاری کتاب الجمعہ رقم الحدیث:۱۰۸۶

۔۔۔۔۔سنن ابی داؤد کتاب الادب رقم الحدیث:۴۴۰۸

۔۔۔۔۔سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء رقم الحدیث:۳۸۶۸

۔۔۔۔۔مسند امام احمد باقی مسند الانصار رقم الحدیث:۲۱۶۱۹

۴۔۔۔۔۔سنن ترمذی کتاب الدعوات باب ما یقول اذا خرج من بیتہ ۱۸۰/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

۔۔۔۔۔سنن ابی داؤد کتاب الادب رقم الحدیث:[illegible]

بازار میں داخل ہو تو کیا پڑھے

ارشاد نبوی ہے کہ جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت ان کلمات کو پڑھ لے، تو خداوند تعالیٰ دس لاکھ نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھنے کا حکم فرمائے گا اور اس کے دس لاکھ گناہوں کو مٹا دے گا اور اس کے دس لاکھ درجے بلند فرمائے گا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَىٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ۔(۱)

دعاء سفر

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس سفر کے لئے روانہ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِى السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِى الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اَصْحَبْنَا فِىْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِىْ اَهْلِنَا اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وِعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ۔(۲)

سفر سے آنے کی دعاء

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر سے لوٹ کر اپنے کاشانہ نبوت پر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے۔

اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔(۳)

۱..... سنن ترمذی　کتاب الدعوات　باب ما یقول اذا خرج من بیتہ　۱۸۰/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
..... سنن ابن ماجہ　کتاب التجارات　رقم الحدیث: ۲۲۳۶
..... مسند امام احمد　مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ　رقم الحدیث: ۳۰۹
..... سنن دارمی　کتاب الاستئذان　رقم الحدیث: ۲۵۷۶
۲..... سنن ترمذی　کتاب الدعوات　باب ما یقول اذا سافر　۱۸۱/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
..... سنن نسائی　کتاب الاستعاذۃ　رقم الحدیث: ۵۴۰۶
..... مسند امام احمد　باقی مسند المکثرین　رقم الحدیث: ۸۸۳۸
۳..... سنن ترمذی　کتاب الدعوات　باب ما یقول اذا قدم من السفر　۱۸۲/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
..... مسند امام احمد　اول مسند الکوفیین　رقم الحدیث: ۱۷۷۴۶

منزل پر اس دعاء کا ورد کرے

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص سفر میں کسی جگہ پڑاؤ کرے اور یہ دعا پڑھ لے تو اس کو اس جگہ کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچے گا۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ۔(۱)

بے چینی کے وقت کی دعاء

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی بے چینی اور پریشانی لاحق ہوا کرتی تھی تو اس وقت آپ اس دعا کا ورد فرماتے تھے۔

لَااِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْحَلِيْمُ الْحَكِيْمُ لَااِلٰهَ اِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ لَااِلٰهَ اِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔(۲)

کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر کیا پڑھے

حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی بلا میں مبتلا ہونے والے کو دیکھے (بیمار یا مصیبت زدہ کو) تو یہ دعا پڑھ لے تو تمام عمر وہ اس بلا (بیماری یا مصیبت) سے بچا رہے گا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔(۳)

کسی کو رخصت کرنے کی دعاء

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی انسان کو رخصت فرماتے تھے تو یہ کلمات زبان مبارک سے ارشاد فرماتے تھے کہ

اَسْتَوْدِعُ اللهَ دِیْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِكَ۔(۴)

۱..... سنن ترمذی — کتاب الدعوات — باب مایقول اذا نزل منزل — ۱۸۲/۲ — قدیمی کتب خانہ کراچی
..... صحیح مسلم — کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ — رقم الحدیث: ۴۸۸۱
۲..... سنن ترمذی — کتاب الدعوات — باب مایقول عند الکرب — ۱۸۲/۲ — قدیمی کتب خانہ کراچی
..... صحیح بخاری — کتاب الدعوات — رقم الحدیث: ۵۸۷۰
..... صحیح مسلم — کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار — رقم الحدیث: ۴۹۰۹
۳..... سنن ترمذی — کتاب الدعوات — باب مایقول اذا رأی مبتلی — ۱۸۲/۲ — قدیمی کتب خانہ کراچی
۴..... سنن ترمذی — کتاب الدعوات — باب مایقول اذا ودع انسانا — ۱۸۲/۲ — قدیمی کتب خانہ کراچی

کھانا کھا کر کیا پڑھے

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے جب دسترخوان اٹھایا جاتا تھا تو آپ یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا ۔(۱)

آندھی کے وقت کی دعاء

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آندھی چلتی تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَخَيْرِ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ ۔(۲)

بجلی گرجنے کی دعاء

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَالِكَ ۔(۳)

کسی قوم سے ڈرے تو کیا پڑھے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی قوم یا کسی لشکر سے جان و مال وغیرہ کا خوف ہو تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ ۔(۴)

قرض ادا ہونے کی دعا

مشہور صحابی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ

۱۔ سنن ترمذی — کتاب الدعوات — باب مایقول اذا فرغ من الطعام — ۱۸۳/۲ — قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۔ سنن ترمذی — کتاب الدعوات — باب مایقول اذا هاجت الريح — ۱۸۳/۲ — قدیمی کتب خانہ کراچی
۳۔ سنن ترمذی — کتاب الدعوات — باب مایقول اذا سمع الرعد — ۱۸۳/۲ — قدیمی کتب خانہ کراچی
۔ مسند امام احمد — باقی مسند المكثرين من الصحابة — رقم الحدیث: ۵۵۰۳
۴۔ سنن ابی داؤد — کتاب الصلوٰۃ — باب مایقول الرجل اذا خاف قوما — ۲۲۲/۱ — مکتبہ امدادیہ ملتان
۔ مسند امام احمد — [illegible] — رقم الحدیث: ۱۸۸۸۷

وسلم ایک دن مسجد میں تشریف لے گئے تو آپ نے وہاں حضرت ابوامامہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا آپ نے فرمایا کہ اے ابوامامہ ! تم اس وقت میں جب کہ نماز کا وقت نہیں ہے مسجد میں کیوں اور کیسے بیٹھے ہوئے ہو، حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بہت سی افکار اور قرضوں کے بارے زیر بار ہو رہا ہوں ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم کو ایک ایسا کلام نہ تعلیم دوں کہ جب تم اس کو پڑھو تو اللہ تعالیٰ تمہاری فکر کو دفع فرمادے، اور تمہارے قرض کو ادا کردے، حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور مجھے ارشاد فرمایئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم روزانہ صبح وشام کو یہ دعا پڑھا لیا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔(۱)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس دعا کو پڑھا تو میری فکر جاتی رہی اور خداوند تعالیٰ نے میرے قرض کو بھی ادا فرمادیا۔

جمعہ کے دن بکثرت درود شریف پڑھو

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے لہٰذا اس دن مجھ پر بکثرت درود شریف پڑھا کرو، کیونکہ تم لوگوں کا درود شریف میرے حضور پیش کیا جاتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قبر شریف میں آپ کا جسم مبارک بکھر کر پرانی ہڈیوں کی صورت میں ہوجائے گا، تو ہم لوگوں کا درود شریف کیسے آپ کے دربار میں پیش ہوا کرے گا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ۔(۲)

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء کرام کے جسموں کو کھانا زمین پر حرام فرمادیا ہے۔

۱......سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی الاستعاذۃ ۲۲۴/۱ مکتبہ امدادیہ ملتان

۲......سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الاستغفار ۱/۲۲۲ مکتبہ امدادیہ ملتان

......سنن نسائی کتاب الجمعۃ رقم الحدیث ۱۳۵۷

......ابن ماجہ ماجاء فی الجنائز رقم الحدیث:۱۶۳۶

......مسند امام احمد اول مسند المدنیین اجمعین رقم الحدیث:۱۵۵۷۵

......سنن دارمی کتاب الصلوٰۃ رقم الحدیث ۱۵۲۶

ضروری تنبیہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام حضرات انبیاء علیہم السلام کے مقدس اجسام ان کی مبارک قبروں میں سلامت رہتے ہیں اور زمین پر حضرت حق جل جلالہٗ نے حرام فرما دیا ہے کہ ان کے مقدس جسموں پر کسی قسم کا تغیر و تبدل پیدا کرے جب تمام انبیاء علیہم السلام کی یہ شان ہے تو پھر بھلا حضور سید الانبیاء و سید المرسلین اور امام الانبیاء و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس جسم انور کو زمین کیونکر کھا سکتی ہے؟ اس لئے تمام علماء امت و اولیاء امت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر اطہر میں زندہ ہیں اور خدا کے حکم سے بڑے بڑے تصرفات فرماتے رہتے ہیں اور اپنی خداداد پیغمبرانہ قوتوں اور معجزانہ طاقتوں سے اپنی امت کی مشکل کشائی اور ان کی فریاد رسی فرماتے رہتے ہیں۔

خوب یاد رکھیے کہ جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ یقیناً بارگاہِ اقدس کا گستاخ بدعقیدہ، گمراہ اور اہلِ سنت کے مذہب سے خارج ہے۔

مرغ کی آواز سن کر دعاء

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روای ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تم لوگ مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو، کیونکہ مرغ فرشتہ کو دیکھ کر بولتا ہے یعنی یہ دعا پڑھو کہ

اَسْئَلُ اللّٰہَ مِنْ فَضْلِهِ الْعَظِیْمِ ۔(۱)

گدھا بولے تو کیا پڑھے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ گدھے کی آواز سن کر شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو یعنی یہ دعا پڑھو

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔(۲)

۱۔۔ صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار باب استجاب الدعاء عند صیاح الدیک ۳۵۱/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

۲۔۔ صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار باب استجاب الدعاء عند صیاح الدیک ۳۵۱/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

۔۔۔ صحیح بخاری کتاب بدء الخلق رقم الحدیث:۳۰۵۸

۔۔۔ سنن ترمذی کتاب الدعوات رقم الحدیث:۳۳۸۱

۔۔۔ سنن ابی داؤد کتاب الادب رقم الحدیث:۴۴۳۸

جنت کا خزانہ

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تیری رہنمائی ایسے کلمہ پر نہ کروں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون سا کلمہ ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ "کلمہ" لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ" ہے۔(۱)

بہشت کا ٹکٹ

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس دعا کو پڑھتا رہے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی، وہ دعا یہ ہے۔

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا۔(۲)

سیدُ الاستغفار

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان یقین قلب کے ساتھ دن میں اس دعا کو پڑھ لے گا اگر اس دن شام سے پہلے مرے گا تو جنتی ہوگا، اور اگر رات میں پڑھ لے گا اور صبح سے پہلے مرے گا تو جنتی ہوگا اس دعا کا نام سید الاستغفار ہے جو یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔(۳)

جماع کی دعا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اپنی بیوی سے صحبت کرنے

۱۔۔۔۔۔صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ۔۔۔۔۔ باب استحباب۔۔۔۔۔ ۳۴۶/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
۔۔۔۔۔صحیح بخاری کتاب الدعوات رقم الحدیث: ۵۹۳۰
۲۔۔۔۔۔سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی الاستغفار ۲۲۱/۱ مکتبہ امدادیہ ملتان
۳۔۔۔۔۔صحیح بخاری کتاب الدعوات باب ۔۔۔ ۔۔۔/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

سے پہلے یہ دعا پڑھ لے تو اس صحبت سے جو اولاد پیدا ہوگی اس کو کبھی ہرگز شیطان کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا وہ دعا یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَارَزَقْتَنَا۔(۱)

شفاء امراض کے لئے

روایت ہے کہ عبدالعزیز بن صہیب اور ثابت بن بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ثابت بنانی نے عرض کیا کہ اے ابوحمزہ (انس) میں بیمار ہو گیا ہوں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں اس دعا سے تمہارے مرض کا جھاڑ پھونک نہ کردوں جس دعا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مریضوں پر شفا کے لئے دم فرمایا کرتے تھے ثابت بنانی نے کہا کہ کیوں نہیں؟ اس کے بعد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا پڑھی کہ

اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْھِبَ الْبَاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شَافِیَ اِلَّا اَنْتَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا۔(۲)

مصیبت پر نعم البدل ملنے کی دعاء

حضرت ام المومنین بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا تھا کہ کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰھُمَّ اُجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا۔

پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس مسلمان کو اس کی ضائع شدہ چیز سے بہتر چیز عطا فرمائے گا۔

---

۱ صحیح بخاری　کتاب الدعوات　باب مایقول اذا اتی اہلہ　۹۴۵/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح مسلم　کتاب النکاح　رقم الحدیث:۲۵۹۱
.....سنن ابی داؤد　کتاب النکاح　رقم الحدیث:۱۸۴۶
.....مسند امام احمد　ومن مسند بنی ہاشم　رقم الحدیث:۲۰۶۹
۲ صحیح بخاری　کتاب الطب　باب رقیۃ النبی ﷺ　۸۵۵/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
سنن ترمذی　کتاب الجنائز　رقم الحدیث:۸۹۵
سنن ابی داؤد　کتاب الطب　رقم الحدیث:۳۳۹۲
مسند امام احمد　باقی مسند المکثرین　رقم الحدیث:۱۲۰۷۴

حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے شوہر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوگیا تو میں نے (دل میں) کہا کہ بھلا ابوسلمہ سے بہتر کون مسلمان ہوگا یہ پہلا گھر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ پہنچا لیکن پھر میں نے اس دعا کو پڑھ لیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر شوہر عطا فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے نکاح فرمالیا۔(۱)

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

سوالات

اٹھارھواں باب

سوال نمبر1......حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حلم وعفو کے متعلق کوئی واقعہ بیان کریں۔؟

سوال نمبر2......آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسنِ معاشرت کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟مختصراً بیان کریں۔؟

سوال نمبر3......مصنف نے وعدہ کی پابندی اور عدل کے عنوان کے تحت جو روایات بیان کی ہیں انہیں تفصیل سے بیان کریں نیز شفاء شریف کے مصنف کا کیا نام ہے اور اس کتاب کا پورا نام کیا ہے اور یہ کس موضوع پر لکھی گئی ہے۔؟

سوال نمبر4......کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کشتی بھی فرمائی۔؟

سوال نمبر5......طب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آنکھ، دل، جنون اور عرق النساء کے امراض کا کیا علاج بتلایا گیا ہے؟تحریر کریں۔

سوال نمبر6......قبر میں حیاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اہل حق کا کیا عقیدہ ہے؟مفصل طور پر بیان کریں۔

سوال نمبر7......دم (جھاڑ پھونک کرنے) کے جواز کے متعلق اس باب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے بخاری شریف کی ایک حدیث شریف نقل کی ہے اسے تحریر کریں۔؟

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

۱......صحیح مسلم کتاب الجنائز باب ما یقال عند المصیبۃ قدیمی کتب خانہ کراچی

انیسواں باب

متعلقینِ رسالت

ان کے مولٰی کے ان پر کروڑوں درود
ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

پارہائے صحف ، غنچہائے قدس
اہل بیتِ نبوت پہ لاکھوں سلام

اہل اسلام کی مادرانِ شفیق!
بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

انیسواں باب

ازواج مطہرات

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت مبارکہ کی وجہ سے ازواج مطہرات کا بھی بہت ہی بلند مرتبہ ہے ان کی شان میں قرآن کی بہت سی آیات بینات نازل ہوئیں جن میں ان کی عظمتوں کا تذکرہ اور ان کی رفعت شان کا بیان ہے، چنانچہ خداوند قدوس نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ۔(۱)

اے نبی کی بیویو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر اللہ سے ڈرو۔

دوسری آیت میں یہ ارشاد فرمایا کہ۔

وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ۔اور اس (نبی) کی بیویاں ان (مومنین) کی مائیں ہیں۔

یہ تمام امت کا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس بیویاں دو باتوں میں حقیقی ماں کے مثل ہیں۔

اول :یہ کہ ان کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کسی کا نکاح جائز نہیں۔

دوم :یہ کہ ان کی تعظیم وتکریم ہر امتی پر اسی طرح لازم ہے جس طرح حقیقی ماں کی بلکہ اس سے بھی زیادہ لیکن نظر اور خلوت کے معاملہ میں ازواج مطہرات کا حکم حقیقی ماں کی طرح نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید میں حضرت حق جل جلالہٗ کا ارشاد ہے کہ

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ۔(۲)

جب نبی کی بیویوں سے تم لوگ کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔

مسلمان اپنی حقیقی ماں کو تو دیکھ بھی سکتا ہے اور تنہائی میں بیٹھ کر اس سے بات چیت بھی کر سکتا ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس بیویوں سے ہر مسلمان کے لئے پردہ فرض ہے اور تنہائی میں ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا حرام ہے۔

۱..... القرآن الکریم پارہ:۲۲ سورۃ الاحزاب آیت:۳۲

۲..... القرآن الکریم پارہ:۲۲ سورۃ الاحزاب

اسی طرح حقیقی ماں کے ماں باپ، لڑکوں کے نانی نانا اور حقیقی ماں کے بھائی بہن، لڑکوں کے ماموں اور خالہ ہوا کرتے ہیں، مگر ازواج مطہرات کے ماں باپ امت کے نانی نانا اور ازواج مطہرات کے بھائی بہن امت کے ماموں خالہ نہیں ہوا کرتے۔

یہ حکم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان تمام ازواج مطہرات کے لئے ہے جن سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے نکاح فرمایا چاہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ان کا انتقال ہوا ہو یا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد انہوں نے وفات پائی ہو یہ سب کی سب امت کی مائیں ہیں اور ہر امتی کے لئے اس کی حقیقی ماں سے بڑھ کر لائق تعظیم و واجب الاحترام ہیں۔(۱)

ازواج مطہرات کی تعداد اور ان کے نکاحوں کی ترتیب کے بارے میں مورخین کا قدرے اختلاف ہے مگر گیارہ امہات المومنین کے بارے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ان میں سے حضرت خدیجہ اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے ہی انتقال ہو گیا تھا مگر نو بیویاں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات اقدس کے وقت موجود تھیں، ان گیارہ امت کی ماؤں میں سے چھ خاندان قریش کے اونچے گھرانوں کی چشم و چراغ تھیں جن کے اسماء مبارکہ یہ ہیں۔

۱......حضرت خدیجہ بنت خویلد۔۲......حضرت عائشہ بنت ابوبکر صدیق۔۳......حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ اور چار ازواج مطہرات خاندان قریش سے نہیں تھیں بلکہ عرب کے دوسرے قبائل سے تعلق رکھتی تھیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱......زینب بنت جحش۔۲......میمونہ بنت حارث۔۳......زینب بنت خزیمہ۔۴......ام المساکین جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ اور ایک بیوی یعنی صفیہ بنت حیی، یہ عربی النسل نہیں تھیں، بلکہ خاندان بنی اسرائیل کی ایک شریف النسب رئیس زادی تھیں۔

اس بات میں بھی کسی مورخ کا اختلاف نہیں ہے کہ سب سے پہلے حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا، اور جب تک وہ زندہ رہیں آپ نے کسی دوسری عورت سے عقد نہیں فرمایا۔(۲)

---

۱ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب فی ذکر ازواجہ...... ۳/۵۷، ۳۵۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت
مدارج النبوۃ قسم پنجم باب دوم در ذکر ازواج مطہرات، نکاح ۲/۴۶۳ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب فی ذکر ازواجہ الطاہرات ۳/۶۲، ۳۵۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت
مدارج النبوۃ قسم پنجم باب دوم در ذکر ازواج [illegible] نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے پہلی رفیقۂ حیات ہیں ان کے والد کا نام خویلد بن اسد اور ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ ہے، یہ خاندان قریش کی بہت ہی معزز اور نہایت ہی دولت مند خاتون تھیں ہم اس کتاب کے تیسرے باب میں لکھ چکے ہیں کہ اہل مکہ ان کی پاک دامنی اور پارسائی کی بنا پر ان کو "طاہرہ" کے لقب سے یاد کرتے تھے، انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق وعادات اور جمال صورت وکمال سیرت کو دیکھ کر خود ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کی رغبت ظاہر کی اور پھر باقاعدہ نکاح ہو گیا، جس کا مفصل تذکرہ گزر چکا، علامہ ابن اثیر اور امام ذہبی کا بیان ہے کہ اس بات پر تمام امت کا اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب سے پہلے یہی ایمان لائیں اور ابتداء اسلام میں جب کہ ہر طرف سے آپ کی مخالفت کا طوفان اٹھ رہا تھا، ایسے کٹھن وقت میں صرف انہیں کی ایک ذات تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مونس حیات بن کر تسکین خاطر کا باعث تھی، انہوں نے اتنے خوفناک اور خطرناک اوقات میں جس استقلال اور استقامت کے ساتھ خطرات ومصائب کا مقابلہ کیا اور جس طرح تن من دھن سے بارگاہ نبوت میں اپنی قربانی پیش کی، اس خصوصیت میں تمام ازواج مطہرات پر ان کو ایک خصوصی فضیلت حاصل ہے چنانچہ ولی الدین عراقی کا بیان ہے کہ قول صحیح اور مذہب مختار یہی ہے کہ امہات المومنین میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے زیادہ افضل ہیں۔

ان کے فضائل میں چند حدیثیں وارد ہوئی ہیں، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ خدیجہ ہیں جو آپ کے پاس ایک برتن لے کر آ رہی ہیں جس میں کھانا ہے، جب یہ آپ کے پاس آ جائیں تو آپ ان سے ان کے رب کا اور میرا سلام کہہ دیں اور ان کو یہ خوشخبری سنا دیں کہ جنت میں ان کے لئے موتی کا ایک گھر بنا ہے جس میں نہ کوئی شور ہوگا نہ کوئی تکلیف ہوگی۔(۱)

امام احمد وابوداؤد ونسائی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ اہل جنت کی

۱...... صحیح بخاری　کتاب المناقب　باب تزویج النبی ﷺ　۵۳۹/۱　قدیمی کتب خانہ کراچی
...... صحیح مسلم　کتاب فضائل الصحابۃ　رقم الحدیث: [illegible]
...... مسند امام احمد　[illegible]

عورتوں میں سب سے افضل حضرت خدیجہ، حضرت فاطمہ، حضرت مریم و حضرت آسیہ ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔(۱)

اسی طرح روایت ہے کہ ایک مرتبہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہت زیادہ تعریف سنی تو انہیں غیرت آ گئی۔ اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ اب تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے بہتر بیوی عطا فرمادی ہے یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں خدا کی قسم، خدیجہ سے بہتر مجھے کوئی بیوی نہیں ملی جب سب لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا اس وقت وہ مجھ پر ایمان لائیں، اور جب سب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے اس وقت انہوں نے میری تصدیق کی اور جس وقت کوئی شخص مجھے کوئی چیز دینے کے لئے تیار نہ تھا، اس وقت خدیجہ نے مجھے اپنا سارا مال دے دیا اور انہیں کے شکم سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا فرمائی۔(۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ مجھے حضرت خدیجہ کے بارے میں غیرت آیا کرتی تھی، حالانکہ میں نے ان کو دیکھا بھی نہیں تھا غیرت کی وجہ یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ ان کا ذکر خیر فرماتے رہتے تھے اور اکثر ایسا ہوا کرتا تھا، کہ آپ جب کوئی بکری ذبح فرماتے تھے تو کچھ گوشت حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کے گھروں میں ضرور بھیج دیا کرتے تھے اس سے میں چڑ جایا کرتی تھی، اور کبھی کبھی یہ کہہ دیا کرتی تھی، کہ ''دنیا میں بس ایک خدیجہ ہی تو آپ کی بیوی تھیں، میرا یہ جملہ سن کر آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہاں ہاں، بے شک وہ تھیں، انہیں کے شکم سے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا فرمائی۔(۳)

امام طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دنیا میں جنت کا انگور کھلایا، اس حدیث کو امام سہیلی نے بھی نقل فرمایا ہے۔(۴)

۱ مسند امام احمد	مسند عبداللہ بن عباس	رقم الحدیث: ۲۹۰۳	۶۷۸/۱	دارالفکر بیروت
مدارج النبوۃ	قسم پنجم	باب دوم	۴۴۶/۲	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی		باب خدیجہ ام المؤمنین	۳۷۲/۴	دارالکتب العلمیہ، بیروت
مدارج النبوۃ	قسم پنجم	باب دوم	۴۶۶/۲	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۳ صحیح بخاری	کتاب المناقب	باب تزویج النبی ﷺ	۵۳۹/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی
۴ شرح الزرقانی علی المواہب		باب [illegible] ام المؤمنین	[illegible]	دارالکتب العلمیہ بیروت

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پچیس سال تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت گزاری سے سرفراز رہیں، ہجرت سے تین برس قبل پینسٹھ برس کی عمر پا کر ماہ رمضان میں مکہ معظمہ کے اندر انہوں نے وفات پائی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے مشہور قبرستان جحون (جنت المعلیٰ) میں خود بہ نفس نفیس ان کی قبر میں اتر کر اپنے مقدس ہاتھوں سے ان کو سپرد خاک فرمایا چونکہ اس وقت تک نماز جنازہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے آپ نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔(۱)

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان کے والد کا نام "زمعہ" اور انکی والدہ کا نام شموس بنت عمرو ہے یہ پہلے اپنے چچازاد بھائی سکران بن عمرو سے بیاہی گئی تھیں، یہ میاں بیوی دونوں ابتدائے اسلام میں ہی مسلمان ہو گئے تھے اور ان دونوں نے حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں حبشہ کی طرف ہجرت بھی کی تھی لیکن جب حبشہ سے واپس آ کر یہ دونوں میاں بیوی مکہ مکرمہ آئے تو ان کے شوہر سکران بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات پا گئے۔ اور یہ بیوہ ہو گئیں ان کے ایک لڑکا بھی تھا جن کا نام "عبدالرحمٰن" تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک خواب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدل چلتے ہوئے ان کی طرف تشریف لائے اور ان کی گردن پر اپنا مقدس پاؤں رکھ دیا جب حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس خواب کو اپنے شوہر سے بیان کیا، تو انہوں نے کہا کہ اگر تیرا خواب سچا ہے تو میں یقیناً عنقریب ہی مر جاؤں گا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ سے نکاح فرمائیں گے اس کے بعد دوسری رات میں حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ خواب دیکھا کہ ایک چاند ٹوٹ کر ان کے سینے پر گرا ہے صبح کو انہوں نے اس خواب کا بھی اپنے شوہر سے ذکر کیا تو ان کے شوہر حضرت سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چونک کر کہا کہ اگر تیرا یہ خواب سچا ہے تو میں اب بہت جلد انتقال کر جاؤں گا، اور تم میرے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کرو گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اسی دن حضرت سکران رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوئے اور چند دنوں کے بعد وفات پا گئے۔(۲)

۱.....شرح الزرقانی علی المواہب باب خدیجہ ام المؤمنین ۳۷۶/۴ دارالکتب العلمیہ بیروت
.....مدارج النبوۃ قسم پنجم باب دوم ۴۶۵/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
.....اکمال فی اسماء الرجال حرف الخاء باب خدیجہ بنت خویلد ص:۵۹۳ قدیمی کتب خانہ کراچی
۲.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب سودۃ ام المؤمنین ۳۷۷،۷۸/۴ دارالکتب العلمیہ، بیروت
.....مدارج النبوۃ قسم پنجم باب دوم ملتقطا ۴۶۷/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات سے ہر وقت بہت زیادہ مغموم اور اداس رہا کرتے تھے، یہ دیکھ کر حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمالیں تاکہ آپ کا خانہ ءمعیشت آباد ہوجائے اور ایک وفادار اور خدمت گزار بیوی کی صحبت ورفاقت سے آپ کا غم مٹ جائے آپ نے ان کے اس مخلصانہ مشورہ کو قبول فرمالیا، چنانچہ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے باپ سے بات چیت کر کے نسبت طے کرادی، اور نکاح ہوگیا، اور یہ امہات المومنین کے زمرے میں داخل ہوگئیں اور اپنی زندگی بھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت کے شرف سے سرفراز رہیں، اور انتہائی والہانہ عقیدت ومحبت کے ساتھ آپ کی وفادار اور خدمت گزار رہیں، یہ بہت ہی فیاض اور سخی تھیں، ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درہموں سے بھرا ہوا ایک تھیلا ان کی خدمت میں بھیجا آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لانے والے نے بتایا کہ درہم ہیں آپ نے فرمایا کہ بھلا درہم کھجوروں کے تھیلے میں بھیجے جاتے ہیں یہ کہا اور اٹھ کر اسی وقت تمام درہموں کو مدینہ کے فقراء ومساکین پر تقسیم کردیا۔

حدیث کی مشہور کتابوں میں ان کی روایت کی ہوئی پانچ حدیثیں مذکور ہیں جن میں سے ایک حدیث بخاری شریف میں بھی ہے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کے شاگردوں میں بہت ہی ممتاز ہیں۔

ان کی وفات کے سال میں مختلف اور متضاد اقوال ہیں، امام ذہبی اور امام بخاری نے اس روایت کو صحیح بتایا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخری دور خلافت ۲۳ھ میں مدینہ منورہ کے اندر ان کی وفات ہوئی لیکن واقدی نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ ان کی وفات کا سال ۵۴ھ ہے اور صاحب اکمال نے بھی ان کا سنہ وفات شوال ۵۴ھ ہی تحریر کیا ہے مگر حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب تقریب التہذیب میں یہ لکھا ہے کہ ان کی وفات شوال ۵۵ھ میں ہوئی۔(۱) واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی تعالیٰ عنہ کی نور نظر اور دختر نیک اختر ہیں، ان کی والدہ

---

۱ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب سودہ ام المومنین ۳۸۱،۸۹/۴ دارالکتب العلمیہ، بیروت
اکمال فی اسماء الرجال حرف السین باب سودہ ام المومنین ص ۵۹۹ قدیمی کتب خانہ کراچی

ماجدہ کا نام ''اُمِّ رومان'' ہے یہ چھ برس کی تھیں جب حضور ﷺ نے اعلانِ نبوت کے دسویں سال ماہ شوال میں ہجرت سے تین سال قبل نکاح فرمایا، اور شوال ۲ھ میں مدینہ منورہ کے اندر یہ کاشانہ نبوت میں داخل ہوگئیں اور نو برس تک حضور ﷺ کی صحبت سے سرفراز رہیں ازواج مطہرات میں یہی کنواری تھیں اور سب سے زیادہ بارگاہ نبوت میں محبوب ترین بیوی تھیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کے بارے میں ارشاد ہے کہ کسی بیوی کے لحاف میں میرے اوپر وحی نازل نہیں ہوئی مگر حضرت عائشہ جب میرے ساتھ بستر نبوت پر سوتی رہتی ہیں تو اس حالت میں بھی مجھ پر وحی الٰہی اترتی رہتی ہے۔(۱)

بخاری شریف و مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ تین راتیں میں خواب میں یہ دیکھتا رہا کہ ایک فرشتہ تم کو ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر میرے پاس لاتا رہا، اور مجھ سے یہ کہتا رہا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں، جب میں نے تمہارے چہرے سے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو ناگہاں وہ تم ہی تھیں، اس کے بعد میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ اس خواب کو پورا کر دکھائے گا۔(۲)

فقہ و حدیث کے علوم میں ازواج مطہرات کے اندر ان کا درجہ بہت ہی بلند ہے دو ہزار دو سو دس حدیثیں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہیں ان کی روایت کی ہوئی حدیثوں میں سے ایک سو چوہتر (۱۷۴) حدیثیں ایسی ہیں جو بخاری شریف و مسلم شریف دونوں کتابوں میں موجود ہیں اور چون (۵۴) حدیثیں ایسی ہیں جو صرف بخاری شریف میں ہیں اور اڑسٹھ (۶۸) حدیثیں وہ ہیں جن کو صرف امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم شریف میں تحریر کیا ہے ان کے علاوہ باقی حدیثیں، احادیث کی دوسری کتابوں میں مذکور ہیں۔(۳)

۱.....صحیح بخاری کتاب المناقب باب فضل عائشہ رضی اللہ عنہا ۵۳۲/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

.....سنن ترمذی کتاب المناقب رقم الحدیث:۳۸۱۴

.....المواھب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب عائشہ ام المؤمنین ملتقطا ۳۸۱،۸۸/۴ دار الکتب العلمیۃ، بیروت

۲.....صحیح بخاری کتاب المناقب باب تزویج النبی عائشہ رضی اللہ عنہا ۵۵۱/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

.....صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ رقم الحدیث:۴۴۶۸

.....مسند امام احمد باقی مسند الانصار رقم الحدیث:۲۳۰۱۲

.....مشکوٰۃ المصابیح کتاب المناقب باب مناقب ازواج النبی ﷺ ۵۷۳/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

۳ مدارج النبوۃ قسم پنجم باب دوم ۴۷۳/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

.....المواھب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب عائشہ ام المؤمنین ۳۸۹/۴ دار الکتب العلمیۃ، بیروت

ابن سعد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے نقل کیا ہے کہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ مجھے تمام ازواج مطہرات پر ایسی دس فضیلتیں حاصل ہیں جو دوسری ازواج مطہرات کو حاصل نہیں ہوئیں۔

۱..... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سوا کسی دوسری کنواری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔

۲..... میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جس کے ماں باپ دونوں مہاجر ہوں۔

۳..... اللہ تعالی نے میری براءت اور پاک دامنی کا بیان آسمان سے قرآن میں نازل فرمایا۔

۴..... نکاح سے قبل حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک ریشمی کپڑے میں میری صورت لاکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھلادی تھی، اور آپ تین راتیں خواب میں مجھے دیکھتے رہے۔

۵..... میں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی برتن میں پانی لے لے کر غسل کیا کرتے تھے یہ شرف میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کسی کو بھی نصیب نہیں ہوا۔

۶..... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز تہجد پڑھتے تھے اور میں آپ کے آگے سوئی رہتی تھی، امہات المومنین میں سے کوئی بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس کریمانہ محبت سے سرفراز نہیں ہوئی۔

۷..... میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک لحاف میں سوتی رہتی تھی اور آپ پر خدا کی وحی نازل ہوا کرتی تھی، یہ وہ اعزاز خداوندی ہے جو میرے سوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی زوجہ مطہرہ کو حاصل نہیں ہوا۔

۸..... وفات اقدس کے وقت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی گود میں لئے ہوئے بیٹھی تھی اور آپ کا سر انور میرے سینے اور حلق کے درمیان تھا اور اسی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا۔

۹..... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری باری کے دن وفات پائی۔

۱۰..... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور خاص میرے گھر میں بنی۔ (۱)

عبادت میں بھی آپ کا مرتبہ بہت ہی بلند ہے آپ کے بھتیجے حضرت امام قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہم کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا روزانہ بلاناغہ نماز تہجد پڑھنے کی

---

1 طبقات ابن سعد باب ذکر ازواج النبی ﷺ ۵۰،۵۱/۸

پابند تھیں اور اکثر روزہ دار بھی رہا کرتی تھیں۔

سخاوت اور صدقات وخیرات کے معاملہ میں بھی تمام امہات المومنین میں خاص طور پر بہت ممتاز تھیں، ام درّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھی، اس وقت ایک لاکھ درہم کہیں سے آپ کے پاس آیا، آپ نے اسی وقت ان سب درہموں کو لوگوں میں تقسیم کر دیا، اور ایک درہم بھی گھر میں باقی نہیں چھوڑا اس دن میں وہ روزہ دار تھیں میں نے عرض کیا کہ آپ نے سب درہموں کو بانٹ دیا اور ایک درہم بھی باقی نہیں رکھا، تاکہ آپ گوشت خرید کر روزہ افطار کرتیں تو آپ نے فرمایا کہ تم نے اگر مجھ سے پہلے کہا ہوتا تو میں ایک درہم کا گوشت منگا لیتی۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو آپ کے بھانجے تھے ان کا بیان ہے کہ فقہ وحدیث کے علاوہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر کسی کو اشعار عرب کا جاننے والا نہیں پایا، وہ دوران گفتگو میں ہر موقع پر کوئی نہ کوئی شعر پڑھ دیا کرتی تھیں جو بہت ہی برمحل ہوا کرتا تھا۔

علم طب اور مریضوں کے علاج معالجہ میں بھی انہیں کافی مہارت تھی، حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن حیران ہو کر حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ اے اماں جان! مجھے آپ کے علم حدیث وفقہ پر کوئی تعجب نہیں کیونکہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت اور صحبت کا شرف پایا ہے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے زیادہ محبوب ترین زوجہ مقدسہ ہیں اسی طرح مجھے اس پر بھی تعجب اور حیرانی نہیں ہے کہ آپ کو اس قدر زیادہ عرب کے اشعار کیوں اور کس طرح یاد ہوگئے،؟ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نور نظر ہیں، اور وہ اشعار عرب کے بہت بڑے حافظ وماہر تھے مگر میں اس بات پر بہت ہی حیران ہوں کہ آخر یہ طبی معلومات اور علاج معالجہ کی مہارت آپ کو کہاں سے اور کیسے حاصل ہوگئی، یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی آخری عمر شریف میں اکثر علیل ہو جایا کرتے تھے اور عرب وعجم کے اطباء آپ کے لئے دوائیں تجویز کرتے تھے اور میں ان دواؤں سے آپ کا علاج کیا کرتی تھی، اسلئے مجھے طبی معلومات بھی حاصل ہوگئیں۔

آپ کے شاگردوں میں صحابہ اور تابعین کی ایک بہت بڑی جماعت ہے اور آپ کے فضائل ومناقب میں بہت سی حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں۔

۱۷ ار رمضان المبارک شب سہ شنبہ ۵۷ھ یا ۵۸ھ میں مدینہ منورہ کے اندر آپ کا وصال ہوا،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی وصیت کے مطابق رات میں لوگوں نے آپ کو جنت البقیع کے قبرستان میں دوسری ازواج مطہرات کی قبروں کے پہلو میں دفن کیا۔ (۱)

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ماجد امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت زینب بنت مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جو ایک مشہور صحابیہ ہیں، حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پہلی شادی حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی اور انہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ مدینہ طیبہ کو ہجرت بھی کی تھی لیکن ان کے شوہر جنگ بدر یا جنگ اُحد میں زخمی ہو کر وفات پا گئے اور یہ بیوہ ہو گئیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۳ھ میں ان سے نکاح فرمایا اور یہ ام المومنین کی حیثیت سے کاشانہ نبوی کی سکونت سے مشرف ہو گئیں۔

یہ بہت ہی شاندار، بلند ہمت اور سخاوت شعار خاتون ہیں، حق گوئی، حاضر جوابی اور فہم و فراست میں اپنے والد بزرگوار کا مزاج پایا تھا، اکثر روزہ دار رہا کرتی تھیں، اور تلاوت قرآن مجید اور دوسری قسم قسم کی عبادتوں میں مصروف رہا کرتی تھیں ان کے مزاج میں کچھ سختی تھی، اسی لئے حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر وقت اس فکر میں رہتے تھے کہ کہیں ان کی سخت کلامی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل آزاری نہ ہو جائے چنانچہ آپ بار باران سے فرمایا کرتے تھے کہ اے حفصہ! تم کو جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے طلب کر لیا کرو، خبردار کبھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی چیز کا تقاضہ نہ کرنا نہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کبھی ہرگز ہرگز دل آزاری کرنا ورنہ یاد رکھو کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے ناراض ہو گئے تو تم خدا کے غضب میں گرفتار ہو جاؤ گی۔

یہ بہت بڑی عبادت گزار ہونے کے ساتھ ساتھ فقہ و حدیث میں بھی ایک ممتاز درجہ رکھتی ہیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ساٹھ (۶۰) حدیثیں روایت کی ہیں جن میں سے پانچ حدیثیں بخاری شریف میں مذکور ہیں باقی احادیث، دوسری کتب حدیث میں درج ہیں۔

---

۱ الاکمال مع حاشیہ اکمال حرف العین باب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ص ۶۱۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا ۳۸۹،۹۲/۴ دارالکتب العلمیہ بیروت

علم حدیث میں بہت سے صحابہ اور تابعین ان کے شاگردوں کی فہرست میں نظر آتے ہیں جن میں خود ان کے بھائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت مشہور ہیں شعبان المعظم ۴۵ھ میں مدینہ منورہ کے اندر ان کی وفات ہوئی اس وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت کا زمانہ تھا، اور مروان بن حکم مدینہ کا حاکم تھا، اسی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور کچھ دور تک ان کے جنازہ کو بھی اٹھایا پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر تک جنازہ کو کاندھا دیے چلتے رہے ان کے دو بھائی حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے تین بھتیجے حضرت سالم بن عبداللہ و حضرت عبداللہ بن عبداللہ و حضرت حمزہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کو قبر میں اتارا اور یہ جنت البقیع میں دوسری ازواج مطہرات کے پہلو میں مدفون ہوئیں بوقت وفات ان کی عمر ساٹھ یا تریسٹھ برس کی تھی۔(۱)

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان کا نام ہند ہے اور کنیت ''ام سلمہ'' ہے مگر یہ اپنی کنیت کے ساتھ ہی زیادہ مشہور ہیں ان کے باپ کا نام ''حذیفہ'' اور بعض مورخین کے نزدیک ''سہیل'' ہے مگر اس پر تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ ان کی والدہ ''عاتکہ بنت عامر'' ہیں ان کا نکاح پہلے حضرت ابو سلمہ عبداللہ بن اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے یہ دونوں میاں بیوی اعلان نبوت کے بعد جلد ہی دامن اسلام میں آ گئے تھے اور سب سے پہلے ان دونوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی پھر یہ دونوں حبشہ سے مکہ مکرمہ آ گئے اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا، چنانچہ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹ پر کجاوہ باندھا اور حضرت بی بی ام سلمہ اور اپنے فرزند سلمہ کو کجاوہ میں سوار کر دیا مگر جب اونٹ کی نکیل پکڑ کر حضرت ابو سلمہ روانہ ہوئے تو حضرت ام سلمہ کے میکے والے بنو مغیرہ دوڑ پڑے اور ان لوگوں نے یہ کہا کہ ہم اپنے خاندان کی اس لڑکی کو ہرگز ہرگز مدینہ نہیں جانے دیں گے اور زبردستی ان کو اونٹ سے اتار لیا، یہ دیکھ کر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندانی لوگوں کو بھی طیش آ گیا اور ان لوگوں نے غضب ناک ہو کر کہا کہ تم لوگ ام سلمہ کو محض اس بنا پر روکتے ہو کہ یہ تمہارے خاندان کی لڑکی ہے تو ہم اس کے بچہ ''سلمہ'' کو ہرگز ہرگز تمہارے پاس نہیں رہنے دیں گے اس لئے کہ یہ بچہ ہمارے خاندان

۱ ۔ المواہب [illegible] مع شرح الزرقانی، باب [illegible] ام المؤمنین [illegible] دار الکتب العلمیۃ بیروت

کا ایک فرد ہے یہ کہہ کر ان لوگوں نے بچہ کو اس کی ماں کی گود سے چھین لیا مگر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کا ارادہ ترک نہیں کیا بلکہ بیوی اور بچہ دونوں کو چھوڑ کر تنہا مدینہ منورہ چلے گئے حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر اور اپنے بچے کی جدائی پر صبح سے شام تک مکہ کی پتھریلی زمین میں کسی چٹان پر بیٹھی ہوئی تقریباً سات دنوں تک زار وقطار روتی رہیں ان کا یہ حال دیکھ کر ان کے ایک چچازاد بھائی کو ان پر رحم آ گیا اور اس نے بنو مغیرہ کو سمجھا بجھا کر یہ کہا کہ آخر اس مسکینہ کو تم لوگوں نے اس کے شوہر اور بچے سے کیوں جدا کر رکھا ہے؟ تم لوگ کیوں نہیں اس کو اجازت دے دیتے کہ وہ اپنے بچہ کو ساتھ لے کر اپنے شوہر کے پاس چلی جائے بالآخر بنو مغیرہ اس پر رضا مند ہو گئے کہ یہ مدینہ چلی جائے پھر حضرت سلمہ کے خاندان والے بنو عبدالاسد نے بھی بچے کو حضرت ام سلمہ کے سپرد کر دیا، اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچہ کو گود میں لے کر اونٹ پر سوار ہو گئیں اور اکیلی مدینہ کو چل پڑیں مگر جب مقام ''تنعیم'' میں پہنچیں تو عثمان بن طلحہ سے ملاقات ہو گئی جو مکہ کا مانا ہوا ایک نہایت ہی شریف انسان تھا اس نے پوچھا کہ اے ام سلمہ کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں اپنے شوہر کے پاس مدینہ جا رہی ہوں، اس نے کہا کہ کیا تمہارے ساتھ کوئی دوسرا نہیں ہے حضرت ام سلمہ نے درد بھری آواز میں جواب دیا کہ نہیں میرے ساتھ اللہ اور میرے اس بچہ کے سوا کوئی نہیں ہے یہ سن کر عثمان بن طلحہ کی رگِ شرافت پھڑک اٹھی اور اس نے کہا کہ خدا کی قسم میرے لئے یہ زیب نہیں دیتا کہ تمہاری جیسی ایک شریف زادی اور ایک شریف انسان کی بیوی کو تنہا چھوڑ دوں یہ کہہ کر اس نے اونٹ کی مہار اپنے ہاتھ میں لے لی اور پیدل چلنے لگا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ خدا کی قسم میں نے عثمان بن طلحہ سے زیادہ شریف کسی عرب کو نہیں پایا، جب ہم کسی منزل پر اترتے تو وہ الگ کسی درخت کے نیچے لیٹ جاتا، اور میں اپنے اونٹ کے پاس سو رہتی، پھر روانگی کے وقت میں اپنے بچہ کو گود میں لے کر اونٹ پر سوار ہو جاتی تو وہ اونٹ کی مہار پکڑ کر چلنے لگتا اسی طرح اس نے مجھے قبا تک پہنچا دیا اور وہاں سے وہ یہ کہہ کر مکہ چلا گیا کہ اب تم چلی جاؤ تمہارا شوہر اسی گاؤں میں ہے چنانچہ حضرت ام سلمہ اس طرح بخیریت مدینہ منورہ پہنچ گئیں۔(۱)

یہ دونوں میاں بیوی عافیت کے ساتھ مدینہ منورہ میں رہنے لگے مگر ۴ ہجری میں جب ان کے شوہر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا تو باوجودیکہ ان کے چند بچے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح فرما لیا، اور یہ اپنے بچوں کے ساتھ کاشانہ نبوت میں رہنے لگیں اور ام المؤمنین کے

---

۱ المواہب اللدنیہ ... باب ازواجہ الطاہرات ... دار الکتب العلمیۃ بیروت

معزز لقب سے سرفراز ہوگئیں۔(۱)

حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حسن وجمال کے ساتھ ساتھ عقل وفہم کے کمال کا بھی ایک بے مثال نمونہ تھیں، امام الحرمین کا بیان ہے کہ میں حضرت ام سلمہ کے سوا کسی عورت کو نہیں جانتا کہ اس کی رائے ہمیشہ درست ثابت ہوئی ہو، صلح حدیبیہ کے دن جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ اپنی اپنی قربانیاں کر کے سب لوگ احرام کھول دیں اور بغیر عمرہ ادا کیے سب لوگ مدینہ واپس چلے جائیں کیونکہ اسی شرط پر صلح حدیبیہ ہوئی ہے تو لوگ اس قدر رنج وغم میں تھے کہ ایک شخص بھی قربانی کے لئے تیار نہیں تھا، حضور اقدس ﷺ کو صحابہ کرام کے اس طرز عمل سے روحانی کوفت ہوئی اور آپ نے اس معاملہ کا حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تذکرہ کیا تو انہوں نے یہ رائے دی کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کسی سے کچھ بھی نہ فرمائیں اور خود اپنی قربانی ذبح کر کے اپنا احرام اتار دیں، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا یہ دیکھ کر کہ حضور ﷺ نے احرام کھول دیا ہے سب صحابہ کرام مایوس ہوگئے کہ اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلح حدیبیہ کے معاہدہ کو ہرگز ہرگز نہ بدلیں گے اس لئے سب صحابہ کرام نے بھی اپنی اپنی قربانیاں کر کے احرام اتار دیا اور سب لوگ مدینہ منورہ واپس چلے گئے۔(۲)

حسن وجمال اور عقل ورائے کے ساتھ ساتھ فقہ وحدیث میں بھی ان کی مہارت خصوصی طور پر ممتاز تھی، تین سو اٹھتر (۳۷۸) حدیثیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہیں، اور بہت سے صحابہ وتابعین حدیث میں ان کے شاگرد ہیں اور ان کے شاگردوں میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شامل ہیں، مدینہ منورہ میں چوراسی برس کی عمر پا کر وفات پائی اور ان کی وفات کا سال ۵۳ھ ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یہ جنت البقیع میں ازواج مطہرات کے قبرستان میں مدفون ہوئیں، بعض مورخین کا قول ہے کہ ان کے وصال کا سال ۵۹ھ ہے اور ابراہیم حربی نے فرمایا کہ ۶۲ھ میں ان کا انتقال ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ ۶۳ھ کے بعد ان کی وفات ہوئی ہے۔(۳) واللہ تعالیٰ اعلم

۱...... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب امر الحدیبیۃ　۳/۲۲۶　دار الکتب العلمیہ بیروت
۲...... مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب چہارم　۲/۲۱۶　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۳...... مدارج النبوۃ　قسم پنجم　باب دوم　۲/۴۷۶　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
...... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　[illegible]　دار الکتب العلمیہ بیروت
...... اکمال وحاشیہ اکمال　[illegible]　[illegible] کتب خانہ کراچی

حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان کا اصلی نام "رملہ" ہے یہ سردار مکہ ابوسفیان بن حرب کی صاحبزادی ہیں اور ان کی والدہ کا نام صفیہ بنت العاص ہے جو امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوپھی ہیں۔

یہ پہلے عبید اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں اور میاں بیوی دونوں نے اسلام قبول کیا، اور دونوں ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے لیکن حبشہ پہنچ کر ان کے شوہر عبید اللہ بن جحش پر ایسی بدنصیبی سوار ہوگئی کہ وہ اسلام سے مرتد ہو کر نصرانی ہو گیا اور شراب پیتے پیتے نصرانیت ہی پر وہ مر گیا۔

ابن سعد نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ روایت کی ہے کہ انہوں نے حبشہ میں ایک رات یہ خواب دیکھا کہ ان کے شوہر عبید اللہ بن جحش کی صورت اچانک بہت ہی بدنما اور بدشکل ہوگئی وہ اس خواب سے بہت زیادہ گھبرائیں جب صبح ہوئی تو انہوں نے اچانک یہ دیکھا کہ ان کے شوہر عبید اللہ بن جحش نے اسلام سے مرتد ہو کر نصرانی دین قبول کر لیا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر کو اپنا خواب سنا کر ڈرایا اور اسلام کی طرف بلایا مگر اس بدنصیب نے اس پر کان نہیں دھرا، اور مرتد ہونے ہی کی حالت میں مر گیا، مگر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے اسلام پر استقامت کے ساتھ ثابت قدم رہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی حالت معلوم ہوئی تو قلب نازک پر بے حد صدمہ گزرا، اور آپ نے ان کی دلجوئی کے لئے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس بھیجا اور خط لکھا کہ تم میرے وکیل بن کر حضرت ام حبیبہ کے ساتھ میرا نکاح کر دو۔ نجاشی کو جب یہ فرمان نبوت پہنچا تو اس نے اپنی ایک خاص لونڈی کو جس کا نام "ابرہہ" تھا حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کی خبر دی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس خوشخبری کو سن کر اس قدر خوش ہوئیں کہ اپنے کچھ زیورات اس بشارت کے انعام میں ابرہہ لونڈی کو انعام کے طور پر دے دیے، اور حضرت خالد بن سعید بن ابی العاص کو جو ان کے ماموں کے لڑکے تھے اپنے نکاح کا وکیل بنا کر نجاشی کے پاس بھیج دیا نجاشی نے اپنے شاہی محل میں نکاح کی مجلس منعقد کی اور حضرت جعفر بن ابی طالب اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جو اس وقت حبشہ میں موجود تھے اس مجلس میں بلایا اور خود ہی خطبہ پڑھ کر سب کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت بی بی ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کر دیا اور چار سو دینار اپنے پاس

سے مہر ادا کیا جو اسی وقت حضرت خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دیا گیا۔ جب صحابہ کرام اس نکاح کی مجلس سے اٹھنے لگے تو نجاشی بادشاہ نے کہا کہ آپ لوگ بیٹھے رہیے انبیاء علیہم السلام کا یہ طریقہ ہے کہ نکاح کے وقت کھانا کھلایا جاتا ہے یہ کہہ کر نجاشی نے کھانا منگایا اور تمام صحابہ کرام شکم سیر کھانا کھا کر اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے پھر نجاشی نے حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ منورہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا، اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حرم نبوی میں داخل ہو کر ام المومنین کا معزز لقب پالیا۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت پاکیزہ ذات وحیدہ صفات کی جامع اور نہایت ہی بلند ہمت اور سخی طبیعت کی مالک تھیں اور بہت ہی قوی الایمان تھیں ان کے والد ابوسفیان جب کفر کی حالت میں تھے اور صلح حدیبیہ کی تجدید کے لئے مدینہ آئے تو بے تکلف ان کے مکان میں جا کر بستر نبوت پر بیٹھ گئے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے باپ کی ذرا بھی پروا نہیں کی اور یہ کہہ کر اپنے باپ کو بستر سے اٹھا دیا کہ یہ بستر نبوت ہے میں کبھی بھی گوارا نہیں کر سکتی کہ ایک ناپاک مشرک اس پاک بستر پر بیٹھے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پینسٹھ (۶۵) حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہیں جن میں سے دو حدیثیں بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں موجود ہیں اور ایک حدیث وہ ہے جس کو تنہا مسلم نے روایت کیا ہے باقی حدیثیں حدیث کی دوسری کتابوں میں موجود ہیں ان کے شاگردوں میں ان کے بھائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی صاحبزادی حضرت حبیبہ اور ان کے بھانجے ابوسفیان بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہم بہت مشہور ہیں۔

۴۴ھ مدینہ منورہ کے اندر ان کی وفات ہوئی اور جنت البقیع میں ازواج مطہرات کے خطیرہ میں مدفون ہوئیں۔ (۱)

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت امیمہ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی ہیں حضور

---

۱ ...المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب ام حبیبۃ ام المؤمنین　۴۰۳،۰۸/۴　دار الکتب العلمیۃ بیروت
مدارج النبوۃ　ج۲　ص۲۸۴　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح کرادیا تھا، مگر چونکہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاندان قریش کی ایک بہت ہی شاندار خاتون تھیں اور حسن و جمال میں بھی یہ خاندان قریش کی بے مثال عورت تھیں اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گوکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد کر کے اپنا متبنّٰی (منہ بولا بیٹا) بنالیا تھا، مگر پھر بھی چونکہ وہ پہلے غلام تھے اس لئے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سے خوش نہیں تھیں اور اکثر میاں بیوی میں ان بن رہا کرتی تھی یہاں تک کہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو طلاق دے دی اس واقعہ سے فطری طور پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب نازک پر صدمہ گزرا چنانچہ جب ان کی عدت گزر گئی تو محض حضرت زینب کی دلجوئی کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اپنے نکاح کا پیغام بھیجا، روایت ہے کہ یہ پیغام بشارت سن کر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دو رکعت نماز ادا کی اور سجدہ میں سر رکھ کر یہ دعا مانگی کہ خداوندا! تیرے رسول نے مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے اگر میں تیرے نزدیک ان کی زوجیت میں داخل ہونے کے لائق عورت ہوں تو یااللہ! تو ان کے ساتھ میرا نکاح فرمادے ان کی یہ دعا فوراً ہی قبول ہوگئی اور یہ آیت نازل ہوگئی کہ

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا -(۱)

ترجمہ: جب زید نے اس سے حاجت پوری کرلی (زینب کو طلاق دے دی اور عدت گزر گئی) تو ہم نے اس (زینب) کا آپ کے ساتھ نکاح کردیا۔

اس آیت کے نزول کے بعد حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ کون ہے جو زینب کے پاس جائے اور اس کو یہ خوشخبری سنائے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح اُس کے ساتھ فرمادیا ہے یہ سن کر آپ کی ایک خادمہ دوڑتی ہوئی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچیں، اور یہ آیت سنا کر خوشخبری دی، حضرت زینب اس بشارت سے اس قدر خوش ہوئیں کہ اپنا زیور اتار کر اس خادمہ کو انعام میں دے دیا اور خود سجدہ میں گر پڑیں اور اس نعمت کے شکریہ میں دو ماہ لگاتار روزہ دار رہیں۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بعد ناگہاں حضرت زینب کے مکان میں تشریف لے گئے انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر خطبہ اور بغیر گواہ کے آپ نے میرے ساتھ نکاح فرمالیا؟ ارشاد فرمایا کہ تیرے ساتھ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے کردیا ہے اور حضرت

---

۱ القرآن الکریم، پ ۲۲، الاحزاب: ۳۷

جبریل علیہ السلام اور دوسرے فرشتے اس نکاح کے گواہ ہیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کے نکاح پر جتنی بڑی دعوت ولیمہ فرمائی اتنی بڑی دعوت ولیمہ ازواج مطہرات میں سے کسی کے نکاح کے موقع پر بھی نہیں فرمائی آپ نے حضرت زینب کے ساتھ نکاح کی دعوت ولیمہ میں تمام صحابہ کرام کو نان و گوشت کھلایا۔

ان کے فضائل و مناقب میں چند احادیث بھی مروی ہیں چنانچہ روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری وفات کے بعد تم ازواج مطہرات میں سے میری وہ بیوی ہو جو سب سے پہلے وفات پا کر مجھ سے آن ملے گی جس کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا ہے یہ سن کر تمام ازواج مطہرات نے ایک لکڑی سے اپنا ہاتھ ناپا تو حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا نکلا لیکن جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلے حضرت زینب نے وفات پائی تو اس وقت لوگوں کو پتا چلا کہ ہاتھ لمبا ہونے سے مراد کثرت سے صدقہ دینا تھا کیونکہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ہاتھ سے کچھ دستکاری کا کام کرتی تھیں، اور اس کی آمدنی فقراء و مساکین پر صدقہ کر دیا کرتی تھیں۔

ان کی وفات کی خبر جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچی تو انہوں نے کہا کہ ہائے ایک قابل تعریف عورت جو سب کے لئے نفع بخش تھی اور یتیموں اور بوڑھی عورتوں کا دل خوش کرنے والی تھی آج دنیا سے چلی گئی، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے بھلائی اور سچائی میں اور رشتہ داروں کے ساتھ مہربانی کے معاملہ میں حضرت زینب سے بڑھ کر کسی عورت کو نہیں دیکھا۔

منقول ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ازواج مطہرات سے اکثر یہ کہا کرتی تھیں کہ مجھ کو خداوند تعالیٰ نے ایک ایسی فضیلت عطا فرمائی ہے جو ازواج مطہرات میں سے کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئی کیونکہ تمام ازواج مطہرات کا نکاح تو ان کے باپ داداؤں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ کیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں کر دیا۔

انہوں نے گیارہ (۱۱) حدیثیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کی ہیں جن میں سے دو حدیثیں بخاری و مسلم شریف دونوں کتابوں میں مذکور ہیں باقی نو حدیثیں دوسری کتب احادیث میں لکھی ہوئی ہیں۔

منقول ہے کہ جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کا حال امیر المومنین حضرت عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے حکم دے دیا کہ مدینہ کے ہر کوچہ و بازار میں یہ اعلان کر دیا جائے کہ تمام اہل مدینہ اپنی مقدس ماں کی نماز جنازہ کے لئے حاضر ہو جائیں، امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود ہی ان کی نماز جنازہ پڑھائی، اور یہ جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ ۲۰ھ یا ۲۱ھ میں ۵۳ برس کی عمر پا کر مدینہ منورہ میں دنیا سے رخصت ہوئیں۔(۱)

حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

زمانہ جاہلیت میں چونکہ یہ غرباء اور مساکین کو بکثرت کھانا کھلایا کرتی تھیں، اسلئے ان کا لقب ''ام المساکین'' (مسکینوں کی ماں) ہے پہلے ان کا نکاح حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا مگر جب وہ جنگ اُحد میں شہید ہو گئے تو ۳ھ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح فرمالیا اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کے بعد صرف دو مہینے یا تین مہینے زندہ رہیں اور ربیع الآخر ۴ھ میں تیس برس کی عمر پا کر وفات پا گئیں اور جنت البقیع کے قبرستان میں دوسری ازواج مطہرات کے ساتھ دفن ہوئیں یہ ماں کی جانب سے حضرت ام المومنین بی بی میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن ہیں۔(۲)

حضرت بی بی میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان کے والد کا نام حارث بن حزن ہے اور ان کی والدہ ہند بنت عوف ہیں، حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام پہلے ''برہ'' تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام بدل کر ''میمونہ'' (برکت دہندہ) رکھ دیا۔

یہ پہلے ابورہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں تھیں مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۷ھ میں عمرۃ القضاء کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو یہ بیوہ ہو چکی تھیں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کی اور آپ نے ان سے نکاح فرمالیا، اور عمرۃ القضاء سے واپسی پر مقام ''سرف'' میں ان کو اپنی صحبت سے سرفراز فرمایا۔

۱......مدارج النبوۃ قسم پنجم باب دوم ۲/۷۹، ۴۷۶ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب زینب ام المساکین والمومنین ۴/۱۷، ۴۱۶ دار الکتب العلمیہ بیروت

......مدارج النبوۃ قسم پنجم باب دوم [illegible] نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سگی بہنیں چار ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں

۱......امّ الفضل لبابۃ الکبریٰ ...... یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ہیں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان ہی کے شکم سے پیدا ہوئے۔

۲......لبابۃُ الصغریٰ:...... یہ حضرت خالد بن الولید سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہیں۔

۳......عَصْماء :...... یہ ابی بن خلف سے بیاہی گئی تھیں، انہوں نے اسلام قبول کیا اور صحابیات میں ان کا شمار ہے۔

۴......عِزّہ:...... یہ بھی صحابیہ ہیں جو زیاد بن مالک کے گھر میں تھیں۔

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ان سگی بہنوں کے علاوہ وہ بہنیں جو صرف ماں کی جانب سے ہیں وہ بھی چار ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱......اسماء بنت عمیس: یہ پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں تھیں ان سے عبداللہ وعون ومحمد (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تین فرزند پیدا ہوئے پھر جب حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''جنگِ موتہ'' میں شہید ہو گئے تو ان سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کر لیا، اور ان سے محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما پیدا ہوئے پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے عقد فرما لیا اور ان سے بھی ایک فرزند پیدا ہوئے جن کا نام ''یحییٰ'' تھا۔

۲......سلمیٰ بنت عمیس: یہ پہلے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں اور ان سے ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں جن کا نام ''امۃ اللہ'' تھا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ان سے شداد بن الہاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کر لیا اور ان سے عبداللہ وعبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما دو فرزند پیدا ہوئے۔

۳......سلامہ بنت عمیس ان کا نکاح عبداللہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا۔

۴......ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو ام المساکین کے لقب سے مشہور ہیں جن کا ذکر خیر اوپر گزر چکا ہے۔

حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ''ہند بنت عوف'' کے بارے میں عام طور پر یہ کہا جاتا تھا کہ دامادوں کے اعتبار سے روئے زمین پر کوئی بڑھیا ان سے زیادہ خوش نصیب نہیں ہوئی، کیونکہ ان کے

داماودں کی فہرست میں مندرجہ ذیل ہستیاں ہیں۔

۱......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔۲......حضرت ابوبکر صدیق ۔۳......حضرت علی ۔۴......حضرت حمزہ۔۵......حضرت عباس۔۶......حضرت شداد بن الہاد۔(رضی اللہ تعالیٰ عنہم) یہ سب کے سب بزرگوار۔ ہند بنت عوف" رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے داماد ہیں۔(۱)

حضرت بی بی میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کل چھہتر (۷۶) حدیثیں مروی ہیں جن میں سے سات حدیثیں ایسی ہیں جو بخاری و مسلم شریف دونوں کتابوں میں مذکور ہیں، اور ایک حدیث صرف بخاری میں ہے اور ایک ایسی حدیث ہے جو صرف مسلم میں ہے اور باقی حدیثیں احادیث کی دوسری کتابوں میں مذکور ہیں۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری زوجہء مبارکہ ہیں ان کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں فرمایا ان کے انتقال کے سال میں مورخین کا اختلاف ہے مگر قول مشہور یہ ہے کہ انہوں نے ۵۱ھ میں بمقام "سرف" وفات پائی جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے زفاف فرمایا تھا، ابن سعد نے واقدی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ۶۱ھ میں وفات پائی، اور ابن اسحاق کا قول ہے کہ سن ۶۳ ہجری ان کے انتقال کا سال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ان کی وفات کے وقت ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما موجود تھے اور انہوں ہی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو قبر میں اتارا، محدث عطاء کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ بی بی میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنازہ میں شریک تھے جب جنازہ اٹھایا گیا تو حضرت عبداللہ ن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بہ آواز بلند فرمایا کہ اے لوگو! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی ہیں تم لوگ ان کے جنازہ کو بہت آہستہ آہستہ لے کر چلو اور ان کی مقدس لاش کو نہ جھنجھوڑو حضرت زید بن اصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضرت بی بی میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مقام سرف میں اسی چھپر کی جگہ میں دفن کیا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو پہلی بار اپنی قربت سے سرفراز فرمایا تھا۔(۲)

۱......المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی باب میمونۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ۴/۱۹، ۴۱۸ دارالکتب العلمیۃ بیروت
......مدارج النبوۃ قسم پنجم باب دوم ۲/۸۴، ۴۸۳ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲...... المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی باب میمونۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ۴/۲۲، ۴۲۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت
......مدارج النبوۃ قسم پنجم باب دوم [illegible] نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ قبیلہ بنی مصطلق کے سردار اعظم حارث بن ضرار کی بیٹی ہیں "غزوہ مریسیع" میں جو کفار مسلمانوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہو کر قیدی بنائے گئے تھے ان ہی قیدیوں میں حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں جب قیدیوں کو لونڈی غلام بنا کر مجاہدین پر تقسیم کر دیا گیا تو حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آئیں انہوں نے ان سے مکاتبت کر لی یعنی یہ لکھ کر دے دیا کہ تم اتنی اتنی رقم مجھے دے دو تو میں تم کو آزاد کر دوں گا، حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے قبیلے کے سردار اعظم حارث بن ضرار کی بیٹی ہوں اور مسلمان ہو چکی ہوں، ثابت بن قیس نے مجھے مکاتبہ بنا دیا ہے مگر میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ میں بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جاؤں اس لئے آپ اس وقت میں میری مالی امداد فرمائیں کیونکہ میرا تمام خاندان اس جنگ میں گرفتار ہو چکا ہے اور ہمارے تمام مال وسامان مسلمانوں کے ہاتھوں میں مال غنیمت بن چکے ہیں اور میں اس وقت بالکل ہی مفلسی و بے کسی کے عالم میں ہوں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی فریاد سن کر ان پر رحم آ گیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اس سے بہتر سلوک تمہارے ساتھ کر دوں تو کیا تم اس کو منظور کر لوگی؟ انہوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ میرے ساتھ اس سے بہتر سلوک کیا فرمائیں گے، آپ نے فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تمہارے بدل کتابت کی تمام رقم میں خود تمہاری طرف سے ادا کر دوں اور پھر تم کو آزاد کر کے میں خود تم سے نکاح کر لوں تاکہ تمہارا خاندانی اعزاز و وقار برقرار رہ جائے یہ سن کر حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادمانی و مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی، انہوں نے اس اعزاز کو خوشی خوشی منظور کر لیا، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدل کتابت کی ساری رقم ادا فرما کر اور ان کو آزاد کر کے اپنی ازواج مطہرات میں شامل فرما لیا اور ام المومنین کے اعزاز سے سرفراز ہو گئیں۔

جب اسلامی لشکر میں یہ خبر پھیلی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرما لیا ہے تو تمام مجاہدین ایک زبان ہو کر کہنے لگے کہ جس خاندان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح فرما لیا اس خاندان کا کوئی فرد لونڈی یا غلام نہیں رہ سکتا، چنانچہ اس خاندان کے جتنے لونڈی غلام، مجاہدین اسلام کے قبضے میں تھے فوراً ہی سب کے سب آزاد کر دیے گئے۔ [1]

یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ فرمایا کرتی تھیں کہ دنیا میں کسی عورت کا نکاح حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح سے بڑھ کر مبارک نہیں ثابت ہوا کیونکہ اس نکاح کی وجہ سے تمام خاندان بنی مصطلق کو غلامی سے نجات حاصل ہوگئی۔(۱)

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میرے قبیلے میں تشریف لانے سے تین رات پہلے میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ مدینہ کی جانب سے ایک چاند چلتا ہوا آیا اور میری گود میں گر پڑا میں نے کسی سے اس خواب کا تذکرہ نہیں کیا لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے نکاح فرمالیا تو میں نے سمجھ لیا کہ یہی اس خواب کی تعبیر ہے۔(۲)

ان کا اصلی نام "برہ" (نیکوکار) تھا لیکن چونکہ اس نام سے بزرگی اور بڑائی کا اظہار ہوتا تھا، اس لئے آپ نے ان کا نام بدل کر "جویریہ" (چھوٹی لڑکی) رکھ دیا یہ بہت ہی عبادت گزار عورت تھیں، نماز فجر سے نماز چاشت تک ہمیشہ اپنے وردووظائف میں مشغول رہا کرتی تھیں۔(۳)

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو بھائی عبداللہ بن حارث اور ان کی ایک بہن عمرہ بنت حارث یہ تینوں بھی مسلمان ہو کر شرفِ صحابیت سے سربلند ہوئے ان کے بھائی عبداللہ بن حارث کے اسلام لانے کا واقعہ بہت ہی تعجب خیز بھی ہے اور دلچسپ بھی، یہ اپنی قوم کے قیدیوں کو چھڑانے کے لئے دربار رسالت میں حاضر ہوئے ان کے ساتھ چند اونٹنیاں اور لونڈی تھی، انہوں نے ان سب کو ایک پہاڑ کی گھاٹی میں چھپا دیا، اور تنہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے، اور اسیران جنگ کی رہائی کے لئے درخواست پیش کی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم قیدیوں کے فدیہ کے لئے کیا لائے ہو؟ انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ تمہاری وہ اونٹنیاں کہاں گئیں؟ اور تمہاری وہ لونڈی کدھر گئی؟ جسے تم فلاں گھاٹی میں چھپا کر آئے ہو، زبان رسالت سے یہ علم غیب کی خبر سن کر عبداللہ بن حارث حیران رہ گئے کہ آخر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میری لونڈی اور اونٹنیوں کی خبر کس طرح ہوگئی، ایک دم ان کے اندھیرے دل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت اور آپ

۱.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب جویریہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ۴/۲۶، ۴۲۴ دار الکتب العلمیہ بیروت
.....مدارج النبوۃ قسم پنجم باب دوم ۲/۴۸۰ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب جویریہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ۴/۴۲۶ دار الکتب العلمیہ بیروت
.....مدارج النبوۃ قسم پنجم باب دوم ۲/۴۸۰ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۳.....مدارج النبوۃ قسم پنجم باب دوم ۲/۴۸۰ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

کی نبوت کا نور چمک اٹھا، اور وہ فوراً ہی کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔(۱)

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سات حدیثیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہیں جن میں سے دو حدیثیں بخاری شریف میں اور دو حدیثیں مسلم شریف میں ہیں باقی تین حدیثیں دوسری کتابوں میں مذکور ہیں، اور حضرت عبداللہ بن عمر و حضرت عبید بن صباح اور ان کے بھتیجے حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔(۲)

۵۰ھ میں پینسٹھ برس کی عمر پا کر انہوں نے مدینہ طیبہ میں وفات پائی اور حاکم مدینہ مروان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یہ جنت البقیع کے قبرستان میں مدفون ہوئیں۔(۳)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان کا اصلی نام زینب تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام "صفیہ" رکھ دیا، یہ یہودیوں کے قبیلہ بنو نضیر کے سردار اعظم حیی بن اخطب کی بیٹی ہیں اور ان کی ماں کا نام 'ضرہ بنت سموئل' ہے یہ خاندان بنی اسرائیل میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور ان کا شوہر کنانہ بن ابی الحقیق بھی بنو نضیر کا رئیس اعظم تھا جو جنگِ خیبر میں قتل ہو گیا۔

محرم ۷ھ میں جب خیبر کو مسلمانوں نے فتح کر لیا اور تمام اسیرانِ جنگ گرفتار کر کے اکٹھا جمع کیے گئے تو اس وقت حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور ایک لونڈی طلب کی آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی پسند سے ان قیدیوں میں سے کوئی لونڈی لے لو، انہوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لے لیا مگر ایک صحابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت صفیہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کی شاہ زادی ہیں، ان کے خاندانی اعزاز کا تقاضہ ہے کہ آپ ان کو اپنی ازواج مطہرات میں شامل فرمالیں، چنانچہ آپ نے ان کو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے لیا اور ان کے بدلے میں انہیں ایک دوسری لونڈی عطا فرمادی پھر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد فرما کر ان سے نکاح فرمالیا، اور جنگِ خیبر سے واپسی میں تین دنوں تک منزل صہبا میں ان کو اپنے

۱۔۔۔۔۔الاستیعاب لابن عبدالبر حرف العین باب عبداللہ بن الحارث الخزاعی ۲۰/۳

۲۔۔۔۔۔المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب جویریہ ام المومنین رضی اللہ عنہا ۴۲۸/۴ دارالکتب العلمیہ بیروت

۔۔۔۔۔مدارج النبوۃ قسم پنجم باب دوم ۴۸۱/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۳۔۔۔۔۔مدارج النبوۃ قسم پنجم باب دوم ۴۸۱/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

خیمہ کے اندر اپنی قربت سے سرفراز فرمایا اور دعوتِ ولیمہ میں کھجور، گھی، پنیر کا مالیدہ صحابہ کرام کو کھلایا، جس کا مفصل تذکرہ جنگ خیبر میں گزر چکا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا پر بہت ہی خصوصی توجہ اور انتہائی کریمانہ عنایت فرماتے تھے اور اس قدر ان کا خیال رکھتے تھے کہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا پر غیرت سوار ہو جایا کرتی تھی۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے حضرت بی بی صفیہ کے بارے میں یہ کہہ دیا کہ ''وہ تو پستہ قد ہے'' تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! تو نے ایسی بات کہہ دی کہ اگر تیرے اس کلام کو دریا میں ڈال دیا جائے تو دریا متغیر ہو جائے گا (یعنی یہ غیبت ہے جو بہت ہی گندی بات ہے) اسی طرح ایک مرتبہ سفر میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا کا اونٹ زخمی ہو گیا اور حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس ایک فاضل اونٹ تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے زینب! تم اپنا اونٹ صفیہ کو دے دو، حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا نے طیش میں آ کر کہہ دیا کہ میں اس یہودیہ کو اپنی کوئی چیز نہیں دوں گی، یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زینب پر اس قدر خفا ہو گئے کہ دو تین ماہ تک ان کے بستر پر آپ نے قدم نہیں رکھا۔(۱)

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا رو رہی ہیں آپ نے رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت عائشہ، حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہما نے یہ کہا ہے کہ ہم دونوں دربار رسالت میں تم سے بہت زیادہ عزت دار ہیں کیونکہ ہمارا خاندان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے صفیہ! تم نے ان دونوں سے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ تم دونوں مجھ سے بہتر کیونکر ہو سکتی ہو، حضرت ہارون علیہ السلام میرے باپ ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام میرے چچا ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے شوہر ہیں۔(۲)

انہوں نے دس حدیثیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہیں جن میں سے ایک

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب صفیہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ۳۲۸،۳۲/۴ دار الکتب العلمیہ بیروت

......مدارج النبوۃ قسم پنجم باب دوم ۴۸۲،۸۳/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب صفیہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ۴۳۵/۴ دار الکتب العلمیہ بیروت

......سنن ترمذی کتاب المناقب باب ازواج النبی ﷺ ۲۲۷/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

حدیث بخاری و مسلم شریف دونوں کتابوں میں ہے اور باقی نو حدیثیں دوسری کتابوں میں درج ہیں۔

ان کی وفات کے سال میں اختلاف ہے واقدی کا قول ہے کہ ۵۰ھ میں ان کی وفات ہوئی اور ابن سعد نے لکھا ہے کہ ۵۲ھ میں ان کا انتقال ہوا، بوقت رحلت ان کی عمر ساٹھ برس کی تھی، یہ بھی مدینہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع میں سپرد خاک کی گئیں۔(۱)

یہ شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ گیارہ ازواج مطہرات ہیں جن پر تمام مورخین کا اتفاق ہے ان میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تو ہجرت سے پہلے ہی انتقال ہو چکا تھا، اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کا لقب ''ام المساکین'' ہے ہم پہلے بھی تحریر کر چکے ہیں کہ نکاح کے دو تین ماہ بعد حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے ہی یہ وفات پا گئی تھیں، حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی رحلت کے وقت آپ کی نو بیویاں موجود تھیں جن میں سے آٹھ کی آپ باریاں مقرر فرماتے رہے، کیونکہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہبہ کر دیا تھا، ان نو مقدس ازواج میں سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی رحلت کے بعد سب سے پہلے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی اور سب کے بعد آخر میں ۶۲ھ یا ۶۳ھ میں حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رحلت فرمائی، ان کی وفات کے بعد دنیا امہات المومنین سے خالی ہو گئی۔

مقدس باندیاں

مذکورہ بالا ازواج مطہرات کے علاوہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار باندیاں بھی تھیں جو آپ کے زیر تصرف تھیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱.....حضرت ماریہ قبطیہ۔۲.....حضرت ریحانہ۔۳.....حضرت نفیسہ۔۴.....باندی صاحبہ۔(رضی اللہ تعالیٰ عنھن)

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان کو مصر و سکندریہ کے بادشاہ مقوقس قبطی نے بارگاہ رسالت میں چند ہدایا اور تحائف کے ساتھ بطور ہبہ کے نذر کیا تھا ان کی ماں رومی تھیں، اور باپ مصری، اسلئے یہ بہت ہی حسین و خوبصورت تھیں یہ حضور

۱.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب صفیۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ۴/۴۳۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت

.....مدارج النبوۃ قسم پنجم باب دوم ۲/۴۸۳ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّ وَلَد ہیں کیونکہ آپ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ہی کے شکم مبارک سے پیدا ہوئے تھے۔

کنیز ہونے کے باوجود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو پردہ میں رکھتے تھے اور ان کے لئے مدینہ طیبہ کے قریب مقام عالیہ میں آپ نے ایک الگ گھر بنوا دیا تھا جس میں یہ رہا کرتی تھیں، اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام ان کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے، واقدی کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زندگی بھر ان کے نان ونفقہ کا انتظام کرتے رہے اور ان کے بعد حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خدمت انجام دیتے رہے یہاں تک کہ ۱۵ھ یا ۱۶ھ میں ان کی وفات ہوگئی، اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے خاص طور پر لوگوں کو جمع فرمایا اور خود ہی ان کی نماز جنازہ پڑھا کر ان کو جنت البقیع میں دفن کیا۔(۱)

حضرت ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ یہود کے خاندان بنو قریظہ سے تھیں گرفتار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں مگر انہوں نے کچھ دنوں تک اسلام قبول نہیں کیا، جس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے ناراض رہا کرتے تھے مگر ناگہاں ایک دن ایک صحابی نے آکر یہ خوشخبری سنائی کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ریحانہ نے اسلام قبول کرلیا، اس خبر سے آپ بے حد خوش ہوئے اور آپ نے ان سے فرمایا کہ اے ریحانہ! اگر تم چاہو تو میں تم کو آزاد کر کے تم سے نکاح کرلوں مگر انہوں نے یہ گزارش کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھے اپنی لونڈی ہی بنا کر رکھیں یہی میرے اور آپ کے حق میں اچھا اور آسان رہے گا۔

یہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے ہی جب آپ حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے ۱۰ھ میں وفات پا کر جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔(۲)

حضرت نفیسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ پہلے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مملوکہ لونڈی تھیں، انہوں نے ان کو حضور علیہ

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب ذکر سراریہ　ج۴، ص۴۵۹،۴۶۱　دارالکتب العلمیہ بیروت
۲......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب ذکر سراریہ　ج۴، ص۴۶۲　دارالکتب العلمیہ بیروت

الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بطور ہبہ کے نذر کر دیا، اور یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاشانہء نبوت میں باندی کی حیثیت سے رہنے لگیں۔(۱)

چوتھی باندی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

مذکورہ بالا باندیوں کے علاوہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک چوتھی باندی صاحبہ بھی تھیں، جن کے بارے میں عام طور پر مورخین نے لکھا ہے کہ ان کا نام معلوم نہیں یہ بھی کسی جہاد میں گرفتار ہو کر بارگاہ اقدس میں آئی تھیں، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باندی بن کر آپ کی صحبت سے سرفراز ہوتی رہیں۔(۲)

اولاد کرام

اس بات پر تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کرام کی تعداد چھ ہے دو فرزند حضرت قاسم وحضرت ابراہیم اور چار صاحبزادیاں حضرت زینب، وحضرت رقیہ وحضرت اُمّ کلثوم وحضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) لیکن بعض مورخین نے یہ بیان فرمایا ہے کہ آپ کے ایک صاحبزادے عبداللہ بھی ہیں جن کا لقب طیب وطاہر ہے اس قول کی بنا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس اولاد کی تعداد سات ہے تین صاحبزادگان اور چار صاحبزادیاں، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قول کو زیادہ صحیح بتایا ہے، اس کے علاوہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس اولاد کے بارے میں دوسرے اقوال بھی ہیں جن کا تذکرہ طوالت سے خالی نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان ساتوں مقدس اولاد میں سے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم سے تولد ہوئے تھے باقی تمام اولاد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئی۔(۳)

اب ہم ان اولاد کرام کے ذکر جمیل پر قدرے تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالتے ہیں۔

۱......المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی	باب ذکر سراریہ	۴۶۳/۴	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۲......المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی	باب ذکر سراریہ	۴۶۳/۴	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۳......المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی	باب ذکر اولادہ الکرام	۳۱۳،۱۴/۴	دار الکتب العلمیۃ بیروت
......مدارج النبوۃ قسم پنجم	باب اول	۴۵۰،۵۱/۲	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ سب سے پہلے فرزند ہیں جو حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آغوش مبارک میں اعلانِ نبوت سے قبل پیدا ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم ان ہی کے نام پر ہے جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ یہ پاؤں پر چلنا سیکھ گئے تھے کہ ان کی وفات ہوگئی اور ابن سعد کا بیان ہے کہ ان کی عمر شریف دو برس کی ہوئی مگر علامہ غلابی کہتے ہیں کہ یہ فقط سترہ ماہ زندہ رہے۔(۱) واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان ہی کا لقب طیب وطاہر ہے اعلانِ نبوت سے قبل مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں وفات پاگئے۔(۲)

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد مبارکہ میں سب سے آخری فرزند ہیں یہ ذوالحجہ ۸ھ میں مدینہ منورہ کے قریب مقام "عالیہ" کے اندر حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم مبارک سے پیدا ہوئے اس لئے مقام عالیہ کا دوسرا نام "مشربہء ابراہیم" بھی ہے۔ان کی ولادت کی خبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقام عالیہ سے مدینہ آکر بارگاہ اقدس میں سنائی، یہ خوشخبری سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انعام کے طور پر حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک غلام عطا فرمایا، اس کے بعد فوراً ہی حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور آپ کو "یَا اَبَا اِبْرَاهِیْمَ" (اے ابراہیم کے باپ) کہہ کر پکارا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے حد خوش ہوئے اور ان کے عقیقہ میں دو مینڈھے آپ نے ذبح فرمائے اور ان کے سر کے بال کے وزن کے برابر چاندی خیرات فرمائی اور ان کے بالوں کو دفن کرادیا، اور "ابراہیم" نام رکھا، پھر ان کو دودھ پلانے کے لئے حضرت "ام سیف" رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد فرمایا ان کے شوہر حضرت ابوسیف رضی

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب ذکر اولادہ الکرام　۳۱۶/۴　دارالکتب العلمیہ بیروت

......مدارج النبوۃ　قسم پنجم　باب اول　۴۵۱/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب ذکر اولادہ الکرام　۳۱۴/۴　دارالکتب العلمیہ بیروت

......مدارج النبوۃ　قسم پنجم　باب اول　[illegible]　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

اللہ تعالیٰ عنہ لوہاری کا پیشہ کرتے تھے۔ آپ کو حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت زیادہ محبت تھی اور کبھی کبھی آپ ان کو دیکھنے کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت ابو سیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر گئے تو یہ وہ وقت تھا کہ حضرت ابراہیم جان کنی کے عالم میں تھے یہ منظر دیکھ کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، اس وقت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ بھی روتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عوف کے بیٹے! یہ میرا رونا ایک شفقت کا رونا ہے، اس کے بعد پھر دوبارہ جب چشمانِ مبارک سے آنسو بہے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ کلمات جاری ہو گئے کہ

اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ یَا اِبْرَاهِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ۔

آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمزدہ ہے مگر ہم وہی بات زبان سے نکالتے ہیں جس سے ہمارا رب خوش ہو جائے اور بلاشبہ اے ابراہیم ہم تمہاری جدائی سے بہت زیادہ غمگین ہیں۔

جس دن حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا اتفاق سے اسی دن سورج میں گرہن لگا، عربوں کے دلوں میں زمانہ جاہلیت کا یہ عقیدہ جما ہوا تھا کہ کسی بڑے آدمی کی موت سے چاند اور سورج میں گرہن لگتا ہے، چنانچہ بعض لوگوں نے یہ خیال کیا کہ غالباً یہ سورج گرہن حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی وجہ سے ہوا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر ایک خطبہ دیا جس میں جاہلیت کے اس عقیدہ کا رد فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰهِ لَا یَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَیَاتِهٖ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْهَا فَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوْا حَتّٰی یَنْجَلِیَ۔(۱)

۱......صحیح بخاری کتاب الجنائز باب قول النبی ﷺ انا بک لمحزونون ۱۷۴/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم کتاب الفضائل رقم الحدیث: ۴۲۷۹
......سنن ابی داود کتاب الجنائز رقم الحدیث: ۲۷۱۹
......صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب الدعاء فی الکسوف ۱۴۵/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم کتاب الکسوف رقم الحدیث: ۱۵۲۳
......مدارج النبوۃ [illegible] پبلشنگ کمپنی لاہور

یقیناً چاند اور سورج اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں کسی کے مرنے یا جینے سے ان دونوں میں گرہن نہیں لگتا جب تم لوگ گرہن دیکھو تو دعائیں مانگو اور نماز کسوف پڑھو، یہاں تک کہ گرہن ختم ہو جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ میرے فرزند ابراہیم نے دودھ پینے کی مدت پوری نہیں کی اور دنیا سے چلا گیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بہشت میں ایک دودھ پلانے والی کو مقرر فرما دیا ہے جو مدتِ رضاعت بھر اس کو دودھ پلاتی رہے گی۔(۱)

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت البقیع میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے پاس دفن فرمایا اور اپنے دست مبارک سے ان کی قبر پر پانی کا چھڑکاؤ کیا۔(۲)

بوقت وفات حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف ۱۷ یا ۱۸ ماہ کی تھی۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سب سے بڑی تھیں، اعلان نبوت سے دس سال قبل جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف تیس سال کی تھی مکہ مکرمہ میں ان کی ولادت ہوئی، یہ ابتداء اسلام ہی میں مسلمان ہو گئیں تھیں، اور جنگ بدر کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ بلا لیا تھا اور یہ ہجرت کر کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئیں۔

اعلانِ نبوت سے قبل ہی ان کی شادی ان کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن ربیع سے ہو گئی تھی، ابوالعاص حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن حضرت ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سفارش سے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ابوالعاص کے ساتھ نکاح فرما دیا تھا حضرت زینب تو مسلمان ہو گئیں تھیں مگر ابوالعاص شرک وکفر پر اڑا رہا، رمضان المبارک ۲ھ میں جب ابوالعاص جنگ بدر سے گرفتار ہو کر مدینہ آئے

---

۱ مدارج النبوۃ قسم پنجم باب اول ۴۵۴/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲ مدارج النبوۃ قسم پنجم باب اول ۴۵۴/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

اس وقت تک حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسلمان ہوتے ہوئے مکہ مکرمہ ہی میں مقیم تھیں، چنانچہ ابوالعاص کو قید سے چھڑانے کے لئے انہوں نے مدینہ میں اپنا وہ ہار بھیجا جو ان کی ماں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو جہیز میں دیا تھا یہ ہار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اشارہ پا کر صحابہ کرام نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس واپس بھیج دیا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوالعاص سے یہ وعدہ لے کر ان کو رہا کر دیا کہ وہ مکہ پہنچ کر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ منورہ بھیج دیں گے۔ چنانچہ ابوالعاص نے اپنے وعدہ کے مطابق حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے بھائی کنانہ کی حفاظت میں "بطن یاجج" تک بھیج دیا ادھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک انصاری کے ساتھ پہلے ہی مقام "بطن یاجج" میں بھیج دیا تھا چنانچہ یہ دونوں حضرات "بطن یاجج" سے اپنی حفاظت میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ منورہ لائے۔

منقول ہے کہ جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئیں تو کفار قریش نے ان کا راستہ روکا، یہاں تک کہ ایک بدنصیب ظالم "ہبار بن الاسود" نے ان کو نیزہ سے ڈرا کر اونٹ سے گرا دیا جس کے صدمہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا، مگر ان کے دیور کنانہ نے اپنے ترکش سے تیروں کو باہر نکال کر یہ دھمکی دی کہ جو شخص بھی حضرت زینب کے اونٹ کا پیچھا کرے گا، وہ میرے ان تیروں سے بچ کر نہ جائے گا، یہ سن کر کفار قریش سہم گئے، پھر سردار مکہ ابوسفیان نے درمیان میں پڑ کر حضرت زینب کے لئے مدینہ منورہ کی روانگی کے لئے راستہ صاف کرا دیا۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہجرت کرنے میں یہ دردناک مصیبت پیش آئی اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے فضائل میں یہ ارشاد فرمایا کہ

هِیَ اَفْضَلُ بَنَاتِیْ اُصِیْبَتْ فِیَّ...... یعنی میری بیٹیوں میں اس اعتبار سے بہت ہی زیادہ فضیلت والی ہیں کہ میری جانب ہجرت کرنے میں اتنی بڑی مصیبت اٹھائی۔

اس کے ابوالعاص محرم ۷ھ میں مسلمان ہو کر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کر کے چلے آئے اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ رہنے لگے۔(۱)

۸ھ میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوگئی اور حضرت ام ایمن و حضرت سودہ بنت

۱...... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی	باب ذکر اولادہ الکرام	۴/۳۱۸،۱۹	دار الکتب العلمیہ بیروت
...... مدارج النبوۃ	قسم ..	باب ..	۲/۴۵۵	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

زمعہ وحضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھن نے ان کو غسل دیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کفن کے لئے اپنا تہبند شریف عطا فرمایا اور اپنے دست مبارک سے ان کو قبر میں اتارا۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد میں ایک لڑکا جس کا نام ''علی'' اور ایک لڑکی حضرت ''امامہ'' تھیں ''علی'' کے بارے میں ایک روایت ہے کہ اپنی والدہ ماجدہ کی حیات ہی میں بلوغ کے قریب پہنچ کر وفات پا گئے لیکن ابن عساکر کا بیان ہے کہ نسب ناموں کے بیان کرنے والے بعض علماء نے یہ ذکر کیا ہے کہ یہ جنگ یرموک میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔(۱)

حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑی محبت تھی آپ ان کو اپنے دوش مبارک پر بٹھا کر مسجد نبوی میں تشریف لے جاتے تھے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ کے ایک حلہ بھیجا جس کے ساتھ سونے کی ایک انگوٹھی بھی تھی جس کا نگینہ حبشی تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ انگوٹھی حضرت امامہ کو عطا فرمائی۔

اسی طرح ایک مرتبہ ایک بہت ہی خوبصورت سونے کا ہار کسی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نذر کیا جس کی خوبصورتی کو دیکھ کر تمام ازواج مطہرات حیران رہ گئیں آپ نے اپنی مقدس بیویوں سے فرمایا کہ میں یہ ہار اس کو دوں گا جو میرے گھر والوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے، تمام ازواج مطہرات نے یہ خیال کر لیا یقیناً یہ ہار بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا فرمائیں گے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قریب بلایا اور اپنی پیاری نواسی کے گلے میں اپنے دست مبارک سے یہ ہار ڈال دیا۔(۲)

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ اعلان نبوت سے سات برس پہلے جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف کا تینتیسواں سال تھا پیدا ہوئیں، اور ابتداء اسلام ہی میں مشرف بہ اسلام ہو گئیں، پہلے ان کا نکاح ابولہب کے بیٹے ''عتبہ'' سے ہوا تھا، لیکن ابھی ان کی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ ''سورہ تبت یدا'' نازل ہو گئی، ابولہب قرآن

۱۔ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب ذکر اولادہ الکرام، ۳۱۸،۲۱/۴، دار الکتب العلمیہ بیروت
۔۔ مدارج النبوۃ، قسم پنجم، باب اول، ۴۵۷/۲، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
۲۔ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب ذکر اولادہ الکرام، [illegible]، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں اپنی اس دائمی رسوائی کا بیان سن کر غصہ میں آگ بگولہ ہوگیا، اور اپنے بیٹے عتبہ کو مجبور کر دیا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دے دے، چنانچہ عتبہ نے طلاق دے دی۔

اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا، نکاح کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لے کر مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر حبشہ سے مکہ واپس آ کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ اور یہ میاں بیوی دونوں ''صاحب الہجرتین'' (دو ہجرتوں والے) کے معزز لقب سے سرفراز ہوگئے۔

جنگ بدر کے دنوں میں حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت سخت بیمار تھیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگ بدر میں شریک ہونے سے روک دیا۔ اور یہ حکم دیا کہ وہ حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیمارداری کریں، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس دن جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح مبین کی خوشخبری لے کر مدینہ پہنچے اسی دن حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیس سال کی عمر پا کر وفات پائی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ بدر کے سبب سے ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو سکے،

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ جنگ بدر میں شریک نہ ہوئے لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو جنگ بدر کے مجاہدین میں شمار فرمایا، اور جنگ بدر کے مال غنیمت میں سے ان کو مجاہدین کے برابر حصہ بھی عطا فرمایا، اور شرکاء جنگ بدر کے برابر اجر عظیم کی بشارت بھی دی۔

حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم مبارک سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک فرزند بھی پیدا ہوئے تھے، جن کا نام ''عبداللہ'' تھا، یہ اپنی ماں کے بعد ۴ھ میں چھ برس کی عمر پا کر انتقال کر گئے۔(۱) رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ پہلے ابولہب کے بیٹے ''عتیبہ'' کے نکاح میں تھیں لیکن ابولہب کے مجبور کر دینے سے بدنصیب

۱۔ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب ذکر اولادہ الکرام، ۳۲۲،۳۲۳/۴، دار الکتب العلمیہ بیروت
مدارج النبوۃ، قسم پنجم، باب اول، ۲/۵۸۸-۵۷، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

عتیبہ نے ان کو رخصتی کے قبل ہی طلاق دے دی اور اس ظالم نے بارگاہ نبوت میں انتہائی گستاخی بھی کی، یہاں تک کہ بدزبانی کرتے ہوئے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھپٹ پڑا، اور آپ کے مقدس پیراہن کو پھاڑ ڈالا اس گستاخ کی بے ادبی سے آپ کے قلب نازک پر انتہائی رنج وصدمہ گزرا اور جوش غم میں آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل پڑے کہ

''یا اللہ! اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو اس پر مسلط فرمادے۔''

اس دعاء نبوی کا یہ اثر ہوا کہ ابولہب اور عتیبہ دونوں تجارت کے لئے ایک قافلہ کے ساتھ ملک شام گئے اور مقام ''زرقا'' میں ایک راہب کے پاس رات میں ٹھہرے راہب نے قافلہ والوں کو بتایا کہ یہاں درندے بہت ہیں آپ لوگ ذرا ہوشیار ہو کر سوئیں، یہ سن کر ابولہب نے قافلہ والوں سے کہا کہ ''اے لوگو! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میرے بیٹے عتیبہ کے لئے ہلاکت کی دعا کر دی ہے لہٰذا تم لوگ تمام تجارتی سامانوں کو اکٹھا کر کے اس کے اوپر عتیبہ کا بستر لگا دو، اور سب لوگ اس کے ارد گرد چاروں طرف سو رہو، تاکہ میرا بیٹا درندوں کے حملہ سے محفوظ رہے، چنانچہ قافلوں والوں نے عتیبہ کی حفاظت کا پورا پورا بندوبست کیا، لیکن رات میں بالکل ناگہاں ایک شیر آیا اور سب کو سونگھتے ہوئے کود کر عتیبہ کے بستر پر پہنچا اور اس کے سر کو چبا ڈالا، لوگوں نے ہر چند شیر کو تلاش کیا مگر کچھ بھی پتا نہیں چل سکا کہ یہ شیر کہاں سے آیا تھا؟ اور کدھر چلا گیا۔(۱)

خدا کی شان دیکھیے کہ ابولہب کے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتیبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں شہزادیوں کو اپنے باپ کے مجبور کرنے سے طلاق دے دی، مگر عتبہ نے چونکہ بارگاہ نبوت میں کوئی گستاخی اور بے ادبی نہیں کی تھی، اسلئے وہ قہر الٰہی میں مبتلا نہیں ہوا، بلکہ فتح مکہ کے دن اس نے اور اس کے ایک دوسرے بھائی ''معتب'' دونوں نے اسلام قبول کرلیا اور دست اقدس پر بیعت کر کے شرف صحابیت سے سرفراز ہو گئے اور ''عتیبہ'' نے اپنی خباثت سے چونکہ بارگاہ اقدس میں گستاخی وبے ادبی کی تھی اس لئے وہ قہر قہار وغضب جبار میں گرفتار ہو کر کفر کی حالت میں ایک خونخوار شیر کے حملہ کا شکار بن گیا۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ)

حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ربیع الاول ۳ھ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ

۱۔۔۔۔المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب ذکر اولادہ الکرام ۳۲۵،۲۶/۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت
۔۔۔۔مدارج النبوۃ قسم پنجم باب اول ۴۵۸،۵۹/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

وآلہ وسلم نے حضرت بی بی ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کر دیا مگر ان کے شکم مبارک سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، شعبان المعظم ۹ھ میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، اور یہ جنۃ البقیع میں مدفون ہوئیں۔(۱)

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے چھوٹی مگر سب سے زیادہ پیاری اور لاڈلی شہزادی ہیں، ان کا نام "فاطمہ" اور لقب "زہرا" اور "بتول" ہے، ان کی پیدائش کے سال میں علماء مورخین کا اختلاف ہے، ابوعمر کا قول ہے کہ اعلان نبوت کے پہلے سال جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف اکتالیس برس کی تھی، یہ پیدا ہوئیں اور بعض نے لکھا ہے کہ اعلان نبوت سے ایک سال قبل ان کی ولادت ہوئی، اور علامہ ابن الجوزی نے یہ تحریر فرمایا کہ اعلان نبوت سے ایک سال قبل ان کی ولادت ہوئی، اور علامہ ابن الجوزی نے یہ تحریر فرمایا کہ اعلان نبوت سے پانچ سال قبل ان کی پیدائش ہوئی، واللہ تعالیٰ اعلم (۲)

اللہ اکبر! ان کے فضائل ومناقب کا کیا کہنا ؟ ان کے مراتب ودرجات کے حالات سے کتب احادیث کے صفحات مالا مال ہیں جن کا تذکرہ ہم نے اپنی کتاب "حقانی تقریریں" میں تحریر کر دیا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ سیدۃ النساء العالمین (تمام جہان کی عورتوں کی سردار) اور سیدۃ نساء اہل الجنۃ (اہل جنت کی تمام عورتوں کی سردار) ہیں ان کے حق میں ارشاد نبوی ہے کہ فاطمہ میری بیٹی میرے بدن کی ایک بوٹی ہے جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔(۳)

۲ھ میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح ہوا، اور ان کے شکم مبارک سے تین

۱..... المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی باب ذکر اولادہ الکرام ۳۲۷/۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت

۲..... المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی باب ذکر اولادہ الکرام ۳۳۱/۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت

۳..... سنن الکبریٰ للنسائی ۲۵۱/۴

سنن ترمذی کتاب المناقب باب مناقب حسن والحسین ۲۱۷/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

سنن ترمذی کتاب المناقب باب ماجاء فضل فاطمۃ بنت محمد ﷺ ۲۲۶/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

..... مشکوۃ المصابیح کتاب المناقب باب مناقب ... ۵۶۸/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

صاحبزادگان حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تین صاحبزادیوں زینب وام کلثوم ورقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی ولادت ہوئی، حضرت محسن ورقیہ تو بچپن ہی میں وفات پا گئے، ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا، جن کے شکم مبارک سے آپ کے ایک فرزند حضرت زید اور ایک صاحبزادی حضرت رقیہ کی پیدائش ہوئی، اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔(۱)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کا حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قلب مبارک پر بہت ہی جانکاہ صدمہ گزرا، چنانچہ وصال اقدس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کبھی ہنستی ہوئی نہیں دیکھی گئیں، یہاں تک کہ وصال نبوی کے چھ ماہ بعد ۳ رمضان ۱۱ھ منگل کی رات میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا، حضرت علی یا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نماز جنازہ پڑھائی اور سب سے زیادہ صحیح اور مختار قول یہی ہے کہ جنۃ البقیع میں مدفون ہوئیں۔(۲)

چچاؤں کی تعداد

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچاؤں کی تعداد میں مورخین کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک ان کی تعداد نو، بعض نے کہا کہ دس، اور بعض کا قول ہے کہ گیارہ، مگر صاحب مواہب لدنیہ نے "ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ" سے نقل کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کے علاوہ عبدالمطلب کے بارہ بیٹے تھے جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱......حارث ۔۲......ابوطالب ۔ ۳......زبیر ۔۴......حمزہ ۔۵......عباس ۔۶......ابولہب ۷......غیداق ۔۸......مقوم ۔۹......ضرار ۔۱۰......قثم ۔۱۱......عبدالکعبہ ۔۱۲......جحل ۔

ان میں سے صرف حضرت حمزہ وحضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسلام قبول کیا، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی طاقتور اور بہادر تھے ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسد اللہ واسد الرسول (اللہ و رسول کا شیر) کے معزز و ممتاز لقب سے سرفراز فرمایا یہ ۳ھ میں جنگ احد کے اندر شہید ہو کر "سید الشہداء" کے لقب سے مشہور ہوئے اور مدینہ منورہ سے تین میل دور خاص جنگ احد کے

---

۱ مدارج النبوۃ قسم پنجم باب اول ۲/۴۶۰ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب ذکر اولادہ الکرام ۴/۳۴۱،۳۴۰ دارالکتب العلمیۃ بیروت
۲ مدارج النبوۃ قسم پنجم باب اول نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

میدان میں آپ کا مزار پرانوار زیارت گاہ عالم اسلام ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اور ان کی اولاد کے بارے میں بہت سی بشارتیں دیں اور اچھی اچھی دعائیں بھی فرمائی ہیں۔

۳۲ھ یا ۳۳ھ میں ستاسی یا اٹھاسی برس کی عمر پا کر وفات پائی اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔(۱)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھیاں

آپ کی پھوپھیوں کی تعداد چھ ہے جن کے نام درج ذیل ہیں۔

۱......عاتکہ۔۲......امیمہ۔۳......ام حکیم۔۴...... برہ۔۵......صفیہ۔۶......اروی۔

ان میں سے تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کیا، یہ زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہیں، یہ بہت ہی بہادر اور حوصلہ مند خاتون تھیں، غزوہ خندق میں انہوں نے ایک مسلح اور حملہ آور یہودی کو تنہا ایک چوب سے مار کر قتل کر دیا تھا جس کا تذکرہ غزوہ خندق میں گزر چکا، اور یہ بھی روایت ہے کہ جنگ احد میں جب مسلمانوں کا لشکر بکھر چکا تھا، یہ اکیلی کفار پر نیزہ چلاتی رہیں، یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی غیر معمولی شجاعت پر انتہائی تعجب ہوا، اور آپ نے ان کے فرزند حضرت زبیر کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا کہ ذرا اس عورت کی بہادری اور جان نثاری تو دیکھو، ۲۰ھ میں تہتر برس کی عمر پا کر مدینہ منورہ میں وفات پا کر جنۃ البقیع میں دفن ہوئیں۔(۲)

حضرت صفیہ کے علاوہ اروی و عاتکہ و امیمہ کے اسلام میں مورخین کا اختلاف ہے بعضوں نے ان تینوں کو مسلمان تحریر کیا ہے اور بعضوں کے نزدیک ان کا اسلام ثابت نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔(۳)

خدامِ خاص

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، الفصل الرابع فی اعمامہ، ۴/۶۵،۴۶۴، دار الکتب العلمیہ بیروت

......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب ذکر بعض مناقب العباس، ۴/۸۶،۴۸۵، دار الکتب العلمیہ بیروت

......مدارج النبوۃ، قسم پنجم، باب سوم، ۲/۹۳،۴۹۰، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب ذکر بعض مناقب العباس، ۴/۹۰،۴۸۸، دار الکتب العلمیہ بیروت

......مدارج النبوۃ، قسم پنجم، باب سوم، ۲/۹۰،۴۸۹، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۳......شرح الزرقانی علی المواہب، باب ذکر بعض مناقب العباس، ۴/۹۲،۴۹۰، دار الکتب العلمیہ بیروت

یوں تو تمام ہی صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع نبوت کے پروانے تھے اور انتہائی جان نثاری کے ساتھ آپ کی خدمت گزاری کے لئے سبھی تن من دھن سے حاضر رہتے تھے مگر پھر بھی چند ایسے خوش نصیب ہیں جن کا شمار حضور تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصوصی خدام میں ہے، ان خوش بختوں کی مقدس فہرست میں مندرجہ ذیل صحابہ کرام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱......حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ مشہور وممتاز خادم ہیں، انہوں نے دس برس مسلسل ہر سفر وحضر میں آپ کی وفادارانہ خدمت گزاری کا شرف حاصل کیا ہے ان کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص طور پر یہ دعا فرمائی تھی کہ۔

اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ ......یعنی اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں کثرت عطا فرما، اور اس کو جنت میں داخل فرما۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ کی ان تین دعاؤں میں سے دو دعاؤں کی مقبولیت کا جلوہ تو میں نے دیکھ لیا کہ ہر شخص کا باغ سال میں ایک مرتبہ پھلتا ہے اور میرا باغ سال میں دو مرتبہ پھلتا ہے، اور پھلوں میں مشک کی خوشبو آتی ہے اور میری اولاد کی تعداد ایک سو چھ ہے جس میں ستر لڑکے اور باقی لڑکیاں ہیں، اور میں امید رکھتا ہوں کہ میں تیسری دعا کا جلوہ بھی ضرور دیکھوں گا، یعنی جنت میں داخل ہو جاؤں گا، انہوں نے دو ہزار دو سو چھیاسی حدیثیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہیں، اور حدیث میں ان کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے ان کی عمر سو برس سے زائد ہوئی، بصرہ میں ۹۱ھ یا ۹۲ھ یا ۹۳ھ میں وفات پائی۔(۱)

۲......حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وضو کرانے کی خدمت انجام دیتے تھے، یعنی پانی اور مسواک وغیرہ کا انتظام کرتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو جنت کی بشارت دی تھی، ۶۳ھ میں وفات پائی۔(۲)

۳......حضرت ایمن بن ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ! حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ایک چھوٹی مشک جس سے آپ استنجا اور وضو فرمایا کرتے تھے ہمیشہ آپ ہی کی تحویل میں رہا کرتی تھی یہ جنگ حنین کے

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب فی خدمہ ﷺ　۵۰۶،۰۷/۴　دار الکتب العلمیہ بیروت
مدارج النبوۃ　قسم پنجم　باب چہارم ملخصا　۴۹۵،۹۶/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب فی خدمہ ﷺ　[illegible]　دار الکتب العلمیہ بیروت

دن شہادت سے سرفراز ہوئے۔(۱)

۴......حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ نعلین شریفین اور وضو کا برتن اور مسند و مسواک اپنے پاس رکھتے تھے اور سفر و حضر میں ہمیشہ یہ خدمت انجام دیا کرتے تھے ساٹھ برس سے زیادہ عمر پا کر ۳۲،۳۳ھ میں بعض کا قول ہے کہ مدینہ میں اور بعض کے نزدیک کوفہ میں وصال فرمایا۔(۲)

۵......حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کے خچر کی لگام تھامے رہتے تھے، قرآن مجید اور فرائض کے علوم میں بہت ہی ماہر تھے اور اعلیٰ درجہ کے فصیح خطیب اور شعلہ بیان شاعر تھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حکومت کے دور میں ان کو مصر کا گورنر بنا دیا تھا، ۵۸ھ میں مصر کے اندر ہی ان کا وصال ہوا۔(۳)

۶......حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹ پر کجاوہ باندھنے کی خدمت انجام دیا کرتے تھے۔(۴)

۷......حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ بہت ہی قدیم الاسلام صحابی ہیں انتہائی تارک الدنیا اور عابد و زاہد تھے اور دربار نبوت کے بہت ہی خاص خادم تھے، ان کے فضائل میں چند حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں ۳۱ھ میں مدینہ منورہ سے کچھ دور "ربذہ" نامی گاؤں میں ان کا وصال ہوا، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔(۵)

۸......حضرت مہاجر مولیٰ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! یہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ غلام تھے، شرف صحابیت کے ساتھ ساتھ پانچ برس تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کا بھی شرف حاصل کیا، بہت ہی بہادر مجاہد بھی تھے، مصر کو فتح کرنے والی فوج میں شامل

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب فی خدمہ ﷺ　۵۰۸/۴　دارالکتب العلمیۃ بیروت

۲......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب فی خدمہ ﷺ　۵۰۸،۰۹/۴　دارالکتب العلمیۃ بیروت

......مدارج النبوۃ　قسم پنجم　باب چہارم　۴۹۵/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۳......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب فی خدمہ ﷺ　۵۱۰،۱۱/۴　دارالکتب العلمیۃ بیروت

۴......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب فی خدمہ ﷺ　۵۱۱/۴　دارالکتب العلمیۃ بیروت

......مدارج النبوۃ　قسم پنجم　باب چہارم　۴۹۶/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۵......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب فی خدمہ ﷺ　۵۱۴/۴　دارالکتب العلمیۃ بیروت

......مدارج النبوۃ　قسم پنجم　باب چہارم　۴۹۷/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

تھے، کچھ دنوں تک مصر میں رہے، پھر "طحا" چلے گئے، اور وہاں اپنی وفات تک مقیم رہے۔(۱)

۹......حضرت حنین مولیٰ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما! یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام تھے اور دن رات آپ کی خدمت کرتے تھے، پھر آپ نے انہیں اپنے چچا حضرت عباس کو عطا فرمادیا، اور یہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ہو گئے، لیکن چند ہی دنوں کے بعد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اس لئے آزاد کردیا تاکہ یہ دن رات بارگاہ نبوت میں حاضر رہیں اور خدمت کرتے رہیں۔(۲)

۱۰......حضرت نعیم بن ربیعہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ بھی خادمان بارگاہ رسالت کی فہرست خاص میں شمار کیے جاتے ہیں۔(۳)

۱۱......حضرت ابوالحمراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ! ان کا نام ہلال بن الحارث تھا، یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام اور خادم خاص ہیں وفات نبوی کے بعد یہ مدینہ سے "حمص" چلے گئے تھے اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔(۴)

۱۲......حضرت ابوالسمح رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام تھے پھر آپ نے ان کو آزاد فرمادیا مگر یہ دربار نبوت سے جدا نہیں ہوئے، بلکہ ہمیشہ خدمت گزاری میں مصروف رہے حضور علیہ السلام کو اکثر یہی غسل کرایا کرتے تھے ان کا نام "ایاد" تھا۔(۵)

خصوصی محافظین

کفار چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانی دشمن تھے اور ہر وقت اس تاک میں لگے رہتے تھے کہ اگر اک ذرا بھی موقع مل جائے تو آپ کو شہید کر ڈالیں بلکہ بارہا قاتلانہ حملہ بھی کر چکے تھے،

---

۱ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب فی خدمہ ﷺ ۵۱۴/۴ دارالکتب العلمیہ بیروت
......مدارج النبوۃ قسم پنجم باب چہارم ۴۹۸/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب فی خدمہ ﷺ ۵۱۴،۱۵/۴ دارالکتب العلمیہ بیروت
مدارج النبوۃ قسم پنجم باب چہارم ۴۹۸/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۳......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب فی خدمہ ﷺ ۵۱۴،۱۵/۴ دارالکتب العلمیہ بیروت
......مدارج النبوۃ قسم پنجم باب چہارم ۴۹۸/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۴......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب فی خدمہ ﷺ ۵۱۵/۴ دارالکتب العلمیہ بیروت
مدارج النبوۃ قسم پنجم باب چہارم ۴۹۸/۲ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۵ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب فی خدمہ ﷺ ۵۱۵،۱۶/۴ دارالکتب العلمیہ بیروت

اسلئے کچھ جان نثار صحابہ باری باری سے راتوں کو آپ کی مختلف خواب گاہوں اور قیام گاہوں کا شمشیر بکف ہوکر پہرہ دیا کرتے تھے، یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب کہ یہ آیت نازل ہوگئی کہ

وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ۔یعنی اللہ تعالیٰ، آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔

اس آیت کے نزول کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب پہرہ دینے کی کوئی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمالیا ہے کہ وہ مجھ کو میرے تمام دشمنوں سے بچائے گا ان جان نثار پہرہ داروں میں چند خوش نصیب صحابہ کرام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں جن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

۱...... حضرت ابوبکر صدیق ۔۲......حضرت سعد بن معاذ انصاری ۔۳ .....حضرت محمد بن مسلمہ ۔۴......حضرت ذکوان بن عبداللہ ۔۵......حضرت زبیر بن العوام ۔۶ ......حضرت سعد بن ابی وقاص ۔۷......حضرت عباد بن بشر ۸......حضرت ابوایوب انصاری ۔۹......حضرت بلال ۔۱۰......حضرت مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) (۱)

کاتبینِ وحی

جو صحابہ کرام قرآن کی نازل ہونے والی آیتوں اور دوسری خاص خاص تحریروں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق لکھا کرتے تھے ان معتمد کاتبوں میں خاص طور پر مندرجہ ذیل حضرات قابل ذکر ہیں۔

۱......حضرت ابوبکر صدیق ۔۲......حضرت عمر فاروق ۔۳......حضرت عثمان غنی ۔۴......حضرت علی المرتضیٰ ۔۵......حضرت طلحہ بن عبیداللہ ۔۶ ......حضرت سعد بن ابی وقاص ۔۷......حضرت زبیر بن العوام ۔۸......حضرت عامر بن فہیرہ ۔۹......حضرت ثابت بن قیس ۔۱۰......حضرت حنظلہ بن ربیع ۱۱......حضرت زید بن ثابت ۔۱۲......حضرت ابی بن کعب ۔۱۳......حضرت امیر معاویہ ۔۱۴......حضرت ابوسفیان ۔(رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) (۲)

دربارِ نبوت کے شُعراء

یوں تو بہت سے صحابہ کرام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و ثنا میں قصائد لکھنے کی سعادت

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب فی خدمہ ﷺ　۵۱۹،۴۲/۴　دارالکتب العلمیۃ بیروت

......مدارج النبوۃ　قسم دوم　باب دہم　ملخصاً　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲......مدارج النبوۃ　قسم دوم　باب [illegible]　[illegible]　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

سے سرفراز ہوئے مگر دربارِ نبوی کے مخصوص شعراء کرام تین ہیں جو نعت گوئی کے ساتھ ساتھ کفار کے شاعرانہ حملوں کا اپنے قصائد کے ذریعہ دنداں شکن جواب بھی دیا کرتے تھے۔

۱......حضرت کعب بن مالک انصاری سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یہ جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے معتوب ہوئے، مگر پھر ان کی توبہ کی مقبولیت قرآن مجید میں نازل ہوئی۔ ان کا بیان ہے کہ ہم لوگوں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ مشرکین کی ہجو کرو کیونکہ مومن اپنی جان اور مال سے جہاد کرتا رہتا ہے اور تمہارے اشعار گویا کفار کے حق میں تیروں کی مار کے برابر ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سلطنت کے دور میں ان کی وفات ہوئی۔

۲......حضرت عبداللہ بن رواحہ انصاری خزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کے فضائل ومناقب میں چند احادیث بھی ہیں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ''سید الشعراء'' کا لقب عطا فرمایا تھا، یہ جنگ موتہ میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔

۳......حضرت حسان بن ثابت بن منذر بن عمرو انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ

یہ دربارِ رسالت کے شعراء کرام میں سب سے زیادہ مشہور ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی کہ

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ......یعنی یا اللہ! حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعہ ان کی مدد فرما، اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب تک یہ میری طرف سے کفارِ مکہ کو اپنے اشعار کے ذریعہ جواب دیتے رہتے ہیں، اس وقت تک حضرت جبریل علیہ السلام ان کے ساتھ رہا کرتے ہیں، ایک سو بیس برس کی عمر پا کر ۵۴ھ میں وفات پائی، ساٹھ برس کی عمر زمانہ جاہلیت میں گزاری اور ساٹھ برس کی عمر خدمتِ اسلام میں صرف کی، یہ ایک تاریخی لطیفہ ہے کہ ان کی اور ان کے والد ''ثابت'' اور ان کے دادا ''منذر'' اور پر دادا ''حرام'' سب کی عمریں ایک سو بیس برس کی ہوئیں۔(۱)

خصوصی مؤذنین

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصوصی مؤذنوں کی تعداد چار ہے۔

---

۱ المواہب اللدنیۃ [illegible] باب [illegible] دار الکتب العلمیۃ بیروت

۱......حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲......حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نابینا، یہ دونوں مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے موذن ہیں۔

۳......حضرت سعد بن عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ''سعد قرظ'' کے لقب سے مشہور ہیں، یہ مسجد قبا کے موذن ہیں۔

۴......حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں اذان پڑھا کرتے تھے۔(۱)

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

سوالات

انیسواں باب

سوال نمبر 1......حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ازواج مطہرات کی تعداد کتنی تھی؟ کون کونسی ازواج مطہرات نے آپ کی ظاہری حیات طیبہ میں وصال فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے وقت کتنی اور کونسی ازواج مطہرات حیات تھیں۔؟

سوال نمبر 2......حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیگر ازواج مطہرات پر کونسی دس فضیلتیں حاصل ہیں۔؟

سوال نمبر 3...... ازواج مطہرات کے سنینِ وفات تحریر کریں۔؟

سوال نمبر 4......حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی مقدس باندیوں اور اولاد کرام کی تعداد بتائیں نیز ان کے اسمائے گرامی بتلائیں۔؟

سوال نمبر 5......مصنف نے جن کاتبین وحی کا ذکر کیا ہے ان کے نام بتائیں۔

☆☆☆..................☆☆☆..................☆☆☆

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی [illegible] دار الکتب العلمیہ بیروت

بیسواں باب

معجزاتِ نبوّت

صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر!
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

فرش تا عرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

☆☆☆ .... ☆☆☆ .... ☆☆☆

معجزہ کیا ہے؟

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ان کی نبوت کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے کسی ایسی تعجب خیز چیز کا ظاہر ہونا جو عادۃً نہیں ہوا کرتی، اسی خلاف ظاہر ہونے والی چیز کا نام معجزہ ہے۔

معجزہ چونکہ نبی کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے ایک خداوندی نشان ہوا کرتا ہے اس لئے معجزہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ خارقِ عادت ہو، یعنی ظاہری علل واسباب اور عادات جاریہ کے بالکل ہی خلاف ہو، ورنہ ظاہر ہے کہ کفار اس کو دیکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ یہ تو فلاں سبب سے ہوا ہے اور ایسا تو ہمیشہ عادۃً ہوا ہی کرتا ہے، اس بنا، پر معجزہ کے لئے یہ لازمی شرط ہے بلکہ یہ معجزہ کے مفہوم میں داخل ہے کہ وہ کسی نہ کسی اعتبار سے اسباب عادیہ اور عادات جاریہ کے خلاف ہو اور ظاہری اسباب وعلل کے عمل دخل سے بالکل ہی بالاتر ہو تا کہ اس کو دیکھ کر کفار یہ ماننے پر مجبور ہو جائیں کہ چونکہ اس چیز کا کوئی ظاہری سبب بھی نہیں ہے اور عادۃً کبھی ایسا ہوا بھی نہیں کرتا، اسلئے بلاشبہ اس چیز کا کسی شخص سے ظاہر ہونا انسانی طاقتوں سے بالاتر کارنامہ ہے، لہٰذا یقیناً یہ شخص اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا اور اس کا نبی ہے۔

معجزات کی چار قسمیں

جب معجزہ کے لئے یہ ضروری اور لازمی شرط ہے، کہ وہ کسی نہ کسی لحاظ سے انسانی طاقتوں سے بالاتر اور عادات جاریہ کے خلاف ہو، اس بنا پر اگر بغور دیکھا جائے تو خارقِ عادت ہونے کے اعتبار سے معجزات کی چار قسمیں ملیں گی، جو حسب ذیل ہیں۔

اول: بذات خود وہ چیز ہی ایسی ہو جو ظاہری اسباب وعادات کے بالکل ہی خلاف ہو جیسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھا دینا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ بن کر جادوگروں کے سانپوں کو نگل جانا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کر دینا، وغیرہ وغیرہ۔

دوم: بذات خود وہ چیز تو خلاف عادت نہیں ہوتی مگر کسی خاص وقت پر بالکل ہی ناگہاں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ظہور ہو جانا اس اعتبار سے یہ چیز خارق عادت ہو جایا کرتی ہے لہٰذا یہ بھی معجزہ ہی کہلائے گا، مثلاً جنگ خندق میں اچانک ایک خوفناک آندھی کا آجانا جس سے کفار کے خیمے اُکھڑ اُکھڑ کر اُڑ گئے اور بھاری بھاری دیگیں چولھوں پر سے الٹ پلٹ کر دور جا گر پڑیں، یا جنگِ بدر میں تین سو تیرہ مسلمانوں کے مقابلہ میں کفار کا ایک ہزار لشکر جرار کا مکمل طور پر مسلح تھے، شکست

کھا کر مقتول و گرفتار ہو جانا ظاہر ہے کہ آندھی کا آنا، یا کسی لشکر کا شکست کھا جانا، یہ بذات خود کوئی خلاف عادت بات نہیں ہے بلکہ یہ تو ہمیشہ ہوا ہی کرتا ہے، لیکن اس ایک خاص موقع پر جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تائید ربانی کی خاص ضرورت محسوس ہوئی بغیر کسی ظاہری سبب کے بالکل ہی اچانک آندھی کا آ جانا اور کفار کا باوجود کثرت تعداد کے قلیل مسلمانوں سے شکست کھا جانا اس کو تائید خداوندی اور غیبی امداد و نصرت کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا، اس لحاظ سے یقیناً یہ عادت جاریہ کے خلاف اور ظاہری اسباب و علل سے بالاتر ہے، لہٰذا یہ بھی یقیناً معجزہ ہے۔

سوم: ایک صورت یہ بھی ہے کہ نہ تو بذات خود وہ واقعہ خلاف عادت ہوتا ہے نہ اس کے ظاہر ہونے کے وقت خاص میں خلاف عادت کوئی بات ہوتی ہے مگر اس واقعہ کے ظاہر ہونے کا طریقہ بالکل ہی نادر الوجود، اور خلاف عادت ہوا کرتا ہے، مثلاً انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں سے بالکل ہی ناگہاں پانی کا برسنا، بیماروں کا شفایاب ہو جانا، آفتوں کا ٹل جانا۔

ظاہر ہے کہ یہ باتیں نہ تو خلاف عادت ہیں، نہ ان کے ظاہر ہونے کا کوئی خاص وقت ہے بلکہ یہ باتیں تو ہمیشہ ہوا ہی کرتی ہیں، لیکن جن طریقوں اور جن اسباب سے یہ چیزیں وقوع پذیر ہوئیں کہ ایک دم ناگہاں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی اور بالکل ہی اچانک یہ چیزیں ظہور میں آ گئیں، اس اعتبار سے یقیناً بلاشبہ یہ ساری چیزیں خارق عادت اور ظاہری اسباب سے الگ اور بالاتر ہیں، لہٰذا یہ چیزیں بھی معجزہ ہی کہلائیں گے۔

چہارم: کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نہ تو خود واقعہ عادات جاریہ کے خلاف ہوتا ہے، نہ اس کا طریقہ ظہور خارق عادت ہوتا ہے، لیکن بلا کسی ظاہری سبب کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعہ کا قبل از وقت علم غیب حاصل ہو جانا، اور واقعہ کے وقوع سے پہلے ہی نبی کا اس واقعہ کی خبر دے دینا یہ خلاف عادت ہوتا ہے، مثلاً حضرات انبیاء علیہم السلام نے واقعات کے ظہور سے بہت پہلے جو غیب کی خبریں دی ہیں، یہ سب واقعات اس اعتبار سے خارق عادات اور معجزات ہیں، چنانچہ مسلم شریف کی روایت ہے کہ ایک روز بہت ہی زوردار آندھی چلی، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے باہر تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی جگہ فرمایا کہ یہ آندھی مدینہ کے ایک منافق کی موت کے لئے چلی ہے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب لوگ مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ مدینہ کا ایک منافق اس

آندھی سے ہلاک ہوگیا۔(۱)

غور کیجئے کہ اس واقعہ میں نہ تو آندھی کا چلنا خلاف عادت ہے نہ کسی آدمی کا آندھی سے ہلاک ہونا اسباب و عادات کے خلاف ہے کیونکہ آندھی ہمیشہ آتی ہی رہتی ہے اور آندھی میں ہمیشہ آدمی مرتے ہی رہتے ہیں، لیکن اس واقعہ کا قبل از وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم ہو جانا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لوگوں کو اس غیب کی خبر پر قبل از وقت مطلع کر دینا یقیناً بلاشبہ یہ خرق عادات اور معجزات میں سے ہے۔

انبیاء سابقین اور خاتم النبیین کے معجزات

ہر نبی کا معجزہ چونکہ اس کی نبوت کے ثبوت کی دلیل ہوا کرتا ہے اس لئے خداوند عالم نے ہر نبی کو اس دور کے ماحول اور اس کی امت کے مزاج عقل و فہم کے مناسب معجزات سے نوازا، چنانچہ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں چونکہ جادو اور ساحرانہ کارنامے اپنی ترقی کی اعلیٰ ترین منزل پر پہنچے ہوئے تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو "ید بیضا اور عصا" کے معجزات عطا فرمائے جن سے آپ نے جادوگروں کے ساحرانہ کارناموں پر اس طرح غلبہ حاصل فرمایا کہ تمام جادوگر سجدہ میں گر پڑے اور آپ کی نبوت پر ایمان لائے۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں علم طب انتہائی معراج ترقی پر پہنچا ہوا تھا، اور اس دور کے طبیبوں اور ڈاکٹروں نے بڑے بڑے امراض کا اعلان کر کے اپنی فنی مہارت سے تمام انسانوں کو مسحور کر رکھا تھا، اسلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دینے، اور مردوں کو زندہ کر دینے کا معجزہ عطا فرمایا، جس کو دیکھ کر دور مسیحی کے اطباء اور ڈاکٹروں کے ہوش اڑ گئے اور وہ حیران و ششدر رہ گئے اور بالآخر انہوں نے ان معجزات کو انسانی کمالات سے بالاتر مان کر آپ کی نبوت کا اقرار کر لیا۔

اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام کے دور بعثت میں سنگ تراشی اور مجسمہ سازی کے کمالات کا بہت ہی چرچا تھا، اس لئے خداوند قدوس نے آپ کو یہ معجزہ عطا فرما کر بھیجا کہ آپ نے ایک پہاڑی

۱...... صحیح مسلم باب صفات المنافقین واحکامہم رقم الحدیث: ۲۹۸۸ ۲/ قدیمی کتب خانہ کراچی
...... مسند امام احمد باقی مسند المکثرین رقم الحدیث: ۱۳۸۵۹
...... مشکوۃ المصابیح کتاب ... باب ... ات ... قدیمی کتب خانہ کراچی

کی طرف اشارہ فرمادیا تو اس کی ایک چٹان شق ہوگئی اور اس میں سے ایک بہت ہی خوبصورت اور تندرست اونٹنی اور اس کا بچہ نکل پڑا اور آپ نے فرمایا کہ "هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ" (یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو تمہارے لئے معجزہ بن کر آئی ہے) حضرت صالح علیہ السلام کی قوم آپ کا یہ معجزہ دیکھ کر ایمان لائی۔

الغرض اسی طرح ہر نبی کو اس دور کے ماحول کے مطابق اور اس کی قوم کے مزاج اور ان کی افتادِ طبع کے مناسب کسی کو ایک، کسی کو دو، کسی کو اس سے زیادہ معجزات ملے، مگر ہمارے حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ تمام نبیوں کے بھی نبی ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ مقدسہ تمام انبیاء علیہم السلام کی مقدس زندگیوں کا خلاصہ، اور آپ کی تعلیم تمام انبیاء کرام کی تعلیمات کا عطر ہے اور آپ دنیا میں ایک عالمگیر اور ابدی دین لے کر تشریف لائے تھے اور عالم کائنات میں اولین وآخرین کے تمام اقوام وملل آپ کی مقدس دعوت کے مخاطب تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذاتِ مقدسہ کو انبیاء سابقین کے تمام معجزات کا مجموعہ بنادیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قسم قسم کے ایسے بے شمار معجزات سے سرفراز فرمایا جو ہر طبقہ، ہر گروہ، ہر قوم، اور تمام اہلِ مذاہب کے مزاجِ عقل وفہم کے لئے ضروری تھے اس لئے آپ کی صورت وسیرت آپ کی سنت وشریعت، آپ کے اخلاق وعادات آپ کے دن رات کے معمولات غرض آپ کی ذات وصفات کی ہر ہر ادا اور ایک ایک بات اپنے دامن میں معجزات کی ایک دنیا لئے ہوئے ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کتاب نازل ہوئی وہ آپ کا سب سے بڑا اور قیامت تک باقی رہنے والا ایسا ابدی معجزہ ہے، جس کی ہر ہر آیت آیاتِ بیّنات کی کتاب اور جس کی سطر سطر، معجزات کا دفتر ہے، آپ کے معجزات عالم اعلیٰ اور عالم اسفل کی کائنات میں اس طرح جلوہ فگن ہوئے کہ فرش سے عرش تک آپ کے معجزات کی عظمت کا ڈنکا بج رہا ہے، روئے زمین پر جمادات نباتات، حیوانات کے تمام عالموں میں آپ کے طرح طرح کے معجزات کی ایسی ہمہ گیر حکمرانی وسلطنت کا پرچم لہرایا کہ بڑے بڑے منکروں کو بھی آپ کی صداقت ونبوت کے آگے سرنگوں ہونا پڑا، اور معاندین کے سوا ہر انسان خواہ وہ کسی قوم ومذہب سے تعلق رکھتا ہو اور اپنی افتادِ طبع اور مزاجِ عقل کے لحاظ سے کتنی ہی بلند منزل پر فائز کیوں نہ ہو مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کی کثرت اور ان کی نوعیت وعظمت کو دیکھ کر اس کو اس بات پر ایمان لانا ہی پڑا کہ بلاشبہ آپ نبی برحق اور خدا کے سچے رسول ہیں، خود آپ کے جسمانی وروحانی خداداد طاقتوں پر اگر نظر ڈالی جائے تو پتا چلتا ہے، کہ آپ کی حیاتِ مقدسہ کے مختلف دور کے محیر العقول کارنامے بجائے خود عظیم سے عظیم تر معجزات ہی معجزات ہیں کبھی

عرب کے ناقابلِ تسخیر پہلوانوں سے کشتی لڑکر ان کو پچھاڑ دینا، کبھی دم زدن میں فرشِ زمین سے سدرۃ المنتہیٰ پر گزرتے ہوئے عرشِ معلیٰ کی سیر، کبھی انگلیوں کے اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے کر دینا، کبھی ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹا دینا، کبھی خندق کی چٹان پر پھاوڑہ مار کر روم و فارس کی سلطنتوں میں اپنی امت کو پرچم اسلام لہراتا ہوا دکھا دینا کبھی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کر دینا کبھی مٹی بھر کھجور سے ایک بھوکے لشکر کو اس طرح راشن دینا کہ ہر سپاہی نے شکم سیر ہو کر کھالیا، وغیرہ وغیرہ معجزات کا ظاہر کر دینا یقیناً بلاشبہ یہ وہ معجزانہ واقعات ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی سلیم العقل انسان ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

معجزاتِ کثیرہ میں سے چند

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کی تعداد کا ہزار دو ہزار کی گنتیوں سے شمار کرنا انتہائی دشوار ہے، کیونکہ ہم تحریر کر چکے ہیں کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ تمام انبیاء سابقین علیہم السلام کے معجزات کا مجموعہ و برزخِ کبریٰ ہے، اور ان کے علاوہ خداوند قدوس نے آپ کو دوسرے ایسے بے شمار معجزات بھی عطا فرمائے ہیں جو کسی نبی و رسول کو نہیں دیے گئے اس لئے یہ کہنا آفتاب سے زیادہ تابناک حقیقت ہے کہ آپ کی مقدس زندگی کے تمام لمحات درحقیقت معجزات کی ایک دنیا اور خوارقِ عادات کا ایک عالمِ اکبر ہیں۔

ظاہر ہے کہ جب بڑی بڑی عظیم و ضخیم کتابوں کے مصنفین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام معجزات کو اپنی اپنی کتابوں میں جمع نہیں فرما سکے تو ہماری اس مختصر کتاب کا تنگ دامن بھلا ان معجزات کثیرہ کا کس طرح متحمل ہو سکتا ہے،؟ لیکن مثل مشہور ہے کہ "مَالَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ" (یعنی جس چیز کو پورا پورا نہ حاصل کیا جا سکے اس کو بالکل ہی چھوڑ دینا بھی نہیں چاہئے)۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اپنی اس مختصر کتاب میں چند معجزات کا بھی ذکر کروں تا کہ اس کتاب کا دامن معجزاتِ نبوت کے گلہائے رنگا رنگ سے بالکل ہی خالی نہ رہ جائے، چونکہ ہم عرض کر چکے کہ ہمارے حضور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات عالمِ اسفل ہی تک محدود نہیں بلکہ عالمِ اسفل و عالمِ اعلیٰ دونوں جہانوں میں معجزاتِ نبویہ کی حکمرانی ہے اس لئے ہم چند اقسام کے معجزات کی چند مثالیں مختلف عنوانات کے تحت درج کرتے ہیں۔

آسمانی معجزات

چاند دو ٹکڑے ہو گیا

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں ''شق القمر'' کا معجزہ بہت ہی عظیم الشان اور فیصلہ کن معجزہ ہے، حدیثوں میں آیا ہے کہ کفار مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ اپنی نبوت کی صداقت پر بطور دلیل کے کوئی معجزہ اور نشانی دکھایئے، اس وقت آپ نے ان لوگوں کو ''شق القمر'' کا معجزہ دکھایا کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر نظر آیا، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود وحضرت عبداللہ بن عباس وحضرت انس بن مالک وحضرت جبیر بن مطعم وحضرت علی بن ابی طالب وحضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت حذیفہ بن یمان وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس واقعہ کی روایت کی ہے۔(۱)

ان روایات میں سب سے زیادہ صحیح اور مستند حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت ہے جو بخاری ومسلم وترمذی شریف وغیرہ میں مذکور ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس موقع پر موجود تھے اور انہوں نے اس معجزہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا ان کا بیان ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا، ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر، اور ایک ٹکڑا پہاڑ کے نیچے نظر آ رہا تھا، آپ نے کفار کو یہ منظر دکھا کر ان سے ارشاد فرمایا کہ گواہ ہو جاؤ گواہ ہو جاؤ۔(۲)

ان احادیث مبارکہ کے علاوہ اس عظیم الشان معجزہ کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے کہ

---

۱ ..... الشفاء باب فضل شق القمر وحبس الشمس ۱/۱۷۶ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
..... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی الفصل الرابع فی معجزاتہ ۶/۴۷۲،۴۷۳ دار الکتب العلمیہ بیروت
۲ ..... صحیح بخاری کتاب تفسیر القرآن قولہ وانشق القمر ۲/۴۲۱،۴۲ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
..... صحیح مسلم باب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار رقم الحدیث:۵۰۱۱
..... سنن ترمذی کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ رقم الحدیث:۳۲۰۷

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ٭ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ٭ (۱)

قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا، اور یہ کفار اگر کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جادو تو ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔

اس آیت کا صاف و صریح مطلب یہی ہے کہ قیامت قریب آ گئی اور دنیا کی عمر کا قلیل حصہ باقی رہ گیا، کیونکہ چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا جو علامات قیامت میں سے تھا وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہو چکا مگر یہ واضح ترین اور فیصلہ کن معجزہ دیکھ کر بھی کفار مکہ مسلمان نہیں ہوئے، بلکہ ظالموں نے یہ کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہم لوگوں پر جادو کر دیا اور اس قسم کی جادو کی چیزیں تو ہمیشہ ہوتی ہی رہتی ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

آیت مذکورہ بالا کے بارے میں بعض ان ملحدین کا جو معجزہ شق القمر کے منکر ہیں یہ خیال ہے کہ اس شق القمر سے مراد خاص قیامت کے دن چاند کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا جب کہ آسمان پھٹ جائے گا، اور چاند ستارے بکھر کر بکھر جائیں گے۔

مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ ان ملحدوں کو یہ بکواس سراسر لغو اور بالکل ہی بے سروپا خرافات والی بات ہے، کیونکہ اولاً تو اس صورت میں بلا کسی قرینہ کے اِنْشَقَّ الْقَمَرُ (چاند پھٹ گیا) ماضی کے صیغہ کو یَنْشَقُّ (چاند پھٹ جائے گا) مستقبل کے معنی میں لینا پڑے گا، جو بالکل ہی بلا ضرورت ہے، دوسرے یہ کہ چاند شق ہونے کا ذکر کرنے کے بعد یہ فرمایا گیا ہے کہ

وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ٭

یعنی شق القمر کی عظیم الشان نشانی کو دیکھ کر کفار نے یہ کہا کہ یہ جادو ہے جو ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے۔

ظاہر ہے کہ جب کفار مکہ نے شق القمر کا معجزہ دیکھا تو اس کو جادو کہا، ورنہ کھلی ہوئی بات ہے کہ قیامت کے دن جب آسمان پھٹ جائے گا، اور چاند ستارے ٹکڑے ہو کر جھڑ جائیں گے اور تمام انسان مر جائیں گے تو اس وقت اس کو جادو کہنے والا بھلا کون ہوگا؟ اس لئے بلاشبہ یقیناً اس آیت کے یہی معنی

۱..... القرآن الکریم پارہ ۲۷ سورۃ القمر آیت: ۲

متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں چاند پھٹ گیا اور اس معجزہ کو دیکھ کر کفار نے اس کو جادو کا کرتب بتایا۔

ایک سوال وجواب

ہاں البتہ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے جو اکثر لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ شق القمر کا معجزہ جب مکہ میں ظاہر ہوا، تو آخر یہ معجزہ دوسرے ممالک اور دوسرے شہروں میں کیوں نہیں نظر آیا؟

اس سوال کا یہ جواب ہے کہ اولاً تو مکہ مکرمہ کے علاوہ دوسرے شہروں کے لوگوں نے بھی جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے اس معجزہ کو دیکھا، چنانچہ حضرت مسروق نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ معجزہ دیکھ کر کفار مکہ نے کہا کہ ابو کبشہ کے بیٹے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تم لوگوں پر جادو کر دیا ہے، پھر ان لوگوں نے آپس میں یہ طے کر لیا کہ باہر سے آنے والے لوگوں سے پوچھنا چاہئے کہ دیکھیں وہ لوگ اس بارے میں کیا کہتے ہیں، کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جادو تمام انسانوں پر نہیں چل سکتا، چنانچہ باہر سے آنے والے مسافروں نے بھی یہ گواہی دی کہ ''ہم نے بھی شق القمر دیکھا ہے''۔(۱)

اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ دوسرے ممالک اور شہروں کے باشندوں نے اس معجزہ کو نہیں دیکھا تو کسی چیز کو نہ دیکھنے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ وہ چیز ہوئی ہی نہیں آسمان میں روزانہ قسم قسم کے آثار نمودار ہوتے رہتے ہیں، مثلاً رنگ برنگ کے بادل، قوس قزح، ستاروں کا ٹوٹنا، مگر یہ سب آثار انہی لوگوں کو نظر آتے ہیں جو اتفاق سے اس وقت آسمان کی طرف دیکھ رہے ہوں، دوسرے لوگوں کو نظر نہیں آتے۔

اسی طرح دوسرے ممالک اور شہروں میں یہ معجزہ نظر نہ آنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اختلاف مطالع کی وجہ سے بعض مقامات پر ایک وقت میں چاند کا طلوع ہوتا ہے اور اس وقت میں دوسرے شہروں کے اندر چاند کا طلوع ہی نہیں ہوتا، اسی لئے جب چاند میں گرہن لگتا ہے تو تمام ممالک میں گرہن نظر نہیں

۱......الشفاء فصل انشقاق القمر وحبس الشمس ۱/۲۷۶،۱۷۵ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

...... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی المقصد الرابع فی معجزاتہ ۶/۲۷۶،۴۷۵ دار الکتب العلمیہ بیروت

......صحیح بخاری کتاب المناقب باب انشقاق القمر ۱/۵۴۶ قدیمی کتب خانہ کراچی

آتا، اور بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ دوسرے ملکوں اور شہروں میں ابر یا پہاڑ وغیرہ کے حائل ہو جانے سے کسی کسی وقت چاند نظر نہیں آتا۔

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہاں وہ نقشہ بعینہٖ نقل کر دیں جو قاضی محمد سلیمان صاحب سلمان منصور پوری نے اپنی کتاب ''رحمۃ للعالمین'' میں تحریر کیا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت مکہ مکرمہ میں ''معجزہ شق القمر'' واقع ہوا، اس وقت دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں کیا اوقات تھے؟ اس نقشہ کی ذمہ داری مصنف کتاب رحمۃ للعالمین علیہ الرحمۃ کے اوپر ہے ہم صرف نقل مطابق اصل ہونے کے ذمہ دار ہیں، ان کی عبارت اور نقشہ حسب ذیل ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

''اس سے بڑھ کر اب ہم دکھلانا چاہتے ہیں کہ اگر مکہ معظمہ میں یہ واقعہ رات کو ۹ بجے وقوع پذیر ہوا تو اس وقت دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں کیا اوقات تھے۔

نام ملک	گھنٹہ	منٹ	دن یا رات
ہندوستان	12	50	رات
ماریشش	11	20	رات
رومانیہ، بلگیریا، ٹرکی، یونان، جرمن	8	20	دن
لکسمبرگ، ڈنمارک، سویڈن	8	20	دن
آئس لینڈ، مڈیریا	5	20	دن
مشرقی برازیل	3	20	بعد نیم شب
متوسط برازیل و چلی	2	20	بعد نیم شب
برٹش کولبیا	10	20	قبل دوپہر
لوکون	9	24	قبل دوپہر
برہما	1	50	بعد نیم شب
سمالی لینڈ مڈغاسکر	10	20	رات
ریاستہائے ملایا	2	20	بعد نیم شب

جزائر سنڈوک	7	50	دن
انگلستان، آئرلینڈ، فرانس، بلجیم، اسپین برتگال، جبل الطارق، الجیریا	6	20	دن
پیرو، پنامہ، جمیکا، بھاہن، امریکہ	1	20	بعد نیم شب
سموآ	6	20	دن
نیوزی لینڈ	6	50	صبح
تسمانیہ، وکٹوریا، نیو ساؤتھ ویلز	5	22	صبح
جنوبی آسٹریلیا	4	50	صبح
جاپان، کوریا	4	20	بعد دوپہر
مغربی آسٹریلیا، شمالی بورنیو، جزائر فلپائن، ہانگ کانگ، چین	3	20	بعد دوپہر

﴿یہ نقشہ اوقات سٹنڈرڈ ٹائم کے حساب سے ہے﴾

سورج پلٹ آیا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آسمانی معجزات میں سورج پلٹ آنے کا معجزہ بھی بہت ہی عظیم الشان معجزہ اور صداقت نبوت کا ایک واضح ترین نشان ہے اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت بی بی اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ''خیبر'' کے قریب ''منزل صہبا'' میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر پڑھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں اپنا سر اقدس رکھ کر سو گئے اور آپ پر وحی نازل ہونے لگی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر اقدس کو اپنی آغوش میں لئے بیٹھے رہے، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور آپ کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر قضا ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی، کہ ''یا اللہ! یقیناً علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے لہٰذا تو سورج کو واپس لوٹا دے تاکہ علی نماز عصر ادا کر لیں۔''

حضرت بی بی اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ڈوبا ہوا سورج پلٹ

آیا اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور زمین کے اوپر ہر طرف دھوپ پھیل گئی۔(۱)

اس میں شک نہیں کہ بخاری شریف کی روایتوں میں اس معجزہ کا ذکر نہیں ہے لیکن یاد رکھیے کہ کسی حدیث کا بخاری میں نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ حدیث بالکل ہی بے اصل ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو چھ لاکھ حدیثیں زبانی یاد تھیں، انہی حدیثوں میں سے چن کر انہوں نے بخاری شریف میں اگر مکررات ومتابعات کو شامل کر کے شمار کی جائیں تو صرف نو ہزار بیاسی حدیثیں لکھی ہیں، اور اگر مکررات ومتابعات کو چھوڑ کر گنتی کی جائے تو کل حدیثوں کی تعداد دو ہزار سات سو اکسٹھ (2761) رہ جاتی ہیں۔(۲)

باقی حدیثیں جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو زبانی یاد تھیں ظاہر ہے کہ وہ بے اصل اور موضوع نہ ہوں گی بلکہ وہ بھی یقیناً صحیح یا حسن ہی ہوں گی تو آخر وہ سب کہاں ہیں؟ اور کیا ہوئیں؟ تو اس بارے میں یہ کہنا ہی پڑے گا کہ دوسرے محدثین نے انہی حدیثوں کو اور کچھ دوسری حدیثوں کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہوگا۔ چنانچہ منزل صہبا میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر کے لئے سورج پلٹ آنے کی حدیث کو بہت سے محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے، جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ حضرت امام ابوجعفر طحاوی، احمد بن صالح، وامام طبرانی، وقاضی عیاض نے اس حدیث کو اپنی اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے اور امام طحاوی نے تو یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ امام احمد بن صالح جو امام احمد بن حنبل کے ہم پلہ ہیں، فرمایا کرتے تھے کہ یہ روایت عظیم ترین معجزہ اور علامات نبوت میں سے ہے لہٰذا اس کو یاد کرنے میں اہل علم کو نہ پیچھے رہنا چاہیے نہ غفلت برتنی چاہیے۔(۳)

بہرحال جن جن محدثین نے اس حدیث کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے ان کی ایک مختصر فہرست درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام محدث	نام کتاب
(۱)	حضرت امام ابوجعفر طحاوی نے	مشکل الآثار میں

۱.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی　باب ردّ الشمس لہ　۲۸۴،۸۵/۶　دار الکتب العلمیۃ بیروت
..... مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب اول　۲۵۲/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
..... الشفاء　فصل انشقاق القمر وحبس الشمس　۱۷۷/۱　مکتب روضۃ القرآن، پشاور
۲.....فتح الباری　المقدمۃ　الفصل الاول　۱۰/۱
۳..... مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب ششم　۲۵۴/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

(۲)	حضرت امام حاکم نے	مستدرک میں
(۳)	حضرت امام طبرانی نے	معجم کبیر میں
(۴)	حضرت حافظ ابن مردویہ نے	اپنی مرویات میں
(۵)	حضرت حافظ ابوالبشر نے	الذریۃ الطاہرہ میں
(۶)	حضرت قاضی عیاض نے	شفاء شریف میں
(۷)	حضرت خطیب بغدادی نے	تلخیص المتشابہ میں
(۸)	حضرت حافظ مغلطائی نے	الزہرالباسم میں
(۹)	حضرت علامہ عینی نے	عمدۃ القاری میں
(۱۰)	حضرت علامہ جلال الدین سیوطی نے	کشف اللبس میں
(۱۱)	حضرت علامہ ابن یوسف دمشقی نے	مزیل اللبس میں
(۱۲)	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے	ازالۃ الخفاء میں
(۱۳)	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے	مدارج النبوۃ میں
(۱۴)	حضرت علامہ محمد بن عبدالباقی نے	زرقانی علی المواہب میں
(۱۵)	حضرت علامہ قسطلانی نے	مواہب لدنیہ میں

اس حدیث پر علامہ ابن جوزی نے اپنی عادت کے موافق جو جرحیں کی ہیں اور اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے، حضرت علامہ عینی نے عمدۃ القاری جلد نمبر ۷ صفحہ نمبر ۱۴۶ میں تحریر فرمایا ہے کہ علامہ ابن جوزی کی جرحیں قابل التفات نہیں ہیں، حضرت امام ابوجعفر طحاوی نے اس حدیث کو سندیں لکھ کر فرمایا کہ "ھٰذَانِ الْحَدِیْثَانِ ثَابِتَانِ وَرُوَاتُھُمَا ثِقَاتٌ" یعنی یہ دونوں روایتیں ثابت ہیں، اور ان کے راوی ثقہ ہیں۔(۱)

اسی طرح حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی علامہ ابن جوزی کی جرحوں کو رد کر دیا ہے اور اس حدیث کے صحیح اور حسن ہونے کی پُر زور تائید فرمائی ہے۔(۲)

۱......الشفاء　فصل فی انشقاق القمر وحبس الشمس　۱۷۷/۱　مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب ششم　۲۵۴/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

۲......مدارج النبوۃ　قسم سوم　باب ششم　۱۵۶/۲　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

اسی طرح ازالۃ الخفاء میں علامہ محمد بن یوسف دمشقی کی کتاب ''مزیل اللبس عن رد الشمس'' صفحہ نمبر 88 کی یہ عبارت منقول ہے کہ

اِعْلَمْ اَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ فِيْ كِتَابِهٖ شَرْحِ مُشْكِلِ الْاٰثَارِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ مِنْ طَرِيْقَيْنِ وَقَالَ هٰذَانِ الْحَدِيْثَانِ ثَابِتَانِ وَرُوَاتُهُمَا ثِقَاتٌ وَنَقَلَهُ الْقَاضِيْ عِيَاضٌ فِي الشِّفَاءِ وَالْحَافِظُ ابْنُ سَيِّدِ النَّاسِ فِيْ بُشْرَى اللَّبِيْبِ وَالْحَافِظُ عَلَاءُ الدِّيْنِ مُغْلَطَائِيْ فِيْ كِتَابِهِ الزَّهْرِ الْبَاسِمِ وَصَحَّحَهُ اَبُو الْفَتْحِ الْاَزْدِيُّ وَحَسَّنَهُ اَبُوْزُرْعَةَ بْنُ الْعِرَاقِيِّ وَشَيْخُنَا الْحَافِظُ جَلَالُ الدِّيْنِ السُّيُوْطِيُّ فِي الدُّرَرِ الْمُنْتَثِرَةِ فِي الْاَحَادِيْثِ الْمُشْتَهِرَةِ وَقَالَ الْحَافِظُ اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَنَاهِيْكَ بِهٖ لَا يَنْبَغِيْ لِمَنْ سَبِيْلُهُ الْعِلْمُ التَّخَلُّفُ عَنْ حَدِيْثِ اَسْمَاءَ لِاَنَّهٗ مِنْ اَجَلِّ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ وَقَدْ اَنْكَرَ الْحُفَّاظُ عَلَى ابْنِ الْجَوْزِيِّ اِيْرَادَهُ الْحَدِيْثَ فِيْ كِتَابِ الْمَوْضُوْعَاتِ۔

تم جان لو کہ اس حدیث کو امام طحاوی نے اپنی کتاب ''شرح مشکل الآثار'' میں حضرت اسماء بنت عمیس نے دوسندوں کے ساتھ روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ دونوں حدیثیں ثابت ہیں اور ان دونوں کے روایت کرنے والے ثقہ ہیں اور اس حدیث کو قاضی عیاض نے ''شفاء'' میں اور حافظ ابن سید الناس نے ''بشری اللبیب'' میں اور حافظ علاء الدین مغلطائی نے اپنی کتاب ''الزہر الباسم'' میں نقل کیا ہے، اور ابو الفتح ازدی نے اس حدیث کو ''صحیح'' بتایا ہے اور ابو زرعہ عراقی اور ہمارے شیخ جلال الدین سیوطی نے ''الدرر المنتشرہ فی الاحادیث المشتہرۃ'' میں اس حدیث کو ''حسن'' بتایا اور حافظ احمد بن صالح نے فرمایا کہ تم کو یہی کافی ہے اور علماء کو اس حدیث سے پیچھے نہیں رہنا چاہئے کیونکہ یہ نبوت کے بہت بڑے معجزات میں سے ہے اور حدیث کے حفاظ نے اس بات کو برا مانا ہے کہ ''ابن جوزی'' نے اس حدیث کو ''کتاب الموضوعات'' میں ذکر کر دیا ہے۔(1)

سورج ٹھہر گیا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آسمانی معجزات میں سے سورج پلٹ آنے کے معجزہ کی طرح

1.....ازالۃ الخفاء مقصد دوم ماثر امیر المؤمنین ...

چلتے ہوئے سورج کا ٹھہر جانا بھی ایک بہت ہی عظیم معجزہ ہے، جو معراج کی رات گزر کر دن میں وقوع پذیر ہوا، چنانچہ یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے روایت کیا ہے کہ جب کفار قریش نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے اس قافلہ کے حالات دریافت کیے جو ملک شام سے مکہ آ رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے تمہارے اس قافلہ کو بیت المقدس کے راستہ میں دیکھا ہے اور وہ بدھ کے دن مکہ آ جائے گا، چنانچہ قریش نے بدھ کے دن شہر سے باہر نکل کر اپنے قافلہ کی آمد کا انتظار کیا، یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا اور قافلہ نہیں آیا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارگاہِ الٰہی میں دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے سورج کو ٹھہرا دیا اور ایک گھڑی دن کو بڑھا دیا، یہاں تک کہ وہ قافلہ آن پہنچا۔(۱)

واضح رہے کہ "حبس الشمس" یعنی سورج کو ٹھہرا دینے کا معجزہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے لئے مخصوص نہیں بلکہ انبیاء سابقین میں سے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے لئے بھی یہ معجزہ ظاہر ہو چکا ہے، جس کا واقعہ یہ ہے کہ جمعہ کے دن وہ بیت المقدس میں قوم جبارین سے جہاد فرما رہے تھے ناگہاں سورج ڈوبنے لگا اور یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ اگر سورج غروب ہو گیا تو سنیچر کا دن آ جائے گا، اور سنیچر کے دن موسوی شریعت کے حکم کے مطابق جہاد نہ ہو سکے گا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے ایک گھڑی تک سورج کو چلنے سے روک دیا یہاں تک کہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام قوم جبارین پر فتح یاب ہو کر جہاد سے فارغ ہو گئے۔(۲)

معراج شریف

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آسمانی معجزات میں سے معراج کا واقعہ بھی بہت زیادہ اہمیت کا حامل، اور ہماری مادی دنیا سے بالکل ہی ماوراء اور عقل انسانی کے قیاس و گمان کی سرحدوں سے بہت زیادہ بالاتر ہے۔

معراج کا دوسرا نام "اِسْرَاءٌ" بھی ہے، اسراء کے معنی رات کو چلانا یا رات کو لے جانا، چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقعہ معراج کو خداوند عالم نے قرآن مجید میں "سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی

۱..... الشفاء فصل فی انشقاق القمر وحبس الشمس ۱/۲۸۰ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

۲..... حاشیہ جمل علی الجلالین سورۃ المائدۃ تحت الآیۃ ۲۶ ۲/۲۰۸

..... مدارج النبوۃ باب ... قسم ... ۱/۲... نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

بِعَبْدِهٖ لَيْلًا " کے الفاظ سے بیان فرمایا ہے اس لئے معراج کا نام "اِسْرَاءٌ" پڑ گیا اور چونکہ حدیثوں میں معراج کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "عُرِجَ بِیْ" (مجھ کو اوپر چڑھایا گیا) کا لفظ ارشاد فرمایا ہے، اس لئے اس واقعہ کا نام "معراج" پڑا۔

احادیث و سیرت کی کتابوں میں اس واقعہ کو بہت کثیر التعداد صحابہ کرام نے بیان کیا ہے، چنانچہ علامہ زرقانی نے ۴۵ صحابیوں کو نام بنام گنایا ہے جنہوں نے حدیث معراج کو روایت کیا ہے، جیسا کہ ہم اپنی کتاب "نورانی تقریریں" میں اس کا کسی قدر مفصل تذکرہ تحریر کر چکے ہیں۔(۱)

معراج کب ہوئی؟

معراج کی تاریخ، دن اور مہینہ میں بہت زیادہ اختلافات ہیں، لیکن اتنی بات پر بلا اختلاف سب کا اتفاق ہے کہ معراج نزول وحی کے بعد اور ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے جو مکہ معظمہ میں پیش آیا اور ابن قتیبہ دینوری (التوفی ۲۶۷ھ) اور ابن عبدالبر (التوفی ۴۶۳ھ) اور امام رافعی و امام نووی نے تحریر فرمایا کہ واقعہ معراج رجب کے مہینے میں ہوا، اور محدث عبدالغنی مقدسی نے رجب کی ستائیسویں بھی متعین کر دی ہے کہ اور علامہ زرقانی نے تحریر فرمایا ہے کہ لوگوں کا اسی پر عمل ہے اور بعض مورخین کی رائے ہے کہ یہی سب سے زیادہ قوی روایت ہے۔(۲)

معراج کتنی بار اور کیسے ہوئی؟

جمہور علماء ملت کا صحیح مذہب یہی ہے کہ معراج بحالت بیداری جسم و روح کے ساتھ صرف ایک بار ہوئی جمہور صحابہ و تابعین اور فقہاء محدثین نیز صوفیہ کرام کا یہی مذہب ہے چنانچہ علامہ حضرت ملا احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ (استاد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ) نے تحریر فرمایا کہ

وَالْاَصَحُّ اَنَّهٗ کَانَ فِی الْیَقْظَةِ بِجَسَدِهٖ مَعَ رُوْحِهٖ وَعَلَیْهِ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَمَنْ قَالَ اِنَّهٗ بِرُوْحِهٖ فَقَطْ اَوْفِی النَّوْمِ فَقَطْ فَمُبْتَدِعٌ ضَالٌّ ، مُضِلٌّ وَفَاسِقٌ ۔(۳)

اور سب سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ معراج بحالت بیداری جسم و روح کے ساتھ ہوئی یہی اہل

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی المقصد الخامس فی تخصیصہ...... ۸/۲۷،۲۵ دار الکتب العلمیہ بیروت

۲......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی وقت الاسراء ملتقطا ۲/۷،۷۰ دار الکتب العلمیہ بیروت

۳......تفسیرات احمدیہ (مترجم) سورۂ بنی اسرائیل تحت سبحٰن الذی...... ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

سنت و جماعت کا مذہب ہے لہٰذا جو شخص یہ کہے کہ معراج فقط روحانی ہوئی، یا معراج فقط خواب میں ہوئی وہ شخص بدعتی و گمراہ اور گمراہ کن و فاسق ہے۔

دیدارِ الٰہی

کیا معراج میں حضور ﷺ نے خداوند تعالیٰ کو دیکھا؟ اس مسئلہ میں سلف صالحین کا اختلاف ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بعض صحابہ نے فرمایا کہ معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا، اور ان حضرات نے "مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی" کی تفسیر میں یہ فرمایا کہ آپ نے خدا کو نہیں دیکھا بلکہ معراج میں حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی شکل و صورت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو (۶۰۰) پر تھے، اور بعض سلف مثلاً حضرت سعید بن جبیر تابعی نے اس مسئلہ میں، کہ دیکھا یا نہ دیکھا، کچھ بھی کہنے سے توقف فرمایا، مگر صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک بہت بڑی جماعت نے یہ فرمایا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔(۱)

چنانچہ حضرت عبداللہ بن الحارث نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک مجلس میں جمع ہوئے تو حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ کوئی کچھ بھی کہتا رہے، لیکن ہم بنی ہاشم کے لوگ یہی کہتے ہیں کہ بلاشبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یقیناً اپنے رب کو معراج میں دو مرتبہ دیکھا، یہ سن کر حضرت کعب نے اس زور کے ساتھ نعرہ مارا کہ پہاڑیاں گونج اٹھیں اور فرمایا کہ بے شک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے کلام کیا، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کو دیکھا۔

اسی طرح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی" کی تفسیر میں فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا، اسی طرح حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ "رَاَیْتُ رَبِّیْ" یعنی میں اپنے رب کو دیکھا!(۲)

محدث عبدالرزاق ناقل ہیں کہ حضرت امام حسن بصری اس بات پر حلف اٹھاتے تھے کہ یقیناً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور بعض متکلمین نے نقل کیا ہے، کہ حضرت عبداللہ

۱......الشفاء فصل واما رؤیۃ لربہ ۱۲۵،۲۶/۱ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

۲......الشفاء فصل ولما ... ۱۲۵،۲۶/۱ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

بن مسعود صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی مذہب تھا اور ابن اسحٰق ناقل ہیں کہ حاکم مدینہ مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ "جی ہاں"

اسی طرح نقاش نے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ آپ نے یہ فرمایا کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مذہب کا قائل ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کو دیکھا، دیکھا، دیکھا، اتنی دیر تک وہ دیکھا کہتے رہے کہ ان کی سانس ٹوٹ گئی۔(۱)

صحیح بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شریک بن عبداللہ نے جو معراج کی روایت کی ہے اس کے آخر میں ہے کہ

حَتّٰی جَآءَ سِدْرَۃَ الْمُنْتَھٰی وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّۃِ فَتَدَلّٰی حَتّٰی کَانَ مِنْہُ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْاَدْنٰی۔(۲)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سدرۃ المنتہٰی پر تشریف لائے اور عزت والا جبار (اللہ تعالیٰ) یہاں تک قریب ہوا اور نزدیک آیا کہ دو کمانوں یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا

بہر حال علماء اہل سنت کا یہی مسلک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج میں اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کا دیدار کیا۔

اس معاملہ میں رویت کے علاوہ ایک روایت بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنے محبوب کو اللہ تعالیٰ نے انتہائی شوکت وشان اور آن بان کے ساتھ اپنا مہمان بنا کر عرش اعظم پر بلایا اور خلوت گاہ راز میں ناز و نیاز کے کلاموں سے سرفراز بھی فرمایا، مگر ان بے پناہ عنایتوں کے باوجود اپنے حبیب کو اپنا دیدار نہیں دکھایا، اور حجاب فرمایا یہ ایک ایسی بات ہے جو مزاج عشق ومحبت کے نزدیک مشکل ہی سے قابل قبول ہوسکتی ہے کیونکہ کوئی شاندار میزبان اپنے شاندار مہمان کو اپنی ملاقات سے محروم رکھے اور اس کو اپنا دیدار نہ دکھائے یہ عشق ومحبت کا ذوق رکھنے والوں کے نزدیک بہت ہی ناقابل فہم بات ہے، لہٰذا ہم عشق بازوں کا گروہ تو امام احمد بن حنبل کی طرح اپنی آخری سانس تک یہی کہتا رہے گا کہ

۱۔ الشفاء فصل واما رؤیتہ لربہ ۱/۲۷،۱۲۶ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

۲۔ صحیح بخاری کتاب التوحید [illegible] قولہ تعالیٰ وکلم اللہ موسیٰ [illegible] قدیمی کتب خانہ کراچی

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب خدا ہی نہ چھپا تم پہ کروڑوں دُرود

(اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ)

مختصر تذکرہء معراج

معراج کی رات آپ کے گھر کی چھت کھلی، اور ناگہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام چند فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے، اور آپ کو حرم کعبہ میں لے جا کر آپ کے سینے مبارک کو چاک کیا، اور قلب انور کو نکال کر آب زمزم سے دھویا، پھر ایمان وحکمت سے بھرے ہوئے ایک طشت کو آپ کے سینے میں انڈیل کر شکم کا چاک برابر کر دیا، پھر آپ براق پر سوار ہو کر بیت المقدس تشریف لائے، براق کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ اس کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں اس کی نگاہ کی آخری حد ہوتی تھی، بیت المقدس پہنچ کر براق کو آپ نے اس حلقہ میں باندھ دیا، جس میں انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے پھر آپ نے تمام انبیاء اور رسولوں کو جو وہاں حاضر تھے، دو رکعت نماز نفل جماعت سے پڑھائی۔(۱)

جب یہاں سے نکلے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے شراب اور دودھ کے دو پیالے آپ کے سامنے پیش کئے آپ نے دودھ کا پیالہ اٹھالیا، یہ دیکھ کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے فطرت کو پسند فرمایا، اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھالیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کو ساتھ لے کر آسمان پر چڑھے پہلے آسمان میں حضرت آدم علیہ السلام سے، دوسرے آسمان میں حضرت یحیٰی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے جو دونوں خالہ زاد بھائی تھے ملاقاتیں ہوئیں، اور کچھ گفتگو بھی ہوئی، تیسرے آسمان میں حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان میں حضرت ادریس علیہ السلام اور پانچویں آسمان میں حضرت ہارون علیہ السلام اور چھٹے آسمان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ملے اور ساتویں آسمان پر پہنچے تو وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی وہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے بیٹھے تھے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں بوقت ملاقات ہر پیغمبر نے خوش آمدید! اے پیغمبر صالح، کہہ کر آپ کا استقبال کیا، پھر آپ کو جنت کی سیر کرائی گئی، اس کے بعد آپ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے، اس درخت پر جب انوار الٰہی کا پرتو پڑا تو ایک دم اس کی صورت بدل گئی، اور اس میں رنگ برنگ

---

۱ تفسیر روح البیان، پ ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، تحت الآیۃ ۱، ۱۰۶،۱۲/۵

کے انوار کی ایسی تجلی نظر آئی جن کی کیفیتوں کو الفاظ ادا نہیں کر سکتے یہاں پہنچ کر حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ کہہ کر ٹھہر گئے کہ اب اس سے آگے میں نہیں بڑھ سکتا، پھر حضرت حق جل جلالہ نے آپ کو عرش بلکہ عرش کے اوپر جہاں تک اس نے چاہا بلا کر آپ کو باریاب فرمایا، اور خلوت گاہ راز میں ناز و نیاز کے وہ پیغام ادا ہوئے جن کی لطافت و نزاکت الفاظ کے بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتی، چنانچہ قرآن مجید میں "فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى" کے رمز و اشارہ میں خداوند قدوس نے اس حقیقت کو بیان فرمادیا ہے۔[1] بارگاہ الٰہی میں بے شمار عطیات کے علاوہ تین خاص انعامات مرحمت ہوئے جن کی عظمتوں کو اللہ تعالیٰ و رسول کے سوا اور کون جان سکتا ہے۔

۱......سورہ بقرہ کی آخری آیتیں۔ ۲......امت پر پچاس وقت کی نماز

۳......یہ خوشخبری کہ آپ کی امت کا ہر وہ شخص جس نے شرک نہ کیا ہو بخش دیا جائے گا

جب آپ ان خداوندی عطیات کو لے کر واپس آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کی امت سے ان پچاس نمازوں کا بار نہ اٹھ سکے گا، لہٰذا آپ واپس جایئے، اور اللہ تعالیٰ سے تخفیف کی درخواست کیجئے، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے چند بار آپ بارگاہ الٰہی میں آتے جاتے اور عرض پرداز ہوتے رہے یہاں تک کہ صرف پانچ وقت کی نمازیں رہ گئیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ میرا قول بدل نہیں سکتا، اے محبوب! آپ کی امت کے لئے یہ پانچ نمازیں بھی پچاس ہوں گی، نمازیں تو پانچ ہوں گی مگر میں آپ کی امت کو ان پانچ نمازوں پر پچاس نمازوں کا اجر و ثواب عطا کروں گا۔

پھر آپ عالم ملکوت کی اچھی طرح سیر فرما کر اور آیات الٰہیہ کا معاینہ و مشاہدہ فرما کر آسمان سے زمین پر تشریف لائے، اور بیت المقدس میں داخل ہوئے اور براق پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئے، راستہ میں آپ نے بیت المقدس سے مکہ تک کی تمام منزلوں اور قریش کے قافلہ کو بھی دیکھا، ان تمام مراحل کے طے ہونے کے بعد آپ مسجد حرام میں پہنچ کر چونکہ ابھی رات کا کافی حصہ باقی تھا سو گئے اور صبح کو بیدار ہوئے اور جب رات کے واقعات کا آپ نے قریش کے سامنے تذکرہ فرمایا تو رؤسائے قریش کو سخت تعجب ہوا، یہاں تک کہ بعض کور باطنوں نے آپ کو جھوٹا کہا اور بعض نے مختلف سوالات کیے

۱......مدارج النبوۃ قسم اول باب پنجم ملتقطا ۱۶۳،۱۶۲/۱ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی المقصد الخامس ... دارالکتب العلمیۃ بیروت

چونکہ اکثر رؤسائے قریش نے بار بار بیت المقدس کو دیکھا تھا اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی بیت المقدس نہیں گئے ہیں اس لئے امتحان کے طور پر ان لوگوں نے آپ سے بیت المقدس کے در و دیوار اور اس کی محرابوں وغیرہ کے بارے میں سوالوں کی بوچھاڑ شروع کر دی، اس وقت اللہ تعالیٰ نے فوراً ہی آپ کی نگاہ نبوت کے سامنے بیت المقدس کی پوری عمارت کا نقشہ پیش فرما دیا چنانچہ کفار قریش آپ سے سوال کرتے جاتے تھے، اور آپ عمارت کو دیکھ دیکھ کر ان کے سوالوں کا ٹھیک ٹھیک جواب دیتے جاتے تھے۔(۱)

سفر معراج کی سواریاں

امام علائی نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ قسم کی سواریوں پر سفر فرمایا مکہ سے بیت المقدس تک براق پر، بیت المقدس سے آسمان اول تک نور کی سیڑھیوں پر آسمان اول سے ساتویں آسمان تک فرشتوں کے بازوؤں پر، ساتویں آسمان سے سدرۃ المنتہیٰ تک حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بازو پر، سدرۃ المنتہیٰ سے مقام قاب قوسین تک رفرف پر۔(۲)

سفر معراج کی منزلیں

بیت المقدس سے مقام قاب قوسین تک پہنچنے میں آپ نے دس منزلوں پر قیام فرمایا، اور ہر منزل پر کچھ گفتگو ہوئی اور بہت سی خداوندی نشانیوں کو ملاحظہ فرمایا۔

۱...... پہلا آسمان ۲......دوسرا آسمان۔۳......تیسرا آسمان۔۴......چوتھا آسمان

۵　پانچواں آسمان۔۶...... چھٹا آسمان۔۷......ساتواں آسمان۔۸......

سدرۃ المنتہیٰ ۔۹......مقام مستویٰ جہاں آپ نے قلم قدرت کے چلنے کی آوازیں سنیں

۱۰......عرش اعظم۔(۳)

۱　صحیح بخاری　کتاب الصلوٰۃ　باب کیف فرض الصلوٰۃ　ار　قدیمی کتب خانہ کراچی
صحیح بخاری　کتاب احادیث الانبیاء　رقم الحدیث:۳۶۴۲،۱۰۲۸،۳۰،۹۴
صحیح مسلم　کتاب الایمان　رقم الحدیث:۲۳۷
سنن نسائی　کتاب الصلوٰۃ　رقم الحدیث:۴۴۵
۲　تفسیر روح المعانی　پارہ:۱۵　سورۃ الاسراء تحت الآیۃ:۱　۱۴/۱۵
۳　تفسیر روح المعانی　پارہ:۱۵　سورۃ الاسراء تحت الآیۃ:۱　۱۵/۱۵

بادل کٹ گیا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ عرب میں نہایت ہی سخت قسم کا قحط پڑا ہوا تھا ،اس وقت جب کہ آپ خطبہ کے لئے منبر پر چڑھے تو ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر فریاد کی، کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارش نہ ہونے سے جانور ہلاک اور بال بچے بھوک سے تباہ ہو رہے ہیں لہٰذا آپ دعا فرمائیے اس وقت آسمان میں کہیں بدلی کا نام ونشان نہیں تھا مگر جوں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک اٹھایا ہر طرف سے پہاڑوں کی طرح بادل آ کر چھا گئے ،اور ابھی آپ منبر سے اترے بھی نہ تھے کہ بارش کے قطرات آپ کی نورانی داڑھی پر ٹپکنے لگے اور آٹھ دن تک مسلسل موسلا دھار بارش ہوتی رہی یہاں تک کہ جب دوسرے جمعہ کو آپ خطبہ کے لئے منبر پر رونق افروز ہوئے تو وہی اعرابی یا کوئی دوسرا کھڑا ہو گیا، اور بلند آواز سے فریاد کرنے لگا، کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکانات منہدم ہو گئے اور مال مویشی غرق ہو گئے ،لہٰذا دعا فرمائیے کہ بارش بند ہو جائے ،یہ سن کر آپ نے پھر اپنا مقدس ہاتھ اٹھا دیا اور یہ دعا فرمائی کہ " اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلاَ عَلَیْنَا "۔اے اللہ! ہمارے ارد گرد بارش ہو، اور ہم پر بارش نہ ہو۔ پھر آپ نے بدلی کی طرف اپنے دست مبارک سے اشارہ فرمایا تو مدینہ کے ارد گرد سے بادل کٹ کر چھٹ گیا اور مدینہ اور اس کے اطراف میں بارش بند ہو گئی۔(۱)

ایک ضروری تبصرہ

یہ چند آسمانی معجزات جو مذکور ہوئے اس بات کی دلیل ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی عطا کی ہوئی طاقت سے آسمانی کائنات میں بھی تصرفات فرماتے ہیں اور آپ کی خداداد سلطنت کی حکمرانی زمین ہی تک محدود نہیں بلکہ آسمانی مخلوقات میں بھی آپ کی حکومت کا سکہ چلتا ہے چنانچہ ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کے لئے دو وزیر آسمان والوں میں سے، اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوا کرتے ہیں اور میرے دونوں آسمانی وزیر

۱..... صحیح بخاری　کتاب الجمعۃ　باب استسقاء فی الجمعۃ　۱/۱۲۷　قدیمی کتب خانہ کراچی
..... سنن نسائی　کتاب الاستسقاء　رقم الحدیث:۱۵۱۱

''جبرئیل ومیکائیل'' ہیں اور میرے زمین کے دونوں وزیر ابوبکر وعمر ہیں۔(۱)

ظاہر ہے کہ کسی بادشاہ کے وزیر اس کی سلطنت کے حدود ہی میں رہا کرتے ہیں، اگر آسمانوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلطنت خداداد نہ ہوتی، تو حضور جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام آپ کے دو وزیروں کی حیثیت سے بھلا آسمانوں میں کس طرح مقیم رہے لہذا ثابت ہوا کہ شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بادشاہی بہ عطاء الٰہی زمین وآسمان کی تمام مخلوقات پر ہے۔

صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام
عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

قرآن مجید

رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات نبوت میں سے قرآن مجید بھی ایک بہت ہی جلیل القدر معجزہ، اور آپ کی صداقت کا ایک فیصلہ کن نشان ہے، بلکہ اگر اس کو ''اعظم المعجزات'' کہہ دیا جائے تو یہ ایک ایسی حقیقت کا انکشاف ہوگا جس کی پردہ پوشی ناممکن ہے کیونکہ حضور اقدس ﷺ کے دوسرے معجزات تو اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوئے اور آپ کے زمانے ہی کے لوگوں نے اس کو دیکھا، مگر قرآن مجید آپ کا وہ عظیم الشان معجزہ ہے کہ قیامت تک باقی رہے گا۔

کون نہیں جانتا کہ اللہ تعالی نے فصحاء عرب کو قرآن کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک بار اس طرح چیلنج دیا کہ

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا۔(۲)

(اے محبوب) فرما دیجئے کہ اگر تمام انسان وجن اس کام کے لئے جمع ہوجائیں کہ قرآن کا مثل

۱.....سنن ترمذی کتاب المناقب مناقب ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ۲/۲۰۹ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....مشکوٰۃ المصابیح کتاب المناقب مناقب ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ۲/۵۶۰ قدیمی کتب خانہ کراچی
۲.....القرآن الکریم سورۂ بنی اسرائیل ۱۵ [illegible]

لائیں تو نہ لاسکیں گے اگرچہ ان کے بعض بعض کی مدد کریں۔

مگر کوئی بھی اس خداوندی چیلنج کو قبول کرنے پر تیار نہیں ہوا، پھر قرآن نے ایک بار اس طرح چیلنج دیا کہ یعنی اگر تم لوگ پورے قرآن کا مثل نہیں لا سکتے تو،

قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ۔(۱)

(اے محبوب!) فرما دیجئے قرآن جیسی دس ہی سورتیں بنا کر لاؤ۔

مگر انتہائی جدوجہد کے باوجود یہ بھی نہ ہوسکا تو پھر قرآن نے اس طرح للکارا کہ

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَ كُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞ (۲)

(اے حبیب) آپ فرما دیجئے کہ اگر تم لوگوں کو اس میں کچھ شک ہو جو ہم نے اپنے خاص بندے پر نازل فرمایا ہے تو تم اس جیسی ایک ہی سورہ لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے حمایتوں کو بلالو، اگر تم سچے ہو۔

اللہ اکبر! قرآن عظیم کی عظیم الشان و معجزانہ فصاحت و بلاغت کا بول بالا تو دیکھو کہ عرب کے تمام وہ فصحاء و بلغاء جن کی فصیحانہ شعر گوئی اور خطیبانہ بلاغت کا چار دانگ عالم میں ڈنکا بج رہا تھا، مگر وہ اپنی پوری پوری کوششوں کے باوجود قرآن کی ایک سورۃ کے مثل بھی کوئی کلام نہ لا سکے، حد ہو گئی کہ قرآن مجید نے فصحاء عرب سے یہاں تک کہہ دیا کہ

فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ۔(۳)

یعنی اگر کفار عرب سچے ہیں تو قرآن جیسی کوئی ایک ہی بات لائیں۔

الغرض چار چار مرتبہ قرآن کریم نے فصحاء عرب کو للکارا چیلنج دیا، جھنجھوڑا کہ وہ قرآن کا مثل بنا کر لائیں، مگر تاریخ عالم گواہ ہے کہ چودہ سو برس کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود آج تک کوئی شخص بھی اس خداوندی چیلنج کو قبول نہ کرسکا، اور قرآن کے مثل ایک سورۃ بھی بنا کر نہ لا سکا یہ آفتاب سے زیادہ روشن دلیل ہے کہ قرآن مجید حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک لاثانی معجزہ ہے جس کا مقابلہ نہ کوئی کر سکا ہے نہ قیامت تک کر سکتا ہے۔

۱..... القرآن الکریم　پارہ:۱۲　سورۃ الہود　آیت:۱۳
۲..... القرآن الکریم　پارہ:۱　سورۃ البقرۃ　آیت:۲۳
۳..... القرآن الکریم　پارہ:[illegible]　سورۃ الطور　آیت:[illegible]

علمِ غیب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے آپ کا ''علم غیب'' بھی ہے اس بات پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ علم غیب ذاتی تو خدا کے سوا کسی اور کو نہیں، مگر اللہ اپنے برگزیدہ بندوں یعنی اپنے نبیوں اور رسولوں وغیرہ کو علم غیب عطا فرماتا ہے، یہ علم غیب عطائی کہلاتا ہے قرآن مجید میں ہے کہ

عَالِمُ الْغَيْبِ وَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا☆لا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔(۱)

(اللہ) عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اسی طرح قرآن مجید میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ

مَاكَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۔(۲)

اللہ کی شان نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے، ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے شمار غیوب کا علم عطا فرمایا، اور آپ نے ہزاروں غیب کی خبریں اپنی امت کو دیں جن میں سے کچھ کا تذکرہ تو قرآن مجید میں ہے باقی ہزاروں غیب کی خبروں کا ذکر احادیث کی کتابوں اور سیر و تواریخ کے دفتروں میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَاۤ اِلَيْكَ۔(۳)

یہ غیب کی خبریں ہیں جن کو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔ (سورۃ الہود)

ہم یہاں ان بے شمار غیب کی خبروں میں سے مثال کے طور پر چند کا ذکر تحریر کرتے ہیں، پہلے ان چند غیب کی خبروں کا تذکرہ ملاحظہ فرمایئے، جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔

غالب مغلوب ہوگا

سنہ ۶۱۴ء میں روم اور فارس کے دونوں بادشاہوں میں ایک جنگ عظیم شروع ہوئی چھبیس ہزار

۱......القرآن الکریم پارہ:۲۹ سورۃ الجن آیت:۲۶،۲۷
۲......القرآن الکریم پارہ:۴ سورۃ آل عمران آیت:۱۷۹
۳......القرآن الکریم پارہ:۱۲ سورۃ الہود آیت:۴۹

یہودیوں نے بادشاہ فارس کے لشکر میں شامل ہو کر ساٹھ ہزار عیسائیوں کا قتل عام کیا یہاں تک کہ ۶۱۶ء میں بادشاہ فارس کی فتح ہو گئی اور بادشاہ روم کا لشکر بالکل ہی مغلوب ہو گیا اور رومی سلطنت کے پرزے پرزے اڑ گئے، بادشاہ روم اہل کتاب اور مذہبا عیسائی تھا، اور بادشاہ فارس مجوسی مذہب کا پابند اور آتش پرست تھا، اس لئے بادشاہِ روم کی شکست سے مسلمانوں کو رنج و غم ہوا، اور کفار کو انتہائی شادمانی و مسرت ہوئی، چنانچہ کفار نے مسلمانوں کو طعنہ دیا اور کہنے لگے کہ تم اور نصاریٰ اہل کتاب ہو اور ہم اور اہل فارس بے کتاب ہیں جس طرح ہمارے بھائی تمہارے بھائیوں پر فتح یاب ہو کر غالب آ گئے، اسی طرح ہم بھی ایک دن تم لوگوں پر غالب آ جائیں گے، کفار کے ان طعنوں سے مسلمانوں کو اور زیادہ رنج و صدمہ ہوا۔

اس وقت رومیوں کی یہ افسوسناک حالت تھی کہ وہ اپنے مشرقی مقبوضات کا ایک ایک چپہ کھو چکے تھے، خزانہ خالی تھا، فوج منتشر تھی ملک میں بغاوتوں کا طوفان اٹھ رہا تھا، شہنشاہ روم بالکل نالائق تھا، ان حالات میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ بادشاہ روم بادشاہ فارس پر غالب ہو سکتا تھا مگر ایسے وقت میں نبی صادق نے قرآن کی زبان سے کفار مکہ کو پیش گوئی سنائی کہ

الٓمّٓ ٭ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ٭ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ٭ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ٭ (۱)

رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور وہ اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برسوں میں۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صرف نو سال کے بعد خاص "صلح حدیبیہ" کے دن بادشاہ روم کا لشکر اہل فارس پر غالب آ گیا، اور مخبر صادق کی یہ خبر غیب عالم وجود میں آ گئی۔

ہجرت کے بعد قریش کی تباہی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس بے سروسامانی کے ساتھ ہجرت فرمائی تھی اور صحابہ کرام جس کسمپرسی بے کسی کے عالم میں کچھ حبشہ، کچھ مدینہ چلے گئے تھے ان حالات کے پیش نظر بھلا کسی کے حاشیہ خیال میں بھی یہ آ سکتا تھا کہ یہ بے سروسامان اور غریب الدیار مسلمانوں کا قافلہ ایک دن مدینہ

۱ ۔۔۔۔ القرآن الکریم، پ۲۱، سورۃ الروم، آیت: ۱-۴

سے اتنا طاقتور ہو کر نکلے گا کہ وہ کفار قریش کی ناقابل تسخیر عسکری طاقت کو تہس نہس کر ڈالے گا، جس سے کافروں کی عظمت و شوکت کا چراغ گل ہو جائے گا اور مسلمانوں کی جان کے دشمن مٹھی بھر مسلمانوں کے ہاتھوں سے ہلاک و برباد ہو جائیں گے، لیکن خداوند علام الغیوب کا محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت سے ایک سال پہلے ہی قرآن پڑھ پڑھ کر اس خبر غیب کا اعلان کر رہا تھا کہ

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلَافَكَ اِلَّا قَلِيْلًا۔(۱)

ترجمہ: اگر وہ تم کو سرزمین مکہ سے گھبرا چکے تاکہ تم کو اس سے نکال دیں، تو وہ اہل مکہ تمہارے بعد بہت ہی کم مدت تک باقی رہیں گے۔

چنانچہ یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی اور ایک ہی سال کے بعد غزوہ بدر میں مسلمانوں کی فتح مبین نے کفار قریش کے سرداروں کا خاتمہ کر دیا اور کفار مکہ کی لشکری طاقت کی جڑ کٹ گئی، اور ان کی شان و شوکت کا جنازہ نکل گیا۔

مسلمان ایک دن شہنشاہ ہوں گے

ہجرت کے بعد کفار قریش جوش انتقام میں آپے سے باہر ہو گئے اور بدر کی شکست کے بعد تو جذبہء انتقام نے ان کو پاگل بنا ڈالا تھا، تمام قبائل عرب کو ان لوگوں نے جوش دلا دلا کر مسلمانوں پر یلغار کر دینے کے لئے تیار کر دیا تھا، چنانچہ مسلسل آٹھ برس تک خونریز لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا، جس میں مسلمانوں کو تنگ دستی فاقہ مستی، قتل و خونریزی قسم قسم کی حوصلہ شکن مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑا، مسلمانوں کو ایک لمحہ کے لئے سکون میسر نہیں تھا، مسلمان خوف و ہراس کے عالم میں راتوں کو جاگ جاگ کر وقت گزارتے تھے اور رات رات بھر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاشانہء نبوت کا پہرہ دیا کرتے تھے لیکن عین اس پریشانی اور بے سروسامانی کے ماحول میں دونوں جہان کے سلطان نے قرآن کا یہ اعلان نشر فرمایا کہ مسلمانوں کو "خلافت ارض" یعنی دین و دنیا کی شہنشاہی کا تاج پہنایا جائے گا چنانچہ غیب داں رسول نے اپنے دلکش اور شیریں لہجہ میں قرآن کی ان روح پرور اور ایمان افروز آیتوں کو علی الاعلان تلاوت فرمانا شروع کر دیا کہ

۱۔۔۔القرآن الکریم، پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۷۶

وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط۔(۱)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیا، خدا نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ انکو زمین کا خلیفہ بنائے گا، جیسا کہ اس نے ان کے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا، اور جو دین ان کے لئے پسند کیا ہے اس کو مستحکم کر دے گا اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

مسلمان جن نامساعد حالات اور پریشان کن ماحول کی کشمکش میں مبتلا تھے ان حالات میں خلافت ارض اور دین و دنیا کی شہنشاہی کی یہ عظیم بشارت انتہائی حیرت ناک خبر تھی بھلا کون تھا جو یہ سوچ سکتا تھا کہ مسلمانوں کا ایک مظلوم و بے کس گروہ جس کو کفار مکہ نے طرح طرح کی اذیتیں دے کر کچل ڈالا تھا اور اس نے اپنا سب کچھ چھوڑ کر مدینہ آ کر چند نیک بندوں کے زیر سایہ پناہ لی تھی اور اس کو یہاں بھی سکون و اطمینان کی نیند نصیب نہیں ہوئی تھی، بھلا ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ اس گروہ کو ایسی شہنشاہی مل جائے گی کہ خدا کے آسمان کے نیچے اور خدا کی زمین پر خدا کے سوا ان کو کسی اور کا ڈر نہ ہوگا، بلکہ ساری دنیا ان کے جاہ و جلال سے ڈر کر لرزہ براندام رہے گی مگر ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ بشارت پوری ہوئی اور ان مسلمانوں نے شہنشاہ بن کر دنیا پر اس طرح کامیاب حکومت کی کہ اس کے سامنے دنیا کی تمام متمدن حکومتوں کا شیرازہ بکھر گیا، اور تمام سلاطین عالم کی سلطانی کے پرچم عظمت اسلام کی شہنشاہی کے آگے سرنگوں ہو گئے کیا اب بھی کسی کو اس پیشن گوئی کی صداقت میں بال کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی شک و شبہ ہو سکتا ہے۔

فتح مکہ کی پیشگوئی

حضور اقدس ﷺ نے مکہ مکرمہ سے اس طرح ہجرت فرمائی کہ رات کی تاریکی میں اپنے یار غار کے ساتھ نکل کر غار ثور میں رونق افروز رہے، آپ کی جان کے دشمن نے آپ کی تلاش میں سرزمین مکہ کے چپے چپے کو چھان مارا، اور آپ ان دشمنوں کی نگاہوں سے چھپتے اور بچتے ہوئے غیر معروف راستوں سے مدینہ منورہ پہنچے، ان حالات میں بھلا کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ آ سکتا تھا؟ کہ رات کی تاریکی میں

۱......القرآن الکریم پارہ:۱۸ سورۃ النور آیت:۵۵

چھپ کر روتے ہوئے اپنے پیارے وطن مکہ کو خیر باد کہنے والا رسول برحق ایک دن فاتح مکہ بن کر فاتحانہ جاہ وجلال کے ساتھ شہر مکہ میں اپنی فتح مبین کا پرچم لہرائے گا اور اس کے دشمنوں کی قاہر فوج اس کے سامنے قیدی بن کر دست بستہ سر جھکائے لرزہ براندام کھڑی ہوگی، مگر نبی غیب داں نے قرآن کی زبان سے اس پیشین گوئی کا اعلان فرمایا کہ۔

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ ۙ وَرَاَيۡتَ النَّاسَ يَدۡخُلُوۡنَ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا ۙ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَاسۡتَغۡفِرۡهُ ؔ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا (۱)

ترجمہ: جب اللہ کی مدد اور فتح (مکہ) آ جائے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے ہیں تو اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو، اور اس سے بخشش چاہو بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

چنانچہ یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی کہ ۸ھ میں مکہ فتح ہو گیا اور آپ فاتح مکہ ہونے کی حیثیت سے افواج الٰہی کے جاہ وجلال کے ساتھ مکہ مکرمہ کے اندر داخل ہوئے اور کعبہ معظمہ میں داخل ہو کر آپ نے دوگانہ ادا فرمایا، اور اہل عرب فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے حالانکہ اس سے قبل اکا دکا لوگ اسلام قبول کیا کرتے تھے۔

جنگِ بدر میں فتح کا اعلان

جنگ بدر میں جب کہ کل تین سو تیرہ مسلمان تھے جو بالکل ہی نہتے، کمزور اور بے سروسامان تھے بھلا کسی کے خیال میں بھی آ سکتا تھا کہ ان کے مقابلہ میں ایک ہزار کا لشکر جرار جس کے پاس ہتھیار اور عسکری طاقت کے تمام سامان واوزار موجود تھے، شکست کھا کر بھاگ جائے گا اور ستر مقتول اور ستر گرفتار ہو جائیں گے مگر جنگ بدر سے برسوں پہلے مکہ مکرمہ میں آیتیں نازل ہوئیں اور رسول برحق نے اقوام عالم کو کئی برس پہلے جنگ بدر میں اس طرح اسلامی فتح مبین کی بشارت سنائی کہ۔

اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ نَحۡنُ جَمِيۡعٌ مُّنۡتَصِرٌ ۞ سَيُهۡزَمُ الۡجَمۡعُ وَيُوَلُّوۡنَ الدُّبُرَ ۞ (۲)

کیا وہ کفار کہتے ہیں کہ ہم سب متحد، اور ایک دوسرے کے مددگار ہیں، یہ لشکر عنقریب شکست

۱.....القرآن الکریم پارہ:۳۰ سورۃ النصر آیت:۱تا۳

۲.....القرآن الکریم پارہ:۲۷ سورۃ القمر آیت:۴۴،۴۵

کھاجائے گا اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ☆(۱)

اوراگر کفارتم (مسلمانوں) سے لڑیں گے تو یقیناً وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے پھر وہ کوئی حامی ومددگار نہ پائیں گے۔

یہودی مغلوب ہوں گے

مدینہ منورہ اور اس کے اطراف کے یہودی قبائل بہت ہی مالدار، انتہائی جنگجو اور بہت بڑے جنگ باز تھے اور ان کو اپنی لشکری طاقت پر بڑا گھمنڈ اور ناز تھا، جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح مبین کا حال سن کر ان یہودیوں نے مسلمانوں کو یہ طعنہ دیا کہ قبائل قریش فنون جنگ سے ناواقف، اور بے ڈھنگے تھے اس لئے وہ جنگ ہار گئے، اگر مسلمانوں کو ہم جنگ بازوں اور بہادروں سے پالا پڑا تو مسلمانوں کو ان کی چھٹی کا دودھ یاد آ جائے گا، اور واقعی صورت حال ایسی ہی تھی کہ سمجھ میں نہیں آ سکتا تھا، کہ مٹھی بھر کمزور اور بے سروسامان مسلمانوں سے قبائل یہود کا یہ مسلح و منظم لشکر کبھی شکست کھا جائیگا، مگر اس حال و ماحول میں غیب داں رسول نے قرآن کی زبان سے اس غیب کی خبر کا اعلان فرمایا کہ

وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ☆لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ۔(۲)

اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے یہ بہتر ہوتا، ان میں کچھ ایماندار اور اکثر فاسق ہیں اور وہ تم (مسلمانوں) کو بجز تھوڑی تکلیف دینے کے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اگر وہ تم سے لڑیں گے تو یقیناً پشت پھیر دیں گے پھر ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ یہود کے قبائل میں سے بنو قریظہ قتل کردیے گئے اور بنو نضیر جلا وطن کر دیے گئے اور خیبر کو مسلمانوں نے فتح کرلیا، اور باقی یہود ذلت کے ساتھ جزیہ ادا کرنے پر مجبور ہوگئے۔

عہد نبوی کے بعد کی لڑائیاں

قرآن مجید کی پیشگوئیاں اور غیب کی خبریں صرف انہیں جنگوں کے ساتھ مخصوص و محدود نہیں تھیں

۱۔۔۔۔القرآن الکریم پارہ:۲۶ سورۃ الفتح آیت:۲۲

۲۔۔۔۔القرآن الکریم پارہ:۴ سورۃ آل عمران آیت:۱۱۰-۱۱۱

جو عہد نبوی میں ہوئیں بلکہ اس کے بعد خلفاء کے دور خلافت میں عرب و عجم میں جو عظیم و خوں ریز لڑائیاں ہوئیں ان کے متعلق بھی قرآن مجید نے پہلے ہی سے پیشگوئی کردی تھی جو حرف بحرف پوری ہوئی مسلمانوں کو روم و ایران کی زبردست حکومتوں سے جو لڑائیاں لڑنی پڑیں وہ تاریخ اسلام کے بہت ہی زریں اوراق اور نمایاں واقعات ہیں، مگر قرآن مجید نے برسوں پہلے ان جنگوں کے نتائج کا اعلان ان لفظوں میں کردیا تھا۔

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ۔(۱)

ترجمہ: جہاد میں پیچھے رہ جانے والے دیہاتیوں سے کہہ دو کہ عنقریب تم کو ایک سخت جنگجو قوم سے جنگ کرنے کے لئے بلایا جائے گا تم لوگ ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے۔

اس پیشگوئی کا ظہور اس طرح ہوا کہ روم و ایران کی جنگجو اقوام سے مسلمانوں کو جنگ کرنی پڑی جس میں بعض جگہ خونریز معرکے ہوئے اور بعض جگہ کے کفار نے اسلام قبول کرلیا الغرض اس قسم کی بہت سی غیب کی خبریں قرآن مجید میں مذکور ہیں جن کو غیب داں رسول نے واقعات کے واقع ہونے سے بہت پہلے اقوام عالم کے سامنے بیان فرمادیا اور یہ تمام غیب کی خبریں آفتاب کی طرح ظاہر ہو کر اہل عالم کے سامنے زبان حال سے اعلان کررہی ہیں اور قیامت تک اعلان کرتی رہیں گی کہ

چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شان وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ دیکھے

احادیث میں غیب کی خبریں

اسلامی فتوحات کی پیش گوئیاں

ابتداء اسلام میں مسلمان جن آلام و مصائب میں گرفتار، اور جس بے سروسامانی کے عالم میں تھے اس وقت کوئی اس کو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ چند نہتے، فاقہ کش، اور بے سروسامان مسلمان قیصر و کسریٰ کی جابر حکومتوں کا تختہ الٹ دیں گے لیکن غیب جاننے والے پیغمبر صادق نے اس حالت میں پورے عزم

۱..... القرآن الکریم، پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت: ۱۶

ویقین کے ساتھ اپنی امت کو یہ بشارتیں دیں کہ اے مسلمانو! تم عنقریب قسطنطنیہ کو فتح کرو گے، اور قیصر وکسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں تمہارے دست تصرف میں ہوں گی، مصر تمہاری حکومت کا پرچم لہرائے گا، تم سے اور ترکوں سے جنگ ہوگی جن کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی اور چہرے چوڑے چوڑے ہوں گے اور ان جنگوں میں تم کو فتح مبین حاصل ہوگی۔(۱)

تاریخ گواہ ہے کہ غیب داں نبی کی دی ہوئی یہ سب غیب کی خبریں عالم ظہور میں آئیں

قیصر وکسریٰ کی بربادی

عین اس وقت جب کہ قیصر وکسریٰ کی حکومتوں کے پرچم انتہائی جاہ وجلال کے ساتھ دنیا پر لہرا رہے تھے اور بظاہر ان کی بربادی کا کوئی سامان نظر نہیں آ رہا تھا، مگر غیب داں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو یہ غیب کی خبر سنائی کہ

اِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهٗ وَلَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔(۲)

جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور ضرور ان دونوں کے خزانے اللہ تعالیٰ کی راہ میں (مسلمانوں کے ہاتھ سے) خرچ کئے جائیں گے۔

دنیا کا ہر مورخ اس حقیقت کا گواہ ہے کہ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں کسریٰ اور قیصر کی تباہی کے بعد نہ پھر کسی نے سلطنت فارس کا تاج خسروی دیکھا، نہ رومی سلطنت کا روئے زمین پر کہیں وجود نظر آیا، کیوں نہ ہو کہ یہ غیب داں نبی صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ غیب کی خبریں ہیں جو خداوند عالم الغیوب کی وحی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہیں، بھلا کیونکر ممکن ہے کہ غیب داں نبی کی دی ہوئی غیب کی خبریں بال کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی خلاف واقع ہوسکیں گی؟

یمن، شام، عراق فتح ہوں گے

۱.....صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام ۱/۱۲، ۵۱۳ قدیمی کتب خانہ کراچی

۲.....صحیح بخاری کتاب المناقب باب ... الناس ... ۱/۵... قدیمی کتب خانہ کراچی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن وشام وعراق کے فتح ہونے سے برسوں پہلے یہ غیب کی خبر دی تھی کہ۔

''یمن فتح کیا جائے گا تو لوگ اپنی سواریوں کو ہنکاتے ہوئے اور اپنے اہل وعیال اور متبعین کو لے کر (مدینہ سے) یمن چلے آئیں گے حالانکہ مدینہ ہی کا قیام ان کے لئے بہتر تھا، کاش وہ لوگ اس بات کو جان لیتے۔

پھر شام فتح کیا جائے گا تو ایک قوم اپنے گھر والوں اور اپنے پیروی کرنے والوں کو لے کر سواریوں کو ہنکاتے ہوئے (مدینہ سے) شام چلے آئیں گے۔ حالانکہ مدینہ ہی انکے لئے بہتر تھا، کاش وہ لوگ اسکو جان لیتے پھر عراق فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنے گھر والوں، اور جوان کا کہنا مانیں گے ان سب کو لے کر سواریوں کو ہنکاتے ہوئے (مدینہ سے) عراق آجائیں گے حالانکہ مدینہ ہی کی سکونت ان کے لئے بہتر تھی، کاش وہ ان کو جان لیتے''۔(۱)

یمن ۸ھ میں فتح ہوا، اور شام وعراق اسکے بعد فتح ہوئے، لیکن غیب جاننے والے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلمنے برسوں پہلے یہ غیب کی خبریں دے دی تھیں جو حرف بحرف پوری ہوئیں۔

فتح مصر کی بشارت

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''تم لوگ عنقریب مصر کو فتح کروگے اور وہ ایسی زمین ہے جہاں کا سکہ ''قیراط'' کہلاتا ہے جب تم لوگ اس کو فتح کرو تو اس کے باشندوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، کیونکہ تمہارے اوران کے درمیان ایک تعلق اور رشتہ ہے (حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ مصر کی تھیں جن کی اولاد میں سارا عرب ہے)''۔

اور جب تم دیکھنا کہ وہاں ایک اینٹ بھر جگہ کے لئے دو آدمی جھگڑا کرتے ہوں تو تم مصر سے نکل جانا چنانچہ حضرت ابوذر نے خود اپنی آنکھ سے مصر میں یہ دیکھا کہ عبدالرحمٰن بن شرحبیل اوران کے بھائی

۱.....صحیح مسلم　کتاب الحج　باب علامات النبوۃ فی الاسلام　۱۴۷/۱، ۵۱۳　قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح بخاری　کتاب الحج　رقم الحدیث: ۱۴۳۲
.....مسند امام احمد　باقی مسند الانصار　رقم الحدیث: ۲۰۹۰۷
.....مؤطا امام مالک　[illegible]　۱۳۸۰

ربیعہ ایک اینٹ بھر جگہ کے لئے لڑ رہے ہیں، یہ منظر دیکھ کر حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کے مطابق مصر چھوڑ کر چلے آئے"۔(۱)

بیت المقدس کی فتح

بیت المقدس کی فتح ہونے سے برسوں پہلے حضور اقدس مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے اپنی امت سے ارشاد فرمایا کہ

''قیامت سے پہلے چھ چیزیں گن رکھو''

۱......میری وفات۔

۲......بیت المقدس کی فتح۔

۳......پھر طاعون کی وبا جو بکریوں کی گلٹیوں کی طرح تمہارے اندر شروع ہو جائے گی۔

۴......اس قدر مال کی کثرت ہو جائے گی کہ کسی آدمی کو سو دینار دینے پر بھی وہ خوش نہیں ہوگا۔

۵......ایک ایسا فتنہ اٹھے گا کہ عرب کا کوئی گھر باقی نہیں رہے گا، جس میں فتنہ داخل نہ ہوا ہو

۶......تمہارے اور رومیوں کے درمیان ایک صلح ہوگی اور رومی عہد شکنی کریں گے وہ اسی (۸۰) جھنڈے لے کر تمہارے اوپر حملہ آور ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار فوج ہوگی۔(۲)

خوفناک راستے پُر امن ہو جائیں گے

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا تو ایک شخص نے آکر فاقہ کی شکایت کی پھر ایک دوسرا شخص آیا، اس نے راستوں میں ڈاکہ زنی کا شکوہ کیا، یہ سن کر شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے عدی! اگر تمہاری عمر لمبی ہوگی تو تم یقیناً دیکھو گے کہ ایک پردہ نشین عورت اکیلی چلے گی اور مکہ آکر کعبہ کا طواف کرے گی اور اس کو خدا کے سوا کسی کا کوئی ڈر نہیں ہوگا۔

۱......صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب وصیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باہل مصر، ۲/۳۱۱، قدیمی کتب خانہ کراچی

۲......صحیح بخاری، کتاب الجزیۃ، باب ما یحذر من الغدر، ۱/۴۵۰، قدیمی کتب خانہ کراچی

......سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، رقم الحدیث: ۴۰۴۲

......مسند امام احمد، باقی مسند الانصار

حضرت عدی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ بھلا قبیلہ "طی" کے وہ ڈاکو جنہوں نے شہروں میں آگ لگا رکھی ہے کہاں چلے جائیں گے پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم نے لمبی عمر پائی تو یقیناً تم دیکھو گے کہ کسریٰ کے خزانوں کو مسلمان اپنے ہاتھوں سے کھولیں گے اور اے عدی! اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم ضرور ضرور دیکھو گے کہ ایک آدمی مٹھی بھر سونا یا چاندی لے کر تلاش کرتا پھرے گا کہ کوئی اس کے صدقہ کو قبول کرے مگر کوئی شخص ایسا نہیں آئے گا جو اس کے صدقہ کو قبول کرے (کیونکہ ہر شخص کے پاس بکثرت مال ہوگا، اور کوئی فقیر نہ ہوگا) حضرت عدی بن حاتم کا بیان ہے کہ اے لوگو! یہ تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ واقعی حیرہ سے ایک پردہ نشین عورت اکیلی طواف کعبہ کے لئے چلی آئی ہے اور وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی، اور میں خود ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانوں کو کھول کر نکالا، یہ دو چیزیں تو میں نے دیکھ لیں، اے لوگو! اگر تم لوگوں کی عمریں دراز ہوئیں تو یقیناً تم لوگ تیسری چیز کو بھی دیکھ لو گے کہ کوئی فقیر نہیں ملے گا جو صدقہ قبول کرلے۔"(۱)

فاتح خیبر کون ہوگا

جنگ خیبر کے دوران ایک دن غیب داں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ کل میں اس شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جو اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ و رسول اس سے محبت کرتے ہیں اور اسی کے ہاتھ سے خیبر فتح ہوگا، اس خوشخبری کو سن کر لشکر کے تمام مجاہدین نے اس انتظار میں نہایت ہی بے قراری کے ساتھ رات گزاری کہ دیکھیں کون وہ خوش نصیب ہے جس کے سر اس بشارت کا سہرا بندھتا ہے، صبح کو ہر مجاہد اس امید پر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا کہ شاید وہی اس خوش نصیبی کا تاجدار بن جائے ہر شخص گوش بر آواز تھا کہ ناگہاں شہنشاہ مدینہ نے ارشاد فرمایا کہ علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی آنکھوں میں آشوب ہے، ارشاد فرمایا کہ قاصد بھیج کر انہیں بلاؤ، جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا کر دعا فرمادی جس سے فی الفور وہ اس طرح شفایاب ہوگئے کہ گویا انہیں کبھی آشوب چشم ہوا ہی نہیں تھا پھر آپ نے ان کے ہاتھ میں جھنڈا عطا فرمایا

۱۔ صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام ۵۰۷،۰۸/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ رقم الحدیث: ۴۴۲۳
مسند امام احمد ... ۲۱۷۵۵

اور خیبر کا میدان اسی دن ان کے ہاتھوں سے سر ہو گیا۔(۱)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک دن قبل ہی یہ بتا دیا کہ کل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیبر کو فتح کریں گے۔ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا۔ یعنی ''کل کون کیا کرے گا'' کا علم غیب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو عطا فرمایا۔

تیس برس خلافت پھر بادشاہی

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تیس برس تک خلافت رہے گی اس کے بعد بادشاہی ہو جائیگی، اس حدیث کو سنا کر حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگ گن لو، حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت دو برس اور حضرت عمر کی خلافت دس برس اور حضرت عثمان کی خلافت بارہ برس اور حضرت علی کی خلافت چھ برس یہ کل تیس برس ہو گئے۔(۲)

۶۰ھ اور لڑکوں کی حکومت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ۶۰ھ کے شروع اور لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگو۔(۳)

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی تباہی قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھوں پر ہوگی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث کو سنا کر فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں چاہوں تو ان لڑکوں کے نام بتا سکتا ہوں وہ فلاں کے بیٹے اور فلاں کے بیٹے ہیں۔(۴)

تاریخ اسلام گواہ ہے کہ ۶۰ھ میں بنو امیہ کے کم عمر حاکموں نے جو فتنے برپا کیے واقعی یہ ایسے فتنے تھے کہ جن سے ہر مسلمان کو خدا کی پناہ مانگنی چاہیے ان واقعات کی برسوں پہلے نبی برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی جو یقیناً غیب کی خبر ہے۔

۱۔۔۔۔ صحیح بخاری باب غزوۃ خیبر ۶۰۵/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۔۔۔۔ مشکوۃ المصابیح کتاب الفتن ۴۶۲/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
۳۔۔۔۔ مشکوۃ المصابیح کتاب الامارۃ والقضاء ۳۲۳/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
۴۔۔۔۔ صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام قدیمی کتب خانہ کراچی

ترکوں سے جنگ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک تم لوگ ایسی قوم سے نہ لڑو گے جن کے جوتے بال کے ہوں گے اور جب تک تم لوگ قوم ترک سے نہ لڑو گے جو چھوٹی آنکھوں والے، سرخ چہرے والے، چپٹی ناکوں والے ہوں گے ان کے چہرے گویا ہتھوڑوں سے پٹی ہوئی ڈھالوں کے مانند (چوڑے چپٹے) ہوں گے اور ان کے جوتے بال کے ہوں گے۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ تم لوگ ''خوزوکرمان'' کے عجمیوں سے جنگ کرو گے جن کے چہرے سرخ، ناکیں چپٹی، آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔

اور تیسری روایت میں یہ ہے کہ قیامت سے پہلے تم لوگ ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے جوتے بال کے ہوں گے وہ اہل ''بارز'' ہیں (یعنی صحراؤں اور میدانوں میں رہنے والے ہیں۔(۱)

غیب داں نبی نے یہ خبریں اس وقت دی تھیں جب اسلام ابھی پورے طور پر زمین حجاز میں نہیں پھیلا ہوا تھا، مگر تاریخ گواہ ہے کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تمام پیشگوئیاں پہلی ہی صدی کے آخر تک پوری ہو گئیں کہ مجاہدین اسلام کے لشکروں نے ترکوں اور صحراؤں میں رہنے والے بربریوں سے جہاد کیا، اور اسلام کی فتح مبین ہوئی اور ترک و بربری اقوام دامن اسلام میں آ گئیں۔

ہندوستان میں مجاہدین

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہندوستان میں اسلام کے داخل اور غالب ہونے کی خوشخبری سناتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ۔

''میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو جہنم سے آزاد فرما دیا ہے، ایک وہ گروہ جو ہندوستان میں جہاد کرے گا اور ایک وہ گروہ جو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے ساتھ ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم (مسلمانوں) سے ہندوستان میں جہاد کرنے کا وعدہ فرمایا تھا تو اگر میں نے وہ زمانہ پالیا جب تو میں اس کی راہ میں اپنی جان و مال قربان کر دوں گا اور اگر میں اس جہاد میں شہید ہو گیا تو میں بہترین شہید ٹھہروں

۱ صحیح بخاری کتاب ... قدیمی کتب خانہ کراچی

گا اور اگر میں زندہ لوٹا تو میں دوزخ سے آزاد ہونے والا ابو ہریرہ ہوں گا۔(۱)

امام نسائی رحمہ اللہ نے ۳۰۳ھ میں وفات پائی، اور انہوں نے اپنی کتاب سلطان محمود غزنوی کے حملہ ہندوستان ۳۹۲ھ سے تقریباً سو برس پہلے تحریر فرمائی۔

تمام دنیا کے مورخین گواہ ہیں کہ غیب داں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان قدسی بیان سے ہندوستان کے بارے میں سینکڑوں برس پہلے جس غیب کی خبر کا اعلان فرمایا تھا وہ حرف بحرف پوری ہو کر رہی کہ محمد بن قاسم نے سرزمین سندھ و مکران پر جہاد فرمایا اور محمود غزنوی و شہاب الدین غوری نے ہندوستان کے سومنات واجمیر وغیرہ پر جہاد کر کے اس ملک میں اسلام کا پرچم لہرایا، یہاں تک کہ سرزمین ہند میں ناگالینڈ کی پہاڑیوں سے کوہ ہندوکش تک اور راس کماری سے ہمالیہ کی چوٹیوں تک اسلام کا پرچم لہرا چکا، حالانکہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پیشگوئی اس وقت دی تھی جب اسلام سرزمین حجاز سے بھی آگے نہیں پہنچ پایا تھا، ان غیب کی خبروں کو لفظ بلفظ پورا ہوتے ہوئے دیکھ کر کون ہے جو غیب داں نبی کے دربار میں اسطرح نذرانۂ عقیدت نہ پیش کرے گا کہ

سرِ عرش پر ہے تیری گزر ، دلِ فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

﴿اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی﴾

کون کہاں مرے گا؟

جنگ بدر میں لڑائی سے پہلے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کو لے کر میدان جنگ میں تشریف لے گئے اور اپنی چھڑی سے لکیر کھینچ کھینچ کر بتایا کہ یہ فلاں کافر کی قتل گاہ ہے یہ ابوجہل کا مقتل ہے اس جگہ قریش کا فلاں سردار مارا جائے گا، صحابہ کرام کا بیان ہے کہ ہر سردار قریش کے قتل ہونے کے لئے آپ نے جو جو جگہیں مقرر فرما دی تھیں، اسی جگہ اس کافر کی لاش خاک وخون میں لتھڑی ہوئی پائی گئی۔(۲)

۱...... سنن نسائی　کتاب الجہاد　باب غزوۃ الہند　۶۳/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
...... مسند امام احمد　باقی مسند المکثرین　رقم الحدیث: ۶۸۳۱
۲...... صحیح مسلم　کتاب الجہاد والسیر　باب غزوۃ بدر　۱۰۲/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
...... مسند امام احمد　باقی مسند المکثرین　رقم الحدیث: ۱۳۲۰۷

حضرت فاطمہ کی وفات کب ہوگی؟

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو اپنے پاس بلا کر ان کے کان میں کوئی بات فرمائی تو وہ رونے لگیں، پھر تھوڑی دیر کے بعد ان کے کان میں ایک اور بات کہی تو وہ ہنسنے لگیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا، انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے اس رونے اور ہنسنے کا سبب پوچھا تو انہوں نے صاف کہہ دیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز ظاہر نہیں کر سکتی جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوگئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے دوبارہ دریافت کرنے پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی مرتبہ میرے کان میں یہ فرمایا تھا کہ میں اپنی اسی بیماری میں وفات پا جاؤں گا، یہ سن کر میں فرط غم سے رو پڑی پھر فرمایا کہ اے فاطمہ! میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تم وفات پا کر مجھ سے ملوگی، یہ سن کر میں ہنس پڑی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میری جدائی کا زمانہ بہت ہی کم ہوگا۔(۱)

اہل علم جانتے ہیں کہ یہ دونوں غیب کی خبریں حرف بحرف پوری ہوئیں کہ آپ نے اپنی اسی بیماری میں وفات پائی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا بھی صرف چھ مہینے کے بعد وفات پا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جا ملیں۔

خود اپنی وفات کی اطلاع

جس سال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا سے رحلت فرمائی پہلے ہی سے آپ نے اپنی وفات کا اعلان فرمانا شروع کر دیا چنانچہ حجۃ الوداع سے پہلے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کا حاکم بنا کر روانہ فرمایا تو ان کے رخصت کرتے وقت آپ نے ان سے فرمایا کہ اے معاذ! اس کے بعد تم مجھ سے نہ مل سکو گے جب تم واپس آؤ گے تو میری مسجد اور میری قبر کے پاس سے گزرو گے۔(۲)

۱......صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام ۵۱۲/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ رقم الحدیث: ۲۴۸۸
......صحیح بخاری کتاب الاستیذان رقم الحدیث: ۵۸۱۲
۲......مسند امام احمد [illegible] رقم الحدیث [illegible] ۲۴۳/۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت

اسی طرح حجۃ الوداع کے موقع پر جب کہ عرفات میں ایک لاکھ پچیس ہزار سے زائد مسلمانوں کا اجتماع عظیم تھا، آپ نے وہاں دوران خطبہ میں ارشادفرمایا کہ شاید آئندہ سال تم لوگ مجھ کو نہ پاؤ گے۔

اسی طرح مرض وفات سے کچھ دنوں پہلے آپ نے ارشادفرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو یہ اختیار دیا تھا کہ وہ چاہے تو دنیا کی زندگی کو اختیار کرلے اور چاہے تو آخرت کی زندگی قبول کرلے، تو اس بندے نے آخرت کو قبول کرلیا، یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ آپ تو ایک بندے کے بارے میں یہ خبر دے رہے ہیں تو اس پر حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے رونے کا کیا موقع ہے؟ مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے چند ہی دنوں کے بعد وفات پائی تو ہم لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ اختیار دیا ہوا بندہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے اور حضرت ابوبکر صدیق ہم لوگوں میں سے زیادہ جاننے والے تھے، (کیونکہ انہوں نے ہم سب لوگوں میں سے پہلے یہ جان لیا تھا کہ وہ اختیار دیا ہوا بندہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔)(۱)

حضرت عمر وحضرت عثمان شہید ہوں گے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن حضرت ابوبکر وحضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لے کر اُحد پہاڑ پر چڑھے اس وقت پہاڑ ہلنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ اے اُحد! ٹھہر جا، اور یقین رکھ کہ تیرے اوپر ایک نبی ہے ایک صدیق ہے اور دو (عمر وعثمان) شہید ہیں۔(۲)

نبی اور صدیق کو تو سب جانتے تھے لیکن حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت کے بعد سب کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ دو شہید کون تھے۔

حضرت عمار کو شہادت ملے گی

۱......صحیح بخاری کتاب المناقب باب قول سدوا الابواب ۵۱۹/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ رقم الحدیث: ۴۳۹۰
......مسند امام احمد باقی مسند المکثرین رقم الحدیث: ۱۰۸۱۰
۲......صحیح بخاری کتاب المناقب باب فضل ابی بکر رضی اللہ عنہ ۵۱۹/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
......مسند امام احمد من مسند بنی ہاشم رقم الحدیث: ۲۳۰۶

حضرت ابوسعید خدری و حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہما کا بیان ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ تعالی عنہ خندق کھود رہے تھے، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ تعالی عنہ کے سر پر اپنا دست شفقت پھیر کر ارشاد فرمایا کہ افسوس! تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔(۱)

یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ حضرت عمار رضی اللہ تعالی عنہ جنگ صفین کے دن حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے!

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ یقیناً حق پر تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کا گروہ یقیناً خطا کا مرتکب تھا، لیکن چونکہ ان لوگوں کی خطا اجتہادی تھی ،لہٰذا یہ لوگ گنہگار نہ ہوں گے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی مجتہد اگر اپنے اجتہاد میں صحیح اور درست مسئلہ تک پہنچ گیا تو اس کو دوگنا ثواب ملے گا، اور اگر مجتہد نے اپنے اجتہاد میں خطا کی جب بھی اس کو ایک ثواب ملے گا۔(۲)

اس لئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں لعن طعن ہرگز ہرگز جائز نہیں کیونکہ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس جنگ میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ تھے۔

پھر یہ بات بھی یہاں ذہن میں رکھنی ضروری ہے کہ مصری باغیوں کا گروہ جنہوں نے حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کا محاصرہ کر کے ان کو شہید کر دیا تھا، یہ لوگ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے لشکر میں شامل ہو کر حضرت امیر معاویہ سے لڑ رہے تھے تو ممکن ہے کہ گھمسان کی جنگ میں انہی باغیوں کے ہاتھ سے حضرت عمار رضی اللہ تعالی عنہ شہید ہو گئے ہوں، اس صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بالکل صحیح ہوگا کہ ''افسوس اے عمار! تجھ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا'' اور اس قتل کی ذمہ داری سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کا دامن پاک رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بہرحال حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں لعن طعن کرنا رافضیوں کا مذہب ہے حضرات

۱۔۔۔۔۔صحیح مسلم کتاب الفتن باب لاتقوم الساعۃ ۳۹۵/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
۔۔۔۔۔صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ رقم الحدیث:۴۲۸
۲۔۔۔۔۔حاشیہ صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام ۱/۵۰۹ قدیمی کتب خانہ کراچی

اہل سنت وجماعت کو اس سے پرہیز کرنا لازم وضروری ہے۔

حضرت عثمان کا امتحان

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کے ایک باغ میں ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازہ کھلوا کر اندر آئے تو آپ نے ان کو جنت کی بشارت دی، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو آپ نے انکو بھی جنت کی خوشخبری سنائی، اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو آپ نے ان کو بھی جنت کی بشارت کے ساتھ ساتھ ایک امتحان اور آزمائش میں مبتلا ہونے کی بھی اطلاع دی، یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبر کی دعا مانگی اور یہ کہا کہ خدا مددگار ہے۔(۱)

حضرت علی کی شہادت

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ کرام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں بتادوں کہ سب سے بڑھ کر دو بدبخت انسان کون ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں، یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بتائیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک قوم ثمود کا سرخ رنگ والا بدبخت جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو قتل کیا، اور دوسرا وہ بدبخت انسان جو اے علی تمہارے یہاں پر (گردن کی طرف اشارہ کیا) تلوار مارے گا۔(۲)

یہ غیب کی خبر اس طرح ظہور پذیر ہوئی کہ ۱۷/رمضان المبارک ۴۰ھ کو عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تلوار سے قاتلانہ حملہ کیا، جس سے زخمی ہو کر دو دن بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہادت سے سرفراز ہو گئے۔(۳)

۱.....صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب فضل عثمان رضی اللہ عنہ ۲/۲۷۷ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عثمان رضی اللہ عنہ رقم الحدیث:۵۷۴۸ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....سنن ترمذی کتاب المناقب رقم الحدیث:۳۶۴۳
.....مسند امام احمد اول مسند الکوفیین رقم الحدیث:۱۸۸۱۴
۲.....مستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ باب وجہ تلقیب علی بابی تراب ۴/۱۱۶
۳.....تاریخ الخلفاء فصل فی مبایعۃ علی رضی اللہ عنہ ص:۱۳۹ قدیمی کتب خانہ کراچی

حضرت سعد کے لئے خوشخبری

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجۃ الوداع میں مکہ معظمہ جا کر اس قدر شدید بیمار ہو گئے کہ ان کو اپنی زندگی کی امید نہ رہی، انکو اس بات کی بہت زیادہ بے چینی تھی کہ اگر میں مر گیا تو میری ہجرت نامکمل رہ جائے گی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے آپ نے ان کی بے قراری دیکھ کر تسلی دی، اور ان کے لئے دعا بھی فرمائی، اور یہ بشارت دی کہ امید ہے کہ تم ابھی نہیں مرو گے، بلکہ تمہاری زندگی لمبی ہوگی، اور بہت سے لوگوں کو تم سے نفع اور بہت سے لوگوں کو تم سے نقصان پہنچے گا۔(۱)

یہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فتوحات عجم کی بشارت تھی، کیونکہ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی لشکر کا سپہ سالار بن کر ایران پر فوج کشی کی اور چند سال میں بڑے بڑے معرکوں کے بعد بادشاہ ایران کسریٰ کے تخت وتاج کو چھین لیا، اور اس طرح مسلمانوں کو ان کی ذات سے بڑا فائدہ اور کفار مجوس کو ان کی ذات سے نقصان عظیم پہنچا، ایران حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں فتح ہوا اور اس لڑائی کا نقشہ جنگ خود امیر المومنین نے ماہرین جنگ کے مشوروں سے تیار فرمایا تھا۔

حجاز کی آگ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک حجاز کی زمین سے ایک ایسی آگ نہ نکلے جس کی روشنی میں بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں نظر آئیں گی۔(۲)

اس غیب کی خبر کا ظہور ۶۵۴ھ میں ہوا چنانچہ حضرت امام نووی نے اس حدیث کی شرح میں تحریر فرمایا کہ یہ آگ ہمارے زمانے میں ۶۵۴ھ میں مدینہ کے اندر ظاہر ہوئی یہ آگ اس قدر بڑی تھی کہ مدینہ کے مشرقی جانب سے لے کر "حرہ" کی پہاڑیوں تک پھیلی ہوئی تھی اس آگ کا حال ملک شام اور تمام

۱......صحیح بخاری کتاب الوصایا باب ان یترک ورثۃ...... ۳۸۳/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

۲......صحیح مسلم کتاب الفتن باب لاتقوم الساعۃ حتی تخرج النار ۳۹۳/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

......صحیح بخاری [illegible] ۶۵۰۵

شہروں میں تواتر کے طریقے پر معلوم ہوا ہے اور ہم سے اس شخص نے بیان کیا جو اسوقت مدینہ میں موجود تھا۔(۱)

اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے کہ ۳/ جمادی الاآخری ۶۵۴ھ کو مدینہ منورہ میں ناگہاں ایک گھر گھراہٹ کی آواز سنائی دینے لگی، پھر نہایت ہی زوردار زلزلہ آیا جس کے جھٹکے تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد دو دن تک محسوس کیے جاتے رہے، پھر بالکل اچانک قبیلہ قریظہ کے قریب پہاڑوں میں ایک ایسی خوفناک آگ نمودار ہوئی جس کے بلند شعلے مدینہ سے ایسے نظر آرہے تھے کہ گویا یہ آگ مدینہ منورہ کے گھروں میں لگی ہوئی ہے پھر یہ آگ بہتے ہوئے نالوں کی طرح سیلاب کے مانند پھیلنے لگی اور ایسا محسوس ہونے لگا کہ پہاڑیاں آگ بن کر بہتی چلی جارہی ہیں اور پھر اس کے شعلے اس قدر بلند ہوگئے کہ آگ کا ایک پہاڑ نظر آنے لگا اور آگ کے شرارے ہر چہار طرف سے فضاؤں میں اڑنے لگے یہاں تک کہ اس آگ کی روشنی مکہ مکرمہ سے نظر آنے لگی، اور بہت سے لوگوں نے شہر بصریٰ میں رات کو اسی آگ کی روشنی میں اونٹ کی گردنوں کو دیکھ لیا، اہل مدینہ آگ کے اس ہولناک منظر سے لرزہ براندام ہوکر دہشت اور گھبراہٹ کے عالم میں توبہ اور استغفار کرتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ انور کے پاس پناہ لینے کے لئے مجتمع ہوگئے ایک ماہ سے زائد عرصہ تک یہ آگ جلتی رہی، اور پھر خود بخود رفتہ رفتہ بجھ گئی کہ اسکا کوئی نشان بھی باقی نہیں رہا۔(۲)

فتنوں کے علمبردار

حضرت حذیفہ بن یمان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھی بھول گئے یا جانتے ہوئے انجان بن رہے ہیں، واللہ دنیا کے خاتمہ تک جتنے فتنوں کے ایسے قائدین ہیں جن کے متبعین کی تعداد تین سو یا اس سے زائد ہوں ان سب فتنوں کے علمبرداروں کا نام، ان کے باپوں کا نام، ان کے قبیلوں کا نام رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو بتادیا ہے۔(۳)

۱.....شرح مسلم للنووی کتاب الفتن ۳۹۳/۲

۲.....تاریخ الخلفاء باب المستعصم باللہ عبداللہ بن المستنصر باللہ

۳.....سنن ابی داؤد کتاب الفتن والملاحم باب ذکر الفتن ۲۳۱/۲ مکتبہ امدادیہ ملتان

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت تک پیدا ہونیوالے گمراہوں اور فتنوں کے ہزاروں لاکھوں سرداروں اور علمبرداروں کے نام مع ولدیت وسکونت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو بتادیے، ظاہر ہے کہ یہ علم غیب ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا۔

قیامت تک کے واقعات

مسلم شریف کی حدیث ہے کہ حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں کو نماز فجر پڑھا کر منبر پر تشریف لے گئے اور ہم لوگوں کو خطبہ سناتے رہے، یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت آ گیا، پھر آپ نے منبر سے اتر کر نماز ظہر ادا فرمائی، پھر خطبہ دینے میں مشغول ہوگئے، یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت ہوگیا اس وقت آپ۔ نے منبر سے اتر کر نماز عصر پڑھائی، پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھنے لگے، یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا، تو اس دن بھر کے خطبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم لوگوں کو تمام ان واقعات کی خبر دے دی جو قیامت تک ہونے والے تھے تو جس شخص نے جس قدر زیادہ اس خطبہ کو یاد رکھا وہ ہم صحابہ میں سب سے زیادہ علم والا ہے۔(۱)

ضروری انتباہ

مذکورہ بالا واقعات ان ہزاروں واقعات میں سے صرف چند ہیں جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی خبریں دی ہیں، بلاشبہ ہزاروں واقعات جو صحاح ستہ اور احادیث کی دوسری کتابوں میں ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں امت کو جھنجھوڑ کر متنبہ کر رہے ہیں کہ اول سے ابد تک کے تمام علوم غیبیہ کے خزانوں کو علام الغیوب جل جلالہ، نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ نبوت میں ودیعت فرما دیا ہے، لہٰذا ہر امتی کو یہ عقیدہ رکھنا لازمی اور ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا ہے، یہ عقیدہ قرآن مجید کی مقدس تعلیم کا وہ عطر ہے جس سے اہل سنت وجماعت کی دنیائے ایمان معطر ہے، جیسا کہ خود خداوند عالم جل جلالہ نے ارشاد فرمایا کہ

۱۔۔۔۔۔صحیح مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ ۳۹۰/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
۔۔۔۔۔مسند امام احمد باقی مسند الانصار رقم الحدیث: ۲۱۸۱۷
۔۔۔۔۔مشکوٰۃ المصابیح کتاب المناقب باب المعجزات ۵۴۳/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ☆(۱)

اللہ نے آپ کو ہر اس چیز کا علم عطا فرما دیا جس کو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بہت ہی بڑا فضل ہے۔

نوٹ: (اس موضوع پر سیر حاصل بحث ہماری کتاب "قرآنی تقریریں" میں پڑھئے)

عالم جمادات کے معجزات

ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ حضور شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کی حکمرانی پرچم عالم کائنات کی تمام مخلوقات پر لہرا چکا ہے، چنانچہ چند آسمانی معجزات کا تذکرہ تو ہم تحریر کر چکے اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ روئے زمین پر ظاہر ہونے والے بے شمار معجزات کی چند مثالیں بھی تحریر کر دی جائیں تا کہ ناظرین کے ذہنوں میں اس حقیقت کی تجلی آفتاب کی طرح روشن ہو جائے کہ خدا کی مخلوقات میں کوئی ایسا عالم نہیں جہاں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات وتصرفات کی سلطنت کا سکہ نہ چلتا ہو۔

چٹان کا بکھر جانا

غزوہ خندق کے بیان میں ہم تفصیل کے ساتھ لکھ چکے ہیں کہ صحابہ کرام مدینہ کے چاروں طرف کفار کے حملوں سے بچنے کے لئے خندق کھود رہے تھے، اتفاق سے ایک بہت ہی سخت چٹان نکل آئی صحابہ کرام نے اپنی اجتماعی طاقت سے ہر چند اس کو توڑنا چاہا مگر وہ کسی طرح نہ ٹوٹ سکی، پھاوڑے اس پر پڑ پڑ کر اُچٹ جاتے تھے، جب لوگوں نے مجبور ہو کر خدمت اقدس میں یہ ماجرا عرض کیا تو آپ خود اٹھ کر تشریف لائے، اور پھاوڑا ہاتھ میں لے کر ایک ضرب لگائی تو وہ چٹان ریت کے بُھر بُھرے ٹیلوں کی طرح چور ہو کر بکھر گئی۔(۲)

اشارہ سے بتوں کا گر جانا

ہر شخص جانتا ہے کہ فتح مکہ سے پہلے خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بتوں کی پوجا ہوتی تھی، فتح مکہ کے

۱......القرآن الکریم پارہ:۵ سورۃ النساء آیت:۱۱۳

۲......صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق ۵۸۸ قدیمی کتب خانہ کراچی

دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ میں تشریف لے گئے، اسوقت دست مبارک میں ایک چھڑی تھی اور آپ زبان اقدس سے یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے کہ

" جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا"۔(۱)

ترجمہ: حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، یقیناً باطل مٹنے ہی کے قابل تھا۔

آپ اپنی چھڑی سے جس بت کی طرف اشارہ فرماتے تھے وہ بغیر چھوئے ہوئے فقط اشارہ کرتے ہی وہم سے زمین پر گر پڑتا تھا۔(۲)

پہاڑوں کا سلام کرنا

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ایک طرف کو نکلا تو میں نے دیکھا کہ جو درخت اور پہاڑ بھی سامنے آتا ہے اس سے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ" کی آواز آتی ہے اور میں خود اس آواز کو اپنے کانوں سے سن رہا تھا۔(۳)

اسی طرح حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مکہ میں ایک پتھر ہے جو مجھ کو سلام کیا کرتا تھا میں اب بھی اس کو پہچانتا ہوں۔(۴)

پہاڑ کا ہلنا

بخاری شریف کی یہ روایت چند اوراق پہلے ہم تحریر کر چکے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

۱.....القرآن الکریم پارہ:۱۵ سورۃ الاسراء آیت:۸۱

۲.....صحیح بخاری کتاب المغازی ۶۱۴/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

.....صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر رقم الحدیث:۳۳۳۳

.....سنن ترمذی کتاب تفسیر القرآن رقم الحدیث:۳۰۶۳

۳.....سنن ترمذی کتاب المناقب باب ماجاء فی آیات نبوۃ النبی ﷺ ۲۰۳/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

.....سنن داری المقدمۃ رقم الحدیث:۲۱

۴.....سنن ترمذی کتاب المناقب باب ماجاء فی آیات نبوۃ النبی ﷺ ۲۰۳/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

.....صحیح مسلم کتاب الفضائل رقم الحدیث:۴۲۲۲

.....مسند امام احمد اول مسند البصریین رقم الحدیث:۱۹۹۱۲

.....سنن داری المقدمۃ رقم الحدیث:۲۰

وسلم اپنے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر و حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو لے کر اُحد پہاڑ پر چڑھے۔ پہاڑ (جوش مسرت میں) جھوم کر ہلنے لگا اس وقت آپ نے پہاڑ کو ٹھوکر مار کر یہ فرمایا کہ ''ٹھہر جا'' اس وقت تیری پشت پر ایک پیغمبر ہے اور ایک صدیق ہے اور دو شہید (حضرت عمر و حضرت عثمان) ہیں۔(۱)

مٹھی بھر خاک کا شاہکار

مسلم شریف کی حدیث میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ حنین میں جب کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو آپ اپنی سواری سے اتر پڑے اور زمین سے ایک مٹھی مٹی لے کر کفار کے چہروں پر پھینکی۔ اور " شَاهَتِ الْوُجُوْهُ "فرمایا تو کافروں کے لشکر میں کوئی ایک انسان بھی باقی نہیں رہا جس کی دونوں آنکھیں اسی مٹی سے نہ بھر گئی ہوں، چنانچہ وہ سب اپنی اپنی آنکھیں ملتے ہوئے پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے اور شکست کھا گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اموال غنیمت کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم فرما دیا۔(۲)

اسی طرح ہجرت کی رات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کاشانہ نبوت کا محاصرہ کرنے والے کافروں پر جب ایک مٹھی خاک پھینکی، تو یہ مٹھی بھر مٹی تمام کافروں کے سروں پر پڑ گئی۔(۳)

تبصرہ

مذکورہ بالا پانچوں مستند واقعات گواہی دے رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات و تصرفات کی حکمرانی عالم جمادات پر بھی ہے اور عالم جمادات کی ہر ہر چیز جانتی ہے پہچانتی اور مانتی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول برحق ہیں اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کو عالم جمادات کا ہر ہر فرد اپنے لئے لازم الایمان اور واجب العمل جانتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کا اشارہ پا کر کنکریوں نے کلمہ پڑھا

۱.....صحیح بخاری　کتاب المناقب　باب فضائل اصحاب النبی ﷺ　۵۱۹/۱　قدیمی کتب خانہ کراچی
.....سنن ترمذی　کتاب المناقب　رقم الحدیث:۳۶۳۰
.....سنن ابی داؤد　کتاب السنۃ　رقم الحدیث:۲۰
۲.....صحیح مسلم　کتاب الجہاد والسیر　باب غزوۂ حنین　رقم الحدیث:۳۳۲۴　۱۰۱/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
.....مسند امام احمد　ومن مسند بنی ہاشم　رقم الحدیث:۱۶۷۹
۳.....مدارج النبوۃ　قسم اول　باب دوم　[illegible]　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

آپ کے دست مبارک میں سنگریزوں نے خدا کی تسبیح پڑھی، آپ کی دعا پر دیواروں نے "آمین" کہا۔(۱)

عالم نباتات کے معجزات

خوشہ درخت سے اُتر پڑا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ ایک اعرابی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا، اور اس نے آپ سے عرض کیا کہ مجھے یہ کیونکر یقین ہو کہ آپ خدا کے پیغمبر ہیں آپ نے فرمایا کہ اس کھجور کے درخت پر جو خوشہ لٹک رہا ہے اگر میں اس کو اپنے پاس بلاؤں اور وہ میرے پاس آجائے تو کیا تم میری نبوت پر ایمان لاؤ گے؟ اس نے کہا کہ ہاں بے شک میں آپ کا یہ معجزہ دیکھ کر ضرور آپ کو خدا کا رسول مان لوں گا، آپ نے کھجور کے اس خوشہ کو بلایا، تو وہ فوراً ہی چل کر درخت سے اترا اور آپ کے پاس آگیا پھر آپ نے حکم دیا تو وہ واپس جا کر درخت میں اپنی جگہ پر پیوست ہو گیا، یہ معجزہ دیکھ کر وہ اعرابی فوراً ہی دامن اسلام میں آگیا۔(۲)

درخت چل کر آیا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہم لوگ رسول ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے ایک اعرابی آپ کے پاس آیا، آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی، اس اعرابی نے سوال کیا کہ کیا آپ کی نبوت پر کوئی گواہ بھی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں یہ درخت جو میدان کے کنارے پر ہے میری نبوت کی گواہی دے گا، چنانچہ آپ نے اس درخت کو بلایا اور وہ فوراً ہی زمین چیرتا ہوا اپنی جگہ سے چل کر بارگاہِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو گیا، اور اس نے بہ آواز بلند تین مرتبہ آپ کی نبوت کی گواہی دی، پھر آپ نے اس کو اشارہ فرمایا تو وہ درخت زمین میں چلتا ہوا اپنی جگہ پر چلا گیا۔(۳)

۱.....الشفاء — فصل وشل ہذا فی سائر الجمادات — ۱۹۰/۱ — مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
۲.....سنن ترمذی — کتاب المناقب — باب ماجاء آیات اثبات نبوۃ — ۲۰۳/۲ — قدیمی کتب خانہ کراچی
۳.....سنن داری مترجم — المقدمۃ — باب ما اکرم اللہ بہ نبیہ من...... — ۴۲/۱ — شبیر برادرز لاہور
.....الشفاء — فصل فی کلام الشجرۃ — ۱۸۵/۱ — مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

محدث بزار و امام بیہقی و امام بغوی نے اس حدیث میں یہ روایت بھی تحریر فرمائی ہے کہ اس درخت نے بارگاہ اقدس میں آ کر " اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ " کہا اعرابی یہ معجزہ دیکھتے ہی مسلمان ہو گیا اور جوش عقیدت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔ یہ فرما کر آپ نے اس کو سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دی، پھر اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے دست مبارک اور مقدس پاؤں کو بوسہ دوں آپ نے اس کو اس کی اجازت دے دی چنانچہ اس نے آپ کے مقدس ہاتھ، اور مبارک پاؤں کو والہانہ عقیدت کے ساتھ چوم لیا۔(۱)

اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سفر میں ایک منزل پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استنجاء فرمانے کے لئے میدان میں تشریف لے گئے، مگر کہیں کوئی آڑ کی جگہ نظر نہیں آئی، ہاں البتہ اس میدان میں دو درخت نظر آئے جو ایک دوسرے سے کافی دوری پر تھے آپ نے ایک درخت کی شاخ پکڑ کر چلنے کا حکم دیا تو وہ درخت اس طرح آپ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا جس طرح مہار والا اونٹ مہار پکڑنے والے کے ساتھ چلنے لگتا ہے، پھر آپ نے دوسرے درخت کی ٹہنی تھام کر اس کو بھی چلنے کا اشارہ فرمایا تو وہ بھی چل پڑا، اور دونوں درخت ایک دوسرے سے مل گئے اور آپ نے اس کی آڑ میں اپنی حاجت رفع فرمائی، اس کے بعد آپ نے حکم دیا تو وہ دونوں درخت زمین چیرتے ہوئے چل پڑے اور اپنی اپنی جگہ پر پہنچ کر جا کھڑے ہوئے۔(۲)

انتباہ

یہی وہ معجزہ ہے جس کو علامہ بوصیری علیہ الرحمۃ نے اپنے قصیدہ بُردہ میں تحریر فرمایا ہے کہ

جَاءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً
تَمْشِیْ اِلَیْهِ عَلٰی سَاقٍ بِلَاقَدَمٖ

۱.....الشفاء　فصل فی کلام الشجرۃ　۱۸۵/۱　مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
.....المواھب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب کلام الشجر لہ وسلامھا علیہ　۲/۱۹، ۵۱۷　دار الکتب العلمیۃ بیروت
.....الخصائص الکبریٰ (مترجم)　۲/۷۱، ۷۰　شبیر برادرز لاہور
۲.....الشفاء　فصل فی کلام الشجرۃ　۱۸۵، ۸۶/۱　مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
.....مدارج النبوۃ　قسم ا[illegible] پنجم　[illegible]۹۴/[illegible]　نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور

یعنی آپ کے بلانے پر درخت سجدہ کرتے ہوئے، اور بلاقدم کے اپنی پنڈلی سے چلتے ہوئے آپ کے پاس حاضر ہوئے۔

نیز پہلی حدیث سے ثابت ہوا کہ دیندار بزرگوں، مثلاً علماء و مشائخ کی تعظیم کے لئے ان کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینا جائز ہے چنانچہ حضرت امام نووی نے اپنی کتاب ''اذکار'' میں، اور ہم نے اپنی کتاب ''انوارالحدیث'' میں اس مسئلہ کو مفصل تحریر کیا ہے۔

چھڑی روشن ہوگئی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ دو صحابی حضرت اُسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اندھیری رات میں بہت دیر تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرتے رہے، جب یہ دونوں بارگاہ رسالت سے اپنے گھروں کے لئے روانہ ہوئے تو ایک کی چھڑی ناگہاں خود بخود روشن ہوگئی، اور وہ دونوں اسی چھڑی کی روشنی میں چلتے رہے، جب کچھ دور چل کر دونوں کے گھروں کا راستہ الگ الگ ہوگیا تو دوسرے کی چھڑی بھی روشن ہوگئی۔ اور دونوں اپنی اپنی چھڑیوں کی روشنی کے سہارے سخت اندھیری رات میں اپنے اپنے گھروں تک پہنچ گئے۔(۱)

اسی طرح امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ عشاء کی نماز پڑھی رات سخت اندھیری تھی، اور آسمان پر گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی، بوقت روانگی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے انہیں درخت کی ایک شاخ عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم بلاخوف وخطر اپنے گھر جاؤ۔ یہ شاخ تمہارے ہاتھ میں ایسی روشن ہوجائیگی کہ دس آدمی تمہارے آگے اور دس آدمی تمہارے پیچھے اس کی روشنی میں چل سکیں اور جب تم گھر پہنچو گے تو ایک کالی چیز کو دیکھو گے اس کو مار کر گھر سے نکال دینا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جوں ہی حضرت قتادہ کاشانہ نبوت سے نکلے وہ شاخ روشن ہوگئی اور وہ اسی کی روشنی میں چل کر اپنے گھر پہنچ گئے اور دیکھا کہ وہاں ایک کالی چیز موجود ہے آپ نے فرمان نبوت کے مطابق اس کو مار کر گھر سے باہر نکال دیا۔(۲)

۱.....صحیح بخاری کتاب المناقب　مناقب اسید بن حضیر وعباد بن بشر　۵۳۷/۱　قدیمی کتب خانہ کراچی

... مسند امام احمد　باقی مسند المکثرین ملتقطا　رقم الحدیث: ۱۲۵۱۱

مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفضائل　باب الکرامات　۵۴۴/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی

۲.....مسند امام احمد　[illegible] ابی سعید الخدری رقم الحدیث: [illegible]

لکڑی کی تلوار

جنگ بدر کے دن حضرت عکاشہ بن مُحصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ایک درخت کی ٹہنی دے کر فرمایا کہ "تم اس سے جنگ کرو" وہ ٹہنی ان کے ہاتھ میں آتے ہی ایک نہایت نفیس اور بہترین تلوار بن گئی جس سے وہ عمر بھر تمام لڑائیوں میں جنگ کرتے رہے، یہاں تک کہ حضرت امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں وہ شہادت سے سرفراز ہو گئے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار جنگ اُحد کے دن ٹوٹ گئی تھی، تو ان کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کھجور کی شاخ دے کر ارشاد فرمایا کہ "تم اس سے لڑو" وہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں آتے ہی ایک براق تلوار بن گئی، حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تلوار کا نام "عرجون" تھا یہ خلفاء بنو العباس کے دور حکومت تک باقی رہی یہاں تک کہ خلیفہ معتصم باللہ کے ایک امیر نے اس تلوار کو بائیس دینار میں خریدا، اور حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار کا نام "عون" تھا یہ دونوں تلواریں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات اور آپ کے تصرفات کی یادگار تھیں۔(۱)

رونے والا ستون

مسجد نبوی میں پہلے منبر نہیں تھا، کھجور کے تنہ کا ایک ستون تھا، اسی سے ٹیک لگا کر آپ خطبہ پڑھا کرتے تھے جب ایک انصاری عورت نے ایک منبر بنوا کر مسجد نبوی میں رکھا تو آپ نے اس پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا شروع کر دیا، ناگہاں اس ستون سے بچوں کی طرح رونے کی آواز آنے لگی، اور بعض روایات میں آیا ہے کہ اونٹنیوں کی طرح بلبلانے کی آواز آئی، یہ راویان حدیث کے مختلف ذوق کی بنا پر رونے کی مختلف تشبیہیں ہیں، راویوں کا مقصود یہ ہے کہ درد فراق سے بلبلا کر اور بے قرار ہو کر ستون زار زار رونے لگا، اور بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ ستون اس قدر زور زور سے رونے لگا کہ قریب تھا کہ جوش گریہ سے پھٹ جائے اور اس رونے کی آواز کو مسجد نبوی کے تمام مصلیوں نے اپنے کانوں سے سنا ستون کی گریہ وزاری کو سن کر حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اتر کر آئے

۱۔۔۔۔مدارج النبوۃ قسم [illegible] نوری [illegible] پبلشنگ کمپنی لاہور

اور ستون پر تسکین دینے کیلئے اپنا مقدس ہاتھ رکھ دیا اور اس کو اپنے سینہ سے لگا لیا، تو وہ ستون اسطرح ہچکیاں لے لے کر رونے لگا، جس طرح رونے والے بچے کو جب چپ کرایا جاتا ہے تو وہ ہچکیاں لے لے کر رونے لگتا ہے، بالآخر جب آپ نے ستون کو اپنے سینہ سے چمٹا لیا تو وہ سکون پا کر خاموش ہو گیا، اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ ستون کا یہ رونا اس بنا پر تھا کہ یہ پہلے خدا کا ذکر سنتا تھا، اب جو نہ سنا تو رونے لگا۔(۱)

اور حضرت بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں یہ بھی وارد ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ستون کو اپنے سینہ سے لگا کر یہ فرمایا کہ اے ستون! اگر تو چاہے تو میں تجھ کو پھر اس باغ میں تیری پہلی جگہ پر پہنچا دوں تا کہ تو پہلے کیطرح ہرا بھرا درخت ہو جائے اور ہمیشہ پھلتا پھولتا رہے اور اگر تیری خواہش ہو تو میں تجھ کو باغ بہشت کا ایک درخت بنا دینے کے لئے خدا سے دعا کر دوں، تا کہ جنت میں خدا کے اولیاء تیرا پھل کھاتے رہیں یہ سن کر ستون نے اتنی بلند آواز سے جواب دیا کہ آس پاس کے لوگوں نے بھی سن لیا، ستون کا جواب یہ تھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری یہی تمنا ہے کہ میں جنت کا ایک درخت بنا دیا جاؤں تا کہ خدا کے اولیاء میرا پھل کھاتے رہیں اور مجھے حیاتِ جاودانی مل جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے ستون! میں نے تیری اس آرزو کو منظور کر لیا پھر آپ نے سامعین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے لوگو! دیکھو، اس ستون نے دار الفناء کی زندگی کو ٹھکرا کر دار البقاء کی حیات کو اختیار کر لیا۔(۲)

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ نے ستون کو اپنے سینہ سے لگا کر ارشاد فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، کہ اگر میں اس ستون کو اپنے سینہ سے نہ چمٹاتا تو یہ قیامت تک روتا ہی رہتا۔

واضح رہے کہ گریہ ستون کا یہ معجزہ احادیث اور سیرت کی کتابوں میں گیارہ صحابیوں سے منقول ہے جن کے نام یہ ہے، (۱) حضرت جابر بن عبداللہ (۲) حضرت ابی ابن کعب (۳) حضرت انس بن مالک (۴) حضرت عبداللہ بن عمر (۵) حضرت عبداللہ بن عباس (۶) حضرت سہل بن سعد (۷) حضرت ابوسعید خدری (۸) حضرت بریدہ (۹) حضرت ام سلمہ (۱۰) حضرت مطلب بن ابی وداعہ (۱۱) حضرت

---

۱ صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام ۵۰۶/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

۲ الشفاء فصل فی قصۃ حنین الجذع ۱۷۸/۱ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، پھر دور صحابہ کے بعد بھی ہر زمانے میں روایوں کی ایک جماعت کثیرہ اس حدیث کو روایت کرتی رہی، یہاں تک کہ علامہ قاضی عیاض اور علامہ تاج الدین سبکی نے فرمایا کہ گریہ ستون کی حدیث "خبر متواتر" ہے۔(۱)

اس ستون کے بارے میں ایک روایت ہے کہ آپ نے اس کو اپنے منبر کے نیچے دفن فرمادیا، اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے اس کو مسجد نبوی کی چھت میں لگا دیا ان دونوں روایتوں میں شارحین حدیث نے اسطرح تطبیق دی ہے کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دفن فرمادیا پھر اس خیال سے کہ یہ لوگوں کے قدموں سے پامال ہوگا، لہذا اس کو زمین سے نکال کر چھت میں لگا دیا، اس طرح زمین میں دفن کرنے اور چھت میں لگانے کی دونوں روایتیں دو وقتوں میں ہونے کے لحاظ سے دونوں درست ہیں واللہ اعلم۔

پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جب تعمیر جدید کے لئے مسجد نبوی منہدم کی گئی اور یہ ستون چھت سے نکالا گیا، تو اس کو مشہور صحابی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مقدس تبرک سمجھ کر اٹھالیا، اور اس کو اپنے پاس رکھ لیا یہاں تک کہ یہ بالکل ہی کہنہ اور پرانا ہو کر چور چور ہو گیا۔

اس ستون کو دفن کرنے کے بارے میں علامہ زرقانی نے یہ نکتہ تحریر فرمایا ہے کہ اگر چہ یہ خشک لکڑی کا ایک ستون تھا، مگر یہ درجات و مراتب میں ایک مرد مومن کے مثل قرار دیا گیا، کیونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق و محبت میں رویا تھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت کا برتاؤ یہ ایمان والوں ہی کا خاصہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۲)

عالم حیوانات کے معجزات

جانوروں کا سجدہ کرنا

۱..... الشفاء — فصل فی قصۃ حنین الجذع — ۱/۱۸۹ — مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
..... المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب حنین الجذع شوقا الیہ — ۶/۵۲۴ — دار الکتب العلمیۃ بیروت
..... الشفاء — فصل فی قصۃ حنین الجذع — ۱/۱۸۸،۸۹ — مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
..... شرح الزرقانی علی المواہب — باب حنین الجزع شوقا الیہ — ۶/۵۳۴ — دار الکتب العلمیۃ بیروت
۲ ..... الشفاء — ۱/۲۰۰
..... زرقانی علی المواہب

احادیث کی اکثر کتابوں میں چند الفاظ کے تغیر کے ساتھ یہ روایت مذکور ہے کہ ایک انصاری کا اونٹ بگڑ گیا تھا اور وہ کسی کے قابو میں نہیں آتا تھا، بلکہ لوگوں کو کاٹنے کے لئے حملہ کیا کرتا تھا، لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع کیا، آپ نے خود اس اونٹ کے پاس جانے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے آپ کو روکا، کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ اونٹ لوگوں کو دوڑ کر کتے کی طرح کاٹ کھاتا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا ''مجھے اس کا کوئی خوف نہیں ہے''۔ یہ کہہ کر آپ آگے بڑھے تو اونٹ نے آپ کے سامنے آ کر اپنی گردن ڈال دی اور آپ کو سجدہ کیا آپ نے اس کے سر اور گردن پر اپنا دست شفقت پھیر دیا تو وہ بالکل ہی نرم پڑ گیا، اور فرمانبردار ہو گیا، اور آپ نے اس کو پکڑ کر اس کے مالک کے حوالہ کر دیا، پھر یہ ارشاد فرمایا کہ خدا کی ہر مخلوق جانتی اور مانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں لیکن جنوں اور انسانوں میں جو کفار ہیں، ۔ وہ میری نبوت کا اقرار نہیں کرتے صحابہ کرام نے اونٹ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم انسانوں کو تو سب سے پہلے آپ کو سجدہ کرنا چاہئے، یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اگر کسی انسان کا دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔(۱)

بارگاہ رسالت میں اونٹ کی فریاد

ایک بار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے، وہاں ایک اونٹ کھڑا ہوا زور زور سے چلا رہا تھا، جب اس نے آپ کو دیکھا تو ایک دم بلبلانے لگا، اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے آپ نے قریب جا کر اس کے سر اور کنپٹی پر اپنا دست شفقت پھیرا تو وہ تسلی پا کر بالکل خاموش ہو گیا، پھر آپ نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ لوگوں نے ایک انصاری کا نام بتایا، آپ نے فوراً ان کو بلوایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے قبضہ میں دے کر ان کو تمہارا محکوم بنا دیا ہے، لہٰذا تم لوگوں پر لازم ہے کہ تم ان جانوروں پر رحم کیا کرو تمہارے اس اونٹ نے مجھ سے تمہاری شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو، اور اس کی طاقت

۱..... مشکوۃ المصابیح کتاب الفضائل باب المعجزات ۲/۵۴۰ قدیمی کتب خانہ کراچی
... الشفاء، فصل فی الآیات فی ضروب الحیوانات ۱/۱۹۳ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
... الخصائص الکبریٰ (مترجم) ۲/۱۳۲ شبیر برادرز لاہور

سے زیادہ اس سے کام لے کر اس کو تکلیف دیتے ہو۔ (۱)

بے دودھ کی بکری نے دودھ دیا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک نوعمر لڑکا تھا اور مکہ میں کافروں کے سردار عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا، اتفاق سے حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا میرے پاس سے گزر ہوا، آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے لڑکے! اگر تمہاری بکریوں کے تھنوں میں دودھ ہو تو ہمیں بھی دودھ پلاؤ، میں نے عرض کیا کہ میں ان بکریوں کا مالک نہیں ہوں، بلکہ ان کا چرواہا ہونے کی حیثیت سے امین ہوں، میں بھلا بغیر مالک کی اجازت کے کس طرح ان بکریوں کا دودھ کسی کو پلا سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ کیا تمہاری بکریوں میں کوئی بچہ بھی ہے، میں نے کہا کہ "جی ہاں" آپ نے فرمایا کہ اس بچے کو میرے پاس لاؤ، میں لے آیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بچے کی ٹانگوں کو پکڑ لیا اور آپ نے اس کے تھن کو اپنا مقدس ہاتھ لگایا تو اس کا تھن دودھ سے بھر گیا پھر ایک گہرے پتھر میں آپ نے اس کا دودھ دوہا، پہلے خود پیا، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پلایا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھ کو بھی پلایا، پھر آپ نے اس بکری کے تھن میں ہاتھ مار کر فرمایا کہ اے تھن! تو سمٹ جا چنانچہ فوراً ہی اس کا تھن سمٹ کر خشک ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں اس معجزہ کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوا، اور میں نے عرض کیا کہ آپ پر آسمان سے جو کلام نازل ہوا ہے مجھے بھی سکھائیے آپ نے فرمایا کہ تم ضرور سیکھو، تمہارے اندر سیکھنے کی صلاحیت ہے چنانچہ میں نے اپنی زبان مبارک سے سن کر قرآن مجید کی ستر سورتیں یاد کر لیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ میرے اسلام قبول کرنے میں اس معجزہ کا بہت بڑا دخل ہے۔ (۲)

۱۔ الخصائص الکبریٰ (مترجم) ۱/۷۰ شبیر برادرز لاہور
… الشفاء فصل فی الآیات فی ضروب الحیوانات ۱/۱۹۳ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
… دلائل النبوۃ لابی نعیم ص: ۳۶۲ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۲……دلائل النبوۃ لابی نعیم ص: ۲۹۹ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
… مسند امام احمد رقم الحدیث: ۴۴۲۱
… الخصائص الکبریٰ (مترجم) شبیر برادرز لاہور

تبلیغ اسلام کرنے والا بھیڑیا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیئے نے ایک بکری کو پکڑ لیا۔ لیکن بکریوں کے چرواہے نے بھڑیے پر حملہ کر کے اس سے بکری کو چھین لیا، بھیڑیا بھاگ کر ایک ٹیلے پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ اے چرواہے! اللہ تعالیٰ نے مجھ کو رزق دیا تھا مگر تو نے اس کو مجھ سے چھین لیا، چرواہے نے یہ سن کر کہا کہ خدا کی قسم! میں نے آج سے زیادہ کبھی کوئی حیرت انگیز اور تعجب خیز منظر نہیں دیکھا کہ ایک بھیڑیا عربی زبان میں مجھ سے کلام کرتا ہے، بھیڑیا کہنے لگا، کہ اے چرواہے! اس سے کہیں زیادہ عجیب بات تو یہ ہے کہ تو یہاں بکریاں چرا رہا ہے، اور تو اس نبی کو چھوڑے اور ان سے منہ موڑے ہوئے بیٹھا ہے جن سے زیادہ بزرگ اور بلند مرتبہ کوئی نبی نہیں آیا، اس وقت جنت کے تمام دروازے کھلے ہوئے ہیں اور تمام اہل جنت اس نبی کے ساتھیوں کی شان جہاد کا منظر دیکھ رہے ہیں، اور تیرے اور اس نبی کے درمیان بس ایک گھاٹی کا فاصلہ ہے کاش تو بھی اس نبی کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ کے لشکروں کا ایک سپاہی بن جاتا، چرواہے نے اس گفتگو سے متاثر ہو کر کہا کہ اگر میں یہاں سے چلا گیا تو میری بکریوں کی حفاظت کون کرے گا، ؟ بھڑیے نے جواب دیا کہ تیرے لوٹنے تک میں خود تیری بکریوں کی نگہبانی کروں گا، چنانچہ چرواہے نے اپنی بکریوں کو بھیڑیے کے سپرد کر دیا اور خود بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا، اور واقعی بھیڑیے کے کہنے کے مطابق اس نے نبی کے اصحاب کو جہاد میں مصروف پایا پھر چرواہے نے بھیڑیے کے کلام کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تذکرہ کیا، تو آپ نے فرمایا کہ تم جاؤ اپنی سب بکریوں کو زندہ سلامت پاؤ گے چنانچہ چرواہا جب لوٹا تو یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا کہ بھیڑیا اس کی بکریوں کی حفاظت کر رہا ہے، اور اسکی کوئی بکری بھی ضائع نہیں ہوئی ہے چرواہے نے خوش ہو کر بھیڑیے کے لئے ایک بکری ذبح کر کے پیش کر دی، اور بھیڑیا اس کو کھا کر چل دیا۔ (۱)

اعلانِ ایمان کرنے والی گوہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہء بنی سلیم کا ایک اعرابی ناگہاں حضور

۱.....الشفاء فصل فی الایات فی ضروب الحیوانات ۱۹۲/۱ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
.....دلائل النبوۃ للبیہقی ۳۹/۲ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب کلام الذئب وشہادتہ ۵۴۹/۶ دار الکتب العلمیہ بیروت
.....الخصائص الکبریٰ ۱۰۴/۱ شبیر برادرز لاہور

اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانی محفل کے پاس سے گزرا آپ اپنے اصحاب کے مجمع میں تشریف فرما تھے، یہ اعرابی جنگل سے ایک گوہ پکڑ کر لا رہا تھا، اعرابی نے آپ کے بارے میں لوگوں سے سوال کیا کہ وہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ اللہ کے نبی ہیں اعرابی یہ سن کر آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے لات وعزیٰ کی قسم ہے کہ میں اسوقت تک آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا جب تک میری یہ گوہ آپ کی نبوت پر ایمان نہ لائے یہ کہہ کر اس نے گوہ کو آپ کے سامنے ڈال دیا آپ نے گوہ کو پکارا تو اس نے "لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ" اتنی بلند آواز سے کہا کہ تمام حاضرین نے سن لیا، پھر آپ نے پوچھا کہ تیرا معبود کون ہے؟ گوہ نے جواب دیا کہ میرا معبود وہ ہے کہ اس کا عرش آسمان میں ہے اور اس کی بادشاہی زمین میں ہے اور اس کی رحمت جنت میں ہے اور اس کا عذاب جہنم میں ہے، پھر آپ نے پوچھا کہ اے گوہ! یہ بتا کہ میں کون ہوں؟ گوہ نے بلند آواز سے کہا کہ آپ رب العالمین کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں جس نے آپ کو سچا مانا وہ کامیاب ہوگیا، اور جس نے آپ کو جھٹلایا وہ نامراد ہوگیا، یہ منظر دیکھ کر اعرابی اس قدر متاثر ہوا کہ فوراً ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جس وقت آپ کے پاس آیا تھا تو میری نظر میں روئے زمین پر آپ سے زیادہ ناپسند کوئی آدمی نہیں تھا لیکن اس وقت میرا حال یہ ہے کہ آپ میرے نزدیک میری اولاد بلکہ میری جان سے بھی زیادہ پیارے ہوگئے ہیں، آپ نے فرمایا کہ خدا کے لئے حمد ہے جس نے تجھ کو ایسے دین کی ہدایت دی جو ہمیشہ غالب رہے گا، اور کبھی مغلوب نہیں ہوگا، پھر آپ نے اس کو سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص کی تعلیم دی، اعرابی قرآن کی ان دو سورتوں کو سن کر کہنے لگا کہ میں نے بڑے بڑے فصیح و بلیغ، طویل و مختصر ہر قسم کے کلاموں کو سنا ہے مگر خدا کی قسم! میں نے آج تک اس سے بڑھ کر اور اس سے بہتر کلام کبھی نہیں سنا پھر آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ یہ قبیلہ بنی سلیم کا ایک مفلس انسان ہے تم لوگ اس کی مالی امداد کردو یہ سن کر بہت سے لوگوں نے اس کو بہت کچھ دیا، یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اس کو دس گابھن اونٹنیاں دیں، یہ اعرابی تمام مال وسامان کو ساتھ لے کر جب اپنے گھر کی طرف چلا تو راستے میں دیکھا کہ اس کی قوم بنی سلیم کے ایک ہزار سوار نیزہ اور تلوار لئے ہوئے چلے آرہے ہیں، اس نے پوچھا کہ تم لوگ کہاں کے لئے؟ اور کس ارادہ سے چلے ہو؟ سواروں نے جواب دیا کہ ہم لوگ اس شخص سے لڑنے کے لئے جا رہے ہیں جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے اور ہمارے دیوتاؤں کو برا بھلا کہتا ہے، یہ سن کر اعرابی نے بلند آواز سے کلمہ پڑھا اور اپنا سارا واقعہ ان سواروں سے بیان کیا، ان سواروں نے جب اعرابی کی زبان

سے اس کا ایمان افروز بیان سنا تو سب نے "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" پڑھا پھر سب کے سب بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر تیزی کے ساتھ ان لوگوں کے استقبال کے لئے کھڑے ہوئے کہ آپ کی چادر آپ کے جسم اطہر سے گر پڑی، اور یہ لوگ کلمہ پڑھتے ہوئے اپنی اپنی سواریوں سے اتر پڑے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ ہمیں جو حکم دیں گے ہم آپ کے ہر حکم کی فرمانبرداری کریں گے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ حضرت خالد بن الولید کے جھنڈے کے نیچے جہاد کرتے رہو، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بنی سلیم کے سوا کوئی قبیلہ بھی ایسا نہیں تھا، جس کے ایک ہزار آدمی بہ یک وقت مسلمان ہوئے ہوں، اس حدیث کو طبرانی وبیہقی وحاکم وابن عدی جیسے بڑے بڑے محدثین نے روایت کیا ہے۔(۱)

انتباہ

اس قسم کے سینکڑوں معجزات میں سے یہ چند واقعات اس بات کی سورج سے زیادہ روشن دلیلیں ہیں کہ روئے زمین کے تمام حیوانات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جانتے پہچانتے اور مانتے ہیں کہ آپ نبی آخر الزمان، خاتم پیغمبراں ہیں اور یہ سب کے سب آپ کی مدح وثنا کے خطیب، اور آپ کی مقدس دعوت اسلام کے نقیب ہیں اور یہ سب آپ کے امر ونہی کی حکمرانی، اور آپ کے اقتدار وتصرفات کی سلطانی کو تسلیم کرتے ہوئے آپ کے ہر فرمان کو اپنے لئے واجب الایمان اور لازم العمل سمجھتے ہیں اور آپ کے اعزاز واکرام اور آپ کی تعظیم واحترام کو اپنے لئے سرمایہ حیات تصور کرتے ہیں، کاش اس زمانے کے مسلم نما کلمہ پڑھنے پڑھانے والے انسان ان بے زبان جانوروں سے تعظیم واحترام رسول کا سبق سیکھتے اور دل وجان سے اس روشن حقیقت پر دھیان دیتے کہ

اپنے مولیٰ کی ہے بس شانِ عظیم ، جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم ، پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

۱......المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب حدیث الحمار، ۶/۵۷،۵۵۴، دارالکتب العلمیہ بیروت
......دلائل النبوۃ للبیہقی، ۶/۳۸، دارالکتب العلمیہ بیروت
......الخصائص الکبریٰ، ۲/۱۱، شبیر برادرز لاہور
......الشفاء، فصل فی الآیات فی ضروب الحیوانات ۱/۲۹۲، مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پر شتران نا شاد گلہ رنج و عناء کرتے ہیں
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

عالمِ انسانیت کے معجزات

تھوڑی چیز زیادہ ہوگئی

تمام دنیا جانتی ہے کہ مسلمانوں کا ابتدائی زمانہ بہت ہی فقر و فاقہ میں گزرا ہے کئی کئی دن گزر جاتے تھے کہ ان لوگوں کو کوئی چیز کھانے کے لئے نہیں ملتی تھی، ایسی حالت میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معجزہ ان فاقہ زدہ مسلمانوں کی نصرت و دستگیری نہ کرتا تو بھلا ان مفلس اور فاقہ مست مسلمانوں کا کیا حال ہوتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آسمان سے اترنے والے دسترخوان کی سات روٹیوں اور سات مچھلیوں سے کئی سو آدمیوں کو شکم سیر کر دیا، یقیناً یہ ان کا بہت ہی عظیم الشان معجزہ ہے جس کا ذکر انجیل وقرآن دونوں مقدس آسمانی کتابوں میں مذکور ہے۔ لیکن حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک سے سینکڑوں مرتبہ اس قسم کے معجزانہ برکتوں کا ظہور ہوا کہ تھوڑا سا کھانا پانی سینکڑوں بلکہ ہزاروں انسانوں کو شکم سیر اور سیراب کرنے کے لئے کافی ہوگیا اس قسم کے سینکڑوں معجزات میں سے مندرجہ ذیل چند معجزات آپ کے معجزانہ تصرفات کی آیات بینات بن کر احادیث کی کتابوں میں اس طرح چمک رہے ہیں جس طرح آسمان پر اندھیری راتوں میں ستارے چمکتے اور جگمگاتے رہتے ہیں۔

اُمِّ سُلیم کی روٹیاں

ایک دن حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر میں آئے اور اپنی بیوی حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمزور آواز سے یہ محسوس کیا کہ آپ بھوکے ہیں، ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو کی چند روٹیاں دوپٹے میں لپیٹ کر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ آپ کی خدمت میں بھیج دیں، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بارگاہ نبوت میں پہنچے تو آپ مسجد نبوی میں صحابہ کرام کے مجمع میں تشریف فرما تھے آپ نے

پوچھا کہ کیا ابوطلحہ نے تمہارے ہاتھ کھانا بھیجا ہے،؟ انہوں نے کہا کہ ''جی ہاں'' یہ سن کر آپ اپنے اصحاب کے ساتھ اٹھے اور حضرت ابوطلحہ کے مکان پر تشریف لائے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوڑ کر بی بی ام سلیم کو یہ خبر دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جماعت کے ساتھ ہمارے گھر پر تشریف لا رہے ہیں، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکان سے نکل کر نہایت ہی گرم جوشی کے ساتھ آپ کا استقبال کیا، آپ نے تشریف لا کر حضرت بی بی ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو لاؤ، انہوں نے وہی چند روٹیاں پیش کر دیں جن کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ بارگاہ رسالت میں بھیجا تھا، آپ کے حکم سے ان روٹیوں کا چورہ بنایا گیا اور حضرت بی بی ام سلیم نے اس چورہ کو بطور سالن کے گھی ڈال دیا، ان چند روٹیوں میں آپ کے معجزانہ تصرفات سے اس قدر برکت ہوئی کہ آپ دس دس آدمیوں کو مکان کے اندر بلا بلا کر کھلاتے رہے اور وہ لوگ خوب شکم سیر ہو کر کھاتے اور جاتے رہے یہاں تک کہ ستر یا اسی آدمیوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھا لیا۔(۱)

حضرت جابر کی کھجوریں

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد یہودیوں کے قرضدار تھے اور جنگ احد میں شہید ہو گئے، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے والد نے اپنے اوپر قرض چھوڑ کر وفات پائی ہے، اور کھجوروں کے سوا میرے پاس قرض ادا کرنے کا کوئی سامان نہیں ہے، صرف کھجوروں کی پیداوار سے کئی برس تک یہ قرض ادا نہیں ہو سکتا، آپ میرے باغ میں تشریف لے چلیں تاکہ آپ کے ادب سے یہودی اپنا قرض وصول کرنے میں مجھ سے سختی نہ کریں، چنانچہ آپ باغ میں تشریف لائے اور کھجوروں کا جو ڈھیر لگا ہوا تھا، اس کے گرد چکر لگا کر دعا فرمائی اور خود کھجوروں کے ڈھیر پر بیٹھ گئے، آپ کے معجزانہ تصرف اور دعا کی تاثیر سے ان کھجوروں میں اس قدر برکت ہوئی کہ تمام قرض ادا ہو گیا، اور جس قدر کھجوریں قرضداروں کی دی گئیں اتنی ہی بچ رہیں۔(۲)

۱.....صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام ۱/۵۰۵ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح مسلم کتاب الاشربۃ رقم الحدیث:۳۸۰۱
.....سنن ترمذی کتاب المناقب رقم الحدیث:۳۵۶۳
.....مؤطا امام مالک کتاب الجامع رقم الحدیث:۱۴۵۱
۲.....صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام ۱/۵۰۵ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....سنن النسائی کتاب الوصایا رقم الحدیث:۳۵۷۶

حضرت ابو ہریرہ کی تھیلی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے چند کھجوریں عطا فرمائیں تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کھجوروں میں برکت کی دعا فرما دیجئے آپ نے ان کھجوروں کو اکٹھا کر کے دعاء برکت فرما دی، اور ارشاد فرمایا کہ تم ان کو اپنے توشہ دان میں رکھ لو، اور تم جب چاہو ہاتھ ڈال کر اس میں سے نکالتے رہو، لیکن کبھی توشہ دان جھاڑ کر بالکل خالی نہ کر دینا، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیس برس تک ان کھجوروں کو کھاتے اور کھلاتے رہے بلکہ کئی من اس میں سے خیرات بھی کر چکے، مگر وہ ختم نہ ہوئیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ اس تھیلی کو اپنی کمر سے باندھے رہتے تھے یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن وہ تھیلی ان کی کمر سے کٹ کر کہیں گر گئی۔(۱)

اس تھیلی کے ضائع ہونے کا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عمر بھر صدمہ اور افسوس رہا، چنانچہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن نہایت رقت انگیز اور درد بھرے لہجہ میں یہ شعر پڑھتے ہوئے چلتے پھرتے تھے کہ

لِلنَّاسِ هَمٌّ وَلِیْ هَمَّانِ بَیْنَهُمْ
هَمُّ الْجِرَابِ وَهَمُّ الشَّیْخِ عُثْمَانَا

لوگوں کے لئے ایک غم ہے اور میرے لئے دو غم ہیں، ایک تھیلی کا غم دوسرے شیخ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غم۔

امّ مالک کا کپہ

حضرت امّ مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک کپہ تھا جس میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہدیہ میں گھی بھیجا کرتی تھیں، اس کپّے میں اتنی عظیم برکتوں کا ظہور ہوا کہ جب بھی امّ مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے سالن مانگتے تھے اور گھر میں کوئی سالن نہیں ہوتا تھا تو وہ اس کپّے میں سے گھی نکال

۱.....سنن ترمذی　کتاب المناقب　باب مناقب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ　۲۲۴/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
.....مشکوٰۃ المصابیح　کتاب الفضائل　باب المعجزات　[illegible]　قدیمی کتب خانہ کراچی

کر اپنے بیٹوں کو دیا کرتی تھیں، ایک مدت دراز تک وہ ہمیشہ اس کپّے میں سے گھی نکال نکال کر اپنے گھر کا سالن بنایا کرتی تھیں، ایک دن انہوں نے اس کپّے کو نچوڑ کر بالکل ہی خالی کر دیا، جب بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے پوچھا کہ کیا تم نے اس کپّے کو نچوڑ ڈالا؟ انہوں نے کہا کہ "جی ہاں" آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس کپّے کو نہ نچوڑتیں اور یوں ہی چھوڑ دیتیں تو ہمیشہ اس میں سے گھی نکلتا ہی رہتا، اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔(۱)

بابرکت پیالہ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک پیالہ بھر کر کھانا تھا، ہم لوگ دس دس آدمی باری باری صبح سے شام تک اس پیالہ میں سے لگاتار کھاتے رہے، لوگوں نے پوچھا کہ ایک ہی پیالہ تو کھانا تھا تو وہ کہاں سے بڑھتا رہتا تھا؟ (کہ لوگ اس قدر زیادہ تعداد میں دن بھر اس کو کھاتے رہے) تو انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ "وہاں سے"(۲)

تھوڑا توشہ عظیم برکت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چودہ سو اشخاص کی جماعت کے ساتھ ایک سفر میں تھے صحابہ کرام نے بھوک سے بے تاب ہو کر سواری کی اونٹنیوں کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے منع فرما دیا اور حکم دیا کہ تمام لشکر والے اپنا اپنا توشہ ایک دسترخوان پر جمع کریں چنانچہ جس کے پاس جو کچھ تھا لا کر رکھ دیا تو تمام سامان اتنی جگہ میں آ گیا جس پر ایک بکری بیٹھ سکتی تھی لیکن چودہ سو آدمیوں نے اس میں سے شکم سیر ہو کر کھا بھی لیا، اور اپنے اپنے توشہ دانوں کو بھی بھر لیا، کھانے کے بعد آپ نے پانی مانگا، ایک صحابی ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے، آپ نے اس کو پیالہ میں انڈیل دیا، اور اپنا دست مبارک اس میں ڈال دیا تو چودہ سو آدمیوں نے اس سے وضو کیا۔(۳)

برکت والی کلیجی

۱.....مشکوۃ المصابیح کتاب الفضائل باب المعجزات ۵۴۲/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
۲.....سنن ترمذی کتاب المناقب باب مناقب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ۲۲۴/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....مسند امام احمد اول مسند البصریین رقم الحدیث:۱۹۳۳۲
۳.....صحیح مسلم کتاب اللقطۃ باب استحباب خلط الازواد ۸۱/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

ایک سفر میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سوتیس صحابہ کرام تھے، آپ نے ان لوگوں سے دریافت فرمایا کہ کیا تم لوگوں کے پاس کھانے کا سامان ہے؟ یہ سن کر ایک شخص ایک صاع آٹا لایا، اور وہ گوندھا گیا پھر ایک بہت تندرست لمبا چوڑا کافر بکریاں ہانکتا ہوا آپ کے پاس آیا، آپ نے اس سے ایک بکری خریدی، اور ذبح کرنے کے بعد اس کی کلیجی کو بھوننے کا حکم دیا پھر ایک سوتیس آدمیوں میں سے ہر ایک کا اس کلیجی میں سے ایک ایک بوٹی کاٹ کر حصہ لگایا اگر وہ حاضر تھا تو اس کو عطا فرمادیا۔ اور اگر وہ غائب تھا تو اس کا حصہ چھپا کر رکھ دیا، جب گوشت تیار ہوا تو اس میں سے دو پیالہ بھر کر الگ رکھ دیا، پھر باقی گوشت اور ایک صاع آٹے کی روٹی سے ایک سوتیس آدمیوں کی جماعت شکم سیر کھا کر آسودہ ہوگئی، اور دو پیالہ بھر کر گوشت فاضل بچ گیا جس کو اونٹ پر لاد لیا گیا۔(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ایک پیالہ دودھ

ایک دن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بھوک سے نڈھال ہوکر راستے میں بیٹھ گئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سامنے سے گزرے تو ان سے انہوں نے قرآن کی ایک آیت کو دریافت کیا مقصد یہ تھا کہ شاید وہ مجھے اپنے گھر لے جاکر کچھ کھلائیں گے مگر انہوں نے راستہ میں چلتے ہوئے آیت بتادی، اور چلے گئے، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ اس راستہ سے نکلے، ان سے بھی انہوں نے ایک آیت کا مطلب پوچھا، غرض وہی تھی کہ وہ کچھ کھلادیں گے، مگر وہ بھی آیت کا مطلب بتا کر چل دیئے اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کے چہرہ کو دیکھ کر اپنی خداداد بصیرت سے جان لیا کہ "یہ بھوکے ہیں" آپ نے انہیں پکارا انہوں نے جواب دیا اور ساتھ ہولئے جب آپ کاشانہء نبوت میں پہنچے، تو گھر میں دودھ سے بھرا ہوا ایک پیالہ دیکھا گھر والوں نے آپ کو اس شخص کا نام بتلایا جس نے دودھ کا یہ ہدیہ بھیجا تھا، آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کو حکم دیا کہ جاؤ، اور تمام اصحاب صفہ کو بلالاؤ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ اپنے دل میں سوچنے لگے کہ ایک ہی پیالہ تو دودھ ہے اس دودھ کا سب سے زیادہ حق دار تو میں تھا، اگر مجھے مل جاتا تو مجھ کو بھوک کی تکلیف سے کچھ راحت مل جاتی، اب دیکھیے اصحاب صفہ کے آجانے کے

۱......صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب من اکل حتی شبع ۸۱۱/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

......صحیح مسلم کتاب الاشربۃ رقم الحدیث: ۳۸۳۲

......مسند امام احمد مسند الصحابۃ بعد العشرۃ رقم الحدیث: ۱۶۱۰

بعد بھلا اس میں سے کچھ مجھے ملتا ہے یا نہیں؟ ان کے دل میں یہی خیالات چکر لگا رہے تھے مگر اللہ و رسول کی اطاعت سے کوئی چارہ نہ تھا، لہٰذا وہ اصحاب صفہ کو بلا کر لے گئے، یہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ ایک قطار میں بیٹھ گئے پھر آپ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ "تم خود ہی ان سب لوگوں کو یہ دودھ پلاؤ"۔

چنانچہ انہوں نے سب کو پلانا شروع کر دیا، جب سب کے سب شکم سیر پی کر سیراب ہو گئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست رحمت میں یہ پیالہ لے لیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ اب صرف ہم اور تم باقی رہ گئے ہیں، آؤ بیٹھو، اور تم پینا شروع کر دو، انہوں نے پیٹ بھر دودھ پی کر پیالہ رکھنا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ "اور پیو" چنانچہ انہوں نے پھر پیا، لیکن آپ بار بار فرماتے رہے کہ "اور پیو اور پیو" یہاں تک کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اس ذات کی قسم ہے کہ جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اب میرے پیٹ میں بالکل ہی گنجائش نہیں رہی، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیالہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور جتنا دودھ بچ گیا تھا آپ بسم اللہ کر کے پی گئے۔(۱)

یہی وہ معجزہ ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ

کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ بھر گیا

شفاء امراض

آشوب چشم سے شفاء

ہم غزوہ خیبر کے بیان میں مفصل طور پر یہ معجزہ تحریر کر چکے ہیں کہ جب آپ نے فتح کا جھنڈا عطا فرمانے کے لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا تو معلوم ہوا کہ ان کی آنکھوں میں آشوب

۱......صحیح بخاری کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبی ﷺ ۸۱/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
......مسند امام احمد باقی مسند المکثرین رقم الحدیث:۱۰۲۶۳
......الشفاء جز مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

ہے اور مسند امام احمد بن حنبل کی روایت سے پتا چلتا ہے کہ یہ آشوب چشم اتنا سخت تھا کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا ہاتھ پکڑ کر لائے تھے، آپ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگا دیا، اور دعا فرما دی تو فوراً ہی شفایاب ہو گئے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کی آنکھوں میں کبھی درد تھا ہی نہیں، اور وہ اسی وقت جھنڈا لے کر روانہ ہو گئے، اور جوش جہاد میں بھرے ہوئے انتہائی جانبازی کے ساتھ جنگ کی، اور خیبر کا قلعہ ان کے دست حق پرست سے اسی دن فتح ہو گیا۔(۱)

سانپ کا زہر اُتر گیا

واقعہ ہجرت میں ہم تفصیل کے ساتھ لکھ چکے ہیں کہ جب غار ثور میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں سانپ نے کاٹ لیا، اور درد و کرب کی شدت سے بے تاب ہو کر رو پڑے تو آپ نے ان کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا جس سے فوراً ہی درد جاتا رہا، اور سانپ کا زہر اُتر گیا۔(۲)

ٹوٹی ہوئی ٹانگ درست ہو گئی

بخاری شریف کی ایک طویل حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ابورافع یہودی کو قتل کر کے واپس آنے لگے تو اس کے کوٹھے کے زینے سے گر پڑے، جس سے ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور ان کے ساتھی ان کو اٹھا کر بارگاہ نبوت میں لائے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی زبان سے ابورافع کے قتل کا سارا واقعہ سنا پھر ان کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر اپنا دست مبارک پھیر دیا تو فوراً ہی اچھی ہو گئی، اور یہ معلوم ہونے لگا کہ ان کی ٹانگ میں کبھی کوئی چوٹ لگی ہی نہ تھی۔(۳)

تلوار کا زخم اچھا ہو گیا

غزوۂ خیبر میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹانگ میں تلوار کا زخم لگ گیا، وہ فوراً ہی بارگاہ نبوت میں حاضر ہو گئے آپ نے ان کے زخم پر تین مرتبہ دم کر دیا، پھر انہیں درد کی شکایت محسوس

۱.....صحیح بخاری، کتاب المناقب، مناقب علی بن ابی طالب، ۵۲۵/۱، قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، رقم الحدیث: ۴۴۲۴
۲.....شرح الزرقانی علی المواھب، باب ہجرۃ المصطفیٰ، ۱۲۱/۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت
۳.....صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی رافع، ۵۷۷/۲، قدیمی کتب خانہ کراچی

نہیں ہوئی صرف زخم کا نشان رہ گیا تھا۔(۱)

اندھا بینا ہو گیا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک اندھا حاضر ہوا، اور اپنی تکالیف بیان کرنے لگا، آپ نے فرمایا کہ اگر تمہاری خواہش ہو تو میں دعا کر دوں، اور اگر چاہو تو صبر کرو، یہی تمہارے لئے بہتر ہے اس نے درخواست کی کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری بینائی کے لئے دعا فرما دیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اچھی طرح وضو کر کے یہ دعا مانگو کہ "خداوندا! اپنے رحمت والے پیغمبر کے وسیلہ سے میری حاجت پوری کر دے" ترمذی اور حاکم کی روایت میں اتنا ہی مضمون ہے مگر ابن حنبل اور حاکم کی دوسری روایت میں اس کے بعد بھی ہے کہ اس نابینا نے ایسا کیا تو فوراً ہی اچھا ہو گیا، اور اس کی آنکھوں پر بھرپور روشنی آ گئی۔(۲)

گونگا بولنے لگا

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں قبیلہ "خثعم" کی ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آئی اور کہنے لگی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ میرا اکلوتا بیٹا بولتا نہیں ہے، آپ نے پانی طلب فرمایا اور اس میں ہاتھ دھو کر کلی فرما دی، اور ارشاد فرمایا کہ یہ پانی اس بچے کو پلا دو، اور کچھ اس کے اوپر چھڑک دو، دوسرے سال وہ عورت آئی تو اس نے لوگوں سے بیان کیا کہ اس کا لڑکا اچھا ہو گیا اور بولنے لگا۔(۳)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ

جنگ اُحد میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ میں ایک تیر لگا جس سے ان کی آنکھ

۱۔ صحیح بخاری　کتاب المغازی　باب قتل ابی رافع　۵۷۷/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی
سنن ابی داؤد　کتاب الطب　رقم الحدیث ۳۳۹۶
مسند امام احمد　اول مسند المدنیین اجمعین　رقم الحدیث: ۱۵۹۱۸
۲۔ مسند امام احمد　حدیث عثمان بن حنیف　۱۰۶۰۰۸/۲
سنن ترمذی　کتاب الدعوات　رقم الحدیث ۳۵۰۲
۳۔ سنن ابن ماجہ　کتاب [illegible] القیامۃ　[illegible]　رقم الحدیث: ۱۳۷۵

ان کے رخسار پر بہہ کر آ گئی، یہ دوڑ کر حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے، آپ نے فوراً ہی اپنے دست مبارک سے ان کی بہی ہوئی آنکھ کو آنکھ کے حلقہ میں رکھ کر اپنا مقدس ہاتھ پھیر دیا تو اسی وقت ان کی آنکھ اچھی ہوگئی، اور یہ آنکھ ان کی دوسری آنکھ سے زیادہ خوبصورت اور روشن رہی۔

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو تمہاری آنکھ کو تمہارے حلقہ چشم میں رکھ دوں، اور وہ اچھی ہو جائے اور اگر تم چاہو تو صبر کرو اور تمہیں اس کے بدلے پر جنت ملے گی، انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت بلاشبہ بہت ہی بڑی نعمت ہے مگر مجھے کانا ہونا بہت برا معلوم ہوتا ہے، اسلئے آپ میری آنکھ اچھی کر دیجئے اور میرے لئے جنت کی دعا بھی فرما دیجئے، حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اس جان نثار پر پیار آ گیا اور آپ نے ان کی آنکھ کو حلقہ چشم میں رکھ کر ہاتھ پھیر دیا تو ان کی آنکھ بھی اچھی ہوگئی اور ان کے لئے جنتی ہونے کی دعا بھی فرما دی اور یہ دونوں نعمتوں سے سرفراز ہو گئے۔(۱)

فائدہ

یہ معجزہ بہت ہی مشہور ہے اور حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ہمیشہ اس بات کا تفاخر رہا کہ ان کے جد اعلیٰ کی آنکھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس کی برکت سے اچھی ہوگئی، چنانچہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلیفہ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار خلافت میں پہنچے تو انہوں نے اپنا تعارف کراتے ہوئے اپنا یہ قطعہ پڑھا کہ

أَنَا ابْنُ الَّذِيْ سَالَتْ عَلَى الْخَدِّ عَيْنُهُ
فَرُدَّتْ بِكَفِّ الْمُصْطَفٰى أَيَّمَا رَدٍّ

یعنی میں اس شخص کا بیٹا ہوں کہ جس کی آنکھ اس کے رخسار پر بہہ آئی تھی تو حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی سے وہ اپنی جگہ پر کیا ہی اچھی طرح سے رکھ دی گئی۔

۱۔ الشفاء فصل فی ابراء المرضیٰ ۱۹۸/۱ مکتبہ وحدۃ القرآن پشاور
المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی ... ۲۲۲/۲ ... دار الکتب العلمیہ بیروت

فَعَادَتْ كَمَا كَانَتْ لِأَوَّلِ أَمْرِهَا
فَيَا حُسْنَ مَا عَيْنٍ وَيَا حُسْنَ مَارَدِّ

تو پھر وہ جیسی پہلے تھی ویسی ہی ہوگئی تو کیا ہی اچھی وہ آنکھ تھی، اور کیا ہی اچھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس آنکھ کو اسکی جگہ رکھنا تھا۔ (۱)

قے میں کالا پلا گرا

ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے اس بچے پر صبح وشام جنوں کا دورہ پڑتا ہے آپ نے اس بچے کے سینے پر اپنا دست رحمت پھیرا دیا اور دعا دی تو اس بچے کو ایک زوردار قے ہوئی، اور ایک کالے رنگ کا (کتے کا) پلا قے میں گرا جو دوڑتا پھر رہا تھا، اور بچہ شفایاب ہوگیا۔ (۲)

جنون اچھا ہوگیا

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین معجزات دیکھے پہلا معجزہ یہ کہ ایک اونٹ کو دیکھا کہ اس نے بلبلا کر اپنی گردن آپ کے سامنے ڈال دی، آپ نے اس اونٹ کے مالک کو بلایا اور اس سے فرمایا کہ اس اونٹ نے کام کی زیادتی اور خوراک کی کمی کا مجھ سے شکوہ کیا ہے لہٰذا تم اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو۔

دوسرا معجزہ یہ کہ ایک منزل میں آپ سو رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ ایک درخت چل کر آیا اور آپ کو ڈھانپ لیا پھر لوٹ کر اپنی جگہ پر چلا گیا، جب آپ بیدار ہوئے اور میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس درخت نے اپنے رب سے اجازت طلب کی تھی کہ وہ مجھے سلام کرے تو خدا نے اس کو اجازت دے دی اور وہ میرے سلام کے لئے آیا تھا۔

تیسرا معجزہ یہ کہ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آئی جو جنون کا مریض تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بچے کے نتھنے کو پکڑ کر فرمایا ''نکل جا کیونکہ میں محمد رسول اللہ ہوں'' پھر ہم وہاں سے چل پڑے

۱۔ المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب غزوۂ احد ۴۳۲/۲ دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۔ مشکوٰۃ المصابیح کتاب احوال القیامۃ وبدء الخلق باب المعجزات ۵۴۱/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
۔۔ الشفاء فصل فی ابراء المرضیٰ ۔۔۔ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

اور جب واپسی میں ہم اس جگہ پہنچے اور آپ نے اس عورت سے اس کے بچے کے بارے میں دریافت فرمایا، تو اس نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد سے اس بچے کو کوئی تکلیف ہوتے ہوئے ہم نے نہیں دیکھا۔(۱)

جلا ہوا بچہ اچھا ہو گیا

محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی ہیں یہ بچپن میں اپنی ماں کی گود سے آگ میں گر پڑے، اور کچھ جل گئے ان کی ماں ان کو لے کر خدمت اقدس میں آئیں تو آپ نے اپنا لعاب دہن ان پر مل کر دعا فرمادی، محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں کہتی تھیں کہ میں بچے کو لے کر وہاں سے اٹھنے بھی نہیں پائی تھی کہ بچے کا زخم بالکل ہی اچھا ہو گیا۔(۲)

مرضِ نسیان دور ہو گیا

تغیر الفاظ اور چند جملوں کی کمی بیشی کے ساتھ بخاری شریف کی متعدد روایتوں میں اس معجزہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اپنی چادر پھیلاؤ، انہوں نے پھیلائی، آپ نے دست مبارک اس چادر پر ڈالا پھر فرمایا کہ اب اس کو سمیٹ لو، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد سے پھر میں کوئی بات نہیں بھولا۔(۳)

مقبولیتِ دعاء

ہم یہ پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں سے بالکل ناگہاں عادت جاریہ کے خلاف کسی غیر متوقع بات کا ظاہر ہو جانا اس کا بھی معجزہ ہی میں شمار ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ حضرات انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں سے بڑی بڑی مشکلات کو حل فرمادیتا ہے اور قسم قسم کی بلائیں ٹل جاتی ہیں،

۱......مشکوۃ المصابیح کتاب احوال القیامۃ وبدء الخلق باب المعجزات ۵۴۰/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
......الخصائص الکبریٰ ۶۹،۷۰/۲ شبیر برادرز لاہور
۲......مسند امام احمد مسند المکیین حدیث محمد بن حاطب ۲۶۵/۵
......الشفاء فصل فی ابراء المرضیٰ ۲۰۰/۱ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
۳......صحیح بخاری کتاب العلم باب حفظ العلم ۲۲/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

اور بہت سی غیر متوقع چیزیں ظہور میں آجاتی ہیں چنانچہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے آپ کی دعاؤں کی مقبولیت بھی ہے کہ آپ نے جب بھی مشکلات یا طلب حاجات کے وقت خدا کی امداد غیبی کا سہارا ڈھونڈتے ہوئے دعائیں مانگیں تو ہر موقع پر حق تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کے لئے مقبولیت کا دروازہ کھول دیا، اور آپ کی دعاؤں سے ایسی ایسی خلاف امید اور غیر متوقع چیزیں عالم وجود میں آگئیں کہ جن کو معجزات کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا، ان میں سے چند معجزات کا تذکرہ حسب ذیل ہے۔

قریش پر قحط کا عذاب

جب کفار مکہ قریش حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب پر بے پناہ مظالم ڈھانے لگے، جو ضبط و برداشت سے باہر تھے تو آپ نے ان شریروں کی سرکشی کا علاج کرنے کے لئے ان لوگوں کے حق میں قحط کی دعا فرما دی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر قحط کا ایسا عذاب شدید بھیجا کہ اہل مکہ سخت مصیبت میں مبتلا ہو گئے یہاں تک کہ بھوک سے بے تاب ہو کر مردہ جانوروں کی ہڈیاں اور سوکھے چمڑے ابال ابال کر کھانے لگے، بالآخر اس کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ رحمت کا دروازہ کھٹکھٹائیں، اور ان کے حضور میں اپنی فریاد پیش کریں، چنانچہ ابوسفیان بحالت سفر چند روسائے قریش کو ساتھ لے کر آپ کے آستانہ رحمت پر حاضر ہوئے اور گڑگڑا کر کہنے لگے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہاری قوم برباد ہو گئی، خدا سے دعا کرو کہ یہ قحط کا عذاب ٹل جائے، آپ کو ان لوگوں کی بے قراری اور گریہ وزاری پر رحم آگیا، چنانچہ آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے فوراً ہی آپ کی دعا مقبول ہوئی اور اس قدر زوردار بارش ہوئی کہ سارا عرب سیراب ہو گیا، اور اہل مکہ کو قحط کے عذاب سے نجات ملی۔ (۱)

سردارانِ قریش کی ہلاکت

۱.....صحیح بخاری، کتاب الاستسقاء، باب دعاء النبی ﷺ، ۱۳۷/۱، قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، رقم الحدیث: ۴۴۰۱، ۴۴۳۵
.....صحیح مسلم، کتاب صفۃ القیامۃ، رقم الحدیث: ۵۰۰۶، ۵۰۰۷، ۵۰۰۸
.....سنن ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، رقم الحدیث: ۳۱۷۷
.....مسند امام احمد، [illegible]، رقم الحدیث: ۳۹۸۹

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحن حرم میں نماز پڑھ رہے تھے کہ کفار قریش کے چند سرکش شریروں نے بحالت نماز آپ کی مقدس گردن پر ایک اونٹ کی اوجھڑی لا کر ڈال دی اور خوب زور زور سے ہنسنے لگے اور مارے ہنسی کے ایک دوسرے پر گرنے لگے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آ کر اس اوجھڑی کو آپ کی پشت مبارک سے ہٹایا، جب آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا، تو ان شریروں کا نام لے لے کر نام بنام یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! تو ان سبھوں کو اپنی گرفت میں پکڑ لے چنانچہ یہ سب کے سب جنگ بدر میں انتہائی ذلت کے ساتھ قتل ہو کر ہلاک ہو گئے۔(۱)

مدینہ کی آب وہوا اچھی ہو گئی

پہلے مدینہ کی آب وہوا اچھی نہ تھی، وہاں قسم قسم کی وباؤں کا اثر تھا، چنانچہ ہجرت کے بعد اکثر مہاجرین بیمار پڑ گئے، اور بیماری کی حالت میں اپنے وطن مکہ کو یاد کر کے پردرد لہجے میں اشعار پڑھا کرتے تھے آپ نے ان لوگوں کا یہ حال دیکھ کر یہ دعا فرمائی کہ۔

الٰہی! مدینہ کو بھی ہمارے لئے ویسا ہی محبوب کر دے جیسا کہ مکہ محبوب ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ محبوب بنا دے، الٰہی ہمارے "صاع، اور مد" میں برکت دے اور مدینہ کو ہمارے لئے صحت بخش بنا دے اور یہاں کے بخار کو "جحفہ" میں منتقل کر دے۔

آپ کی دعا حرف بحرف مقبول ہوئی اور مہاجرین کو شہر مدینہ سے ایسی الفت اور والہانہ محبت ہو گئی کہ وہی حضرت ابوبکر و حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو چند روز پہلے مدینہ کی بیماریوں سے گھبرا اٹھے تھے اور اپنے وطن مکہ کی یاد میں خون کھولانے والے اشعار گایا کرتے تھے اب مدینہ کے ایسے عاشق بن گئے کہ پھر کبھی بھول کر بھی مکہ کی سکونت کا نام نہیں لیا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خواب میں یہ دکھلا دیا کہ مدینہ کی وبائیں مدینہ سے دفع ہو گئیں، اور مدینہ کی آب وہوا صحت بخش ہو گئی۔(۲)

امّ حرام کے لئے دعاء شہادت

۱......صحیح بخاری کتاب الوضوء باب اذا القی علی ظہر المصلی ۳۷/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر رقم الحدیث:۳۳۴۹
۲......صحیح بخاری کتاب المناقب باب مقدم النبی ﷺ ۵۵۸/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم کتاب الحج رقم الحدیث:۳۳۳۴
......مسند امام احمد [illegible] رقم الحدیث ۲۳۳۳[illegible]

ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بی بی امّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں کھانے کے بعد قیلولہ فرما رہے تھے کہ ناگہاں ہنستے ہوئے نیند سے بیدار ہوئے، حضرت بی بی امّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہنسی کی وجہ دریافت کی، تو ارشاد فرمایا کہ میری امت میں مجاہدین کا ایک گروہ میرے سامنے پیش کیا گیا جو جہاد کی غرض سے دریا میں کشتیوں پر اس طرح بیٹھا ہوا سفر کرے گا جس طرح تخت پر بادشاہ بیٹھے رہا کرتے ہیں، یہ سن کر انہوں نے درخواست کی کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمادیجئے کہ میں بھی ان مجاہدین کے گروہ میں شامل رہوں، آپ نے دعا فرمادی، چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جب بحری جنگ کا سلسلہ شروع ہوا، تو حضرت بی بی امّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی مجاہدین کی اس جماعت کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوئیں، اور دریا سے نکل کر جب خشکی پر آئیں تو سواری سے گر کر شہادت کا شرف حاصل کیا۔(۱)

ستر برس کا جوان

حضرت قتادہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمادی کہ

"اَفْلَحَ وَجْهُكَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهٗ فِيْ شَعْرِهٖ وَبَشَرِهٖ۔"

تیرا چہرہ فلاح والا ہو جائے یا اللہ اس کے بال اور اس کی کھال میں برکت دے

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ستر برس کی عمر پا کر وفات پائی، مگر ان کا ایک بال بھی سفید نہیں ہوا تھا، نہ بدن میں جھریاں پڑی تھیں، چہرے پر جوانی کی ایسی رونق تھی کہ گویا ابھی پندرہ برس کے جوان ہیں۔(۲)

برکتِ اولاد کی دعا

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت امّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی ہوشمند اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہایت ہی جان نثار تھیں ان کا بچہ بیمار ہو گیا اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے

۱......صحیح بخاری، کتاب التعبیر، باب الرؤیا بالنھار، ۱۰۳۶/۲، قدیمی کتب خانہ کراچی
......صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، رقم الحدیث: ۳۵۳۵
......سنن نسائی، کتاب الجہاد، رقم الحدیث: ۳۱۲۰
......مؤطا امام مالک، کتاب الجہاد، رقم الحدیث: ۸۸۲
۲......الشفاء، فصل فی اجابۃ دعائہ، ۲۰۰/۱، مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

باہر ہی تھے کہ بچے کا انتقال ہوگیا حضرت امّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بچے کو الگ مکان میں لٹادیا ،اور جب ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکان میں داخل ہوئے اور بیوی سے پوچھا کہ بچہ کیسا ہے؟ بیوی نے جواب دیا کہ اس کا سانس ٹھہر گیا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ آرام پاگیا ہے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سمجھا کہ وہ اچھا ہے، چنانچہ دونوں میاں بیوی ایک ہی بستر پر سوئے لیکن صبح کو جب غسل کر کے مسجد نبوی نماز فجر کے لئے جانے لگے تو بیوی نے بچے کی موت کا حال سنادیا، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رات کا سارا ماجرا بارگاہ نبوت میں عرض کیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ خداوند تعالیٰ تمہاری آج کی رات میں برکت عطا فرمائے گا چنانچہ اس رات کی برکت مقررہ مہینوں کے بعد ظاہر ہوئی کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عبداللہ پیدا ہوئے ،اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنی گود میں بیٹھا کر اور عجوہ کھجور چبا کر ان کے منہ میں ڈالا ،اوران کے چہرے پر اپنا دست رحمت پھیرادیا اور عبداللہ نام رکھا۔

ایک انصاری حضرت عبایہ بن رفاعہ کا بیان ہے کہ دعا نبوی کی برکت کا یہ اثر ہوا کہ میں نے ابوطلحہ کی نو اولادوں کو دیکھا جو سب کے سب قرآن مجید کے قاری تھے۔(۱)

حضرت جریر کے حق میں دعا

حضرت جریر بن عبداللہ صحابی گھوڑے کی پیٹھ پر جم کر بیٹھ نہیں سکتے تھے، حضور اقدس ﷺ نے ان کو "ذوالخلصہ" کے بت خانہ کو توڑنے کے لئے بھیجنا چاہا تو انہوں نے یہی عذر پیش کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گھوڑے پر جم کر بیٹھ نہیں سکتا آپ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا ،اور یہ دعا فرمائی کہ "یااللہ اس کو گھوڑے پر جم کر بیٹھنے کی قوت عطا فرما، اور اس کو ہادی ومہدی بنا" اس دعا کے بعد حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور قبیلہ ء احمس کے ایک سو پچاس سواروں کا لشکر لے کر گئے اور اس بت خانہ کو توڑ پھوڑ کر جلا ڈالا ،اور مزاحمت کرنے والے کفار کو بھی قتل کر ڈالا جب واپس آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے اور قبیلہ ء احمس کے حق میں دعا فرمائی۔(۲)

۱.....صحیح بخاری کتاب الجنائز باب من لم یظہر حزنہ عند المصیبۃ ۱/۱۷۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح مسلم کتاب الفضائل فضائل ام سلیم، من فضائل ابی طلحۃ ۲/۲۹۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....مسند امام احمد باقی مسند المکثرین رقم الحدیث:۱۱۵۹۰
۲.....صحیح مسلم کتاب الفضائل فضائل جریر بن عبداللہ ۲/۲۹۷ قدیمی کتب خانہ کراچی

قبیلہ دوس کا اسلام

حضرت طفیل دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیلہ دوس نے اسلام کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا لہٰذا آپ اس قبیلہ کی ہلاکت کیلئے دعا فرما دیجئے، لوگوں نے آپس میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ اب آپ کی دعا ہلاکت سے یہ قبیلہ ہلاک ہو جائے گا لیکن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ دوس کے لئے یہ رحمت بھری دعا فرمائی کہ

''الٰہی! تو قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو میرے پاس لا''۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ دعا قبول ہوئی، چنانچہ پورا قبیلہ مسلمان ہو کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہو گیا۔(۱)

ایک متکبر کا انجام

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانے لگا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''دائیں ہاتھ سے کھاؤ'' اس نے غرور سے کہا کہ ''میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا'' چونکہ اس مغرور نے گھمنڈ سے ایسا کہا تھا، اس لئے آپ نے فرمایا کہ ''خدا کرے ایسا ہی ہو'' چنانچہ اس کے بعد ایسا ہی ہوا کہ وہ اپنے دائیں ہاتھ کو اٹھا کر واقعی اپنے منہ تک نہیں لے جا سکتا تھا۔(۲)

مُردے زندہ ہو گئے

خدا کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دینا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک بہت ہی مشہور معجزہ ہے مگر چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا جامع بنایا ہے اس لئے آپ کو بھی اس معجزہ کے ساتھ سرفراز فرمایا ہے چنانچہ اس قسم کے چند معجزات احادیث اور سیرت نبویہ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

۱...... صحیح مسلم کتاب الفضائل باب دعاء النبی لغفار واسلم ۲/۳۰۷ قدیمی کتب خانہ کراچی
...... صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر رقم الحدیث: ۲۷۲۰
...... مسند امام احمد باقی مسند المکثرین رقم الحدیث: ۷۰۱۳
۲...... صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب آداب الطعام والشراب ۲/۱۷۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

لڑکی قبر سے نکل آئی

روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے کہا کہ میں اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لاسکتا، جب تک کہ میری مردہ بچی زندہ نہ ہوجائے، آپ نے فرمایا کہ تم مجھے اس کی قبر دکھاؤ، اس نے اپنی لڑکی کی قبر دکھادی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لڑکی کا نام لے کر پکارا، تو اس لڑکی نے قبر سے نکل کر جواب دیا کہ اے حضور! میں آپ کے دربار میں حاضر ہوں، پھر آپ نے اس لڑکی سے فرمایا کہ "کیا تم پھر دنیا میں لوٹ کر آنا پسند کرتی ہو لڑکی نے جواب دیا کہ "نہیں یارسول اللہ! میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے ماں باپ سے زیادہ مہربان اور آخرت کو دنیا سے بہتر پایا"۔(۱)

پکی ہوئی بکری زندہ ہوگئی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بکری ذبح کرکے اس کا گوشت پکایا اور روٹیوں کا چورہ کرکے ثرید بنایا اور اس کو بارگاہ نبوت میں لے کر حاضر ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام نے اس کو تناول فرمایا، جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہوگئے تو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام ہڈیوں کو ایک برتن میں جمع فرمایا اور ان ہڈیوں پر اپنا دست اقدس رکھ کر کچھ کلمات ارشاد فرمادیے تو یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ وہ بکری زندہ ہوکر کھڑی ہوگئی اور دم ہلانے لگی پھر آپ نے فرمایا کہ اے جابر! تم اپنی بکری اپنے گھر لے جاؤ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اس بکری کو لے کر مکان میں داخل ہوئے تو ان کی بیوی نے حیران ہوکر پوچھا کہ یہ بکری کہاں سے آگئی؟ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم نے اپنی اس بکری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ذبح کیا تھا، انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اس بکری کو زندہ فرمادیا یہ سن کر ان کی بیوی نے بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھا۔

اس حدیث کو جلیل القدر محدث ابو نعیم نے روایت کیا ہے اور مشہور حافظ الحدیث محمد بن منذر نے بھی "کتاب العجائب والغرائب" میں اس حدیث کو نقل فرمایا ہے۔(۲)

۱.....الشفاء فصل فی احیاء الموتی وکلامہم ۱/۱۹۷ مکتبہ رحمۃ القرآن پشاور
.....المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب ابراء ذوی...... ۷/۶۲، ۶۱ دار الکتب العلمیہ بیروت
۲.....الخصائص الکبریٰ ۲/۱۱۵ شبیر برادرز لاہور
المواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی باب ابراء ذوی الآفات...... دار الکتب العلمیہ بیروت

عالم جنات کے معجزات

جن نے اسلام کی ترغیب دلائی

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک جن میرا تابع ہو گیا تھا، وہ آئندہ کی خبریں مجھے دیا کرتا تھا اور میں لوگوں کو وہ خبریں بتا کر نذرانے وصول کیا کرتا تھا ایک بار اس جن نے مجھے آکر جگایا اور کہا کہ اٹھو اور ہوش میں آ اگر تجھ میں کچھ شعور ہے تو چل اور بنی ہاشم کے سردار کے دربار میں حاضر ہو کر ان کا دیدار کر جو لوی بن غالب کی اولاد میں پیغمبر ہو کر تشریف لائے ہیں حضرت سواد بن قارب کہتے ہیں کہ مسلسل تین راتیں ایسی گزریں کہ میرا یہ جن مجھے نیند سے جگا جگا کر برابر یہی کہتا رہا، یہاں تک کہ میرے دل میں اسلام کی الفت و محبت پیدا ہو گئی، اور میں اپنے گھر سے روانہ ہو کر مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا، آپ نے مجھے دیکھ کر ''خوش آمدید'' کہا اور فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ کس سبب سے تم یہاں آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آپ کی مدح میں ایک قصیدہ کہا ہے پہلے آپ اس کو سن لیجئے آپ نے فرمایا کہ پڑھو، چنانچہ میں نے اپنا قصیدہ بائیہ جو حضور ﷺ کی مدح میں نظم کیا تھا پڑھ کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا اس قصیدہ کا آخری شعر یہ ہے کہ

وَكُنْ لِّيْ شَفِيْعًا يَوْمَ لَاذُوْشَفَاعَةٍ
سِوَاكَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبٍ

یعنی آپ اس دن میرے شفیع بن جایئے جس دن آپ کے سوا سواد بن قارب کی نہ کوئی شفاعت کرنے والا ہو گا نہ کوئی نفع پہنچانے والا ہو گا۔(۱)

اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

جنوں کا سلام و پیغام

ابن سعد نے جعد بن قیس مرادی سے روایت کی ہے کہ ہم چار آدمی حج کا ارادہ کر کے اپنے وطن

۱......دلائل النبوۃ للبیہقی باب جماع ابواب المبعث ۲/۲۵۰ دارالکتب العلمیہ بیروت
......الخصائص الکبریٰ ملخصا ۱/۲۰۱،۱۹۹ شبیر برادرز لاہور

سے روانہ ہوئے یمن کے ایک جنگل میں ہم لوگ چل رہے تھے کہ ناگہاں اشعار پڑھنے کی آواز آئی ہم نے ان اشعار کو غور سے سنا تو ان کا مضمون یہ تھا کہ اے سوارو! جب تم لوگ زمزم اور حطیم پر پہنچو تو حضرت محمد ﷺ کی خدمت اقدس میں ہمارا سلام عرض کر دینا جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور ہمارا یہ پیغام بھی پہنچا دینا کہ ہم آپ کے دین کے فرماں بردار ہیں کیونکہ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام نے ہم لوگوں کو اس بات کی وصیت فرمائی تھی (یقیناً یہ یمن کے جنگل میں رہنے والے جنوں کی آواز تھی)۔(۱)

جن سانپ کی شکل میں آیا

خطیب حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے آپ ایک کھجور کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے کہ بالکل ہی اچانک ایک بہت بڑے کالے سانپ نے آپ کی طرف رخ کیا لوگوں نے اس کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا لیکن آپ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس آنے دو جب یہ آپ کے پاس پہنچا تو اپنا سر آپ کے کانوں کے پاس کر دیا، پھر آپ نے اس سانپ کے منہ کے قریب اپنا منہ کر کے چپکے چپکے کچھ ارشاد فرمایا، اس کے بعد اسی جگہ یکبارگی وہ سانپ اس طرح غائب ہو گیا کہ گویا زمین اس کو نگل گئی، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے سانپ کو اپنے کانوں تک پہنچنے دیا، یہ منظر دیکھ کر ہم لوگ ڈر گئے کہ کہیں یہ سانپ آپ کو کاٹ نہ لے آپ نے فرمایا کہ یہ سانپ نہیں تھا، بلکہ جنوں کی جماعت کا بھیجا ہوا ایک جن تھا، فلاں سورت میں سے کچھ آیتیں یہ بھول گیا، ان آیتوں کو دریافت کرنے کے لئے جنوں نے اس کو میرے پاس بھیجا تھا، میں نے اس کو وہ آیتیں بتا دیں اور وہ ان کو یاد کرتا ہوا چلا گیا۔(۲)

عناصر اربعہ کے معجزات

انگشت مبارک کی نہریں

احادیث کی تلاش و جستجو سے پتا چلتا ہے کہ آپ کی مبارک انگلیوں سے تقریباً تیرہ مواقع پر پانی کی

۱...... الکلام المبین بحوالہ طبقات ابن سعد ص:۹۳

۲...... الخصائص الکبریٰ ج۲ ص۲۸۶ مطبوعہ ادارہ لاہور

نہریں جاری ہوئیں، ان میں سے صرف ایک موقع کا ذکر یہاں تحریر کیا جاتا ہے۔

۶ھ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرہ کا ارادہ کر کے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئے اور حدیبیہ کے میدان میں اتر پڑے آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے حدیبیہ کا کنواں خشک ہوگیا اور حاضرین پانی کے ایک ایک قطرہ کے لئے محتاج ہو گئے اس وقت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دریائے رحمت میں جوش آ گیا اور آپ نے ایک بڑے پیالے میں اپنا دست مبارک رکھ دیا تو آپ کی مبارک انگلیوں سے اس طرح پانی کی نہریں جاری ہوگئیں کہ پندرہ سو کا لشکر سیراب ہوگیا، لوگوں نے وضو وغسل بھی کیا جانوروں کو بھی پلایا تمام مشکوں اور برتنوں کو بھی بھر لیا پھر آپ نے پیالہ میں سے دست مبارک کو اٹھا لیا اور پانی ختم ہوگیا، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ اس وقت تم لوگ کتنے آدمی تھے تو انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ پندرہ سو کی تعداد میں تھے مگر پانی اس قدر زیادہ تھا۔

"لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً" (۱)

اگر ہم لوگ ایک لاکھ بھی ہوتے تو سب کو یہ پانی کافی ہو جاتا۔

یہ حدیث بخاری شریف میں بھی ہے اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ حضرت انس وحضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایتوں سے بھی انگلیوں سے پانی کی نہریں جاری ہونے کی حدیثیں مروی ہیں ملاحظہ فرمائیے۔ (۲)

سبحان اللہ! ایسی حسین منظر کی تصویر کشی کرتے ہوئے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ نے کیا خوب فرمایا

انگلیاں ہیں فیض پر ، ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ ، واہ

زمین نے لاش کو ٹھکرا دیا

۱...... مشکوۃ المصابیح کتاب الفتن باب المعجزات ۵۳۲/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی
...... صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام ۵۰۲،۵۰۰/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی
...... مسند امام احمد باقی مسند المکثرین رقم الحدیث: ۱۳۶۹۷
...... سنن دارمی المقدمۃ رقم الحدیث: ۲۷
۲...... صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام ۵۰۲،۵۰۰/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

ایک نصرانی مسلمان ہو کر دربارِ نبوت میں رہنے لگا سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھ چکا تھا خوشخط کاتب تھا اس لئے اس کو وحی لکھنے کی خدمت سپرد کردی گئی، مگر یہ بدنصیب پھر کافر و مرتد ہو کر کفار سے جاملا اور کہنے لگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بس اتنا ہی علم رکھتے ہیں جتنا میں ان کو لکھ کر دے دیا کرتا تھا، قہرالٰہی نے اس گستاخ کو اپنی گرفت میں پکڑ لیا، اور یہ مر گیا، نصرانیوں نے اس کو دفن کیا مگر زمین نے اس کی لاش کو باہر پھینک دیا، نصرانیوں نے گہری قبر کھود کر تین مرتبہ اس کو دفن کیا مگر ہر مرتبہ زمین نے اس کی لاش کو باہر پھینک دیا چنانچہ نصرانیوں نے بھی اس بات کا یقین کر لیا کہ اس کی لاش کو زمین کے باہر نکال پھینکنا یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے اس لئے ان لوگوں نے اس کی لاش کو زمین پر ڈال دیا۔(۱)

جنگ خندق کی آندھی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ"(۲)

یعنی پروا ہوا سے میری مدد کی گئی اور قوم عاد پچھوا ہوا سے ہلاک کی گئی۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ غزوہ خندق میں قبائل قریش و غطفان اور قریظہ و بنی نضیر کے یہود اور دوسرے مشرکین نے متحدہ افواج کے دل بادل لشکروں کے ساتھ مدینہ پر چڑھائی کردی اور مسلمانوں نے مدینہ کے گرد خندق کھود کر ان افواج کے حملوں سے پناہ لی تو ان شیطانی لشکروں نے مدینہ کا ایسا سخت محاصرہ کر لیا کہ مدینہ کے اندر مدینہ کے باہر سے ایک گیہوں کا دانہ، اور ایک قطرہ پانی کا جانا محال ہو گیا تھا صحابہ کرام ان مصائب و شدائد سے گو پریشان حال تھے مگر ان کے جوش ایمانی کے استقلال میں بال برابر فرق نہیں آیا تھا، ٹھیک اس حالت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ پورب کی طرف سے ایک ایسی زوردار آندھی آئی جس میں کڑاکے کا جاڑا بھی تھا، اور اس میں اس شدت کے جھونکے اور جھٹکے تھے کہ گرد و غبار کا بادل چھا گیا کفار کی آنکھیں دھول اور کنکریوں سے بھر گئیں، ان کے

۱۔۔۔۔۔صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام ۵۰۳،۰۵/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

۔۔۔۔۔صحیح مسلم باب صفات المنافقین واحکامہم رقم الحدیث: ۴۹۸۷

۔۔۔۔۔مسند امام احمد باقی مسند المکثرین رقم الحدیث: ۱۱۸۳۶

۲۔۔۔۔۔صحیح بخاری کتاب المغازی باب [illegible] ۲/[illegible] قدیمی کتب خانہ کراچی

چولہوں کی آگ بجھ گئی اور بڑی بڑی دیگیں چولہوں سے الٹ پلٹ کر دور تک لڑھکتی ہوئی چلی گئیں، خیموں کی میخیں اکھڑ گئیں اور خیمے اڑ اڑ کر پھٹ گئے، گھوڑے ایک دوسرے سے ٹکرا کر لڑنے لگے غرض یہ آندھی کفار کے لئے ایک ایسا عذاب شدید بن کر ان پر مسلط ہوگئی کہ کفار کے قدم اکھڑ گئے ان کی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور وہ فرار پر مجبور ہوگئے اور بدحواسی کے عالم میں سر پر پیر رکھ کر بھاگ نکلے، یہی وہ آندھی ہے جس کا ذکر خداوند قدوس نے اپنی کتاب مقدس قرآن مجید میں ان لفظوں کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا۔(۱)

اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو، جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے۔

آگ جلا نہ سکی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں بہت سے ایسے واقعات ہیں کہ اگر آگ ان چیزوں کو نہ جلا سکی جن کو آپ کی ذات سے کوئی تعلق رہا ہو۔

چنانچہ قطب الدین قسطلانی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب ''جمل الایجاز فی الاعجاز'' میں لکھا ہے کہ وہ آگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر غیب کے مطابق ۶۵۴ھ میں مدینہ منورہ کے پاس قبیلہ قریظہ کی پہاڑیوں سے نمودار ہوئی، وہ پتھروں کو جلا دیتی تھی اور کچھ پتھروں کو گلا دیتی تھی، یہ آگ جب بڑھتے بڑھتے حرم مدینہ کے قریب ایک پتھر کے پاس پہنچی جس کا آدھا حصہ حرم مدینہ میں داخل تھا اور آدھا حصہ حرم مدینہ سے خارج تھا تو پتھر کا جو حصہ خارج حرم تھا، اس کو آگ نے جلا دیا لیکن جب اس نصف حصہ تک پہنچی جو حرم مدینہ میں داخل تھا تو فوراً ہی وہ آگ بجھ گئی۔

اس طرح امام قرطبی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا کہ وہ آگ مدینہ طیبہ کے قریب سے ظاہر ہوئی اور دریا کی طرح موج مارتی ہوئی یمن کے ایک گاؤں تک پہنچ گئی اور اس کو جلا کر راکھ کر دیا مگر مدینہ طیبہ کی جانب اس آگ میں سے ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم صبح جیسی ہوائیں آتی تھیں اس آگ کا واقعہ چند اوراق

۱۔۔۔۔۔القرآن الکریم پارہ:۲۱ سورۃ الاحزاب آیت:۹

پہلے ہم مفصل طور پر لکھ چکے ہیں۔(۱)

اسی طرح ''نسیم الریاض'' میں لکھا ہے کہ ''عدیم بن طاہر علوی'' کے پاس چودہ موئے مبارک تھے انہوں نے ان کو امیر حلب کے دربار میں پیش کیا، امیر حلب نے خوش ہو کر اس مقدس تحفہ کو قبول کیا اور علوی صاحب کی انتہائی تعظیم و تکریم کرتے ہوئے ان کو انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا، لیکن اس کے بعد جب دوبارہ علوی صاحب امیر حلب کے دربار میں گئے تو امیر نے تیوری چڑھا کر بہت ہی ترشروئی کے ساتھ بات کی، اور ان کی طرف سے نہایت ہی بے التفاتی کے ساتھ منہ پھیر لیا، علوی صاحب نے اس بے توجہی اور ترش روئی کا سبب پوچھا تو امیر حلب نے کہا کہ میں نے لوگوں کی زبانی یہ سنا ہے کہ تم جو موئے مبارک میرے پاس لائے تھے ان کی کچھ اصل اور کوئی سند نہیں ہے علوی صاحب نے کہا کہ آپ ان مقدس بالوں کو میرے سامنے لایئے، جب وہ آ گئے تو انہوں نے آگ منگوائی اور موئے مبارک کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا، پوری آگ جل جل کر راکھ ہو گئی مگر موئے مبارک پر کوئی آنچ نہیں آئی، بلکہ آگ کے شعلوں میں موئے مبارک کی چمک دمک اور زیادہ نکھر گئی، یہ منظر دیکھ کر امیر حلب نے علوی صاحب کے قدموں کا بوسہ لیا اور پھر اس قدر انعام و اکرام سے علوی صاحب کو نوازا کہ اہل دربار ان کے اعزاز و وقار کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔(۲)

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دسترخوان کی روایت مشہور ہے کہ چونکہ اس دسترخوان سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک اور روئے اقدس کو صاف کر لیا تھا، اسلئے یہ دسترخوان آگ کے جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیا جاتا تھا، مگر آگ اس کو جلاتی نہیں تھی، بلکہ اس کو صاف و ستھرا کر دیتی تھی۔(۳)

ایک ضروری انتباہ

یہ سلطان کونین و شہنشاہ دارین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان ہزاروں معجزات میں سے صرف چند ہیں جن کے تذکروں سے احادیث و سیرت نبویہ کی کتابیں مالا مال ہیں ہم نے ان چند معجزات کو بلا کسی

۱......الکلام المبین ص:۱۰۷

۲......الکلام المبین ص:۱۰۸

۳......مثنوی مولانا روم ص:۵۸

تصنع کے سادہ الفاظ میں نہایت ہی اختصار کے ساتھ تحریر کر دیا ہے تاکہ ان نورانی معجزات کو پڑھ کر ناظرین کے سینوں میں عظمتِ مصطفیٰ اور محبت رسول کے ہزاروں ایمانی چراغ روشن ہو جائیں، اور ہر مسلمان اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم، اور ان کے اکرام و احترام کی رفعت کو پہچان لے اور اس کے گلشنِ ایمان میں ہر لحظہ اور ہر آن محبت و عظمتِ رسول کے ہزاروں پھول کھلتے رہیں، اور وہ جوش عرفان و جذبۂ ایمان کے ساتھ دونوں جہاں میں یہ اعلان کرتا رہے کہ

سر تا قدم اللہ کی شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان، وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے "میری جان ہیں یہ"

اور شاید ان لوگوں کو بھی اس سے کچھ عبرت حاصل ہو جنہوں نے سیرت نبویہ کے موضوع پر قلم گھسا اور کاغذ سیاہ کر کے سرور انبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس پیغمبرانہ زندگی کو ایک عام انسان کے روپ میں پیش کیا ہے اور بار بار اپنے اس مکروہ نظریہ اور گندے نصب العین کا اعلان کرتے رہتے ہیں کہ پیغمبر خدا کی سیرت میں ایسے کمالات کا ذکر نہیں کرنا چاہئے جس سے لوگ پیغمبر اسلام کو عام انسانوں کی سطح سے اونچا سمجھنے لگیں۔

بہرحال اس پر تمام اہل حق کا اجماع و اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیائے کرام کو جن جن معجزات سے سرفراز فرمایا ہے ان تمام معجزات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات میں جمع فرما دیا ہے اور ان کے علاوہ بے شمار ایسے معجزات سے بھی حضرت حق جلالہ نے اپنے آخری پیغمبر شفیع محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ممتاز فرمایا جو آپ کے خصائص کہلاتے ہیں، یعنی یہ آپ کے وہ کمالات و معجزات ہیں جو کسی نبی و رسول کو نہیں عطا کیے گئے مثلاً

چند خصائص کبریٰ

(۱) آپ کا پیدائش کے اعتبار سے "اول الانبیاء" ہونا جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ

"كَانَ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ"

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت شرف نبوت سے سرفراز ہو چکے تھے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام جسم وروح کی منزلوں سے گزر رہے تھے۔(۱)

(۲)......آپ کا خاتم النبیین ہونا۔

(۳)......تمام مخلوق آپ کے لئے پیدا ہوئی۔

(۴)......آپ کا مقدس نام عرش اور جنت کی پیشانیوں پر تحریر کیا گیا۔

(۵)......تمام آسمانی کتابوں میں آپ کی بشارت دی گئی۔

(۶)......آپ کی ولادت کے وقت تمام بت اوندھے ہو کر گر پڑے۔

(۷)......آپ کا شق صدر ہوا۔

(۸)......آپ کو معراج کا شرف عطا کیا گیا، اور آپ کی سواری کے لئے براق پیدا کیا گیا۔

(۹)......آپ پر نازل ہونے والی کتاب تبدیل وتحریف سے محفوظ کر دی گئی، اور قیامت تک اس کی بقاء وحفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لے لی۔

(۱۰)......آپ کو آیۃ الکرسی عطا کی گئی۔

(۱۱)......آپ کو تمام خزائن الارض کی کنجیاں عطا کر دی گئیں۔

(۱۲) آپ کو جوامع الکلم کے معجزہ سے سرفراز کیا گیا۔

(۱۳)......آپ کو رسالت عامہ کے شرف سے ممتاز کیا گیا۔

(۱۴)......آپ کی تصدیق کے لئے معجزہ شق القمر ظہور میں آیا۔

(۱۵)......آپ کے لئے اموال غنیمت کو اللہ تعالیٰ نے حلال فرمایا۔

(۱۶)......تمام روئے زمین کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے مسجد اور پاکی حاصل کرنے (تیمم) کا سامان بنایا۔

(۱۷)......آپ کے بعض معجزات (قرآن مجید) قیامت تک باقی رہیں گے۔

(۱۸)......اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو ان کا نام لے کر پکارا مگر آپ کو اچھے اچھے القاب سے پکارا۔

(۱۹)......اللہ تعالیٰ نے آپ کو "حبیب اللہ" کے معزز لقب سے سربلند فرمایا۔

(۲۰) اللہ تعالیٰ نے آپ کی رسالت، آپ کی حیات، آپ کے شہر، آپ کے زمانے کی قسم یاد فرمائی۔

۱......المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی ... الفصل الرابع ... ۱۸۶ ... دار الکتب العلمیۃ بیروت

(۲۱)......آپ تمام اولادِ آدم کے سردار ہیں۔

(۲۲)......آپ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ''اکرم الخلق'' ہیں۔

(۲۳)......قبر میں آپ کی ذات کے بارے میں منکر و نکیر سوال کریں گے۔

(۲۴)......آپ کے بعد آپ کی ازواجِ مطہرات کے ساتھ نکاح کرنا حرام ٹھہرایا گیا۔

(۲۵)...... ہر نمازی پر واجب کر دیا گیا کہ بحالتِ نماز "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ" کہہ کر آپ کو سلام کرے۔(۲۶)......اگر کسی نمازی کو بحالتِ نماز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پکاریں تو وہ نماز چھوڑ کر آپکی پکار پر دوڑ پڑے، یہ اس پر واجب ہے، اور ایسا کرنے سے اس کی نماز فاسد بھی نہیں ہوگی۔

(۲۷)......اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت کا آپ کو مختار بنادیا ہے آپ جس کے لئے جو چاہیں حلال فرمادیں اور جس کے لئے جو چاہیں حرام فرمادیں۔

(۲۸)......آپ کے منبر اور قبرِ انور کے درمیان کی زمین جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

(۲۹)......صور پھونکنے پر سب سے پہلے آپ اپنی قبرِ انور سے باہر تشریف لائیں گے۔

(۳۰)......آپ کو مقامِ محمود عطا کیا گیا۔(۳۱)......آپ کو شفاعتِ کبریٰ کے اعزاز سے نوازا گیا

(۳۲)......آپ کو قیامت کے دن "لواء الحمد" عطا کیا گیا۔

(۳۳)......آپ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

(۳۴)......آپکو حوضِ کوثر عطا کیا گیا۔

(۳۵)......قیامت کے دن ہر شخص کا نسب و تعلق منقطع ہوجائے گا مگر آپ کا نسب و تعلق منقطع نہیں ہوگا۔

(۳۶)......آپ کے سوا کسی نبی کے پاس حضرت اسرافیل علیہ السلام نہیں اترے۔

(۳۷) آپ کے دربار میں بلند آواز سے بولنے والے کے اعمالِ صالحہ برباد کر دیے جاتے ہیں۔

(۳۸)......آپ کو حجروں کے باہر سے پکارنا حرام کر دیا گیا۔

(۳۹)......آپ کی ادنیٰ سی گستاخی کرنے والے کی سزا قتل ہے۔

(۴۰)......آپ کو تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ معجزات عطا کیے گئے۔(۱)

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

۱......المواہب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، الفصل الرابع...، ج۷، ص۲۹۵-۲۹۸، دار الکتب العلمیۃ بیروت

اکیسواں باب

اُمت پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
{اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ}

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

اکیسواں باب

اُمت پر حضور ﷺ کے حقوق

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کی ہدایت واصلاح اوران کی صلاح وفلاح کے لئے جیسی جیسی تکلیفیں برداشت فرمائیں اوراس راہ میں آپ کو جو جو مشکلات درپیش ہوئیں ان کا کچھ حال آپ اس کتاب میں پڑھ چکے ہیں، پھر آپ کو اپنی امت سے جو بے پناہ محبت، اوراس کی نجات ومغفرت کی فکر، اورایک ایک امتی پر آپ کی شفقت ورحمت کی جو کیفیت ہے اس پر قرآن میں خداوند قدوس کا فرمان گواہ ہے کہ

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ☆-(۱)

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر بہت ہی نہایت ہی رحم فرمانے والے ہیں۔

پوری پوری راتیں جاگ کر عبادت میں مصروف رہتے اور امت کی مغفرت کے لئے دربار باری میں انتہائی بے قراری کے ساتھ گریہ وزاری فرماتے رہتے، یہاں تک کہ کھڑے کھڑے اکثر آپ کے پائے مبارک پر ورم آجاتا تھا۔

ظاہر ہے کہ حضور سرور انبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے لئے جو جو مشقتیں اٹھائیں ان کا تقاضا ہے کہ امت پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ حقوق ہیں جن کو ادا کرنا ہر اُمتی پر فرض وواجب ہے۔

حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے مقدس حقوق کو اپنی کتاب شفاء شریف میں بہت ہی مفصل طور پر بیان فرمایا، ہم یہاں انتہائی اختصار کے ساتھ اس کا خلاصہ تحریر کرتے ہوئے مندرجہ ذیل آٹھ حقوق کا ذکر کرتے ہیں۔

۱......ایمان بالرسول ۲......اتباع سنت رسول ۳......اطاعت رسول ۴......محبت رسول
۵......تعظیم رسول ۶......مدح رسول ۷......درود شریف ۸......قرآن کی زیارت۔

۱......القرآن الکریم، پ۱۱، سورۃ التوبۃ: ۱۲۸

(۱)......ایمان بالرسول

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت پر ایمان لانا اور جو کچھ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں، صدق دل سے اس کو سچا ماننا ہر ہر امتی پر فرض عین ہے اور ہر مومن کا اس پر ایمان ہے کہ بغیر رسول پر ایمان لائے ہوئے ہرگز ہرگز کوئی مسلمان نہیں ہوسکتا، قرآن میں خداوند عالم جل جلالہ کا فرمان ہے کہ

وَمَنْ لَّمْ یُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ سَعِیْرًا۔(۱)

جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لایا تو یقیناً ہم نے کافروں کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے

اس آیت نے نہایت وضاحت اور صفائی کے ساتھ یہ فیصلہ کردیا کہ جو لوگ رسول کی رسالت پر ایمان نہیں لائیں گے، وہ اگرچہ خدا کی توحید کا عمر بھر ڈنکا بجاتے رہیں مگر وہ کافر جہنمی ہی رہیں گے، اسلئے اسلام کا بنیادی کلمہ یعنی کلمہ طیبہ "لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" ہے یعنی مسلمان ہونے کے لئے خدا کی توحید اور رسول کی رسالت دونوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔(۲)

(۲)......اتباع سنت رسول

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مبارکہ، اور آپ کی سنت مقدسہ کی اتباع اور پیروی ہر مسلمان پر واجب ولازم ہے، رب العزت جل جلالہ کا فرمان ہے کہ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔(۳)

(اے رسول) فرمادیجئے کہ اگر تم لوگ اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم کو اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور اللہ بہت زیادہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

۱......القرآن الکریم پارہ:۲۶ سورۃ الفتح آیت:۱۳
۲......الشفاء القسم الثانی فیما یجب فصل واما وجوب اتباعہ ۶/۲ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
۳...... القرآن الکریم پارہ:۳ سورۃ آل عمران آیت:۳۱

اسی لئے آسمان امت کے چمکتے ہوئے ستارے ہدایت کے چاند تارے اللہ و رسول کے پیارے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کی ہر سنت کریمہ کی اتباع اور پیروی کو اپنی زندگی کے ہر دم قدم پر اپنے لئے لازم الایمان اور واجب العمل سمجھتے تھے اور بال برابر بھی کبھی کسی معاملہ میں بھی اپنے پیارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس سنتوں سے انحراف یا ترک گوارا نہیں کر سکتے تھے۔(۱)

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخری تمنا

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات سے صرف چند گھنٹے پہلے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفن مبارک میں کتنے کپڑے تھے اور آپ کی وفات کس دن ہوئی ؟ اس سوال کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی یہ انتہائی تمنا تھی کہ زندگی کے ہر لمحات میں تو میں نے اپنے تمام معاملات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک سنتوں کی مکمل طور پر اتباع کی ہے، مرنے کے بعد کفن، اور وفات کے دن میں بھی مجھے آپ کی اتباع سنت نصیب ہو جائے۔(۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور بھُنی ہوئی بکری

ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ایک ایسی جماعت پر ہوا جس کے سامنے کھانے کے لئے بھنی ہوئی مسلم بکری رکھی ہوئی تھی، لوگوں نے آپ کو کھانے کے لئے بلایا تو آپ نے یہ کہہ کر کھانے سے انکار کر دیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے، اور کبھی جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی، میں بھلا ان لذیذ اور پر تکلف کھانوں کو کھانا کیونکر گوارا کر سکتا ہوں؟(۳)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا پرنالہ

منقول ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان مسجد نبوی سے ملا ہوا تھا اور اس مکان کا پرنالہ بارش میں آنے جانے والے نمازیوں کے اوپر گرا کرتا تھا، امیر المومنین حضرت فاروق اعظم نے اس پرنالہ کو اکھاڑ دیا، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ خدا کی قسم! اس پرنالہ کو

۱۔۔۔۔۔الشفاء　القسم الثانی فیما یجب　فصل واما وجوب اتباعہ　۶/۲　مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
۲۔۔۔۔۔صحیح بخاری　کتاب الجنائز　باب موت یوم الاثنین　۱۸۶/۱　قدیمی کتب خانہ کراچی
۳۔۔۔۔۔مشکوۃ المصابیح　کتاب الرقاق　باب فضل الفقراء　[illegible]　قدیمی کتب خانہ کراچی

رسول اللہ ﷺ نے میری گردن پر سوار ہو کر اپنے مقدس ہاتھوں سے لگایا تھا، یہ سن کر امیر المومنین نے فرمایا کہ اے عباس! مجھے اس کا علم نہیں تھا، اب میں آپ کو حکم دیتا ہوں کہ آپ میری گردن پر سوار ہو کر اس پرنالہ کو پھر اسی جگہ لگا دیجئے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔(۱)

(۳)......اطاعتِ رسول

یہ بھی ہر امتی پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ہے کہ ہر امتی ہر حال میں آپ کے ہر حکم کی اطاعت کرے اور آپ جس بات کا حکم دے دیں بال کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی اس کی خلاف ورزی کا تصور بھی نہ کرے کیونکہ آپ کی اطاعت اور آپ کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کر دینا ہر امتی پر فرض عین ہے، قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے کہ

"اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ"(۲) حکم مانو اللہ کا، اور حکم مانو رسول کا "مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ"(۳) جس نے رسول ﷺ کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا۔(۴)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

قرآن مجید کی یہ مقدس آیات اعلان کر رہی ہیں کہ اطاعت رسول کے بغیر اسلام کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا اور اطاعت رسول کرنے والوں ہی کیلئے ایسے ایسے بلند درجات ہیں کہ وہ حضرات انبیاء وصدیقین اور شہداء وصالحین کے ساتھ رہیں گے۔

ہر امتی کے لئے اطاعت رسول کی کیا شان ہونی چاہئے، اس کا جلوہ دیکھنا ہو تو اس روایت کو بغور پڑھیے۔

سونے کی انگوٹھی پھینک دی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱......وفاء الوفاء باب الثالث الفصل الثانی عشر فی زیادۃ ۴۸۶/۱ دار احیاء التراث العربی بیروت
۲......القرآن الکریم پارہ:۵ سورۃ النساء آیت:۵۹
۳......القرآن الکریم پارہ:۵ سورۃ النساء آیت:۸۰
۴......القرآن الکریم پارہ۵ سورۃ النساء آیت

نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے ہے، آپ نے اس کے ہاتھ سے انگوٹھی نکال کر پھینک دی، اور فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ آگ کے انگارہ کو اپنے ہاتھ میں ڈالے؟ حضور ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ تو اپنی انگوٹھی کو اٹھالے (اور اس کو بیچ کر) اس سے نفع اٹھا تو اس نے جواب دیا کہ خدا کی قسم! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس انگوٹھی کو پھینک دیا تو اب میں اس انگوٹھی کو کبھی بھی نہیں اٹھا سکتا۔ (اور وہ اس کو چھوڑ کر چلا گیا) (۱)

(۴)......محبتِ رسول

اسی طرح ہر امتی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ہے کہ وہ سارے جہان سے بڑھ کر آپ سے محبت رکھے، اور ساری دنیا کی محبوب چیزوں کو آپ کی محبت کے قدموں پر قربان کر دے خداوند جل جلالہ کا فرمان ہے کہ

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِیْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۔(۲)

(اے رسول) آپ فرما دیجئے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی، اور تمہاری عورتیں، اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسندیدہ مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر مسلمان پر اللہ اور اس کے رسول کی محبت فرض عین ہے کیونکہ اس آیت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو! جب تم ایمان لائے ہو، اور اللہ و رسول کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو، تو اب اس کے بعد اگر تم لوگ کسی غیر کی محبت کو اللہ و رسول کی محبت پر ترجیح دو گے تو خوب سمجھ لو کہ تمہارا ایمان اور اللہ و رسول کی محبت کا دعویٰ بالکل غلط ہو جائے گا، اور تم عذاب الٰہی اور قہر خداوندی سے نہ بچ سکو گے۔

۱......مشکوۃ المصابیح کتاب اللباس باب الخاتم ۳۷۸/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

......صحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ باب تحریم خاتم الذهب علی الرجل ۱۹۵/۲ قدیمی کتب خانہ کراچی

۲......القرآن الکریم پ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت: ۲۴

نیز آیت کے آخری ٹکڑے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس کے دل میں اللہ ورسول کی محبت نہیں یقیناً بلاشبہ اس کے ایمان میں خلل ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔(۱)

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کتنی والہانہ محبت تھی اگر آپ کو اس کی تجلیوں کا نظارہ کرنا ہے، تو مندرجہ ذیل واقعات کو عبرت کی نگاہوں سے دیکھیے اور عبرت حاصل کیجیے۔

ایک بڑھیا کا جذبۂ محبت

آپ جنگ اُحد کے بیان میں پڑھ چکے ہیں کہ شیطان نے بے پر کی یہ خبر اُڑا دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے، یہ ہولناک خبر جب مدینہ منورہ میں پہنچی تو وہاں کی زمین دہل گئی یہاں تک کہ وہاں کی پردہ نشین عورتوں کے دل ودماغ میں صدمات غم کا بھونچال آ گیا اور قبیلہ بنی دینار کی ایک عورت اپنے جذبات سے مغلوب ہو کر اپنے گھر سے نکل پڑی اور میدان جنگ کی طرف چل پڑی، راستے میں اس کو اپنے باپ اور بھائی اور شوہر کی شہادت کی خبر ملی مگر اس نے اس کی کوئی پروا نہیں کی اور لوگوں سے یہی پوچھتی رہی کہ مجھے یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے ہیں؟ جب اسے بتایا گیا کہ الحمدللہ! آپ ہر طرح بخیریت ہیں تو اس سے اس بڑھیا کی تسلی نہیں ہوئی اور کہنے لگی کہ تم لوگ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کرادو جب لوگوں نے اس کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب لے جا کر کھڑا کر دیا، اور اس نے جمال نبوت کو دیکھا تو بے اختیار اس کی زبان سے یہ جملہ نکل پڑا کہ

كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ آپ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت، ہیچ ہے۔(۲)

۱......صحیح بخاری کتاب الایمان باب حب الرسول من الایمان ۷/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

......سنن نسائی کتاب الایمان والشرائع رقم الحدیث:۴۹۲۹

۲......سیرت ابن ہشام مع روض الانف ۳/۸۹،۹۰ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

......دلائل النبوۃ للبیہقی ۳/۳۰۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت

بڑھ کر اس نے رُخِ انور کو جو دیکھا تو کہا
تو سلامت ہے تو پھر ہیچ ہیں سب رنج و الم
میں بھی اور باپ بھی ، شوہر بھی ، برادر بھی فدا
اے شہِ دین ! ترے ہوتے کیا چیز ہیں ہم

حضرت ثمامہ کا اعلانِ محبت

حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لا کر کہنے لگے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی قسم! پہلے میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ کے چہرہ سے زیادہ مبغوض نہیں تھا، لیکن آج آپ کا وہی چہرہ مجھے سب چہروں سے زیادہ محبوب ہے خدا کی قسم! میرے نزدیک کوئی دین آپ کے دین سے زیادہ مبغوض نہ تھا مگر اب آپ کا وہی دین میرے نزدیک سب دینوں سے زیادہ محبوب ہے، خدا کی قسم! میرے نزدیک کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ مبغوض نہ تھا، لیکن اب آپ کا وہی شہر میرے نزدیک تمام شہروں سے زیادہ محبوب ہے۔(۱)

بسترِ موت پر عشقِ رسول

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو ان کی بیوی نے غم سے نڈھال ہو کر کہا کہ "وَاحَرَبَاہ" (ہائے رے غم) یہ سن کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بسترِ موت پر تڑپ کر کہا کہ

وَاطَرَبَاہ غَدًا اَلْقَی الْاَحِبَّہ مُحَمَّدًا وَصَحْبَہ۔(۲)

واہ رے! خوشی میں کل تمام دوستوں سے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے ملوں گا۔

حضرت علی اور محبتِ رسول

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

۱.....صحیح بخاری کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفہ ۲/۶۲۷ قدیمی کتب خانہ کراچی
.....صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر رقم الحدیث:۳۳۱۰
.....مسند امام احمد باقی مسند المکثرین رقم الحدیث:۹۴۵۷
۲.....الشفاء [illegible] مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

کتنی محبت ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے مال، ہماری اولاد ہمارے باپ ہماری ماں، اور سخت پیاس کے وقت پانی سے بھی بڑھ کر ہمارے نزدیک محبوب ہیں۔(۱)

عبداللہ بن عمر کا عشق

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں سن ہو گیا لوگوں نے ان کو اس مرض کے علاج کے طور پر یہ عمل بتایا کہ تمام دنیا میں آپ کو سب سے زائد جس سے محبت ہو اس کو یاد کر کے پکاریے، یہ مرض جاتا رہے گا، یہ سن کر آپ نے "یا محمد" کا نعرہ مارا، اور آپ کا پاؤں اچھا ہو گیا۔(۲)

کدّو سے محبت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک درزی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی میں بھی ساتھ تھا جو کی روٹی اور شوربا آپ کے سامنے لایا گیا، جس میں خشک گوشت کی بوٹیاں اور کدو کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیالے کے اطراف سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے تناول فرماتے تھے، اسی لئے میں اس دن سے کدو کو ہمیشہ محبوب رکھتا ہوں۔(۳)

منقول ہے کہ حضرت امام ابو یوسف (شاگرد امام ابوحنیفہ) علیہ الرحمۃ کے سامنے اس روایت کا ذکر آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کدو بہت زیادہ پسند تھا، اس مجلس میں ایک شخص نے کہہ دیا کہ "اَنَـا مَـا اُحِبُّـهٗ" (میں تو اس کو پسند نہیں کرتا) یہ سن کر حضرت امام ابو یوسف نے تلوار کھینچ لی اور فرمایا کہ جَدِّدِ الْاِیْمَانَ وَاِلَّا لَاَ قْتُلَنَّکَ، اپنے ایمان کی تجدید کرو ورنہ میں ضرور تجھ کو قتل کر ڈالوں گا۔(۴)

سوتے وقت رسول کی یاد

عبدہ بنت خالد بن معدان کا بیان ہے کہ ہر رات حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب

۱..... الشفاء — فصل فیما روی عن السلف والائمۃ من محبتھم — ۱۵/۲ — مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
۲..... الشفاء — فصل فیما روی عن السلف والائمۃ من محبتھم — ۱۶/۲ — مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
۳..... صحیح بخاری — کتاب الاطعمۃ — باب المرق — ۸۱۷/۲ — قدیمی کتب خانہ کراچی
..... صحیح مسلم — کتاب الاشربۃ — رقم الحدیث: ۳۸۰۳
..... سنن ابی داؤد — کتاب الاطعمۃ — رقم الحدیث: ۳۲۸۸
..... مؤطا امام مالک — کتاب النکاح — رقم الحدیث: ۱۰۰۳
۴..... مرقاۃ شرح مشکوۃ

اپنے بستر پر لیٹتے تو انتہائی شوق واشتیاق کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کبار، مہاجرین وانصار کو نام لے لے کر یاد کرتے اور یہ دعا مانگتے کہ یا اللہ! میرا دل ان حضرات کی محبت میں بے قرار ہے اور میرا اشتیاق اب حد سے بڑھ چکا ہے لہٰذا تو مجھے جلد وفات دے کر ان لوگوں کے پاس پہنچادے یہی کہتے کہتے ان کو نیند آجاتی تھی۔(۱) اللہ اکبر

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صلِ علیٰ کہتے کہتے

محبتِ رسول کی نشانیاں

واضح رہے کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعویٰ کرنے والے تو بہت لوگ ہیں مگر یاد رکھیے کہ اس کی چند نشانیاں ہیں جن کو دیکھ کر اس بات کی پہچان ہوتی ہے کہ واقعی اس کے دل میں محبت رسول کا چراغ روشن ہے، ان علامتوں میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱......آپ کے اقوال وافعال کی پیروی، آپ کی سنتوں پر عمل، آپ کے اوامر ونواہی کی فرمانبرداری غرض شریعت مطہرہ پر پورے طور سے عامل ہوجانا۔

۲......آپکا ذکر شریف بکثرت کرنا، بہت زیادہ درود شریف پڑھنا، آپ کے ذکر کی مجالس مقدسہ مثلاً میلاد شریف، اور دینی جلسوں کا شوق اور ان مجالسِ مبارکہ میں حاضری

۳......حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام ان لوگوں، اور ان چیزوں سے محبت، اور ان کا ادب واحترام جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت وتعلق حاصل ہو۔ مثلاً صحابہء کرام، ازواج مطہرات، اہل بیت اطہار، شہر مدینہ، قبر انور، مسجد نبوی، آپ کے آثار شریفہ ومشاہد مقدسہ، قرآن مجید واحادیث مبارکہ، سب کی تعظیم وتوقیر اور ان کا ادب واحترام کرنا۔

۴......حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوستوں سے دوستی، اور ان کے دشمنوں یعنی بددینوں بدمذہبوں سے دشمنی رکھنا۔

۵......دنیا سے بے رغبتی، اور فقیری کو مالداری سے بہتر سمجھنا، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھ سے محبت کرنے والے کی طرف فقر وفاقہ اس سے بھی زیادہ جلدی پہنچتا ہے

۱......الشفاء فصل فیما روی عن السلف والائمۃ من محبتھم ۱۶۲ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

جیسے کہ پانی کا سیلاب اپنے منتہیٰ کی طرف۔(۱)

(۵)...... تعظیمِ رسول

امت پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقوق میں ایک نہایت ہی اہم اور بہت ہی بڑا حق یہ بھی ہے کہ ہر امتی پر فرض عین ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ سے نسبت و تعلق رکھنے والی تمام چیزوں کی تعظیم و توقیر، اور ان کا ادب و احترام کرے اور ہرگز ہرگز کبھی ان کی شان میں کوئی بے ادبی نہ کرے، احکم الحاکمین جل جلالہ کا فرمان والاشان ہے کہ

اِنَّـآ اَرْسَلْنٰـكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔(۲)

ترجمہ: (بے شک ہم نے) تمہیں (اے رسول) بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا، تا کہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔

حضور کی توہین کرنے والا کافر ہے

حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس بات پر تمام علماء امت کا اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دینے والا، یا ان کی ذات، ان کے خاندان ان کے دین، ان کی کسی خصلت میں نقص بتانے والا یا اس کی طرف اشارہ کنایہ کرنے والا، یا حضور کو بدگوئی کے طریقے پر کسی چیز سے تشبیہ دینے والا یا آپ کو عیب لگانے والا، یا آپ کی شان میں چھوٹی بتانے والا یا آپ کی تحقیر کرنے والا، بادشاہ اسلام کے حکم سے قتل کردیا جائے گا، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لعنت کرنے والا یا آپ کے لئے بددعا کرنے والا، یا آپ کی طرف کسی ایسی بات کی نسبت کرنے والا جو آپ کے منصب کے لائق نہ ہو یا آپ کے لئے کسی مضرت کی تمنا کرنے والا، یا آپ کی مقدس جناب میں کوئی ایسا کلام بولنے والا جس سے آپ کی شان میں استخفاف ہوتا ہو یا کسی آزمائش یا امتحان کی باتوں سے آپ کو عار دلانے والا بھی سلطانِ اسلام کے حکم سے

۱...... سنن ترمذی　کتاب الزہد　باب ماجاء فی فضل الفقر　۵۸/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی

۲...... القرآن الکریم　پارہ: ۲۶　سورۃ الفتح　آیت: ۹،۸

قتل کردیا جائے گا اور وہ مرتد قرار دیا جائے گا، اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی، اور اس مسئلہ میں علماء امصار اور سلف صالحین کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ایسا شخص کافر قرار دے کر قتل کردیا جائے گا، محمد بن سحنون علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بدزبانی کرنے والا، اور آپ کی تنقیص کرنے والا کافر ہے اور جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور توہین رسالت کرنے والے کی دنیا میں یہ سزا ہے کہ وہ قتل کردیا جائے گا۔(۱)

اسی طرح حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلقین یعنی آپ کے اصحاب، آپ کے اہل بیت، آپ کی ازواج مطہرات وغیرہ کو گالی دینے والے کے بارے میں فرمایا ہے کہ

''حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اہل بیت اور آپ کی ازواج مطہرات اور آپ کے اصحاب کو گالی دینا، یا ان کی شان میں تنقیص کرنا حرام ہے اور ایسا کرنے والا ملعون ہے''۔(۲)

یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس قدر ادب واحترام کرتے تھے، اور آپ کی مقدس بارگاہ میں اتنی تعظیم وتکریم کا مظاہرہ کرتے تھے کہ حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالی عنہ جب کہ مسلمان نہیں ہوئے تھے اور کفار مکہ کے نمائندہ بن کر میدان حدیبیہ میں گئے تھے تو وہاں سے واپس آ کر انہوں نے کفار کے مجمع میں علی الاعلان یہ کہا تھا کہ،

اے میری قوم! میں نے بادشاہ روم، قیصر، اور بادشاہ فارس کسریٰ، اور بادشاہ حبشہ نجاشی، سب کا دربار دیکھا ہے مگر خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کے درباریوں کو اپنے بادشاہ کی اتنی تعظیم کرتے نہیں دیکھا، جتنی تعظیم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کرتے ہیں۔(۳)

چنانچہ مندرجہ ذیل مثالوں سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضور ﷺ کے اصحاب کبار اپنے آقائے نامدار کے دربار میں کس قدر تعظیم وتکریم کے جذبات سے سرشار رہتے تھے۔

۱.....الشفاء الباب الاول فی بیان ماھو فی حقہ ملخصا ۱۳۴،۳۵/۲ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
۲.....الشفاء فصل فی سب آل بیتہ ۱۸۴،۸۵/۲ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
۳.....صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد ۳۸۰/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی

سر پر چڑیاں

حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضرین مجلس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مقدسہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ

جس وقت آپ کلام فرماتے تھے تو آپ کی مجلس میں بیٹھنے والے صحابہ کرام اس طرح سر جھکا کر خاموش اور سکون کے ساتھ بیٹھے رہا کرتے تھے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں، جس وقت آپ خاموش ہو جاتے تو صحابہ کرام گفتگو کرتے اور کبھی آپ کے سامنے کلام میں تنازعہ نہیں کرتے اور جو آپ کے سامنے کلام کرتا آپ توجہ کے ساتھ اس کے کلام کو سنتے رہتے یہاں تک کہ وہ خاموش ہو جاتا۔(۱)

حضرت عمرو بن العاص کے تین دور

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بستر موت پر اپنے صاحبزادے سے اپنی زندگی کے تین دور کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری پہلی حالت یہ تھی کہ میں کفر کی حالت میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانی دشمن تھا اگر میں اس حالت میں مر جاتا تو یقیناً میں دوزخی ہوتا۔ دوسری حالت مسلمان ہونے کے بعد تھی، کہ کوئی شخص میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبوب نہیں تھا، اور میری آنکھوں میں آپ سے زیادہ عظمت وجلالت والا کوئی بھی نہ تھا، اور میں آپ کی ہیبت کی وجہ سے آپ کی طرف نظر بھر کر دیکھ نہیں سکتا تھا یہی وجہ ہے کہ اگر مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ دریافت کیا جائے تو میں اچھی طرح بیان نہیں کر سکتا، اگر میں اس حال پر مر گیا تو مجھے امید ہے کہ میں اہل جنت میں سے ہوتا، تیسری حالت میری گورنری اور حکومت کی تھی جس میں مجھے اپنا حال معلوم نہیں۔(۲)

کون بڑا؟

امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت قباث بن آشیم سے پوچھا کہ تم

۱.....شمائل ترمذی باب ما جاء فی خلق النبی ﷺ ص:۲۵

۲.....صحیح مسلم کتاب الایمان باب کون الاسلام یہدم ما قبلہ [illegible] قدیمی کتب خانہ کراچی

بڑے ہو، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ انہوں نے کہا کہ بڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں مگر میری پیدائش حضور سے پہلے ہوئی ہے۔(۱)

حضرت براء کا ادب

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ دریافت کرنے کا ارادہ رکھتا تھا، مگر کمال ادب اور آپ کی ہیبت سے برسوں دریافت نہیں کر سکتا تھا۔(۲)

آثارِ شریفہ کی تعظیم

حضور اقدس ﷺ کی ذات مقدسہ کے ادب و احترام کو حضرات صحابہ کرام اپنے ایمان کی جان سمجھتے تھے بلکہ وہ چیزیں کہ جن کو آپ کی ذات والا سے کچھ تعلق وانتساب ہوان کی تعظیم وتوقیر کو بھی اپنے لئے لازم الایمان جانتے تھے اسی طرح تابعین اور دوسرے سلف صالحین بھی آپ کے تبرکات کا بے حد احترام اور ان کا اعزاز واکرام کرتے تھے اس کی چند مثالیں ہم ذیل میں تحریر کرتے ہیں جو اہل ایمان کے لئے نہایت ہی عبرت خیز ونصیحت آموز ہیں۔

(۱)......حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند مقدس بال سلے ہوئے تھے کسی جنگ میں ان کی ٹوپی سر سے گر پڑی، تو آپ نے اتنا زبردست حملہ کر دیا کہ بہت سے مجاہدین شہید ہو گئے، آپ کے لشکر والوں نے ایک ٹوپی کے لئے اتنے شدید حملہ کو پسند نہیں کیا، لوگوں کا طعنہ سن کر آپ نے فرمایا میں نے ٹوپی کے لئے یہ حملہ نہیں کیا تھا، بلکہ میرے اس حملہ کی یہ وجہ تھی کہ میری اس ٹوپی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک ہیں مجھے یہ اندیشہ ہو گیا کہ میں ان کی برکتوں سے کہیں محروم نہ ہو جاؤں، اور یہ کفار کے ہاتھوں میں نہ پہنچ جائیں اس لئے میں نے اپنی جان پر کھیل کر اس ٹوپی کو اٹھا کر ہی دم لیا۔(۳)

(۲)......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر شریف پر جس

۱......سنن ترمذی　کتاب المناقب　باب ماجاء فی میلاد النبی ﷺ　۲۰۲/۲　قدیمی کتب خانہ کراچی

۲......الشفاء　فصل فی عادۃ الصحابۃ فی تعظیمہ　۲۶/۲　مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

۳......الشفاء　فصل ومن اعظامہ واکبارہ　۳۶/۲　مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

......مجمع الزوائد　۳۴۹/۹　دارالکتب العربی بیروت

......مستدرک للحاکم　۲۲۶/۳　دارالفکر بیروت

جگہ آپ بیٹھے تھے، خاص اس جگہ پر اپنا ہاتھ پھرا کر اپنے چہرے پر مسح کیا کرتے تھے۔(۱)

(۳)......حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صحابی اور مسجد حرام کے موذن ہیں ان کے سر کے اگلے حصہ میں بالوں کا ایک جوڑا تھا، جب وہ زمین پر بیٹھتے اور اس جوڑے کو کھول دیتے تو بال زمین سے لگ جاتے تھے کسی نے ان سے کہا کہ آپ ان بالوں کو مونڈواتے کیوں نہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ میں ان بالوں کو منڈوا نہیں سکتا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ان بالوں کو اپنے دست مبارک سے مسح فرما دیا ہے۔(۲)

(۴)......حضرت ثابت بن بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت انس بن مالک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمائش کی کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس بال ہے میں جب مر جاؤں تو تم اس کو میری زبان کے نیچے رکھ دینا، چنانچہ میں نے ان کی وصیت کے مطابق ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور وہ اسی حالت میں دفن ہوئے۔(۳)

اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی خلیفہ عادل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند موئے مبارک اور ناخن دکھا کر لوگوں سے وصیت فرمائی کہ ان تبرکات کو آپ لوگ میرے کفن میں رکھ دیں، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔(۴)

(۵)......حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ کو چند گھوڑے عنایت فرمائے تو میں نے عرض کیا کہ ایک گھوڑا آپ اپنی سواری کے لئے رکھ لیجئے، تو آپ نے فرمایا کہ مجھ کو بڑی شرم آتی ہے کہ جس شہر کی زمین میں حضور اکرم ﷺ آرام فرما رہے ہیں اس شہر کی زمین کو میں اپنی سواری کے جانور کی کھروں سے روندواؤں (چنانچہ امام مالک اپنی زندگی بھر مدینہ ہی میں رہے مگر کبھی کسی سواری پر مدینہ منورہ میں سوار نہیں ہوئے)(۵)

(۶)......حضرت احمد بن فضلویہ جن کا لقب ''زاہد'' ہے، یہ بہت بڑے مجاہد تھے، اور تیر اندازی

۱......الشفاء	فصل ومن اعظامہ واکبارہ	۳۶/۲	مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
......دلائل النبوۃ للبیہقی		۲۴۹/۲	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۲......الشفاء	فصل ومن اعظامہ واکبارہ	۳۶/۲	مکتبہ روضۃ القرآن پشاور
۳......الاصابۃ	باب انس بن مالک بن النضر	۲۷۶/۱	
۴......طبقات ابن سعد	عمر بن عبدالعزیز	۳۱۸/۵	
۵......الشفاء	فصل ومن اعظامہ واکبارہ	۳۶/۲	مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

میں بہت ہی باکمال تھے، ان کا بیان ہے کہ جب سے مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے کمان بھی اٹھائی ہے اس وقت سے میں کمان کا اتنا ادب واحترام کرتا ہوں کہ بلا وضو کسی کمان کو ہاتھ نہیں لگاتا۔(۱)

(۷)......حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کسی نے یہ کہہ دیا کہ "مدینہ کی مٹی خراب ہے" یہ سن کر حضرت امام موصوف نے یہ فتویٰ دیا کہ اس گستاخ کو تیس درے لگائے جائیں اور اس کو قید میں ڈال دیا جائے اور یہ بھی فرمایا کہ اس شخص کو قتل کر دینے کی ضرورت ہے جو یہ کہے کہ مدینہ کی مٹی اچھی نہیں ہے۔(۲)

(۸)......ایک دن سقیفہ بنی ساعدہ میں حضور ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ رونق افروز تھے آپ نے حضرت سہل بن سعد سے فرمایا کہ ہمیں پانی پلاؤ، چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک پیالہ میں آپ کو پانی پلایا، حضرت ابوحازم کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضرت سہل بن سعد کے یہاں مہمان ہوئے تو انہوں نے وہی پیالہ ہمارے واسطے نکالا، اور برکت حاصل کرنے کے لئے ہم لوگوں نے اسی پیالے میں پانی پیا، اس پیالہ کو حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی خلیفہ عادل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سہل بن سعد سے مانگ کر اپنے پاس رکھ لیا۔(۳)

(۹)......جب بنوحنیفہ کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو اس وفد میں حضرت سیار بن طلق یمامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے اپنے پیراہن شریف کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایئے میں اس سے اپنا دل بہلایا کروں گا، حضور نے ان کی درخواست منظور فرما کر ان کو پیراہن شریف کا ایک ٹکڑا دے دیا ان کے پوتے محمد بن جابر کا بیان ہے کہ میرے والد کہتے تھے کہ وہ مقدس ٹکڑا برسہا برس ہمارے پاس تھا، اور ہم اس کو دھو کر بغرض شفاء بیماروں کو پلایا کرتے تھے۔(۴)

۱......الشفاء ــ فصل ومن اعظامہ واکبارہ ــ ۳۶/۲ ــ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

۲......الشفاء ــ فصل ومن اعظامہ واکبارہ ــ ۳۶/۲ ــ مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

۳......صحیح مسلم ــ کتاب الاشربۃ ــ باب اباحۃ النبیذ الذی...... ــ ۱۶۹/۲ ــ قدیمی کتب خانہ کراچی

......صحیح بخاری ــ کتاب الاشربۃ ــ رقم الحدیث:۵۲۰۶

۴......الاصابۃ ــ باب سیار بن طلق الیمامی ــ ۱۹۴/۳

(۱۰)......مشک کا منہ کاٹ لیا

ایک صحابیہ حضرت کبشہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے اوران کی مشک کے منہ سے آپ نے اپنا منہ لگا کر پانی نوش فرمالیا، تو حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس مشک کا منہ کاٹ کر تبرکا اپنے پاس رکھ لیا۔(۱)

(۱۱)......حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس تلوار ''ذوالفقار'' حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھی، جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وہ مدینہ منورہ واپس آئے تو حضرت مسور بن مخرمہ صحابی نے ان سے کہا مجھے یہ خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ بنوامیہ آپ سے اس تلوار کو چھین لیں گے اس لئے آپ مجھے وہ تلوار دے دیجئے جب تک میرے جسم میں جان ہے کوئی اس کو مجھ سے نہیں چھین سکتا۔(۲)

(۶)......مدحِ رسول ﷺ

ہر امتی پر یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ہے جس کو ادا کرنا امت پر لازم ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وثنا کا ہمیشہ اعلان وچرچا کرتے رہیں اوران کے فضائل وکمالات کو علی الاعلان بیان کرتے رہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل ومحاسن کا ذکر جمیل رب العالمین جل جلالہ، اور تمام انبیاء ومرسلین کا مقدس طریقہ ہے، حضرت حق جل مجدہ نے قرآن کریم کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وثنا کے قسم قسم کے گلہائے رنگارنگ کا ایک حسین گلدستہ بنا کر نازل فرمایا ہے اور پورے قرآن میں آپ کی مقدس نعت وصفات کی آیات بینات اس طرح چمک چمک کر جگمگا رہی ہیں جس طرح آسمان پر ستاروں کی برات اپنی تجلیات کو نور بکھیرتی رہتی ہے اور انبیاء سابقین کی مقدس آسمانی کتابیں بھی اعلان کررہی ہیں کہ ہر نبی ورسول، اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وثنا کا نقیب اوران کے محامد ومحاسن کا خطیب بن کر عمر بھر فضائل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل وکمال اوران کے جاہ وجلال کا ڈنکا بجاتا رہا، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کے مقدس دور میں ہزاروں اصحاب کبار ہر کوچہ وبازار اور

۱......سنن ابن ماجہ، کتاب الاشربۃ، باب الشرب قائما، ص:۲۵۳، قدیمی کتب خانہ کراچی
......سنن ترمذی، کتاب الاشربۃ، رقم الحدیث:۱۸۱۳
۲......صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، باب ما ذکر من درع النبی [illegible]، قدیمی کتب خانہ کراچی

میدانِ کارزار میں نعت رسول کے نغموں سے انقلاب عظیم برپا کر کے ایسے ایسے عظیم شاہکار عالم وجود میں لائے کہ کائنات ہستی میں ہدایت کی نسیم بہار سے ہزاروں گلزار نمودار ہو گئے اور دورِ صحابہ سے آج تک پیارے رسول کے خوش نصیب مداحواں نے نظم ونثر میں نعت پاک کا جتنا بڑا ذخیرہ جمع کر دیا ہے کہ اگر ان کا شمار کیا جائے تو دفتروں کے اوراق تو کیا روئے زمین کی وسعت بھی ان کی تالاب نہ لا سکے گی۔

حضرت حسان بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن رواحہ، کعب بن زہیر وغیرہ صحابہء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دربار نبوت کا شاعر ہونے کی حیثیت سے ایسی ایسی نعت پاک کی مثالیں پیش کیں کہ آج تک بڑے سے بڑے باکمال شعراء ان کو سن کر سر دھنتے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وثنا کا چرچا نظم ونثر میں اسی شان سے ہوتا ہی رہے گا۔

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

(۷)......درود شریف

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھتا رہے چنانچہ خالق کائنات جل جلالہ کا حکم ہے کہ

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا(۱)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے مومنو! تم بھی ان پر درود بھیجتے رہو اور ان پر سلام بھیجتے رہو، جیسا کہ سلام بھیجنے کا حق ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود شریف بھیجتا ہے۔(۲)

۱......القرآن الکریم پارہ:۲۲ سورۃ الاحزاب آیت:۵۶
۲......صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب الصلوۃ علی النبی ﷺ ۱/۱۷۵ قدیمی کتب خانہ کراچی
......سنن ترمذی کتاب الصلوۃ رقم الحدیث:۴۴۷
......سنن نسائی کتاب السہو رقم الحدیث:۱۲۷۹
......سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ رقم الحدیث:۱۳۰۷
......مسند امام احمد باقی مسند المکثرین رقم الحدیث:[illegible]

اللہ اکبر! شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ محبوبیت کا کیا کہنا، ایک حقیر و ذلیل بندہ خدا کے پیغمبر جمیل کی بارگاہ عظمت میں درود شریف کا ہدیہ بھیجتا ہے، تو خداوند جلیل اس کے بدلے میں دس رحمتیں اس بندے پر نازل فرماتا ہے۔

درود شریف کے فضائل و فوائد بہت زیادہ ہیں یہاں بہ نظر اختصار ہم نے اس کا ذکر نہیں کیا، خداوند کریم ہم تمام مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(۸)......قبر انور کی زیارت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مقدسہ کی زیارت سنت موکدہ قریب واجب ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔(۱)

اور اگر یہ لوگ جس وقت کہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں آپ کے پاس آجاتے اور خدا سے بخشش مانگتے اور رسول ان کے لئے بخشش کی دعا فرماتے تو یہ لوگ خدا کو بہت زیادہ بخشنے والا مہربان پاتے۔

اس آیت میں گناہگاروں کے گناہ کی بخشش کے لئے ارحم الراحمین نے تین شرطیں لگائی ہیں اول......دربار رسول میں حاضری۔ دوم......استغفار۔ سوم......رسول کی دعائے مغفرت

اور یہ حکم حضور ﷺ کی ظاہری دنیاوی حیات ہی تک محدود نہیں بلکہ روضہ اقدس میں حاضری بھی یقیناً دربار رسول ہی میں حاضری ہے اسی لئے علماء کرام نے تصریح فرمادی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار کا یہ فیض آپ کی وفات اقدس سے منقطع نہیں ہوا ہے اس لئے جو گناہگار قبر انور کے پاس حاضر ہو جائے اور وہاں خدا سے استغفار کرے اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنی قبر انور میں اپنی امت کے لئے استغفار فرماتے ہی رہتے ہیں لہذا اس گناہگار کے لئے مغفرت کی تینوں شرطیں پائی گئیں اسی لئے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی ضرور مغفرت ہو جائے گی۔

یہی وجہ ہے کہ چاروں مذاہب کے علماء کرام نے مناسک حج و زیارت کی کتابوں میں یہ تحریر فرمایا

۱......القرآن الکریم، پ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴

ہے کہ جو شخص بھی روضہ منورہ پر حاضری دے اس کے لئے مستحب ہے کہ اس آیت کو پڑھے اور پھر خدا سے اپنی مغفرت کی دعا مانگے۔

مذکورہ آیات مبارکہ کے علاوہ بہت سی حدیثیں بھی روضہ منورہ کی زیارت کے فضائل میں وارد ہوئی ہیں جن کو علامہ سمہودی نے اپنی کتاب ''وفاء الوفا'' اور دوسرے مستند سلف صالحین علماء دین نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل فرمایا ہے ہم یہاں مثال کے طور پر صرف تین چیزیں بیان کرتے ہیں۔

(۱)......مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ۔(۱)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(۲)......مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ۔(۲)

جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

(۳)......مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَمَاتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَمَنْ مَّاتَ بِاَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بُعِثَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔(۳)

جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس نے گویا میری حیات میں میری زیارت کی اور جو حرمین شریفین میں سے ایک میں مرگیا وہ قیامت کے دن امن والوں کی جماعت میں اٹھایا جائے گا۔

اسی لئے صحابہ کرام کے مقدس زمانے سے لے کر آج تک تمام دنیا کے مسلمان قبر منور کی زیارت کرتے اور آپ کی مقدس جناب میں توسل اور استغاثہ کرتے رہے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک یہ مبارک سلسلہ جاری رہے گا۔

چنانچہ حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وفات اقدس کے تین

۱......سنن دار قطنی، کتاب الحج، باب المواقیت (حدیث:۲۶۶۹)، ۲/۳۵۱

......مجمع الزوائد، ۴/۲، دار الکتب العربی بیروت

......الشفاء، القسم الثانی، فصل فی حکم زیارۃ قبرہ ﷺ، ۲/۵۴، مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

۲......الکامل فی ضعفاء الرجال، النعمان بن شبلی الباہلی المصری، ۸/۲۴۸

۳......سنن دار قطنی، کتاب الحج، باب المواقیت (حدیث:۲۶۶۸)، ۲/۳۵۱

......الشفاء، القسم الثانی، فصل فی حکم زیارۃ قبرہ ﷺ، ۲/۵۴، مکتبہ روضۃ القرآن پشاور

......الترغیب والترہیب، کتاب الحج، باب فی ... فضل ..., ۲/۱۴۲، دار الکتب العلمیہ بیروت

دن بعد ایک اعرابی مسلمان آیا اور قبر انور پر گر کر لیٹ گیا، پھر کچھ مٹی اپنے سر پر ڈال کر یوں عرض کرنے لگا کہ۔

''یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نے جو کچھ فرمایا ہم اس پر ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن نازل فرمایا، جس میں اس نے ارشاد فرمایا ہے کہ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ الخ تو یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے اپنی جان پر (گناہ) کر کے ظلم کیا ہے اس لئے میں آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ آپ میرے حق میں مغفرت کی دعا فرمائیں اعرابی کی اس فریاد کے جواب میں قبر انور سے آواز آئی کہ ''اے اعرابی! تو بخش دیا گیا''۔(۱)

ضروری تنبیہ

ناظرین کرام یہ سن کر حیران ہوں گے کہ میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ گنبد خضرا کے اندر مواجہہ اقدس اور اس کے قریب مسجد نبوی کی دیواروں پر قبر انور کی زیارت کے فضائل کے بارے میں جو حدیثیں کندہ کی ہوئی تھیں نجدی حکومت نے ان حدیثوں پر مسالہ لگوا کر ان کو مٹانے کی کوشش کی ہے اگر چہ اب بھی اس کے بعض حروف ظاہر ہیں، اسی طرح مسجد نبوی کے گنبدوں کے اندرونی حصہ میں قصیدہء بردہ شریفہ کے جن اشعار میں توسل اور استغاثہ کے مضامین تھے۔ ان سب کو مٹا دیا گیا ہے باقی اشعار باقی گنبدوں پر اس وقت تک باقی تھے میں نے جو کچھ دیکھا ہے وہ جولائی ۱۹۵۹ء کا واقعہ ہے اس کے بعد وہاں کیا تبدیلی ہوئی؟ اس کا حال نئے حجاج کرام سے دریافت کرنا چاہئے۔

ابن تیمیہ کا فتویٰ

بعض لوگ انبیاء کرام اور اولیاء و شہداء کے مزاروں کی طرف سفر کرنے کو حرام و ناجائز بتاتے ہیں چنانچہ وہابیوں کے مورث اعلیٰ ابن تیمیہ نے تو کھلے الفاظ میں یہ فتویٰ دیدیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارکہ کے قصد سے سفر کرنا گناہ ہے اس لئے اس سفر میں نمازوں کے اندر قصر جائز نہیں۔ (معاذ اللہ)

ابن تیمیہ کے اس فتویٰ سے شام و مصر میں بہت بڑا فتنہ برپا ہوگیا چنانچہ شامیوں نے ابن تیمیہ کے بارے میں علماء حق سے استفتاء طلب کیا، اور علامہ برہان بن الفرکاح فزاری نے تقریباً چالیس سطروں

۱۔۔۔۔وفاء الوفاء [illegible] الفصل الثانی [illegible] داراحیاء التراث العربی بیروت

میں فتویٰ لکھ کر ابن تیمیہ کو "کافر" بتایا اور علامہ شہاب بن جہبل نے اس فتویٰ پر اپنی مہر تصدیق لگائی، پھر مصر میں یہی فتویٰ حنفی شافعی، مالکی، حنبلی چاروں مذاہب کے قاضیوں کے سامنے پیش کیا چنانچہ علامہ بدر بن جماعہ شافعی نے اس پر یہ فیصلہ تحریر فرمایا کہ ابن تیمیہ کو ایسے فتویٰ باطلہ سے بزجر و توبیخ منع کیا جائے اگر باز نہ آئے تو اس کو قید کر دیا جائے اور محمد بن الجریری حنفی نے یہ حکم دیا کہ اسی وقت بلا کسی شرط کے اس کو قید کر دیا جائے اور محمد بن ابی بکر مالکی نے یہ حکم دیا کہ اس کو اس قسم کی زجر و توبیخ کی جائے کہ وہ ایسے مفاسد سے باز آجائے، اور احمد بن عمر مقدسی حنبلی نے بھی ایسا ہی حکم لکھا نتیجہ یہ ہوا کہ ابن تیمیہ شعبان ٧٢٦ھ میں دمشق کے قلعہ کے اندر قید کیا گیا اور جیل خانہ ہی میں وہ ٢٠/ ذوالقعدہ ٧٢٨ھ کو اس دنیا سے رخصت ہوا، مواخذہ اخروی ابھی باقی ہے۔(١)

حدیث لاتشد الرحال

ابن تیمیہ اور اس کی معنوی اولاد یعنی فرقۂ وہابیہ قبر انور کی زیارت سے منع کرنے کے لئے بخاری شریف کی اس حدیث کو بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُوْلِ وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰی۔(٢)

کجاوے نہ باندھے جائیں مگر تین ہی مسجدوں یعنی مسجد حرام و مسجد رسول و مسجد اقصیٰ کی طرف!

اس حدیث کا سیدھا سادہ مطلب جس کو تمام شراح حدیث نے سمجھا ہے یہی ہے کہ تمام دنیا میں تین ہی مسجدیں یعنی مسجد حرام، مسجد رسول، مسجد اقصیٰ ایسی مساجد ہیں جن کو تمام دنیا کی مسجدوں پر اجر و ثواب کے معاملہ میں ایک خاص فضیلت حاصل ہے، لہٰذا ان تین مسجدوں کی طرف کجاوے باندھ کر دور دور سے سفر کر کے جانا چاہیے لیکن ان تین مسجدوں کے سوا چونکہ دنیا بھر کی تمام مسجدیں اجر و ثواب کے معاملہ میں برابر ہیں اس لئے ان تین مسجدوں کے سوا کسی دوسری مسجد کی طرف کجاوے باندھ کر دور

١......سیرت رسول عربی باب امت پر آنحضرت کے حقوق کا بیان ص:٥٠٥ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
٢......صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب فضل الصلوۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ ١/١٥٨ قدیمی کتب خانہ کراچی
......سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیہا رقم الحدیث:١٤٠٠
......مسند امام احمد مسند ابی سعید الخدری رقم الحدیث:١٠٩٨

دور سے سفر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس حدیث کو مشاہدہ مقابر کی طرف سفر کرنے یا نہ کرنے سے کوئی تعلق نہیں ہے!

اگر اس بات کو عالموں کی زبان میں سمجھنا ہو تو یوں سمجھئے کہ اس حدیث میں "اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ" مستثنیٰ مفرغ ہے اور "مستثنیٰ مفرغ" میں "مستثنیٰ منہ" ہمیشہ وہی مقدر مانا جائیگا جو مستثنیٰ کی نوع ہو مثلاً "مَاجَاءَنِیْ اِلَّا زَیْدٌ" میں لفظ جِسْمٌ یا حَیَوَانٌ کو "مستثنیٰ منہ" مقدر نہیں مانا جائے گا اور اس عبارت کا مطلب "مَاجَاءَنِیْ جِسْمٌ اِلَّا زَیْدٌ یامَاجَاءَنِیْ حَیَوَانٌ اِلَّا زَیْدٌ" نہیں مانا جائے گا بلکہ اس کا مطلب یہی مانا جائے گا کہ مَاجَاءَنِیْ رَجُلٌ اِلَّا زَیْدٌ تو اس حدیث میں بھی "مستثنیٰ منہ" بجز لفظ "مَسْجِدٌ" اور کوئی دوسرا ہو ہی نہیں سکتا، لہٰذا حدیث کی اصل عبارت یہ ہوئی کہ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلٰی مَسْجِدٍ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ، یعنی تین مسجدوں کے سوا کسی دوسری مسجد کی طرف کجاوے نہ باندھے جائیں۔

چنانچہ اس حدیث کی بعض روایات میں یہ لفظ آیا بھی ہے مثلاً ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ،

لَا یَنْبَغِیْ للمطی اَنْ تُشَدَّ رِحَالَهٗ اِلٰی مَسْجِدٍ یَبْتَغِیْ فِیْهِ الصَّلٰوةَ غَیْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ هٰذَا۔(۱)

یعنی سواریوں پر کجاوے کسی مسجد کی طرف بقصد نماز نہ باندھے جائیں سوائے مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور میری اس مسجد کے

ملاحظہ فرمائیے کہ اس حدیث میں "مستثنیٰ منہ" ذکر کر دیا گیا ہے اور وہ "اِلٰی مَسْجِدٍ" ہے۔ بہر حال وہابیہ خَذَلَهُمُ اللّٰهُ نے عداوت رسول میں اس حدیث کا مطلب بیان کرنے میں اتنی بڑی جہالت کا ثبوت دیا ہے کہ قیامت تک تمام اہل علم ان کی اس جہالت پر ماتم کرتے رہیں گے

بارگاہِ خداوندی میں رسول کا وسیلہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنا کر دعا مانگنا جائز بلکہ مستحب ہے اسی کو توسل واستغاثہ وتشفع وغیرہ مختلف الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کے دربار میں وسیلہ بنانا یہ حضرات انبیاء مرسلین کی سنت اور سلف صالحین کا مقدس طریقہ ہے، اور یہ توسل حضور صلی اللہ

۱.....عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب فضل الصلوٰۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ ۵/۶۶، ۵۶۳

علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریفہ سے پہلے آپ کی ظاہری حیات میں اور آپ کی وفات اقدس کے بعد تینوں حالتوں میں ثابت ہے چنانچہ ہم یہاں تینوں حالتوں میں آپ سے توسل کرنے کی چند مثالیں نہایت ہی اختصار کے طور پر ذکر کرتے ہیں۔

(۱)......ولادت سے قبل توسّل

روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا میں آکر باری تعالیٰ سے یوں دعا مانگی کہ "یَـا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ " اے میرے پروردگار میں تجھ سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف فرمادے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم! تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کس طرح پہچانا حالانکہ میں نے ابھی تک ان کو پیدا بھی نہیں فرمایا، حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! جب تو نے مجھے پیدا فرما کر میرے بدن میں روح پھونکی تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا کہ عرش مجید کے پایوں پر " لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" لکھا ہوا ہے اس سے میں نے سمجھ لیا کہ تو نے جس کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا کر عرش پر تحریر کرایا ہے وہ یقیناً تیرا سب سے بڑا محبوب ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم! علیہ السلام بے شک تم نے سچ کہا وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہیں چونکہ تم نے ان کو میرے دربار میں وسیلہ بنایا ہے اس لئے میں نے تم کو معاف کر دیا اور سن لو کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔(۱)

(۲)......ظاہری حیاتِ اقدس میں توسّل

حضرات صحابہ کرام آپ کی مقدس مجالس میں حاضر ہو کر جس طرح اپنی دین و دنیا کی تمام حاجتیں طلب فرماتے تھے اسی طرح اپنی دعاؤں میں آپ کو وسیلہ بھی بنایا کرتے تھے بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض صحابہ کو یہ تعلیم دی کہ وہ اپنی دعاؤں میں رسول کی مقدس ذات کو خداوند تعالیٰ کے دربار میں وسیلہ بنائیں چنانچہ ''معجزات'' کے ذکر میں آپ ایک نابینا کے بارے میں یہ حدیث پڑھ چکے کہ ''ایک نابینا بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیں کہ وہ مجھے

۱......الخصائص الکبریٰ ۳۶،۳۷/۱ شبیر برادرز لاہور

......تفسیر روح البیان

عافیت بخشے آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں دعا کر دیتا ہوں اور اگر تو چاہے تو صبر کر، صبر تیرے حق میں اچھا ہے جب اس نے دعا کے لئے اصرار کیا تو آپ نے اس کو حکم دیا کہ تم اچھی طرح وضو کر کے یوں دعا مانگو کہ۔"

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ۔(۱)

ترجمہ: یا اللہ میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی، نبی رحمت کا وسیلہ پیش کرتا ہوں یا محمد! میں نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آپ کا وسیلہ پیش کیا ہے، اپنی اس ضرورت میں تاکہ وہ پوری ہو جائے، یا اللہ تو میرے حق میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔

اس حدیث کو ترمذی و نسائی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے فرمایا کہ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ اور امام بیہقی و طبرانی نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے مگر امام بیہقی نے اتنا اور کہا ہے کہ اس نابینا نے ایسا کیا اور اس کی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔

دعاءِ نبوی کا وسیلہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب انتقال ہوا، اور ان کی قبر تیار ہو گئی تو خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کی قبر کی لحد کھودی پھر اس قبر میں لیٹ کر آپ نے یوں دعا فرمائی کہ۔

یا اللہ! میری ماں (چچی) فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس پر اس کی قبر کو کشادہ فرما دے، بوسیلہ اپنے نبی کے اور ان نبیوں کے وسیلہ سے جو مجھ سے پہلے ہوئے ہیں کیونکہ تو ارحم الراحمین ہے۔(۲)

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچپن میں ابوطالب کی کفالت میں تھے تو حضور کی یہ چچی یعنی ابوطالب کی بیوی فاطمہ بنت اسد آپ کا بڑا خیال رکھتی تھیں یہ اسی احسان کا بدلہ تھا کہ آپ نے ان کو اپنی

۱.....سنن ترمذی — کتاب الدعوات — باب فی دعاء الضیف ۲ر..... — قدیمی کتب خانہ کراچی
.....سنن ابن ماجہ — اقامۃ الصلوۃ والسنۃ — رقم الحدیث: ۱۳۷۵
.....مسند امام احمد — حدیث عثمان بن حنیف — ۱۰۶،۰۸/۲ — دار الفکر بیروت
۲.....وفاء الوفا — الفصل السادس القبور التی نزلہا — ۸۹۸،۹۹/۲ — داراحیاء التراث العربی بیروت

چادر مبارک کا کفن پہنایا اور خود اپنے دست رحمت سے انکی قبر کی لحد کھودی اور ان کی قبر میں کچھ دیر لیٹ کر دعا فرمائی۔

اللہ اکبر! واللہ! اس قبر میں قیامت تک رحمت کے پھولوں کی بارش ہوتی رہے گی جس قبر والے پر رحمۃ للعالمین کی رحمت کا اتنا بڑا اکرم ہوا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى نَبِيِّكَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ دَائِمًا اَبَدًا۔

(۳)......وفاتِ اقدس کے بعد توسّل

وفات اقدس کے بعد بھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی حاجتوں اور مصیبتوں کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی دعاؤں میں وسیلہ بنایا کرتے تھے بلکہ آپ کو پکار کر آپ سے استغاثہ کیا کرتے تھے۔

بارش کے لئے استغاثہ

حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قحط پڑ گیا تو حضرت بلال بن حارث صحابی رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی امت کے لئے بارش کی دعا فرمائیں، وہ ہلاک ہو رہی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں ان سے ارشاد فرمایا کہ تم حضرت عمر کے پاس جا کر میرا سلام کہو اور بشارت دے دو کہ بارش ہوگی اور یہ بھی کہہ دو کہ وہ نرمی اختیار کریں، اس شخص نے بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کر خبر کر دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو دیئے پھر کہا اے رب میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اسی چیز میں کہ جس سے میں عاجز ہوں۔(۱)

فتح کے لئے آپ کا وسیلہ

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت عبد اللہ بن قرط رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھ اپنا خط امیر لشکر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالی عنہ کے نام مقام ''یرموک'' میں بھیجا اور سلامتی کی دعا مانگی حضرت عبد اللہ بن قرط رضی اللہ تعالی عنہ جب مسجد نبوی سے باہر آئے تو ان کو خیال

۱......وفاء الوفاء، الفصل الثالث فی توسل الزائر وتشفعہ، ۱۳۸۴/۲، دار احیاء التراث العربی بیروت

آیا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی کہ میں نے روضۂ اقدس پر سلام نہیں عرض کیا، چنانچہ واپس جا کر جب قبر انور کے پاس سے حاضر ہوئے تو وہاں حضرت عائشہ، حضرت عباس وحضرت علی وحضرت امام حسن وحضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر تھے، حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان حضرات سے جنگ یرموک میں اسلام کی فتح کے لئے دعا کی درخواست کی، تو حضرت علی وحضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ہاتھ اٹھا کر یوں دعا مانگی کہ

''یااللہ! ہم اس نبی مصطفیٰ اور رسول مجتبیٰ کہ جن کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی دعا قبول ہوگئی، اور خدا نے ان کو معاف فرمادیا، ان ہی کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں کہ تو حضرت عبداللہ بن قرط پر اس کا راستہ آسان کردے، اور دور کو نزدیک کردے، اور اپنے نبی کے اصحاب کی مدد فرما کر ان کو فتح عطا فرمادے۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اب آپ جائیے، اللہ تعالیٰ حضرت عمر وعباس وعلی وحسن وحسین وازواج مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی دعا کو رد نہیں فرمائے گا، جب کہ ان لوگوں نے اس کی بارگاہ میں اس نبی کا وسیلہ پکڑا ہے جو اکرم الخلق ہیں۔(۱)

حضرت عمر کی دعاء میں وسیلہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ان کے دور خلافت میں قحط پڑ جاتا تھا تو وہ بارش کے لئے اس طرح دعا مانگا کرتے تھے کہ۔

یااللہ! ہم تیرے نبی کو وسیلہ بنا کر دعا مانگا کرتے تھے تو اس وقت تو ہم کو بارش دیا کرتا تھا، اب ہم تیرے دربار میں تیرے نبی کے چچا (حضرت عباس) کو وسیلہ بنا کر دعا کرتے ہیں لہٰذا تو ہم کو بارش عطا فرما۔(۲)

الغرض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، کے بعد تابعین وتبع تابعین اور دوسرے سلف صالحین نے ہمیشہ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی ذات اقدس سے توسل واستغاثہ کا سلسلہ جاری رکھا اور بحمدہٖ تعالیٰ

۱.....فتوح الشام　　باب جبلۃ بن الایہم　　۱/۶۹، ۱۶۷

۲.....صحیح بخاری　　کتاب الاستسقاء　　باب سؤال الناس الامام　　۱/۱۳۷　　قدیمی کتب خانہ کراچی

.....صحیح بخاری　　کتاب المناقب　　رقم الحدیث ...

اہل سنت و جماعت میں آج تک اس کا سلسلہ جاری ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک جاری رہے گا اس سلسلہ میں سینکڑوں ایمان افروز واقعات پیش نظر ہیں لیکن کتاب کے طویل ہو جانے کا خطرہ قلم پر کرفیو لگائے ہوئے ہے پھر بھی چند واقعات تحریر کرتا ہوں۔

حضور نے اَسّی دینار عطا فرمائے

مشہور حافظ الحدیث حضرت محمد بن منکدر (متوفی ۲۰۵ھ) کا بیان ہے کہ ایک شخص نے میرے والد کے پاس اسی دینار بطور امانت رکھے، اور یہ کہہ کر جہاد میں چلا گیا کہ میری واپسی تک اگر تمہیں اس کی ضرورت پڑے تو خود خرچ کر لینا، والد نے قحط سالی میں یہ رقم خرچ کر ڈالی، اس شخص نے جہاد سے واپس آ کر اپنی رقم کا مطالبہ کیا، والد نے اس سے وعدہ کر لیا کہ کل آنا اور رات مسجد نبوی میں گزاری کبھی قبر انور سے لپٹتے کبھی منبر اطہر سے چمٹتے اسی حال میں صبح کر دی، ابھی کچھ اندھیرا ہی تھا کہ ناگہاں ایک شخص نمودار ہوا وہ یہ کہہ رہا تھا کہ اے ابو محمد! یہ لو! والد نے ہاتھ بڑھایا، تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ایک تھیلی ہے جس میں اسی (۸۰) دینار ہیں، صبح کو والد نے وہی دینار اس شخص کو دے دیئے۔ (۱)

قبرِ انور سے روٹی ملی

مشہور بزرگ اور صوفی حضرت ابن جلاء رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ مدینہ منورہ میں داخل ہوا، اور فاقہ سے تھا میں نے قبر انور پر حاضر ہو کر عرض کیا، کہ یا رسول اللہ! (ﷺ) میں آپ کا مہمان ہوں اتنا عرض کر کے میں سو گیا، خواب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی آدھی میں نے کھالی، جب آنکھ کھلی تو آدھی روٹی میرے ہاتھ میں تھی۔ (۲)

امام طبرانی کو کیسے کھانا ملا؟

امام ابوبکر مقری لکھتے ہیں کہ میں اور امام طبرانی اور ابوشیخ تینوں حرم نبوی میں فاقہ سے تھے جب عشاء کا وقت آیا تو میں نے قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "ہم لوگ بھوکے ہیں" یہ عرض کر کے میں لوٹ آیا، امام ابوالقاسم طبرانی نے مجھ سے کہا کہ بیٹھو رزق

۱۔ وفاء الوفاء الفصل الثالث باب فی التوسل الزائر ۲/۱۳۸۰،۸۱ داراحیاء التراث العربی بیروت
۲۔ وفاء الوفاء الفصل الثالث باب فی التوسل الزائر ۲/۱۳۸۰،۸۱ داراحیاء التراث العربی بیروت

آئے گا، یا موت، ابوبکر مقری کا بیان ہے کہ میں اور ابوالشیخ تو سو گئے مگر طبرانی بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک علوی نے آ کر دروازہ کھٹکھٹایا، ہم نے کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے ساتھ دو غلام ہیں، جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ٹوکری ہے جو قسم قسم کے کھانوں سے بھری ہوئی ہے، ہم لوگوں نے بیٹھ کر کھایا اور خیال کیا کہ بچے ہوئے کھانے کو غلام لے لے گا مگر وہ باقی کھانا بھی ہمارے پاس چھوڑ کر چلا گیا، جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو علوی نے ہم سے کہا کہ کیا تم نے حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فریاد کی تھی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں مجھے حکم دیا کہ میں تمہارے پاس کچھ کھانا لے جاؤں۔(۱)

ایک ظالم پر فالج گرا

ایک شخص نے روضہ اقدس کے پاس نماز فجر کے لئے اذان دی اور جونہی اس نے " اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ " کہا، خدام مسجد میں سے ایک شخص نے اٹھ کر اس کو ایک تھپڑ مارا، اس شخص نے رو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے حضور میں میرے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے؟ اسی وقت اس خادم پر فالج گرا، اسے وہاں سے اٹھا کر لے گئے اور تین دن کے بعد مر گیا۔(۲)

الغرض حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام سے توسل اور استغاثہ جائز بلکہ مستحسن ہے یہی وجہ ہے کہ لاکھوں علماء ربانیین، واولیاء کاملین ہر دور میں بزرگان دین سے نظم ونثر میں توسل واستغاثہ کرتے رہے ہیں اور یہی اہل سنت وجماعت کا مقدس مذہب ہے۔

حضرت امام اعظم کا استغاثہ

اگر ہم اس کی مثالیں تحریر کریں تو کتاب بہت طویل ہو جائے گی، مثال کے طور پر ہم صرف امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصیدہ میں سے تین اشعار تبرکاً نقل کرتے ہیں جن میں حضرت امام موصوف نے کس طرح دربار رسالت میں اپنا استغاثہ پیش کیا ہے اس کو بہ نگاہ عبرت دیکھئے، اور انہی اشعار پر ہم اپنی کتاب کو ختم کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

۱......وفاء الوفاء الفصل الثالث باب فی التوسل الزائر ۱۳۸۰،۸۱/۲ دار احیاء التراث العربی بیروت

۲......وفاء الوفاء الفصل الثالث باب فی التوسل الزائر ۱۳۸۱/۲ دار احیاء التراث العربی بیروت

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا!!
اَرْجُوْا رِضَاكَ وَاحْتَمِیْ بِحِمَاكَ

ترجمہ: اے سید السادات! میں آپ کے پاس قصد کر کے آیا ہوں، میں آپ کی خوشنودی کا امیدوار ہوں، اور آپ کی پناہ گاہ میں پناہ گزین ہوں۔

اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ امْرَءٌ
كُلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاكَ

ترجمہ: آپ کی وہ ذات ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی آدمی پیدا نہ کیا جاتا، اور نہ کوئی مخلوقِ عالم وجود میں آتی۔

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ
لِاَبِیْ حَنِيْفَةَ فِی الْاَنَامِ سِوَاكَ

ترجمہ: آپ کے جود و کرم کا امیدوار ہوں، آپ کے سوا تمام مخلوق میں ابوحنیفہ کا کوئی سہارا نہیں!(قصیدہ نعمانیہ)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَاَكْرَمُ الصَّلٰوةِ وَاَفْضَلُ السَّلَامِ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ وَعَلٰی اَهْلِ طَاعَتِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِهٖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۔ اٰمِيْنَ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ۔

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

سوالات

(اکیسواں باب)

سوال نمبر 1......امت پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے کون کونسے حقوق ہیں جن ک وادا کرنا ہر امتی پر فرض وواجب ہے، اختصار سے بیان کریں۔؟

سوال نمبر 2......صحابہ کرام بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کس انداز میں ادب واحترام کرتے تھے نیز یہ بتلائیں کہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والے کے بارے میں جو کچھ بیان کیا ہے تفصیلاً بیان کریں۔؟

سوال نمبر 3......حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی قبر انور کی زیارت کیلئے جانے کا کیا حکم ہے؟ نیز حدیث "لاتشد الرحال......" کا کیا مطلب ہے۔؟

سوال نمبر 4......بارگاہ خداوندی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے؟ دلائل سے بیان کریں۔؟

سوال نمبر 5......حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے وصال کے بعد بھی آپ کے نام کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے، اگر جائز تھا، تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قحط کے وقت حضرت عباس کا وسیلہ کیوں پیش کیا۔؟ چاہیے تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے۔

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆

ہدیہء سلام

بحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

سلام اے مصطفیٰ محبوب رحمٰن ، یارسول اللہ
سلام اے مجتبیٰ محبوب یزداں ، یارسول اللہ
سلام اے مطلعِ انوار سبحان، یارسول اللہ
سلام اے منبعِ انہار احسان ، یارسول اللہ
سلام اے تاجدار بزم امکاں، یارسول اللہ
سلام اے شہر یار ملکِ عرفاں، یارسول اللہ
سلام اے یاور محتاج و سلطاں ،یارسول اللہ
سلام اے گوہرِ تاج سلیمان ، یارسول اللہ
سلام اے کار سازِ دردمنداں ،یارسول اللہ
سلام اے سرفراز عرش یزداں ،یارسول اللہ
سلام اے قبلہء دل ، کعبہء جاں ،یارسول اللہ
سلام اے روح ملت ، جان ایماں ،یارسول اللہ
سلام اے خاتم دورِ رسولاں ، یارسول اللہ
سلام اے کاشف اسرار پنہاں یارسول اللہ

☆☆☆..............☆☆☆..............☆☆☆